"آیت پلیز یار میری بات تو سنو تم" عائشہ آیت کے پیچھے بھاگتے ہوئے بولی جو کالج کے مین گیٹ کی طرف قدم بڑھا رہی تھی بھوکی شیرنی کی طرح ایسے جیسے اپنا شکار کھو نہ بیٹھے۔

"آیت جانے دو پلیز یار" ایک اور کوشش کی گئی آیت روکی گئی اور عائشہ کی طرف پلٹی بلیک جینز اور وائٹ ٹوپ میں کھلے شہد رنگ بال، دودھیہ رنگت بڑی سی آنکھیں گلابی ہونٹ مغرور سی ناک وہ بلاشبہ حسن کا پیکر تھی اور اس وقت تو غصّے کی حالت میں گال اور ناک سرخ ہو رہے تھے ماتھے پر بل ڈالے عائشہ سے مخاطب ہوئی۔

"اس نئے لفنگے کا جبڑا ہلا کر چھچھورپن نہ اتار دیا نا تو میرا نام بھی آیت صدیقی نہیں mark my words" آیت یہ کہتے ہی روکی نہیں۔

"افففف خدایا یہ لڑکی اللہ میری مدد کرکیا ضرورت تھی مجھے اس کو بتانے کی" عائشہ تو بس آیت کے تیور دیکھ کر خود کو کوسنے ہی لگ گئی تھی کہ کیوں اس بدتمیز لڑکے کے اسے تنگ کرنے والی بات اس 'Ladyfighter' کو بتائی۔ اب کیا ہوگا وہ اس سوچ میں ہی تھی کہ اچانک ایک لڑکے کے بلبلانے کی آواز سنی تو دیکھا آیت تو کب کی جا چکی۔ عائشہ اپنا ماتھا پیٹتی کالج کے مین گیٹ کی سمت بھاگی جہاں بہت سے students تماشا دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے تھے۔یقین آیت صدیقی اپنا کام شروع کر چکی ہے۔ اور واقعی آیت صدیقی کک مارنے میں مصروف نظر آئی البتہ یہ الگ بات ہے کہ کک فٹبال کو نہیں اس لڑکے کو ماری جارہی تھی جس نے عائشہ کو تنگ کیا تھا۔ "افف یہ لڑکی" عائشہ آیت کو روکنے کے لیے آگے بڑھی تھی لیکن اسی وقت وہی لڑکا جس نے عائشہ کو تنگ کیا تھا اٹھا اور آیت پر وار کرنے ہی والا تھا کہ آیت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک ٹانگ گھما کر اسے دوبارہ زمین بوس کر دیا اور کک مارنے لگی جب آگے بڑھ کر عائشہ نے اسے روک دیا اور معصوم شکل بنا کر بولی۔

"آیت مجھے سسپینڈ نہیں ہونا پلیز یار" یہ سن کر آیت رک گئی لیکن اگلے لمحے ایک زور دار پنچ اسی لڑکے کو دے مارا جو اب اپنا جبڑا سہلا رہا تھا۔ "آیت صدیقی" کون تھا جو اس نام سے واقف نہیں تھا کم سے کم اس کالج میں تو نہیں تھا۔ حسد کی ماری لڑکیاں اسے بگڑی امیر زادی کہتی تھیں لیکن لڑکے وہ تو اسے "heart killer" کہتے تھے لیکن ہاں سب پیٹھ پیچھے کیوں کہ "آیت صدیقی" لڑکوں سے بات نہیں 'موقا لات' کرنا زیادہ پسند کرتی تھی۔ خیر اس لڑکے کی تو شامت آگئی جو اس نے عائشہ کو چھیڑا اور غضب یہ کہ ابھی تک بیچارے کو ہی معلوم نہیں کہ اس کے کس عمل کی بنیاد پر اتنی خاطر داری کی جا رہی ہے۔

"سسپینڈ کوئی نہیں ہونے والی تم مجھے روکنے کے لیے تھرڈ کلاس بہانے مت بناؤ عائشہ" آیت پنچ مار کر عائشہ کی طرف رخ کر کے بولی۔

"آیت پلیز چھوڑ دو اب اسے اب اتنی خاطر داری کر تو لی ہے تم نے" عائشہ منت

بھرے لہجے میں بولی تو آیت نے بھی اپنی گھڑی میں ٹائم دیکھا اس کی کلاس کا وقت ہو گیا تھا قدم پیچھے کئے تبھی وہ لڑکا عائشہ کی طرف مشکور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ فرشتہ ہے میرے لیے شکریہ" اور آیت کو تو یہ سن کر آگ ہی تو لگ گئی فوراً بولی۔

"اور اس فرشتے کو چھیڑنے والے تم جہنم کے لفنگے" یہ سنتے ہی لڑکے کو سمجھ لگی کیوں وہ اس حالت میں کچھ دیر پہلے کیے گئے اپنے غیر اخلاقی عمل کی وجہ سے یہاں تک پہنچا۔

"بہن مجھے معاف کردو آئیندہ کبھی یہ غلطی نہیں ہوگی" سے کہتا اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے عائشہ سے بولا۔

"کوئی بات نہیں بھائی آپ کو احساس ہوگیا کافی ہے آئندہ کسی بھی لڑکی کو پریشان نہیں کیجیے گا" عائشہ کہا لڑائی مار پیٹائی دیکھ سکتی تھی اور کہا وہ لڑکا اس کی وجہ سے سیدھا کھڑا ابھی نہیں ہو پا رہا تھا۔ افسوس سے فوراً بولی جبکہ اس کی بات سن کر آیت نے مٹھیاں بھینچ لی اور بولی۔

"بھائی کی بہن اب چلنا ہے ؟؟ یا بھائی کی مرہم پٹی بھی کروا کر آؤ گی؟؟" عائشہ گڑبڑا کر سیدھی ہوتی آیت کے ساتھ کلاس کی سمت قدم بڑھانے لگی۔ عائشہ آیت کی واحد دوست تھی۔ آیت امیر گھرانے سے تعلق رکھتی تھی جبکہ عائشہ مڈل کلاس گھرانے سے تھی۔ ان کی دوستی سکول میں ہوئی تھی عائشہ کے والد جاوید صاحب ایک ملازمت پیشہ انسان تھے لیکن انھوں نے اپنی دو بڑی بیٹیوں سے زیادہ عائشہ کی بہترین تعلیم پر توجہ دی اس کی ایک وجہ اپنی بہنوں سے زیادہ لائق ہونا تھی اسی لیے آج عائشہ اتنے مہنگے کالج کی طلبہ تھی اور 50% سکولر شپ بھی۔ اور آیت صدیقی

اپنے خونی رشتوں کی نفرت کی شکار لڑکی تھی اس کے باپ نے محبت کی شادی کی تھی اس کی ماں سے لیکن دوسری شادی۔ یہ ہی شاید آیت کا سب سے بڑا گناہ تھا کہ وہ نا تو صدیقی صاحب کی پہلی بیگم کو پسند تھی نا ان کی بیٹی کو اور صدیقی صاحب تو آیت سے اسی دن نفرت کرنے لگے جب آیت اس دنیا میں آئی اور ان کی محبوب بیوی خالق حقیقی سے جا ملی۔ اب آیت تو ان لوگوں کی نفرت سہتے سہتے خود بھی پتھر دل بن چکی تھی۔ ایک جو واحد محبت کا رشتہ تھا وہ دوستی تھی عائشہ جاوید کی دوستی جس کے لیے آیت صدیقی اپنی جان بھی دے سکتی تھی عائشہ بھی تو اس سے اپنی بہنوں سے بڑھ کر محبت کرتی تھی۔

"مجھے معاف کر دو devil King" رسیوں میں جکڑا شخص سامنے اپنی موت کو دیکھ کر بولا ایک خوف تھا جو اس کے روم روم سے جھلک رہا تھا۔ وہی خوف جو امریکہ

کے لوگوں کو صرف "devilKing" کے نام سے ہی آنے لگتا آتا بھی کیوں نہ اس لی بے رحمی اور سفاکیت کے چرچے ہر طرف مشہور تھے۔ لمبا قد، کسرتی جسم، سفید گلابی رنگت، کھڑے مغرور نین نقش اور نیلی پر اسرار سے آنکھیں، کالے بال جو ہر وقت جیل سے سیٹ رہتے تھے بلیک تھری پیس میں وہ مافیا Devilking تو کہی سے نہیں لگتا تھا وہ تو کسی ریاست کے شہزادہ کی سی پر سنیلٹی اور روب کا مالک شخص تھا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے بیٹھا سامنے بیٹھے غدار کو دیکھ رہا تھا جس نے اس کی گینگ کی انفاریشن devilKing کے دشمن لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی تھی جو بروقت اس کی ٹیم نے ناکام کردی تھی۔ ڈیول کنگ خود کا خون معاف کر سکتا ہے لیکن غداری نہیں یہ بات ڈیول کنگ کے ٹیم کے تمام لوگوں کو معلوم تھی لیکن پھر بھی غداری کی کوشش یہ شخص تو واقعی قابل دید شخص تھا اس لیے تو ڈیول کنگ یہاں خود آیا تھا تاکہ سب کو معلوم ہو سکے ڈیول کنگ غداری کی سزا موت دیتا ہے

"مجھے معاف کردو devil King میرے بیوی بچوں پر ترس کھاؤ" لیکن سامنے والا

بے سود جیسا کچھ سن ہی نہ رہا ہو۔

"خون کرنے والے کو معاف کر بھی سکتا ہوں لیکن غداری نہیں" یہ کہتے ہی Dk اٹھا اور پیٹھ اس غدار کی طرف تھی جو خوف سے کانپ رہا تھا پھر اس نے Dk کا بائیاں ہاتھ ہوا میں اٹھتا دیکھا جس میں پسٹل تھی اور ایک فائر کی آواز اور سامنے بیٹھے شخص کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی یہ تو سب جانتے ہیں کہ devil King اگر آنکھیں بند کر کے بھی فائر کرے تو بھی سامنے والا بچ نہیں سکتا اب منظر کچھ یوں تھا کہ Dk(devil King) بلڈنگ کے باہر قدم بڑھا رہا تھا اور اس کے آدمی اس کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ بلیک تھری پیس سوٹ میں devil King اپنے قدموں کی چاپ سے سامنے والے کو دنیا فتح کرنے کا گمان دے رہا تھا اور اس کے آدمی جو سب ہمیشہ رائل بلیو کلر کے تھری پیس میں ملبوس رہتے تھے devil King کے آدمی ہونے کا ثبوت دے رہے تھے۔ جیک جو کہ devil King کا خاص تھا ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا تھا سائے کی طرح آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا devil

King کے بیٹھتے ہی دوسری جانب کار میں آبیٹھا۔

"ڈیول ہشام نے پاکستان میں تمھارے لیے پارٹی رکھی ہے کل "جیک بول کرڈیول کے جواب کا منتظر ہوا۔ "اوکے کل چلے گے پاکستان ہشام سے ملنے بھی اور قبضہ کرنے بھی "ڈیول اتنا کہتا مسکراہٹ سجائے باہر دیکھنے لگا۔

"نوریز"____________________

"نوریز"

ہر طرف زور وشور سے نوریز کے نام کے نارے لگائے جارہے تھے لگاتے بھی کیوں نہ مشکلوں سے تو "نوریز کا شان یوسفزئی" اپنی آواز اپنے چاہنے والوں کو سنانے کا شرف بخشتا تھا۔یہ منظر اسلام آباد یونیورسٹی کا تھا جہاں ہر شخص "نوریز کا شان یوسفزئی" کا منتظر تھا اور اسٹیج پر لگا مائیک بھی۔بہار کا موسم ،ڈھلتی شام ایک

خوبصورت منظر کی گواہی دے رہے تھے۔ سامنے سے وہ آتا نظر آیا اور اسٹیج پر لگے

مائیک کے سامنے آکھڑا ہوا۔ لمبا قد، صاف رنگت، کھڑے نقوش، کالے بال جو

پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے بلیک جینز اور شرٹ میں، سبز آنکھوں میں چمک لیے وہ

رف حلیے میں بھی وہاں کھڑی کئی لڑکیوں کے دل میں اتر چکا تھا۔ وہ تھا ہی ایسا دل

میں اترنے والا شوخ مزاج لیکن مجال جو آج تک کسی بھی لڑکی کو نظر بھر کر دیکھا

بھی ہو۔ اور جب سے اس کی یونی ختم ہوئی تو وہاں کے جونیئرز اسکی آواز کو مس

کرتے تھے اور آج تو انھیں موقع ملا تھا اس ساحر کی آواز کو سننے کا کیونکہ آج نوریز کے

بیج کو یونی میں مدعو کیا گیا تھا ہاں یہ بات الگ تھی کہ نوریز کا دل نہیں تھا آنے کا اپنے

گردے کے بنا لیکن آنا پڑا ارسلان کے نئے نئے نکاح کی خوشی میں کیونکہ ارسلان کی

منکوحہ جو اس کی کلاس فیلو رہ چکی تھی اس نے ارسلان سے نوریز سے اپنا فیوریٹ

سونگ گانے کی فرمائش کی تھی جس کے لیے بیچارے ارسلان نے اپنی ساری جمع

پونجی نوریز پر لٹا دی تھی اور ایک محبوب کی طرح سارے نکھرے جھیلے تھے"آہ

نوریز تجھے اللہ پوچھے" ارسلان تو بیچارہ یہ ہی سوچ سکتا تھا بول تو پھر بھی نہیں سکتا تھا

"اہمم good evening گائیز"نوریز کی آواز پر ارسلان اپنی سوچ جھٹک کر متوجہ

ہوا کیونکہ باقی سب تو پہلے ہی سے دل تھام کر دیدارِ نوریز میں مصروف تھے۔

"یہ سونگ ہمارے بیج کے فرسٹ کپل کے لیے" نوریز نے یہ کہتے ہی گیٹار تھام لیا اور اپنی آواز کا سحر برسانے لگا۔

ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے۔۔

تیرے بنا کیا وجود میرا۔۔

گانے کے پہلے پہرے میں ہی لڑکیوں نے اپنا دل تھام لیا اور نوریز کو دل ہار بیٹھنے والی نظروں سے دیکھنے لگی اور جس پر دل ہارا جارہا تھا وہ اپنی دھن میں مگن آنکھیں بند کیے گٹار کے تار چھیڑتے ہوئے گنگنانے میں مصروف تھا۔

ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے۔۔

تیرے بنا کیا وجود میرا۔۔

🎶🎶🎶🎶🎶🎶

تجھ سے جدا اگر ہو جائے گے تو۔۔

خود سے ہی ہو جائے گے جدا ۔۔

کیونکہ تم ہی ہو اب تم ہی ہو۔۔

میری زندگی اب تم ہی ہو۔۔ 🎶🎶🎶🎶🎶🎶

چین بھی میرا درد بھی۔۔

میری عاشقی اب تم ہی ہو۔۔

تیرا میرا رشتہ ہے کیسا۔۔

اک پل دور گوارہ نہیں۔۔

(یہ lyrics گاتے ہی نوریز نے آنکھیں کھول کے ارسلان اور دعا کی طرف ہاتھ سے

اشارہ کیا جو ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے کھڑے تھے۔نوریز کے اشارہ کرنے پر سب لوگوں نے اس کپل کی طرف دیکھ کر زوردار ہوٹنگ کی جس سے دعا چھپ گئی اور ارسلان مسکرا کر اسے دیکھنے لگا)

تیرے لیے ہر روز ہے جیتے۔۔

تجھ کو دیا میرا وقت سبھی۔۔

کوئی لمحہ میرا نہ ہو تیرے بنا۔۔

ہر سانس پہ نام تیراااااا

کیونکہ تم ہی ہو اب تم ہی ہو

میری زندگی اب تم ہی ہو

چین بھی میرا درد بھی

میری عاشقی اب تم ہی ہو

🎶🎶🎶🎶🎶🎶

نوریز اسٹیج سے نیچے اترتا students سے خود کو بچاتا جو اس سے ملنے آرہے تھے ارسلان کی طرف قدم بڑھا رہا تھا جب اچانک کسی لڑکی کے نرم ہاتھ کا لمس اپنے

اپنے بائیں کندھے پر محسوس کیا نوریز سمجھ گیا یہ کون ہے کیونکہ نوریز اسے پہلے ہی اسٹیج کے سینٹر سائیڈ پر کھڑے دیکھ چکا تھا اور نا بھی دیکھتا تو بھی جان جانتا کیونکہ یہ ہمت نوریز کی زندگی میں ایک ہی لڑکی کر سکتی تھی "ہالے آفریدی"۔

"کاش یہ سونگ تم صرف میرے لیے گاتے" ہالے آہ بھرتی نوریز کے سامنے آئی اور نوریز ارسلان سے ملنے کا ارادہ ترک کرتا اس سے مخاطب ہوا۔

"اتنی اچھی شکل نہیں تمہاری" نوریز ناراضگی سے کہتا ایک سائیڈ چلنے لگا۔ ناراض ہوتا بھی کیوں نہ نوریز کے ساتھ آنے کو تو منع کر دیا تھا میڈم نے اور اب اچانک نمودار ہو گی۔ جبکہ ہالے نوریز کے پیچھے پیچھے قدم رکھتی چلنے لگی۔

"الحمدللہ ایک دنیا مرتی ہے اس شکل پر" قہقہہ لگا کر بتایا گیا۔

"وہ دنیا نہیں جنات کا گاؤں ہو گا کیونکہ ایسے شکل پر جنات ہی مرتے ہیں" نوریز پلٹ کر اسکی حرکت دیکھتا ہوا بولا۔

"تم میرے قدم کے پیچھے قدم کیوں رکھتی ہو؟؟" جھنجھلا کر پوچھا گیا جبکہ ہالے آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھنے لگی۔

"کیونکہ میں تمھارے ساتھ قدم ملا کر نہیں چل سکتی" ایک آہ کی سی کیفیت میں بتایا گیا۔

کیوں؟؟"نوریز کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی۔

"ڈر لگتا ہے بھئی تم چلتے چلتے دھکا دے دو مجھے جناتوں کی بستی میں" ہالے آنکھوں میں نمی لیے ہنستے ہوئے بولی (ایک دنیا جانتی تھی ہالے کی آنکھوں میں کس کے نام کی

محبت چمکتی تھی پر جس کا نام تھا وہی انجان تھا)

"اتنا بھی ظالم نہیں میں خیر اب کیسے آئی ہو تم نے مجھے منع کر دیا تھا تو اب کیسے ؟؟" نوریز نے آئیبرو ریز کر کے پوچھا۔

"بس یار ممانی کو ایکسکیوز کر کے آگئی بہت بورنگ پارٹی تھی خواتین کی" ہالے نے پارکنگ کی طرف قدم بڑھتے ہوئے بتایا۔

"آپ بھی خواتین میں شامل ہوتی ہے میڈم "نوریز اسکی بات پر ہنستے ہوئے بولا۔

"ایسی پارٹیز سے چیڑ ہے مجھے لیکن ممانی زبردستی لے گئی بہت مشکلوں سے انھیں منا کر آئی ہو" ہالے اپنی کار سے ٹیک لگا کر بولی۔

"ہاہاہا۔۔خیر دلشاد کب آرہا ہے واپس ؟؟"نوریز اس کی سیچویشن سے لطف لیتے ہوئے قہقہہ لگا اٹھا اور پھر اپنے جگری یار کے بارے میں پوچھنے لگا۔ جو کراچی بزنس میٹنگ کے لیے گیا ہوا تھا۔ہالے دلشاد کی پھوپھی ذات تھی آفریدی صاحب اور ان کی بیگم کا 15 سال پہلے پلین کریش میں انتقال ہو گیا تھا اور 10 سالہ ہالے اپنے ماموں اور ممانی کے ساتھ رہنے لگی جن کے خود کے دو بیٹے تھے۔"دلشاد وہاب خانزادہ" اور اس سے چھوٹا"داہم وہاب خانزادہ" دلشاد 28 سال کا ایک خوبرو نوجوان تھا جو اپنے باپ کا بزنس سنبھال رہا تھا جبکہ داہم 21 سال کا میڈیکل اسٹوڈنٹ تھا جو امریکہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔داہم جب بھی پاکستان آتا وہاب ولا میں رونق لگا دیتا جبکہ دلشاد سنجیدہ طبیعت انسان تھا۔ہالے اور دلشاد کی خوب دوستی تھی اس کے ہمراہ ہی نوریز سے 15 سال پہلے اس کی دوستی ہوئی ہاں البتہ داہم سے اس کی ایک پل کو نہیں بنتی تھی جو اس سے دو سال چھوٹا ہونے کے باوجود احترام تو بہت دور کی بات اس کو ٹیز کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑتا تھا۔ اس کے امریکہ جانے پر شکر کا کلمہ پڑھنے والی وہاب ولا کی واحد ہستی "ہالے

آفریدی" تھی۔

"کل آرہا ہے اور ساتھ ہی وہ شیکسپیئر کا دادا بھی "ہالے کو دلشاد کے آنے کی خوشی سے زیادہ داہم کے آنے کا دکھ تھا جو کل ہی ایک ہفتے کے لیے پاکستان مسز وہاب کے یاد کرنے پر آرہا تھا۔ شکسپیئر نام دینے کی بھی اپنی ہی ایک کہانی ہے بھئی وہ بھی آپ کو آگے چل کر پتا چل جانی ہے۔

"اوہ ! بھئی کیوں ہے تمہیں اس سے کھار اتنا اچھا تو ہے بیچارہ"نوریز مصنوعی افسوس سے کہ رہا تھا کیونکہ وہ بھی اچھے سے داہم کے کارناموں سے واقف تھا اور اس کی یہ بات اس وقت ہالے کو زہر لگ رہی تھی۔

"تمہیں تو اچھا ہی لگے گا نا پارٹ ٹائم محبوبہ جو ہے تمہارا" ہالے بھی سرخ چہرا لیے بولی اور آگے بڑھ کر نوریز کو سائیڈ کرتی گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی۔

"پارٹ ٹائم کیوں فی الحال تو فل ٹائم ہے لیکن تمہیں کیوں مرچیں لگ رہی ہیں جیلس ہو رہی ہو کیا؟؟"نوریز اس کی گاڑی کا آدھا کھلا دروازہ بند کرتے ہوئے بولا وجہ ہالے کو اور تپانا تھی۔

"ہنہ۔۔۔جیلس اور ہالے آفریدی دونوں ناممکن بات ہیں" ایک ادا سے بال جھٹک کر شان بے نیازی سے کہا گیا۔ہالے آفریدی خود سراپائے حسن تھی مہرون شلوار قمیض میں ایک سائیڈ ڈوپٹہ لیے کالے بال جو کمر تک آتے تھے،سفید سرخ رنگت ،بڑی بڑی کالی آنکھیں حسین نین نقش لیے ایک مکمل حسین لڑکی تھی جو بنا میک اپ کے بھی کسی حور سے کم نہ تھی۔

"مان لو جیلس ہو میں اپنی محبوبہ کو نہیں بتاؤ گا۔۔پکا"نوریز شرارت لیے آنکھیں جھپکا کر بولا اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے۔

"بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری مردانہ محبوبہ"ہالے اسے آنکھیں دیکھاتی کھینچ کر اپنی گاڑی سے دور کرتی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتی زن سے گاڑی وہاں سے لے گئی۔ہالے کہاں برداشت کر سکتی تھی"داہم وہاب خانزادہ"عرف" شیکسپیئر کے دادا"کی اتنی ہمایت کوئی شک نہیں تھا وہ پاکستان میں نا ہو کر بھی ہالے کا دردِ سر بنا رہتا تھا۔

"میں جا رہی ہو اب"نمل اٹھتے ہوئے اپنی چادر سہی کرتی بولی۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے"شمس تمسخر سے کہتا روکنگ چیر پر سیدھا ہو کر بیٹھا اور شیطانیت سے اسے گھورنے لگا وہی کام جو پچھلے دو گھنٹوں سے کر رہا تھا۔

"تمہارے دو گھنٹے پورے ہو چکے ہیں اب ان غلیظ نظروں سے گھور لیا ہو تو اپنے

ڈرائیور کو بولو کوٹھی چھوڑ آئے مجھے" نمل اشتعال سے بولتی پہلو بدل گئی۔

"طوائف ہو کر اتنی اکڑ اچھی بات نہیں" شمس دلچسپی سے اس کے غصے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"تمہیں خدا کا خوف نہیں شمس ڈرو اللہ سے اس کی پکڑ سے" نمل بے بسی سے اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

"ہاہاہا۔۔۔ طوائف کے منہ سے اللہ کا نام تم ایک چونٹی ہو" نمل برقہ" اپنے بل سے نکلو باہر ورنہ یہ شرافت تمہیں بھوکا مارے گی" شمس مزاق اڑانے والا انداز میں کہتا نمل تک پہنچا اور اس کے چہرے کو چھونے لگا تبھی اس کا ارادہ بھانپ کر نمل فوراً پیچھے ہوئی اور دیوار پر لگی پینٹنگ سے جا ٹکرائی۔

"ایک دن یہ ہی طوائف تمھارا سر کچلے گی" شمس رفاقت" اور ایک عام لڑکی کی طرح

عزت سے زندگی گزارے گی" نمل اعتماد سے کہتی وہاں رکی نہیں نمل شمس رفاقت کے گھر سے نکلتی لمبے کشادہ لان سے گزرتی پورچ کی سمت بڑھی نمل کو دیکھتے ہی ڈرائیور نے آگے بڑھ کر ایک چمچماتی گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ اسے کون نہیں جانتا تھا یہاں بھلا، وہ شمس رفاقت کی خریدی ہوئی طوائف کے نام سے جانی جاتی تھی۔ نمل کو رفاقت صاحب نے پیدا ہوتے ہی اپنے 15 سال کے بیٹے کی طوائف قرار دے کر ظہورا بائی کے سامنے اتنی زیادہ قیمت رکھی تھی کہ وہ کبھی اب نمل کو شمس رفاقت کے علاوہ کسی کے سامنے پیش نہیں کرے گی۔یہی تو بدلا تھا "رفاقت آنس" کا برقہ سے کہ اس کی بیٹی زندگی بھر شمس رفاقت کی خریدی ہوئی طوائف کے نام سے جانی جائے گی اور کیا خوب بدلہ تھا۔ شمس رفاقت نمل کو اپنی دسترس میں لینے کے لیے بے چینی سے اس وقت کا انتظار کر رہا تھا۔جب اس کے باپ کی دی ہوئی مہلت جو کہ برقہ (نمل کی ماں نے) نے منت سماجت اور اپنی عزت نفس کو بلائے طاق رکھ کر حاصل کی تھی وہ ختم ہو اور شمس رفاقت نمل کو "شمس رفاقت کی خریدی ہوئی طوائف" کے نام سے آزاد کر کے "شمس رفاقت کی رکھیل" کا لقب دے۔ برقہ کی عزت نفس ہاں ایک طوائف کی عزت نفس یہی تو شاید غلطی تھی برقہ

لی کہ وہ ایک طوائف ہوتے ہوئے بھی عزت کے خواب دیکھا کرتی تھی اور اس کی خوش قسمتی تھی یا بد قسمتی جب وہ پہلی بار محفل لگانے کے لیے آئی تو اس پر ایک نظر پڑتے ہی وہاں آئے ایک شخص نے اس پر ہمیشہ کے لے اپنے نام کی مہر لگا دی جس پر برقہ نے اس شخص سے نکاح کے ایجاب و قبول کی شرط رکھی اور اس شخص نے صرف اور صرف ایجاب و قبول پر ہی ہامی بھر کر برقہ کو خوش فہمی میں بتلا کر دیا وہ ہر طرح سے برقہ کا خیال رکھتا تھا شاید اسے برقہ کے حسن سے بہت محبت تھی اور شدت پسندی بھی کہ اس نے بائی کو اتنے پیسے دیئے تھے کہ وہ کبھی برقہ کو کسی بھی محفل میں کبھی بھی پیش نہیں کرے گی اور یہ ہی تو اصول تھا اس کوٹھے کا کہ جب جس لڑکی کی پوری زندگی کی قیمت مل جائے تو اسے اس شخص کے علاوہ کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔ برقہ تو اتنے میں ہی خوش تھی لیکن جب نمل کے وجود کا اس شخص (نمل کے باپ) پر آشکار ہوا تو وہ نمل کو اس دنیا میں آئے بغیر ہی چھوڑ کر چلا گیا کیونکہ اس نے برقہ کے ایجاب و قبول کی شرط پر ایک شرط رکھی تھی کہ وہ کبھی اولاد نہیں پیدا کرے گی لیکن جب اس شخص نے بچہ ختم کرنے کی بات کی اور برقہ نا مانی وہ بے مہر شخص یہ کہ کر اسے چھوڑ گیا کہ "تم طوائف ہو چاہے میرے علاوہ

تمہیں کسی نے دیکھا نا ہو لیکن ہو تو ایک طوائف ہی میں اپنی اولاد کی طوائف کے وجود سے پیدائش ہر گز نہیں چاہتا لیکن اگر تم پھر بھی پیدا کرنا چاہتی ہو اس گند میں اس وجود کو تو شوق سے کرو لیکن یہ مت سوچنا میں تمہیں دنیا کے سامنے اپناؤ گا مجھے میری عزت تم سے اور اس حسن سے زیادہ عزیز ہے" وہ بے مہر شخص یہ کہتا برقہ کو ساکت کر کے ہمیشہ کے لیے چلا گیا اور پلٹ کر بھی نا دیکھا۔ جب نمل پیدا ہوئی تو اس کی ماں برقہ اس کا نام "نعمل" رکھنا چاہتی تھی لیکن حسد کے مارے شخص رفاقت نے نمل کو اپنے بیٹے کے لیے خریدتے ہی اس کا نام نمل رکھا کا تمسخر تھا کہ طوائف زادی "نعمل" نہیں "نمل" ہی ہو سکتی ہے صرف ایک چونٹی۔ رفاقت نے اس شخص کے سامنے خود کو ٹھکرائے جانے کا بدلہ لیا تھا برقہ سے۔ نمل جیسے ہی گاڑی میں بیٹھی ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔ نمل کی گاڑی کا رخ اب کوٹھی کی طرف تھا وہ کوٹھی ایک نام پر رکھی گئی طوائفوں کے لیے تھی لیکن تھی تو بدنام زمانہ جگہ جہاں کوٹھے بے شمار پر کوٹھی صرف ایک تھی۔ "نمل" وہ ایسی تھی ہاتھ لگاؤ تو میلی ہو جائے سفید گلابی رنگت، بڑی سی بھوری آنکھوں، گلاب جیسے

ہونٹ، مناسب قد، آبشار جیسی زلفیں وہ خوبصورت نہیں وہ بلا کی خوبصورت تھی

19 سال کی لڑکی جو 35 سال کے دیو کیقید میں تھی۔ وہ ایک مان سے اپنی ماں کا نام خود سے جوڑتی تھی اور کہلائی جاتی تھی "نمل برقہ" جسے گند میں رہ کر بھی اللہ نے پاک رکھا ہوا تھا جو باقاعدگی سے نماز پڑھتی قرآن کی تلاوت کرتی تھی اور دعا تھی اس کی کہ اللہ اسے عزت کی زندگی سے نوازے یا پھر موت دے۔ شمس رفاقت ایک بہت بڑا جاگیردار تھا جو اپنی باپ کی جگہ سنبھالے ہوئے تھا۔ وہ ایک باروب شخص تھا وہ کسی بھی لڑکی کو دیوانہ کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا لیکن ان سب صلاحیتوں کے باوجود وہ عورت کی عزت کو داغدار کرنے والوں میں سے ہی تھا اس کے انتظار کو ختم ہونے میں اب بس آٹھ ماہ رہ گئے تھے اور شمس رفاقت کو آٹھ ماہ کے ختم ہونے کا بے صبری سے انتظار تھا

رات کا 2:00 بج رہا تھا لیکن یہاں تو ہر طرف روشنی تھی ہوتی بھی کیوں نا اس شہر کا

تو دوسرا نام ہی "روشنیوں کا شہر" تھا۔ ہاں جی "کراچی"۔ یہ منظر تھا کراچی کے شاہراہِ فیصل روڈ کا جہاں کیب اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی کی اچانک دو بائیکس اس گاڑی کو اورٹیک کر گئی اور مجبوراً ڈرائیور کو گاڑی روکنی ہی پڑی۔

"کیا ہوا؟؟" پیچھے بیٹھا شخص نا سمجھی سے ڈرائیور سے پوچھنے لگا۔

"سر جی پہلی دفعہ کراچی آئے ہو کیا؟؟" ڈرائیور بے زاری سے گردن موڑ کر الٹا اسی سے پوچھنے لگا۔

"تمہیں کیسا پتا چلا؟؟" اس شخص کی تو حیرت کی انتہا تھی شاید "سر جی! کراچی میں رات کے اس وقت سہی سلامت گاڑی جب روکنی پڑے تو سب سمجھ جاتے ہیں کیا ہوا اور کیا ہونے ہونے والا ہے سوائے نئے آئے لوگوں کے" وہ شخص گردن سیدھی کرتے ہوئے بولا۔

"کیا؟؟" وہ شخص نا سمجھی سے دوبارا پوچھنے لگا۔ لیکن تبھی بائیک سوار دو لوگوں نے شیشہ بجا کر باہر نکلنے کا کہا جس پر ڈرائیور لبیک کہتے باہر نکلا تو وہ بھی شخص ماجرہ سمجھنے کے لیے باہر آیا۔ بائیک سوار کوئی شک نہیں کہ چور تھے اور کراچی میں یہ تو عام بات تھی ہوتی بھی کیوں نا کراچی والے تو چوروں کو بھی فقیر سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے تبھی تو بیچارے لوٹنے کے بعد بڑے فخر سے بتاتے ہیں بھئی ہم نے تو خیرات کی ہے اپنا صدقہ سمجھ کر دے دیا۔ اور آج ان فقیروں کے صدقہ حاصل کرنے کا وقت تھا۔

"چل بے نکالوں جو کچھ بھی ہے تمھارے پاس" ایک چور پسٹل ہوا میں لہراتے ہوئے بولا۔ وہ چار چور منہ پر رومال لگائے ہوئے تھے اور چوروں ہی والے حلیے میں تھے دو بائیک پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے جبکہ ایک ڈرائیور کے آگے اور دوسرا اس شخص کے آگے تھا۔ اس روڈ پر بہت سی بائیکس اور گاڑیاں آجا رہی تھی لیکن کوئی کیا کر

سکتا تھا کوئی نا کوئی تو روز ہی لوٹتا تھا اور ان چوروں والی کھائی میں کود کر کوئی آبیل مجھے مار والی کہانی کیوں کرنا چاہے گا بھلا۔"بھائی لے لو" وہ ڈرائیور اپنا موبائل اور آج کی ساری کمائی سامنے کھڑے چور کے حوالے کرتا بولا۔چور نے موبائل اور پیسے اپنی جیبوں میں ڈالتے ہوئے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا جو اشارہ سمجھتے ہی اس شخص کی طرف لپکا جو معصوم سی شکل بنائے سب دیکھ رہا تھا۔

"تجھے الگ سے بولو۔۔نکال" اس چور کے بولتے ہی اس شخص نے اپنا والٹ اور موبائل اسے دے دیا۔چور والٹ کھولتے ہی وہاں کیش نا پا کر اسے دیکھنے لگا اور پھر بولا"کیش دے"

"میرے پاس تو صرف کارڈز ہی ہے آپ کسی کیش کاؤنٹر پر جا کر نکلوا لے" اطمینان سے سمجھایا گیا۔کون تو؟" وہ چور تو اس کی بات سن کر دنگ رہ گیا۔

"داہم وہاب خانزادہ" فخر سے بتایا گیا۔ لمبا قد، سفید رنگت، دلفریب نقوش، آنکھوں میں دلکشی اور چہرے پر بلا کی معصومیت لیے، بلیک جینز اور گرے ٹی شرٹ میں وہ واقعی فخر کے قابل تھا۔ "زیادہ شانا بن رہا ہے؟؟" دوسرے چور نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر بن رہا ہوں" داہم آج شاید چوروں کو اپنا پورا بائیو ڈیٹا دینے پر تولا ہوا تھا اطمینان سے بتایا گیا۔

"زیادہ بکواس نہیں یہی ٹھوک دو گا" ایک چور طیش سے بولا "بھائی ٹھوک دو ایسی زندگی کیا کام کی جہاں عزت نہیں" داہم افسوس سے کہتا خود ہی پسٹل کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

"ڈرامے نہیں رچا سمجھا" اب تو داہم کے سامنے کھڑے چور کا ضبط ہی ٹوٹ گیا تھا

زور سے دھاڑا۔

"ڈرامے ! اسے بھی یہی لگتا ہے میں ڈرامے کرتا ہوں" داہم کو ایک دفعہ پھر افسوس نے آگھیرا سر جھٹک کر بولا۔

"کسے؟؟" کب سے چپ بیٹھے چور کو اچانک تجسس ہوا "ہے میرا اپنا جس کے پاس میرے لیے وقت نہیں اور میں اس کی محبت میں یہاں انجان شہر میں آگیا ہو اور لوٹ بھی چکا ہو" داہم اس سوال پوچھنے والے چور کی طرف رخ کر کے بولا۔۔

"بس کر بھائی ہوگی اس کی محبوبہ اور تو نے بہن کا رشتہ دینا ہے اسے جو اتنی پوچھ گچھ کر رہا ہے" دوسرا چور عاجز آکر بولا۔

"بھائی میں اپنی امی کی مرضی کے بنا شادی نہیں کرو گا" داہم کو ایک اور فکر نے آگھیرا

والدین کے بنا رشتہ کی بات --

"محبوبہ ماں سے پوچھ کر بنائی تھی ؟؟" چور بھائی نے طنز کا تیر چلایا-

"استغفراللہ کراچی کے معزز چور بھائیوں میں خاصا شریف بندا ہوں" داہم فوراً اپنی صفائی میں کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا--

"تو یہاں کیا شرافت کی کتاب چھپوانے آیا ہے" ایک اور چور بھائی کا طنز "اپنے باپ کی پہلی اولاد کو سرپرائز دینے پر ! اس کی وجہ سے مجھے ہی کنگال ہو کر سرپرائز مل گیا "داہم افسوس سے سر جھٹک کر معصومیت سے چوروں کی طرف رخ کر کے بولا-

"باپ کی پہلی اولاد؟؟" چوروں کے ساتھ ساتھ ڈرائیور بھی اب نا سمجھی سے داہم کی طرف دیکھ کر یک زبان چوروں کے ساتھ "اس کا بڑا بھائی ہو گا" ایک چور پہلے حیرت سے پھر دماغ لگا کر بولا-

"بلکل.. میرا بڑا بھائی"داہم کنفرم کرتے ہوئے چمکتی آنکھیں لیے بولا۔

"تو وہ آیا نہیں تجھے لینے؟؟" ایک اور سوال کیا گیا۔ اس کا کہنا ہے کہ (داہم پاس کھڑے چور کے کندھے پر ایک ہاتھ رکھ کر بولا جو پہلے تو اسے گھور گیا لیکن پھر بات کی طرف متوجہ ہوا)

میں"دلشاد وہاب خانزادہ"ہوں تیرے باپ کی پہلی اولاد لیکن تیرے باپ کا ڈرائیور نہیں تو مجھ پر تو حکم چلانا ہی نہیں۔

"سگا بھائی ہے؟؟"ڈرائیور نے کسی خدشے سے پوچھا۔

"الحمدللہ"داہم برا منانے والے انداز میں ڈرائیور کی بات سن کر بولا۔

"ہمم خیر یار چھوڑ دو اسے۔۔بیچارہ اپنے بھائی کا ستایا ہوا ہے"ایک چور نے جانی کے نئے گانے کی ٹانگ توڑتے ہوئے بولا اس کے انداز پر داہم اور ڈرائیور سمیت تمام چور بھی ہنس پڑے۔یہاں کا منظر دیکھ کر کوئی کہ ہی نہیں سکتا یہاں کچھ دیر پہلے پسٹل دیکھا کر چوری کی جا رہی تھی۔اب منظر یوں تھا کہ چور داہم کا والٹ اور موبائل واپس کر کے اسے یہ بول کر جا رہے تھے کہ اگر تیرا بھائی تجھے کچھ بھی بولے بس اس نمبر پر کال ملا دینا (جو نمبر چور بھائی نے داہم کے موبائل پر ڈائیل کر دیا تھا) بس پھر دیکھنا تیرا بھائی تیرے قدم چومیں گا۔اب داہم ان بیچاروں کو کیا بتاتا جس کی وہ بات کر رہے ہے اسے اگر اس گوہرِ افشائی کی بھنک بھی پڑ گئی تو یہ خود اپنے قدموں پر کھڑے نہیں ہو پائے گے۔

"بھائی پیٹرول بھروانے کے لیے پیسے دے دو"ڈرائیور کو پیٹرول کی فکر لگ گئی تبھی

ان دریادل چوروں کو مخاطب کرگیا۔ اور اس کی اچھی قسمت تھی شاید جو کچھ نہیں سارے پیسے اور موبائل اس کو واپس کر گئے۔

"کراچی کے لوگ واقعی زرہ ہٹ کے ہیں کراچی کے تو چور بھی فراخ دل نکلے" داہم کو کراچی کے بارے میں یہی تاثر ملا تو وہ مسکراہٹ لبوں پر سجا کر کار میں بیٹھ گیا۔ اور ڈرائیور نے کار دلشاد ہاؤس کے رستے پر موڑلی جو ایڈریس داہم نے اسے دیکھایا تھا۔ کراچی میں دلشاد کا خود کا محل نما بنگلہ تھا جب بھی وہ کراچی کسی بھی میٹنگ کے سلسلے میں آتا تو وہی ٹھہرتا دلشاد کو ہوٹل میں سٹے کرنا پسند نہیں تھا اور آج داہم پہلی دفعہ دلشاد ہاؤس جا رہا تھا

کیب بڑے سے خوبصورت بنگلے کے سامنے روکی تو ایک گارڈ الرٹ ہوتا کیب کی

طرف بڑھا۔داہم باہر نکلا اور گارڈ کی طرف رخ کیا جس نے سلام کیا اور داہم کا لیگج نکالنے لگا داہم ڈرائیور سے مخاطب ہوا۔

"کراچی شہر کا استقبال ہمیشہ یاد رہے گا برو۔۔ اللہ حافظ "داہم ڈرائیور کو کہتا گارڈ کو پے مینٹ کرنے کا اشارہ کرتا دلشاد ہاؤس کے اندر بڑھ گیا اور ڈرائیور مسکرا کر اپنی محنت وصول کرتا آگے بڑھ گیا تو گارڈ لیگج سنبھالتا داہم کی طرف جلدی قدم بڑھانے لگا۔۔

"سر !دلشاد سر بزنس پارٹی میں گئے ہے سر کو دیر ہو جائے گی آپ کے لیے پیغام دیا ہے کہ آپ کھانا کھا کر آرام کریں سر آپ سے ملاقات کل دوپہر میں کرے گے "گارڈ لی بات سن کر داہم اثبات میں سر ہلاتا کھانے کا بول کر اپنا کمرہ پوچھتا اس سمت چل پڑا اور بڑبڑانے لگا۔۔

"اللہ ایسا بھائی دیا ہے جسے اتنے ہینڈسم ڈاکٹر بھائی کی قدر نہیں" داہم تو بیچارہ وہاب ولا میں سرپرائز دینے کے لیے کراچی آیا تھا کہ کل شام دونوں بھائی مل کر وہاب ولا جائے گے تو سب کے لیے گرینڈ سرپرائز ہوگا اور داہم پلان ماسٹر خود ہی بنا کسی کو بتائے کراچی آپہنچا اور پھر دلشاد کو جب کال کر کے خود کو پک کرنے کا بولا تو دلشاد نے کال پر ہی اچھی طبیعت صاف کی تھی بیچارے کی لیکن ہاں ایک اچھا بھائی ہونے کے ناطے ایڈریس سینڈ کر دیا تھا جس پر داہم نے شکر کا کلمہ پڑھا بھئی داہم کو تو خدشہ تھا کہ کہی وہ اسے یہاں سڑک پر ہی نا چھوڑ دے دلشاد تو تھا بھی ایسا سنجیدہ طبیعت کا مالک اسے کہاں یہ حرکتیں اب اچھی لگتی تھی وہ تو ماضی تھا جب دلشاد وہاب خانزادہ غیر سنجیدہ ہوا کرتا تھا۔ داہم اپنی سوچ جھٹک کر کمرے میں چلا گیا

یہ منظر تھا کراچی کی لگ بھگ صبح کا جہاں ایک لڑکی کب سے سڑک کراس کرنے

لی کوشش کر رہی تھی لیکن شاید وہ پہلی دفعہ ہی یہ عمل کر رہی تھی۔ ٹریفک کم دیکھ کر آگے بڑھی تبھی پیچھے سے آتی چمچماتی کار کے ایک دم سے سامنے آنے پر خوف سے آنکھیں بند کر لی اور ہاتھوں میں منہ چھپا گئی اور کار میں بیٹھا شخص اگر بروقت بریک نہ لگاتا تو آج اس کی گاڑی سے نا چاہتے ہوئے بھی خون ہو جاتا وہ شخص ماتھے پر بل لیے کار سے باہر نکلا اور سامنے کھڑی لڑکی کو کچھ سخت کہنے ہی والا تھا لیکن جیسے ہی نظر سامنے کھڑی لڑکی کے خوف سے منہ چھپانے اور پھر ہاتھ چہرے سے ہٹانے پر پڑی تو وہ اپنی جگہ پر ایک پل کے لیے منجمند ہو گیا۔ لمبے بھورے بال، بے حد خوبصورت نین نقش، کالی بڑی سی آنکھیں اور سادہ سے پنک لان کی فراک پجامے اور گلے میں لہراتے ڈوپٹے میں وہ لڑکی بے شک بے حد حسین لگ رہی تھی۔ اور وہاں وہ لڑکی خود کو محفوظ محسوس کر کے اپنے زندہ ہونے کا یقین کرتے ہوئے شکر ادا کرنے میں مگن تھی پھر اس کار کا خیال آتے جو اسے اڑانے والی تھی غصّے کے عالم میں کار کی طرف دیکھنے لگی تو پھر نظریں ہی ہٹانا بھول گئی بلیک تھری پیس سوٹ میں، کالے بال جو جیل سے سیٹ تھے، پٹھانوں جیسے رنگت لیے سامنے کھڑا مغرور نین نقش کا مالک شخص اسے اپنا دل میں اترتا محسوس ہوا وہ بے شک بہت

عمدہ پرسنیلٹی رکھتا تھا، اس کی شخصیت دیکھ کر لڑکیاں اسے ایک جھلک میں اپنا دل دے بیٹھتی تھی اور لڑکیوں کا ماننا تھا "He is the one and no one like him" اور "دلشاد وہاب خانزادہ" جیسا شخص اور کوئی ہو بھی کہا سکتا تھا اس کا روعب اس کا سٹائل، وہ 28 سال کا مرد تھا لیکن بزنس ایسے کرتا تھا بڑے سے بڑے بزنس مین اس کے گرویدہ تھے۔ عنایہ تو اس شخص کو دیکھتی ہی رہ گئی۔ لیکن جب دلشاد اپنے اس منجمند ہونے والے ایک پل کو ختم کرتا ماتھے پر بل ڈال کر اسے گھورتی ہوئی لڑکی سے بولا "what" تو عنایہ بھی ہوش کی دنیا میں لوٹتی پھر خود کو کمپوز کر کے دلشاد کو غصّے سے دیکھنے لگی (مانا کہ ڈیشنگ بندہ ہے لیکن جان تو جان ہوتی ہے بھئی اگر خود ہی مرجاتی تو اس بلا کو کیسے گھورا "تم پاگل، جاہل آدمی منہ اٹھا کر کار میں بیٹھ جاتے ہو چاہے چلانی کھک نہ آئے" عنایہ تو جیسے غصّے سے پھٹ پڑی اور اپنی بے دھیانی سے سڑک کراس کرنے والی غلطی کیوں مانتی بھلا۔ ہنہ۔۔۔ وہ پاکستانی لڑکی ہی کیا کو اپنی غلطی مان لے اور اوپر سے اگر کراچی کی ہو تو کوئی زرہ منوا کر ہی دیکھالے۔۔۔

"تم بدماغ عورت منہ سر پر رکھ کر بھی آندھی ہو کر چلتی ہو"دلشاد کہا کسی کی ایسی گوہرِ افشائی سن سکتا تھا اور اوپر سے یہ لڑکی ایکسکیوز کرنے کے بجائے اسے ہی سلواتے سنا رہی تھی۔

"عورت کس کو بولا آندھے آدمی"عنایہ تو اپنے لیے عورت لفظ سن کر ہی بے صدمے سے چینخ پڑی تو دلشاد اس پاگل لڑکی کی کمزوری پکڑتا اور آس پاس دیکھتا جہاں کچھ لوگ تماشا دیکھنے کی غرض سے جمع ہو رہے تھے گاڑی کی طرف قدم بڑھا گیا اور دروازہ کھول کر بولا۔

"عورت کو،کیوں تم آدمی ہو کیا؟"دلشاد طنز بھری مسکراہٹ عنایہ کی طرف اچھالتا گاڑی سٹارٹ کرتا وہاں سے نکل گیا اور عنایہ بیج وتاب کھاتی غصّے پیتی روڈ کراس کر لئی اور سامنے ہوٹل پہنچ کر کال کر کے خود کے لیے گاڑی اور ڈرائیور منگوایا جس

کے لیے بیچاری نے آج روڈ کراس کرنا اور بقول عنایہ کے جاہل آدمی کے منہ لگنا والا مشکل کام سر انجام دیا تھا جس کی وجہ سے شاید عنایہ جمال حفیظ کا آدھا خون خوف سے اور آدھا خون غصّے سے لگ بھگ ختم ہو ہی گیا تھا۔ عنایہ جمال صاحب لی اکلوتی منت مرادوں کی اولاد تھی عنایہ جب پیدا ہوئی تو جمال صاحب صرف ایک ملازمت پیشہ انسان تھے لیکن آہستہ آہستہ وہ ترقی کی منزلوں کو چھوتے ہوئے آج ایک مشہور بزنس مین تھے اور ان کا ماننا تھا انھیں جو کچھ بھی ملا ہے وہ عنایہ کے بخت سے ملا ہے اور ان کی اس بات کو دنیا مانتی بھی تھی کوئی شخص صرف چند سالوں میں ہی ترقی کی منزلوں کو چھولے یہ تو خواب ہی ہو سکتا ہے تبھی تو "عنایہ جمال حفیظ" اونچے بخت والی کہلائی جاتی تھی۔ عنایہ کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا اب بس عنایہ کی فیملی میں وہ اور جمال صاحب ہی تھے۔

"آیت یار کیا کر رہی ہو اب بس کردو یہ گیم کھیلنا" عائشہ عاجزی سے آیت کو بولی جو

یہاں جب سے آئی تھی گیم ہی کھیل رہی تھی۔

"تو کیا کرو؟؟" آیت آبرو ریز کر کے بولی۔ اسے اپنا برتھ ڈے منانا بلکل پسند نہیں تھا لیکن عائشہ کی فرمائش پر بے دلی سے یہاں آئی تھی۔

"آڑر جا کر چیک کرو آیا کیوں نہیں" عائشہ اسے حکم دیتی سیلفی لینے لگی ایسا لگ رہا تھا آج برتھڈے آیت کا نہیں عائشہ کا ہے وہ اپنی معصوم سے چہرے اور سادہ سی خوبصورتی لیے پرکشش لگ رہی تھی پیچ کلر کی ویلوٹ کی فراک میں البتہ جس کا برتھڈے تھا وہ بلیو جینز اور پیچ کلر کی ٹوپ (جو اسے عائشہ نے یہاں آنے سے پہلے لفٹ دی تھی اور بولا تھا آج سیم کلر پہنے گے اور آیت کو پہنی ہی پڑی) میں، کمر پر پہلے ہوئے بال وہ اس عام حلیے میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"میرا برتھڈے ہے یا تمھارے جو مجھے ہی کیک لانے کو بول رہی ہو؟؟" آیت موبائل

سائیڈ پر رکھتی اس سے پوچھنے لگی۔

"افکورس یار تمھارا ۔۔میں یہ کام بہت خوشی سے سرانجام دیتی اگر اس وقت مجھے سیلفی نہ لینی ہوتی"عائشہ بے نیازی سے کہتی سیلفی لینے لگی تو آیت کو ہی آٹھ کر جانا پڑا۔ آیت کیک جلدی لانے کا کہتی پلٹی ہی تھی اس کا تصادم بری طرح کسی شخص سے ہوا اگر بروقت وہ آدمی نا تھامتا آیت کو تو وہ یقیناً زمین بوس ہو جاتی سر میں اٹھتی ٹھیسوں کے ساتھ آیت نے سر اٹھا کر جب سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو اپنی نیلی پراسرار آنکھوں سے آیت کے خوبصورت چہرے کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا آیت کو وہ شخص بہت ہی پسند آیا لیکن آیت کو جس نظروں سے دیکھ رہا تھا آیت نے طیش کے عالم اس آدمی کے ہاتھ جھٹکا جو کہ آیت کے لے آسان کام نہیں تھا۔

"اپنی کوئی بہن نظر آرہی ہے مجھ میں جو اس طرح گھور رہے ہو"آیت طیش سے کہتی ایک سائیڈ سے نکلنے کی کوشش کی لیکن سامنے والے نے ہاتھ آگے بڑھا کر آیت

کا رستہ روک دیا۔

"بہن تو نہیں لیکن ہونے والی محبوبہ نظر آ رہی ہے" ایک سائیڈ کی مسکراہٹ لیے تھری پیس سوٹ میں وہ شخص بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔

"تم اسٹائلش لفنگے ! ایک ہاتھ توڑ کر دوسرے میں تھما دو گی زیادہ بکو اس کی تو" آیت انگلی ہوا میں لہراتی ہوئی بولی۔ جبکہ اس کی یہ بات سن کر جیک کو تو ہنسی آ گئی جسے اس نے دوسری طرف منہ کر کے بڑی مشکل سے روکا کیوں کہ اگر ڈیول کنگ دیکھ لیتا تو کوئی بعید نہیں ڈیول اسے شوٹ کر دیتا۔

"اسٹائلش لفنگا ! انٹریسٹنگ" ڈیول داد دینے والے انداز میں بولا۔

اتنے میں ہی عائشہ وہاں پہنچی کہ کیک اور آیت دونوں ہی کہا رہ گئے لیکن جب وہاں

پہنچی تو سیچویشن سمجھ گئی کیونکہ آیت جیسی دوست کے ہوتے اب اسے عادت ہو گئی تھی لیکن اسے جیک کو ہنستے دیکھ کر اسے یہ ہی لگا کہ وہ آیت پر ہنس رہا ہے تو عائشہ غصّے سے اس کی سامنے آئی۔

"پہلی دفعہ برش کیا ہے جو دانتوں کی نمائش کر رہے ہو" عائشہ کے بولنے پر جہاں جیک گڑبڑا کر ناگواری سے اسے دیکھنے لگا وہی ڈیول اور آیت بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ڈیول کے کچھ بوڈی گارڑ جو اس کے اور جیک کے ساتھ ہی ریسٹورنٹ آئے تھے سارہ منظر حیرت سے دیکھ رہے تھے ڈیول جس کے سامنے لوگ لفظ گن کر بولتے تھے ایک لڑکی کی الٹی باتیں سن رہا تھا اور جیک جو ہمیشہ خطرے کو بھانپتے ہوئے الرٹ رہتا تھا عائشہ کے اچانک زبانی حملے پر کیسے گڑبڑا گیا تھا

"میرے دانت ہے نمائش کرو یا کرائے پر دو محترمہ آپ کو کیا تکلیف؟" جیک بھی اپنی بے عزتی کہاں برداشت کرنے والا تھا تن کر بولا۔

"شرم تو نہیں آتی بیچاری اکیلی لڑکی کی مدد کرنے کے بجائے اس پر ہنس رہے ہیں" عائشہ کو اچانک افسوس ہوا۔

"بیچاری؟؟" ڈیول تو آیت کے لیے اس لفظ کو سنتے ہی ایک آئبرو ریز کر کے اس کا جائزہ لینے لگا کہ وہ کس اینگل سے بیچاری لگ رہی ہے اس کا مطلب سمجھتے ہوئے آیت نے عائشہ کو گھور کر دیکھا جس سے عائشہ بنا تاب لیے جیک کی ہی طرف متوجہ رہی۔

"آیت چلو یہاں سے ساری بر تھڈے کا موڈ خراب کر دیا" عائشہ آیت سے بولتی اسے ساتھ لیے اپنے ٹیبل کی طرف چل پڑی اور پیچھے جیک اس کی اس قدر بہادری پر سر سے پاؤں تک سلگ گیا کہ ایک تو بد تمیزی کی اور اوپر سے بنا ایکسکیوز کیے چلی بھی گئی۔ڈیول جیک کے قریب آتا اسے آیت کے بارے میں انفاریشن نکالنے کا کہتا

اس کام کی طرف متوجہ کرتا جس کے لیے وہ یہاں آئے تھے آگے بڑھا تو جیک بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔

داہم صبح اٹھا تو دلشاد کے بارے میں ہاؤس مینیجر سے پوچھا جو دلشاد ہاؤس کی ان کی غیر موجودگی میں دیکھ بھال کرتا تھا اور اس کے بتانے پر داہم کو یقین ہو گیا تھا کہ دلشاد اس سے اپنے باپ کی اولاد میں شراکت کا بدلہ لے رہا ہے تبھی تو ائیر پورٹ پہنچنے کا ٹائم جو دے دیا اپنے سگے اکلوتے بھائی سے ملے بغیر اور بھائی بھی وہ جو آج رات ہی امریکہ سے آیا تھا۔داہم ناشتہ کرتا اپنا بیگ سیٹ کر کے ڈرائیور کے ساتھ ائیر پورٹ کے لیے نکل گیا "اس سے تو اچھا تھا سیدھا اسلام آباد ہی چلا جاتا میری اکلوتی ماں میرے صدقے اتارتی میرے لیے پسندیدہ کھانے بناتی کم سے کم ایک دن کی پوری اٹینشن تو ملتی ورنہ تو اس پہلی اولاد کے سامنے مجھے کون دیکھتا" داہم رونے

کے ہی درپہ تھا جب اچانک ڈرائیور نے ٹیشو باکس اس کے سامنے کیا تو پیچھے بیٹھا داہم اسے دیکھتے ہوئے بولا" آپ کو کیسے بتا چلا میں رونے والا ہوں" داہم کے چہرے پر بچوں جیسی مسکراہٹ چمکی۔ جس پر ڈرائیور نے باکس واپس رکھتے ہوئے کہا" دلشاد سر نے کہا تھا جب آپ ان کے بارے میں خود سے بڑبڑائے تو آپ کو ٹیشو پیش کرو" داہم اس کی بات پر منہ بسورتا باہر دیکھنے لگا"ہنننہ۔۔۔ مجھ جیسے ہینڈسم ڈاکٹر بھائی کی قدر ہی نہیں"۔ کچھ دیر بعد گاڑی ائیرپورٹ روکی تو داہم دلشاد لی طرف دوڑنے والے انداز میں چل کر اسکے گلے لگا تو دلشاد کے ہونٹوں کو داہم کی حرکت نے مسکراہٹ میں ڈھال دیا۔جب داہم کچھ پل گزرنے کے بعد بھی الگ ناہوا تو دلشاد کہ اٹھا۔ "داہم رونا شروع نہیں کردینا یقین مانو میں یہ بات ہالے کو ضرور بتاؤ گا" دلشاد کی بات سن کر داہم فوراً علیحدہ ہوا اس سے اور منہ بنا کر بولا" گھر تو پہنچ لینے دے پھر دیکھنا کیا کرتا ہو آپ کے ساتھ جو ظلم آپنے مجھ پر کیا ہے نا اس کا جواب دینا ہو گا آپ کو" داہم سنجیدگی سے کہتا آگے بڑھ گیا جبکہ دلشاد اسکی بات سن کر قہقہہ لگا اٹھا۔

"سیریسلی ! ظلم ۔۔مجھے بھی بتاؤ کیا ظلم کردئیے میں نے 90 کی ہیروئن پر؟؟"دلشاد مزہ سے کہتا اسکے ساتھ قدم ملانے لگا۔

"آپ تو بات ہی نہیں کرے مجھ سے رات کو اکلوتے بھائی کو انجان شہر میں اکیلا سڑک پر چھوڑ دیا پتا ہے کچھ رستے میں چوروں نے گھیر لیا تھا۔ وہ تو میری اکلوتی ماں کی دعائیں کام آگئی اور میرے اللہ کا دیا حسن تھا جس کی وجہ سے میں بچ گیا ورنہ آپ نے کہا کوئی کثر چھوڑی تھی "داہم نے افسوس سے اور پھر فخر سے کہا۔

"تمہارا حسن ؟؟"دلشاد آئیبرو ریز کر کے پوچھنے لگا مجھ جیسے اتنے ہینڈسم لڑکے کو مار کر کسی نے اپنی آخرت خراب نہیں کرنی تھی" ایک فخر سے بتایا گیا۔

"مجھے افسوس ہے"دلشاد نے کہا۔۔ "اب کیا فائدہ خیر میں کسی کو

کچھ نہیں بتاؤ گا کیونکہ میں بہت فراخ دل ہوں"داہم نے احسان کرنے والے والے انداز میں کہا۔

"مجھے افسوس ہے ان بیچارے چوروں پر۔۔اور رہی کسی کو نا بتانے والی بات مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا ماما بابا کو پھر میں پورا سچ بتاؤ گا تم مجھے بنا انفارم کیے یہاں آئے پھر دیکھتے ہے کس کو ڈانٹ پڑتی ہے"دلشاد مزے سے کہتا گوگلز لگا کر کندھے اچکا گیا۔اور داہم اس بلیک میلر کو دیکھتا پہلو بدلتا رہ گیا۔ان کی فلائٹ اسلام آباد کے لیے پرواز کر چکی تھی

"ڈیول کنگ ! میں نے انفاریمیشن نکال لی ہے"جیک ڈیول کے روم میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔جسے سن کر بیڈ پر کراؤن ٹیک لگائے ڈیول کی آنکھیں فوراً کھل گئی آج

ان آنکھوں میں وحشت نہیں تھی بلکہ ایک چمک تھی۔ڈیول نے سر کے اشارے سے جیک کو بولنے کا کہا۔

"اس لڑکی کا نام آیت صدیقی ہے اس کا باپ وہی ہے جسے ہشام نے راستے سے ہٹانے کا کہا ہے یہ ہشام کے ساتھ بظاہر تو کام نہیں کرتا لیکن اس کے کالے پیسے کو سفید یہی کرواتا ہے اور اسکے پیسے دبا کر بیٹھا ہے اور اپنے لیے کچھ گنڈے رکھے ہے جو ہشام سے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔

"اس کی بیٹی کے بارے میں بتاؤ"ڈیول ناگواری لیے جیک سے بولا۔

"وہ لڑکی کالج میں گریجویشن کی طلبہ ہے عمر 20 سال ہے اور بہت نڈر ہے"جیک اس سے زیادہ اور کیا بتاتا ڈیول کو کہ اس کے لڑکوں کے ساتھ 'موقعالات' کے بھی قصے سن کر آیا ہے۔ اور ایک یہ بات کے آیت کے ساتھ اسکی دوست عائشہ جاوید

لی بھی پوری انفارمیشن لے کر آیا ہے اور وہ کس لیے یہ تو جیک خود بھی نہیں جانتا تھا۔

"اوکے.. شام کو پارٹی میں جانا ہے مجھے تب تک ڈسٹرب نہیں کرنا" جیک اثبات میں سر ہلاتا باہر نکل گیا لیکن پیچھے ڈیول کی زبان "آیت صدیقی" کے نام کو بار بار ادا کر رہی تھی۔

نمل کوٹھی میں داخل ہوتی اپنے کمرے میں جا کر خود کو بند کرتی دروازے کے ساتھ ہی لگی نیچے کو بیٹھتی چلی گئی اور کب گرم سیال آنکھوں کو پار کرتے گالوں کو بھگونے لگے اسے پتا ہی نہیں چلا کب دوپہر سے شام ہو گئی ہوش تو تب آیا جب اذان کی آواز اس کے کان میں داخل ہوئی۔ نمل خود کو سنبھالتی وضو کر کے آج پھر اپنے

"رب عظیم" کے سامنے کندھے جھکائے گیلا آنسو سے تر چہرہ لیے اپنی عزت کی حفاظت کی دعائیں کرنے لگی "اے میرے اللہ۔۔میں تیری بہت کمزور بندی ہو مجھے معاف کر میری خطاؤں کے لیے۔۔مجھے سرخروع کردے دنیا اور آخرت میں۔۔ میری عزت کو پامال نہیں ہونے دینا میرے اللہ بے شک تو ہی بہترین محافظ ہے۔۔میرا کوئی نہیں تیرے سوا۔۔میری مدد کر میرے اللہ کوئی وسیلہ بنا بنا دے مجھے اس بدنام زمانہ جگہ سے نکال دے" نمل اللہ کے سامنے گڑگڑا کر دعائیں مانگتی اور انھیں پورا ہونے کی ہی امید لیے ہی تو جی رہی تھی۔ اچانک دروازہ بجا تو جائے نماز سنبھالتی اٹھی دروازہ کھولا تو ایک ادھیڑ عمر عورت جو سبز رنگ کی شوخ سی ساڑھی پہنے نگینوں سے خود کو سجائے بھرپور میک اپ کے ساتھ نمل کے کمرے کا جائزہ لینے لگی شاید جاننا چاہتی تھی کہ نمل کیا کر رہی تھی جب نظر جائے نماز پر پڑی تو مسکرا گئی

"نمل بی بی طوائف زادی ہو تم حقیقت تسلیم کرو یہ عبادتیں ہم جیسیوں کے لیے

نہیں" ظہورا بائی نمل کی طرف دیکھ کر بولی

"میں تم جیسی نہیں ہوں ۔۔ایک دن میں اس قید سے رہا ہونگی اور تم دیکھو گی کہ ایک دنیا مجھے عزت کی نگاہوں سے دیکھے گی" نمل ظہورا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی ۔کیا یقین تھا اسکا کیا مانتھا خدا پر۔ "ہا ہا ہا ہا۔۔۔جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھو یہی کر سکتی ہو تم" ظہورا بائی یہ کہتے کمرے سے باہر نکل گئی اور نمل پھر اپنی سوچوں میں گم ہو گئی۔کیا لکھا تھا اس طوائف زادی کے نصیب میں

"کیا کر رہی ہو بھئی "نوریز آج دلشاد کے آنے کا سن کر وہاب ولا آیا تو آنٹی سے پتا چلا ہالے کچن میں ہے تو اس نے کچن میں آتے ہالے سے سوال کیا جبکہ اس کی آواز پر

ہالے نے اس کی جانب دیکھا جو آج بلیو جینز اور بلیو ہی ٹی شرٹ میں سبز آنکھوں میں چمک لیے ہمیشہ کی طرح رف حلیے میں قیامت ڈھا رہا تھا۔نوریز کا گھر بھی وہاب ولا کے قریب ہی تھا اور وہاب ولا میں اس کا آنا عام بات تھی وہاب صاحب اور ان کی مسز نوریز سے بھی دلشاد اور داہم کی طرح محبت اور شفقت رکھتے تھے۔نوریز بھی دلشاد کی طرح اپنے باپ کا بزنس سنبھال رہا تھا لیکن نوریز کو کاشان صاحب کے ساتھ ساتھ احان صاحب (نوریز کے چاچا) کا بھی سپورٹ تھا اس لیے وہ کبھی کبھی اپنا سنگنگ کا شوق بھی پورا کر لیتا تھا۔احان صاحب کی اہلیہ اور دو بچوں کا انتقال کار ایکسیڈینٹ میں کافی سال پہلے ہی ہو چکا تھا اور اس حادثے کے بعد انھوں نے خود کو بزنس میں ہی مصروف کر لیا تھا۔

"دلشاد آرہا ہے نا تو اسکے لیے پوٹنگ بنا رہی ہو"ہالے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو نوریز کچن میں موجود ڈائیننگ ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

اگر داہم بھی کل کے بجائے آج ہی آجاتا تو وہ بھی تمہارے ہاتھوں کی بنائی ہوئی

ڈیش انجوائے کر پاتا" نوریز کو پتا تھا آج صرف دلشاد ہی نہیں آنے والا تبھی وہ ہالے کے تاثرات دیکھنا چاہتا تھا شاید اس لیے بولا۔۔ " انجوائے ! نہیں بلکل نہیں شام کو بیمار ہو کر کہتا ناکام شیف نے ناقابل قبول کھانا کھلا کر میرے معیدے کو کسی قابل نا چھوڑا اور ملک کے قیمتی اثاثے کو ختم کرنے کی کوشش کی وہ تو میری اکلوتی ماں کی دعائیں اور میرے اللہ کا دیا حسن تھا جس کی وجہ سے بچ گیا" ہالے پوری داہم کی نقل اتارتے ہوئے بولی تو نوریز کو ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔

"یار ہالے اگر وہ آج آگیا تو ؟؟" نوریز نے مشکل سے ہنسی روکتے ہوئے ہالے کو کچھ دیر بعد کے مستقبل سے آگاہ کرنا چاہا۔

"یہ تم بار بار داہم کے آج آنے کی بات کیوں کر رہے ہو ؟؟" ہالے ایک ہاتھ کمر پر رکھ کر جانچتی نظروں سے نوریز کی طرف پلٹی تو نوریز اطمینان سے پانی گلاس میں ڈال کر منہ سے لگا گیا اور بولا۔

"ویسے ہی میری گٹ فیلنگز کہ رہی ہے کہ وہ آج ضرور آئیے گا" نوریز گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کندھے اچکا کر بولا۔

"ہنننہ۔۔ ایسے تم کرن ارجن کی ماں ۔۔۔ میرے کرن ارجن آئے گے.."" اور اس ڈائیلاگ کے بعد کرن ارجن آبھی جاتے ہیں" نوریز اب قدر اطمینان سے بولا تو ہالے کو خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دی۔ہالے نوریز کی طرف قدم بڑھا رہی تھی کہ سچ پتا کر سکے کہ وہ بلا آج آئے گی یا نہیں لیکن اس کا ارادہ بھانپتے نوریز کسے کال کے بہانے سے اٹھ کر کچن سے باہر نکل گیا اور پیچھے ہالے پیر پٹختی رہ گئ۔

"یا اللہ آج اس بلا کو ڈال دینا آج کا دن خراب نا ہونے دینا پلیز۔۔ کل سے پکا اس بلا کو جھیلنے کے لیے خود کو تیار رکھو گی" ہالے دعا کرتی اپنے کام میں مگن ہو گئ

دلشاد اور داہم کی گاڑی جیسے ہی وہاب ولا میں داخل ہوئی تو نوریز اور مسز وہاب گارڈن میں موجود تھے گاڑی کو آتے دیکھ مسز وہاب کے چہرے پر بے پناہ خوشی چمکنے لگی انھیں اور وہاب صاحب ،ہالے کو نہیں معلوم تھا کہ داہم کل کے بجائے آج ہی آجائیں گا۔ مسز وہاب اپنے قدم پورچ کی سمت بڑھانے لگی تو وہاب صاحب جو ضروری کال کرنے کے لیے ولا میں گئے تھے اپنی بیوی اور انکے پیچھے چلتے نوریز کی سمت کا تعین کرتے ہوئے پورج میں روکی گاڑی کو دیکھا تو سمجھ گئے ان کا "شارپ بزنس مین بیٹا" آچکا ہے لہذا وہ بھی ہر دل عزیز بیٹے کی جانب رخ کر گئے۔ سامنے ہی ایک سائیڈ سے دلشاد اور جب دوسری سائیڈ کا دروازہ کھلتے اور داہم کو باہر نکلتے دیکھا تو وہاب صاحب اور زریش بیگم سرپرائزٹ تھے وہی نوریز کے چہرے پر مسکراہٹ تھی کیونکہ اسے دلشاد نے داہم کے سرپرائز کے حوالے سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ اور ولا کے اندرونی دروازے سے باہر نکلتی ہالے کو تو شاکٹ لگا وہ بھی 440 ولٹ کا

ہالے خود کو کمپوز کرتی بے دلی سے اس سمت آئی جہاں زریش بیگم اپنے داہم پر صدقہ واری ہوئی جا رہی تھی اور دلشاد وہاب صاحبکے بغلگیر ہو رہا تھا ہالے نے آتے ہی نوریز کو گھوری سے نوازنا اولین فرض سمجھا جب دلشاد وہاب سے ملتا پلٹا اور ہالے کو نوریز کو گھورتا پا کر سمجھ گیا تبھی بولا "مین نے منع کیا تھا" اس قدر مدھم آواز تھی کہ ہالے اور نوریز کے علاوہ کوئی سن ہی نہیں سکا جبکہ ہالے مسکراتی دلشاد سے اس کا حال احوال پوچھنے لگی تو دلشاد نوریز سے بغلگیر ہوتا اسے جواب دینے لگا۔

"ہم بھی ایک عدد حسین کزن محترم ہیں تمہارے" داہم ہالے کو دلشاد سے بات کرتا دیکھ کر بولا اور نوریز پر ٹوٹ پڑنے والے انداز میں گلے لگا۔جس پر دلشاد نفی میں سر ہلایا تو وہاں۔صاحب اور زریش بیگم مسکرانے لگے تو ہالے اس کی بات سن منہ بنا کر بولی۔

"حسین کزن تو نہیں بلکہ کسی کی حسین مردانہ محبوبہ ضرور لگ رہے ہو" ہالے کا اشارہ

داہم اور نوریز کو ابھی تک گلے لگانے کی طرف تھا وہاب صاحب اور زریش بیگم ان کی یہی نوک جھوک سے تو اپنا گھر آباد لگتا تھا ورنہ دلشاد بہت کم ان میں شامل ہوتا تھا۔

"جلنے والوں نے مانا تو سہی میں حسین ہو"داہم نوریز کے سیدھے گال پر زبردستی کس کرتے ہوئے بولا۔ اس کی حرکت پر دلشاد سمیت نوریز اور وہاب صاحب قہقہہ لگا اٹھے جبکہ زریش بیگم نے اس کے سر پر چت رسید کی اور کھانے کا انتظام دیکھنے کے لیے والا جانے لگی تو وہاب صاحب بھی ان کی پیروی کرتے ان کے ساتھ چلے گئے۔ تو ہالے نے سکھ کا سانس لیا کیونکہ اب وہ اینٹ کا جواب داہم کو پتھر سے دے سکتی تھی۔ہالے پھر بھی اپنے ماموں ممانی کے سامنے داہم کا کچھ لحاظ کر لیا کرتی تھی لیکن داہم کی ڈیشنری میں ہالے آفریدی کے لیے لحاظ نام کا کوئی لفظ نہیں تھا۔ خدا جانے داہم کو اسے چھیڑنے میں کیا انعام ملتا تھا۔

"بلکل اتنے حسین لگ رہے ہو کہ میرا دل شدت سے تمہارے لیے گا رہا ہے" ہالے مسکراہٹ سجائے آنکھوں میں شرارت لیے بولی جبکہ دلشاد اور نوریز مسکراہٹ دبا کر گانا سننے کے لیے بے تاب تھے۔ہالے آفریدی اپنے دشمن عزیز "داہم وہاب خانزادہ" کے لیے معمولی گانا تو گانے سے رہی اب۔

"کونسا گانا گا رہا ہے؟" داہم اپنی شان کے مطابق گانا سننے کو بے حد بے تاب ہوا۔

"تم حسن پری تم جان جہاں.. تم سب سے حسین تم سب سے جواں.."

ہالے سر سے گانا گاتی داہم کی شان کو زنان میں ملاتی داہم کو آگ لگاتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی جبکے دلشاد اور نوریز کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔داہم تن فن کرتا دونوں کو گھور کر ولا کے اندر چل پڑا تو اس کی عقیدت میں نوریز اور دلشاد نے بھی اپنی ہنسی دبا کر اندر کا رخ کیا۔

اسلام آباد میں ہر طرف اندھیرا تھا رات کا نا جانے کون سا پہر تھا اس وقت ایک سیون سٹار ہوٹل کے سامنے چمچماتی گاڑیاں زار و قطار رکی اور ایک گارڈ نے نیچے اتر کر دروازہ کھولا تو ڈیول کنگ اپنی پوری وجاہت کے ساتھ اترا اور اندر کی طرف قدم بڑھا گیا ہوٹل کے اندر کا منظر وہاں آئے مافیا لوگوں کے ہی شان کا تھا چمچماتا ہول جا بجا شباب اور شراب بے تحاشا نفاست سے آئے مرد مہمان شاید یہ ہی اعلان تھا ڈیول کنگ کے پاکستان آنے کا۔ہشام جو کہ امریکہ میں ڈیول کے ساتھ کام کرتا تھا اب دو سال سے پاکستان تھا اپنا مافیا سیٹ اپ جمانے جو کہ ڈیول کے بنا ممکن نہیں تھا آج ہشام نے ڈیول کنگ کے لیے پارٹی رکھی تھی اس کی دو وجوہات تھی پاکستان کی مافیا میں قدم رکھنا اور دوسری وجہ ڈیول کی سالگرہ۔ہاں وہاں کیک نہیں تھا وہ شارپ شوٹر ہاتھ میں کیک نائف تو پکڑنے سے رہا وہاں مافیا کے حساب سے ہی

جشن منایا جارہا تھا۔ڈیول کو دیکھتے ہی ہشام ڈیول کنگ کی طرف بڑھا ڈیول کنگ اپنے قدموں کی چاپ اور اپنی بے پناہ وجاہت سے کسی سلطنت کا بادشاہ لگتا تھا اور وہاں کے مافیا کے کچھ لوگ جو مجبوری سے ڈیول سے ہاتھ ملانے آئے تھے کیونکہ جنگل میں رہ کر شیر سے بیر نہیں رکھنا چاہتے تھے اور ڈیول کی امریکہ میں دہشت کون نہیں جانتا تھا اور پاکستان میں ڈیول کے خاص ہشام کی دہشت سے وہاں سب جان گئے تھے لہ جب آدمی اتنا خطرناک ہے تو مالک کیسا ہو گا۔"بے رحم ، شاپ شوٹر"ڈیول ہشام سے ملتا وہاں رکھے مہنگے کاوچ پر اپنی پوری شان سے بیٹھ گیا وہ جگہ تھی ہی سربراہ کی اور مافیا سربراہ ڈیول کنگ کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا۔ اتنے میں ہی ہر طرف اندھیرا ہو گیا اور ایک لڑکی اور ڈیول کنگ پر سپوٹ لائٹ پڑی اور میوزک پلے ہوا تو وہ لڑکی اپنے کام میں مگن ہو گئی اور گانے کے لرکس پر سٹیپ کرنے لگی ۔ڈیول کو عورت ذات کا یوں سازو سامان بنے سے نفرت تھی۔جسے بہت ہی ناگواری سے ڈیول ایک پل کے لیے دیکھ کر اپنا رخ دوسری طرف کر گیا جب وہ لڑکی سٹیپ کرتی ڈیول کے قریب آتی اس کی بازو پر ہاتھ پھیرنے لگی تو ڈیول نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر سامنے کرتے ایک زوردار تھپڑ رسید کر دیا جس سے وہ لڑکی زمین پر جا

کر گری۔ اور پورے ہول میں سناٹا چھا گیا جہاں کچھ لوگ ڈیول کی اس حرکت کی
وجہ نا جان پائے وہی سائیڈ کھڑا جیک ہشام کو مسکرا کر دیکھنے لگا کیونکہ جیک ،ہشام
اور پورا امریکہ جانتا تھا کہ ڈیول نا لڑکیوں کو لے کر کوئی غلط کام کرتا ہے اور کوئی
کرئے تو اسے اپنی گولی سے نوازنے میں دیر ہر گز نہیں کرتا۔ اسے یہ لڑکیوں کو پیش
کرنا پسند نہیں تو ہشام نے یہ کیسے ہونے دیا اور ہشام اپنے آدمی جیسے پارٹی کی
زمیداری دی تھی خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے یہ پھیلاوا سمیٹنے کا کہا جسے وہ
جلدی سمیٹ گیا اور ہشام نے آگے بڑھ کر ڈیول سے معزرت کی جس کا جواب
آنکھوں میں خون لیے ڈیول نے یہ کہ کر دیا "دوبارہ ایسا ہوا تو تم اور تمہارے ان
لتوں کی بوٹیاں نوچ لونگا" ہشام شرمندہ ہو کر اثبات میں سر ہلا گیا اور کیا کر سکتا تھا۔
پارٹی میں مافیا کے کچھ لوگوں سے ڈیل کی گئی تو ڈیول نے ہشام سے صدیقی صاحب کی
بیٹی "آیت صدیقی" کو کڈنیپ کرنے کا کہا جس پر ہشام اور جیک اس کی طرف دیکھنے
لگے بھلا اتنے سے کام کے لیے ڈیول صدیقی کی بیٹی کو کڈنیپ کرنے کا کیوں کہ رہا تھا
اور حیرت یہ کہ کسی لڑکی کو کیونکہ انھیں یاد ہی نہیں پڑتا کہ ڈیول نے کسی بھی کام کے
لیے کبھی عورت کو مہرا بنایا ہو تو آج ایسا کیا ہوا جبکہ سامنے بیٹھے ڈیول کی نیلی آنکھوں

میں کچھ دیر پہلے والا لہو غائب ہو کر اسکی جگہ چمک نے لے لی تھی - ان کی نظروں اور حیرانی کو سمجھتا ڈیول آگے کو ہوا اور مسکراہٹ لیے کہنے لگا "صدیقی کی بیٹی کو اٹھوالو آج میری سالگرہ کو اس کی پیشی ہی مکمل کرے گی 'آیت صدیقی' میری سالگرہ کا حسین لمحہ ہوگی" ڈیول یہ کہتا وہاں سے جانے کے لیے اٹھا تو پارٹی وہی ختم ہو گئی ڈیول اس لڑکی کے ساتھ کیا کرنے والا تھا اب یہ بات جیک اور ہشام دونوں کو ہی پریشان کر رہی تھی ان دونوں نے بھی آج تک عورت ذات کی کبھی تزلیل نہیں کی تھی تو ایک لڑکی کو اٹھوانا "جو ہوگا دیکھا جائے گا" جیک ہشام کی پریشانی سمجھتا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ڈیول کے پیچھے چل پڑا کیونکہ جیک کو کچھ حد تک اندازہ ضرور تھا کہ کل کیا ہونا ہے

"آپ راحیل کو بولے اتنی کیا جلدی ہے اچانک سے نکاح" عنایہ ڈائیٹنگ ٹیبل پر بیٹھے

جمال صاحب سے مخاطب ہوئی۔عنایہ اور راحیل کی منگنی کو دو ماہ ہوئے تھے۔
راحیل جمال صاحب کے بزنس پارٹنر سلطان ملک کا بیٹا تھا جمال صاحب کو عنایہ کے لیے راحیل کا پروپوزل ہر طرح سے سہی لگا تو انھوں نے پرانی رنجیش کو بھلا کر عنایہ کا ہاتھ راحیل کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور اب سلطان اور راحیل دونوں اس ویک اینڈ پر نکاح کرنے کا کہ رہے تھے جبکہ عنایہ اس بات پر راضی نہیں تھی یہ بات نہیں تھی کے عنایہ کو راحیل پسند نہیں تھا راحیل جیسے شخص تو ہر لڑکی چاہتی ہوگی وہ مناسب شخصیت کا مالک شخص تھا اور ویل سیٹیبلائش تھا۔لیکن ایک بات تھی عنایہ جیسی خوبصورت لڑکی راحیل کے ساتھ جچتی نہیں تھی۔راحیل اور عنایہ ایک دوسرے کو دیکھ اور مل بھی چکے تھے۔

"بیٹا ایک دن ہونا ہی ہے نکاح تو دیر اور جلدی کیا لیکن ہاں مجھے بھی اچانک نکاح میں جلدی سمجھ نہیں آئی لیکن سلطان کہ رہا تھا وہ کافی دنوں سے یہ بات کرنا چاہتا تھا لیکن میں آوٹ آف کنٹری تھا تو بات نہیں کر سکا" جمال صاحب مسکراتے ہوئے عنایہ

کو سمجھانے والے انداز میں بولے۔

"بٹ ڈیڈ آپ اکیلے ہو جائے گے" عنایہ بھی آخر ایک بیٹی تھی اپنے باپ کے اکیلے رہ جانے کا دکھ کیسے نہ ہوتا۔ اس کی بات سنتے جمال صاحب نے شفقت اور محبت سے اس کی طرف دیکھا وہ منت مرادوں سے مانگی اکلوتی اولاد تھی ان کی جو کچھ دنوں میں رخصت ہونے والی تھی غم تو انھیں بھی بہت تھا۔

"میرا بچہ میں تو ویسے ہی زیادہ تر آوٹ اف کنٹری ہوتا ہو اور راحیل اور تم تو کراچی میں رہو گے اور تم جب چاہے مجھ سے مل سکتی ہو راحیل اتنا بھی برا نہیں جو تمہیں مجھ سے ملنے نا دے" جمال صاحب اسے اداس دیکھ کر سمجھاتے اور پھر شرارت سے آخر میں کہتے اسے گلے لگا گئے۔

"ڈیڈ۔۔۔" عنایہ ان کی بات سمجھ کر انھیں خفا نظروں سے دیکھنے لگی۔ جس پر جمال

صاحب قہقہہ لگا اٹھے ان کا بس چلتا تو وہ کبھی بھی عنایہ کو خود سے دور نا جانے دیتے مگر انھیں اپنی بیٹی کی زندگی مکمل چاہیے تھی ۔

"آیت یار بس کر دو ۔۔چلو پلیز لاسٹ پیپر کی خوشی میں ہی چل دو"عائشہ جو آیت کو گول گپے کھانے کے لیے ساتھ چلنے کا کہ رہی تھی کب سے اور ایک وہ میڈم تھی جسے گول گپے نا کھانا پسند تھے نا کسی کو کھاتے ہوئے دیکھنا بھلا کیسے چل دیتی اس کے ساتھ ۔ اور عائشہ وہ کہا ایک دو یا چار گول گپوں پر بس کرتی تھی ہاں چار پلیٹ پر ضرور کر دیتی تھی اور آیت کو بس عائشہ کے گول گپوں سے ہی تو تو نفرت تھی ۔ آیت جو عائشہ کی منتیں نظر انداز کر کے اپنی کار کی طرف بڑھ رہی تھی اچانک روکی اور عائشہ کی طرف پلٹی۔

"آرڈر کر لو اور جیتنا جی چاہے گھر بیٹھ کر کھاؤ لیکن میں نہیں جانے والی" آیت عائشہ کو سمجھانے والے انداز میں بولی تو عائشہ منہ بسور کر ناراضگی کا اعلان کرتی چپ چاپ کار میں بیٹھ گئی آیت ہی عائشہ کو کالج سے پک اور ڈراپ کرتی تھی۔ آیت نفی میں سر ہلاتی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گئی۔ آیت اور عائشہ کے کالج کا لاسٹ پیپر اور ڈے تھا۔ عائشہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی جب آیت نے گاڑی عائشہ کے فیوریٹ سٹال کے پاس روکی اور عائشہ کے لیے کار میں ہی پلیٹ منگوالی اور تنبیہ کے ساتھ صرف ایک پلیٹ پر ہی بس کرنے کا کہا تو عائشہ نے بھی اپنی جان سے زیادہ عزیز دوست کی بات مان لی۔ ابھی عائشہ کی پلیٹ میں دو گول گپے اپنے قتل کا انتظار کر ہی رہے تھے اور آیت جو کب سے باہر دیکھ کر ہی اگنور کر رہی تھی کسی کے ونڈو ناک کرنے پر شیشہ نیچے کرتی پوچھنے لگی۔

"یس.." تبھی سامنے تھری پیس سوٹ اور ماسک میں کھڑے آدمی نے پسٹل نکال کر آیت کے ماتھے پر رکھی اور کار کی چابی نکال کر نیچے اترنے کی طرف اشارہ کیا عائشہ

بھی شیشہ ناک ہونے پر اسی طرف متوجہ تھی۔ آیت اور عائشہ زندگی میں پہلی دفعہ اس صورت حال کا سامنا کرتی حیران تھی۔ آیت نیچے اترنے لگی جب عائشہ نے اسے روکنا چاہا تو اس آدمی نے عائشہ کی طرف پسٹل کر کے اسے بھی کار سے اترنے کا اشارہ کیا۔ باہر آیت کی گاڑی کے پیچھے کئی بلیک کلر کی کاریں تھی اور اس آدمی جیسے جا بجا کتنے ہی آدمی منہ پر ماسک لگائے ہاتھ میں پسٹل لیے کھڑے تھے۔ آیت اس آدمی کے اشارہ کرنے پر کار کی سمت بڑھتے ہوئے عائشہ کو جانے دینے کا کہنے لگی وہ سمجھ گئی تھی وہ لوگ اسے ہی کڈنیپ کرنے آئے ہیں۔ جس پر اس آدمی کے بولنے سے پہلے ہی عائشہ آیت کا ہاتھ پکڑ کے بولی "میں تمہارے ساتھ جاؤں گی" آیت اسے گھور کر رہ گئی اور دونوں جا کر کار میں بیٹھی ان کے بیٹھتے ہی ڈرائیور سیٹ سمبھالے جیک نے پیچھے مڑ کر پہلے آیت اور پھر عائشہ کے منہ پر رومال رکھا جس سے وہ غنودگی میں چلی گئیں اور گاڑی ڈیول کے پیلس کی طرف سفر کرنے لگی۔

"زیادہ دور نہیں گئی ہوگی اچھی طرح ہر طرف دیکھو" ظہورا بائی جلی پیر کی بلی کی طرح یہاں سے وہاں چکر لگاتی ہوئی بولی۔ نمل جو رات پتا نہیں کس پہر وہاں سے بھاگ نکلی تھی اور اب ظہورا بائی شمس رفاقت کے اشتعال کے ڈر کا سوچ سوچ کر اس کی جان پر بن رہی تھی۔ شمس رفاقت نے ظہورا کو نمل کا خیال اور نگرانی دونوں کا سخت لفظوں میں کہا تھا لیکن کبھی بھی نمل پر سختی کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی نمل نے کبھی بھی کوٹھی سے بھاگنے کی کوشش نہیں کی تھی تو ظہورا بائی بھی اس بات سے غافل ہو گئی۔ شاید نمل کو یہی اعتماد حاصل کرنا تھا جس سے وہ فائدہ اٹھا کر یہاں سے آسانی سے نکل سکے اور وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی۔

"بائی ہم نے آس پاس پورے علاقے میں دیکھا وہ کہی نہیں ہے" دروازے سے آتے غنڈوں کے ٹولے نے ظہورا بائی کو بری خبر سنائی۔ اور کچھ غنڈے جنہیں ظہورا بائی ابھی شہر جانے کا حکم دے رہی تھی ان کی بات سن کر روک گئے۔

"جائے گی کہا طوائف زادی ہے لوٹ کر تو کوٹھے پر ہی آئے گی ۔جاؤ جا کر شہر میں ڈھونڈو کبھی یہاں سے باہر تو گئی نہیں اسے کیا معلوم جگہ کا وہی کہی دھکے کھا رہی ہو گی "ظہورا تمسخر سے کہتی سفینہ کے کمرے کی طرف چل پڑی جہاں وہ بوڑھی عورت ہاتھوں میں تسبیح لیے اللہ کے کلام کا ورد کر رہی تھی ظہورا اس کی طرف بڑھی۔

"اگر تجھے کچھ معلوم ہے تو بتا دے ورنہ اچھا نا تیرے ساتھ ہو گا نا تیری چہیتی کے ساتھ ۔۔ڈھونڈ تو لوگی میں اسے "سفینہ میٹرک پاس تھی اور اپنے گاؤں کے ایک لڑکے سے محبت کر بیٹھی تھی جس نے اسے نکاح کا وعدہ کر کے یہاں لا کر بیچ دیا تھا اللہ نے ماں باپ کی عزت خاک کرنے کی سزا اسے دی تھی شاید جو پہلے کوٹھے کی زینت بنی پھر خودکشی کی کوشش کرنے پر اپاہج ہو کر کوٹھی میں رہنے لگی۔جب برقہ اس دنیا سے رخصت ہوئی تو نمل کا خیال رکھنے والی سفینہ ہی تھی سفینہ نے نمل کو قرآن نماز کے ساتھ ساتھ اسکول کی بھی تعلیم خود دی تھی شاید وہ اسے دنیا کی سمجھتی

ہی نہیں تھی اللہ نے اسے 19 سال تک غلط جگہ پر باعزت محفوظ رکھا تھا۔ لیکن سچ یہ تھا کہ نمل نے سفینہ کو بھی اس عمل سے آگاہ نہیں کیا تھا شاید ظہورا بائی کے سفینہ پر ظلم کرنے کے ڈر سے۔

"مجھے نہیں پتا ظہورا۔۔پتا نہیں میری بچی کہا ہوگی۔۔ اسے باہر کی دنیا کا کچھ نہیں پتا" سفینہ بھی فکر سے بولی جبکہ ظہورا اس کی آنکھوں میں سچ دیکھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ پیچھے سفینہ خوش بھی تھی کہ نمل شمس رفاقت کا شکار ہونے سے پہلے ہی یہاں سے چلی گئی لیکن اسے ڈر بھی تھا باہر کی دنیا کی درندگی کا۔

"یا اللہ اس معصوم کی حفاظت کرنا میرے اللہ اسے کسی محفوظ ہاتھوں میں پہنچا دے" سفینہ نمل کے لیے دعا کرنے لگی جبکہ ظہورا باہر شمس رفاقت کے خوف میں تھی وہ تو شکر تھا کہ شمس ایک ماہ کے لیے لاہور گیا ہوا تھا ورنہ آج ظہورا بائی کے ساتھ کچھ نا کچھ برا کر گزرتا

آیت کو جب ہوش آیا تو خود کو ایک کمرے میں بیڈ پر پایا۔ آہستہ آہستہ جب کچھ گھنٹوں پہلے گزرا وقت یاد آیا تو فوراً آنکھیں کھول گئی اور ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اور اپنے ساتھ کچھ غلط نا ہونے کا جائزہ لینے لگی تو اس کی حرکتیں نوٹ کرتے ہوئے سامنے بیٹھے شخص کے لبوں پر دلفریب سی مسکراہٹ آئی اور نیلی آنکھوں میں ایک چمک در آئی۔ آیت نے جب خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کی تو سامنے سر اٹھا کر دیکھا اس کے چہرے پر پڑتی سورج کی ہلکی سی شعاعیں نیلی آنکھیں اور مسکراتا چہرا اور بلیک اینڈ وائٹ ٹراؤزر ٹی شرٹ میں وہ پہلی ملاقات سے زیادہ آج آیت کو پیارا لگا۔ لیکن وہ اس وقت کڈنیپ تھی اور کڈنیپ کرنے والا "اسٹائلش لفنگا" تھا۔ آیت بیڈ سے نیچے اترتی تن فن کرتی اس تک پہنچی جو کاوچ پر براجمان تھا جیسے کوئی شہنشاہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک ہاتھ پر اپنا چہرا اٹکائے اور

دوسرا ہاتھ کاوچ پر رکھے۔۔

"تم ! تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے کڈنیپ کروانے کی اور میری دوست کہاں ہے ؟؟" آیت ایک سانس میں ہی اس سے سوال کرتی غصّے سے پھٹ پڑی۔

"میری ہمت تو بہت ہے اور بھی بہت کچھ کرنے کی اور رہی بات تمہاری دوست کی تو ڈونٹ وری مس غنڈی آفت وہ محفوظ جگہ پر ہے" ڈیول کھڑا ہوتا اس کی طرف رخ کرتا سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟؟" ایک اور سوال پوچھا گیا۔

"اپنی برتھڈے کو سپیشل بنانے کے لیے" اطمینان سے جواب دیا گیا۔

"تمھاری بر تھڈے؟ میں تمہاری کوئی محبوبہ نہیں ہو" آیت غصّے سے بولی۔

"ہونے والی بیوی تو ہو"ڈیول اسکے غصّے کو نظر انداز کرتا بولا تو آیت کو اس کی بات پر طیش آیا اور اسے پنچ مارنے لگی جسے بڑی مہارت سے روکتے ہوئے ڈیول نے اس کا ہاتھ اس کی کمر سے پن کردیا۔

"بیوی !بیوی تو نہیں تمہاری قاتلہ ضرور بنوگی۔"آیت خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔تو اس کی بات پرڈیول کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔

"تمہارے قتل کرنے کا انتظار رہے گا ڈئیر غنڈی آفت"ڈیول شرارت سے کہتا اسے آزاد کرتا کمرے سے باہر نکل گیا اور آیت اپنا ہاتھ مسلتی دروازے کی طرف لپکی لیکن دروازہ لاک پا کر واپس بیڈ پر آکر بیٹھی اور یہاں سے نکلنے کا سوچنے لگی اور عائشہ

کو تو بھی ڈھونڈنا تھا اسے ۔جبکہ دوسری طرف ڈیول جیک کے پاس پہنچا جو شرمندہ سا سر جھکائے پیلس کے خوبصورت سے ہال رہی بات تمہاری دوست کی تو ڈونٹ وری مس غنڈی آفت وہ محفوظ جگہ پر ہے"ڈیول کھڑا ہوتا اس کی طرف رخ کرتا سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟؟"ایک اور سوال پوچھا گیا۔

"اپنی برتھڈے کو سپیشل بنانے کے لیے"اطمینان سے جواب دیا گیا۔

"تمھاری برتھڈے؟میں تمہاری کوئی محبوبہ نہیں ہو" آیت غصّے سے بولی۔

"ہونے والی بیوی تو ہو"ڈیول اسکے غصّے کو نظر انداز کرتا بولا تو آیت کو اس کی بات پر طیش آیا اور اسے پنچ مارنے لگی جسے بڑی مہارت سے روکتے ہوئے ڈیول نے اس کا

ہاتھ اس کی کمر سے پن کر دیا۔

"بیوی ! بیوی تو نہیں تمہاری قاتلہ ضرور بنوں گی۔" آیت خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ تو اس کی بات پر ڈیول کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔

"تمہارے قتل کرنے کا انتظار رہے گا ڈئیر غنڈی آفت" ڈیول شرارت سے کہتا اسے آزاد کرتا کمرے سے باہر نکل گیا اور آیت اپنا ہاتھ مسلتی دروازے کی طرف لپکی لیکن دروازہ لاک پا کر واپس بیڈ پر آکر بیٹھی اور یہاں سے نکلنے کا سوچنے لگی اور عائشہ کو تو بھی ڈھونڈنا تھا اسے۔ جبکہ دوسری طرف ڈیول جیک کے پاس پہنچا جو شرمندہ سا سر جھکائے پیلس کے خوبصورت سے ہال میں صوفے پر بیٹھا تھا ڈیول اس کے قریب ہی صوفے پر بیٹھ گیا تو جیک پہلو بدل کر رہ گیا۔

"اب بتاؤ اس لڑکی کو کیوں لائے ہو؟؟ جبکہ اس لڑکی کو اس کے گھر چھوڑ کر انا کوئی

مشکل مرحلہ نہیں تھا"ڈیول جانچتی نظروں سے جیک کو دیکھتا بولا جس پر جیک خفیف سا ہوتا واپس سر جھکا گیا۔

"پتا نہیں میرا دل کیا تو بس میں لے آیا"جیک نے سادہ سا جواب دیا۔

"چاکلیٹ کے کر نہیں آئے جو یہ بول رہے ہو اصل مدعے پر آؤ جیک"ڈیول کے بولنے پر جیک گڑبڑا کر سیدھا ہوا اور ڈیول کو دیکھنے لگا جو بڑی توجہ سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مجھے وہ پسند ہے"جیک کے بولنے پر ڈیول کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"وہ کون ؟تمہاری بہن"ڈیول کے بولے پر جیک نے اپنے کانوں کو چھوا۔

"استغفرُللہ ۔۔ میری بہن نہیں ہے میں اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد ہو" جیک کا تو ڈیول کی بات سن کر دل بند ہونے والا تھا فورا منہ بنا کر بولا۔

"بہن بنا لو کوئی مزاحیہ نہیں ویسے بھی اس کا کوئی بھائی نہیں" ڈیول کی بات پر جیک کا منہ کھل گیا مطلب ڈیول کو پتا تھا کہ جیک آیت کے ساتھ عائشہ کی بھی انفاریمشن نکال چکا ہے جبکہ جیک کی حالت دیکھ کر ڈیول کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تو جیک بھی سر جھکا لیا۔

"میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو" آخر کار جیک نے ڈیول کو دل کی بات بتا ہی دی جس پر ڈیول نے سر اثبات میں ہلایا تو جیک کو راحت ہوئی۔

نوریز اپنے آفس سے باہر آتا کار ڈرائیو کرتے ہوئے وہاب انڈسٹری کی جانب جا رہا تھا جب اچانک ایک لڑکی کو کچھ آوارہ لڑکوں کے بیچ پھسے ہوئے دیکھا وہ روڈ کافی سنسان تھا اور دوپہر کا وقت وہ کسی انجانے جزبے کے تحت کار سائیڈ لگاتا اتر کر ان لڑکوں کی طرف پہنچا جن کا حلیہ ان کے مشکوک کردار کی گواہی دے رہا تھا اور وہ لڑکی سفید شلوار سوٹ میں سفید ہی چادر سے خود کو ڈھانپے ہاتھ میں مسافر بیگ لیے کھڑی تھی نوریز کے سامنے اس کی پیٹھ تھی جب ان چار لڑکوں میں سے ایک اس لڑکی کی طرف بڑھا تو بھاگنے کے غرض سے وہ لڑکی پلٹی اور بری طرح نوریز کے چوڑے سینے سے ٹکرا گئی اور بیگ اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا تو نوریز پیچھے ہوتا اس لڑکی کا بیگ اٹھا کر اسے دینے لگا تو نگاہ اس کے بے حد حسین پیروں سے ہوتی ہوئی اس کے مخروطی ہاتھوں پر گئی اور چہرہ دیکھنے کے احساس سے نگاہیں خود با خود اس لڑکی کے چہرے کا طواف کرنے لگی بڑی بڑی خوبصورت سی آنکھیں ،دلکش نین نقوش گلاب جیسے ہونٹ بے شک وہ لڑکی سراپائے حسن تھی۔ نوریز جیسا مضبوط اعصاب کا مالک شخص بھی اسے محوت سے دیکھنے لگا۔جب

ایک لڑکا نمل کی کلائی پکڑنے کی کوشش کرنے لگا اور نمل جھٹک کر پیچھے ہوئی تو نوریز ہوش کی دنیا میں واپس آتا اس لڑکے کا ہاتھ روک گیا وہ لڑکا اور باقی سب بھی نوریز کو غصّے سے دیکھنے لگے اور بولے۔

"ابے ہیرو نکل یہاں سے لڑکی ہماری ہے" اس لڑکے نے نوریز کی وجاہت، کسرتی جسم تھری پیس بلیو سوٹ اور بے تحاشہ مغرور سے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا تو نوریز کے ماتھے پر کسی بھی عورت کے لیے ایسے لفظ سن کر بے تحاشہ بل پڑے یہی تو فرق تھا نوریز اور سامنے کھڑے لڑکوں کی تربیت کا ایک کسی انجان اکیلی لڑکی کی عزت کی حفاظت کے لیے کھڑا تھا تو دوسری طرف وہ لڑکے اس اکیلی لڑکی کی عزت پامال کرنے کے لیے۔ ایک لڑکا اور سامنے آتا نوریز کو جانے کا کہنے لگا۔

"چل ہیرو پہلا حق ہمارا ہے اس لڑکی نے ہمیں بہت دوڑایا ہے تو کچھ گھنٹوں بعد آجانا پھر لے جانا تب تک ہمیں مزے کرنے دے" وہ لڑکا آنکھ مارتا ہوا خباثت سے

بولا۔ اور نمل ان بے ہودہ الفاظ پر غصے اور دکھ سے سر نیچے جھکائے آنسو بہانے لگی تھک ہی تو گئی تھی بیچاری۔ اپنی عزت کی حفاظت شمس سے کرنے کے لیے تو کوٹھی سے نکلی تھی بس کے دھکے کھائے کچھ مردوں کی راستے پر اٹھنے والی غلیظ نظروں کو برداشت کیا اور کیا ملا وہی مرد جو اسے گھیرے کھڑے تھے نوچنے کے لیے اس سے اچھا تو وہاں سے باہر ہی نا نکلتی کم سے کم کچھ مہینے اور عزت سے کوٹھی میں ہی گزار لیتی 19 سال کی تھی کمزور مگر مضبوط لڑکی جو اکیلے اپنی حفاظت کے لیے اس دنیا سے لڑنے نکلی تھی۔نوریز نے ایسی بکواس کرنے والے لڑکے کے منہ پر زوردار پنچ مارا جس سے وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا تو دوسری طرف کھڑے لڑکے نے ہاتھ ہوا میں لہرا کر نوریز پر حملہ کرنا چاہا جسے نوریز نے گھوم کر اپنے دوسرے ہاتھ سے روکتے ہوئے ایک زوردار پنچ اس کے پیٹ پر دے مارا باقی کھڑے دو لڑکوں میں سے ایک آگے بڑھتا چاقو نکال کر نوریز کے پیٹ پر وار کرنے لگا لیکن نوریز نے اس کا چاقو والا ہاتھ اپنے سخت ہاتھ سے مروڑا تو چاقو زمین پر گرا اور اپنی ایک ٹانگ کھینچ کر اس کے پیٹ پر دے ماری جس سے وہ لڑکا اپنے تماشا دیکھنے والے دوست کے قدموں میں جا گرا تو وہ دوست کانپ گیا اور باقی دو بھی اٹھ کر اس تک پہنچے ان

چاروں کی ساری اکڑ صرف دو پنچ اور ایک لات کھانے پر ہی ہوا ہو گئی اور وہ اپنی بائیک سٹارٹ کرتے ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگھ ۔ اور چپ کھڑی نمل حیرانگی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی وہ تو سوچ رہی تھی کہ یہ مرد بھی ان جیسا ہی ہو گا لیکن اس مرد نے تو اس کی عزت خود کو خطرے میں ڈال کر بچائی تھی ۔کیا ایسے بھی مرد ہوتے ہے اس دنیا میں ؟؟ وہ بہت توجہ سے نوریز کو دیکھنے لگی اتنا وجیہہ مرد اس نے زندگی میں پہلی دفعہ دیکھا تھا۔نوریز جو نمل سے کچھ دور کھڑا تھا نمل کی طرف پلٹا تو اسے خود کو دیکھتے پایا دو پل کے لیے دونوں کی نظریں ملی اور کیا خوب ملیں تھی اجنبی ہونے کے باوجود بھی ایک اپنائیت کا احساس تھا دونوں میں اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے نمل شرمندگی سے نظریں پھیر گئی تو نوریز خود کو کمپوز کرتا اس کی طرف رخ کر گیا مقصد اسے اسکے گھر یا مطلوبہ جگہ تک باحفاظت پہچانا تھا۔

"آپ مجھے بتا دے ایڈریس میں ڈرپ کر دیتا ہو آپ کو" نوریز کے پوچھنے پر نمل کو پھر

سوچوں نے آگھیرا کیا بتاتی کہا جانا ہے اسے تو خود نہیں پتا تھا کیا کرے کہا جائے۔

"میں خود چلی جاؤگی شکریہ آپ کا میری مدد کرنے کا" نمل کہتی اپنا بیگ پکڑتی آگے بڑھنے والی تھی۔

"معزرت کے ساتھ محترمہ کافی سنسان علاقہ ہے یہ اور دور دور تک آپ کو کوئی سواری نہیں ملے گی آپ مجھ پر یقین کر سکتی ہے" نوریز پتا نہیں کس خدشے کے تحت بول گیا شاید وہ لڑکی ڈر رہی ہے ابھی بھی۔ جبکے نمل کیا بولتی اس مہربان شخص کو کوئی نہیں اس کا یہاں وہ تو اپنی عزت کے خاطر بنا سوچے سمجھے کوٹھی سے نکل پڑی تھی قدم نوریز کی طرف کرتی سر جھکا کر بولی۔

"میرا کوئی نہیں ہے یہاں میں کسی کو نہیں جانتی" نمل کی آواز خود با خود نرم ہو گئی تھی۔ جسے محسوس کرتے نوریز اپنی حیرانگی پر قابو پاتا اطمینان سے بولا۔

"کوئی تو ہوگا آپ کے پیرنٹس یا کوئی رشتے دار وغیرہ"نوریز بولا تو نمل مزید سر جھکا گئی اور کچھ سوچ کر توقف سے بولی۔

"میں یتیم ہو"نمل کے بولنے پر نوریز نے سرد آہ ہوا میں خارج کی اور تھوڑی کے نیچے شیو پر ہاتھ رب کرتا کچھ سوچنے لگا نمل بھی ایک لمحے کے لیے سر اٹھا کر اس کی وہ حرکت نوٹ کرتی پہلو بدل گئی جبکہ نوریز اپنے کام میں مصروف تھا۔

"آپ پہلے کہاں رہتی تھی ؟؟"نوریز اس سے کچھ توقف سے بولا۔

"یتیم خانے میں ۔۔ لیکن میں وہاں واپس نہیں جانا چاہتی"نمل اپنی ذات سے جڑا سچ چھپاتے ہوئے زندگی کا پہلا جھوٹ لڑکھڑاتی زبان سے ادا کر گئی۔

"اچھا۔۔۔پر کیوں ؟؟"نوریز نے نا سمجھیں سے پوچھا۔

"وہاں کے کچھ ملازم مجھے تنگ کر رہے تھے ان سے بچنے کے لیے ہی بھاگ رہی تھی" ایک اور جھوٹ لڑکھڑاتی آوازیں بولا گیا اور نوریز حیرانی سے اس کم عمر لڑکی کو دیکھے گیا جو اپنی عزت کی حفاظت کے لیے دربدر ہو گئی تھی۔

"تو آپ جائے گی کہاں ؟؟"نوریز کو فکر ہوئی۔

"معلوم نہیں" اب کی بار سچ کہا گیا اور آنسو لڑکھڑا کر گال پر پھسل آئے نوریز کو اس کے آنسو تکلیف دینے لگے تو کچھ سوچ کر بولا۔

"آپ میرے ساتھ میرے گھر چلیں وہاں آپ محفوظ رہے گی "نوریز کے کہنے پر نمل نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا وہ اس کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کرنے لگی شاید اسے ابھی بھی اس شخص پر یقین نہیں تھا ہوتا بھی کیسے ایسا مرد کہا دیکھا تھا نوریز اس کی کیفیت سمجھتے ہوئے بولا۔

"آپ مجھ پر یقین کر سکتی ہیں "نوریز بولا تو نمل اثبات میں سر ہلاتی اس کے ساتھ کار کی طرف چل پڑی اب یہاں وہاں بھٹکنے اور درندوں کے چونگل میں دوبارہ پھسنے سے اچھا تھا کہ اس مہربان شخص پر یقین کر لے۔

داہم جو کب سے جنت ولا میں مسز جنت کاشان اور کاشان صاحب سے ملنے آیا تھا بیٹھا ہوا خوش گپوں میں مصروف تھا جب نوریز کے ساتھ ایک لڑکی کو آتے دیکھ لسی ٹراس کی کیفیت میں اپنی جگہ سے اٹھا اس کا رخ مین دروازے کی ہی طرف تھا جس سے وہ نوریز کو سب سے پہلے دیکھ چکا تھا داہم کی نظروں کی سمت میں جب

کاشان صاحب اور جنت بیگم نے دیکھا تو وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور حیرانی سے نوریز کی طرف دیکھنے لگے۔ انھیں کوئی مشکوک شک نہیں تھا نوریز پر ان کی تربیت میں ایسا تھا ہی نہیں وہ بس تجسس سے اس انجان سی لڑکی کا نوریز کے ساتھ ہونے کی وجہ جاننا چاہتے تھے جیسے نوریز سمجھتے ہوئے ان سے کچھ کہنے ہی والا تھا لیکن اسی وقت داہم اس پر جھپٹنے والے انداز میں گلے لگا اور گانے لگا۔

"مبارک ہو تم کو یہ شادی تمہاری ۔۔"داہم سر سے گانے کے ساتھ ساتھ نوریز اور نمل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو نمل جیسے سٹپٹا گئی اور نوریز داہم کو گھورنے لگا لیکن وہ داہم ہی کیا جو باز آجائے مسز کاشان نے تو اپنا ماتھا پیٹا وہ داہم کو نوریز کی طرح ہی محبت کرتی تھی ان کی دوست کا بیٹا جو تھا لیکن مجال جو کسی سیچویشن میں سیریس ہو یہ لڑکا جبکہ داہم کی حرکت پر کاشان صاحب مسکرا رہے تھے جبکہ داہم "صدا خوش رہو تم دعا ہے ہماری ۔۔" اب نمل کے گرد چکر لگاتا ہوا گنگنانے لگا اور نمل اس نئے شخص کو دیکھنے لگی اسے لگا تھا کہ اس نے نوریز جیسا وجیہہ شخص نہیں

دیکھا تھا یا کبھی دیکھے گی ہی نہیں لیکن داہم کو دیکھ کر یہ خیال بھی رد ہو گیا داہم میں بھی نوریز جیسی ہی وجاہت تھی۔داہم اب مسز جنت کاشان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"میں نا کہتا تھا کہ یہ کوئی چاند چڑھائے گا"مسز کاشان داہم کے بازو پر چت رسید کرتے ہوئے نوریز کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"مام۔۔یہ محترمہ مجھے سڑک پر۔۔"نوریز ان تینوں کو پورا واقعہ سنا گیا تو کاشان صاحب نمل کے پاس آتے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

"بیٹا۔۔آپ فکر نا کرے آپ یہاں محفوظ ہیں"نمل کسی مرد کی باپ جیسی شفقت محسوس کرتی پھر آنسو بہانے لگی تو جنت بیگم نمل کے پاس آتی اسے اپنے ساتھ لگا گئی اور اسے تسلی دیتے ہوئے بولی۔

"اس گھر کو آپ اپنا ہی گھر سمجھے ۔۔" نمل انھیں کیا بتاتی گھر تو کبھی دیکھا ہی نہیں اس نے اور اپنا گھر ۔۔جنت بیگم اس سے الگ ہوئی تو داہم نوریز کے پاس آکر گلے میں ہاتھ ڈالتا پوچھنے لگا ۔۔

"نام کیا ہے تمہارے گھر کی نئی خوبصورت ممبر کا" داہم کے بولنے پر نوریز کو یاد آیا اس نے نام تو پوچھا ہی نہیں پورے راستے کار میں بھی دونوں کے درمیان خاموشی ہی رہی تھی ۔تو داہم کی طرف رخ کر کے آرام سے بولا ۔

"پتا نہیں ۔۔میں نے پوچھا نہیں "نوریز کے بولنے پر داہم چلانے والے انداز میں بولا "واٹ" تو سب ہی ان کی طرف متوجہ ہوئے تو نوریز نمل کو مخاطب کرتا بولا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟؟" سب کی توجہ اب نمل کی طرف تھی ۔

"نمل" نمل کے جواب دینے پر جنت بیگم اسے اس کا کمرہ بتانے کے لیے ساتھ لے گئی تو کاشان صاحب بھی ایک ضروری میٹنگ کے لیے نکل گئے اب راستہ صاف دیکھتا داہم ایک آئبرو ریز کرتا نوریز سے مخاطب ہونے لگا تو نوریز بھی بھوئیں ملا گیا۔

"کیا؟؟"نوریز نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"تو بنا اس لڑکی کا نام جانے لڑنے کو دپڑا"داہم لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ جمائے نوریز سے تفتیش کرنے لگا۔

"تو کیا نام پوچھ کر لڑنے جاتا؟؟"نوریز نے بے زاری سے کہا۔

"ہنہ۔۔۔ویسے نمل کیسی لگی تمہیں ؟؟داہم پہلے منہ بناتا بولا۔

"مطلب؟؟"نوریز اس کی بات کو سمجھ نا پایا۔

"میرے بھائی مجھے وہ پہلی نظر میں اپنی بھابھی لگی"داہم شرارت سے بولا جس کی بات کو سمجھتے نوریز نے اس کے گلے میں ہاتھ ڈالتے دباؤ دیا تو داہم کرہ اٹھا تو نوریز نے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے" اور بکواس کرنی ہے اب"والا انداز میں آئبرو ریز کی تو داہم دونوں ہاتھ کھڑے کرتا"بلکل نہیں"کا اشارہ دیتا خود کو آزاد کرواہی لیا۔۔

دوپہر سے رات ہو گئی تھی لیکن آیت وہاں سے نکلنے اور عائشہ کا کچھ پتا نا کر پائی اور

اوپر سے ظلم کی انتہا یہ کہ بھوک لگ رہی تھی اس اسٹائلش لفنگے کے پاس اتنا بڑا گھر تھا وہ اندازہ اس کمرے سے لگا گئی تھی جہاں اسے رکھا تھا رائل وائٹ طرز سے سجا کمرہ جس کی ہر شے اس کے قیمتی ہونے کی گواہی دیتی تھی اور اتنے سارے گارڈز، گاڑیاں لیکن اب تک کمبخت کھانے کو کچھ نہیں بھیجا آیت اپنی سوچوں میں ہی گم تھی جب ڈیول اندر داخل ہوا آیت ایک دم غصّے سے اس تک پہنچی جو ابھی ڈور لاک کرتا پلٹا تھا

"کیوں لائے ہو مجھے یہاں ؟؟" آیت غصّے سے پھنکاری۔

"اپنی 30 سالگرہ کو یادگار بنانے" بے تاثر چہرے سے جواب دیا گیا۔

"تم چاہے تین سو سال کے ہو میری بلا سے۔۔۔یو ایڈیٹ ! مجھے میرے گھر جانا ہے اور میری دوست کو بھی بلواؤ ابھی "آیت ڈیول کا گریبان پکڑ کر چیخی تو ڈیول

نے ناگواری سے اس کے ہاتھ جھٹکے تو آیت چار قدم پیچھے لے گئی اس کی چند پل کی

ہاتھ کی سخت پکڑ سے اسے بے پناہ خوف آیا "اپنی حد میں رہو سمجھی۔۔ اور کچھ دیر بعد

نکاح ہے ہمارا تو چپ چاپ تیار ہو جاؤ"ڈیول اس کے خوف سے تر چہرے پر

نظریں جمائے بولا

"نکاح ؟؟"آیت ایسے بولی جیسے شاید غلط سنا ہو اس نے۔

"یس ۔۔نکاح اور وہ بھی 10 بجے بی ریڈی ڈئیر"ڈیول اس کی طرف ایک قدم بڑھاتا

دونوں ہاتھ پوکٹس میں ڈالتے ہوئے بولا۔

"میں تم سے کوئی نکاح نہیں کروگی سمجھے تم اور تم غنڈے ہو پیسے چاہیے ہونگے مجھے

آزاد کرنے کے بدلے میں تو میرے ڈیڈی کو کال ملادو تم جتنے بولو گے اتنے پیسے مل

جائے گے تمہیں" آیت خود کو کمپوز کرتی تیزی سے بولی۔آج اس باپ کا نام لے

رہی تھی جس نے کبھی دیکھا بھی نہیں وہ دیکھتی کیسی ہے اس کے باپ نے اسے صرف پال کر اور اپنا نام دے کر احسان کیا تھا اور سوتیلی ماں اور بہن تو کبھی اسے اس گھر کا حصہ سمجھتے ہی نہیں تھے۔ لیکن پھر بھی ایک آس تھی کہ اتنی نفرت کے باوجود بھی وہ اسے یہاں سے کچھ بھی کر کے نکال لے گے۔ آیت کی بات سنتے ہی ڈیول کا بے ساختہ قہقہہ گونجا جیسے آیت نے اسے کوئی لطیفہ سنایا ہو۔

"تمہارا باپ مجھے پیسے دے گا۔۔ سیریسلی؟؟ وہ تو خود میرا مقروض ہے" ڈیول کنگ تمسخر سے آئبرو ریز کرتے ہوئے بولا اور آیت کے ایک اور قدم قریب ہوا تو آیت اسے عجیب شک بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

"نہیں۔۔ ایک غنڈے کا مقروض میرا باپ" آیت نفی میں سر ہلاتی بولی۔

"بلکل۔۔ اور تمہارے باپ نے میرے قرض کے بدلے تمہارا سودا کیا ہے" ڈیول

ایک اور قدم آیت کی طرف لیتے ہوئے بولا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ "آیت ایک قدم پیچھے لیتی زور زور سے نفی میں سر ہلاتی ہوئی بولی تو ڈیول دو قدم فاصلہ طے کرتے ہوئے زور سے آیت کا بازو دبوچا جس سے آیت کو اس کی انگلیاں اپنے بازو میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی اور ڈیول کی گرم سانسیں اپنے ماتھے پر محسوس ہونے لگی۔ آیت اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگی لیکن کیا فائدہ ڈیول جیسا طاقتور مرد کہاں آیت کے دھکیلنے سے پیچھے ہٹنے والا تھا۔

آیت کے زار و قطار آنسو اس کے گالوں کو بھیگو گئے تو ایک عجیب سے احساس میں گھرا ڈیول آیت کا ہاتھ جھٹکے سے چھوڑتا خود کو کمپوز کرتا صوفے پر ایک سائیڈ جا بیٹھا اور آیت اپنے بازو میں اٹھتی درد کی ٹھیسوں کو سہلانے لگی اور آنسو صاف کرتی پھر ڈیول کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"مجھے تم پر یقین نہیں نا تمہاری بات پر" آیت اس شخص پر اعتماد کیسے کر سکتی تھی جو اسکا کڈنیپر تھا شاید اس کا کوئی اور مقصد ہو پیسوں کے علاوہ یا پھر ڈیڈی سے اس کی کوئی دشمنی ہو انھیں بے عزت کرنا چاہتا ہو شاید اس لیے اور اسے پتا ہو ڈیڈی مجھ سے نفرت کرتے ہے اور میں بھی ان سے ناراض رہتی ہو اسی لیے مجھے یہ سب بول رہا ہے کہ میں اس کی باتوں میں آجاؤگی۔ کتنی ہی وجوہات تھی آیت کے پاس اپنے باپ پر یقین کرنے کی کیا ان میں سے ایک وجہ بھی اس یقین کو برقرار رکھ پائے گی؟؟ لیکن آیت اس وقت اس غنڈے پر یقین نہیں کر سکتی تھی یہ تو طے کر چکی تھی۔ اس کی بات سنتے ڈیول نے ایک آئبرو ریز کرتے اس کی بہادری پر داد والے انداز میں اثبات میں سر ہلاتے اپنا فون نکال کر کال ملائی اور ٹھیک ایک منٹ بعد دروازہ نوک ہوا جس پر ڈیول نے "یس کیا تو جیک اندر داخل ہوا۔

"صدیقی کو کال ملاؤ جیک" ڈیول کے کہنے پر جیک نے ویڈیو کال کی اور ڈیول کے

سامنے کر دی کال دوسری ٹون پر رسیو ہوئی تو ڈیول نے لیپ ٹاپ آیت کے سامنے گھومایا تو آیت دھندلی آنکھوں سے اسکرین میں نظر آتے چہرے کو دیکھ کر ساکت رہ گئی وہ چہرہ اس کے باپ کا ہی تھا اور ڈیول اپنی جگہ سے اٹھتا آیت کے سامنے آکر کھڑا ہوا جبکہ جیک بت بنا وہی کھڑا رہا پھر ڈیول لیپ ٹاپ کی طرف رخ کر کے بولا۔

"صدیقی تمہاری بیٹی کو یقین نہیں میری باتوں پر تم کروادو..... ورنہ میں تمہارے مجھ پر یقین کے ساتھ تمہاری بھی دھجیاں اڑا دوں گا" ڈیول تمسخر سے بولتا ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا تو شیشے میں اپنا عکس دیکھنے لگا پھر آیت کو اس کی شبیہ ڈیول کی طرف پیٹھ ہونے کی وجہ سے آدھی نظر آرہی تھی۔ اور آیت امید بھری نظروں سے اپنے باپ کے عکس کو دیکھتے لگی۔

"ڈیڈی۔۔یہ جو غنڈہ بول۔۔رہا ہے یہ" آیت ٹوٹی ہوئی آواز میں بول ہی رہی تھی جب دھاڑنے والے انداز میں صدیقی کی آواز کمرے میں گونجی۔

"سب سچ ہے۔۔ڈیول کے ساتھ کچھ کاموں میں ملوث ہو میں اور ڈیول کا بہت بڑا نقصان ہو گیا ہے میرے ہاتھوں سے۔۔میں اگر خود کو بھی بیچ دو تو بھی نقصان پورا نا ہو۔۔ اسی ڈر سے چھپتا پھر رہا تھا میں لیکن جب

ڈیول نے تمہارا بولا تو میں نے ہاں کر دی۔۔"صدیقی صاحب ہر بات آسانی سے بول گئے جبکہ آیت کے کانوں میں تو سیسہ پگھل رہا تھا۔

"تو آپ نے مجھے اس حیوان کو بیچ دیا" آیت صدمے سے چیخ پڑی جبکہ اس کے الفاظ پر ڈیول کی چمکتی آنکھوں میں پھر وحشت امڑ آئی لیکن پھر پتا نہیں کس بات اس کے لب مسکرا اٹھے۔جبکہ جیک حیوان لفظ پر سنجیدگی سے کمرے سے باہر نکل لیا۔ لیکن صدیقی کی تو جان پر بنی۔

"بکواس بند کرو۔۔ اور جو ڈیول چاہتا ہے وہ کرو"صدیقی حکم دیتا بولا۔

"نہیں کروگی ۔۔ کبھی نہیں"آیت زور زور سے نفی میں سر ہلاتی بولی تو کب سے چپ کھڑی صدیقی کی پہلی بیوی ان کے اگے آتی ہوئی بولی۔

"تم احسان فراموش لڑکی اتنا نہیں کر سکتی باپ کے لیے تمہیں ہر آسائش دی ہے انھوں نے ورنہ تمہاری اوقات کہا تھی" مسز صدیقی طنزیہ بولی۔

"ہاں نہیں کر سکتی میں ۔۔۔ آپ ایسا کرے تناویش کو بھیج دے یہاں وہ کرے لگی یہ سب ۔۔"آیت بھی مسز صدیقی کو ان کی بیٹی کا نام لیتی آگ لگا کر بولی تو صدیقی صاحب انھیں چپ رہنا کا اشارہ کرتے آیت سے بولے۔

"تم پیدا ہوئی میری زندگی کا وہ منحوس دن تھا۔۔"

"تم نے میری محبوب بیوی کو مجھ سے چھین لیا۔۔"

"میں نے تمہیں پالا مجبوری میں ہر آسائش دی اور تم اگر میرے کام نہیں آسکتی تو۔۔ یہاں بھی مت آنا واپس۔۔میں تمہیں نہیں جانتا آج کے بعد میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں"صدیقی صاحب کے یہ کہتے ہی سکرین بلیک ہو گئی اور آیت زمین پر گھٹنوں کے بل گر پڑی اس کی تو آج اپنے واحد خونی رشتے سے بھی موت ہو گئی کیا وہ اتنی غیر اہم تھی اتنی معمولی یا صرف نفرت کا شکار ہونے کے لیے ہی اس دنیا میں آئی تھی۔۔تو وہ آئی ہی کیوں تھی زندہ کیوں تھی؟؟آیت اپنی سوچوں میں گم تھی اور آنسو اپنا راستہ بنائے جا رہے تھے جب ایک شخص ایک گھٹنا ٹیک کر اس کے قریب آتا اپنی انگلی سے آیت کے رخسار سے ایک موتی چنتا ہوا بولا

"تمہارے تو سگے شریف باپ نے تمہیں دھتکار دیا" ڈیول افسوس سے طنز کرتا سر ایک طرف ڈھلکا کر بولا تو آیت نظریں اٹھا گئی۔

"اور میں ایک غنڈہ ، حیوان اور تمہارا اسٹائلش لفنگا تمہیں اپنانے کے لیے باہیں کھولے کھڑا ہوں" ڈیول باہیں کھول کر بے باکی سے بولا۔

"تم۔۔تمہاری ہونے سے اچھا ہے میں مر جاؤ۔۔" آیت پیچھے ہو کر اٹھتی چیخ پڑی۔ جس باپ کو اس کی پرواہ نہیں وہ کیوں کرتی بھلا۔

"سوچ لو تمہارے باپ۔۔" ابھی ڈیول کی بات پوری نہیں ہوگی تھی جب آیت سائیڈ پر رکھا واس اٹھا کر زمین بوس کرتی اس کی کرچیوں پر چلتی ڈیول کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔ اسے کہا پرواہ تھی اپنے پیروں سے نکلتے خون کی لیکن اس کے پیروں کا خون کسی کی آنکھوں میں اترنے لگا تھا ڈیول نے آگے بڑھتے آیت کے بال مٹھی

میں پکڑے تو آیت ہنستے ہوئے بولی۔

"میں تم سے نکاح نہیں کروگی ۔۔چاہے ماردو مجھے جان سے اور اگر میری عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو خود کو ہی ختم کرلوگی میں ۔۔"ڈیول اسکی پاگل پن دیکھتے ہوئے آیت کے بال جھٹکتا دو قدم پیچھے ہوا تو آیت بھی اسے ہی دیکھنے لگی کہ اب کیا کرے گا ڈیول اس کے ساتھ تبھی ڈیول ایک ہاتھ جیب میں ڈالے دوسرے سے پیشانی مسلتا ہوا بولا۔۔

"تم شاید بھول رہی ہو ڈئیر ۔۔تمہاری ایک عدد دوست ہے اور وہ بھی میرے پاس اور تمہیں پتا ہے ایک حیوان انسان کے ساتھ اور خصوصاً عورت کے ساتھ کیا کیا کرسکتا ہے" آیت کو جیسے اب یاد آیا کہ عائشہ بھی اس کے ساتھ تھی اپنے باپ کی خود غرضی میں وہ اپنی دوست کو تو بھول ہی گئی تھی۔

"میں تمہیں جان سے ماردوگی ۔۔ اگر میری دوست کو کچھ بھی ہوا تو ۔۔" آیت غصّے سے دھاڑی اس کی حالت سے مزہ لیتا ڈیول مسکراہٹ سجائے اسے دیکھنے لگا جیسے اب لگا ہو تیر ٹھیک نشانے پر ۔

"تمہاری دوست بلکل ٹھیک ہے ڈئیر ۔۔ لیکن اگر میری بات نہیں مانی تو کوئی گیرنٹی نہیں کچھ بھی ہو سکتا ہے ۔۔بیوٹیشن اورڈریس بھیج رہا ہوں تیار ہو جاؤ ۔۔ اور اب لی دفعہ وارننگ نہیں دوں گا" ڈیول یہ کہتا کمرے سے باہر نکل گیا لیکن آیت تو بیچاری پیچھے اپنی قسمت پر ماتم کرتی رہ گی کیوں تھی اس کے نصیب میں اتنی نفرتیں ؟؟ ایسا نکاح اور ایک حیوان سے نکاح ؟؟ ایسا تو کسی لاوارث لڑکی کے ساتھ بھی نہیں ہوتا ہوگا تو وہ کیا اتنی گئی گزری تھی ۔۔ آیت اپنی سوچوں میں گم تھی جب ایک ادھیڑ عمر عورت کمرے میں داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی ۔ ٹرے سائیڈ میں رکھتی وہ عورت آیت کے پاس بیٹھتی خاموشی سے کانچ کی کرچیاں اس کے پیروں سے نکالنے لگی تو آیت بھی سسکتی ساری کاروائی چپ چاپ دیکھنے لگی پھر وہ عورت

آیت کو سہارہ دیتی بیڈ پر بیٹھا کر آیت کے پیروں کی ڈریسنگ کرنے لگی پھر آیت کو کھانا کھلاتی باہر نکلی تو اندر ایک عورت بے تحاشہ خوبصورت ٹیپ ریڈ کلر کا لہنگا سمبھالتی داخل ہوئی اس کے ساتھ میک اپ بکس سمبھالتی بیوٹیشن داخل ہوئی تو پیچھے دو اور عورتیں سجنے سنورنے کے دوسری اشیاء لیے حاضر ہوئی اور اپنے کاموں میں وہ تمام عورتیں مشغول ہوگی۔

"دلشاد بھائی کیا اپ پلیز مجھے نوریز کی طرف ڈرپ کر دے گے" دلشاد جو اپنی کوئی فائل لینے گھر آیا تھا جانے لگا تو ہالے کی آواز پر پلٹ کر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہالے ۔۔ داہم بھی تو اسی طرف گیا ہے کچھ دیر پہلے تم اس کے ساتھ چلی جاتی ۔۔" دلشاد کی مصروفیت سے کہ گیا تو ہالے اسے کیا بتاتی وہ شیکسپیئر کا دادا ساتھ

لے جانے کے بجائے اس کی گاڑی کا ڈائیر پنچر کر کے نکل گیا اور پھر یہ بھی تو بتانا پڑتا لہ اس نے ایسا کیا کیوں ؟؟ہالے نے رات کو اس کی پٹنگ میں الگ سے چینی کا کپ بھر کر ڈالا تھا اور داہم نے اپنا بدلہ لینے کے لیے سر ہلاتے داد دیتے کہا تھا "بہت زائقہ ہے تمہارے ہاتھ میں مس ہالے آفریدی میں کل ضرور میرے لیے اس سپیشل پٹنگ کا تحفہ دو گا تمہیں "جس پر زریش بیگم نے مسکراتے ہوئے اپنے بیٹے اور ہالے دونوں کو دیکھا تھا وہاں صرف یہ تین افراد ہی تھے کیونکہ وہاں صاحب اور دلشاد ایک پروجیکٹ پر کام کرنے کے لیے پہلے ہی کھانا کھا کر نکل چکے تھے۔داہم کی بات پر ہالے نے سر جھٹک کر "ہنننہ" کیا تو داہم دھیرے سے مسکرا گیا جبکہ زریش بیگم کو داہم کا ہالے کو تم کہ کر مخاطب کرنا اچھا نہیں لگا تو بولی "داہم ضرور تحفہ دینا۔۔ لیکن ہالے کو آپ کہا کرو تم سے دو سال بڑی ہے "جس پر ہالے طنزیہ مسکراتی داہم کو دیکھنے لگی۔ تو داہم اثبات میں سر ہلاتا ہوا بولا۔

"اوہ یسس مام ۔۔۔ اتنی عمر ہو گئی ہے ان کی کہ انھیں ضرور" آپ "ہی کہو گا" جس پر

زریش بیگم نے اسے گھور کر دیکھا تو ہالے کو تو صدمہ ہی لگ گیا "اتنی عمر "جس پر داہم کو ٹھنڈک اپنے دل پر اترتی محسوس ہوئی۔ہالے آفریدی کو صدمے دینے کی ہمت صرف "داہم وہاب خانزادہ "میں ہی تھی۔زریش بیگم ضروری کال اٹینڈ کرنے کے لیے اپنے کمرے میں گئی تو ہالے خونخوار نظروں سے داہم کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"میری کتنی عمر ہو گئی ہے؟؟ بتانا پسند کرو گے۔۔چوزے "ہالے طنز کرتی ہوئی بولی تو داہم خود کے لیے چوزہ لفظ سن کر دونوں آئیبرو ریز کرتا دونوں ہاتھ ٹیبل پر اپنی پلیٹ کے اردگرد رکھتا ہوا بولا "اتنی کے میں تمہیں دادی بھی بول سکتا ہوں۔۔سو سال پرانی ناگن"۔

"تم کیا سمجھتے ہو خود کو ہاں۔۔"ہالے غصّے سے مٹھیاں بھینچ کر اپنے لیے دادی اور سو سال پرانی ناگن کے الفاظ سنتی ہوئی بولی۔

"ایک حسین، نوجوان، ہینڈسم قابل ڈاکٹر" کیا اطمینان تھا۔۔

"ہنننہ۔۔اس حسن پر کوئی مرہی نا مٹے" ہالے داہم کو آگ لگاتی بولی۔

"خوبصورت لڑکیوں کا ٹولہ مرتا ہے میرے حسن پر" داہم مسکراتے ہوئے بولا تو ہالے اپنی جگہ سے اٹھ کر داہم کی کرسی کے پاس آکر بولی۔

"ایسی آندھی لڑکیاں مرہی جائے تو ہی اچھا ہے" ہالے یہ کہتی تن فن کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی تو داہم لاجواب ہوتا دل کھول کر قہقہہ لگا اٹھا اور یہ بھی تو سچ تھا داہم وہاب خانزادہ کو لاجواب کرنے کی ہمت بھی صرف "ہالے آفریدی" میں ہی تھی۔داہم یہ بات مانتا تھا لیکن کبھی تسلیم نہیں کرتا تھا ہالے کے سامنے افففف یہ انا۔تو بس صبح ہالے آفریدی کا نوریز کے گھر جانے کا پلین پتا چلتے ہی داہم اپنا کارنامہ سرانجام دے گیا کیونکہ اسے معلوم جو تھا آج باقی گاڑیاں بھی سروس کے لیے گئی

جو ہوئی ہے۔ اور خود بڑے مزہ سے کیز گھومتا ہالے کو بائے کرتا اور زور سے زریش بیگم سے کہتا "مام میں نوریز کی طرف جا رہا ہو آنٹی اور انکل سے ملنے اور انھیں گفٹس دینے" اپنی منزل کی طرف بڑھ گیا اور پیچھے بیچاری ہالے پیر پٹختی رہ گئی۔ دلشاد کو داہم نے صبح ہی نوریز کی طرف جانے کا بتایا تھا تو دلشاد نے اسے بتایا نوریز لنچ آج اسکے آفس میں کرے گا تو داہم آنٹی اور انکل سے ملنا تھا کہ کر بات ختم کردی لیکن آج شاید نوریز داہم کی وجہ سے ہی دلشاد کے ساتھ لنچ کرنے نہیں آیا تھا وہ تو اندازہ لگا رہا تھا اس بات سے انجان اس کے دوست کی زندگی میں ایک انجان لڑکی داخل ہوئی تھی آج ہالے دلشاد کو کچھ کہنے ہی والی تھی جب پیچھے سے داہم کی آواز آئی۔

"برو۔۔ اس نے کہا تھا لیکن میڈم تیار ہونے میں ہی اتنی دیر لگاتی ہے کہ میں بےزار ہو کر خود ہی نکل گیا" داہم کے کہنے پر دلشاد نفی میں سر ہلاتے ہوئے جانے لگا تو داہم افسوس سے آگے بڑھ کر دلشاد کے گلے لگا تو ہالے اور دلشاد ایک دوسرے کو دیکھتے کبھی تو کبھی داہم کو۔

"میرا پہلا پیار ادھورا رہ گیا۔۔ دلشاد بابو" اس کے کہنے پر دلشاد نے داہم کو خود سے الگ کرتے ہوئے ہونک بنے پوچھا۔

"کونسا پہلا پیار۔۔"دلشاد تو داہم کی ڈرامے بازیوں سے ہی بے زار رہتا تھا جبکہ ہالے داہم کے انداز پر بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کیے ہوئے تھی جبکہ داہم تو دہائی دینے والے انداز میں صوفے میں دھنستے ہوئے بولا

"نوریز اپنی زندگی میں میری سوتن لے آیا" داہم کے کہنے پر دلشاد کا قہقہہ گونجا تو کسی کی ہنسی غائب ہوگی ہالے حیرانی سے داہم کو دیکھنے لگی اگر یہ مزاق تھا تو ہالے آفریدی کی زندگی کا سب سے گھٹیا مزاق تھا۔

"تم مرد ہو داہم۔۔"دلشاد بامشکل ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے بولا تو ہالے جیسے ساکت

سی صرف داہم کے اس مزاق کو ختم کرنے کا انتظار کر رہی تھی اور اس کی ہنسی غائب ہونا ساکت ہونا ایک انسان نوٹ کر گیا تھا۔

"تو کیا مرد کو درد نہیں ہوتا" داہم خفا نظروں سے بولا۔

"ہوتا ہے لیکن مرد کی سوتن نہیں ہوتی" دلشاد بھی نفی میں سر ہلاتا ہوا داہم کے برابر میں بیٹھ کر بولا۔

"اب بتا ہوا کیا ہے" دلشاد کے بولنے پر داہم نے سارا واقعہ سنایا تو ساکت پڑے وجود میں جیسے سکون سا اترا تو دلشاد بھی داہم کی ڈرامے بازی پر اس کے سر پر چت رسید کرتا باہر نکل گیا تو ہالے بھی اپنے کمرے کی طرف چل پڑی تو داہم بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

آیت دلہن بنی آئینے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی وہ تو سادہ سے حلیے میں قیامت ڈھاتی تھی اور دلہن کا روپ تو جیسے اس پر ٹوٹ کر آیا تھا ریڈ ٹیپ کلر کے لہنگے میں زیوارات سے سجی سنوری میک اپ کے ساتھ وہ آج سراپائے حسن کا اختتام لگ رہی تھی۔ لیکن کیا تھی وہ؟؟ نفرتوں کی شکار لڑکی جو اب ایک حیوان کے چنگل میں پھسنے جا رہی تھی وہ دلہن تو نہیں تھی وہ تو بس بے جان سی ایک کٹ پتلی لگ رہی تھی جو ڈیول کے ہر حکم پر سر کو خم کر رہی تھی۔ آیت اپنی سوچوں میں گم سی تھی جب دو عورتیں جالی نما ڈوپٹہ لیے اسے پیچھے سے اوڑھا گئی تو دروازہ نوک ہونے پر جیک نے باہر آنے کا کہا تو آیت ان دو عورتوں کے ہمراہ باہر نکلی تو ڈیول تھری پیس سوٹ میں اپنی شان لیے سربراہی صوفے پر بیٹھا تھا اور جیک اور ہشام گواہ بنے سائیڈ صوفے پر مولوی کے ساتھ بیٹھے تھے تو آیت بھی ڈیول کر سامنے صوفے پر ڈیول کنگ کے اشارہ کرنے پر بیٹھ گئی۔ اور سر اٹھا کر اس مغرور سے حیوا

ن کو دیکھنے لگی جیل سے سیٹ بال تھری پیس بلیک سوٹ ،ہاتھ میں پہنی مہنگی گھڑی ،چمکدار جوتے وہ شخص بلاشبہ بلا کا ہینڈسم تھا تبھی تو پہلی نظر میں آیت نے اس کو" اسٹائلش لفنگے" کا نام دیا تھا لیکن آج آیت کو وہ شخص زہر لگ رہا تھا۔ مولوی صاحب نے جب نکاح شروع کیا تو ڈیول کنگ نے تینوں دفعہ "قبول ہے" کہ دیا اب باری آیت کی تھی مولوی صاحب اب آیت سے مخاطب ہوئے

"آیت صدیقی ولد رمضان صدیقی آپ کا نکاح زین کمال ولد کمال حفیظ کے ساتھ سکہ رائج الوقت ایک کروڑ میں طے پایا ہے اپنے قبول کیا۔۔ مولوی صاحب کے الفاظ سن کر آیت کو اپنے باپ کے دیے زخم یاد آئے

قبول ہے۔۔۔("تم پیدا ہوئی میری زندگی کا وہ منحوس دن تھا۔۔")

مولوی صاحب نے ایک بار پھر اپنے الفاظ دہرائے تو پھر ایک اور زخم آیت کو یاد

آیا۔

قبول ہے۔۔۔("تم نے میری محبوب بیوی کو مجھ سے چھین لیا۔۔")

تیسری دفعہ پھر مولوی صاحب نے پوچھا اور آخری زخم کو بھی آیت نے پھر یاد کیا

قبول ہے۔۔۔(میں نے تمہیں پالا مجبوری میں ہر آسائش دی اور تم اگر میرے کام نہیں آسکتی تو۔۔یہاں بھی مت آنا واپس۔۔میں تمہیں نہیں جانتا آج کے بعد میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں") مولوی صاحب نے دستخط کے لیے نکاح نامہ آیت کے سامنے کیا تو دستخط کرتے ہوئے آیت کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر نکاح نامہ پر جا گرے جو ڈیول کی آنکھوں سے چھپے نہیں رہے تھے۔

ہالے دن بھر اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ وہ کمرے میں بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی یہ تکلیف ہی کتنی جان لیوا تھی کہ نوریز کی زندگی میں اس کے علاوہ کوئی لڑکی آسکتی ہے۔ جب سے نوریز کو جانا تھا ہالے نوریز سے یک طرفہ محبت کر بیٹھی تھی لیکن وہ کبھی یہ بات زبان پر نہیں لا پائی ڈر تھا اسے کہی نوریز اسے یہ نا کہ دے کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا اور یہ سچ ہالے بھی جانتی تھی نوریز کی آنکھوں میں ہالے نام کی چمک ہی نہیں دیکھی تھی ہالے نے لیکن ہاں ہالے کا دوست دلشاد یہ بات ضرور جانتا تھا لیکن وہ نوریز کے دل سے بھی واقف تھا وہ کبھی ان سے کچھ نہیں بولتا تھا اس حوالے سے لیکن ہالے کو دیکھ کر اسے تکلیف ہوتی تھی وہ خود بھی تو محبت نامی مرض سے لڑ رہا تھا ایک عرصے سے۔ ہالے اپنی سوچوں میں گم تھی جب دروازہ ناک ہوا تو اپنے آنسو صاف کرتی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی داہم ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوا اور ٹرے ٹھیک ہالے کے سامنے رکھی اور خود

بھی وہی بیٹھ گیا ہالے نے نظر اٹھا کر دیکھا۔

"داہم مجھے بھوک نہیں ہے پلیز" ہالے اپنا رخ دوسری طرف کرتے ہوئے بولی تو داہم اسکی سرخ سوجی ہوئی آنکھیں دیکھتا ہوا بولا۔

"تم رو رہی تھی ہالے؟؟" داہم کے بولنے پر ہالے فوراً بولی۔

"تم مر گئے ہو داہم جو میں روتی؟؟" ہالے کے بولنے پر داہم مسکرایا۔

"تمہیں اتنا دکھ ہو گا میرے مرنے پر؟؟" ہالے اسے دیکھنے لگی۔

"خوشی کے آنسو ہونگے۔۔پگلے" ہالے خود کو سمبھالتی ہوئی بولی۔

کیونکہ داہم کو اگر شک بھی ہوا تو وہ وہاب صاحب اور زریش بیگم کو بتانے سے کبھی باز نہیں آئے گا اور کیا پتا نوریز سے بھی بول دے اور اگر اس نے ہالے سے دوستی ہی ختم کرلی تو یہ تو ہالے کو لگتا تھا کہ داہم کو کچھ نہیں پتا لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ داہم اس راز سے تب سے واقف تھا جب ہالے کی آنکھوں میں پہلی دفعہ نوریز کے نام کی چمک آئی تھی۔ ہالے مسکرانے لگی تھی شاید داہم کو اپنے آنسوؤں والی بات سے ہٹانا چاہتی تھی داہم بھی یہ بات سمجھتا واپس اپنی ٹون میں لوٹ آیا

"تم میری خوبصورتی سے جلتی ہو ہالے" داہم زرا ٹچی ہوا۔

"ہالے آفریدی کے حسن سے خود ایک دنیا جلتی ہے... ہننننہ" ہالے مسکراتے ہوئے لہ کر کھانے کی طرف ہاتھ بڑھا گئی تو داہم اس کی بات کو واقعی تسلیم کر گیا ہالے آفریدی انتہائی خوبصورت تھی اور اس پر آج رونے سے سرخ ناک نے چار چاند

لگا دئیے تھے

"تم نے کھا لیا کھانا؟؟" ہالے کھانے کے دوران چپ بیٹھے داہم سے کسی خیال کے تحت پوچھا کیوں کہ ابھی گھر میں صرف وہ دونوں ہی موجود تھے وہاب صاحب اور زریش بیگم کسی فیملی فرینڈ کی عیادت کے لیے گئے تھے جبکہ دلشاد آفس سے آکر کپڑے چینج کر کے سیدھا نوریز کے پاس گیا تھا۔داہم کے اثبات میں سر ہلانے پر ہالے کھانے میں دوبارہ مصروف ہو گئی جبکہ داہم اپنے دوست کی کال آنے پر ہالے سے ایکسکیوز کرتا باہر لان کی جانب قدم بڑھا گیا۔

نمل نماز پڑھ رہی تھی جب جنت بیگم اس کے دروازہ پر ناک کرتی اندر داخل ہوئی وہ تو نمل کے لیے کھانے کی ٹرے لیے ملازمہ کے ساتھ آئی تھی لیکن نمل کو نماز پڑھتے

دیکھ ملازمہ کو ٹرے رکھنے کا کہتی باہر جانا کا اشارہ کرتی خود کاؤچ پر جا کر بیٹھ گئی وہاں
سے نمل کا چہرہ صاف نظر آرہا تھا جنت بیگم نمل کے چہرے پر نور کو دیکھنے لگی اس
کا چہرہ اور عبادت میں مشغول ہونا گواہی دیتا تھا کہ اس کی عبادت اللہ کو کس قدر پسند
ہوگی انھوں نے اتنی خوبصورت اور معصومیت بھری لڑکی کبھی نہیں دیکھی تھی
ہاں ہالے بھی بلاشبہ بہت خوبصورت تھی اور چنچل بھی لیکن نمل کی شخصیت میں
ایسا کچھ تھا کہ اس سے کسی کو بھی اپنائیت محسوس ہونے لگتی۔جب نمل نے نماز
مکمل کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جا بجا گالوں پر نکل
آئے وہ تو اپنے رب کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اللہ نے ااس کی عزت کو محفوظ رکھنے
کے لیے ایک محفوظ جگہ دے دی تھی۔لیکن جنت بیگم یہ سمجھ رہی تھی کہ شاید وہ
پریشان ہے کہ اب کیا کرئے گی یا کہاں جائے گی اتنی سی عمر میں وہ در بدر ہو گئی
تھی۔نمل جائے نماز اٹھاتی جب پلٹی تو جنت بیگم مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ
رہی تھی پھر نمل کی نظر کھانے کی ٹرے پر گئی تو جنت بیگم نے کھڑے ہو کر اسے
اپنے ساتھ لگایا اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ "نمل بیٹا۔۔آپ پریشان نا ہو یہ آپ کا
ہی گھر ہے "جنت بیگم نے کھانے کا نوالہ بنائے نمل کے منہ کے قریب کیا تو نمل کو

بچپن کا زمانہ یاد آیا جب برقہ اسے یوں ہی نوالے بنا کر کھلاتی تھی۔ نمل نے نوالہ منہ میں ڈالتے اثبات میں سر ہلایا تو جنت بیگم نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ نے بلا جھجک مجھ سے کہ دینا ہے" نمل نے پھر اثبات میں سر ہلایا تو جنت بیگم جانے کے لیے اٹھ گئی لیکن دروازے تک پہنچ کر پلٹی۔

"نمل بیٹا کل داہم ۔۔ وہ جس سے آپ کی دوپہر میں ملاقات ہوئی تھی "جنت بیگم کے کہنے پر نمل نے پھر اثبات میں سر ہلایا تو جنت بیگم اپنی ادھوری بات مکمل کرنے لگی

"اس کی فیملی ڈنر پر انوائیٹ ہے ہماری طرف کل تو آپ بھی تیار رہیے گا۔۔ داہم امریکہ سے آیا تھا تب سے پلین ہے کل کا ڈنر۔۔ لیکن آپ بھی ضرور ہمارے ساتھ شامل ہوئیں گا۔۔ اور اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو آپ مجھے بتادیں"جنت بیگم کے بات مکمل کرنے پر نمل نے نفی میں سر ہلایا تو جنت بیگم کھلکھلا کر ہنسنے لگی

جبکہ نمل حیرانی سے انھیں دیکھنے لگی کہ اچانک انھیں کیا ہوا ؟؟ پھر جنت بیگم بولی۔

"بیٹا جب سے آئی ہو اپنے نام کے علاوہ کوئی لفظ ہی نہیں بولا آپ نے صرف سر ہی ہلائیں جا رہی ہیں۔۔مجھے آپ کی آواز پسند آئی ہے یقین جانے "جنت بیگم کے بولنے پر نمل شرمندہ ہوگئی اور بولی۔

"جی آنٹی "جنت بیگم مسکراتی کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ نمل سوچ میں پڑ گئی اس گھر کے مکین کتنے رحم دل اور خوشآمد تھے اور پھر کھانا کھانے لگی۔دوپہر میں اس نے جنت بیگم کے اصرار پر بھی جوس پینے پر اکتفا کیا تھا اور اب تو بھوک بھی لگ رہی تھی

"بھول نہیں سکتے تم اسے ؟؟" آج پھر نوریز نے وہی سوال کیا جو بے حد تکلیف دہ تھا۔ نوریز اور دلشاد آج پھر سڑک کے کنارے گاڑی کھڑی کیے اعتراف میں کھڑے تھے۔

"بھولنا چاہتا ہوں پر صرف "چاہ" ہی سکتا ہوں" ایک دفعہ پھر کرب بھرا وہی جواب آیا۔ دلشاد نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے سرد آہ بھرتے آنکھیں بند کیے جواب دیا تھا۔ جس پر نوریز نے اس کی طرف بڑھتے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا جیسے اسے تسلی دینا چاہتا ہو لیکن کیسی تسلی ایک عرصہ ہوگیا تھا جب سے وہ اس تکلیف سے گزر رہا تھا ایک وقت تھا جب وہ بھی خوشیوں سے بھرپور زندگی گزارتا تھا لیکن ایک یہ وقت تھا جب وہ صرف اپنوں کے لیے ہی جی رہا تھا اور ایک امید پر صرف وہی امید تھی جو شاید دلشاد وہاب خانزادہ کو خوشیوں سے بھرپور زندگی کی نوید سنا سکتی تھی اور اس امید سے صرف نوریز ہی واقف تھا۔

"ایک وقت تھا جب تم کہتے تھے کہ تمہیں وہ پسند نہیں" نوریز نے اسے اس کی کسی زمانے میں کہی کوئی بات یاد دلائی تو دلشاد بھی مسکراتا ہوا چاند پر نظریں جمائے ہوئے بولا۔

"آج بھی کہتا ہوں" دلشاد تو آج بھی اپنی کہی بات پر جیسے قائم تھا۔

"تم اس سے محبت کرتے ہو" دلشاد وہاب خانزادہ" نوریز کو اس کی بات پر جیسے ہنسی آئی اور دل کھول کر مسکراتے ہوئے بولا۔

"میرے دل میں اس کی محبت" دلشاد وہاب خانزادہ" کو آج بھی تکلیف دیتی ہے "اس کی بات پر نوریز نے بات بدلنا ہی مناسب سمجھا کراچی کی میٹنگ کا پوچھنے لگا تو دلشاد نے بتایا۔

"اچھی رہی جس کام کے لیے گیا تھا وہ کام ہو گیا "دلشاد مسکراتے ہوئے کہ گیا پھر نوریز سے داہم کے بتائے ہوئے واقعے کے بارے میں پوچھنے لگا تو نوریز بھی بتانے لگا پھر دلشاد کسی سوچ کے تحت بولا۔

"تم کہو تو کسی ادارے کے بارے میں ڈیٹیل نکلواؤ کہ وہ لڑکی کیا نام بتایا تم نے ؟؟"دلشاد بات کرتے کرتے رک کر پوچھنے لگا تو نوریز کی آنکھوں میں نام بتاتے ہوئے چمک آئی۔

"نمل"نوریز نے دل سے مسکراتے ہوئے دلشاد کو بتایا تو دلشاد کو اس کے انداز پر حیرت ہوئی تو بنا وقت ضائع کیے پوچھ بیٹھا۔

"خیریت ہے؟"دلشاد کے پوچھنے پر نوریز نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا"تو دلشاد نے لمبی سانس کھینچی۔

"میں نمل کے حوالے سے کسی ادارے میں بات کرو؟" دلشاد نے کہا تو نوریز نے اطمینان سے اسے بتایا۔

"نہیں۔۔ماما نمل کو اپنے گھر ہی رکھنا چاہتی ہے۔۔ انھیں شکایت ہے مجھ سے اور ڈیڈ سے کہ ہم انھیں ٹائم نہیں دیتے۔۔تو اب وہ نمل کو بیٹی بنا کر رکھنا چاہتی ہے تو ڈیڈ نے بھی ان کے فیصلے پر اکتفا کیا ہے" نوریز کے بتانے پر دلشاد اور نوریز بزنس کی باتیں ڈسکس کرنے لگے کیوں کے وہاب انڈسٹری اور یوسفزئی برادرز بزنس پارٹنرز تھے۔

یوسفزئی برادرز نام کی وجہ کاشان صاحب اور احان صاحب تھے یہ بزنس کاشان صاحب نے ہی شروع کیا تھا لیکن نام انھوں نے یہ رکھا تھا وجہ احان صاحب سے محبت تھی اور ہوتی بھی کیوں نا احان صاحب بھی تو جان دیتے تھے اپنے بھائی پر۔

آیت کو ڈیول کے کمرے میں بیٹھایا گیا تھا بے تحاشہ بہترین گولڈ اور بلیک تھیم سے سجا ایسا کمرہ جو خود ہی محل جیسا تھا جہاز سائز بیڈ آج گلاب کی سرخ پتیوں سے سجا ہوا تھا اور آیت کو اس کے بیچ میں لہنگا پھیلائے بیٹھایا گیا تھا اور آیت اب سہی معنوں میں گھبرا رہی تھی اتنے میں ہی کوئی اندر داخل ہوا اس کے قدموں کی چاپ ہی بتا رہی تھی کہ وہ ڈیول ہے آیت نے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ اپنی واچ کھول کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتا کوٹ اتار کر رینگ کرتا کف فولڈ کرتا بیڈ کے قریب آرہا تھا اور آیت سانسیں روکے اسے دیکھ رہی تھی وہ آیت کے قریب بیٹھتا مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا آیت پہلو بدل کر پیچھے کی طرف کھسکی تو ڈیول اس کی کلائی پکڑتا پیچھے ہونے کی کوشش ناکام کر گیا تو آیت اسے خونخوار نظروں سے گھورنے لگی۔

"تم دور رہنا مجھ سے ۔۔ سمجھتے کیا ہو خود کو" آیت کی بات سن کر ڈیول کے لب مسکرائے۔ جبکہ وہ بیچاری تو اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"دور تو ڈارلنگ رہ نہیں سکتا اب ۔۔ اور سمجھتا خود کو تمہارا شوہر ہو" ڈیول کی بات سن کر آیت جیسے آگ ہی لگ گئی تو لٹھ مار انداز میں بولی۔

"ہنننہ ۔۔ کڈنیپر شوہر" اس کے انداز پر ڈیول کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تو آیت اس کے ڈیمپل دیکھنے لگی جو شاید تب ہی پڑتے تھے جب وہ دل کھول کر ہنستا تھا شاید تب بھی پڑے تھے جب وہ اپنے باپ کے زخموں کو جھیل رہی تھی لیکن اس وقت پرواہ کسے تھی۔ ڈیول آیت کو خود کو دیکھتے پا کر شرارت لیے بولا۔

"اتنا ہینڈسم لگ رہا ہو ۔۔ جو ایسے گھو رہی ہو" آیت ڈیول کی بات پر گڑبڑا کر سیدھی ہوئی اور پہلو بدل کر بولی۔

"زہر لگ رہے ہو"ڈیول پھر دل کھول کر مسکرایا۔مافیا کنگ کو اگر کوئی ایسے دیکھ لیتا تو انکار کر دیتا اس کی وحشت اور خوف سے اسکے بے رحم شوٹر ہونے سے۔ڈیول کو آیت کا اسے یوں بہادر ہونا ہی تو پسند تھا وہ اپنا خوف آیت کی زندگی میں کچھ جگہ پر ہی رکھنا چاہتا تھا اسی لیے اسے ریلکس کر رہا تھا اور اسکے آنسو بھی تو ڈیول کو عجیب تکلیف میں ڈال رہے تھے اور آج تو وہ خوب روئی تھی۔

"اسی لیے ایسے گھور رہی تھی کہ مجھے اپنی عزت بچانے کی فکر ہوئی"ڈیول کے بولنے پر آیت حیران ہوئی کہ اس نے تو ایسا سوچا بھی نہیں وہ تو بس۔۔۔افففف یہ شخص اسے پاگل ضرور کر دے گا۔

"اور تم جو کب سے مجھے گھورے جا رہے ہو وہ"آیت کے بولنے پر ڈیول مسکرا گیا اور بے باکی سے پھر آیت کے چہرے کو حصار میں لیے بولا۔

"شوہر ہو تمہارا۔۔دیکھ سکتا ہوں"ڈیول کے بولنے پر آیت کو عائشہ کی یاد آئی جو ناول کی دیوانی تھی اور سالار سکندر پر فدا تھی تو اس نے آیت کو بھی یہ اسکی بہت سے ڈائیلاگ سنائے تھے کیونکہ آیت کو ناولز میں دلچسپی نہیں تھی۔لیکن ہاں سالار سکندر کی اتنی تعریف سن کر اسے بھی کرش ہو گیا تھا۔

"ہمنہ۔۔ایسے تم سالار سکندر"آیت کے بولنے پر ڈیول کی آنکھوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی ڈیول نے آیت کا بازو پکڑ کر خود کے قریب کیا تو آیت کی سسکی نکلی آیت نے جب سر اٹھا کر ڈیول کی طرف دیکھا تو اس کی گرم سانسیں آیت کو اپنے چہرے پر پڑتی محسوس ہوئی ڈیول کی نیلی آنکھوں میں لہو کی ڈوریاں دیکھ کر آیت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی اور اسے ڈیول سے بے جاں خوف آیا۔

"کون سالار سکندر؟؟"ڈیول کے پوچھنے پر پہلے آیت حیران ہوئی کہ اس نے اس بات

پر ایسا ریکشن دیا تھا لیکن پھر سمجھتی کہ اس غنڈے کو کیا پتا سالار سکندر کا اور پھر بڑی مشکل سے ہمت کر کے بولی۔

"ناول کا کیریکٹر ہے "توڈیول نے جیسے نا سمجھی سے پوچھا۔

"کیا"تو آیت کو بولنا اتنا مشکل لگا جیسے پہلی دفعہ بول رہی ہو بازو بھی تو اتنے زور سے دبوچ رکھا تھا اس غنڈے نے کہ زبان سے الفاظ ہی نہیں نکل رہے تھے۔

"بک ہوتی ہے اس میں کہانی کے ہیرو کا نام ہے" آیت کی بات سن کر ڈیول کے عصاب ڈھیلے پڑے اور آیت کا بازو آزاد کرتا پیچھے ہو کر بیٹھا اور آیت بازو مسلتی رہ گئی اور اس غنڈے شخص کو دیکھے گئی کہ اتنی سی بات پر اس کی آنکھوں میں اتنی وحشت تھی اور رویہ تو کس قدر۔۔۔۔

"آئندہ کے بعد اپنے منہ سے کسی بھی نامحرم کا نام مت لینا" ڈیول کے الفاظ سن کر آیت رخ بدل گئی ڈیول بیڈ سے اترتا ڈریسنگ روم جانے لگا تو آیت کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"میری دوست کو چھوڑدو اب" آیت کی بات سن کر ڈیول اپنی جگہ پر کھڑا پیٹھ موڑے ہوئے ہی بولا۔

"ڈارلنگ۔۔ اسے تو تم سے یہاں پر ہونے والی پہلی ملاقات کے بعد ہی اس کے گھر روانہ کردیا تھا" ڈیول کی پیٹھ آیت کی جانب ہونے کے باوجود آیت بتا سکتی تھی وہ مسکراتے ہوئے یہ بات بول رہا تھا اور آیت تو بیچاری اس کی بات سمجھتے ہی اپنے بیوقوف بنے پر ماتھا پیٹ گئی "افففف یہ حد سے زیادہ چالاک غنڈہ" ڈیول آیت کی اندیکھی حالت سے لطف اندوز ہوتا ڈریسنگ میں گھس گیا۔ ڈیول باہر آیا تو آیت ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اپنے ڈوپٹہ اتارنے میں ہلکان ہو رہی تھی آیت کی طرف

قدم بڑھتا ڈیول ٹھیک اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔ آئینے میں اب ڈیول اور آیت دونوں ہی مکمل سے لگ رہے تھے آیت کی نظر جیسے ہی ڈیول کی شبیہ پر پڑی بلیک ٹراؤزر اور شرٹ میں، گیلے بال جو ماتھے پر بکھرے تھے کسرتی ابھرے ہوئے بازو جو ٹی شرٹ کی تقریباً نا ہونے والی آستینوں سے واضح طور پر نظر آرہے تھے، آیت یونہی تو اسے دیکھ کر گم نہیں ہو جاتی تھی وہ تھا ہی اتنا وجیہہ۔ آیت ڈیول کو بے اختیار دیکھتے اپنی سوچوں میں گم تھی جب ڈیول نے اپنی نیلی آنکھوں کو جنبش دی تو آیت گڑبڑا کر سیدھی ہوئی "کوئی ہیلپ چاہیے؟؟ مائے لیڈی "کیا انداز تھا اتنا شائستہ اتنا بارعب اگر جیک اور ہشام دیکھ لیتے تو اس شخص کو اپنا ڈیول کنگ ماننے سے فوراً انکار کر دیتے۔ جبکہ آیت کو پھر جھٹکا لگا اس کے کبھی پل میں تعلیم اور پل میں ماشہ والے انداز سے۔

"جا کر چپ کر کے کاؤچ پر سو جاؤ۔۔ یہ ہیلپ چاہیے" آیت لٹھ مار انداز لیے دی گریٹ ڈیول کنگ کو حکم دے گئی جس کے سامنے بولنے سے بھی لوگ خوف کھاتے

تھے۔ڈیول کو آیت کا یہ انداز ہی تو پسند تھا"Sorry my lady...I can't do

this" جواب بھی فوراً آیا "ہنننہ۔۔تو بکو اس نہیں کرو ہٹو۔۔مجھے اور بھی کام ہیں

"آیت کے بولنے پر ڈیول نے آگے بڑھ کر آیت کے ڈوپٹے سے پینز نکالی تو آیت

اسے گھور کر رہ گئی اور پینز نکالنے دی کیونکہ کم سے کم یہ کام تو آیت کے بس کا نہیں

تھا لیکن یہ کام یہاں تک بھی محدود نہیں تھا نا۔ڈیول ڈوپٹہ الگ کرتا سائیڈ پر رکھ گیا تو

آیت پلٹنے لگی لیکن ڈیول اسے دوبارہ اسی پوزیشن میں رکھتے ہوئے اسکے زیو ارات

اتارنے لگا تو آیت غصّے سے اسے دیکھنے لگی جسے ڈیول نے ایسے دیکھا جیسے بڑے پیار

سے دیکھ رہی ہو۔ اب صرف چوڑیاں اور پازئیب رہ گئی تھی چوڑیاں ڈیول نے

نہیں اتاری تھی وہ تو اسے آیت کے ہاتھوں میں بہت جچ رہی تھی لیکن جب

پازئیب اتارنے کے لیے ڈیول اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اور آیت کا پاؤں اٹھا کر

اپنے دوسرے گھٹنے پر تو آیت کے دل نے ایک بیٹ مس کی افففف۔ وہ شخص مافیا

لنگ تھا جس کے سامنے دنیا گھٹنے ٹیک دیتی تھی وہ ڈیول کنگ آج اپنی بیوی کے

سامنے گھٹنے ٹیکے اس کی پازئیب اتار رہا تھا۔ڈیول سیدھا کھڑا ہوتا ہاتھ بڑھا کر آیت

کے بال کھول گیا تو آیت کی ریشمی زلفیں بکھر گئی ڈیول آیت کے چہرے پر ہاتھ رکھ

اس کے مزید قریب ہو رہا تھا جب آیت کا پڑنے والا پنچ ڈیول کو اس سے چار قدم دور کر گیا ڈیول بے یقینی سے آیت کے اچانک حملے کو اپنا جبڑا تھامے دیکھے گیا اور آیت تو پہلے غصّے اور پھر مزے سے اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے ایک ادا سے اپنے بال جھٹک کر پیچھے کر گئی۔

"تم نے مجھے پنچ مارا۔۔۔تمہیں پنچ مارنا آتا ہے؟؟"ڈیول کے الفاظ آج لڑکھرا گئے وہ اس وقت ڈیول نہیں ایک عدد شوہر تھا جس کو اس ہی کی بیگم نے شادی کی پہلی رات پنچ کا تحفہ پیش کیا تھا

"یقین نہیں ہوا ہو تو یہ عمل دوبارہ کرو؟؟" اطمینان سے پوچھا گیا "whynot?" اب کے ڈیول سیدھا ہوتا دوبارہ آیت کے سامنے کھڑا ہوتا ہوا بولا تو آیت نے بنا دیر کئے پنچ مارنا چاہا لیکن ڈیول نے اس کا پنچ ناکام کر دیا تو آیت نے مسکراتے ہوئے اتنے بھاری لہنگے کو سنبھالتے ایک زوردار کک ڈیول کو دے ماری ڈیول تو بس پنچ کھا کر یہی

سمجھا تھا کہ آیت کو بس پنچ ہی مارنا آتا ہے لیکن نگینوں سے جڑا لہنگا جو خود ڈیول کی پسند تھی زہر لگ رہا تھا اس وقت اسے۔پیٹ پر شدید درد کی لہر اٹھی تھی کٹاؤ ہیروں اور سونے کی تار جو چھبی تھی ورنہ آیت کی کک کم سے کم ڈیول پر ویسے اثر نہیں کرتی جیسے باقی لڑکوں پر کرتی۔ڈیول آیت کو بے یقینی سے دیکھ رہا تھا اور آیت نے اسے ایک آنکھ ونک کی۔

"مائے مین۔۔مجھے لڑکوں سے بات نہیں موقعالات کرنا زیادہ پسند ہے" آیت کے انداز پر ڈیول اسے کمر سے تھام کر اپنے روبرو کر گیا

"اور اگر کسی لڑکے نے جرت بھی کی میری لیڈی سے بات کرنے کی تو تمہارا مین اسے کتے کی موت دے گا" ڈیول آیت کی آنکھوں میں آنکھیں ٹالے اس ہی کے انداز میں ایک آنکھ ونک کرتے بولا تو پھر آیت کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ ڈیول پیچھے ہوتا آیت کو ڈریسنگ روم جانے کا اشارہ کر گیا تو آیت بھی وہاں سے چلی

لئی جب باہر نکلی تو گولڈن سوئٹ پہنا ہوا تھا جس کے گلے اور بازوں پر ہلکی کڑھائی نفاست سے کی گئی تھی ڈیول نے اس کے لیے صرف مشرقی ڈریسز ہی رکھوائی تھی اور آیت کو تو یہ ڈریسز پہننے کی عادت کہا تھی۔ڈیول کاوچ پر لیپ ٹاپ گود میں رکھے ٹیبل پر پیر پھیلائے بیٹھا تھا جب نگاہ آیت پر اٹھی تو جھکنا بھول گئی وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی آیت اس کے پاس آکر کچھ بولنے ہی والی تھی کہ

"آئیندہ ایسی ہی ڈریسز پہنو گی تم۔۔ اور اب سو جاؤ ورنہ اگر نہیں سوئی تو ڈارلنگ بہت پچھتاؤ گی" ڈیول اس کے ارادہ کو جانتا کہ کیا کہنے والی ہے اپنی ہی سنا کر بیڈ کی طرف اشارہ کرتا آخری بات شرارت سے بول گیا جس پر آیت غصّے سے پیر پٹختی بیڈ کے بیچ میں جا کر چت لیٹتی دونوں سائیڈ تکئیے رکھ گئی ڈیول کو بیڈ پر نا آنے دینے کے لیے جبکہ ڈیول اس کی اس چلاکی پر مسکرا دیا

رات کا نا جانے کون سا پہر تھا جب نوریز اپنا گٹار لیے گارڈن میں گنگنا رہا تھا۔ نمل تہجد پڑھنے اٹھی تھی لیکن ابھی ٹائم تھا تو اس گنگناہٹ کو سننے کے تجسس میں باہر نکل آئی جنت بیگم نے اسے گھر تو شام میں کو سننے کے تجسس میں باہر نکل آئی جنت بیگم نے اسے گھر تو شام میں ہی دیکھا دیا تھا سوائے نوریز کے روم کے اب نوریز کا روم دیکھاتی بھی کیوں ضروری نہیں سمجھا۔ نمل گارڈن تک آتی پھر نوریز کی پیٹھ دیکھ کر رک گئی اور واپس جانے کے لیے پلٹی تھی۔گٹار کے تار چھیڑتا کسی احساس کے تحت پلٹا تو نمل کو دیکھ کر گٹار سائیڈ پر رکھتا ہی دیکھا دیا تھا سوائے نوریز کے روم کے اب نوریز کا روم دیکھاتی بھی کیوں ضروری نہیں سمجھا۔ نمل گارڈن تک آتی پھر نوریز کی پیٹھ دیکھ کر رک گئی اور واپس جانے کے لیے پلٹی تھی۔گٹار کے تار چھیڑتا کسی احساس کے تحت پلٹا تو نمل کو دیکھ کر گٹار سائیڈ پر رکھتا نمل کو مخاطب کر گیا جو وہاں سے جانے کے لیے پلٹی ہی تھی۔

"آپ ۔۔ آپ کو کچھ چاہیے تھا؟؟"نوریز اچانک اس وقت نمل کو یہاں دیکھتا ہوا بولا تو نمل گھبراتے ہوئے پلٹی کے اب کیا بولے گی۔

"وہ میں تہجد پڑھنے اٹھی تھی تو ابھی ٹائم نہیں ہوا"نمل گھبراہٹ سے آدھی ہی بات بول سکی تو نوریز سمجھ گیا وہ گنگناہٹ سن کر یہاں تک آئی ہے کیونکہ جو روم نمل کے پاس تھا اس کی کھڑکی کا رخ گارڈن کی طرف تھا ورنہ تو نوریز اتنا اونچا بھی نہیں گنگنا رہا تھا کہ سب خوامخواہ ہی نیند سے بیدار ہو جائے۔

"آپ بیٹھ جائیں یہاں ۔۔ کچھ ہی ٹائم رہتا ہے"نوریز نے کہا۔

"نہیں وہ بس میں ویسے ہی"نمل کوئی بہانہ بنانے لگی ہی تھی کہ"بیٹھ جائیں یقین جانے میں انسان ہی ہوں ۔۔ جن نہیں"نوریز اس کا ارادہ سمجھتا اس کی کوشش ناکام کر لیا تو نمل بھی شرمندہ سی ہوتی بیٹھ گئی تو نوریز بھی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"آپ کہاں تک پڑھیں ہیں؟؟"نوریز کی بات پر نمل نے نفی میں سر ہلایا تو نوریز حیران ہوا آج کل تو یتیم خانوں میں بھی پڑھائی عام تھی تو پھر۔۔نوریز مزید نمل کے جھکے سر کو دیکھ کر ندامت کا شکار ہوا۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔آپ کا بہترین مشغلہ کیا ہے؟؟نوریز نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔"نمل اسے کیا بتاتی جس ماحول میں پلی تھی وہاں مرد حضرات کے مشغلے کا سامان بنا جاتا ہے۔

"آپ کتنی برس کی تھی جب یتیم خانے پہنچی؟؟"نوریز نے یونہی پوچھا "شاید پیدا ہوتے ہی وہی پہنچی تھی" ایک اور جھوٹ نمل نے خود کو بولتے سنا تو نوریز نے گٹار تھام لیا۔

"آپ کا کونسا گانا فیورٹ ہے ؟؟"نوریز کے سوال پر نمل نے ہنوز نظریں نیچے رکھے نفی میں سر ہلایا وہ کیا بتاتی کہ جہاں پیدا ہوئی وہاں رقص کی دھنیں جب جب سنائی دیتی تو نمل خود کے کانوں پر ہاتھ رکھ لیتی تھی اسے نفرت تھی ان دھنوں ان ساز سے لیکن نوریز کا گنگنانا نمل کو ایک ساحر سی کی آواز لگی تبھی تو کھینچی چلی آئی تھی یہاں۔ نوریز سمجھا کہ یتیم خانے میں الگ سے موبائل کسے ملتا ہے اور گانا بجانا کہاں ہوتا ہوگا تو نمل نے بھی شاید کبھی گانے نہ سنے ہو۔

"میں سناؤ۔۔ اپنا کوئی فیورٹ سونگ ؟؟"نوریز کے کہنے پر نمل نے پہلی دفعہ نوریز کی طرف دیکھا کالی آنکھیں سبز آنکھوں سے جا بجا ملی تو نوریز کے دل نے ایک بیٹ مس کی وہ آسمانی کلر کا سوٹ پہنے تھی اور ڈوپٹہ گول کر کے چہرے کے گرد لپیٹ رکھا تھا چاندکی چاندنی میں نمل برقہ اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی اور نمل اس خوبرو نوجوان کو دیکھ رہی تھی بلیک ٹراؤزر اور وائٹ ٹی شرٹ میں ماتھے پر بکھرے

بال وہ بے حد عام سے حلیے میں بھی نمل کو وجاہت کا شاہکار لگا اور اس کا گٹار جو اس نے اپنے کسرتی بازوں میں تھام رکھا تھا رات کے اس پہر بھی چمک رہا تھا شاید نوریز کو وہ محبوب تھا وہ اندازہ ہی لگا سکی اور اس کی اوپری جگہ پر "NKY" لکھا تھا نمل کو اتنا پڑھنا تو آتا تھا۔تو نوریز کی بات نظر انداز کرتی۔

"یہ NKY مطلب ؟؟" تجسس سے پوچھ بیٹھی جبکے اس کی بات پر نوریز حیران ہوتا بتانے لگا۔

"میرا پورا نام Nouraiz kashan yousfzai"نوریز کے بولنے پر نمل نے اثبات میں سر ہلایا تو نوریز نے پوچھا۔

"آپ کو پڑھنا آتا ہے؟"جس پر نمل نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ایک آنٹی تھی وہاں انھوں نے قرآن کریم پڑھنا اور تھوڑا بہت اسکول کا بھی پڑھایا تھا تو اردو اور انگلش پڑھ لیتی ہو" نمل کے بولنے پر نوریز نے اثبات میں سر ہلا اور گٹار سے اشارہ کر کے وہی پرانا سوال دہرایا جس پر نمل نے نفی میں سر ہلا کر اتنا کہا۔

"تہجد کا ٹائم ہو گیا ہے میں چلتی ہو" وہ کہ کر گھر کے اندر چلی گئی نوریز بھی اسے جاتا دیکھتا رہا اور پھر خود سے ہی مخاطب ہوا۔

"کیا مجھے نمل سے محبت ہو گئی ہے لیکن اچانک کیسے کیا دلشاد سہی کہ رہا تھا نمل کا نام لیتے میری آنکھوں میں چمک آجاتی ہے ؟؟"

آیت کی آنکھ صبح کھولی تو خود کو ڈیول کے حصار میں پایا وہ آیت کا سر اپنے سینے پر رکھے چت لیٹے سویا ہوا تھا آیت نے جب نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ ایک عدد غنڈہ کڈنیپر شوہر اسے بہت معصوم لگا جو بلا کی معصومیت لیے سو رہا تھا آیت کو اچانک اس کا ڈمپل یاد آیا تو اس کے گال پر ہاتھ پھیر گئی ڈیول ایک آنکھ کھولتا ہنسی دبا گیا۔

"کسی کو بڑا پیار آرہا ہے" آیت ڈیول کے بولنے پر گڑبڑا کر ہاتھ پیچھے کرتی اس کا حصار توڑنے کی ناکام کوشش کرنے لگی تو ڈیول نے اپنا حصار مزید تنگ کر دیا جس پر آیت چیختے ہوئے بولی۔

"پیار اور تم پر۔۔آیت صدیقی ابھی دماغ سے فارغ نہیں ہوئی" ڈیول آیت کی چھوٹی سی ناک جو غصّے سے سرخ ہو گئی تھی اسے لبوں سے چھوتے ہوئے پھر اسی پوزیشن میں آگیا تو آیت کو اپنا دل کانوں میں بجتا محسوس ہوا نظریں جھکا گئی تو اس

ادا پر ڈیول دل کھول کر قہقہہ لگا اٹھا آیت اس کا قہقہہ سنتے غصّے سے اسے دیکھنے لگی

"آہاں۔۔آیت صدیقی نا سہی آیت زین کمال تو ضرور فارغ ہوگئی ہے اپنے چھوٹے سے دماغ سے" ڈیول کے کہنے پر آیت کو مولوی صاحب کا ڈیول کا اصل نام لینا یاد آیا۔

"تمہارا نام زین ہے ؟" آیت غصّہ بھولائے ڈیول کے سینے پر تھوڑی ٹکائے پوچھنے لگی تو ڈیول کا اس کا انداز پسند آیا آہستہ آہستہ آیت ان کے رشتے کو بھی دل سے قبول کر رہی لے گی۔

"واہ ڈارلنگ۔۔تم شادی کی پہلی صبح اپنے شوہر کا نام کنفرم کر رہی ہو" ڈیول کے

الٹے سوال پر بھوئیں آچکا کر بولی۔

"ہاں۔۔کیونکہ میرا شوہر ایک عدد غنڈہ کڈنیپر جو ہے جس نے مجھے اغواہ کر کے شادی کی ہے" آیت نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا تو ڈیول مسکرا اٹھا۔

"اب موقعالات کرنے والی لڑکی سے کوئی سادہ طریقے سے شادی تو نہیں کر سکتا نا" ڈیول کے انداز میں آیت پہلی دفعہ مسکرا گئی اور کل ڈیول کو ماری کک یاد آئی۔ آیت کی مسکراہٹ کو ڈیول سمجھتے ہوئے اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا سیدھا ہو کر بیٹھا

"شام کو پارٹی رکھی ہے تو تمہاری ڈریس اور ساری ضرورت کی چیزیں آجائیں گی وقت پر تیار ہو جانا۔۔ اور اب جلدی فریش ہو جائو ساتھ ناشتہ کرتے ہیں"

آیت ڈیول کی بات پر منہ بناتی فریش ہونے چلی گئی تو ڈیول نے ہشام کو کال کر کے پیلس آنے کا کہا اور پھر آنے گلاب سے سجے کمرے کی طرف دیکھتے ہوئے خود سے مخاطب ہوا۔

"ایک دن تم خود مجھے میرا حق دوگی اور میں اس دن کا منتظر رہوں گا آیت زین کمال" آیت کے باہر آنے پر ڈیول اسے بنا دیکھے فریش ہونے چلا گیا تو آیت پہلے حیرت سے پھر کندھے اچکا کر تیار ہونے چلی گئی

نمل فجر کے بعد سوئی قرآن پاک کی تلاوت کرتی 11 بجے اٹھی تو فریش ہو کر باہر کی

طرف آئی جہاں کاشان صاحب اور جنت بیگم ناشتہ کررہے تھے تو نمل کو دیکھتے ہی کاشان صاحب شفقت سے بولے۔

"آو بیٹا ناشتہ کرو ہمارے ساتھ" جنت بیگم بھی مسکراتی ہوئی نمل کو دیکھنے لگی تو نمل ان کے پاس آکر بیٹھ گئی نمل بھی ناشتہ کرنے لگی تو جنت بیگم بھی کچھ سوچتی ہوئی بولی "احان کب تک آئے گا"

"ابھی دو دن لگیں گے" کاشان صاحب بولے تو جنت بیگم نے بھی اثبات میں سر ہلایا اور نمل کو دیکھنے لگی جو اس گھر میں دوسرے دن نیا نام سن رہی تھی۔

"احان میرا دیور ہے" جنت بیگم کے بتانے پر نمل مسکرا کر ناشتے کی طرف متوجہ ہوئی۔ناشتے کے بعد جنت بیگم کے اتنے منع کرنے کے باوجود نمل جنت بیگم کی مرد کرنے کے لیے کچن میں آتی ان کی مدد کرنے لگی رات کو وہاب ولا کے مکینوں کی

دعوت جو تھی۔

عنایہ کی آج مایوں کی رسم تھی جو کہ خود آج بھی ہاسپٹل میں موجود تھی جب اسے جمال صاحب کی کال آئی۔

"ڈیڈ بس نکل ہی رہی ہوں"عنایہ بولی۔

"عنایہ پچیس سال کی ہو تم بیٹا اور تمہیں یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ کچھ دنوں کے لیے ڈاکٹر نہیں دلہن بن کر رہنا چاہیے تمہیں"جمال صاحب کی خفا سی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"ڈیڈ میری عمر تو مت گنوایا کریں نا" عنایہ ان کی ناراضگی بھولائے خود ہی ناراض ہو گئی۔

"اچھا سوری اب جلدی آجاؤ" جمال صاحب کے کہتے ہی عنایہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ڈیوڈزی بھائی آئے گے" عنایہ کے سوال پر جمال صاحب نے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی۔

"افکورس وہ اپنی پرنسس کے لیے ضرور آئے گا" جمال صاحب پریشانی میں بھی اس کے زکر پر مسکرا اٹھے۔

"اب جلدی آجاؤ محترمہ" عنایہ ان کی بات پر مسکراتی سر جھٹکتی کال ڈسکنیکٹ کرتی ہاسپٹل سے باہر نکلتی اپنی کار کا رخ کر گئی۔

ڈیول اور آیت ناشتے سے فارغ ہوئے تو ڈیول باہر چلا گیا جبکہ آیت ایک ملازمہ کے ساتھ پیلس کا وزٹ کرنے لگی آیت نے اس سے پہلے اتنا خوبصورت پیلس اپنی زندگی میں تو نہیں دیکھا تھا پیلس اتنا بڑا تھا کہ آیت نصف میں ہی کار مانتی اپنے کمرے کا رخ کر گئی اس کا خود کا گھر بھی بہت بڑا تھا لیکن اس پیلس کے سامنے وہ بھی آیت کو ڈبہ ہی لگا اور باہر بے شمار چمچماتی گاڑیاں اور پیلس کے اندر صرف خواتین ملازمین وہ کمرے میں آرام کرنے کے حوالے سے آئی تھی لیکن کمرے میں آتی بور ہوتی اچانک عائشہ کو یاد کرتی نیچے آئی اور ملازمہ سے اس کا فون مانگنے لگی جو پریشان

سی شرمندہ ہو گئی۔

"یار دے دوں واپس کر دوں گی کھا نہیں جاؤ گی تمہارا فون" آیت بولی تو ایک ملازمہ سر جھکائے آگے ہوئی۔

"میم ہمیں اجازت نہیں ہے ڈیول سر بہت برے پیش آئے گے ہم سے" آیت اس ملازمہ کی بات سنتی پھر کچھ سوچتی ہوئی بولی۔

"اچھا تم اپنے ڈیول سسسسر کا نمبر تو ڈائیل کر کے دے ہی سکتی ہو" آیت کے ڈیول کے نام لینے کے انداز میں دونوں ملازماؤں نے اپنی ہنسی دبائی اور باہر جا کر ہیڈ گارڈ سے کال ملانے کا کہا کال ملتے ہی گارڈ نے ملازمہ کی بات ڈیول کو بتائی اور کال آیت کے پاس پہنچا دی گئی جبکہ اپنے کرائم آفس کی چئیر پر بیٹھا ڈیول گارڈ کی بات سنتے مسکراتے ہوئے آیت کے کال پر آنے کا انتظار کرنے لگا

"ہیلو" آیت کی آواز سن کر ڈیول کی مسکراہٹ مزید گھیری ہوئی۔

"کہو میری آفت دل نہیں لگ رہا میرے بغیر" ڈیول کی بات پر آیت نے فون کان سے ہٹا کر فون کو گھورا اور پھر واپس کان سے لگا کر دانت پیس کر بولی۔

"دل تو میرا تمہارے یہاں سے جاتے ہی خوش ہوگیا تھا۔۔ میرے غنڈے کڈنیپر شوہر" آیت نے حساب بے باک کیا تو ڈیول قہقہہ لگا اٹھا اگر ڈیول کے آفس کے باہر بیٹھے ہشام اور جیک ڈیول کا قہقہہ سن لیتے تو خود کو یقین دلانے کے لیے ایک دفعہ خود کو شوٹ ضرور کرتے۔

"کہو کیا کام تھا" ڈیول کے کہنے پر آیت مسکرائی اور بولی۔

"مجھے عائشہ سے بات کرنی ہے اور میرا فون بھی واپس چاہیے مجھے" ڈیول نے آیت کی بات سنتے لمبی سانس لی۔

"اوکے تمہیں تمہارا فون مل جائے گا۔۔ اور آج پارٹی میں تمہاری دوست اجائے گی تو مل لینا" ڈیول نے آیت کی بات کا جواب دینے کے بجائے اپنی بات کہی تو آیت کو غصّہ آیا۔

"مجھے میرا ہی فون چاہیے اور عائشہ کو تم کڈنیپ نہیں کروگے دوبارہ" آیت کی غراہٹ سنتے ڈیول آنکھیں سکیڑتے دانت پر دانت جما کر بولا۔

"میں مافیا کنگ ہوں۔۔ تم مجھے آڈر دے رہی ہو"

ڈیول کی بات پر آیت مسکرا دی

"تو مافیا کنگ کو اس کی بیوی آڈر تو دے ہی سکتی ہے اور ایسی بیوی سے ڈرنا چاہیے جس کا موقع اور لات ڈیول کنگ پہلی رات میں کھا چکا ہو" آیت کے انداز پر ڈیول نے کہا

"نو ارگیو ڈارلنگ ۔۔ ورنہ جو کام میں نے کل رات نہیں کیا وہ آج ضرور کرونگا" ڈیول لی بات پر آیت "بے شرم" بول کر فون بند کر گئی تو ڈیول اپنے لیے نیا لفظ سنتا قہقہ لگا اٹھا۔

ڈیول آفس سے نکلتا بیسمنٹ کی سمت آیا جہاں جیک اور ہشام ایک آدمی کو گھورنے میں مصروف تھے وہ ڈیول کا ہی انتظار کر رہے تھے ڈیول کے آتے ہی جیک نے

آگے بڑھ کر اس آدمی کا سر اونچا کرتے جھٹکا دیا تو وہ خون میں نہایا شخص آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے سامنے ڈیول کو دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھا ڈیول کی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے والی نرماہٹ غائب ہو کر وحشت در ائی اور ہشام کے کرسی رکھتے ہی وہی براجمان ہوگیا

"میرے مال پر نظر رکھنے کی جرت "ڈیول کے کہتے ہی سامنے شخص گھبرا گیا۔

"ڈیول میں نے نہیں ڈیوڈ نے کہا تھا مجھ سے "(ڈیوڈ ڈیول کا دشمن تھا جو امریکہ پر قبضہ جمانا چاہتا تھا ڈیول کے ہوتے یہ ناممکن تھا ڈیوڈ نے اپنے آدمی بھیج کر ڈیول کا مال پورٹ پر سے غائب کرنے کی کوشش کی تھی جسے بروقت ہشام نے ناکام کر دیا تھا)

"تجھے پتا ہے تو اب تک کیوں زندہ ہے "ڈیول جیک کے آگے ہاتھ کرتا بولا تو اشارہ سمجھتے ہی جیک نے گن نکال کر ڈیول کے ہاتھ پر رکھی

"ڈیول میں نے کچھ نہیں کیا میں تمہاری غلامی کرونگا بس ایک چانس دے دو" وہ شخص خوف سے ڈیول کی لوڈکی ہوئی گن کو دیکھتے ہوئے بولا

"تجھے اس لیے زندہ رکھا ہے کہ آج میری شادی کی خوشی میں تحفے کے طور پر تیری لاش پہنچانی ہے اب خالی ہاتھ دشمن کو خوشخبری دیتا اچھا نہیں لگے گا نا" ڈیول کہتے ہی اپنی جگہ سے اٹھا اور بولا۔

"غداروں کی غلامی نہیں چاہیے مجھے" یہ کہتے ہی ڈیول پلٹا اور سیدھا ہاتھ پیچھے لے جا کر فائر کیا اور ٹھیک نشانے پر اس ادمی کے سر کے درمیان میں اور وہ آدمی وہی ختم ہشام سر جھٹک کر ڈیول کے پیچھے چلا جو جیک کے پاس آیا اور ایک زوردار پنچ اسے دے مارا ابھی ڈیول سنبھالتا مکہ ڈیول نے ایک کک جیک کو دے ماری تو جیک بیچارہ پیٹ پر ہاتھ رکھے ڈیول کو دیکھنے لگا اور ہشام پہلے حیران اور پھر مسکراتے ہوئے

دیکھنے لگا(ضرور اب جیک نے کوئی غلطی کی ہے لیکن کیا ؟؟)

"کمینے کیسی انفاریشن نکالی تھی جو یہ نہیں پتا چلا کے تیری بھابھی کو موقعالات کرنی بھی آتی ہے اور یہ اس کی سزا ہے جو رات مجھے ملی تھی"ڈیول کے بولنے پر جیک اور ہشام دونوں کے منہ کھل گئے مطلب

"مافیا کنگ بے رحم شوٹر رات کو اپنی بیوی سے پیٹ چکا ہے وہ بھی شادی کی پہلی رات" ان کے انداز پر ڈیول ایبرو ریز کرتا بولا۔

"کوئی بکواس نہیں اور تم جیک رات کو عائشہ کو بنا کڈنیپ کیے پارٹی میں باحفاظت لے کر آو"ڈیول تنبیہ کرتا بولا اور نکل گیا تو پہلے جیک اور ہشام نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر قہقہہ لگا اٹھے۔

"تم سا حسین میں نے دیکھا نہیں" داہم خود کو مرر میں دیکھتا گنگا رہا تھا جب داہم کے پیچھے ہالے آتی کھڑی ہوئی۔

"بندا ہاتھی پال لے مگر خوش فہمی نہیں" ہالے کے طنز پر داہم مسکرا گیا۔

"ہاتھی پال سکتے ہیں پر جگہ نہیں ہے نا کیوں کہ تم جو ہو یہاں" داہم ہالے کو آگ لگاتا بولا

"تم نے مجھے ہاتھی بولا" ہالے چیخی۔

"نہیں" داہم دونوں کانوں میں انگلی ٹھونس کر بولا تو ہالے کو اطمینان ہوا

"تم فیمیل ہو تو تم ہتھنی ہوئی نا"۔

"داہمممم" ہالے جلے ہوئے انداز میں پیر پٹخ کر جانے لگی تو داہم اس کے پیچھے ہو لیا لاؤنج میں آتے ہی ہالے کا پیر سلیپ ہوا تو داہم نے اسے آسرا دیا ہالے آنکھیں بند کیے ڈر سے ہنوز ویسی ہی پوزیشن میں رہی تو جبکہ داہم اس کے چہرے کا طواف کرنے لگا وہ سہی کہتی تھی

"ہالے افریدی بے حد حسین تھی اتنی حسین تھی کہ داہم وہاب خانزادہ ہالے کو زندگی بھر دیکھ سکتا تھا" داہم ہالے کو دیکھتا بے خود سا ہو گیا جبکہ ہالے خود کو محفوظ محسوس کرتی پٹ سے آنکھیں کھول گئی اور داہم کو خود کو ایسے دیکھتے پا کر نا سمجھ سے داہم کو دیکھنے لگی اور داہم ایک دم ہالے کے آنکھیں کھولنے پر ہوش میں آتا ہالے کو

سیدھا کھڑا کرتا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پیچھے بالوں میں لے جا کر چلانے لگا تو ہالے بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

جیک عائشہ کے گھر پہنچا۔ڈور بیل بجانے پر عائشہ کے والد باہر نکلے تو جیک کو وہاں دیکھ کر پوچھنے لگے "بیٹا۔۔آپ کون؟؟ تو جیک انھیں دیکھتا اب سوچ میں پڑ گیا کیا کرے پھر جلدی بولا "میں آیت بھابھی کا دیور ہو۔بھابی نے مجھے ان کی سہیلی کو لینے کے لیے بھیجا ہے آج بھائی بھابھی کا ولیمہ ہے اس لیے میں صحیح ایڈریس پر ہو؟؟" جیک کے آخر میں معصومیت سے پوچھنے پر جاوید صاحب نے کنفرم کرنا چاہا آیت صدیقی کی شادی یوں اچانک کیسے ہو سکتی ہے اور اگر ایسا کچھ تھا تو عائشہ تو ان کے سامنے ذکر ضرور کرتی "آیت صدیقی؟" جیک نے اثبات میں سر ہلایا تو جاوید صاحب اسے اندر آنے کا کہتے عائشہ کو بلانے لگے۔جیک صوفے پر بیٹھتا چھوٹے

سے مگر بے حد ہوئے اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"شام کو پارٹی رکھی ہے تو تمہاری ڈریس اور ساری ضرورت کی چیزیں آجائیں گی وقت پر تیار ہو جانا۔۔ اور اب جلدی فریش ہو جاؤ ساتھ ناشتہ کرتے ہیں

"خوبصورت گھر کو دیکھنے لگا۔عائشہ جاوید صاحب کی بات سنتے حیران ہوتی باہر آئی تو جیک کو دیکھ کر پہلے غصے سے لیکن پھر حیران ہو کر سوچنے لگی کہ کیا واقعی اس غنڈے نے آیت سے شادی کرلی ہے ؟؟ تو جیک صحیح کہ رہا تھا کہ ڈیول آیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور باحفاظت رکھے گا۔یہ بات جیک نے عائشہ کو کڈنیپ نگ والے دن کہی تھی جب ڈیول کے آرڈر پر عائشہ کو اسکے گھر چھوڑنے جارہا تھا اور ایک دھمکی بھی تو دی تھی اگر عائشہ نے اس بات کا ذکر کسی سے بھی کیا تو اس کی دوست کی حفاظت کی کوئی گرینٹی نہیں اور عائشہ کے پاس اس کی بات ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا پولیس کو بھی خبر کیسے کرتی جیک نے یہ بھی تو کہا تھا عائشہ کے ہر عمل پر اسکی نظر ہوگی اور اگر اس نے کوئی چالاکی کی تو آیت کے ساتھ ساتھ جاوید

صاحب کو بھی اس چالاکی کی سزا جھیلنی پڑے گی اور عائشہ کل سے اب تک بس اپنی دوست کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

"آپ؟؟" عائشہ اتنا ہی کہ سکی تو جاوید صاحب بھی عائشہ کو حیرت سے دیکھنے لگے۔

"جی میں۔۔شاید آیت بھابھی نے بتایا ہوگا آپ کو کال پر ان کا دیور آئے گا آپ کو پک کرنے ولیمے میں شرکت کے لیے۔۔میں ہو ارسلان آیت بھابھی کا دیور" جیک عائشہ کے غصیلے لہجے کو گڑبڑا کر سنبھالتا ہوا بولا تو آیت بھی جاوید صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے زبردستی مسکراتی ہوئی بولی "جی جی۔۔بتایا تھا" عائشہ بولتی دل میں سوچنے لگی کیا آیت نے اسے بلایا تھا یا پھر جیک دوبارہ اسے کڈنیپ کرنے کے لیے آیا ہے اور کڈنیپ کرنا ہی تھا تو ایسا گھر تک کیوں آکر شرافت کا ناٹک کر رہا تھا۔ لیکن وہ خطرہ نہیں لے سکتی تھی آیت اور اپنے والد صاحب کے لیے تو بلکل نہیں اسلئے جاوید صاحب سے بولی "بابا کیا میں جاؤ؟؟"

"جی بیٹا ضرور جاؤ۔۔ لیکن آیت کی شادی اچانک اور کل ہی دیکھا تھا میں نے جب وہ کالج کے لیے آپ کو پک کرنے آئی تھی۔۔ اور عائشہ آپ نے بھی ذکر نہیں کیا"

"جی بس نکاح کل سادگی سے ہوا تھا۔۔ آج ولیمہ ہے آج سب انوائیٹ ہیں آپ بھی چلے انکل ہمیں خوشی ہوگی" جواب عائشہ کے بجائے جیک نے دیا تھا۔ اور عائشہ اس جواب پر جیک کی شکل دیکھ کر رہ گئی "انکل" افففف اتنا ناٹک۔ جاوید صاحب مسکرا گئے اور بولے "نہیں بیٹا۔۔ میں بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا اور مجھے ویسے بھی بڑی بیٹی کی طرف جانا ہے آج۔۔ اللہ آیت بیٹی کو ہمیشہ خوش رکھے" جاوید صاحب کے بولنے پر جیک فوراً "آمین" کہ اٹھا اور پھر جاوید صاحب عائشہ سے بولے۔

"بیٹا کچھ کھانے وغیرہ کے لیے لے آئیں" تو جیک ان کی بات سنتا اور عائشہ کو کچن کی

طرف جاتا دیکھ کر بولا "نہیں انکل ۔۔مجھے لیٹ ہو رہا ہے پھر کبھی سہی ۔۔آپ بس ایک گلاس پانی پلا دے اور پلیز جلدی تیار ہو جائے" پہلے جاوید صاحب اور پھر عائشہ کی طرف رخ کر کے بولا تو عائشہ پانی لینے چلی گئی ۔پانی جیک کو دیتے روم میں جا کر تیار ہونے لگی اور جیسے ہی نیچے آئی تو جاوید صاحب سے خوش گپوں میں مصروف جیک کی نظر عائشہ پر پڑتے ہی واپس جھوکنا بھول گئی لیکن جلدی خود کو کمپوز کرتا جاوید صاحب سے سلام کرتا باہر بڑھ گیا۔ اور عائشہ آسمانی رنگ کی لانگ سی میکسی میں مناسبت سے تیار ہوئی بہت خوبصورت لگ رہی تھی جاوید صاحب سے اللہ حافظ کرتی جیک کی سمت باہر نکلی تو جیک گاڑی سے ٹیک لگائے اسی کا انتظار کر رہا تھا عائشہ پاس آئی تو جیک نے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولے اسے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو عائشہ چپ چاپ بیٹھ گئی جیک بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا گاڑی سٹارٹ کر گیا

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو" جیک نے کہا۔ تو عائشہ گردن موڑ کر اسے دیکھتے

ہوئے بولی "ہننننہ۔۔۔ہمیشہ ہی لگتی ہو" عائشہ کے بولنے پر جیک مسکرا گیا تو عائشہ اسے غور سے دیکھنے لگی وہ ایک غنڈہ کتنا ہینڈسم تھا اور کہی سے بھی غنڈے جیسا تو نہیں لگتا تھا۔

"بے شک "جیک نے دل سے قبول کیا۔

"تم مجھ سے فلرٹ کر رہے ہو ؟" عائشہ کے پوچھنے پر جیک کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"کر تو رہا ہو۔کیوں صحیح سے نہیں کر رہا کیا ؟" عائشہ اپنی چہرے پر آئی زلفوں کو کان کے پیچھے کرتی ہوئی غصّے سے بولی "تم جانتے نہیں ہو مجھے ابھی "جیک اس کی جانب رخ کرتا "جاننا ہی تو چاہتا ہو" ایک آنکھ ونک کرتے بولا تو عائشہ پہلو بدل کر پھر کچھ سوچتے ہوئے بولی" میرے بندے کو پتا چلا کہ تم مجھ سے فلرٹ کر رہے ہو تو پھر دیکھنا تم "عائشہ کے بولنے پر جیک حیران ہوا کیونکہ اس کی انفاریشن کے مطابق تو

عائشہ کی زندگی میں کوئی لڑکا نہیں تھا اور اس کی انفاریمیشن کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتی پھر؟ لیکن پھر عائشہ کے چہرے پر اسے حیران ہوتے دیکھ کر جو مسکراہٹ آئی تھی اسے سمجھتا اس کی فضول گوہر افشائی کو سمجھ گیا۔

"وہ کیا کرلے گا میرا؟"جیک طنزیہ مسکراہٹ لیے بولا۔

"بنا آواز کے بندا مارنا اس کے لیے کوئی مشکل بات نہیں" عائشہ کا ڈائیلاگ اور آنکھوں میں چمک دیکھ کر جیک نے"ہنننہ" کے انداز میں سر جھٹکا"وہ تو میں بھی کر سکتا ہوں"جیک نے کہا۔

"وہ کیسے؟؟"عائشہ نے پوچھا۔"پسٹل پر سائلینس لگا کر" اطمینان سے جواب دیا گیا تو عائشہ مسکراتی ہوئی بولی"وہ مرے گا ہی نہیں" عائشہ کی بات پر جیک نے آئبرو ریزکی "کیوں؟؟"جس پر عائشہ نے بنا کچھ بولے مسکرا کر کندھے آچکا دیئں اور باہر دوڑتی

سڑک کو دیکھنے لگی تو جیک بھی سر جھٹکتا ڈرائیونگ کرنے لگا۔

شام کا وقت تھا وہاب ولا کے مکینوں کی گاڑیاں جنت ولا میں داخل ہوئی تو سب سے پہلے زریش بیگم اور ہالے داخل ہوتی جنت بیگم سے ملنے لگی ان کے پیچھے آتے دلشاد اور وہاب صاحب کاشان صاحب اور نوری سے ملنے لگے اور پھر ہوئی داہم کی اینٹری "بچنا آئے حسینوں لو میں آگیا" داہم زریش بیگم اور ہالے کے کندھوں پر ہاتھ رکھے سائیڈ کرتے ہوئے بولا تو زریش بیگم نے ماتھا پیٹا اور ہالے تو "ہنننہ" کر کے پہلو بدل گئی جبکہ مرد حضرات کا قہقہہ گونجا اور داہم کے سامنے کھڑی جنت بیگم اسے مسکرا کر دیکھنے لگی "حسن کا عاشق" داہم جنت بیگم کے گرد ایک چکر لگاتا ہوا بولا اور پھر کچھ فاصلے پر کھڑی نمل تک صوفہ پھلانگتا ہوا پہنچا۔

"حسن کا دشمن" اپنی جیکٹ سے گلاب کا پھول نکالتا نمل کے آگے سر جھکا کر پیش

کرتا ہوا بولا تو نمل نے مسکراتے ہوئے پھول لے لیا نمل کو داہم پہلی ملاقات میں

ہی اچھا لگا تھا۔ اب داہم مرد حضرات تک پہنچتا۔ "اپنی ادا ہے یاروں سے جدا

ہے ہو" کاشان صاحب کو ہاتھ پیشانی تک لے جا کر سلام کرتے پھر دلشاد کو نوریز سے

دور کرتے نوریز کے گلے لگ کر بولا تو کاشان اور وہاب صاحب دوبارہ قہقہہ لگا گئے

کیونکہ داہم نوریز کو پھر گال پر کس کرنا نہیں بھولا تھا جبکہ دلشاد نفی میں سر ہلاتا سائیڈ

ہوگیا اور نوریز بھی خوش اسلوبی سے کس وصول کرتا مسکرا اٹھا۔ اب زریش بیگم

نمل سے شفقت سے مل رہی تھی اور ہالے حیرانی سے نمل کو دیکھے جا رہی تھی ہالے

نے کبھی اتنی خوبصورت لڑکی جو نہیں دیکھی تھی بے شک ہالے آفریدی خود حسن کا

پیکر تھی لیکن نمل وہ تو کسی حور جیسی لگی ہالے کو پھر آگے قدم بڑھاتی نمل سے ملی

ایک عجیب سی جلن کا احساس تھا ہالے کے دل میں نمل کو لے کر شاید داہم کے

مزاق میں کی گوہرِ افشانی کی وجہ سے۔ سب بڑے خوش گپیوں میں مصروف تھے اور

سب نوجوان پارٹی باہر لان میں بیٹھی ہوئی تھی نوریز اور دلشاد کوئی بات کر رہے تھے

اور ہالے اور نمل بھی بیٹھی ہمہ تعارف ہو رہی تھی جب داہم اچانک اٹھتا نمل تک

پہنچا۔"نمل جی ۔۔ اس سو سال پرانی ناگن سے دور رہیں یہ ڈس بھی سکتی ہے"

داہم کی بات پر ہالے آگ بگولہ ہوتی بولی "آج تک تم کو تو ڈسا نہیں "دیکھا بولا تھا نہ

ناگن ہے ۔۔ خود مان بھی گئی" داہم قہقہہ لگاتا بولا "داہم ۔۔۔"دلشاد نے داہم کو تنبیہ

لی لیکن داہم کہاں سننے والا تھا "آپ میرے ساتھ ڈیٹ پر چلے گی "اب کی دفعہ آفر نمل

کو کی گئی وہ تو بیچاری پہلے ہی ہالے سے اس کی باتیں ہونک بنے سن رہی تھی داہم کی

بات پر سٹپٹا گئی "جی ۔۔ جی ۔۔ میں "نمل کے منہ سے بس اتنا ہی نکل پایا تو ہالے

بولی "رشیدہ کو لے جاؤ" ہالے نوریز کے گھر کی ایک شوخ سی ملازمہ کا نام لیتی بولی تو

داہم منہ بنا کر بولا "اس نے منع کر دیا "دلشاد اور داہم کو حیرت ہوئی وہی ہالے کا منہ

حیرت سے کھل گیا مطلب اس نے اپنے گھر کے ساتھ ساتھ نوریز کے گھر کی ملازمہ

کو بھی نہیں چھوڑا اف ۔"کیوں " اب کے سوال نوریز نے پوچھا تھا "پتا نہیں"

داہم کے بولنے پر ہالے ہنستے ہوئے رشیدہ کو بلانے لگی جو فوراً حاضر ہوئی "تم نے

داہم کے ساتھ ڈیٹ پر جانے سے منع کیا ہے ؟"

نوریز کے سوال پر رشیدہ منہ بنا کر بولی "جی صاحب "تو ہالے نے پوچھا "کیوں؟؟"

"بی بی جی ۔۔ میری منگنی ہو گئی ہے نا اب" رشیدہ شرماتے ہوئے بولی تو داہم نوریز کے گلے لگتا گانے لگا "کیسے جئیو گا کیسے بتادے مجھ کو تیرے بنااااااااااااا" داہم آخر میں ہاتھ کا اشارہ رشیدہ کی طرف کرتا بولا تو رشیدہ بھی کمر پر دونوں ہاتھ رکھے لڑاکا عورت بنی بولی۔

"وہ جو اس جینی نام کی فیرنگن کے ساتھ پک لے کر واٹس ایپ سٹیٹس لگایا تھا نا اس کے ساتھ جی لینا ۔۔۔ ہنننہ" رشیدہ تن فن کرتی گئی تو دلشاد اور نوریز کو تو ہنسی کنٹرول کرنی مشکل ہو گئی جبکہ ہالے نے ایسی کوئی کوشش ہی نہیں کی تھی اور نمل بھی کھلکھلا کر ہنس دی نوریز نمل کو اس طرح ہنستے دیکھ کر مسکرا اٹھا تو ہالے کی ہنسی تو جیسے غائب ہی ہو گئی ۔ داہم ہالے کی ہنسی غائب ہونا دیکھ چکا تھا اور اسکا نوریز کو نرم نگاہوں سے دیکھنا بھی درد کی ایک لہر جو ہالے آفریدی کو نوریز کے کسی اور کو

دیکھنے سے ہو رہی تھی وہی لہر داہم کو اسے کسی اور کو دیکھتا پا کر ہوئی۔

سب لوگ کھانا کھا کر آرام سے لاؤنج میں بیٹھے تھے جب اچانک نوریز نے آئسکریم کھانے کے لیے چلنے کا پوچھا تو بڑوں کے منع کرنے پر باقی سب چلے گئے۔ نمل کے بار بار انکار کے باوجود بھی داہم نے زبردستی اسے منا ہی لیا اب سب آئسکریم کھا کر گھر واپسی کے لیے نکلے ہی تھے کہ کچھ لوگ جو سائیڈ پر ایک کار روکے کھڑے تھے نوریز انھیں دیکھتا اپنی گاڑی سائیڈ پر لگا گیا اس کا خیال تھا کہ سامنے کھڑے لوگوں کو شاید مدد کی ضرورت ہے لیکن افسوس یہ اس کا خیال ہی تھا۔

"کیا ہوا؟؟ گاڑی خراب ہو گئی ہے؟؟" نوریز کے پوچھنے پر سامنے کھڑا شخص پسٹل نکالتا نوریز کے پیٹ کے نصف میں رکھتا بولا

"جو کچھ ہے نکال جلدی" اس شخص کے دو اور ساتھی دائیں بائیں آکر کھڑے

ہو گئے۔دلشاد جو پیسنجر سیٹ پر بیٹھا کچھ خطرے کا احساس ہوتے اتر کر نوریز تک پہنچا تو بائیں کھڑا آدمی دلشاد پر پسٹل تان گیا۔جس پر دلشاد صرف ایک آئبرو ریز کر گیا نوریز اور دلشاد نے ایک دوسرے کو دیکھتے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی۔

"اوو۔۔کیا آہیں بھر رہے ہو۔۔جلدی نکالو سمجھ نہیں آرہی کیا"۔تیسرا چور بےزار ہوتا بولا پھر اپنے قدم گاڑی کی طرف بڑھا گیا۔جس پر دلشاد اپنے سینے پر رکھی پسٹل کو ایک دم نیچے کرتا سیدھے ہاتھ کا پنچ بناتا اپنے سامنے کھڑے چور کو رسید کر گیا دلشاد کے پسٹل نیچے کرنے پر نوریز بھی اپنے پیٹ پر رکھی پسٹل کو ایک دم ہوا میں بائیں طرف کرتا گھوم کر اپنے سامنے کھڑے چور کے منہ پر کہنی سے وار کر گیا جس پر وہ چور پیچھے ہوتا اپنی ناک پکڑے کراہ گیا۔تیسرا چور لپک کر دلشاد کی طرف بڑھا تو دلشاد کی ایک کک سے ہی پیچھے جا گرا۔اب منظر کچھ یوں تھا دلشاد اور نوریز چوروں کی توبہ کروانے میں مشغول تھے اور کار میں بیٹھی ہالے اور نمل جو اب باہر نکلی بڑے مزے سے ان چوروں کو پٹتا دیکھ رہی تھی نمل تو اچانک چوروں کے حملے پر پریشان

ہو گئی تھی کہ کہی شمس رفاقت یا ظہورا بائی کے لوگ تو نہیں جو اسے پکڑنے کے لیے یہاں آئے ہیں اور ہالے نمل کو بہت غور سے نوٹس کر رہی تھی آئسکریم پارلر میں بھی نمل کی گھبراتی نگاہیں اور اب بھی جو اپنا ہاتھ دل کے مقام پر رکھتی مسلسل کچھ پڑھ رہی تھی شاید اللہ کا کلام۔ لیکن پھر سر جھٹک گئی کہ جس حالت میں نوریز کو ملی تھی اس سب سے ہی خوف زدہ ہے اور اسے ہمت دیتی پریشان نا ہونے کا کہتی باہر لے آئی جہاں نمل پہلے خوف زدہ تھی اب چوروں کی پٹائی دیکھتی مسکرا رہی تھی اور خاص کر نوریز کو دیکھتی۔ اب جب چوروں نے توبہ کر ہی لی تو ہوئی پھر بھائی ! ! داہم صاحب کی اینٹری جو کے نوریز کی ہیوی بائیک پر سوار تھے بائیک کھڑی کرتا داہم ان تک آیا۔

"what's up guys??" داہم کے بولنے پر ہالے مسکرا کر بولی۔

"لنگر بٹ رہا ہے۔۔ تمہارا انتظار تھا۔۔ آجائو" ہالے نے جل کر کہا۔

"تو تم کیوں یہاں کھڑی ہو۔۔کہی ختم تو نہیں ہو گیا۔۔تمہارا تو فیورٹ ہے نا" داہم کے بولنے پر ہالے کوئی جواب دیتی کے ایک چور لڑکھڑا کر اٹھتا داہم تک پہنچا۔

"داہم بھائی۔۔مجھے پہچانا یار بچا لے بہت مارا ہے ان لوگوں نے ہمیں" چور بیچارا ہانپتے ہوئے بولا تو ہالے پوری ایڑیوں کے بل گھوم کر داہم کی طرف رخ کر گئی اور باقی سب بھی داہم کی طرف متوجہ ہوئے۔۔داہم چور کو جانتا ہے کیسے؟؟تو دو چور بھی لڑکھڑاتے اپنے ساتھی کے پاس آکر کھڑے ہو گئے آس لیے کہ شاید اب بچ جائے کیونکہ دلشاد تو ڈی آئی جی کو کال ہی ملانے والا تھا۔

"ارے تم۔۔واہ اتنے دنوں بعد ملے۔۔" داہم مسکراتا ہوا بولا اور ہاتھ سے سلام لیا۔

"ہاں بھائی میں اور دیکھ کیا حالت کردی ہے ان جون سینا کی اولادوں نے" چور داہم سے سلام کرتا اپنی حالت پر غور کرتا بولا جس پر داہم ہنس پڑا تو دلشاد اور نوریز دونوں نے اپنے لیے جون سینا کی اولادوں والے لفظ پر داہم کو گھور کر دیکھا۔

"ارے بھائی کیا ہوا؟؟ یہ جس بندے کو دیکھ رہے ہو نا یہی تو ہے وہ جس کی وجہ سے میں تم سے ملا اور ہاں۔۔۔ کیا کہا تھا تم نے میرا بھائی اگر کچھ بھی بولے مجھے تو تمھارے نمبر پر کال کردو۔۔" داہم پہلے دلشاد کی طرف اشارہ کرکے پھر اس چور کی کراچی میں کی گئی بات یاد کرتا تھوڑی پر ہاتھ رکھے سوچتا ہوا بولا۔

"ارے بھائی نہیں۔۔ نہیں میں نے ایسا کچھ نہیں بولا آپ کا بھائی یہ۔۔ یہ تو خود آپ کو۔۔ اپنے باپ کی پہلی اولاد بولتا ہے" چور گڑبڑا کر دلشاد کو صفائی دیتا بولا کہی دوبارہ یہ باڈی بلڈر اس کی صفائی شروع نہ کردے۔ جس پر داہم رخ بدل گیا تو دلشاد مسکراتا ہوا اس تک آیا۔

"میں ہو ہی اپنے باپ کی پہلی اولاد" دلشاد اس چور کے کندھے پر ہاتھ رکھتا بولا تو تینوں چور اس کی مسکراہٹ دیکھنے لگے یہ ہنستا بھی ہے جبکہ نوریز نفی میں سر ہلاتا گاڑی سٹارٹ کرنے چل دیا۔

"تمہارے کراچی والے تین اور ساتھی کہاں ہے ؟؟"داہم کو یاد آیا تو پوچھ بیٹھا۔

"بھائی وہ کراچی میں ہی ہے یہ میرے دوست ہیں ان کے ساتھ آیا تھا میں یہاں" چور کے بتانے پر داہم اثبات میں سر ہلا گیا اور دلشاد کے اشارہ کرنے پر انھیں جانے کا کہ گیا ان کے جاتے ہی داہم پلٹا تو ہالے ایک پاؤں ہلاتی کار کے بونٹ کے پاس کھڑی تھی اور دلشاد دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے ہالے کے سائیڈ میں جبکہ نمل ہالے سے کچھ پیچھے فاصلے پر کھڑی تھی اور نوریز ڈرائیونگ سیٹ سمبھالے ہالے کے طنز شروع اور ختم ہونے کا انتظار داہم پر نظریں جمائے کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا ہینڈسم، نوجوان ،قابل ڈاکٹر کے دوست چور ہونگے" ہالے کا پہلا طنز۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ مجھ سے عمر میں بڑی عورت ۔۔مجھے ہینڈسم ،نوجوان ،قابل ڈاکٹر بول کر مجھ پر لائن مارے گی" داہم دل پر دونوں ہاتھ رکھے ہالے کی چور والی بات اگنور کرتا ہوا بولا۔

"تمہیں میں عورت لگتی ہو داہم ؟؟" ہالے صدمے سے چیخی۔

"نہیں ڈئیر کزن ۔۔عارف لوہار کا فیمیل ورژن لگتی ہو۔۔ قسم سے" داہم ہالے کو آگ لگاتا بولا تو نوریز کا انتظار ختم ہوا کیونکہ داہم وہاب خانزادہ ہالے کے طنز بخوبی باور کروا سکتا تھا۔ہالے پیر پٹختی کار میں بیٹھی تو سب ہی اپنی جگہ سنبھال گئے۔

آیت کو ڈیول کی بھیجی گئی ڈریس بہت پسند آئی تھی وہ کرسٹل ستاروں سے چمچماتی جونیٹ پر ملوس تھے ایک خوبصورت میکسی تھی وہ اس ڈریس میں مناسب میک اپ کے ساتھ ،کانوں میں ڈائمنڈ کے ٹاپس اور گلے میں ستاروں کی باریک بناوٹ کا نیکلس پہنے بالوں کو پشت پر بکھرائے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ ایک فارم ہاؤس تھا جہاں وہ ڈرائیور اور گارڈ کے ساتھ ڈیول کے کہنے پر آئی تھی ہر طرف رونق لگی تھی وہاں مرد حضرات کے ساتھ خواتین بھی موجود تھی جو شاید کچھ کی اہلیہ اور کچھ کی گرل فرینڈز تھی کچھ پاکستانی اور باقی انگریزوں کی شکلیں نظر آرہی تھی ان میں سے تین شکلیں آیت صدیقی کو یاد تھی اور وہ تھی اس کے باپ سوتیلی ماں اور بہن۔ وہاں آیت کو جیک کے ساتھ ایک اور جانی پہچانی صورت نظر آئی اور وہ تھی عائشہ جاوید وہ عائشہ کی طرف بڑھنے ہی والی تھی جب سامنے سے ڈیول آتا نظر آیا۔

وہ بلیک کلر کا تھری پیس سوٹ پہنے ایک ہاتھ میں برانڈڈ واچ ،چمکدار جوتے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں آج ایک سادہ سی چاندی کی انگوٹھی پہنے

بالوں کو جیل سے سیٹ کیے نیلی آنکھوں میں چمک لیے آیت کی طرف قدم بڑھا رہا تھا اور آیت سانس روکے صرف ڈیول کو مبہوت سے دیکھے جا رہی تھی "اففف یہ غنڈہ اتنا ہینڈسم کیوں ہے "ڈیول آیت کے قریب آکر رکا۔

"you are looking devil's queen my lady"۔ڈیول کے مسکرا کر بولنے پر آیت اس کے سحر سے نکلتی نظریں جھکا گئی۔آیت صدیقی لڑکوں سے موقعالات کرنے والی آج ایک غنڈے کے کمپلینٹ پر بلش کر رہی تھی۔جسے ڈیول نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔"آخر کیا ہو جاتا ہیں مجھے اس شخص کے سامنے بہت برا کیا ہے اس نے میرے ساتھ پھر بھی کیوں میں اس سے نفرت نہیں کر پارہی "آیت اپنی سوچوں میں گم ہوئی تو ڈیول آگے بڑھتا ایک ہاتھ کا حصار آیت کے گرد بناتا اسے آگے

لے کر چلنے لگا۔ سب کی نگاہیں ڈیول پر تھی تو کچھ کی آیت پر وہاں کھڑی انگریز اور پاکستانی لڑکیاں جن میں سے ایک آیت کی سوتیلی بہن تناوش بھی تھی سب ہی حسد اور جلن سے آیت کو دیکھ رہی تھی تناوش پہلے آیت کی خوبصورتی سے خار کھاتی تھی اور اب ڈیول جیسے اتنے بارعب، طاقتور، امیر اور دلفریب شخصیت کا مالک شخص بھی آیت کے نصیب میں دیکھ کر بھی اس کی جلن کی کوئی حد ہی نہیں رہی تھی جسے سمجھتے مسز صدیقی نے اپنی بیٹی کو تسلی دی دو چار دن کا خمار ہے ڈیول کا اتر جائے گا تو پھر اسے سڑک پر پھینک دے گا انھیں کیا پتا کہ یہ بس ان کی خوش فہمی ہی تھی۔

"Helo guys...meet my wife devil king wife devil's queen"۔

ڈیول کے بولنے پر ہی سب لوگوں نے شراب کا گلاس ڈیول کے ساتھ ہوا میں لہرایا۔

"Enjoy the party"۔ ڈیول کے اتنا بولتے ہی سب لوگ جان گئے تھے اشارہ

ڈیول اور آیت سے نظریں ہٹانے کا تھا جو ہٹ بھی گئی تو آیت ڈیول سے بولی

"یہ شراب ہے تم پی رہے ہو؟؟" آیت ڈیول کو گھور کر بولی تو ڈیول کے چہرے پر ناگواری پھیلی۔

"نہیں تو۔۔کھا رہا ہوں دیکھو چبا بھی رہا ہوں" ڈیول کے طنز پر آیت نے دانت پیسے اور عائشہ کی طرف جانے لگی لیکن ڈیول نے اسکے قدم روکے اور کان کے قریب جھکتے ہوئے بولا جس پر آیت اپنی سانس بند کر گئی۔

"جلدی آنا ورنہ یہ نا ہو تمہارا شوہر کسی اور کا دیوانہ ہو جائے" ڈیول کے کہنے پر آیت "ہنننہ" کرتی عائشہ کے پاس پہنچی اور آیت کے پوچھنے پر عائشہ نے اسے کڈنیپنگ کے بعد سے اب تک کی ساری بات بتائی جس پر آیت نے اسے تسلی دی کہ وہ ٹھیک ہے اور اس نے ڈیول اور اپنے باپ کے بارے میں ساری باتیں عائشہ کو بتائی جس پر

عائشہ یہ سوچ ہی سکی کیا کوئی اتنا گرا ہوا بھی ہو سکتا ہے جو اپنی اولاد کو ایسے استعمال کرے لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی صدیقی صاحب نے آیت سے ہمیشہ نفرت ہی کی ہے تو یہ معمولی بات ہوگی ان کے لیے۔

"اب تم کیا کرو گی آیت ؟"عائشہ کے پوچھنے پر آیت کو اس پر پیار آیا کیونکہ وہ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے پریشانی دیکھ سکتی تھی۔

"کچھ نہیں ۔۔بس دیکھنا چاہتی ہوں کہ اب میری زندگی میں یہ نیا رشتہ کتنی نفرت لے کر آئے گا" آیت کے بولنے پر عائشہ نے اپنی سوچ بیان کی۔

"مجھے لگتا ہے یہ سب ڈیول بھائی نے تمہاری محبت میں ہی کیا ہے ورنہ خود سوچو ان کو لڑکیوں کی کیا کمی اور اگر نفرت میں یا تمہارے والد کے پیسے وصول کرنے کے لیے کیا ہوتا ۔۔تو وہ تم سے نکاح جیسا پاک رشتہ کیوں قائم کرتے ۔۔اور آج اپنی

پوری دنیا کے سامنے قبول کیا ہے تمہیں بیوی کے طور پر" عائشہ کی بات سن کر آیت بھی سوچ میں پڑ گئی واقعی اس نے ایسا تو سوچا ہی نہیں کیا ڈیول واقعی محبت کرتا ہے اس سے؟

جیک عائشہ کے قریب آتا واپسی کا کہتا اسے ساتھ لے گیا تو آیت بھی ڈیول کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگی جو ڈیول کے ساتھ کھڑی ایک لڑکی پر جا کر رکی۔ آیت تن فن کرتی اس تک پہنچی ایک عجیب سے احساس نے آیت کو آگھیرا تھا ورنہ آیت صدیقی کو کسی سے جلن ہو۔۔ ہو ہی نہیں سکتا۔ ڈیول آیت کے ریکشن کے ہی لیے آج پرل نامی لڑکی سے مخاطب تھا جو ڈیول کے مافیا ورلڈ کے نامی گینگسٹر کی بیٹی تھی وہ تو پہلے سے ہی ڈیول پر فدا تھی پر آج تو ڈیول نے خود اس پر نظر کرم کی تھی تو بے تکلفی سے ڈیول کے ساتھ کھڑی تھی پرل کا ایک ہاتھ ڈیول کے بازو کے اوپر تھا وہ کھڑی تھی جبکہ ڈیول آرام سے رولنگ چیر پر ایک پاؤں زمین پر ٹکائیں بیٹھا تھا۔ آیت ڈیول تک پہنچی اور ایک ادا سے ڈیول کا ہاتھ خود کی کمر پر رکھتی جس پر پرل نے اپنا

ہاتھ رکھا ہوا تھا اور اپنا بائیاں ہاتھ ڈیول کے دل کے مقام پر رکھ گئی آیت کی اس حرکت پر ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا۔"ایکسکیوز"ڈیول کے اتنا بولنے پر پرل وہاں سے غائب ہوئی تو ڈیول آیت کی کمر پر اپنی گرفت تنگ کر گیا۔

"yes my queen"ڈیول کے مسکرا کر بولنے پر آیت نظریں پھیر گئی۔

"اب میں نے تمہیں کسی لڑکی سے فری ہوتے دیکھا نا تو" آیت تنبیہ کرتے بولی۔

"تو"ڈیول آئبرو ریز کرتا بولا۔

"تو میں تمہارا تھوبڑا توڑ دوگی" آیت ڈیول کی بیرڈ پر انگلیاں پھیرتے بولی۔

"تھوبڑا ! سیریسلی ؟؟میں مافیا کا ڈیول کنگ ہوں" آئبرو ریز کرتا داد دینے والے انداز میں بولا۔

"اور میں "ڈیول کنگ "کی "ڈیول کوئین "ہوں آیت بھی ترکی با ترکی بولی تو ڈیول کا قہقہہ گونجا۔

"ڈیول کیا میں تم سے بات کر سکتا ہوں ؟"صدیقی صاحب ڈیول کے قریب آکر بولے ان کے پیچھے مسز صدیقی اور تناوش بھی تھی ڈیول نے بہت ناگوارہ سے ان کی طرف دیکھا جبکہ آیت بلکل ساکت ہوگئی اور پھر جلدی خود کو کمپوز کرتی ڈیول کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"ڈیول مجھے نیند آرہی ہے۔پیلس چلے؟؟" آیت کے بولنے پر ڈیول آیت کی پیشانی پر بوسہ دیتا اسے سیدھا کھڑا کرتا خود بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"صدیقی جو بات کرنی ہے ہشام سے کرو۔۔میرے پاس ضائع کرنے کے لیے وقت نہیں "ڈیول کے بولنے پر تناوش غصے سے بڑھکی۔

"تم احسان فراموش لڑکی سمجھتی کیا ہو خود کو ڈیول کی رکھیل سے زیادہ کوئی اوقات نہیں تمہاری "تناوش آیت سے آگے بھی کچھ بولتی جب ڈیول نے الٹا ہاتھ گھوما کر تناوش کی بولتی بند کی تناوش اپنے گال پر ہاتھ رکھے آنسو بہانے لگی تو مسز صدیقی تڑپ کر اپنی بیٹی تک پہنچی۔

"میری بیوی کو اس کی اوقات دیکھانے سے پہلے اپنے بوائے فرینڈز کے نام شوٹ لیسٹ کر لو۔۔اوردوبارہ یہ لفظ میری بیوی کے لیے منہ سے نکالا تو زبان گدی سے کھینچ لوگا"ڈیول دھاڑا۔

"سوری ڈیول ۔۔ آئندہ نہیں ہو گا" صدیقی صاحب فوراً تناوش کو ناگواری سے دیکھتے ہوئے ڈیول سے بولے۔

"اس لیے چھوڑ رہا ہوں کہ میری بیوی سے نام کا ہی سہی کوئی رشتہ ہے تم لوگوں سے۔۔ ورنہ ابھی تک تم سب کو زندہ گاڑھ چکا ہوتا "ڈیول بولتا آیت کو اپنے حصار میں لیتا وہاں سے چل دیا۔ آیت صدیقی جو ہمیشہ اپنی حفاظت خود کرتی تھی آج اس غنڈے کے تحفظ میں خود کو محفوظ محسوس کر رہی تھی۔ آیت صدیقی محبت سے ناآشنا لڑکی آج ایک مافیا کنگ کی جنونی محبت کو محسوس کر سکتی تھی۔

"یہی سفر تھا اس کا آیت صدیقی سے آیت زین کمال بننے کا"۔

"تم مجھے شکریہ بھی بول سکتی ہو" جیک جو عائشہ کو گھر ڈراپ کرنے آیا تھا بولا۔

"شکریہ کس لیے" جواب میں عائشہ بھویں ملا کر بولی۔

"میں نے کڈنیپ نگ والے روز تم سے زبردستی نکاح نہیں کیا نہ" جیک دونوں ہاتھ سٹیرنگ پر جمائے افسوس سے بولا۔

"بہت احسان کیا" عائشہ نے سر جھٹک کر بولا۔

"تبھی بول رہا ہوں احسان فراموش لڑکی شکریہ ادا کرنے کو" اطمینان سے کار عائشہ کے گھر کے سامنے کھڑی کرتے جیک نے بولا تو عائشہ "ہننننہ" کر کے دروازہ کھولے باہر نکلی جیک بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولے دونوں ہاتھ کار کی چھت پر کہنیوں کی مدد

سے رکھتا ہوا بولا "چلو ایک کپ چائے ہی پلا دو"

"زہر ڈال کر" عائشہ پلٹتی ترکی با ترکی بولی جیک قہقہہ لگا اٹھا۔

"ڈالنی تو چینی چاہیے ویسے خیر تمہارے ہاتھ کا تو زہر بھی پی لوگا" جیک پھر اطمینان سے بولا۔

"بہت ہی کوئی چھچھورے انسان ہو" عائشہ بے زاری سے بولی۔

"صرف تمہارے لیے" جیک مسکراتا ہولا۔

عائشہ بنا جواب دیے گھر کے اندر چلی گئی تو جیک بھی نفی میں سر ہلاتا کار اسٹارٹ کر

لیا۔

سب سونے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے لیکن وہاں ایک محبت کی ماری لڑکی کی آنکھوں سے نیند غائب تھی۔

"ہالے یہاں کیا کر رہی ہو" دلشاد گارڈن میں کھڑی ہالے سے پوچھتے ہوئے پلر پر ٹیک لگائے دونوں ہاتھ ٹراؤزر کی جیبوں میں ڈالے کھڑا ہو گیا رات کا وقت ٹھنڈی ہوائیں پھولوں اور پتوں کی لہراہٹ ، محبت کے ماروں کو وہ منظر کافی تھا شاید اپنی روح تازہ کرنے کے لیے۔

"کچھ نہیں دلشاد بس یوں ہی نیند نہیں آ رہی تھی تو یہاں آ گئی" ہالے چونک کر دلشاد کی

طرف دیکھتے ہوئے پھر خود کو کمپوز کرتی ہوئی بولی اسے کہا آتا تھا اپنا درد کسی سے بیان کرنا۔

"ہالے "دلشاد اس کی آواز میں نرماہٹ کو محسوس کر سکتا تھا اسے پکارتے ہوئے اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

"ہمم "ہالے بس اتنا بولی۔

"تم بھولا دو اسے "دلشاد کے بولنے پر ہالے کچھ لمحے خاموش رہی۔

"اتنا آسان ہوتا ہے؟؟ "ہالے نے کہا۔

"کوشش کرو" دلشاد بولا۔

"آپ بھولا پائیں ہیں" ہالے گردن موڑ کر پوچھنے لگی۔

"میری محبت یک طرفہ نہیں تھی ہالے" دلشاد نے کہا۔

"محبت بس محبت ہوتی ہے دلشاد بھائی" ہالے بولی تو اس کی آواز میں کرب تھا۔

"وہ تمہیں نہیں ملے گا ہالے۔۔ وہ تم سے محبت نہیں کرتا" دلشاد نے اسے پہلی دفعہ سمجھانا چاہا۔

"وہ تو آپ سے محبت کرتی تھی دلشاد بھائی۔۔پھر وہ کیوں نہیں ملی آپ کو" ہالے

ضبط سے بولی۔

"ہالے۔۔نوریز تم سے محبت نہیں کرتا" دلشاد اپنی تکلیف کو نظر انداز کرتا پھر ہالے سے بولا

"جانتی ہو" ہالے دلشاد کی طرف سے رخ پھیر کر سیدھی ہوتی بولی۔

"اپنی زندگی میں خود کو جگہ دو ہالے۔۔یہ یک طرفہ محبت تمہیں ختم کر دے گی" ہالے نے دلشاد کو کہتے سنا۔

"مجھے لگتا ہے اگر نوریز سے محبت کرنا میری زندگی میں نہیں رہا تو میں زندہ نہیں رہ پاؤلی" ہالے بے بسی سے بولی تو دلشاد نے لمبی سانس کھینچی۔

"ہالے اللہ نے تمہارے لیے شاید نوریز سے بھی بہترین کسی کو چنا ہے ۔۔ تم آگے بڑھو اور نوریز کو بھولنے کی کوشش کرو ۔۔ اسکی آنکھوں میں میں نے کسی اور کا نام دیکھا ہے" دلشاد بولا تو ہالے سمجھ گئی وہ کس کا نام ہے لیکن اپنے آنکھوں سے تکلیف نہیں روک پائی تو اندر قدم بڑھا گئی ۔ دلشاد اس کی پشت دیکھتا رہا جب تک وہ پوری غائب نہ ہو گئی ۔

صبح ہوئی تو آیت نے پھر خود کو ڈیول کے حصار میں پایا لیکن آج آیت نے خود کو چھڑوانے کی کوشش نہیں کی بلکہ آج آیت ڈیول کے سینے پر سر رکھے اس کی بیرڈ پر انگلیاں چلانے لگی آیت اتنی مبہوت سے ڈیول کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک ڈیول کروٹ بدل کر خود کو اس کے اوپر جھکا گیا تو آیت سٹپٹا گئی ۔

"تم جاگ رہے تھے" آیت نے ڈیول سے بولا

"نہیں لیکن میری کوئین مجھے چھیڑ رہی تھی تو جاگنا ہی پڑا" ڈیول آیت کی پیشانی پر بوسہ دیتا بولا تو آیت کو اپنے اندر ایک ٹھنڈک سی اترتی محسوس ہوئی۔

"تمہاری عمر کیا ہے" آیت کو اچانک خیال آیا کل واپسی پر ہشام نے ڈیول اور آیت کو دیکھتے ہوئے کہا تھا "devil with a little angel"

جس پر ڈیول قہقہہ لگا اٹھا تھا۔ تو آج وہ جاننا چاہتی تھی شاید کے ڈیول آیت سے عمر میں کتنا بڑا ہے۔

"30 years"ڈیول کے بولنے پر آیت کو شرارت سوجھی۔

"اگر صحیح وقت پر شادی کی ہوتی تو مجھ سے آدھی عمر کی تمھاری بیٹی ہوتی" آیت بولی تو ڈیول نے ایک آئبرو ریز کی۔

"کوئی بات نہیں اب کر لیتا ہو"ڈیول کہتا آیت کے چہرے پر انگلی پھیرنے لگا تو آیت خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی۔

"کیا" آیت کے بولنے پر ڈیول مسکرا اٹھا

"بیٹی پیدا کرنے کی تیاری "ڈیول کے بولے پر آیت اس کو دھکا دیتی پیچھے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی تب ڈیول نے اس کے دونوں ہاتھ بیڈ سے پن کیے تو ڈیول آیت کی

آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولا۔

"دوبارہ مجھے خود سے دور کرنے کی کوشش نہیں کرنا ورنہ ابھی تم نے میری وحشت نہیں دیکھی" ڈیول کی آنکھوں میں اب لال ڈوریاں دیکھ کر اور اس قدر سرد مہری لہجے پر آیت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ڈیول سیدھا ہوتا بیڈ سے اترتا فریش ہونے چلا گیا تو آیت سیدھی بیٹھتی ڈیول کی پشت دیکھنے لگی کیا ہے یہ انسان کبھی اتنا نرم دل اور کبھی اتنا خوف زدہ کردینے والا۔

اب ڈیول اور آیت دونوں ہی ناشتہ کر رہے تھے آیت بار بار ڈیول کو سر اٹھا کر چور نظر سے دیکھ رہی تھی جب اچانک ڈیول نے اپنا فوک میں پھسا انڈے کا ٹکڑا آیت کی جانب کیا تو آیت بھی اسے دیکھتے ہوئے منہ میں لے گئی ڈیول سمجھ گیا تھا آیت اس کے کچھ دیر پہلے والے رویے سے ڈسٹرب ہے وہ بھی ایسا کرنا کہا چاہتا تھا لیکن آیت کے دور دھکیلنے پر ضبط کرتا پھر بھی جتا گیا۔

"ناشتہ کر لو اور ریڈی ہو جاؤ ہم کراچی جا رہے ہیں اور یہ رہا تمہارا فون اس میں صرف میرا نمبر ہے تم صرف مجھے ہی کال کر سکتی ہو" آیت ڈیول کی بات پر جیسے نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"تو یہ دے ہی کیوں رہے ہو۔۔مجھے عائشہ سے بات کرنی ہے اس لیے چاہیے تھا موبائل اور ہاں میں کہی بھاگ کر نہیں جانے والی جو تم اس طرح بیہیو کر رہے ہو میرے ساتھ" آیت کی بھاگ جانے والی بات پر ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا۔

"مس غنڈی آفت۔۔تم مجھ سے بھاگ بھی نہیں سکتی اور رہی تمہاری اس دوست کی بات وہ بھی بہت جلد تمہارے پاس آجائے گی" ڈیول کے بولنے پر آیت پھر نا سمجھو کی طرح اسے دیکھنے لگی تو ڈیول سمجھ گیا وہ اب عائشہ والی بات کی تفصیل لینے والی ہے اسی لیے پھر بولا۔

"تیار ہو جانا کچھ دیر میں نکلنا ہے کراچی کے لیے"ڈیول کے بولنے پر آیت کا دھیان اب کراچی جانے والی بات پر ہوا۔

"کراچی پر کیوں ؟ اور کتنے دنوں کے لیے"آیت کے ایک دم سے سوال پر ڈیول ناگواری سے بولا

"تمہارے تائے کا گھر نہیں ہے وہاں جو ایسے سوال پوچھ رہی ہو۔۔کتنے دنوں کے لیے۔۔"ڈیول کے انداز میں ناگواری بھرپور نظر آرہی تھی۔

"میرے نہیں تو تمہارے تائے کا تو ضرور ہوگا تبھی لے جا رہے ہو۔۔ہنننہ "آیت نے بھی حساب بے باک کیا۔

"تمہاری زبان کچھ زیادہ نہیں چل رہی ؟؟"ڈیول آئبرو ریز کرتا بولا۔

"چلانے کے لیے ہی اللہ نے نوازہ ہے اس صفت سے "آیت ایک ادا سے ٹیبل پر کہنی کے سہارے ہاتھ رکھتی اس پر منہ ٹکا کر آنکھیں جھپکا کر بولی تو ڈیول کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

" سمبھل کر ڈارلنگ ۔۔ تمہاری چلتی زبان کو روکنا مجھے با خوبی آتا ہے "ڈیول آیت کا وہی ہاتھ جس پر آیت نے منہ ٹکایا ہوا تھا نرمی سے پکڑتا لبوں سے لگا کر بولا تو آیت مسکرا دی لیکن ڈیول کی بات پر پھر خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"بے شرم ہو پیدائشی " آیت بولی تو ڈیول کا قہقہہ گونجا۔

"Yes my lady. پیدا بھی تو naked ہوا تھا نا" ڈیول ایک آنکھ ونک کرتا بولا۔

"ہاں ہاں ۔۔جیسے باقی سب تو تھان لپیٹ کر آتے ہیں" آیت کے بولنے پر ڈیول کا ڈمپل مزید گہرا ہوا۔

"تو کیا تم بھی ۔۔ nakeee" ڈیول شرارت سے انگلی آیت کی طرف اٹھاتا بولا تو آیت اپنی بات پر خود کو کوستی ڈیول کو دیکھنے لگی جس کی آنکھوں میں شرارت صاف نظر آرہی تھی۔آیت ڈیول کی بات بیچ میں ہی کاٹتی کرسی پیچھے دھکیلتی کھڑی ہوئی۔

"Shut up" آیت اتنا کہتی سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی اور پیچھے ڈیول کا آیت کی حالت پر دوبارہ قہقہہ گونجا۔

"آپ لوگ کب تک واپس آئے گے ممانی" ہالے زریش بیگم کو دیکھتے ہوئے بولی جو اپنی تیاری کر رہی تھی کراچی شادی میں جانے کے لیے۔

"ہالے بیٹا رات تک واپسی ہو جائے گی ۔۔ تم سے کہا تھا چلو ساتھ لیکن نہیں تمہیں تو سنی کہاں ہے میری ۔۔ اب کیوں ہلکان ہو رہی ہو" زریش بیگم کو ہالے کو محبت سے سمجھاتے ہوئے اس کے برابر میں بیڈ پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"آپ کو پتا ہے نا کتنے دنوں سے میں اس ایگزیبیشن کا ویٹ کر رہی تھی اور وہ ہے بھی آج ورنہ مجھے شوک نہیں آپکے اس حسن پرست بیٹے کے ساتھ رو کنے کا" ہالے ابھرائی ہوئی آواز میں بولی تو زریش بیگم نے اسے گھور کر دیکھا اور جہاں داہم

صاحب کا ذکر ہو اور وہ وہاں نا پہنچے تو یہ تو ہی نہیں سکتا نا۔

"میرا نام لیا اووہ۔۔مجھے یاد کیا اووہ" داہم دروازہ کھولے ایک پیر سلیپ کرتا گاتے ہوئے اندر آیا تو ہالے نے بے زاری سے رخ بدلہ وہی زریش بیگم مسکرانے لگی۔

"داہم ایک کام کردو میرا" ہالے بولی۔

"جو حکم مجھ سے کم حسین ڈئیر کزن" داہم نے سر کو خم کرتے ہوئے ایک ہاتھ سینے پر فولڈ کرتے ہوئے بولا۔

"واپس امریکہ دفع ہو جاؤ" ہالے پہلے مسکراتے ہوئے پھر چیختے ہوئے بولی تو زریش بیگم نے سر پیٹا کیا کرے گے یہ دونوں یہاں ان کے کراچی جانے کے بعد ان کی تو

ایک لمحے نہیں بنتی۔

"صاف کہو نہ جلتی ہو مجھ سے اتنا حسن دیکھا نہیں جاتا میرا اس لیے بھگا رہی ہو یہاں سے۔۔"داہم کے بولنے پر ہالے وہاں سے پیر پٹخ کر چلی گئی۔

"داہم ہالے کا اور خود کا خیال رکھنا اور گھر پر ہی رہنا ہالے کو اکیلے گھر پر نہیں چھوڑنا "زریش بیگم نے داہم کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے بولا۔

"ڈونٹ وری ماما آپ ڈیڈ اور وہ آپ کی پہلی اولاد جائیں آرام سے۔۔میں خیال رکھ لو گا ہالے کا"داہم کے بولنے پر زریش بیگم سر اثبات میں ہلاتی اپنے کام میں مشغول ہو گئی تو داہم بھی وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

ہر طرف شور شرابہ تھا ڈھول نگاڑے چاروں طرف خوشیاں ہی خوشیاں بھکری تھی ۔جمال صاحب سب مہمانوں کو رسیو کرنے دروازے پر کھڑے تھے آج ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا ہوتا بھی کیوں ان کی اکلوتی بیٹی کی شادی جو تھی جمال صاحب اپنے کسی قریبی سے مل رہے تھے جب ان کی نظر سامنے سے آتے دلشاد وہاب خانزادہ پر پڑی وہ ایکسکیوز کرتے اس تک پہنچے ۔جمال صاحب اور دلشاد کی بزنس پارٹنر شپ کچھ دنوں پہلے ہی ہوئی تھی اور جمال صاحب دلشاد کے گرویدہ ہو گئے تھے 28 سال کا اتنا قابل نوجوان جس کا شمار پاکستان کے مشہور بزنس ٹائیکونز میں ہوتا ہے اسے دنیا میں لوگ شارپ بزنس مین کے نام سے جانتے تھے اتنی بارعب شخصیت کا مالک ۔دلشاد کو جمال صاحب نے پرسنلی انوائیٹ کیا تھا اسی لیے تو دلشاد وہاب صاحب اور زریش بیگم کے ساتھ اس شادی پر مدعو تھا ۔

"دلشاد۔۔دلشاد وہاب خانزادہ ویلکم اور بہت شکریہ اپنے پیرنٹس کے ساتھ ہماری خوشیوں میں شامل ہونے کا" جمال صاحب دلشاد سے بغل گیر ہوتے ہوئے بولے اور پھر وہاب صاحب سے گلے ملے۔

"بھابھی پلیز آئیں اندر اور میری بیٹی کو دعائیں دے"جمال صاحب خوش اسلوبی سے زریش بیگم سے مخاطب ہوئے جو اثبات میں سرہلاتی جمال صاحب کے ایک لڑکی کو اشارہ کرنے پر اس کے ساتھ چل دی۔

"بہت مبارک ہو آپ کو بیٹی کی شادی" وہاب صاحب خوش دلی سے بولے تو جمال صاحب "خیر مبارک "بولتے ان کے ساتھ اندر کی جانب چل پڑے۔جبکہ دلشاد جمال صاحب اور وہاب صاحب سے ایک ضروری کال کا بولتے پیچھے لان کی طرف قدم بڑھا رہا تھا اردگرد سے بے نیاز جہاں لڑکیاں بار بار اس مغرور سے شہزادے کو دیکھنے میں مشغول تھی نیوی بلیو تھری پیس سوٹ میں ،بال جیل سے سیٹ

کیے، ایک ہاتھ میں برانڈڈ واچ اور دوسرے میں مردانہ بریسلٹ جو ہمیشہ دلشاد کی شخصیت کا حصہ رہتا تھا اور اس پر ایک انگریزی حرف لکھا تھا وہ حروف جو شاید اس کے دل پر بھی تا عمر رہنے والا تھا۔ دلشاد وہاب خانزادہ اپنی بے پناہ وجیہہ شخصیت کا مالک تھا اسے کوئی ایک بار دیکھ لے تو کئی دنوں نا بھولے وہ ایسی شخصیت رکھتا تھا۔ دلشاد اپنی سمت قدم بڑھا رہا تھا جب اس کا کندھا کسی اپنی ہی جیسی شخصیت رکھنے والے سے ٹکرایا دلشاد اور وہ شخص ایک دم ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ دلشاد اس نیلی آنکھوں والے شخص کو دیکھنے لگا گرے کلر کے تھری پیس سوٹ میں سفید گلابی رنگت کا مالک شخص جس نے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں چاندی کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، برانڈڈ واچ، جیل سے سیٹ کیے ہوئے بال وہ بے حد وجیہہ تھا۔ آج پہلی دفعہ ڈیول کنگ اور دلشاد وہاب خانزادہ آپس میں ٹکرائے تھے۔ اور کیا یہ ٹکرانا آخری دفعہ بھی تھا؟؟ آج اس کہانی کے دو اہم کرداروں کا آمنا سامنا ہوا تھا۔ ایک جس کے نام سے دنیا خوف کھاتی تھی ڈیول کنگ اور دوسرا وہ جسے دنیا شارپ بزنس مین کے نام سے جانتی تھی دلشاد وہاب خانزادہ۔

"تم مجھے کہاں لے آئے ہو اور کس کی شادی ہے یہاں" نیلی آنکھوں والے شخص نے رخ پھیر کر پیچھے دیکھا تو اس کے تاثرات میں ناگواری تھی پھر سیدھا ہوتا واپس دلشاد کو دیکھنے لگا تھا لیکن تب تک دلشاد وہاں سے جا چکا تھا۔

"مس آفت کیا کہاں تھا میں نے کوئی سوال نہیں اور تم مجھے آپ بولوگی۔۔ سمجھ نہیں آتی ایک بات" ڈیول ناگواری سے دوبارہ آیت کو دیکھتا بولا جو گرے کلر کی ساڑھی میں، کندن کے جھمکے پہنے جن کے نیچے گلابی رنگ کے نگینے تھے، سٹریٹ بال پشت پر ڈالے، ہیلز پہنے ،ہاتھوں میں گلابی اور گرے کلر کی چوڑیاں پہنے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔جب تیار ہو کر پیلس میں ڈیول کے سامنے آئی تھی تو کئی لمحے ڈیول اسے مبہوت سے دیکھتے رہا تھا۔

"اور میں نے بھی کہا تھا۔۔ اسٹائلش لفنگے۔۔میں تمہیں آپ نہیں بولوگی اور میری

زبان میری مرضی ۔۔ہننہ" آیت بھی آئبر وریز کرتی بولی تو ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا وہ بے شک مسکرا رہا تھا۔

"اوکے ڈارلنگ"ڈیول آیت کے گرد ایک ہاتھ کا حصار بنائیں سیڑھیاں چڑھنے لگا اور آیت اس کی عقلیت میں قدم بڑھانے لگی وہ ایک تین منزلہ گولڈن اور وائٹ طرز کا پیلس نما ہال تھا جہاں عنایہ جمال حفیظ کی شادی کی تقریب تھی ۔ڈیول دوسری منزل پر پہنچتا ایک گیسٹ روم کا دروازہ کھولتا آیت کو لیے اندر داخل ہوا اور دروازہ لاک کر دیا آیت نا سمجھی سے ڈیول کی ساری کاروائی دیکھنے لگی سمجھ تب آئی جب ڈیول نے آیت کو دروازے سے پن کیا اور دونوں ہاتھ آیت کے اطراف میں رکھ دیئے ایسے کہ اگر آیت رخ بھی پھیرتی تو ڈیول کے ہاتھوں سے ٹکرا جاتی۔

"کیا کر رہے ہو تم ۔۔ اسٹائلش لفنگے"آیت گھبراہٹ سے بس اتنا ہی بول پائی جب ڈیول آیت کے چہرے کے قریب خود کا چہرہ کرتے ہوئے بولا۔

"تمہاری زبان تمہاری مرضی رائٹ ؟اب میری زبان میری مرضی"ڈیول مسکراتا ہوا آیت کی غیر ہوتی حالت کو دیکھتے ہوئے بولا آیت اس کی بات سمجھتے ہی اپنی ٹون میں واپس آتی ڈیول کو پنچ اور کک مارنے کا ارادہ بنا ہی رہی تھی جب ڈیول نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے اپنے ہاتھوں سمیت دروازے سے پن کیے اور اس کے قریب آتا ایک قدم کا فاصلہ بھی ختم کرتا کک مارنے کی کوشش بھی ناکام کر گیا آیت ڈیول کی آنکھوں میں غصّے سے دیکھ رہی تھی جو مسکراتے ہوئے آیت کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ڈیول آیت کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کرتا خود کو سیراب کرنے لگا اور آیت کو تو اپنی سانسیں اکھڑتی محسوس ہو رہی تھی جب کافی دیر بعد آیت کی اکھڑتی سانسوں کا خیال آیا تو ڈیول پیچھے ہوا اچانک پیچھے ہونے پر آیت جو ڈیول کے سہارے کھڑی تھی گرتی کے ڈیول نے دوبارہ اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے سہارہ دیا۔آیت لمبی لمبی سانسیں لے رہی تھی خود کو نارمل کرتے ہوئے ڈیول کے حصار سے نکلتی اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی۔

"ایسے مت دیکھوں ڈارلنگ ۔۔یہ عمل دوبارہ بھی کر سکتا ہوں اور وہ بھی دل وجان سے"ڈیول دوبارہ آیت کے قریب آتا اسکے گیلے نیچلے ہونٹ پر اپنا انگوٹھا رب کرتے بولا

"تم نا بہت بے شرم ہو" آیت غصّے سے بولتی ڈیول کو پیچھے کرتی دروازہ کھولے باہر نکلی تو ڈیول قہقہہ لگاتا اس کے پیچھے چل پڑا۔

"میں تمہیں یہاں کسی اپنے سے ملوانے لایا ہو تو مس غنڈی آفت کچھ پل کے لیے شرافت کا مظاہرہ کرو ورنہ پھر میرا مظاہرہ تو دیکھ ہی چکی ہو تم"ڈیول دوبارہ آیت کے پاس آتے بولا جو باہر مرریں کھڑی ہو کر پھیلی ہوئی لپسٹک ٹیشو سے صاف کر رہی تھی۔

"غنڈے کے منہ سے شرافت کی باتیں ۔۔ہنننہ۔۔" آیت رخ ڈیول کی طرف کرتی بولی تو ڈیول سرد آہ بھرتے ہوئے دیوار سے ٹیک لگاتا بولا۔

"اس غنڈے کے منہ سے ابھی کچھ لمحے پہلے مٹھاس بھی تو اتری تھی تمہارے اندر "ڈیول کے انداز پر پھر آیت ڈیول کو دیکھنے لگی ۔ڈیول آیت کے ہاتھ سے ٹیشو لیتا خود اس کا ادھورا کام پورا کرنے لگا۔

"کیا ہوا ہینڈسم لگ رہا ہوں ؟"ڈیول آیت کو یوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر مسکرا کر بولا۔

"اینا کونڈا لگ رہے ہو" آیت رخ پھیرتی بے نیازی سے بولی۔

"اچھا۔۔پھر میں تو تمھاری ہی برادری کا ہوا نا"

ڈیول کے یوں بولنے پر آیت ہنننہ کے انداز لیے سائیڈ ہوئی تو ڈیول بھی اس کا ہاتھ تھامے آگے چلنے لگا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو بیٹا۔۔ ماشا اللہ "زریش بیگم عنایہ کے پاس بیٹھتی بولی جو گولڈن رنگ کے شرارے میں دلہن کی طرح سجی سنوری بے حد حسین لگ رہی تھی وہ تو عام حلیے میں بھی کسی پری سے کم نہیں لگتی تھی تو آج کیسے ممکن تھا دلہن بنی کسی کے بھی دل میں نا سمائے۔زریش بیگم تو اسے دیکھتی ہی رہی انھیں وہ سجی سنوری شرماتی ہوئی عنایہ جمال حفیظ بہت پسند آئی تھی۔

"شکریہ آنٹی" عنایہ انھیں دیکھتے ہوئے بولی ہاں وہاں زیادہ تر مہمان ایسے تھے جنھیں وہ نہیں جانتی تھی کیوں کہ اس کے ڈیڈ ایک نامور بزنس مین تھے جنہوں نے شاید بہت عزیز مہمانوں کو اپنی خوشی میں شریک ہونے کا اعزاز بخشا تھا۔

"عنایہ بیٹا آپ زرا میرے ساتھ چلے گی مجھے اپنا ضروری سامان نہیں مل رہا شاید آپ نے ہی رکھا ہو کہی" جمال صاحب عنایہ کے قریب آتے بولے تو عنایہ اثبات میں سر ہلاتی ان کا بڑھایا ہوا ہاتھ تھام گئی اور ان کے ساتھ چل دی۔ عنایہ اور جمال صاحب ہال کے اس کمرے میں پہنچے جو جمال صاحب نے ضروری سامان رکھوانے کے لیے خصوصی طور پر اپنا کمرا چنا تھا۔ جمال صاحب نے دروازہ کھولتے عنایہ کو اندر جانے کا کہا اور پھر خود دروازہ لاک کرتے ہوئے اندر داخل ہوئے عنایہ نے کسی کی پشت کو کھڑکی کی طرف دیکھا اور عنایہ جانتی تھی وہ کون ہو گا وہ وقت ضائع کیے بنا اس سمت قدم بڑھا گئی جہاں وہ مردانہ پشت تھی۔

"زی بھائی" عنایہ ایک دم تیزی سے قدم بڑھاتی بولی تو وہ شخص عنایہ کی طرف پلٹا نیلی آنکھوں میں چمک لیے اپنی چاندی کی انگوٹھی والے ہاتھ کی انگلیوں سے مسکراتے ہوئے بیرڈ رب کرتے۔ وہ وہی شخص تھا جو عنایہ کو پرنسس بولتا تھا وہ وہی شخص تھا

جو عنایہ کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا اور وہ وہی شخص تھا جسے دنیا "ڈیول کنگ" کے نام سے جانتی تھی اور عنایہ "زین کمال حفیظ"۔ڈیول کو کبھی شرفاء اور پولیس یہاں تک کہ انڈر کور پولیس آفیسر نے بھی نہیں دیکھا تھا اسی لیے اسے مافیا ورلڈ کے علاوہ کوئی شخص نہیں پہچانتا تھا کہ ڈیول کنگ دیکھتا کیسا ہے لیکن ڈیول کنگ کے نام سے پوری دنیا واقف تھی۔

"مائے پرنسس" ڈیول باہیں کھولے عنایہ کو گلے لگا گیا۔عنایہ ڈیول سے پانچ سال چھوٹی تھی لیکن ڈیول جب بھی عنایہ سے ملتا اسے اپنی بیٹی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔

"بہت جلدی نہیں آ گئے آپ بھائی" عنایہ ڈیول سے الگ ہوتی شکایتی انداز میں بولی تو ڈیول دونوں کان پکڑ گیا۔

"معافی چاہتا ہوں میری پرنسس"ڈیول بولا تو عنایہ مسکراتی اسکے دونوں ہاتھ نیچے کر گئی تو ڈیول اس کا رخ بیڈ کے ساتھ کھڑی آیت کی طرف کر گیا عنایہ نا سمجھی سے کبھی ڈیول اور کبھی اس انجان لڑکی کو دیکھتی اس نے تو کبھی ڈیول کے ساتھ کسی بھی لڑکی کو نہیں دیکھا تھا تو آج ؟؟

"یہ تمہاری بھابھی ہے آیت زین کمال "ڈیول بولا تو عنایہ آیت تک پہنچی اور اس سے گلے ملی۔

"بھائی یہ تو مجھ سے بھی چھوٹی ہیں "عنایہ آیت سے الگ ہوتی بولی تو ڈیول قہقہہ لگا اٹھا۔

"اب تم بھی ایسے بولو گی ۔۔ویسے بھی آج صبح ہی مجھے میری عمر جتا چکی ہے تمہاری بھابھی "ڈیول ہنستا ہوا بولا تو جمال صاحب بھی مسکراتے ہوئے ڈیول سے بغلگیر

ہوئے اور پھر جمال صاحب آیت تک پہنچ کر اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ گئے آیت بھی مسکرا دی۔

"اچھا بھئی اب چلو راحیل اور سلطان بارات لے کر آنے والے ہونگے" جمال صاحب بولے تو عنایہ جمال صاحب کے ساتھ آگے قدم بڑھا گئی لیکن ڈیول اور آیت کو کچھ دیر بعد نکلنا تھا اس کمرے سے وجہ یہی تھی کہ ڈیول اور جمال صاحب کا تعلق کسی کی نظر میں نہ آپائے۔

"یہ کون ہے اور وہ لڑکی تمہیں بھائی بول رہی تھی۔ تمہاری بہن ہے ؟؟" آیت کے سوالوں پر ڈیول جو عنایہ کی پشت دیکھ رہا تھا ایک دم آیت کی طرف رخ کرتا قدم بڑھا گیا۔

"تم نے پوچھا تھا نا کہ میرے تایا کا گھر ہے کراچی میں جو لے جا رہا ہوں تمہیں" ڈیول

آیت کے چہرے پر آئی لٹ کو پیچھے کرتے ہوئے بولا جس پر آیت نے نا سمجھی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"وہ تایا ہیں میرے جو تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر گئے ہیں اور وہ لڑکی عنایہ تھی ان کی بیٹی اور میری بہن "ڈیول کے بولنے پر آیت ہونک بنی اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ بھلا ڈیول کے گھر والے ایسے کھلے عام خوشیاں منا رہے ہیں جیسا ڈیول کا کام ہے انہیں تو گمنام رہنا چاہیے تھا۔ ابھی آیت اپنے سوال کرتی کے ڈیول اس کے سوال سمجھتا دوبارہ بولا

"تمہارے لیے جتنا ضروری تھا اتنا جان چکی ہو اب کوئی اور سوال نہیں۔۔چلو" ڈیول آیت کا ہاتھ تھامتا باہر کی طرف قدم بڑھا گیا۔

مزید دو گھنٹے بیت چکے تھے ہر طرف سرگوشیاں شروع ہو چکی تھی بارات کا نام و نشان

نہ تھا ڈیول جیک سے بات کر کے راحیل کی لوکیشن ٹریس کرنے اور اب تک بارات نا پہنچنے کی وجہ کا پتا لگانے کا بول چکا تھا جمال صاحب بار بار سلطان کو کال کر رہے تھے جن کا مسلسل نمبر سوئچ آف تھا آیت عنایہ کے پاس بیٹھی تھی اور زریش بیگم بھی عنایہ کو تسلی دے رہی تھی۔ اچانک جمال صاحب کا فون رنگ ہوا اور نمبر پرائیویٹ تھا جمال صاحب کال پک کرتے فون کان کے لگا گئے۔

"سلطان "جمال صاحب آواز سنتے ہی بولے تو وہاب صاحب جو جمال صاحب کی پریشانی کب سے دیکھ رہے تھے بیٹی کے باپ نہ تھے لیکن بارات نا آنے کی رسوائی باخوبی سمجھ سکتے تھے انھوں نے بھی توہالے کو بیٹی کی طرح پالا تھا اور ان کا ماننا تھا بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔ وہاب صاحب نے جمال صاحب کو فون اسپیکر پر ڈالنے کا کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئے۔ڈیول بھی اب دور بیٹھا اس فون کال کی طرف متوجہ ہوا جبکے جمال صاحب سے کچھ فاصلے پر دلشاد بیٹھا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پوسٹ کئے ساری کاروائی دیکھ رہا تھا اس کی توجہ بھی اب فون کال پر تھی۔

جبکہ خواتین ساری عنایہ کے کمرے میں تھی۔

"جمال ۔۔جمال حفیظ کیسا لگا میرا سرپرائز۔۔ہاہاہاہاہا۔۔چہ چہ بارات نہیں پہنچی ابھی تک "سلطان بولا تو جمال صاحب بے یقینی نظروں سے سب کو دیکھنے لگے۔

"سلطان کیا مزاق ہے یہ اور۔۔تم اور راحیل کہا ہو جلدی پہنچوں یہاں سب انتظار کررہے ہیں "جمال صاحب بولے تو ان کی آواز میں غصّہ ،بے یقینی تھی۔

"ہم ہم تو آسڑیلیا میں ہیں اور رہی بات بارات کی تو سوری وہ تو نہیں آئے گی اب "اب فون کال پر راحیل کی آواز ابھری ڈیول نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی جیسے کوئی اشتعال قابو کیا ہو تو جمال صاحب لڑکھڑائے جنھیں آگے بڑھ کر وہاب صاحب نے سہارا دیا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ اور یہ سب ہی کرنا تھا تو رشتہ کیوں جوڑا تھا" جمال صاحب دھاڑے۔

"آرام سے نا ہونے والے سسر جی۔۔کہی بی پی شوٹ نا ہو جائے۔۔ہا ہا ہا ہا "راحیل طنزیہ ہنستا ہوا بولا۔

"راحیل۔۔میں تمہیں برباد کردو گا آخر کیا بگاڑا ہے ہم لوگوں نے تمہارا۔۔اتنا گندا کھیل کیوں کھیلا ہمارے ساتھ "جمال صاحب نے خود کو کہتے سنا۔

"کیا بگاڑا ہے؟؟ وہ تم ہی تھے جمال جس نے مجھے فراڈ کے جرم میں جیل بھیجا تھا۔۔ ایک سال تمہاری وجہ سے میں جیل رہا اس کیس میں پھسا رہا اور ضمانت بھی ہوئی تو تمہاری معافی پر۔۔تمہیں اندازہ نہیں میری ذلت کا میری بے عزتی کا جو میں نے میرے خاندان نے تمہاری وجہ سے اٹھائی۔۔تب ہی میں نے اپنی ذلت اور بے

عزتی کا بدلہ لینے کی ٹھان لی تھی جو آج تمہاری بیٹی کی صورت میں پورا ہوا" سلطان خباثت سے بولتا چلا گیا۔

"میں تمہیں برباد کردو گا سلطان "جمال صاحب پھر غصّے سے دھاڑے۔ ان کی دھاڑ اتنی اونچی تھی کی عنایہ کمرے سے باہر نکلتی ان تک پہنچی لیکن پھر کسی کی آواز سن کر بیچ راستے میں ہی ساکت ہو گئی عنایہ کے پیچھے ہی آیت اور زریش بیگم بھی باہر نکلی۔

"تم کہتے تھے جمال تمہاری بیٹی بڑے اونچے بخت کی ہے اور آج دیکھو تمہاری وجہ سے اس کی بد بختی شروع ہو گئی" سلطان تمسخر سے بولا۔

"بڑے منت مرادوں سے مانگی تھی نا اولاد آج اسی اولاد کو زندہ لاش بنانے کا تم سبب بنو گے" ایک اور دفعہ سلطان نے زہر اگلا۔

"تمہاری اتنی عزت اور شہرت کی وجہ تمہاری بیٹی تھی نا آج وہی بیٹی تمہاری ذلت کی وجہ بنی ہے" الفاظ تھے کہ سیسہ جو عنایہ کے کانوں میں پگھلایا جا رہا تھا۔

"اور رہی ہمیں برباد کرنے کی بات تو وہ تو خواب ہی سمجھو تم ۔۔میں نے پاکستان سے سب کچھ وائنڈ اپ کردیا ہے دو مہینوں سے یہی کر رہا ہوں میں ۔۔ اور دیکھو تمہیں پتا بھی نہیں چلا چہ چہ ۔۔ اور ہاں بربادی مبارک ہو نا ہونے والے سمدھی" یہ بولتے ہی سلطان نے کال ختم کردی ۔تو ڈیول اب اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا ہشام کو کال کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے راحیل ملک اور سلطان ملک کل ہی اپنے بیسمینٹ میں چاہیے زندہ سہی سلامت "ڈیول نے کہتے ہی فون جیب میں رکھا اور خونخوار نظروں سے ہر چیز کو دیکھنے لگا جیسے ابھی وہاں موجود ہر شے کو تباہی بخش دے گا۔ڈیول نے کبھی بھی عنایہ کو اس

حالت میں نہیں دیکھا تھا نا وہ آج یہ جرت کر سکتا تھا وہ تو کبھی بچپن میں بھی عنایہ کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دیتا تھا۔ اور آج آنسوؤں کی وجہ جو تھی کل ڈیول کنگ اس وجہ کو ہی دنیا سے ختم کردے گا یہ بات وہ طے کر چکا تھا جمال صاحب کو خود کو سنبھالنا مشکل ہوگیا تھا جانے انجانے میں اپنی ذلت اور اپنی بیٹی کی رسوائی کی وجہ وہ خود کو ہی سمجھ رہے تھے راحیل اور سلطان پر بھروسہ کر کے ان کی چالاکی کو نا سمجھ کے وہ اندر سے ٹوٹ گئے تھے ورنہ جمال حفیظ جیسا اتنا مضبوط شخص آج کسی کے سہارے کھڑا تھا۔ جمال صاحب بھیگی آنکھوں سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے جو انھیں کچھ دیر پہلے دلہن بنی لگ رہی تھی اور اب ایک زندہ لاش۔ عنایہ کو راحیل سے کوئی محبت نہیں تھی لیکن اپنی زندگی کے اتنے اہم اور خاص دن پر اپنی اس قدر تزلیل پر وہ جیسے ساکت ہوگئی تھی۔ جمال صاحب خود کو سنبھالتے عنایہ کی جانب قدم بڑھا رہے تھے جب انھیں پیچھے سے ایک آواز سنائی دی۔

"جمال میں اپنے بیٹے دلشاد وہاب خانزادہ کے لیے تمہاری بیٹی عنایہ جمال حفیظ کا رشتہ

مانگتا ہوں ۔۔نکاح ابھی اور اسی وقت ہوگا" وہ آواز بے شک وہاب خانزادہ کی تھی اور وہ آواز اس وقت جمال صاحب کو اپنی زندگی کی نوید لگی تھی۔

Dilshad ❤️ Anaya Nikkah special

جمال صاحب نے بے یقینی سے وہاب صاحب کی طرف دیکھا وہی عنایہ بھی ساکت سی نظروں سے انھیں دیکھے گئی جبکہ دلشاد ایک دم گردن موڑے سیدھا کھڑا ہوا غم غصّہ اشتعال کیا نہیں اٹھ رہا تھا اس کے اندر محبت نا تھی ساتھ لیکن محبت کی یادوں میں تو زندہ تھا دلشاد اپنی محبت کے علاوہ کسی کو یہ حق کیسے دے سکتا تھا وہ تو محبت بھی عبادت کی طرح کرتا تھا اسی لیے اتنے برس بعد بھی وقت بھی اس کے زخموں کو مرہم نہیں لگا پایا تھا اس کی محبت آج بھی اس کے اندر اسی طرح زندہ تھی جیسے برسوں پہلے۔زریش بیگم بھی وہاب صاحب کی طرف متوجہ ہوئی وہ بھی تو کشمش میں تھی بھلایوں اچانک اپنے بیٹے کی شادی کیسے کر سکتی تھی ان کے تو کتنے

چاؤ تھے لیکن دلشاد نے اب تک شادی کے لیے کہا ہاں کی تھی جو وہ اپنے چاؤ پورے کرتی۔ڈیول تو جیسے پورا گھوم کر سیدھا ہوا تھا دلشاد اب یہ دلشاد کون ہے اور کیا وہ شخص سہی ہو گا عنایہ کے لیے؟؟ جبکہ آیت چپ چاپ کھڑی آگے کیا ہو گا کی منتظر تھی۔

"آپ۔۔آپ۔۔میں آپ کا مشکور رہو گا تا عمر وہاب صاحب۔۔مجھے کوئی اعتراض نہیں اس رشتہ پر اور دلشاد۔۔دلشاد جیسا شخص اگر میری بیٹی کی زندگی میں ہو گا یہ اس کی خوش قسمتی ہوگی "جمال صاحب تو جیسے دلشاد کا نام سنتے ہی فوراًراضی ہو گئے تھے۔ وہاب صاحب کے سامنے کھڑے ہوتے نم آنکھوں سے بول پڑے۔

"جمال صاحب یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی کہ آپ کی بیٹی ہمارے گھر کی عزت بنے لی"وہاب صاحب انھیں گلے لگاتے بولے۔

"آپ مولوی صاحب کو بولے نکاح شروع کرنے کے لیے تیار رہیں" وہاب صاحب بولے تو جمال صاحب اثبات میں سر ہلاتے تیاریاں دیکھنے چلے گئے وہی عنایہ کی سہیلی واپس اسے کمرے میں لے گئی تو آیت بھی ان کے ساتھ چل دی جبکہ زریش بیگم وہاب صاحب کی سمت بڑھی جو دلشاد سے بات کرنے کے لیے چل پڑے۔

"ڈیڈ۔۔ڈیڈ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔میں یہاں اس لیے نہیں آیا تھا" دلشاد اپنے باپ کے سامنے بیٹھا خفگی سے بول رہا تھا۔ہال کے اس کمرے میں وہاب صاحب ،زریش بیگم اور دلشاد ہی موجود تھے دلشاد وہاب صاحب کے سامنے چیئر پر بیٹھا تھا جو خود سامنے صوفے پر بیٹھے دلشاد کو ہی دیکھ رہے تھے اور ان کے ساتھ ہی زریش بیگم بیٹھی تھی۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے اس رشتے سے" وہاب صاحب بیٹے کو سمجھانے والے انداز میں بولے۔

"تکلیف۔۔میں شادی نہیں کرنا چاہتا یہ تکلیف ہے مجھے" دلشاد ضبط سے بولا ورنہ دل تو ہر شے تباہ کرنے کا چاہ رہا تھا لیکن سامنے باپ اور ماں تھے دلشاد ان کے سامنے بس ضبط ہی کر سکتا تھا دلشاد وہاب خانزادہ والدین کے احترام کی بہترین مثال تھا۔

"دلشاد سہی کہ رہا ہے وہاب۔۔ہم اچانک ایسے کیسے شادی کر سکتے ہیں صرف دلشاد ہی جمال بھائی صاحب کو کاروباری لحاظ سے جانتا ہے۔۔اور شادیاں یوں نہیں ہوتی وہاب" اب کی دفعہ زریش بیگم بولی۔

"میں نے صرف ایک باپ کی عزت اور ایک لڑکی کو رسوائی سے بچانے کے لیے یہ فیصلہ اپنے رب کی رضا کے لیے کیا ہے" وہاب صاحب لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتے کھڑے ہوتے دلشاد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"لیکن ڈیڈ۔۔میں شادی نہیں کرنا چاہتا" دلشاد اب بے بسی سے بولا۔

"دلشاد 28 سال کے ہو گئے ہو تم اب نہیں تو کب کرو گے شادی اور تمہاری ماں ایک عرصے سے تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہے شادی کر لو لیکن تم کب سے ٹال رہے ہو۔۔" وہاب صاحب نے پھر دلشاد سے کہا۔

"پر ڈیڈ۔۔" دلشاد کچھ کہنے ہی والا تھا جب وہاب صاحب نے ہاتھ ہوا میں بلند کر کے اسے خاموش رہنے کا کہا۔

"دلشاد میں زبان دے چکا ہوں اگر تم اپنے باپ کی زبان کا پاس نہیں رکھ سکتے تو بھری محفل میں مجھے شرمندہ کر دو" یہ وہ آخری وار تھا جو وہاب صاحب نے اپنی بات منوانے کے لیے کیا تھا اور کار آمد ثابت ہوا کیونکہ دلشاد وہاب خانزادہ نے آج تک

صرف اپنے باپ کا سر فخر سے بلند کیا تھا تو اب کیسے ممکن تھا دلشاد اپنے باپ کا سر شرمندگی سے جھکنے دیتا۔

"ٹھیک ہے ڈیڈ۔۔ لیکن یہ رشتہ صرف آپ کی زبان کے پاس کے لیے قائم کر رہا ہوں۔۔ اس سے زیادہ اس آن چاہے رشتے میں مجھ سے آپ کوئی امید مت رکھئیے گا"

دلشاد مٹھیاں بھینچ کر ضبط سے بولتا باہر نکل گیا تو زریش بیگم اپنی جگہ چھوڑتی وہاب صاحب تک آئی۔

"وہاب آپ کو نہیں لگتا آپ صحیح نہیں کر رہے نا ہمارے بیٹے کے ساتھ نا اس لڑکی کے ساتھ۔۔دلشاد جو بول کر گیا ہے وہ وہی کرے گا۔۔آپ جانتے ہیں اچھے سے اپنے بیٹے کو" زریش بیگم بولی تو ان کی آوازمیں پریشانی تھی۔

"میں اپنے بیٹے کو جانتا ہوں زریش۔۔ اسی لیے یہ سب کر رہا ہوں وہ کبھی شادی نہ کرنے کا شاید ارادہ کر چکا ہے وجہ نہیں معلوم مجھے کیوں لیکن اگر میں آج اس کے ساتھ زبردستی نہیں کرو گا تو تا عمر اپنے بیٹے کی خوشیاں دیکھنے کے لیے ہم ترستے رہیں گے۔۔" وہاب صاحب دلشاد کے ارادے بھانپتے ہوئے بولے شاید وہ جان گئے تھے دلشاد کی آنکھوں میں ہر دفعہ شادی کے نام پر اٹھنے والے کرب کو۔

"تو کیا اس زبردستی کے رشتے سے وہ خوش رہ پائے گا" زریش بیگم پھر پریشانی سے پوچھنے لگی۔

"پتا نہیں۔۔ لیکن شاید عنایہ اس کی زندگی میں خوشیاں بھر دے" وہاب صاحب ان کی پریشانی سمجھتے ان کو تسلی دیتے بولے۔

"اللہ اس رشتے کو ہم سب کے لیے مبارک ثابت کرے"زریش بیگم نے دعا کے الفاظ ادا کیے۔

"آمین"وہاب صاحب بھی دل سے بولے۔

جمال صاحب عنایہ کے پاس آئے تو ڈیول پہلے سے ہی آیت کے ساتھ اس کمرے میں موجود تھا۔

"عنایہ تم فکر نہیں کرو بیٹا۔۔دلشاد بہت اچھا لڑکا ہے تمہیں خوش رکھے گا"جمال صاحب عنایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تو ڈیول جو اپنے اندر کے اشتعال کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا ان تک پہنچا۔

"جیسے وہ بغیرت راحیل تھا نہیں"ڈیول مٹھیاں بھینچے لہو ٹپکاتی آنکھوں سے بولا تو عنایہ

نے سر اٹھا کر ڈیول کو دیکھا۔

"بھائی آپ غصّہ نہ کرے ڈیڈ کا اس میں کوئی قصور نہیں" عنایہ بولی تو ڈیول گھٹنوں کے بل عنایہ کے پاس بیٹھا۔

"پرنسس تمہیں نہیں کرنی یہ شادی تو مت کرو اور رہے وہ راحیل اور سلطان تو انھیں تو میں خود ہی دیکھ لوگا" ڈیول عنایہ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا لیکن اس کے لب و لہجے کی سرد مہری دیکھ کر آیت کو بے جا جھرجھری آئی کبھی کبھی ڈیول اس کی سوچ سے زیادہ خوف ناک ہو جاتا تھا۔

" نہیں بھائی میں ڈیڈ کو اور خود کو بے عزت نہیں ہونے دے سکتی اور آپ کیا چاہتے ہیں ان لوگوں کی باتیں سچ ہو جائے۔۔ اور ڈیڈ نے میرے لیے کچھ سوچا ہے تو ٹھیک سوچا ہو گا" عنایہ اپنے باپ کے پریشان چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی تو ڈیول

اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈال لیے۔

"اگر تمہارا یہی فیصلہ ہے تو مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے۔۔لیکن اگر اس دلشاد نام کے شخص کی وجہ سے میری پرنسس کی آنکھوں میں ایک بھی آنسو آیا تو اس کا انجام میں بہت دردناک لکھوں گا اس سے بھی دردناک جو کل میں راحیل اور سلطان کا کرنے والا ہو"ڈیول پہلے عنایہ اور پھر جمال صاحب کی طرف رخ کرتا بولا جیسے انہیں اپنے ارادوں سے پہلے ہی آگاہ کرنا چاہتا ہو۔

"جس کو تم صرف شخص بول رہے ہو وہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔۔وہ دلشاد وہاب خانزادہ ہے بزنس کی دنیا میں چارم ہے اس کے نام کا جیسے تمہاری دنیا میں تمہارے نام کا ہے ڈیول۔۔"جمال صاحب ناگواری سے ڈیول کو دیکھتے ہوئے جتانے والے انداز میں بولے جسے بہت مشکلوں سے ڈیول نے برداشت کیا۔ڈیول ان کا کہا برداشت کر سکتا تھا وہ وہی تھے جنہوں نے ڈیول کو باپ بن کر پالا تھا کبھی۔

"دلشاد کو اگر خراش بھی آئی نا تو جس ڈیول کنگ کی شکل کسی نے نہیں دیکھی ۔۔ پولیس سی بی آئی انٹرنیشنل لیول پر اسے منظر عام پر لے آئیں گی ۔۔ وہ صرف بزنس مین نہیں ہے وہ انٹرنیشنل ٹرسٹ چلاتا ہے ۔۔ اس کے خیر خواہوں کی فوج تمہارا تختہ بھی پلٹ سکتی ہے "جمال صاحب برھم ہوتے ہوئے بولے جسے ڈیول نے ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا ۔

"بھول کر بھی ایسا کوئی قدم مت اٹھانا کبھی کے میں تمہیں معاف نا کر سکوں" اس دفعہ واضح طور پر تنبیہ کی گئی ۔

"عنایہ چلو مولوی صاحب انتظار کر رہیے ہیں "جمال صاحب عنایہ کو لیے وہاں سے چلے گئے تو ڈیول کے لب مسکرا گئے لیکن وہ مسکراہٹ پر اسرار تھی ۔ جمال صاحب کے جاتے ہی ڈیول آیت تک پہنچا ۔

"بت بن کر کیوں بیٹھی ہو چلو باہر "ڈیول آیت کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولا تو آیت اس کا ہاتھ تھامتا کھڑی ہوئی۔

"اسٹائلش لفنگے" آیت ڈیول سے بولی تو ڈیول اس کی کمر پر حصار باندھ کر اپنا آگے بڑھا قدم پیچھے کرتا آیت کی طرف متوجہ ہوا۔

"یس میری غنڈی آفت ۔۔"ڈیول آیت کے چہرے کا اپنے حصار میں لیتا ہوا بولا۔

"تم کچھ ہی پل میں بہت خوف ناک لگنے لگتے ہو" آیت بولی تو ڈیول نے آئبرو ریزکی۔

"خوف ناک "ڈیول بولا تو آیت نے اثبات میں سر ہلایا بچوں کی طرح ڈیول کو آیت کی

اس حرکت پر بے جا پیار آیا تبھی آیت کی تھوڑی کو چومتا پیچھے ہوا اور آیت ڈیول کی اس حرکت پر گڑبڑا گئی اور گھور کر ڈیول کو دیکھنے لگی۔

"اور اب کیسا لگ رہا ہو؟"ڈیول اس کی گھوری کو نظر انداز کرتا بولا۔

"بے شرم "آیت بولی تو ڈیول کا قہقہہ گونجا۔

"میری ڈیول کوئین ۔۔اگر چاہتی ہو مزید بے شرمی نا دیکھاؤ تو چپ چاپ چلو۔۔"ڈیول آیت کو سیدھا کھڑا کرتا بولا اور آیت کا ہاتھ تھامے کمرے سے باہر قدم بڑھا گیا۔

سب مہمان نکاح شروع ہونے کا انتظار کر رہے تھے جالی نما ایک پردے کے ایک طرف دلشاد اور دوسری طرف عنایہ بیٹھی تھی اتنے میں ہی نکاح کی تقریب شروع

ہوئی۔

"دلشاد وہاب ولد وہاب خانزادہ آپ کا نکاح عنایہ جمال ولد جمال حفیظ کے ساتھ سکہ رائج الوقت ایک کروڑ میں طے پایا ہے آپ نے قبول کیا "مولوی صاحب بولے تو دلشاد کو اپنے دل سے آتی ایک آواز سنائی دی جس پر ضبط کرتے آنکھوں میں لہو لی ڈوریاں لیے دلشاد نے نکاح کے دو بول بولے۔

قبول ہے۔۔

(مجھے تم سے بے پناہ محبت ہے دلشاد)

دوسری دفعہ مولوی صاحب کے بولنے پر پھر دلشاد کی سماعت سے ایک ان سنی آواز

ٹکرائی۔

قبول ہے۔۔

(مجھے تم سے اتنی محبت ہے دلشاد میں تمہارے لیے اس دنیا کو ٹھوکر مار سکتی ہو)

تیسری دفعہ پھر مولوی صاحب نے پوچھا اور ایک دفعہ پھر دلشاد کو اپنی محبت کی آواز سنائی دی

قبول ہے۔۔

(تم میرے سکون قلب کی وجہ ہو دلشاد)

اب مولوی صاحب کا رخ عنایہ کی طرف تھا۔

"عنایہ جمال ولد جمال حفیظ آپ کا نکاح دلشاد وہاب ولد وہاب خانزادہ کے ساتھ سکہ رائج الوقت ایک کروڑ میں طے پایا ہے آپ نے قبول کیا" مولوی صاحب کے الفاظوں کے ساتھ عنایہ کو سلطان ملک کا زہر اگلنا یاد آیا اپنے آنسو صاف کرتے اپنے باپ کا ہاتھ تھامے اس نے بھی نکاح کے دو بول بولے۔

قبول ہے۔۔

("تم کہتے تھے جمال تمہاری بیٹی بڑے اونچے بخت کی ہے اور آج دیکھو تمہاری وجہ سے اس کی بدبختی شروع ہو گئی")

دوسری دفعہ پھر عنایہ کو مولوی صاحب کے الفاظ کے ساتھ سلطان ملک کا جملا یاد آیا

قبول ہے ۔۔

("بڑے منت مرادوں سے مانگی تھی نا اولاد آج اسی اولاد کو زندہ لاش بنانے کا تم سبب بنو گے")

مولوی صاحب کے تیسری دفعہ پوچھنے پر عنایہ کو پھر سلطان ملک کا اگلا زہر یاد آیا

قبول ہے ۔۔

("تمہاری اتنی عزت اور شہرت کی وجہ تمہاری بیٹی تھی نا آج وہی بیٹی تمہاری ذلت کی وجہ بنی ہے")

اس کے ساتھ ہی نکاح مکمل ہوا تو ہر طرف مبارک بات کی صدا گونجی مرد حضرات نے دلشاد کے گلے ملتے مبارک بات دی جسے دلشاد نے بے دلی سے قبول کیا جبکہ زریش بیگم نے عنایہ کو محبت سے گلے لگایا اور کچھ فاصلے پر کھڑا ڈیول دلشاد تک پہنچا اور اس سے گلے ملتے ہوئے کان میں سرگوشی کرتا بولا۔

"اپنی ملکہ کو خوش رکھنا ورنہ تمہاری خوشی کی کوئی گیرنٹی نہیں دے پائے گا" ڈیول بول کر بائیں جانب سے ایک سائیڈ سے ہوتا دلشاد سے دور چلا گیا اتنا کہ دلشاد نے ایک دم گردن موڑ کر دیکھا تو صرف اس کی پشت نظر آئی اور ایک چاندی کی انگوٹھی وہ بھی تب جب ڈیول نے ہاتھ پیشانی تک لے جاتے سلام کا اشارہ بنایا شاید وہ شخص جانتا تھا کہ دلشاد اسے ہی دیکھ رہا ہے اس شخص نے ایسا کیوں بولا کیا وہ اس لڑکی کا

جاننے والا تھا اور اگر ہاں تو اپنا چہرہ کیوں چھپا رہا تھا اور یہ دھمکی ۔۔دلشاد سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک جمال صاحب کے متوجہ کرنے پر اپنی سوچ جھٹکتا ان کی بات سننے لگا۔

"دلشاد۔۔مجھے میری بیٹی بہت عزیز ہے۔۔وہ دنیا کی سب سے اچھی بیٹی ہے۔۔ میری بیٹی کا خیال رکھنا۔۔یہ شادی جن بھی حالات میں ہوئی وہ پوری کوشش کرے گی اس کو نبھانے کی۔۔بیٹا آپ بھی اس کا ساتھ دینا ہمیشہ "جمال صاحب بولے تو دلشاد نے صرف اثبات میں سر ہلانا ہی مناسب سمجھا وہ انھیں کیا بتاتا کہ جس شادی کو نبھانے کا وہ کہ رہے ہیں دلشاد اس کے خواب کسی اور کے ساتھ کئی برس پہلے دیکھ چکا ہے اور وہ خواب ایسے پختہ ہیں کہ ان خوابوں نے آج تک دلشاد کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

"جمال صاحب اب ہمیں اجازت دیجیئے" وہاب صاحب کے بولنے پر جمال صاحب

ان کی طرف رخ کرتے بولے۔

"آپ لوگ صبح اسلام آباد کے لیے روانہ ہو جائیں گا آج ہمارے گھر روک جائیں" جمال صاحب بولے۔

"نہیں پھر کبھی سہی وہاں داہم اور ہالے اکیلے ہونگے اور ویسے بھی ہمیں آج ہی واپس جانا تھا ٹکٹس بھی بک تھی بس عنایہ بیٹی کی ٹکٹ کنفرم کروائی ہے" وہاب صاحب کے مسکرا کر بتانے پر جمال صاحب نے اثبات میں سرہلایا۔

جمال صاحب نے بھی بیٹی کو دعاؤں کے سائے میں رخصت کیا جس پر عنایہ کے آنسو زاروقطار گر رہے تھے تو جمال صاحب کی بھی آنکھیں نم تھی۔دلشاد ہاوس سے دو گاڑیاں آئی تھی دلشاد اپنے ڈرائیور کو دوسری گاڑی میں جانے کا کہتا خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا تو پیسنجر سیٹ پر وہاب صاحب بیٹھے اور بیک سیٹس پر عنایہ اور

زریش بیگم بیٹھی تھی ان کی گاڑی کا رخ اب ائیرپورٹ کی جانب تھا عنایہ جالی نما ڈوپٹے کے پیچھے کچھ کچھ دیر بعد ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اپنے دلہے کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی شادی ہال میں لڑکیوں کی اور خاص کر اپنی سہیلیوں کی زبانی اپنے دلہے کی اتنی تعریفیں جو سنی تھی وہاں موجود گئی لڑکیاں تو عنایہ کے نصیب پر رشک کر رہی تھی کہ دلشاد جیسا شاندار شخص عنایہ کا نصیب بنا اس کے چہرے کا ہر نقش کسی بھی لڑکی کے دل میں اترنے کی وجہ بن سکتا تھا جس کا چہرہ عنایہ کے لیے انجان
تھا، زریش بیگم اور وہاب صاحب آپس میں کسی بات پر متوجہ تھے البتہ دلشاد کے دل میں اپنی کچھ دیر پہلے کی دلہن کو دیکھنے کی کسی خواہش نے انگڑائی نہیں لی تھی وہ تو سب سے بے نیاز کار ڈرائیو کر رہا تھا جیسے اس وقت اس کے لیے اس سے زیادہ ضروری کوئی دوسرا کام ہی نہیں۔

"داہم اور ہالے دونوں ہی کال نہیں پک کر رہے" زریش بیگم کو اچانک یاد آیا تو بولی۔

"فکر نہیں کرے آپ لڑائی کرنے میں مشغول ہونگے ۔۔ آج تو گھر میدان جنگ بنا ہو گا" وہاب صاحب بولے تو زریش بیگم نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

"یہ شانو کو بھی آج ہی شادی رکھنی تھی اپنی بیٹی کی ۔۔ سارے گاڈز اور ملازمین اسکی طرف ہیں" زریش بیگم کو پھر افسوس ہوا۔ آج انکے گھر کے ملازم کی بیٹی کی شادی تھی تو سب ملازمین اور گارڈز بھی اس شادی میں مدعو تھے زریش بیگم کو اپنے گھر کی فکر تھی جو وہاب صاحب کے بقول میدان جنگ بنا ہوگا افف خدایا۔

"بیگم صاحبہ فکر نا کرے ۔۔ سب ٹھیک ہوگا" وہاب صاحب مسکرا کر اپنی بیوی کو تسلی دیتے بولے۔ گاڑی روکی تو سب باہر نکلے دلشاد کار کی چابی ڈرائیور کے حوالے کرتے ائیرپورٹ کی جانب قدم بڑھا گیا وہاب صاحب ،زریش بیگم عنایہ کے ہمراہ پہلے ہی اندر چلے گئے تھے۔ دلشاد ان کی سمت چلنے لگا جب اچانک وہاں کسی لڑکے کی نظریں عنایہ پر جمی پا کر اس کی رگیں تن گئی دلشاد اس لڑکے تک پہنچا وہ لڑکا

نا سمجھی سے دلشاد کو دیکھنے لگا جب دلشاد نے اس لڑکے کا کالر پکڑ کر سیدھا کیا جیسے اس کا کالر ہی سیدھا کرنے وہاں موجود ہو لیکن اس لڑکے کو دلشاد کے ہاتھ کی گرفت کالر پر اس کا یہاں آنے کا مقصد بخوبی سمجھا گئی اور اوپر سے دلشاد کی لہو ٹپکاتی آنکھیں اس لڑکے کو بے جا خوف محسوس ہوا اگر سامنے کھڑے اس باڈی بلڈر کا ایک ہاتھ پڑ جاتا تو وہ تو گیا کام سے۔دلشاد سرد لہجے میں بولا

"she is my wife"۔دلشاد کے بولتے ہی لڑکا شرمندہ ہو کر معافی مانگنے لگا تو دلشاد ایک ناگوار سی نظر اس لڑکے پر ڈالتا لمبے لمبے قدم اٹھاتا عنایہ تک پہنچا اور عنایہ کا پہلو میں گرا ہاتھ تھام کر آگے چلنے لگا وہ چاہے ان چاہا رشتہ تھا لیکن وہ لڑکی اب دلشاد کی بیوی تھی ،دلشاد کی محرم اس کی حفاظت کرنا اب دلشاد کا فرض تھا عنایہ کو ایک دم دلشاد کا یوں اچانک ہاتھ تھامنے پر جھٹکا لگا اور وہ نا سمجھیں سے دلشاد کی طرف دیکھنے لگی جس کا چہرہ اب بھی عنایہ کو سہی سے نظر نہیں آیا تھا لیکن دلشاد کے ہاتھ کی گرفت سے اپنے ہاتھ میں فوری طور پر گرماہٹ محسوس ہوئی وہ چپ چاپ اپنے آپ

کو سنبھالتی دلشاد کے قدم سے قدم ملانے لگی جبکہ اس منظر کو دیکھ کر وہاب صاحب اور زریش بیگم کے لب مسکرائے۔

"یہ داہم کہاں رہ گیا ہے"ہالے لاؤنج میں ٹہلتے ہوئے اپنے دل میں سوچ رہی تھی ایک پورے گھر میں اکیلی اور اوپر سے آندھی طوفان والا موسم اور داہم جو جلد آنے کا کہتے رات کے 12 بجا چکا تھا۔ اتنے میں ہی ہالے کو دروازے کے پاس قدموں کی چاپ سنائی دی دل پر ہاتھ رکھتی سہمی ہوئی بولی۔

"داہم اگر تم ہو اور یہ مزاق ہے تو جان سے ماردوگی میں تمہیں"ہالے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ایک ایک قدم اٹھاتی دروازے تک پہنچی لیکن وہاں داہم کو نا پا کر اعتراف میں نظریں گھوماتی پلٹی تھی کہ اچانک کسی کا مضبوط ہاتھ اس کی چینخ دبا گیا

وہ شخص نقاب میں تھا ہالے بس اتنا ہی دیکھ پائی وہ شخص ہالے کو گھسیٹتا ہوا صوفے تک لے آیا اور پٹخنے والے انداز میں پیچھے دھکا دیا ہالے صوفے پر گری۔

"کوئی نہیں ہے گھر پر شاید یہ لڑکی ہی موجود ہے یہاں" آس پاس سے 4 اور لوگ اسی شخص جیسے حلیے میں نمودار ہوئے جیسے پورے گھر کا جائزہ لے کر آئے ہو وہ بے شک چور تھے چوری کے ہی ارادے سے وہاب ولا کو اندھیرے میں گھیرا دیکھ کر داخل ہوئے تھے اور گیٹ پر چوکیدار اور گارڈز کو نا پا کر ان کا کام اور آسان ہو گیا تھا۔

"پھر دیری کس بات کی اس کو باندھو اور تلاشی شروع کرو۔۔بہت کچھ ملنے والا ہے اس گھر سے تو" ایک چور غور سے گھر کا جائزہ لیتے ہوئے بولا تو سب اس کی ہی طرف متوجہ تھے لیکن ہالے کے سامنے کھڑا ہوا چور تو بس ہالے پر نظریں جمائے ہوئے تھا جن میں صرف حوس تھی ہالے اس کی نظروں کو محسوس کرتی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی اور آنکھوں میں آئے آنسو صاف کرنے لگی۔

"چلو۔۔کام شروع کرو" پیچھے کھڑا چور اسے متوجہ کرتے بولا تو وہ چور ناگواری سے کچھ بولنے ہی والا تھا جب ہالے کی آواز انھیں متوجہ کر گئی

"داہ۔۔داہم۔۔" ہالے بولتی ہوئی داہم تک پہنچنے کے لیے بھاگی کہ ایک چور ہالے کا بازو پکڑ گیا داہم ناسمجھی سے ساری کاروائی دیکھ رہا تھا لیکن جب سمجھ آئی تو مسکرا گیا لیکن اس کی آنکھوں میں لال ڈوریاں تھی جو جب بنی تھی جب چور نے ہالے کا بازو پکڑا تھا۔

"بھائیوں آپ لوگ یقین چوری کرنے کے لیے ہمارے گھر تشریف لائے ہیں" داہم مسکراتا آگے قدم بڑھانے لگا تو جس چور نے ہالے کو پکڑا ہوا تھا پسٹل نکال کر ہالے کی پیشانی پر رکھ دی اور بولا۔

"او و۔۔ہیرو کوئی چلاکی نہیں" چور کے بولنے پر دوسرا چور آگے ہوا اور داہم پر پسٹل تان دی جس پر داہم سرینڈر والے انداز میں ہاتھ اٹھا گیا۔

"ان کو باندھوں اور کام شروع کرو اور اگر چالاکی کرے تو یہی ٹھوک دینا" پیچھے سے ایک چور نے حکم دیا تو وہ دونوں چور ہالے اور داہم کو باندھ کر مختلف کمروں میں تلاشی کے لیے نکل گئے۔

"داہم کیا کر رہے ہو تم" ہالے داہم کو مسلسل چئیر پر ہلتا دیکھ کر بولی جو بیچارہ کرسی سے رسی کو ڈھیلا کرنے اور مسلسل انگلیاں رسی میں پھنساتا اپنے ہاتھ آزاد کروانے لی کوشش کر رہا تھا۔

"بیلی ڈانس کر رہا ہوں" داہم جل کر بولا۔

"گھر میں چور پڑے ہیں اور تمہیں بیلی ڈانس سوجھ رہا ہے" ہالے بھی اسی انداز میں نا سمجھی سے بولی۔

"جب سے پاکستان آیا ہوں چور تو ایسے آرہے ہیں میرے زندگی میں جیسے عمران خان کے رستے میں پٹواری" داہم آہ بھرتے بولا۔

"شرم کرو سیاست چھوڑو اور کوئی رستہ سوچو ان چوروں سے بچنے کا" ہالے داہم کی بات پر دانت پیس کر بولی۔

"وہی کر رہا ہوں" داہم کے بولتے ہی داہم نے مسکرا کر دونوں ہاتھ لہرا کر ہالے کے سامنے کیے جس کا مطلب صاف تھا داہم رسی کھول چکا تھا۔

"یہہہہ" ہالے خوشی سے چیخنے والی تھی جب داہم نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر چپ

رہنے کا اشارہ کیا ہالے بھی اثبات میں سر ہلاتی چپ ہو گئی ۔داہم جلدی سے ہالے کے ہاتھ رسی سے آزاد کرتا اپنا فون نکال کر پولیس کو کال ملا کر سارا ماجرا سمجھتا انھیں جلدی آنے کا کہتا فون جیب میں ڈال رہا تھا جب ہالے بولی۔

"شکر ان لوگوں نے تمہارا موبائل نہیں لیا ورنہ ہم کیا کرتے" داہم ہالے کی بات سنتا مسکرایا۔

"ڈئیر کزن ہمارے ہاں لین لائن کی سہولت بھی موجود ہے" داہم کے بولنے پر ہالے سر پر ہاتھ مارتی اپنی عقل پر افسوس کرنے لگی۔ اتنے میں ہی ایک چور ان کو رسی سے آزاد دیکھتا ان تک پہنچا جو ایک کمرے کی تلاشی لے کر باہر آیا تھا۔

"اے اوووو۔۔زیادہ شان پٹی مچائی ہوئی ہے تم لوگوں نے" وہ چور ان تک پہنچتا پسٹل نکالتا بولا

داہم ہالے کو اپنے پیچھے رہنے کا اشارہ کرتا معصوم سی شکل بنائے خود چور کے سامنے حاضر ہوا۔

"یار کچھ ملا آپ لوگوں کو؟؟"داہم نے چور سے پوچھا۔

"کوئی چالاکی نہیں"وہ چور داہم کے سوال پر شک بھری نظروں سے پسٹل داہم کی طرف ہلاتے ہوئے بولا۔

"نہیں نہیں بھائی۔۔میں تو مدد کرنے آرہا تھا یار۔۔لاکر کوڈ آپ کو تھوڑی نا معلوم ہونگے"

داہم ہاتھ ہوا میں کرتا بولا اور ہالے تو بس داہم کے پیچھے چھپنے کی کوشش ہی کر رہی تھی۔

"چل کر مدد پھر "داہم کے مدد والے بول پر چور بھی کوڈ پتا کرنے کے لیے جلدی بولا کیونکہ وہ لوگ جس بھی کمرے میں گئے تھے وہاں سب کبرڈز میں لاکرز کوڈ سے ہی کھلتے تھے۔

"تو یہ لے" داہم چور کو بولتا اپنا پیر ہوا میں بلند کرتا چور کے پسٹل والے ہاتھوں پر کک مار گیا اور ہوا میں اچھلتی پسٹل کو خود پکڑ گیا اب پسٹل داہم کے ہاتھ میں تھی اور داہم طنزیہ چور کی طرف مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا اور ہالے جھٹ سے سائیڈ ہوئی اور داہم کو داد دیتی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"ہاں تو نام ہے میرا داہم ۔۔ سنا تو ہوگا ؟؟" داہم اپنا ایک ہاتھ بالوں میں پھیرتا چور

سے بولا۔

"نہیں" چور نے بیزاریت سے بولا تو ہالے نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"کیا تماشہ ہو رہا ہے یہاں" دو چور ایک کمرے سے آتے ہوئے بولے۔

"اب میرا نام تجھے زندگی بھر یاد رہے گا لالا" داہم چور سے بولتا ہالے کو گھوری سے نوازتا پسٹل نیچے کرتا ایک زوردار پنچ چور کو دے مارا سامنے سے آتے دونوں چوروں نے اپنی پسٹل نکالی اور داہم کا نشانہ باندھنے والے تھے جب داہم چور کو دوبارہ کک مارتا اسے چار قدم کر گیا اور کلہ بازی کھاتا سامنے کھڑے چوروں میں سے ایک کے منہ پر پیر سے کک مار گیا تو دوسرے چور کو نا سمجھنے کا موقع دیتا کھڑا ہوا اور ہاتھ گھوما کر پنچ رسید کر گیا آوازے سن کر چوتھا چور بھی ان تک پہنچا لیکن وہ داہم کی فائٹنگ میں خلل پیدا کرتا کہ ہالے نے واس اٹھا کر اس چور کی پشت پر دے مارا داہم ان

چوروں کی اچھی خاصی درگت بناتا اس چور تک پہنچا جو ہالے کو گھورتا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"کیا ضرورت تھی بیچ میں کودنے کی جھانسی کی رانی "داہم چور کو دھکیلتا ہالے سے مخاطب ہوا تو ہالے گڑبڑا گئی۔

" وہ میں نے تمہاری مدد کرنے "ہالے پورا جملا ادا کرتی کے پیچھے چور نے داہم کے سر پر پسٹل سے وار کرنا چاہا لیکن داہم نے ہاتھ پیچھے گھوما کر اس کا وار ضائع کر دیا لیکن نظریں ہالے سے نہیں ہٹائی ہالے کا یوں داہم کے سوال پر گھبرانا بار بار پلکیں جھپکنا داہم کو ہالے کی ذات میں گم کر گیا لیکن چور کی مداخلت داہم کو بلکل پسند نہیں آئی وہ داہم تھا ایسا جن جس کی دو آنکھیں صرف دنیا کو نظر آتی تھی البتہ اللہ نے اسے اڑتی چڑیا کے پر گنا اور پشت پر دو آنکھیں ہونے سے بھی غائبانہ طور پر نوازہ تھا۔داہم پیچھے مڑتا چور کو ایک زوردار پنچ رسید کرتا دوبارہ ہالے کی طرف متوجہ ہوا۔

" ان کو دفع کرو یہاں سے مجھے بعد میں گھور لینا "ہالے چوروں سے گھبراتی اور داہم کو خود کو گھورتا پا کر بولی۔

"تم اتنی بھی حسین نہیں اب۔۔ جو تمہیں گھوروں "ہالے آنکھیں گھوما کر مسکراہٹ ضبط کرتا بولا کیونکہ کے داہم کو پتا تھا اب ہالے کا غصّہ سوا نیزے پر پہنچ جائے گا اور وہی ہوا۔

"داہم میں تمہارا قتل کردوں گی "ہالے چیخی تو ایک چور جو لڑکھڑاتا داہم تک پہنچا تھا ہاتھ میں چاقو لیے لیکن جب داہم کا رخ اس چور کی طرف ہوا تو داہم کو یاد آیا یہ وہی چور تھا جس نے ہالے کا بازوں پکڑا تھا۔

"مجھے افسوس ہوگا تم جیسی کم حسین عورت کے ہاتھوں قتل ہونے کا "داہم بولتا

اس چور کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ مروڑ کر چاقو اپنے ہاتھ میں لیتا اس چور کے اسی ہاتھ پر وار کرنے لگا جس سے اس نے ہالے کا بازو پکڑا تھا تو چور کی چینخ نکلی لیکن داہم اسی ہاتھ پر ایسے وار کر رہا تھا جیسے اس ہاتھ سے داہم کی پرانی دشمنی ہو۔داہم کی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے والی معصومیت غائب ہو کر وحشت اتر آئی دوبارہ وہ منظر یاد کر کے، اپنے محبوب پر تو وہ کسی کی غلط نگاہ برداشت نا کرے تو اس چور نے تو ہالے کا بازو پکڑا تھا ہالے اس چور کی چیخے سنتی دل پر ہاتھ رکھتی داہم تک پہنچی تو داہم کو مسلسل اس کے ہاتھ پر وار کرتے دیکھ ہالے کو داہم سے بے جا خوف محسوس ہوا۔

"دا۔۔داہم۔۔"ہالے نے مشکل سے داہم کا نام ادا کیا تھا لیکن داہم نے جیسے ہی اپنا رخ ہالے کی جانب کیا تو داہم کی لال انگارا جیسی آنکھوں میں دیکھتے ہالے کو وہ شرارتی داہم سے یک سر مختلف لگا۔

"داہم چھوڑ دو اسے "ہالے نے داہم کی آنکھوں سے نظریں ہٹاتے ہوئے بولا۔

داہم کچھ کہتا کہ سامنے سے آتے ڈی آئی جی کی آواز پر ہالے اور داہم متوجہ ہوئے۔

"آپ لوگ ٹھیک ہیں "ڈی آئی جی صاحب کا رخ داہم اور ہالے کی طرف تھا لیکن نظر داہم کے ہاتھ میں پکڑے چاقو پر تھی جس پر خون لگا تھا پھر سامنے چور پر جس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ڈی آئی جی نے ایک پولیس ہولدار کو چور کی طرف اشارہ کیا اور چاقو خود پکڑ لیا اور داد دیتی نظروں سے داہم کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"بیٹا جی ۔۔ڈاکٹر کا کام تو خون روکنا ہوتا ہے یہاں تو آپ بہا رہے ہیں "ڈی آئی جی وہاب صاحب کا دوست تھا اسی لیے داہم سے شوخیا انداز سے بولے وہ وہاب فیملی کو اچھے سے جانتے تھے اور کون ہوگا جو وہاب ولا کے مکینوں کو نا جانتا ہوگا۔

"صرف جب تک ۔۔جب تک کوئی ڈاکٹر داہم وہاب خانزادہ کا خون نا کھولائے اور

جو میرا خون کھولانے کی ہمت کرے تو میرا فرض ہے اس کا خون اس کی رگوں سے نکالنا" داہم نے سرد لہجے میں کہا تو ڈی آئی جی صاحب کو تھا لیکن نظریں ہالے پر تھی جو اس کی نظروں سے انجان گھر کا جائزہ لے رہی تھی کہ کیا حال بن گیا ہے کچھ لمحوں میں گھر کا۔ڈی آئی جی صاحب پورے گھر کا جائزہ لیتے چوروں کی تلاشی کرتے وہاں سے چلے گئے اپنی ٹیم اور چوروں کو لے کر۔

"داہم میری مدد کرواؤ ماموں لوگ آتے ہی ہونگے" ہالے چیزیں سمیٹتی بولی تو داہم جو پانی پی رہا تھا گلاس میں پانی ڈالتا ہالے تک پہنچا۔

"پہلے پانی پی لو۔۔میں سمیٹ دوں گا سب" داہم کے بولنے پر ہالے نے مشکوک نظروں سے داہم کو دیکھا داہم کی نظریں ہالے کی نظروں سے ٹکرائی تو داہم کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"تمہیں کیا ہوگیا تھا داہم ۔۔تم نے چور کے ہاتھ کو اس طرح کیوں زخمی کیا جبکہ تمہیں پتا تھا پولیس آنے والی ہے اور وہ چور ہمارے گھر سے کچھ بھی نہیں لے جا سکتے

"ہالے گلاس لیتی داہم کی نظروں سے نظریں ہٹاتی بولی۔

"میرا بس چلتا تو اس کا ہاتھ جڑ سے اکھاڑ دیتا" داہم منہ میں بڑبڑایا تو ہالے نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا"ہالے بولی۔

"وہ چور مجھ پر چاقو سے وار کرنے والا تھا۔۔سوچو اگر میرے حسین خوبصورت چہرے پر وار کر دیتا تو۔۔"داہم دل پر ہاتھ رکھتا آنکھوں میں شرارت لیے بولا جو داہم کی شخصیت کا حصہ تھی تو ہالے بھی پر سکون ہوتی آنکھیں گھوما گئی

"تم کتنے selfobsessed ہو داہم"ہالے بیزاریت سے بولی تو داہم کا قہقہہ گونجا۔

"یہ selfobsession مجھے میرے لیے نہیں میری ہونے والی بیوی کے لیے ہے ہالے۔۔اسے چاند جیسا شوہر ملتا لیکن ساتھ میں داغ بھی"داہم افسوس سے بولا۔

"تم چاند"ہالے آبروریز کرتی بولی۔

"شکریہ ہالے۔۔لیکن میں تمہیں اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔۔ایک تو تم مجھ سے کم خوبصورت ہو اور اوپر سے تمہاری عمر"داہم افسوس سے سر ہلاتے آگے بھی کچھ بولتا کے ہالے چیخی"داہمممم۔۔۔"اور سامنے صوفے سے کشن اٹھا کر داہم کو دے مارا تو داہم اپنا بازو سہلانے لگا۔

"یہ کیا جنگ ہو رہی ہے"وہاب صاحب کی آواز پر ہالے اور داہم دونوں متوجہ

ہوئے۔وہاب صاحب کے ساتھ زریش بیگم تھی جن کے برابر میں دلہن جیسی ایک لڑکی بھی کھڑی تھی داہم ان تک صوفہ پھلانگتے ہوئے ان تک پہنچا تو ہالے بھی ان تک پہنچی۔

"یہ کون ہے؟"داہم کے سوال پر ہالے نے اس کی عقل پر ماتم کیا۔

"دلہن "ہالے بولی تو داہم نے کھاجانے والی نظروں سے ہالے کو دیکھا۔

"اچھا مجھے لگا شیزو کا ہے"داہم جل کر بولا۔

"تمہاری بھابھی ہے"زریش بیگم داہم کے سر پر چت رسید کرتی بولی۔

"کیا"ہالے اور داہم ایک دم چیختے ہوئے بولے تو پیچھے اندر آتا دلشاد وہاب صاحب کے برابر میں کھڑا ہوتا داہم اور ہالے کے ہونک بنے چہرے دیکھنے لگا۔

"ہاں۔۔دلشاد کی زوجہ ،ہماری بہو اور تمہاری بھابھی" وہاب صاحب نے سب کی طرف اشارہ کرتے تفصیل سے عنایہ کے رشتے کا سب سے تعارف کروایا۔

"شادی ،کب ،کیسے اور کہاں ہوئی؟؟"داہم سوال کرتے دلشاد کے سامنے کھڑا ہوا۔

"سب بتاتے ہیں ہمیں اندر تو آنے دو"زریش بیگم بولی تو سب لاؤنج میں بیٹھے البتہ دلشاد ضروری کال کا کہتے اپنے کمرے میں چلا گیا تو زریش بیگم نے سارہ ماجرہ سنایا اور ان سے گھر کے بارے میں پوچھا تو داہم نے انھیں چوروں والی ساری تفصیل بتائی ہالے اور داہم کو عنایہ کے بارے میں جان کر افسوس ہوا اور دونوں نے اپنا تعارف عنایہ سے کروایہ عنایہ بھی خوش اخلاقی سے ان سے ملی پھر زریش بیگم داہم کو عنایہ

کا سامان دلشاد کے کمرے میں رکھنے کا کہتی خود عنایہ کو دلشاد کے کمرے میں چھوڑنے چلی گئی تو وہاب صاحب بھی اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا گئے جبکہ ہالے چائے کے کپ کچن میں لے گئی

داہم سامان رکھتا اپنے کمرے کی طرف چل پڑا تو زریش بیگم عنایہ کو بیڈ پر بیٹھا کر کچھ کھانے کا پوچھتی جس پر عنایہ نے انکار کر دیا تو عنایہ کے سر پر پیار کرتی اپنے کمرے کی طرف چل پڑی۔

عنایہ کو وشروم سے شاور سے پانی گرنے کی آواز آئی تو سمجھ گئی اس کا انجان شوہر شاور لے رہا ہے۔عنایہ اپنا جالی نما گھونگھٹ سائیڈ پر کرتی اپنے آپ کو ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے میں دیکھنے لگی کس کے لیے سجی تھی اور کس کے نام ہوئی عنایہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب دلشاد وشروم کا دروازہ کھولتا باہر آیا اور ڈریسنگ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک عنایہ کی پشت دیکھتا ٹھٹھک کر رکا اور مٹھیاں بھینچ گیا اب اس

وجود کے ساتھ اسے یہ کمرہ بھی شیئر کرنا تھا جبکہ اپنے پیچھے دلشاد کا عکس دیکھتی عنایہ ایک دم پلٹی اسے اپنی اور دلشاد کی کراچی میں ہونے والی پہلی ملاقات یاد آئی اور دلشاد اس سے اگر کوئی ایک دفعہ مل لے تو کئی دنوں اسے نا بھول پائے وہ تو رکھتا ہی ایسی شخصیت تھا تو یہ کیسے ممکن تھا عنایہ دلشاد کو یاد نہ رکھتی۔

"تم" عنایہ کے بولنے سے پہلے دلشاد بولا کیونکہ عنایہ سے ہوئی پہلی ملاقات دلشاد کو بھی جو یاد تھی اور عنایہ بھی کوئی اتنی جلدی بھول جانے والی شخصیت تو نا تھی۔

"آپ۔۔آپ میرے شوہر ہیں۔۔آپ دلشاد وہاب خانزادہ ہیں" عنایہ کے بولنے پر دلشاد اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے بولا۔

"جی میں ہی ہو وہ بدنصیب آپ کا شوہر مس محترمہ" دلشاد کے ناگواری والے انداز پر عنایہ جل کر بولی۔

"ہاں تو میں کونسی خوش قسمت ہو"عنایہ نے بھی حساب بے باک کیا۔

"تم میرے منہ مت لگو سمجھی اور یہ شادی میں نے اپنے باپ کے کہنے پر کی ہے۔۔ تو تم اپنے کام سے کام رکھنا"دلشاد تنبیہ کرتا بولا عنایہ کو آگ لگا گیا۔

"میں نے بھی اپنے باپ کے کہنے پر ہی شادی کی ہے سمجھے۔۔ اور اس شخص کے کیا منہ لگنا جس کا منہ اس قابل ہی نا ہو"عنایہ بولتی واپس ڈریسنگ ٹیبل پر اپنی جیولری اتار کر رکھنے لگی تو دلشاد اس قدر بدتمیزی پر اس کی پشت دیکھنے لگا کیونکہ دلشاد سے آج تک کسی نے اس طرح بات نہیں کی تھی وجہ اس کی بارعب شخصیت تھی اور اسکا سنجیدہ مزاج اور یہ لڑکی کیسے دلشاد وہاب خانزادہ کو جواب دے گئی اور اس کے حسین چہرے پر بات کر گئی جس پر لڑکیاں مرمٹنے کو تیار ہوتی تھی۔

"منہ تو تمہارے اچھے سے لگ سکتا ہوں میں اور کس طرح لگ سکتا ہوں سوچ ہی سکتی ہو گی تم" دلشاد عنایہ تک پہنچتا اس کے دائیں بازو پر اپنی انگلی ٹریس کرتا بولا تو عنایہ کی اس کے شوخ بھرے لہجے اور دھمکی پر عنایہ کی زبان تالوں سے چپک گئی عنایہ نے نظر اٹھا کر شیشے میں دیکھا تو دلشاد اس کو ہی شیشے میں دیکھ رہا تھا عنایہ کو اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی نظر آئی عنایہ کو اس کا لہجے، الفاظ اور اس کے چہرے کے تنے نقوش کا آپس میں کوئی ساتھ نا لگا دلشاد عنایہ کی حالت سے محفوظ ہوتا اپنا رخ ڈریسنگ کی طرف کر گیا تو عنایہ خود کو کمپوز کرتی اپنا ڈریس بیگ سے نکالتی واشروم چلی گئی عنایہ باہر نکلی تو دلشاد کو بیڈ پر چت لیٹا دیکھا۔

"تمہارا تکیہ اور کنفرٹ صوفے پر رکھ دیا ہے بنا آواز کیے سو جاؤ" دلشاد سپاٹ لہجے میں کہتا کروٹ بدل گیا۔تو عنایہ اس کی پشت گھورتی چپ چاپ صوفے پر چلی گئی سنا تو وہ بھی سکتی تھی دلشاد کو لیکن تھکاوٹ کے زیر اثر بنا ارگیومنٹ کیے سونا ہی مناسب سمجھا۔

"جاہل آدمی "عنایہ منہ میں بڑبڑائی عنایہ فوراً نیند کی وادیوں میں اتر گئی جبکہ دلشاد کی آنکھوں میں نیند نام کی کوئی شے نہیں تھی کچھ تھا تو بس وحشت۔

"ڈیول" آیت کی آواز پر ڈیول اس کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے حصار میں قید چھت کو گھورنے میں مصروف تھی اور ڈیول تو کراچی سے اسلام آباد آنے کے تک چپ تھا جیسا چپ رہ کر اپنا غصّے کو اور بڑھا رہا ہوں آیت نے بھی پورے رستے ڈیول کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی دیکھ اسے مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بھئی اس سرپھرے کا کیا بھروسا آیت کی بولتی بند کروانے کے لیے دوبارہ آیت کے منہ ہی لگ جائے یہ خیال بھی آیت کا ہی تھا۔ لیکن اب اتنی دیر چپ اور نیند نا آنے کے باعث آیت ڈیول کو مخاطب کر گئی جو خود آنکھیں بند کیے آیت کو حصار میں

لیے لیٹا ہوا تھا۔

"ہمم"ڈیول بس اتنا ہی بولا تو آیت کمرے کی مدھم سی روشنی اور باہر سے آنے والی چاندنی میں ڈیول کے نقوش دیکھنے لگی اور پھر آیت کی نظر ڈیول کی گردن پر ہڈی کے نمایاں ہونے پر پڑی تو آیت کے گلے میں گلٹی ابھر کا معدوم ہوئی کیوں تھا یہ ڈیول اتنا پرکشش اور ہینڈسم اسے دیکھ تو کہی سے بھی نہیں لگتا تھا کہ وہ جرم کی دنیا کا بے تاج بادشاہ ہے اسے دیکھ تو یونانی دیوتا جیسا گمان ہوتا تھا۔ڈیول جواب نا پا کر آنکھیں واہ کیے آیت کو دیکھنے لگا تو آیت کی نظر خود کی گردن پر محسوس کر کے ڈیول کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"میری کوئین کو مجھے دیکھ شاید رومانس کی طلب ہو رہی ہے"ڈیول آیت کے گرد حصار تنگ کرتا بائیں ہاتھ سے آیت کی گردن کو اوپر کرتے آیت کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے بولا آیت کو ڈیول کی نیلی آنکھوں میں چمک دیکھائی دی تو وہی ڈیول کی

سانسوں کی تپش سے اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہوا۔

"مم۔۔میرے مطلب وہ نہیں" آیت ڈیول کی بات پر گڑبڑاتی ہوئی بولی اور ڈیول کی آنکھوں سے نظریں ہٹاتی بولی تو ڈیول کروٹ بدلتا آیت پر چھا گیا۔

"مس غنڈی آفت کی زبان تو لڑکھڑاتی بھی ہے میرے سامنے۔۔انٹرسٹنگ" ڈیول آیت کے گال پر محبت بھرا لمس چھوڑتے بولا تو آیت نے ڈیول کو گھور کر دیکھا۔

"ہننہ۔۔زیادہ فری نہیں ہو رہے مجھ سے تم" آیت آبرو ریز کرتی بولی تو ڈیول قہقہہ لگاتا آیت کی دونوں آنکھوں پر اپنے لب رکھتا بولا۔

"اسے فری ہونا نہیں بیوی سے محبت کرنا کہتے ہیں ڈارلنگ" ڈیول کی اس حرکت پر

آیت نے ایک بیٹ مس کی۔

"ڈیول تمہاری فیملی اور" ابھی آیت بات پوری کرتی کے ڈیول نے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرلیا اپنے منہ میں گھلتی ڈیول کی سانسوں اور خون بھرے ذائقے کو محسوس کرتے آیت کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی ڈیول اپنے عمل میں کبھی آیت کے مزاحمت کرنے پر شدت اختیار کرتا اور کبھی اکھڑتی سانسوں پر ترس کھاتا نرمی سے آیت کو محسوس کرتا کافی دیر خود کو سیراب کرنے کے بعد ڈیول آیت سے الگ ہوتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھتا آیت کو بھی نرمی سے اٹھاتا اپنے حصار میں لیتا آیت کی پیٹھ سہلانے لگا جو خود دل پر ہاتھ رکھتے لمبے لمبے سانس لے کر اپنی سانسیں ہموار کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ڈیول" آیت غصّے اور شرم کے ملے جلے تاثر لیے ڈیول کو گھور کر اشارہ پانی کی طرف کرتے بس اتنا بولی لیکن ڈیول سمجھتا اٹھا اور آیت کے لیے پانی گلاس میں ڈالے اس

تک پہنچا آیت پانی پیتی گلاس بھی ڈیول کو تھما گئی ۔

جس پر ڈیول اس کی ہڈ دھرمی پر گلاس لیتا اپنی جگہ پر رکھ گیا اور واپس آکر آیت کے سامنے بیٹھا آیت نے ڈیول کے بیٹھتے ہی ڈیول کو پنچ مارنے کی کوشش کی جسے سمجھتا ڈیول اس کی کوشش ناکام کرتا سر نفی میں ہلاتا دونوں پر کنفرٹ صحیح کرتا دوبارہ آیت کو اپنے حصار میں لے کر لیٹ گیا ۔

"ڈارلنگ ۔۔ اگر یہ خبر باہر پھیل گئی کے ڈیول اپنی بیوی سے پیٹتا اور اس کی غلامی کرتا ہے تو ڈیول کنگ سے کوئی چڑیا کا بچہ بھی نہیں ڈرے گا ۔۔ لوگ ڈرتے ہیں ڈیول کنگ کے نام سے اور ایک تم ہو جو مجھے پیٹنے کے موقع ڈھونڈتی ہو "ڈیول آیت کے بالوں میں انگلیاں چلتا بولا تو آیت اس کی بات سمجھتے کھلکھلا کر ہنس دی ڈیول کو آیت کی ہنسی اپنے دل پر اترتی محسوس ہوئی ۔

"تم سے کس نے کہا تھا پھر اتنی خطرناک اور تمھارا ڈرملیا میٹ کرنے والی لڑکی کو اپنی بیوی بناؤ" آیت کے گردن اکڑا کر کہنے پر ڈیول کا دل دوبارہ بے ایمان ہوا تو اپنے دل پر لبیک کہتے ڈیول نے آیت کی چن کو اپنے لبوں سے چھوا تو آیت کو اپنے اندر سکون سا اترتا محسوس ہوا اور وہ سکون سے آنکھیں بند کیے ڈیول کے لمس کو محسوس کرنے لگی۔

"تمہاری بہادری پر ہی تو یہ ناچیز دل دے بیٹھا تمہیں" ڈیول پیچھے ہٹتا آیت کی بند آنکھیں دیکھتا بولا اور آیت کی دونوں آنکھوں پر نرمی سے باری باری اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑ گیا۔

"ڈیول میں تمہاری فیملی" آیت کچھ بولتی کے ڈیول نے اس کے ہونٹوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر اسے چپ کروا گیا۔

"ڈئیر ابھی دیکھا تھا نا اس ٹاپک پر آتے میں نے تمہیں ایک چھوٹا سا ٹریلر دیا تھا اپنی شدت اور جنونیت کا جس سے تم سانس لینے میں ہی ہلکان ہو گئی اور اب دوبارہ تم نے مجھے اس ٹاپک پر لانا ہے تو خود کو تیار رکھنا میری تمام شدتیں برداشت کرنے کے لیے "ڈیول آیت کا گال رب کرتے ہوئے بولا تو ڈیول کی اس قدر ذو معنی بات پر آیت کے چہرہ لال ٹماٹر ہوا۔

"بے شرم "ڈیول نے قہقہہ لگاتے آیت کے الفاظ سنے۔

"ڈیول یو لو می ؟؟"آیت کے اچانک ایسے سوال پر ڈیول آنکھیں سکیڑے اسے دیکھنے لگا اور لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی۔

"آئی لو یو مائے لیڈی "ڈیول کے اقرار پر آیت مسکرائی اور ڈیول اس کی آنکھوں میں اترنے والی چمک اور اپنا عکس دیکھتا آیت کی پیشانی پر محبت مہر کر گیا۔

"اور کتنی محبت کرتے ہو مجھ سے ؟؟" آیت ڈیول کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھ بیٹھی۔

"اتنی کے تمہارے لیے یہ ڈیول اپنی سانسیں تمہیں دے سکتا ہے لیکن اب تمہارے بغیر سانس نہیں لے سکتا" ڈیول کی بات پر آیت نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ محبت دیکھ خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کیا۔

"اور اگر میں تم سے دور چلی" ابھی آیت کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ ڈیول اپنی آنکھوں میں محبت کی جگہ وحشت لے آیا اور آیت کے بال اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑتا آیت کو سسکنے پر مجبور کر گیا۔

"اگر یہ ڈیول تمہیں محبت میں اپنی سانسیں دے سکتا ہے تو تمہارے مجھ سے دور

جانے پر تمہاری سانسیں چھین بھی سکتا ہے۔۔میں تم سے اگر محبت سے پیش آرہا ہوں تو اسے محبت ہی رہنے دو کیونکہ اگر تم نے مجھ سے بغاوت کی تو ڈیول کنگ کا وہ روپ دیکھو گی جسے دیکھ دنیا میرے خوف سے کانپتی ہے سمجھی آیت زین کمال" ڈیول آیت کے چہرے پر دھاڑنے والے انداز میں بولتا آیت کو کانپنے پر مجبور کر گیا۔ ڈیول آیت کا بازو پکڑتا گھسیٹنے کے انداز میں آیت کو لیے واشروم آیا آیت بھی کٹی ڈور کی طرح ڈیول کے ساتھ کھینچتی چلی گئی ڈیول نے شاور آن کرتے آیت کو اس کے نیچے کھڑا کیا۔

"اپنی اس بات کی سزا آج پوری رات یہی کھڑی ہو کر گزارو گی تم اور" ڈیول آیت پر جھکتے ایک ہاتھ دیوار پر رکھتے آیت کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لاتا دو انگلیوں سے آیت کا چہرہ اوپر کرتے بولا ڈیول کے چہرے پر پڑتا پانی اب آیت کے چہرے کو بھگو رہا تھا آیت نے نرم آنکھیں اٹھا کر ڈیول کی آنکھوں میں دیکھا تو کچھ دیر پہلے والی محبت کی جگہ اب ڈیول کی آنکھوں میں وحشت غصّہ اور جنونیت دیکھائی دی

ڈیول کو تو جیسے آیت کے الفاظ ہی بار بار سنائی دے رہے تھے ڈیول اپنی محبت بھولائے آیت کو اپنی سفاکیت کا احساس دلاتے اپنا آدھا جملا مکمل کرتے آیت کو لپکپانے پر مجبور کر گیا

"اگر تم ایک انچ بھی ہلی یہاں سے تو تمہیں اس پیلس کے لان میں کل خود اپنے ہاتھوں سے زندہ دفناؤ گا" یہ کہتے ڈیول آیت کو وہی چھوڑتا خود باہر نکل گیا آیت سمجھ گئی تھی کہ دنیا ڈیول کنگ کے نام سے کیوں خوف کھاتی تھی جب ڈیول جس سے محبت کرتا ہے اس کے ساتھ یہ سلوک کر سکتا ہے تو باقی دنیا کا کیا حال کر سکتا ہے وہ جو کچھ دیر پہلے ڈیول کے اظہارِ محبت کرتے خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہی تھی ڈیول نے اسے پل میں زمین پر منہ کے پل گرا دیا تھا۔ آیت کمزور تو کبھی نہیں تھی لیکن ڈیول جتنی بہادر بھی نہیں تھی آیت کانپتی وہی کھڑی رہی اور اپنے دل میں اٹھنے والی ڈیول کی باتوں سے تکلیف کو برداشت کرتے ،یہاں تک کے ٹھنڈے پانی میں خود کو برف محسوس کرتے پتا نہیں کب ہوش کھو بیٹھی تھی۔ ڈیول جو بیڈ پر

سونے کے غرض سے لیٹا تھا لیکن نیند کیا آنکھیں بھی نا جھپکا پایا آیت کے چند الفاظ ہی ڈیول کو انگاروں پر لٹا گئے تھے اس کی زندگی میں کونسا رشتہ تھا جو اس کے اس قدر قریب تھا جتنا آیت کچھ دنوں میں ہو گئی تھی وہ تو آیت کے بنا سانس لینے کو بھی اب محال سمجھتا تھا اور ایک وہ تھی جو اس سے دور جانے کی بات کر رہی تھی ڈیول بالکنی میں جاتا اپنے ہاتھ میں شراب کا گلاس لیے رات کے منظر میں خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرتا پتا نہیں کتنے لمحے گزر گئے جب خود پر قابو نا کر پایا تو ہاتھ میں لیے گلاس کو خود کے ہاتھ میں بھینچا اپنے ہاتھ سے خون بہا گیا اور وشروم کی سمت قدم بڑھا گیا وشروم میں آتے نظر ہوش و حواس سے بیگانہ آیت کے وجود پر پڑی تو لب بھینچتا آیت کو باہوں میں اٹھا کر باہر صوفے پر لا کر لیٹاتا آیت کے کپڑے لیے ڈریسنگ سے باہر آیا آیت کو کپڑے چینج کرواتا بیڈ پر لٹاتا کنفرٹ اچھے سے آیت پر ڈھلکتا خود اپنے کپڑے جینج کرتا آیت کو اپنے حصار میں لے گیا اے سی تو پہلے بند کر چکا تھا اب آیت کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑساتا ہوا آیت کی ناک سے اپنی ناک رب کر گیا۔

"تم میری دل میں دھڑکنوں کی جگہ دھڑکتی ہو جان جاناں۔۔ تمہیں خود سے دور کر کے میں اپنی موت خود کیسے منتخب کر سکتا ہو" ڈیول نے آیت کے ماتھے کو چومتے کہا جو بے ہوش ڈیول کے حصار میں پڑی تھی۔

"آنٹی میں آپ کی کوئی مدد کرو؟" عنایہ آج صبح اٹھتی باہر آئی تو زریش بیگم کو کچن میں ملازماؤں سے کام کرواتے دیکھ بولی جو ابھی سب کے ٹیبل پر پہنچنے کا سوچتی جلدی جلدی کام کروا رہی تھی۔

"ارے نہیں بیٹھا۔۔ بس ہو گیا ہے سب اور آپ بتاؤ آپ کے لیے کچھ سپیشل بنواؤ"

زریش بیگم عنایہ کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولی شوکنگ پینک کلر کے جوڑے میں مناسب میک اپ میں ، ہاتھوں میں تازہ مہندی کا رنگ لیے ، بال کھلے پشت پر ڈالے مناسب جیولری کے ساتھ وہ زریش بیگم کو واقعی نئی نویلی دلہن لگی اور حسن تو عنایہ کے پاس پہلے ہی لاجواب تھا اور اس پر اس تیاری نے اسے مزید خوبصورت بنا دیا۔ عنایہ کے نفی میں سر ہلانے پر زریش بیگم کچھ بولتی کے پیچھے داہم وہاب صاحب اور ہالے بھی باری باری ڈائننگ ٹیبل پر اپنی اپنی جگہ سنبھالتے عنایہ کو دیکھنے لگے۔ اور دلشاد وہاں پہنچتا جو کے جاگنگ سے آتا فریش ہو کر پہنچا تھا دلشاد کی آنکھوں میں لال ڈوریاں دیکھ وہاب صاحب اندازہ لگا گئے کے بیٹا کل پوری رات نہیں سو پایا لیکن چپ رہے۔ زریش بیگم محبت سے عنایہ کو دلشاد کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھاتی خود بھی اپنی جگہ سمبھال گئی۔

"ویسے بھائی ایمرجنسی والی بھابھی کے ساتھ کیسی گزر رہی ہے" داہم کے شرارت

سے بولنے پر دلشاد نے کھا جانے والی نظروں سے داہم کو دیکھا۔

"جیسے اپنے غلطی سے پیدا ہونے والے بھائی کے ساتھ گزر رہی ہے" دلشاد کے بولنے پر وہاب صاحب نے داہم کو گھور کر دیکھا جو دانتوں کی نمائش کرتا اپنی پلیٹ پر جھکا۔

"بھابھی آپ کے نا کچھ" ہالے عنایہ سے بولی تو عنایہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی۔

"داہم مجھے مال ڈرپ کر دینا" ہالے داہم کی طرف رخ کرتی بولی۔

"کیوں تمہاری گاڑی کہا ہے" دلشاد نے پوچھا تو ہالے نے گاڑی ڈرائیو نا کرنے کا بتایا کہ

دل نہیں چاہ رہا اور ڈرائیور چھٹی پر ہے۔

"ہالے میں کبھی کبھی سوچتا ہوں "داہم ہالے کی بات پر رخ اس کی طرف کرتا بولا۔

"کیا"ہالے نے پوچھا۔

"تم جیسی ہڈ دھرم بیوی جس کے نصیب میں ہوگی اس بیچارے کا کیا ہو گا "داہم افسوس سے سر نفی میں ہلاتا بولا۔

"میں بھی سوچتی ہو تم جیسا زبان دراز شوہر جس کے نصیب میں ہوگا اس کا کیا ہوگا "ہالے بھی داہم کے لہجے میں دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے بولی۔

"تو آپ دونوں ہی ایک دوسرے کا نصیب بن جاؤ" عنایہ شان بے نیازی سے بولی تو عنایہ کے الفاظ سنتے سب کے کھانا کھاتے ہاتھ روکے اور رخ عنایہ کی طرف ہوا اپنے اوپر سب کی نظریں محسوس کرتے عنایہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو عنایہ گڑبڑائی لیکن عنایہ کی بات پر داہم کا دل چاہا اپنی نئی بھابھی کا ہاتھ چوم لے جو اس کے دل کی بات بول گئی لیکن اپنے اس عمل پر دلشاد کے ہاتھوں درگت بنے کا امیجن کرتا جھرجھری لیتا ہنوز حیرت والاہی تاثر سجائے ہالے کے کی طرف دیکھا جو داہم کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"نہیںںں"ہالے اور داہم اس قدر چیخے کے عنایہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تو دلشاد نے ناگواری سے دونوں کے دیکھتے سر نفی میں ہلایا جبکے زریش بیگم پر سوچ انداز اختیار کر گئی اور وہاب ان دونوں کے چیخنے پر قہقہہ لگا اٹھے۔

"سوری ۔۔وہ بس میں ۔۔" عنایہ کے شرمندہ ہونے پر وہاب صاحب بولے

"ارے نہیں بیٹا۔۔بس ان دو دونوں کی ایک دوسرے سے لمحہ بھر بھی نہیں بنتی اس لیے سب شاک ہوئے"وہاب صاحب کے بولنے پر عنایہ مسکرائی۔

"بھئی تم تو بڑے چھپے رستم نکلے"نوریز جو کہ دلشاد کے آفس کل رات پتا چلنے والی خبر سن کر آیا تھا دلشاد سے بولا۔

"پلیز اب تم داہم کی طرح شروع نہیں ہو جانا"دلشاد آفس چیئر سمبھالے بیٹھا بے زاریت سے بولا۔

"اوکے بٹ بھابھی سے ملوائے گا نہیں "نوریز کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا۔

"تو گھر پر جانا تھا یہاں کیا کرنے آئے ہو؟" دلشاد جل کر بولا کیونکہ جب سے نوریز دلشاد کے آفس آیا تھا صرف ایک ہی ٹاپک تھا جسے وہ ڈسکس کر رہا تھا اور وہ تھا دلشاد کا ایمرجنسی شادی کرنا۔

"وہاں بھی آرہا ہو شام میں۔۔ اور میں بتا رہا ہوں تیری وجہ سے میرا بھلا ہوگا۔۔ اور داہم کو بولو کوئی ضرورت نہیں واپسی کی۔۔پھر مجھ سے شکایت نا کرے وہ کہ میں نے بھی اپنی شادی پر نہیں بلایا اسے "نوریز شرارت آنکھوں میں لئے مسکرا کر بولا۔

"کیسا بھلا؟؟ اور شادی؟؟" دلشاد سمجھ تو گیا تھا اشارہ کس طرف ہے لیکن پھر بھی شاید کنفرم کرنا چاہا۔

"تیری شادی کا سن کر موم نے ویسے میرے پیچھے پڑ جانا ہے۔۔ اب تک تو شادی کرنے کی وجہ نہیں تھی میرے پاس لیکن اب ہے۔۔ اور بھلا میں اپنی شادی کی بات خود کرتے اچھا تھوڑی لگوگا۔۔ اب موم ڈیڈ بولے گے تو۔۔"نوریز کی وجہ والی بات پر اس کی آنکھوں میں نمل کا چہرہ لہرا گیا جسے مسکراتے اور پھر آخر میں شرارت سے بات ادھوری چھوڑی۔جس پر دلشاد نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"انٹی انکل مان جائے گے نمل کو لے کر؟؟"دلشاد کے یوں نمل کا نام لینے پر نوریز ہونک بنا۔

"تجھے۔۔کیسے۔۔"نوریز نے حیرت سے پوچھا۔

"تیسری آنکھوں میں نمل نام کی چمک ہے اور وجہ بھی شادی کی یقین وہی ہوگی"دلشاد

اپنی جگہ سے اٹھتا نوریز کو اپنے روبرو کرتے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تو نوریز نے اپنے جگر کے گلے لگ کر بات کی تائید کی۔

"بابا کا پتا ہے مجھے انھیں نمل کے خاندان سے مسلہ ہوتا اور شاید چاچو کو بھی لیکن۔۔نمل کے پاس اس کی شناخت ہے اور اس کے والدین کسی ایکسڈینٹ میں انتقال کر گئے تھے۔۔ورنہ شاید وہ اپنے خاندان کے ساتھ ہوتی۔۔تو بابا اور چاچو کو کیا اعتراض ہوگا اور ماما کو تو نمل ویسے ہی بہت پسند ہے" نوریز نے دلشاد کا اشارہ نمل کے یتیم خانے سے تعلق رکھنے والی بات پر سمجھتے ہوئے دلشاد کو تفصیل بتائی جو نمل نے ان کے سامنے پیش کی تھی یتیم خانے کی معلومات سے بچنے کے لیے البتہ شناخت والی بات سچ تھی نمل کی ماں نے نمل کو اس کے باپ اور جائز رشتے کا بتاتے ہوئے نمل کو پوری اس کی شناخت دی تھی جسے اس کا باپ نہیں دے پایا لیکن ماں نے اپنا فرض ادا کیا تھا۔

"اور تجھے "دلشاد کے پوچھنے پر نوریز نے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی۔

"نمل تو پہلی نظر میں ہی میرے دل میں اتر گئی تھی میں نے نمل کے لیے جو محسوس کیا وہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔۔شاید اب نوریز کاشان یوسفزئی محبت میں ڈھیر ہو چکا ہے۔۔اور مجھے اپنا وجود اس ڈھیر میں دل وجان سے قبول ہے"نوریز کی بات پر دلشاد کو ہالے کا آنسوؤں سے تر چہرہ یاد آیا لیکن وہ نوریز کو غلط نہیں کہ سکتا تھا نوریز نے کبھی ہالے کے لیے وہ محسوس ہی نہیں کیا تھا جو ہالے نوریز کے لیے کرتی تھی۔ دلشاد نوریز کے لیے خوش تھا کہ اسکا دوست جسے چاہتا ہے وہ اسے مل جائے گی۔

"میں دعا کرتا ہوں تجھے تیری محبت مل جائے"دلشاد نے کہا۔

"دلشاد تو بھی اس رشتے کو قبول کرنے کی کوشش کر اب شادی جیسے بھی ہوئی ہو وہ تیری بیوی ہے۔۔خود کو ماضی کی یادوں سے چھٹکارا دلا"نوریز کی بات پر دلشاد کو اپنا

آپ کسی صحرا میں کھڑا پایا۔

"ماضی کی یادیں ہی ہے جس کی وجہ سے سانس لے پا رہا ہوں ورنہ یہ دلشاد وہاب خانزادہ کب کا زمین میں درگور ہو جاتا۔۔ وہ عشق ہے میرا اس کی یادوں سے بھی بے وفائی نہیں کر سکتا میں۔۔ صحرائے محبت کا اصول ہے جسے چاہو اس کے پیچھے ایسے دیوانے ہو جاؤ وہ پاس نا ہو تو بھی ایک صحرا میں کھڑے پیاسے انسان کی طرح جھوٹے پانی کے طلسم کو بھی حقیقت مان کر اس تک دیوانہ وار رسائی حاصل کرو" دلشاد نے کرب سے کہا تو نوریز کو اپنے دوست کی آنکھیں نم ہوتی محسوس ہوئی وہ جو دنیا کو اپنی جوتے کی نوک پر رکھتا تھا محبت کی زنجیر میں گھٹنوں کے بل کھینچتا جا رہا تھا۔ نوریز نے آگے دلشاد کے کندھے پر ہاتھ رکھا دلشاد جو کسی کے وجود کے ہولے کو اپنی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے دیکھ رہا تھا پل میں آنکھوں کے کنارے انگھوٹھے سے صاف کرتا خود کو کمپوز کر گیا۔ وہ ایسا ہی تھا اپنی تکلیف اپنوں سے چھپانے والا۔

آیت کی آنکھ صبح کھولی تو خود کو بیڈ پر پا کر کل رات والا منظر نظروں کے سامنے لہرایا پہلے بے یقینی سے خود کو اور بیڈ کو دیکھتی رہی یقین ڈیول ہی اسے یہاں لے کر آیا تھا اور اسکے کپڑے بھی ڈیول نے ہی چینج کیے ہونگے آیت یہ سوچتے ہی خود کا جائزہ لینے لگی پھر ڈیول کو ڈھونڈنے کے لیے اعتراف میں نظریں گھومائی لیکن اسے کمرے میں نا پا کر اٹھتی فریش ہونے چلی گئی فریش ہو کر ناشتے کی غرض سے نیچے آئی تو ڈیول کو دیکھ اسکی سانسیں تھمی ڈیول سیڑیاں چھڑتا شاید کمرے میں ہی جا رہا تھا آیت ایک سٹیپ لینا بھول گئی ابھی گرتی کے ڈیول آیت تک ایک ہی جست میں پہنچتا آیت کے پیٹ پر ہاتھ گھوماتے آیت کو اپنے حصار میں لے گیا۔

"اپنے قدم سمبھل کر رکھو یہ ڈگمگائے اور ایک بھی خراش تمہیں آئی تو جان لے لوگا

تمہاری"ڈیول آیت کو اپنی گود میں اٹھاتا سخت لہجے میں بولا آیت سانس روکے ڈیول کی بات سنتے ہوئے سوچ میں پڑ گئی کل خود مرنے کے لیے چھوڑ کر خود ہی بچا کر اور خود ہی جان نکالنے والی بات کر رہا تھا کیا تھا یہ شخص آیت کے یوں خود کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر ڈیول نے آیت کی ناک کو لبوں سے چھوا آیت گڑبڑا کر نظریں پھیر گئی ڈیول ریلنگ صاف کرتی ملازمہ کو کوک سے ناشتہ بنوانے اور کمرے میں لے کر آنے کا بولتا آیت کو لیے واپس کمرے میں آگیا۔آیت کو بیڈ پر بیٹھاتا خود اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"طبیعت ٹھیک ہے"ڈیول نے محبت پاش لہجے میں پوچھا۔

"تمہیں فرق پڑتا ہے؟"آیت رخ پھیرتی آنکھوں میں کل رات والے ڈیول کے رویئے پر نمی لیے بولی۔

"مجھے ہی تو فرق پڑتا ہے مائے لیڈی "ڈیول آیت کا رخ اپنی طرف کرتے آیت کے آنکھوں کی نمی کو اپنے لبوں سے چنتے ہوئے بولا۔

"تبھی کل۔۔"آیت کچھ بولتی کہ ڈیول اس کے لبوں پر انگلی رکھ گیا اور چپ رہنے کا اشارہ کر گیا۔

"کہا ہے نا تمہارے بغیر سانس لینے کا سوچ نہیں سکتا میں اور تم تو مجھ سے دور جانے لی بات کر رہی تھی ڈارلنگ۔۔ آئندہ مت کرنا ورنہ مجھے خود نہیں پتا کیا کر بیٹھو "ڈیول آیت کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا اور دروازہ ناک ہونے پر اپنی جگہ سے اٹھتا دروازہ کھولتا ملازمہ سے کھانا اندر رکھوا کر آیت کے پاس بیٹھتا اپنے ہاتھوں سے آیت کو ناشتہ کروانے لگا آیت کو ڈیول کی آنکھوں میں اپنے لیے جنونیت دیکھ کر آیت کا دل ایک خوشگوار کیفیت میں بتلا ہوا اور ڈیول کی اپنے لیے کئیر دیکھ کر اپنے اندر اسے ڈیول کے وجود سے اپنائیت کا بے دھڑک احساس ہوا اپنائیت کا

احساس تو اسی دن قائم ہو گیا تھا جب وہ ڈیول کے نکاح میں آئی تھی وہ رشتہ ہی ایسا ہے جو دو اجنبی لوگوں کو بھی ایک کر دے اور آیت تو تھی نفرتوں کی شکار لڑکی اپنے لیے ڈیول کی جنونی محبت دیکھ کر ڈیول کو اپنا دل دے بیٹھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب اچانک نظر ڈیول کے ہاتھ پر زخم پر گئی جو کل تک تو نہیں تھا اور ڈیول کنگ کو کون تکلیف دے سکتا تھا بھلا ؟؟ وہ اپنی سوچوں میں دوبارہ گم ہوئی اس بات سے انجان یہ تکلیف بھی ڈیول نے خود کو دی تھی اپنی جان جاناں کو تکلیف پہنچانے پر آیت ڈیول کے جوس پلانے پر گلاس ڈیول کی طرف موڑ گئی جس پر ڈیول کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی اور نفی میں سر ہلاتا آیت کو جوس فنش کرواتا اپنے اور آیت کے درمیان کا فاصلہ ختم کرتا آیت کو بنا سمجھنے کا موقع دیے آیت کے لبوں پر جھک گیا آیت نے ڈیول کی شدت پر ڈیول کی شرٹ مٹھیوں میں بھینچ لی کافی دیر خود کو سیراب کرنے کے بعد ڈیول آیت سے الگ ہوا تو آیت کا نچلا ہونٹ اپنے انگھوٹھے سے سہلانے لگا۔

"مجھے تو تمہارے ہونٹوں کی پیاس تھی جان جاناں "ڈیول آیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا جو اسے خونخوار نظروں سے گھورتی خود کو سلوتے سنا رہی تھی کہ کیوں کیا جوس کا رخ اس بدتمیز شخص کی طرف۔

"میں تمہارا سر پھاڑ دوگی ۔۔دوبارہ ایسا کیا تو "آیت کی بات پر ڈیول کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

"یار تھوڑی محبت کرلیا کرو ایکلوتا شوہر ہو تمہارا ۔۔ لڑکیاں پاگل ہے تمہارے شوہر کے پیچھے اور ایک تم ہو تمہیں قدر نہیں "ڈیول شرارت سے بولا۔

"ہننننہ ۔۔ وہ لڑکیاں پاگل خانے سے ہی تعلق رکھتی ہونگی "آیت نے دوبدو ک بولا۔

"سوچ لو میں افئیر بھی چلا سکتا ہو"ڈیول نے آیت کو ڈرانا چاہا۔

"کر لو پھر اسکے سمیت تمہیں زندہ جلا دو گی"

آیت ڈیول کی بات پر اس کا کالر پکڑتی بولی تو ڈیول آیت کے دونوں ہاتھ باری باری چومتا آیت کے چہرے پر اپنا دائیں ہاتھ کی پشت ٹریس کرنے لگا ڈیول کی حرکت پر آیت کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"میری جلالی بیوی "ڈیول سر جھٹکتا آیت کے رخسار پر لب رکھتے پیچھے ہو کر بولا۔

"تیار ہو جاؤ جلالی ۔۔میرا مطلب ہے جلدی ہمیں کہی جانا ہے"ڈیول آیت کو کھڑے کرتے آیت کو آگ لگاتا جلالی لفظ بول گیا لیکن جلدی آیت کے پنچ مارنے

پر جملا صحیح کرتا بولا اور آیت کا پنچ روک گیا تو آیت نے اس سے پوچھنا چاہا کہا پر۔

"سوال نہیں تمہیں خود پتا چل جائے گا" ڈیول کے بولنے پر آیت سمجھ گئی وہ نہیں بتائے گا تو چپ کر کے تیار ہونے لگی ڈیول آیت کی پشت دیکھتا واپس آیت کو نڈر والے روپ میں دیکھ کر مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا۔ڈیول آیت کا ہاتھ تھامے آیت کو کار میں بیٹھاتا خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔گاڑی ایک ہاسپٹل کے سامنے روکی تو آیت ڈیول کی طرف نا سمجھی سے دیکھنے لگی جبسے ڈیول اگنور کرتا اس کا ہاتھ تھامے ہاسپٹل کے اندر قدم رکھتے ہوئے اپنے گارڈز کو وہی سیکورٹی دینے کا بولتا دو گارڑ کو اپنے پیچھے آنے کا کہتا باقی سب کو اعتراف میں کھڑا کر گیا۔ہاسپٹل کے اندر جتنی بھی لڑکیاں تھی جن میں کچھ تو ڈاکٹرز اور نرسیز تھی ڈیول کے ہر قدم کے ساتھ گردن موڑے اس یونانی دیوتا جیسی شخصیت کو دیکھ رہی تھی اور ساتھ پریوں جیسی خوبصورت لڑکی کو حسد سے جس کا ہاتھ ڈیول نے تھاما ہوا تھا جبکہ آیت سب کو گھور رہی تھی کہ یہ لوگ اس کے شوہر کو کیسے گھور رہی تھی۔ڈیول ایک کمرے کے آگے

رکتا گارڈ کے آگے بڑھنے اور دروازہ کھولنے پر آیت کے ساتھ اندر داخل ہوا آیت اندر جاوید صاحب کو دیکھ اور ان کے ساتھ چیئر پر بیٹھی عائشہ کی طرف بڑھی جو زاروقطار رو رہی تھی جاوید صاحب دل کے مریض تھے اور کل رات انھیں ہارٹ اٹیک آیا تھا جس پر ڈاکٹرز نے ان کے پاس کم وقت کا بتایا وہ تو جیک نے اپنا آدمی جو عائشہ کی حفاظت کے لیے وہاں چھوڑا ہوا تھا اس کے ایمبولینس عائشہ کے گھر آنے پر جیک فورا وہاں پہنچا اور جاوید صاحب کو ہاسپٹل لے آیا عائشہ کی دونوں بڑی بہنیں اور بہنوئی وہاں موجود تھے جنھیں عائشہ نے جیک کا تعارف آیت کے دیور کے طور پر ہی کروایا تھا۔

"نکاح شروع کریں" ڈیول کے بولنے پر آیت نے گردن موڑ کر دیکھا تو مولوی صاحب وہی بیٹھے تھے ڈیول نے آیت کا ہاتھ تھامتے صوفے پر بیٹھ گیا اور آیت کو بھی بیٹھا دیا۔ جیک جو کہ جاوید صاحب کے نکاح کے لیے ہاتھ جوڑنے پر سارہ انتظام کر چکا تھا ڈیول کا انتظار کر رہا تھا کرتا بھی کیوں نا ڈیول کو جیک اور ہشام بڑا بھائی جو مانتے

تھے جیک کے ساتھ ہشام بھی بیٹھا تھا کسی کو وہاں شک ہی نہیں تھا کہ وہ لوگ کون ہے کیونکہ نا تو ان کی شخصیت اور نا ہی ان کے چہرے بتاتے تھے کہ وہ لوگ مافیا ورلڈ سے تعلق رکھتے ہیں اور آیت کے سسرال سے تھے تو یقین اچھے لوگ ہونگے اور امیر بھی وہ تو ان کی ٹھاٹ باٹ دیکھ کر ہی معلوم پڑتا تھا لیکن آیت اور عائشہ سب جاننے کے باوجود بھی جاوید صاحب کی طبیعت کے لیے خاموش ہی رہی اور اگر کچھ بول بھی دیتی تو ان سرپھرے غنڈوں کا کیا کر سکتی تھی اور ان کا کیا کوئی بگاڑ سکتا تھا نکاح ہو چکا تھا اور اب عائشہ ،عائشہ جاوید سے عائشہ ارسلان میر بن چکی تھی جاوید صاحب کو بھی شاید اسی پل کا انتظار تھا اسی لیے سکون سے کبھی نا اٹھنے کے لیے آنکھیں موند گئے آیت نے جاوید صاحب کی تدفین اور عائشہ کے ساتھ رہنے کی بات کی تو ڈیول اسے تدفین تک رکنے اور عائشہ کے ساتھ پیلس آنے کا کہتا جیک کو ان کی حفاظت کرنے کا کہتا ہشام کے ساتھ قدم بڑھا گیا آج اسے راحیل اور سلطان سے بھی تو ملنا تھا جو اپنی موت کا انتظار ڈیول کے بیسمنٹ میں کر رہے تھے۔

ڈیول بیسمنٹ میں داخل ہوتا راحیل اور سلطان کی طرف دیکھنے لگا جو آدھ مری حالت میں تھے ڈیول کو ان کی حالت دیکھتے عنایہ کا آنسوؤں سے تر چہرہ یاد آیا ڈیول الیکٹرک شاک دینے کا کہتا وہی ہشام کے چیئر رکھنے پر بیٹھ گیا اور ڈیول کے آدمی اپنے باس کی بات پر لبیک کہتے راحیل اور سلطان کو الیکٹرک شاک دینے لگے ان کی چیخوں سے ڈیول کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی ڈیول ہاتھ کے اشارے سے بس کہتا اپنی جگہ سے اٹھتا راحیل کے بال مٹھی میں جکڑتا سر اوپر کرتا بولا جو آدھی بے ہوشی میں جھول رہا تھا جبکہ سلطان تو کب کا اپنے ہوش کھو چکا تھا

"میری بہن کو تکلیف دی تو نے ۔۔ تیری جرت کی سزا ہے یہ اور مرنے تک یوں ہی پل پل تڑپ تڑپ کر جینا ہو گا تجھے ۔۔ زین کمال کی بہن کے آنسو بہائیں تو نے اب موت کا انتظار بھیک مانگ کر ختم کرے گا تو" ڈیول بولتا وہاں سے نکل گیا ۔

"ہشام یہ دونوں مرنے نہیں چاہیے لیکن زندہ بھی نہیں رہنے چاہیے انھیں اتنی تکلیف دو کہ میں عنایہ کے آنسو بھولا سکو" ڈیول اپنے آفس میں قدم رکھتے پیچھے آتے ہشام سے بولا جو اثبات میں سر ہلا گیا۔

"بھابھی آپ بھی یہاں مجھے جوئن کر سکتی ہیں میرے ہاسپٹل میں۔۔مجھے کل امریکہ جانا ہے پھر آپکے ولیمے پر پرمینینٹ یہاں منتقل ہو کر اپنا ہاسپٹل سنبھالو گا" داہم عنایہ سے بولا جسے ہالے زبردستی اپنے ساتھ شاپنگ پر لے آئی تھی پھر داہم ان دونوں کو اپنے ہاسپٹل لے آیا یہ ہاسپٹل دلشاد نے داہم کے لیے بیسٹ سٹاف کے مدنظر رکھتے تعمیر کروایا تھا جہاں غریبوں کا علاج فری میں کیا جاتا تھا اور صاحب استطاعت لوگوں سے چارجز لیے جاتے تھے یہ ہاسپٹل اسلام آباد کے ٹاپ 5 ہاسپٹل میں سے ایک تھا جو ایک سال کے اندر ہی کافی مقبولیت پا چکا تھا داہم کی

سپیشلائزیشن مکمل ہونے پر یہ ہاسپٹل داہم کے انڈر آنے والا تھا اور اس میں بس کچھ دن ہی رہ گئے تھے داہم ایک قابل اور امریکہ کے نامور ڈاکٹرز میں سے ایک مانا جاتا تھا وجہ اس کی کم عمری میں انتھک محنت تھی۔

"مجھے خوشی ہوگی داہم"عنایہ ہاسپٹل کا وزٹ کرتے اپنے دیور کی بات پر مسکراتے ہوئے بولی۔عنایہ ایک ڈاکٹر ہے یہ بات سب ہی جان گئے تھے۔

"داہم۔۔کچھ کھانے کے لیے منگوا لو بہت بھوک لگ رہی ہے"ہالے داہم کے آفس میں اس کی چئیر سمبھالتی بولی جبکہ عنایہ صوفے پر بیٹھ گئی اور داہم آنکھیں چھوٹی کیے ہالے کو گھورنے لگا۔

"تم میری چئیر پر بیٹھی ہو میڈم"داہم بولا۔

"تو" ہالے کندھے اچکا کر بولی۔

"تو یہ کے۔۔ اس پر بیٹھنا صرف داہم وہاب خانزادہ کا حلال حق ہے" داہم اس کے پاس جاتا ٹیبل پر ٹیک لگا کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھتا بولا۔

"کہا لکھا ہے" ہالے چئیر کو اعتراف سے دیکھتی بولی تو داہم نفی میں سر ہلاتا فون ملاتا کھانے کا آرڈر دے گیا اور عنایہ کے ساتھ صوفے پر کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔ کھانا آتے خوشگوار ماحول میں کھاتے اب داہم عنایہ سے اس کے کراچی ہاسپٹل کے بارے میں پوچھ رہا تھا اور ہالے موبائل میں گم تھی۔

"سر ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے اور سب ڈاکٹرز لنچ کرنے گئے ہیں آپ پیشنٹ اٹینڈ کر سکتے ہے وہ اسی فلور پر ہے اسی لیے میں آپ کے پاس آئی ہوں پہلے" نرس ڈور لاک کرتی اجازت ملنے پر آتی بولی تو داہم اثبات میں سر ہلاتا باہر آیا اور عنایہ اور ہالے

کو انتظار کرنے کا بول گیا۔ باہر نکلتے ہی ایک لڑکا جس کا شاید ایکسڈینٹ ہوا تھا اپنے سر اور ہاتھوں پر چوٹ لیے کھڑا تھا داہم اس کی مرہم پٹی کرنے لگا جب اچانک ہالے ورڈ میں داخل ہوتی بولی۔

"آہل تم "ہالے آئی تو داہم سے پوچھنے تھی کہ کتنی دیر لگنی ہے لیکن بے یقینی سے لڑکے کو دیکھتے اس کی طرف بڑھی جو ہالے کا یونیورسٹی فیلو تھا وہ لڑکا بھی آواز پر ہالے کی طرف متوجہ ہوتا مسکرا گیا جبکے داہم ہالے کا یوں اس لڑکا کا نام لینے پر جبڑے بھینچ گیا ہالے اس لڑکے کے پاس آتی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ گئی جبکہ داہم کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور ہالے میڈم تو بے پرواہ اہل کی طرف متوجہ تھی۔

"ہالے آفریدی تم ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہو" اہل شرارت سے ہالے سے بولا تو ہالے نے اسے گھور کر دیکھا۔

"شٹ اپ یہ ہاسپٹل میرے کزن کا ہے جس کے سامنے تم بیٹھے ہو اور مجھے تو لگتا ہے تم ضرور ایڈمٹ ہو جاو گے یہاں ۔۔ اور یہ حالت بھی یقین تمہاری بائیک ریس کے شوک سے ہی ہوئی ہوگی" ہالے اہل کے سر کی چوٹ پر انگلی رکھتے بولی تو اہل قہقہہ لگا اٹھا۔

"اب تمہیں پتا ہے مجھے کتنا شوک ہے اور شوک کا تو مول نہیں ہوتا نا" اہل مسکراتا بولا تو ہالے نفی میں سر ہلا گئی اہل داہم کو دیکھتا بولا جو اسے سخت نظروں سے گھور رہا تھا۔

"ہائے ۔۔ آپ سے مل کر خوشی ہوئی اور تھینکس فار یور کائینڈنس" اہل بولا تو داہم بس طنز سے مسکرا گیا اور ہالے کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم جاؤ گی یہاں سے "داہم کا سرد مہری سے بولنا ہالے کو اسی خوف میں مبتلا کر گیا جیسے

چور کا ہاتھ زخمی کرتے ہالے کو داہم سے ہوا تھا ہالے نا سمجھی سے داہم کو دیکھنے لگی

ہالے کو داہم کی آنکھیں لال ہوتی محسوس ہوئی۔

"آئی سیڈ گو ہالے "داہم دوبارہ سخت لہجے میں بولا تو ہالے نا سمجھی سے پیچھے ہوتی اہل

کو بائے کرتی وہاں سے نکل گئی۔اہل نے بھی داہم کے پہلے نرمی اور پھر اس قدر

سخت لہجے کو محسوس کیا اور خالی نظروں سے داہم کو دیکھنے لگا داہم اٹھتا اہل کے سر

پر پہنچتا زخم صاف کرتے اہل کے زخم پر مزید دباؤ دے گیا اور دوسرا ہاتھ اسی

کندھے پر رکھتا جہاں ہالے نے رکھا تھا بے جاں دباؤ بڑھتا اہل کو کراہنے پر مجبور کر گیا

داہم تو ویسے ہی باڈی بلڈر تھا اس کے ایک ہاتھ کا وزن ہی اہل جیسے مناسب

شخصیت رکھنے والے مرد کو تکلیف میں مبتلا کر گیا

"آئیندہ ہالے کبھی نظر بھی آئے تو مجھے اس رستے پر تم نظر نہیں آنے چاہیو ورنہ میں

سر پھرا ڈاکٹر ہو زخم پر مرہم لگانے کی جگہ زخم دینے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤ گا" داہم کے لہجے پر اہل نے تھوک نگلتے اثبات میں سر ہلاتا بنا سر کی بینڈج کروائے وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا اہل جسے پہلے کائینڈنس کے لیے شکریہ ادا کر رہا تھا اور ملاقات کے خوشگوار الفاظ ادا کر رہا تھا اب داہم سے ملاقات پر پچھتاتا رہ گیا۔ جبکے ہالے ورڈ کے باہر کھڑی اور اہل کے یوں بینڈج نا کروانے اور ہالے کو اگنور کر کے جانے پر اس کی پشت نا سمجھو کی طرح دیکھنے لگی پھر داہم کے اس سے سختی سے بات کرنے پر وارن کرنے کے لیے ورڈ میں قدم بڑھانے لگی تو داہم کے اچانک باہر آنے پر داہم سے ٹکراتی گرتی کے داہم اسے کمر سے پکڑتا گرنے سے بچا گیا داہم ہالے کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جو داہم کو دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی داہم مسکرا کر ہالے کو اپنے سامنے کھڑا کر گیا۔

"تم داہم اگر پھر کبھی مجھ سے اس لہجے میں بات کی تو مار مار کر گنجا کر دو گی تمہیں"

ہالے انگلی اٹھا کر داہم کو وارنگ دیتے بولی۔

"اللہ تمہارے ہاتھ تیزاب سے جلائے گا ہالے۔۔میرے حسین بالوں سے حسد کرتی ہوں" داہم ہالے کے ہاتھوں کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

"تم نے اگر اپنا یہ حسن پروانہ ختم نہیں کیا ناتو میں تم پر ضرور تیزاب پھینک دوگی" ہالے جل کر بولی تو داہم اس کا دھیان اپنے لہجے والی بات سے ہٹتا دیکھ شکر کرتا مزید ہالے کو سنا گیا۔

"حاسد عورت "داہم بول کر قدم بڑھا گیا جبکہ عورت والی بات پر ہالے چیخی۔

"داہمممم"ہالے کے چیخنے پر داہم کندھے آچکاتا عنایہ کو آفس سے باہر آنے کا کہتا ان دونوں کو لیے گھر کے لیے نکلا جبکہ پورے رستہ ہالے منہ پھلائے ناراضگی کا اظہار کیے بیٹھی رہی جبکہ عنایہ سمجھ گئی تھی ضرور داہم نے ہی کچھ کیا ہوگا نفی میں سر ہلاتی داہم

لی طرف خفا نظروں سے دیکھنے لگی جس کو سمجھتے داہم نے ڈھیٹ بنے کندھے اچکا دیے۔

"تم ٹھیک ہو؟"جیک عائشہ کے پاس صوفے پر کچھ فاصلے پر بیٹھتا ہوا بولا جسے کچھ دیر پہلے ہی پیلس لے کر آیا تھا جاوید صاحب کی تدفین کے بعد آیت اور عائشہ کو لیے وہ پیلس آیا تھا جیک نے عائشہ کی دونوں بہنوں کو مطمئن کر دیا تھا کہ وہ عائشہ کی طرف سے بے فکر رہیں۔آیت عائشہ اور جیک کے روم میں ہی تھی جب ڈیول نے اسے اپنے روم آنے کا کہ دیا اور جیک بیچارے کو اب موقع ملا تھا اپنی رونے سے بے حال نئی نویلی بیوی کو دیکھنے کا۔

"ج۔۔جی۔۔"عائشہ سسکی لیتے ہوئے بولی تو جیک نے نفی میں سر ہلایا اور عائشہ کے

بلکل پاس آکر بیٹھ گیا۔

"رونا بند کرو مسز مجھے تکلیف دے رہے ہیں تمہارے آنسو" جیک عائشہ کے آنسو اپنے شہادت کی انگلی سے چنتا ہوا بولا۔ عائشہ جیک کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جس پر جیک نے عائشہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے اندر بھینچ لیا عائشہ جیک کی اس حرکت پر بری طرح گڑبڑائی اور جیک کے کندھوں پر اپنے چھوٹے چھوٹے مقوں سے وار کرنے لگی۔

"آپ۔۔آپ کو شرم نہیں آتی۔۔چھوڑیں مجھے" جیک عائشہ کی اس بات پر قہقہہ لگا اٹھا اور اپنا چہرہ عائشہ کے بے حد قریب کرگیا اتنا کے عائشہ کو اس کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر پڑتی محسوس ہوئی۔

"شرم سے میری ملاقات کبھی نہیں ہوئی۔۔تو میں نہیں جانتا وہ کون ہے" جیک عائشہ

کے چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان دیکھتا بولا۔

"آپ تو ہے ہی بے شرم۔۔ اور ایک میری مجبوری کا فائدہ اٹھا کر مجھ سے شادی کر لی۔۔ لیکن مجھ سے دور رہیں گا۔۔ سمجھے ورنہ" عائشہ جیک کو گھورتی اپنا آپ جیک کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی جبکہ جیک اپنی بھیگی بلی کا دھماکا نا دیکھ دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔

"ورنہ"جیک اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر اور عائشہ کو آزاد کرتا دونوں ہاتھ ہینڈز اپ کرتے ہوئے بولا جیسے عائشہ کی دھمکی سے ڈر گیا ہو

"یہ جو اتنا حسین چہرہ ہے نا اس کا نقشہ بگاڑ دوگی" عائشہ پر سکون ہوتی بالوں کو کان کے پیچھے کرتی بولی عائشہ کی دھمکی پر جیک کھڑا ہوتا دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑسا گیا۔

"چلو میری بیگم نے مانا تو سہی میں حسین ہو" جیک شوخی سے بولا تو عائشہ اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتی آپنی کہی بات کو یاد کرتی خود کو ہی سلواتوں سے نوازنے لگی جبکے عائشہ کی اس حرکت پر جیک مسکرا گیا۔

"ڈئیر وائفی۔۔میں نے جب تمہیں دیکھا تھا تبھی تمہیں اپنا بنانے کا سوچ لیا تھا۔۔ میں بہت پر سکون بندہ ہو جرم بھی کرتا ہوں تو سکون سے لیکن تمہیں دیکھتے ہی میرے دل میں ایک شور برپا ہوگیا۔۔مجھے تم سے محبت ہے اور بے انتہا ہے شاید کیونکہ ارسلان میر ہر لڑکی کو اپنی بیوی کے عہدے پر فائض نہیں کرتا۔۔اور اگر مجبوری کا فائدہ اٹھانا ہوتا بہت کچھ کر سکتا تھا بنا رشتے کے ضروری نہیں تھا تمہیں بیوی کا لقب دینا۔۔اور اب بھی کر سکتا ہو لیکن میں تمہیں اس رشتے کو قبول کرنے کا وقت دیتا ہوں مجھے پتا ہے ہماری شادی کن حالات میں ہوئی ہے اور تم بھی کن احساسات سے گزر رہی ہو۔۔اور آخری بات دوبارہ میں نا سنو میری بیوی نے کھانے سے منع کیا۔۔" جیک عائشہ کو اپنے روبرو کھڑا کرتا ہوا عائشہ کے دونوں ہاتھ

اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا عائشہ سانس روکے جیک کی باتیں سنتی رہی بات ختم کرنے پر جیک نے عائشہ کے دونوں ہاتھوں کو اپنے لبوں سے چھوا تو جیک کی اس حرکت پر عائشہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔جیک نے ملازمہ سے کھانا منگوایا اور عائشہ کے ساتھ کھانے لگا عائشہ بھی چپ کرتی کھانا کھانے لگی عائشہ ڈریس چینج کرتی باہر آئی تو جیک کو بیڈ پر لیٹا دیکھ کنفیوز ہوئی کہ اب وہ کہا سوئے گی جیک نے ہاتھ آگے بڑھا کر عائشہ کو پاس آنے کا اشارہ دیا تو عائشہ چپ چاپ جیک کے پاس آئی جیک نے عائشہ کو کمر سے پکڑ کر خود پر گراتے کروٹ بدل کر عائشہ اور خود پر کنفرٹ صحیح کرتے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کی عائشہ نا سمجھی سے جیک کی ساری کاروائی دیکھتی رہی۔

"بیوی ہو میری اب بیڈ تو شئیر کر ہی سکتی ہو میرے ساتھ "جیک عائشہ کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے بولا عائشہ بھی پر سکون ہوتی جیک کے سینے پر سر رکھ گئی کچھ بھی تھا لیکن اسے جیک کے ساتھ اپنائیت کا احساس تھا شاید کچھ دیر پہلے قائم ہونے

والے رشتے کی وجہ سے اور جلد ہی دونوں نیند کی وادیوں میں اتر گئے۔

"سہیلی کے آتے ہی بھول گئی شوہر نامی بندہ بھی ہے تمہارا" ڈیول آیت کے کمرے میں آتے ہی طنز کے تیر چلانے لگا جو صبح والے ہی حلیے میں ڈیول کو تھکن سے چور لگی جبکہ آیت بیزاریت سے آہ بھرتی ڈریسنگ کے سامنے ائیر رنگز اتارتے ہوئے بولی۔

"مجھے بھوک لگی ہے طنز بعد میں کرنا کھانا کھلاؤ مجھے" آیت کی بات پر بلیک ٹراؤزر اور شرٹ میں کاوئچ پر بیٹھے ٹیبل پر پاؤں پھیلائے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے ڈیول کی انگلیاں تھمی۔

"تم نے کھانا نہیں کھایا" ڈیول ایک ہی جست میں آیت تک پہنچتا آیت کا بازو دبوچ

کر اس کا رخ اپنی طرف کرتا بولا تو آیت پہلے نا سمجھی سے ڈیول کو دیکھنے لگی پھر ڈیول کے خطرناک تاثرات لیے چہرے کو دیکھتی تھوک نگلتی ڈیول کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے گئی۔

"مجھے تمہارے ہاتھوں سے کھانا ہے"ڈیول آیت کی بات بدلنے والی حرکت کو سمجھتا ڈیول آیت کے مکھن لگانے پر عش عش کر اٹھا۔

"مجھے کیا ملے گا؟؟"ڈیول بھی آیت کو تنگ کرتا آیت کی کمر کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے بولا تو آیت ڈیول کو گھور کر رہ گئی اور پھر کچھ سوچنے کے بعد بولی۔

"میں تمہیں لانگ ڈرائیو پر لے کر جاؤں گی"آیت ڈیول کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولی آیت کی حرکت پر ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا۔

"اوہ۔۔اوکے بٹ آج نہیں کل چلے گے تم ویسے ہی تھک گئی ہو اور دوبارہ کھانا کھانے میں دیر کی تو تمہاری دیر کی وجہ سمیت تمہیں بھی شوٹ کردونگا"ڈیول آیت کی تھوڑی چومتا پیچھے ہو کر بولا اشارہ سیدھا عائشہ کی طرف تھا جسے سمجھتے آیت نے ڈیول کو گھور کر دیکھا لیکن وہ ڈیول ہی کیا جو آیت کی گھوری سے ڈرے۔آیت فریش ہو کر باہر نکلی تو ڈیول کھانا پہلے ہی منگوا چکا تھا آیت کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا کر اسے سونے کا کہتا واپس کاوچ پر جا کر بیٹھ گیا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنا ادھورہ کام مکمل کرنے لگا جبکے آیت جو پچھلے ایک گھنٹے سے سونے کی کوشش کر رہی تھی اسے ڈیول کے حصار کے بنا آج نیند ہی نہیں چھو کر گزری اور ایک وہ تھا لیپ ٹاپ میں ایسے گم تھا جیسے اس سے ضروری کوئی کام ہی نا ہو دنیا میں۔آیت بے چینی سے اٹھتی قدم اٹھاتی ڈیول تک پہنچی ڈیول نے اپنے پاس آیت کی خوشبو پہچانتے نظریں اٹھا کر دیکھا تو آیت کی نیند نا آنے سے بے حال ہوتی آنکھوں کو دیکھتے ڈیول کو آیت پر بے جان پیار آیا۔آیت غصّے سے ڈیول کا لیپ ٹاپ گود سے اٹھاتی بند کرتی پٹخنے کے انداز میں ٹیبل پر رکھ گئی اور خود ڈیول کی گود میں بیٹھ کر ڈیول کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈالتی منہ ڈیول کی گردن میں چھپا گئی۔

"نیند نہیں آرہی "ڈیول نے آیت کی کمر پر حصار بناتے ہوئے بولا۔

"تمہارے حصار کے بنا نہیں آرہی "آیت بولی تو ڈیول قہقہہ لگا اٹھا آیت منہ اوپر کیے خفا نظروں سے ڈیول کو دیکھنے لگی۔

"لیکن مجھے کام کرنا ہے "ڈیول نے آیت کو تنگ کرتے بولا۔

" اتنی آدمیوں کی فوج کیوں پال رکھی ہے جب کام خود ہی کرنا ہے تو " آیت بگڑے تیور لیے بولی۔

"وہ بھی کرتے ہیں پر میرا بھی تو کرنا بنتا ہے نا"ڈیول آیت کی غصّے سے سرخ ہوتی

ناک کو لبوں سے چھو کر بولا۔

"ڈیول چپ کر کے بیڈ پر چلو ورنہ ۔۔یہ لیپ ٹاپ تمہارے سر پر ماردو گی" آیت مزید غصّے سے ڈیول کو انگلی اٹھا کر وارن کرتی بولی۔

"یار ڈیول ہو ڈھول نہیں جسے تم ہر وقت بجاتی رہتی ہوں" ڈیول جل کر آیت کی دھمکی پر رخ پھیرتا بولا۔

"زین ۔۔" آیت محبت سے ڈیول کی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ڈیول کا اصل نام بولی تو ڈیول کا دل بے ساختہ آیت کے نام لینے پر دھڑکا۔ڈیول آیت کے لبوں کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوتا پیچھے ہوا اور آیت کو سائیڈ پر کھڑا کرتا خود کاوچ سے اٹھتا پھر اپنی باہوں میں بھرتا بیڈ پر لے آیا خود پر اور آیت پر کنفرٹ صحیح کرتا آیت کو حصار میں لیے لیٹ گیا۔آیت ڈیول کے سینے پر سر رکھے لیٹی تھی کہ اچانک بات یاد

آ نے پرڈیول سے مخاطب ہوئی

"تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا" آیت کی بات پرڈیول نے آنکھیں کھولیں ڈیول کو آیت کی بات اور اسے سزا دینا یاد آیا تو ڈیول لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کر گیا۔

"اب نیند نہیں آرہی مس غنڈی آفت "ڈیول کی بات پر آیت سمجھ گئی بات گھمانے کی کوشش کر رہا ہے اس کا شوہر۔

"نہیں ۔۔ تم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہاتھ پر" آیت ڈیول کے زخمی ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنساتے ہوئے بولی۔

"کچھ نہیں جان جاناں ۔۔ سو جاؤ" ڈیول آیت کی حرکت پر اپنے جذبات پر ضبط سے

بولا لیکن آیت تو شاید آج اپنے ہوش ٹھکانے لگوانا چاہتی تھی پھر بولی۔

"نہیں۔۔پہلے بت" ابھی آیت بات پوری کرتی کے ڈیول کروٹ کے بل آیت پر جھکتا آیت کے لبوں سے خود کو سیراب کرنے لگا آیت کی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کرتا پیچھے ہوا تو آیت لمبے لمبے سانس لیتی ڈیول کو خونخوار نظروں سے دیکھتی حملہ کرنے والی تھی جب ڈیول اس کے دونوں ہاتھوں کو بیڈ سے پن کرگیا آیت کو ڈیول کی آنکھوں میں خمار کی ڈوریاں بنتے دیکھ اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی ڈیول خمار میں آیت کی گردن پر جھکا اور جا بجا اپنی شدت نچھاور کرنے لگا۔

"زی۔۔زین۔۔پلیز۔۔مجھ۔۔مجھے سونا۔۔ہ۔۔ہے" آیت کی لفظوں سے ٹوٹی آواز پر ڈیول نے سر اٹھا کر دیکھا تو آیت کا شرم سے خون چھلکا دینے والا چہرہ دیکھتا پھر اپنی شدتوں کے نشان آیت کی گردن پر دیکھتا مسکراتا آیت کو اپنے حصار میں

لے کر سیدھا لیٹ گیا۔

"اب آواز نا آئے مجھے تمہاری اور فوراً آنکھیں بند کرو۔۔ ورنہ ادھورہ کام پورا کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤ گا" ڈیول کی دھمکی پر آیت فوراً آنکھیں موند گئی جبکہ ڈیول آیت کی اس قدر فرمابرداری پر اپنا قہقہہ ضبط کرتا خود بھی آنکھیں بند کر گیا۔

"زریش تمہاری بہو تو بہت خوبصورت ہے" جنت بیگم عنایہ کو دیکھتے ہوئے زریش بیگم سے بولی آج جنت بیگم اور کاشان صاحب، نمل اور نوریز کے ساتھ وہاب ولا دلشادکی شادی کی خبر سن کر آئے تھے زریش بیگم نے سب کا تعارف عنایہ سے کروایا جو خوش اخلاقی سے سب سے ملی تھی لیکن نمل کو دیکھ کر عنایہ کو اس کے حسن سے رشک ہوا عنایہ نے نمل سے زیادہ خوبصورت کوئی لڑکی نہیں دیکھی تھی وہ

دل میں یہ اعتراف کر چکی تھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ خود خوبصورت نہیں تھی وہ خود ایک پری جیسی تھی لیکن نمل وہ تو خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھی۔

"بھابھی کس کی ہیں" داہم جھٹ سے بولا تو وہاب اور کاشان صاحب اس کی حاضر جوابی پر قہقہہ لگا اٹھے۔

"ہالے آفریدی کی" کچن سے آتی ہالے نے بھی دوبدو کب بولا تو داہم نے کڑوے بادام جیسے ذائقہ والا منہ بنایا جسے دیکھ ہالے کو خوشی ہوئی۔ نمل کو داہم اور ہالے کی نوک جھوک بہت پسند تھی وہ مسکراتی انھیں دیکھنے لگی اور عنایہ بھی مسکراتی نفی میں سر ہلا کر سب کو دیکھنے لگی ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو ہالے داہم سے ناراض تھی اور اب دوبارہ مقابلے پر آگئی۔

"اب بس میں بھی اپنی بہو لاؤں گی۔۔ نمل کے آنے سے تو ویسے ہی میرا اکیلا پن دور

ہو گیا ہے لیکن اب میں بھی ساس بنا چاہتی ہو" جنت بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تو نوریز جو کے دلشاد کے ساتھ بیٹھا تھا اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ اٹھی۔

"زرا آرام سے یار ۔۔ تمہاری خوشی دیکھ کر آج ہی نکاح پڑھوا دے گی تمہارا آنٹی" دلشاد نے کافی لب سے لگاتے کہا تو نوریز نے دلشاد کو گھور کر دیکھا۔

جبکے جنت بیگم کی بات پر ہالے کے دل میں درد کی لہر اٹھی جو کہ داہم سے چھپی نا تھی۔

"کوئی لڑکی ہے تمہاری نظر میں ؟" زریش بیگم نے پوچھا تو جنت بیگم نے ہالے کی طرف دیکھا جسے وہ ہمیشہ ہی اپنی بہو بنانا چاہتی تھی لیکن نوریز کی آنکھوں میں ہالے کے لیے صرف دوستی کا جزبہ دیکھ وہ اپنا خیال ظاہر نہیں کر پائی لیکن اب نوریز کی آنکھوں میں نمل کا عکس دیکھ انھیں سمجھنے میں دیر نہیں لگی وہ ماں تھیں انھیں بھلا

کیسے معلوم نا چلتا اپنے اکلوتے بیٹے کی چاہت کا۔

"ہاں ہے "جنت بیگم نے اپنا رخ نمل کی طرف کرتے کہا جو عنایہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔

"کون ہے ؟"زریش بیگم نے پوچھا تو جنت بیگم مسکراتے نفی میں سر ہلا گئی۔

" اب یہ تو جب بتاؤں گی جب سب راضی ہو جائے گے "جنت بیگم کی بات پر زریش بیگم بھی سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی جبکے نوریز کی مسکراہٹ پل میں سمٹی تھی لیکن دلشاد جنت بیگم کا رخ نمل کی طرف ہوتے دیکھ سمجھ گیا کون لڑکی ہو گی لیکن نوریز کو تنگ کرنے کے غرض سے خاموش رہا۔

"برخوردار آپ کی واپسی کب تک ہو گی ؟"کاشان صاحب نے داہم کی طرف رخ

کرتے پوچھا داہم کل واپس امریکہ جو جا رہا تھا۔

"انکل دو ہفتوں میں سب وائنڈ اپ کر کے پرمینینٹ آجاؤں گا" داہم مسکراتے ہوئے بولا۔

"تبھی ہم نے دلشاد اور عنایہ کا ولیمہ رکھنے کا سوچا ہے" وہاب صاحب نے کہا۔جس پر دلشاد پہلو بدل گیا۔

"اور میں بھی تب ہی نوریز کی شادی کی خبر سناؤں گی آپ لوگوں کو" جنت بیگم نے کہا تو ہالے سے مزید برداشت نا ہوا وہ وہاں سے ایکسکیوز کرتی اپنے روم میں چلی گئی۔

سب لوگ باہر لان میں چلے گئے جبکہ سارے بڑے ڈرائنگ روم میں ہی بیٹھے تھے۔ اب لان میں نوریز اور دلشاد ایک سائیڈ بیٹھے تھے اور نمل اور عنایہ ان کی مخالف

سمت میں اور داہم گٹار تھامتا نوریز تک پہنچا۔

"چلو نوریز دلشاد بھائی اور بھابھی کے لیے ایک رومانٹک سا سونگ ہو جائے" داہم نے کہا اور نوریز نے بھی بڑی خوش اسلوبی سے گٹار تھام لیا اور کھڑا ہوتا گٹار کی تاروں کو چھیڑنے لگا دلشاد بھی ایک ہاتھ جیب میں ڈالے نوریز کی سمت کھڑا ہوتا دوسرے ہاتھ سے موبائل میں مصروف ہوا جسے داہم نے جھپٹ کر دلشاد کے ہاتھ سے لیا تو دلشاد کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا جو کندھے اچکاتا نمل اور عنایہ سے مخاطب ہوا عنایہ جو ہالے کو بلانے کی غرض سے بہانا ڈھونڈتے وہاں سے غائب ہونے والی تھی اور نمل بھی عنایہ کے ساتھ جانے والی تھی۔

"کدھر بھابھی بیگم؟؟" داہم آئبرو ریز کرتے بولا۔

"وہ میں ہالے کو بلانے جا رہی تھی" عنایہ گڑبڑاتی ہوئی بولی۔

"آپ رہنے دے اور آپ بھی ۔۔میں بلا لاتا ہو۔۔آپ لوگوں کے لیے ہی تو یہ سونگ کی فرمائش کی ہے میں نے اور ایک آپ میاں بیوی ہیں جنھیں پرواہ ہی نہیں "داہم پہلے عنایہ اور نمل کی طرف رخ کرتا پھر دلشاد اور عنایہ کی طرف افسوس سے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"تو مت کرتے۔۔احسان کیا ہے" دلشاد جل کر بولا تو داہم پنجوں کے بل گھوما۔

"آپ تو چپ ہی رہیں ان رومینٹک انسان۔۔یہ تو یاد رہتا ہے آپ کو کے آپ میرے باپ کی پہلی اولاد ہیں لیکن یہ نہیں پتا ایک شوہر بھی ہیں۔۔"داہم شرارت سے منہ کے زاویہ بگاڑ کر دلشاد سے بولا جس نے مشکل سے داہم کی بات کو ضبط سے سنا ورنہ اگر یہاں عنایہ اور نمل نا ہوتی تو دلشاد داہم کو جوتوں سے ضرور نوازتا۔

کس قدر کڑوا شوہر ہے آپ کا بھابھی۔۔یہی ملا تھا شادی کے لیے آپ کو بھی" داہم عنایہ کی طرف رخ کرتا عنایہ کو اپنی شرارت میں ساتھ لیتے ہوئے بولا جو داہم کی بات پر مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آپ کو بھی یہی ملا تھا بھائی بنانے کے لیے۔۔مارکیٹ میں کوئی اور دیکھ لیتے"

عنایہ بھی داہم کی شرارت میں ساتھ دیتے بولی تو دلشاد نے ایسے گردن موڑی کے آواز نوریز کو کیا تینوں کو سنائی دی جس پر عنایہ پہلے گھبرائی جس کو دیکھتے داہم اور نوریز نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تو نمل کو عنایہ کی گھبراہٹ کو دیکھتے اپنی ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو گیا جبکے دلشاد عنایہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا جو اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہمت سے دلشاد کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں تمہارے والد محترم کس مارکیٹ سے اٹھا کر لائے تھے" دلشاد عنایہ کو دیکھ کر

کرہت لہجے میں طنز سے بولا۔

"میں اپنے ماں باپ کی اکلوتی پیدائشی اولاد ہو" عنایہ دلشاد کے لہجے میں بولی جس پر داہم نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے عنایہ کی حفاظت کی دعا مانگی کیونکہ دلشاد کے ساتھ اس لہجے میں بات کرنے پر تو دلشاد وہاب خانزادہ کسی کو بھی سالم نگل جائے۔

"ہم تو جیسے playstore سے Download ہوئے ہیں" دلشاد کے طنز کے تیر سے عنایہ گڑبڑاتی داہم کو گھور کر دیکھنے لگی کے کیوں اس نے عنایہ کو اپنی شرارت سے کہی بات میں ساتھ ملایا جس پر داہم دانتوں کی نمائش کرتا نوریز کو گانا شروع کرنے کا کہتا ہالے کو بلانے کی غرض سے قدم بڑھا گیا تو عنایہ بھی شکر کا کلمہ پڑھتی نوریز کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تو یہ گانا ہمارے نیولی ویڈ کپل کے لیے" نوریز نے دلشاد اور عنایہ کی طرف اشارہ

کرتے کہا اور گٹار کی تاروں کو چھیڑتا دھن بنانے لگا۔

🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶

یہ آسماں تیرے پیروں میں ہے

تو میری جان میرے خیر و میں ہے

(نوریز گٹار کی دھن میں اپنی ساحرانہ آواز کا جادو چلاتا پہلے دلشاد اور پھر عنایہ کے گرد چکر کاٹتا گانے لگا)

تیرا رنگ ہے لال ڈھلتے سورج کے جیسے

اتنا خوبصورت کوئی لگتا ہے کیسے

(اب نوریز نمل کو دیکھتے ہوئے گانے لگا جو نوریز کی آواز پہلی بار سن رہی تھی اور خود کو کسی ساحرانہ آواز میں جکڑتا محسوس کر رہی تھی اور ٹکٹکی باندھ کر نوریز کو ہی دیکھے جا رہی تھی)

🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶

آجا میں بتاؤ تجھے کیا رکھا ہے

میں نے تیسرا نام نشا رکھا

او جب جب بولے مجھے لگتا ہے یوں

جیسے کوئی گائے راگنی

(نوریز اب نمل کے سامنے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوتا نمل کو دیکھتے ہوئے گانے لگا)

🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶

ہم تجھ کو صنم او صنم اتنا چاہے گے

جیسے چاند کو چاند کو چاہے چاندنی

(نوریز نمل کی سمت چلتے ہوئے گانے لگا نمل نوریز کے اپنی سمت آنے اور گانے کے الفاظ پر گھبراتی اپنے ہاتھ مسلنے لگی نمل کی گھبراہٹ دیکھتے نوریز نے مسکرا کر قدم اب دلشاد کی طرف لیے)

🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶

ہم تجھ کو صنم او صنم اتنا چاہے گے

جیسے چاند کو چاند کو چاہے چاندنی

(نوریز نے گانے کے بول دہراتے اب دلشاد کے اور عنایہ کے گرد دوبارہ چکر لگا کر

گانا مکمل کیا)

نوریز کے گانا ختم کرنے پر نمل اور عنایہ نے نوریز کی آواز کی تعریف کی جبکے دلشاد نے نوریز کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشی کی۔

"ہمارا تو بس نام لیا گیا ہے ورنہ موصوف نے گانا تو کسی دوسرے وجود کے لیے گایا ہے "دلشاد کی سرگوشی پر نوریز نے قہقہہ لگایا تو دلشاد بھی نفی میں سر ہلا گیا۔

جبکے دوسری طرف داہم ہالے کے کمرے میں پہنچتا ہالے کے کمرے کی بالکنی سے ہالے کی سسکیاں سنتا خود پر ضبط کرتے بالکنی کی طرف قدم بڑھا گیا۔کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے جس سے محبت ہو اسے کسی اور کے لیے تڑپتا دیکھ کر یہ بات داہم وہاب خانزادہ سے بہتر کون جان سکتا ہے بھلا۔ہالے جو کے بالکنی میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سر دیوار پر ٹکائے دونوں ہاتھوں کا حصار اپنے پیروں کے گرد بنائے چاند کو

دیکھ رہی تھی آج وہ شاید اتنا ٹوٹ چکی تھی کہ اپنی تکلیف چھپانے کی کوشش بھی نا کر پائی داہم ہالے کے ساتھ ہالے کی پوزیشن میں بیٹھتا رخ ہالے کی طرف کر گیا ہالے نے گردن موڑ کر داہم کی طرف دیکھا تو داہم ہالے کے چہرے پر آنسوؤں کے مٹے نشان دیکھ کر اس کا دل بے شمار ٹکروں میں کٹا جبکے ہالے داہم کا ہاتھ پکڑتی داہم کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیا میں خوبصورت نہیں" ہالے کی بات پر داہم ہالے کو دیکھنے لگا۔

"اتنی ہو کہ کوئی ہالے آفریدی کے لیے جان بھی دے سکتا ہے" داہم نے اپنے دل کی بات کہی۔

"کیا میں اچھی نہیں" ایک اور سوال پوچھا گیا پتا نہیں کیا تھا جس کی ہالے تصدیق چاہتی تھی۔

" اتنی کے تمہیں پا کر شکر کا سجدہ فرض ہو جائے" داہم نے سچ کہا وہ تو ہالے کو اپنی دعاؤں میں مانگتا تھا لیکن ہالے کی نوریز کی پسندیدگی بھی جانتا تھا اگر ہالے اپنی رضامندی سے داہم کی ہو جائے تو داہم وہاب خانزادہ اپنے رب کے حضور سجدے میں ہی زندگی گزار دے۔

"کیا میں محبت کے قابل نہیں" ایک اور سوال کیا گیا۔

"اتنی کے تم سے محبت نہیں عشق کرنے کو دل چاہے" داہم نے جواب دیا۔

"تو وہ کیوں نہیں کرتا مجھ سے عشق"ہالے کے آنسو زاروقطار گالوں کو بھگو گئے۔

"عشق کروایا نہیں جاتا ہالے۔۔" داہم نے ضبط سے ہالے کے آنسو اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں سے صاف کرتے بولا۔

"تم بات کرو اس سے ہالے وہ تمہارا دوست ہے تمہارے لیے جان بھی دے سکتا ہے شاید اپنا عشق بھولا کر تمہیں اپنا لے" داہم نے ضبط سے کہا اور یہ کہتے اسے اپنا دل مٹھی میں بیدردی سے بھینچتا محسوس ہوا۔

"نہیں داہم نہیں۔۔میں ہالے آفریدی ہو وہ مجھے اپنا تو لے گا لیکن محبت مجھے بھیک میں ملے گی میری عزت نفس اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔۔ مجھے نوریز سے محبت ہے لیکن اپنی عزت نفس سے میں عشق کرتی ہو۔۔ اگر مجھے نوریز ایسے ہی چاہیے ہوتا تو کب کا اسے اپنا بنا چکی ہوتی۔۔ اور میں نوریز کو اس کی محبت سے کیسے دور کردو جب میں خود اس تکلیف سے گزر رہی ہو وہ میرا دوست ہے میں اتنی خود غرض نہیں ہو۔۔" ہالے نفی میں سرہلاتی بولی تو داہم کو اپنے عشق پر فخر ہوا۔

"تو یہ سوگ کیسا پھر۔۔ اپنی زندگی میں آگے بڑھوں ہالے ورنہ تمہارے اپنے بھی تمہارے ساتھ وہی ٹھہر جائے گے" داہم نے ہالے کو سمجھایا۔

"مجھے پہلے سے ہی معلوم تھا نوریز میرا کبھی نہیں ہو گا لیکن ایک امید تھی دل میں اور دل اس بات کو ماننے سے انکار کرتا تھا لیکن اب میں یہ بات تسلیم کرچکی ہو داہم۔۔ اب میں نہیں روؤں گی اور اپنے دوست کی خوشی میں خوش ہونگی" ہالے نے مضبوط لہجے میں داہم کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہا۔

"تو چلو اٹھو نوریز وہاں دلشاد اور بھابھی کے لیے گانا بھی ختم کر چکا ہو گا اور ایک میں ہو تمہارے رونے سے پھٹے سپیکر جیسی آواز سن کر میرے کانوں میں درد ہو رہا ہے" داہم منہ بسور کر ہالے کو آگ لگا تا شانوں سے پکڑتا اپنے روبرو کھڑا کرتے بولا جو پہلے داہم کی بات غور سے پھر سمجھ آنے پر خونخوار نظروں سے داہم کو گھورنے لگی داہم

بھاگنے کے انداز میں کمرے سے باہر نکلنے لگا۔

"داہم میں تمہاری جان لے لوگی"ہالے داہم کی بات پر چیختے کمرے میں داہم کے پیچھے آتی کاوئچ سے کشن اٹھاتی داہم کے پیچھے بھاگی۔

"وہ میں۔۔مجھے ایک بات پوچھنی تھی"عنایہ فریش ہونے کے بعد بیڈ پر بیٹھے سر بیڈ کراؤن سے لگائے دلشاد سے پوچھنے لگی جو لیپ ٹاپ گود میں رکھے شاید کوئی کام کر رہا تھا نوریز اور اس کی فیملی کے گھر جانے کے بعد سب ہی لوگ اپنے اپنے کمروں میں تھے عنایہ کی بات پر دلشاد کے لیپ ٹاپ پر چلتی انگلیاں پل میں تھمی اور گردن موڑے عنایہ کو دیکھنے لگا جو بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

"پوچھو" ایک لفظی اجازت دی گئی اور واپس دلشاد گردن سیدھی کیے اپنے کام میں مصروف ہوا۔

"وہ میں۔۔آج داہم کے ہاسپٹل گئی تھی۔۔تو داہم اور آنٹی بول رہے تھے کہ میں ہاسپٹل جوائن کر لو۔۔تو آنٹی نے یہ بھی کہا آپ سے پوچھ لو۔۔تو میں جوائن کر لو؟؟" عنایہ اپنی بات مکمل کر کے دلشاد کی طرف دیکھنے لگی۔

"داہم جب جوائن کرے گا تب کر لینا" دلشاد نے کام کرتے ہوئے مصروفیت سے کہا۔

"میں اکیلے بھی مینج کر سکتی ہو داہم تو دو ہفتے بعد آئے گا اور میں جب تک کیا کرو گی یہاں گھر پر بیٹھ کر" عنایہ بولی تو دلشاد ناگواری سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم مینج کر سکتی ہو یا نہیں یہ نا ہی پوچھا میں نے نا مجھے اس بات سے کوئی مطلب ہے۔۔ میں نے کہا جب داہم آئے تو جوائن کر لینا۔۔مجھے اپنی بات دہرانے کی عادت نہیں"دلشاد کے سرد لہجے پر عنایہ کو بھی غصہ آیا ایک وہ تھی کہ زریش بیگم کے کہنے پر اس بندے سے پوچھ رہی تھی اور ایک یہ تھا جو کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔

"میں کوئی ملازمہ نہیں ہو جو آپ مجھ سے اس طرح بات کر رہے ہیں سمجھے"عنایہ نے کہا۔

"ملازمہ نہیں ہو،بیوی ہو جو میری اجازت میرے حکم کی پابند ہے"دلشاد نے لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتے کہا۔

"بیوی ہو اسی لیے اجازت لینے آئی تھی لیکن میں آپ کے حکم کی پابند نہیں میں کل سے ہی ہاسپٹل جوائن کرو گی"عنایہ نے دوبدو کہا اور ڈریسنگ ٹیبل کی طرف قدم

بڑھا گئی۔

"میں نے اجازت دی تمہیں ؟؟" دلشاد نے کہا اور کافی کا گرم کپ اٹھاتا باہر بالکونی میں جانے لگا۔

"شرافت سے پوچھا تھا نہیں اجازت دی تو اب مجھے ضرورت بھی نہیں۔۔ اور کراچی میں خود اپنا ہاسپٹل مینج کرتی تھی" عنایہ نے کہا تو دلشاد ٹھٹکا کچھ پل ویسے ہی گزرے پھر خود کو کمپوز کرتا عنایہ تک پہنچا کافی کا گرم کپ ہنوز ہاتھ میں تھا۔

"کراچی میں ہاسپٹل ۔۔ تمہارا اپنا" دلشاد نے ڈریسنگ مرر میں عنایہ کے عکس کو دیکھتے ہوئے کہا جبکہ دلشاد کی آواز اپنے قریب سنتے عنایہ نے بھی سر اٹھا کر دیکھا تو دلشاد اسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن۔ اس کی آنکھوں میں اب ناگواری نہیں تھی شاید کوئی الگ سا احساس تھا۔

"جی ۔۔"عنایہ نے نا سمجھی سے کہا جس پر دلشاد ایک قدم آگے ہوا اب عنایہ اور دلشاد کے درمیان صرف ایک قدم کا ہی فاصلہ تھا اور دونوں ہی ایک دوسرے کو آئینے کے عکس میں دیکھ رہے تھے عنایہ نا سمجھی سے لیکن دلشاد۔۔دلشاد کی نظروں میں کچھ تھا کچھ ایسا جو اسے بے یقینی میں مبتلا کر رہا تھا۔

"اکیلے مینج کر لیتی تھی ؟؟ مجھے تو یقین نہیں کوئی اور ہو گا جس کی محنت کی داد اپنے سر لے رہی ہو تم ۔۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے" احسان ٹرسٹ اینڈ ہاسپٹل" کو جمال حفیظ یعنی تمہارے والد ہی دیکھتے ہیں"دلشاد نے کہا لیکن عنایہ نے دیکھا جیسے پل کے ہزارویں حصے میں دلشاد نے اپنی بے یقینی کو کمپوز کیا ہو۔

"جب سے ہاسپٹل بنا ہے میں ہی دیکھ رہی ہو بابا کے پاس وقت نہیں ۔۔ اور اس ہاسپٹل کو صرف میں ہی اون کر رہی تھی جب سے جب میں نے اپنا میڈیکل بھی

کمپلیٹ نہیں کیا تھا۔۔لیکن میری شادی کے وقت پاپا اور میں دونوں ہی چاہتے تھے میں اب ان سب سے دور رہو" عنایہ نا سمجھی سے دلشاد کو دیکھتی پھر سر جھٹک نظریں ہاتھوں پر جمائے اپنے ہاتھوں پر کریم لگانے لگی دلشاد کی نظر عنایہ کے چہرے سے ہٹتی اس کے ہاتھوں پر گئی۔

"ان سب سے مطلب"دلشاد کے چار الفاظ عنایہ کے ہاتھ ٹھٹکا گئے اب کوئی عنصر عنایہ کی آنکھوں میں تھا جو اسے پل میں اپنی کہے الفاظ پر بے یقینی میں بتلا کر گیا۔

"ہاسپٹل سے۔۔بہت مصروف رہتی تھی میں اس لیے۔۔ڈیڈ اور میں چاہتے تھے میں اپنی میرڈ لائف پر فوکس کرو" عنایہ نے کندھے آچکا کر خود کو کمپوز کرتے کہا دلشاد عنایہ کا خود کو کمپوز کرنا دیکھ مسکرایا پھر دلشاد نے ایک قدم کا فاصلہ ختم کرتے کافی کا مگ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے عنایہ کے کندھے سے بال ہٹا کر اپنی شہادت کی انگلی وہاں ٹریس کرنے لگا عنایہ ساکت ہو گئی۔

"تو اب کیا ہوا اب بھی اپنی میرڈ لائف پر فوکس کرو۔۔یا یوں کہو میں۔۔ اب بندہ وہ نہیں رہا جس کے ساتھ شادی کے خوبصورت پل سوچے تھے محسوس کرنے چاہے تھے" عنایہ دلشاد کے الفاظ پر نظریں اٹھائیں اسے دیکھنے لگی دلشاد کی آنکھیں طنزیہ مسکرا رہی تھی عنایہ ضبط کرتی پلٹی کریم ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی وہاں سے جانے لگی تو دلشاد نے عنایہ کا بازو دبوچتے اسے اپنے روبرو کھڑا کیا۔

"کیا ہوا مسز دلشاد وہاب خانزادہ۔۔ اپنی بھولی بسری محبت کی یادیں تازہ ہو گئی۔۔یا یوں میرا قریب آنا برداشت نہیں ہوا۔۔یقین مانو لڑکیاں میری ایک نظر کے لیے مرتی ہے اور بد قسمتی دیکھو بیوی کی نظروں میں ہی کوئی اور مرد ہے" دلشاد کے آخری الفاظ پر دلشاد کی آنکھوں میں سرخی مائل ہوئی اور عنایہ کے بازو پر گرفت اور مضبوط ہوئی عنایہ کو اپنے بازو پر دلشاد کی انگلیاں دھستی محسوس ہوئی عنایہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی لیکن مضبوطی سے دلشاد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں کھڑی رہی اسے کب

تھی راحیل سے محبت عنایہ کو تو ہمیشہ ایک اپنی مکمل فیملی چاہیے تھی جس کے خواب ہر لڑکی دیکھتی ہے جس میں وہ لڑکی ہو اور اس کی پرواہ کرنے والا شوہر اور خوبصورت زندگی، عنایہ کی زندگی میں وہ تو تھی لیکن نا پرواہ کرنے والا شوہر تھا اور نا ہی خوبصورت زندگی۔۔تو دلشاد کس محبت کی بات کر رہا تھا؟؟ اور دلشاد تو پتا نہیں آج کس بات کا بدلہ لے رہا تھا عنایہ سے عنایہ کو تکلیف پہنچا کر شاید داہم سہی کہتا تھا دلشاد اپنی بات نا مانے اور حکم عدولی کرنے پر اگلے بندے کو سالم نگل جائے عنایہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھی جب دلشاد نے عنایہ کے بازو پر مزید گرفت بڑھا کر عنایہ کو ہوش کی دنیا میں لایا عنایہ خود کو سمبھالتی دلشاد کو دھکا دیتی پیچھے ہوئی۔

"خبردار جو مجھ سے ایسا سلوک دوبارہ کیا۔۔میں اپنے کام سے کام رکھ رہی ہو جو تم ہی چاہتے تھے تو تم بھی اپنے کام سے کام رکھو سمجھے "عنایہ دلشاد کو غصّے سے گھورتی انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتے ہوئے پھر کل رات کہی دلشاد کی بات یاد کرواتے ہوئے بولی جس پر دلشاد نے مٹھیاں بھینچ لی جیسے غصّہ قابو کرنا چاہا ہو کون تھا جو دلشاد سے

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی بھی ہمت کرے اور ایک یہ لڑکی تھی واضح طور پر دلشاد کو وارنگ دے رہی تھی۔

"اورہاں تھی مجھے راحیل سے محبت اور اسی کے ساتھ سارے خوبصورت پ" ابھی عنایہ اپنی بات مکمل کرتی کے دلشاد ایک ہاتھ سے عنایہ کا ہاتھ مروڑ کر پشت سے لگاتا اوردوسرا ہاتھ عنایہ کی گردن کی پشت پر رکھتا اس کے ہونٹوں پر جھکا لمحہ لمحہ دلشاد کی وحشت بھرے لمس میں اضافہ ہوتا رہا جیسے عنایہ پر ہی اس کا غصّہ اس انداز سے اتار رہا ہو عنایہ کی اکھڑتی سانسوں کو بھی نظر انداز کرتا دلشاد اور عنایہ کے ہوش ٹھکانے لگاتے کے اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس کرتے پیچھے ہوا عنایہ دلشاد کے پیچھے ہوتے ہی دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی لمبی لمبی سانسیں لینے لگی لیکن کچھ ہی پل کی ہی راحت تھی دلشاد عنایہ کی کلائی پکڑتا عنایہ کو ڈریسنگ سے لگا گیا اور عنایہ کے بکھرے بال ایک طرف کرتا بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے عنایہ کی گردن پر جھکتا اپنا لمس اس کی گردن پر چھوڑنے لگا عنایہ مزاحمت کرتے کبھی دلشاد کے

بازوؤں کو پیچھے کرتی تو کبھی دلشاد کے کندھوں پر ہاتھ مارتی دھکیلتی جس کا جواب دلشاد مزید اپنی شدتوں میں اضافہ کرتے ہوئے دیتا عنایہ کو اپنی گردن پر جلن کی شدت محسوس ہوئی تو ٹیبل پر ہاتھ مارنے لگی جس سے ٹیبل پر رکھی ہر چیز زمین بوس ہوتی چلی لئی مزید مزاحمت کرتے جب نیم گرم کافی کا مگ زمین بوس ہوا تو چھنکے کی آواز سے دلشاد پیچھے ہوا خود کو سمبھالتی دلشاد کی طرف بے بسی سے دیکھنے لگی جو ہنوز کھڑا دونوں ہاتھ جیب میں اڑسا چکا تھا۔

"دوبارہ کسی نامحرم مرد کا نام آیا زبان پر تو زبان گدی سے کھینچ لوگا اور اگر دوبارہ میری قربت برداشت کرنا چاہتی ہو تو مسسز لازمی مجھے انگلی اٹھا کر وارنگ دینا یقین مانو اس قربت کے بعد نو ماہ تک یہاں فوکس کروگی" دلشاد عنایہ کے دوبارہ قریب آتا پہلے غصّے سے پھر طنزیہ مسکراتا عنایہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا اور کمرے سے باہر نکل گیا جبکے پیچھے عنایہ پلٹتی خود کو ائینے میں دیکھنے لگی جہاں گردن پر جا بجا دلشاد کی شدتوں کے نشان تھے اور نچلے ہونٹ پر زخم۔

"جنگلی "عنایہ غصّے میں بولی پھر گردن موڑ کر جلدی ادھر ادھر دیکھا کہی دلشاد نے سن تو نہیں لیا دلشاد کے نا ہونے کی تسلی کرتی صوفے پر سونے کے لیے جلدی سے قدم بڑھا گئی۔جبکے دلشاد باہر لان میں کھڑا خود کو کمپوز کر رہا تھا جب اسے اپنے فون کی رنگ ٹون سنائی دی۔

"بولو قادر "دلشاد نے فون کان سے لگاتے اپنے خاص بندے کا نام لیتے ہوئے کہا جس پر سامنے شخص نے دلشاد کو شاید کسی تفصیل سے آگاہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔۔اب مجھے صرف اس وقت کا انتظار ہے جب وہ لوگ خود میرے سامنے آئے گے"

"صبح بخیر بیگم" جیک عائشہ کے اٹھنے پر مسکراتا اپنے کف کے بٹن بندھ کرتا بولا عائشہ جو ابھی آنکھیں کھولیں منظر پہچان رہی تھی رات جیک کے حصار میں لینے پر اسے گھورنے لگی۔

"ایسے نا مجھے تم دیکھو سینے سے لگا لو گا" جیک عائشہ کے گھورنے پر ایک آنکھ ونک کرتا بولا جو جیک کے گانے پر گڑبڑا کر فوراً بیڈ سے اٹھتی تن فن کرتی اس تک پہنچتی لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکا گئی۔

"زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں میرے ساتھ" عائشہ کے بولنے پر جیک ہونٹ گول کیے سیٹی بجاتا عائشہ کی طرف گھوما۔

"کیوں بھئی حق حلال کی بیگم ہو فری تو ہو ہی سکتا ہوں" جیک عائشہ کے پھولے

ہوئے رخسار دیکھتے ہوئے بولا۔

"اور تم میرے غنڈے، کڈنیپر، بے شرم شوہر" عائشہ بھی سر جھٹکنے والے انداز میں بولی تو جیک عائشہ کو کمر سے پکڑتا اپنے قریب کر گیا۔

"اور یقین مانو یہ غنڈہ، کڈنیپر بے شرم شوہر تم پر جان جھڑکتا ہے "جیک عائشہ کے چہرے کو اپنے حصار میں لیتا اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھ گیا اور جیک کے ایسا کرنے پر عائشہ شرم سے آنکھیں جھکا گئی۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے" عائشہ با مشکل بولی تو جیک سر اوپر کرتا آہ بھر گیا۔

"چلو فریش ہو جاؤ پھر چلتے ہیں ساتھ باہر۔۔ڈیول اور بھابھی بھی شاید آگئے ہو بریک فاسٹ کے لیے "جیک عائشہ کو آزاد کرتا بولا عائشہ جلدی ڈریسنگ میں گم ہوئی تو جیک

دونوں ہاتھ پشت پر لے جاتا بالوں میں الجھا گیا۔

"ہائے میری شرمیلی بیوی" جیک آہ بھرتا خود سے بولا۔

جیک عائشہ کا ہاتھ تھامے باہر آیا تو ڈیول آیت کو ناشتہ کروا رہا تھا جو خود میڈم اپنے آئی فون لیے سکرولنگ کر رہی تھی عائشہ پہلے تھوک نگلتی جیک کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر گئی جیک عائشہ کا ڈیول کے لیے خوف دیکھتا اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دے گیا جس پر عائشہ سکون سے جیک کے چیئر کھسکانے پر بیٹھ گئی۔

"عائشہ ٹھیک ہو تم" آیت عائشہ کی طرف متوجہ ہوئی جو مسکراتی ہوئی اثبات میں سر ہلا گئی جیک عائشہ کو سرو کرتا ناشتہ کرنے کا کہتا خود ناشتہ کرنے لگا۔

"عائشہ ۔۔ تم ناشتہ کر لو پھر میں تمہارے لیے شام میں گول گپے منگوا دوگی ڈیول سے

لے کر" آیت جو عائشہ کو خوش کرنے کے لیے گول گپوں کا لالچ دے رہی تھی کیونکہ عائشہ کو تو گول گپوں سے عشق تھا لیکن اسے خوش کرنے کے چکر میں اپنے میاں کو ساکت کر گئی اب دی ڈیول کنگ گول گپے لائے گا جسے دنیا شارپ شوٹر کہتی ہے وہ اب گول گپے کی تھیلی پکڑے گا ڈیول کو تو سوچ کر ہی جھر جھری آئی ڈیول سنجیدگی سے آیت کو دیکھنے لگا لیکن جیک جو جوس پی رہا تھا اسے تو پھندہ پڑ گیا جیک اور ڈیول ہونک بنے آیت کو دیکھ رہے تھے جو مسکراتی عائشہ کو دیکھ رہی تھی اور عائشہ کبھی ڈیول کے سنجیدہ چہرے اور کبھی اپنے کھانستے شوہر کو۔

"ڈارلنگ تمہیں نہیں لگتا تم نے غلط بندے کا نام لیا ہے" ڈیول سنجیدگی سے بولا تو آیت نے اپنا رخ ڈیول کی طرف کیا لیکن پھر اپنی بات کو یاد کرتے نفی میں سر ہلاتے آیت نے ہنسی دبائی جو ڈیول نے بخوبی نوٹ کی۔

"نہیں تو۔۔ اور تم میرے لیے اتنا نہیں کر سکتے پلیز" آیت ڈیول کے ہاتھ پکڑتی

معصومیت سے آنکھیں جھپکاتی بولی تو ڈیول نے بنا جیک اور عائشہ کا لحاظ کیے آیت کے کان میں سرگوشی کرتے آیت کے گال کو اپنے لبوں سے چھوا۔

"ڈارلنگ میں نہیں لاؤ گا گول گپے۔۔اور اگر تم نے ضد کی تو تمہاری پوری تیاری کر دوں گا گول مول سا بیٹا پیدا کرنے کی۔۔"ڈیول کی سرگوشی اور بے باکی پر آیت کے گال شرم سے لال ہوئے جبکے یہ منظر دیکھتے عائشہ اور جیک دونوں نے نظروں کا زاویہ بدلہ آیت خود کو سمبھالتی جیک سے بولی۔

"آپ عائشہ کے شوہر آپ لائے گے اس کے لیے گول گپے وہ بھی اس کی فیورٹ جگہ سے جہاں سے اپنے ہمیں پہلی دفعہ کڈنیپ کیا تھا سمجھے۔۔"آیت کے بولنے پر جیک سر کو خم دیتا عائشہ کو دیکھتا مسکرا گیا۔

"جی بھابھی ضرور۔۔"عائشہ بھی مسکرا کر آیت کو دیکھنے لگی اور پھر جیک کو لیکن

بھول کر بھی ڈیول کو نہیں دیکھا وہ لگا تو عائشہ کو بہت اچھا تھا لیکن جیک کا بوس جیک سے بڑا ہی کوئی غنڈہ ہوگا یہ سوچتے ہی چپ رہی۔

"آپ کا نام کیا ہے؟" آیت نے جیک سے پوچھا کیونکہ اب تک جیک کا تعارف تو آیت سے ہوا ہی نہیں تھا۔

"جیک" یک لفظی جواب ڈیول کی طرف سے آیا جس پر آیت سر ہلاتی چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی ڈیول اور جیک ناشتہ کرتے باہر نکل گئے جبکے آیت عائشہ کو اپنے ساتھ لیے پیلس دیکھاتے ہوئے باتوں میں مصروف کر گئی جو آیت نے خود تین دنوں میں دیکھا تھا۔

"امی بس کردے محاز پر نہیں جا رہا یار" داہم اپنی ماں کا آنسو سے تر چہرہ دیکھتے انھیں حصار میں لیے بولا۔

"تم نہیں سمجھو گے داہم" زریش بیگم اسے ڈپٹ کر بولی تو دلشاد نے داہم کو دور کرتے خود اپنی ماں کر حصار میں لیا۔ وہ سب لوگ داہم کو ائیر پورٹ سی اوف کرنے آئے تھے جس میں نوریز بھی تھا۔

"امی آپ کے پاس میں تو ہو تو اس گدھے کے لیے کیوں اپنے قیمتی آنسو بہا رہی ہیں" دلشاد کے گدھے لفظ پر داہم نے خود کا جائزہ لیا بلیو جینز اور وائٹ شرٹ میں وہ نظر لگ جانے تک ہینڈسم لگ رہا تھا پھر اس کے بھائی نے اسے گدھا کیوں بولا دلشاد کی بات اور داہم کی حرکت پر ہالے اور نوریز نے ہنسی چھپائی جبکے عنایہ دلشاد کو دیکھتی منہ بناتی پہلو بدل گئی۔

"بھابھی ماں بھائی نے آپ کی زبان کو لگتا ہے بریک لگا ہی دی" داہم عنایہ کی حرکت نوٹ کرتا کل رات والی نوک جھوک یاد کرتے بولا تو عنایہ نے منہ بسورا۔

"داہم مجھے پتا ہوتا نا تمھارا بھائی اتنا جلالی ہے میں خودکشی کر لیتی پر اس سے شادی نہیں کرتی" عنایہ کی دہائی پر داہم کا قہقہہ گونجا جس پر عنایہ اسے گھورنے لگی۔

"ارے ہٹو بھئی میری بیوی کو مجھے حصار میں لینے دو" وہاب صاحب بولے تو دلشاد مسکراہٹ ضبط کرتا پیچھے ہوا تو وہاب صاحب اپنی بیگم کے کندھے پر ایک ہاتھ پھیلائے انھیں حصار میں لے گئے۔

"بیگم کیوں فکر کرتی ہو یار۔ ایک اور لے آتے ہیں ان دونوں کو دفعہ کرو" وہاب صاحب کے بولنے پر زریش بیگم غصّے اور شرم سے انھیں گھورنے لگی جس پر سب لوگ قہقہہ لگا اٹھے۔

"دادا بننے کی عمر میں کیا دوبارہ باپ بننے کی بات کر رہے ہیں شرم نہیں آتی "زریش بیگم بولی تو عنایہ کی ہنسی کو بریک لگی اور دلشاد عنایہ کو دیکھتا پہلو بدل گیا۔

"اب بھئی ہمارے باپ بننے پر تو پابندی لگا دی تمہاری ماں نے اب تم دادا ہی بنا دو"وہاب صاحب دلشاد سے مسکراتے ہوئے بولے تو داہم کی آنکھیں چمکی۔

"بھائی مجھے دو بھتیجاں چاہیے"داہم کی بات پر دلشاد گھور کر اسے دیکھنے لگا تو عنایہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"اور مجھے تین بھتیجے "یہ فرمائش ہالے کی طرف سے آئی۔

"بس ۔۔ میرا ارادہ تو ایک درجن بچے پیدا کرنے کا تھا" دلشاد جل کر بولا لیکن ۔ دلشاد کی بات پر عنایہ کی آنکھیں باہر ابلنے کو تھی ۔

"شرم نہیں آتی دنیا کیا کہے گی ۔۔یہی کام کرتے رہتے ہیں میاں بیوی "داہم سرگوشی نما انداز میں بولا تو دلشاد نے اس کے پیر پر پیر مارا کہ داہم درد سے کراہ اٹھا ۔

سب داہم کو سی آف کرتے باہر نکل چکے تھے اور داہم بھی آگے قدم بڑھانے لگا لیکن پھر اچانک ہالے دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی ۔

"داہم ۔۔"ہالے بولی تو اس کی آواز پر داہم گھوما پیچ کلر کے کیپری اور شرٹ میں ہم رنگ ڈوپٹہ شانو پر پھیلائے آنکھوں میں کاجل ڈالے بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے داہم کو ہالے آج بے انتہا خوبصورت لگی ۔

"میں تمہارا انتظار کروگی داہم"ہالے داہم کا ہاتھ پکڑتی بولی۔

"ہالے آفریدی داہم کا انتظار کیوں کرے گی" داہم دل تھامے سینے پر دونوں پر ہاتھ باندھتا بولا۔

"کیونکہ ہالے آفریدی اب داہم خانزادہ کے ساتھ دوستی کرنا چاہتی ہے"ہالے مسکرا کر بولی۔

"دوشمنی سے محبت سنا تھا یہ دشمنی سے دوستی ۔۔"داہم پرسوچ انداز میں بولا۔

"تم بہت اچھے ہو داہم اگر تم کل مجھے نوریز سے بات کرنے کا نا کہتے تو میں اپنا وجود پہچان ہی نا پاتی خود کو اس کی یک طرفہ محبت سے دور کرنے کی کوشش بھی نا کرتی شاید۔۔تم نے کہا تو مجھے یاد آیا مجھے میری عزت نفس کتنی پیاری ہے"ہالے بولی تو

داہم مسکرایا۔

"اگر تم اچھا بولنے کے بجائے خوبصورت بولتی تو میں تم سے دوستی کرنے کے لیے فوراہاں کردیتا لیکن اب میں سوچ کر بتاؤ گا" داہم شرارت سے بولتا ہالے کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام گیا ہالے آفریدی کے دل میں داہم کی حرکت پر سناٹا چھا گیا۔

"تمہارے پکارنے پر داہم وہاب خانزادہ پوری دنیا کو فراموش کیے تم تک آئے گا "داہم بولتا نرمی سے ہالے کا ہاتھ چھوڑتا پیچھے ہوتا سامنے قدم بڑھانے لگا ہالے ساکت سی داہم کی پشت کو غائب ہونے تک دیکھتی رہی۔

مہک آج اپنے بھائی ماہر کے ساتھ ایسی جگہ پر آئی جو سرسبز کھائی نما میدان تھا اس

جگہ کے پچھلے احاطے میں شاید کچھ لوگ موجود تھے جنھوں نے شاید میوزک لگایا ہوا تھا میوزک کی آواز وہاں کی خاموشی توڑ رہی تھی مہک سانولی سی رنگت میں آسمانی رنگ کی پیروں کو چھوتی فراک میں کھلے بالوں کو پشت پر ڈالے وائٹ ڈوپٹہ لندھوں پر پھیلائے ہوئے تھی بڑی بڑی بھوری آنکھوں میں نا سمجھی کا تاثر تھا جیسے سمجھتے ماہر نے سامنے کی طرف اشارہ کیا سامنے سے آتے ہشام کو دیکھ مہک کے پیر ساکت ہوئے اور میوزک کی آواز تیز ہونے لگی۔

مہک کو وہ میوزک اور سامنے سے آتا وجود ماضی کی تلخ اور خوبصورت یادوں میں لے گیا وہ ساکت سی دنیا فراموش کیے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کے جزباتوں اور احساسات کا قاتل تھا کبھی اس شخص سے مہک نے دیوانہ وار محبت لی تھی اور اب نا تو وہ دیوانگی تھی اور نا ہی وہ محبت کا جزبہ اب اگر مہک ہشام خان ،ہشام خان سے تعلق بھی رکھتی تھی تو بھی صرف نفرت کا۔ہشام قدم اٹھاتا مہک کی سمت بڑھ رہا تھا۔

دو پل تجھ سے جڑا تھا

(گانے کے ان بولوں میں مہک کو اپنا اور ہشام کا نکاح یاد آیا 16 برس کی عمر میں سجی سنوری نکاح نامہ پر دستخط کرتی ہوئی چوڑیوں سے پیدا ہونے والی آواز ہونٹوں پر بے جاں مسکراہٹ چہرے پر خوشی کے آشناہ رنگ)

ایسے پھر رستہ مڑا تھا

(مہک کو اپنی چیخے یاد آئی ہشام کو اپنی عزت کی حفاظت کے لیے بار بار پکارنا لیکن وہ وہاں نہیں آیا)

تجھ سے میں کھونے لگا

جدا جیسے ہونے لگا

مجھ سے کچھ میرا

(مہک کو اپنا بے آبرو وجود یاد آیا ہشام کا اپنا وعدہ نا نبھانا یاد آیا اپنے وجود پر زخموں کے نشان یاد آئے)

اور ہشام مہک سے صرف دو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا ہشام کی آنکھیں اتنے سالوں بعد مہک کے چہرے کا طواف کر رہی تھی اور مہک کی آنکھوں میں بے یقینی تھی جیسے یہ خواب ہو ابھی وہ جاگ جائے گی ہشام نے ہاتھ بڑھا کر مہک کے کندھے سے ڈھلکتے ڈوپٹے کو صحیح کرنا چاہا جو اڑ کر زمین کو چھو رہا تھا اور بس یہ خواب نہیں

تھا یہ حقیقت تھی ہشام خان مہک کے روبرو کھڑا تھا مہک نے نفی میں سر ہلاتے قدم پیچھے لیے گرم سیال رخسار بھگو چکے تھے ہشام کی آنکھوں میں نمی اتر گئی وہ ضبط سے مہک کی ابتر ہوتی حالت دیکھتے مٹھیاں بھینچ گیا کیوں آیا تھا وہ اس کے سامنے اتنے برس دور تھا اب پاکستان آئے بھی تو اتنا عرصہ ہو گیا تھا تو پھر آج کیوں آیا اس کے سامنے کیوں مانی اس نے ماہر اور ڈیول کی بات۔مہک پیچھے قدم لیتی ماہر کر سینے سے جا ٹکرائی مہک پلٹی اور ماہر کی طرف بے یقینی سے دیکھا اور پھر سائیڈ ہوتی آگے قدم بڑھانے لگی ماہر کی آنکھیں بہن کی حالت پر نم ہوئی لیکن آج اسے ضبط کرنا تھا آج اسے کوئی فیصلہ کرنا تھا وہ اپنی بہن کو اس ماضی میں نہیں رکھ سکتا تھا۔

"مہک ۔۔مہک ۔۔"ماہر نے مہک کو آگے بڑھنے سے روکتے ہوئے پکارا لیکن مہک کے نا رکنے پر آگے بڑھتا دونوں شانوں سے پکڑتا اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"کب تک رہو گی اس دردناک ماضی میں ۔۔نکل آؤ وہاں سے مہک"ماہر نے مہک

کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے کہا جس پر مہک نے لہو ہوتی آنکھوں سے بھائی کو دیکھتے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

"ماضی۔۔ہاں اسی میں تو نہیں رہنا چاہتی میں اسی لیے اس شخص سے دور رہنا چاہتی ہو لیکن۔۔بھائی اس کو بولے یہاں سے چلا جائے اس کو دیکھتی ہو مجھے اس کو پکارنا یاد آتا ہے اس کا میری عزت کی حفاظت نا کرنا یاد آتا ہے اس درندے کا چہرہ یاد آتا ہے"

مہک چیختے ہوئے بولی لیکن اس کے الفاظ پر ہشام کی آنکھوں سے دو آنسو گرے اور اس کی ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں جذب ہوئے۔

"مہک۔۔تو تم مجھے کیوں نہیں مانتی قصور وار میں بھی تو نہیں تھا تمہاری حفاظت کے لیے وہاں بولو"ماہر نے بھی ماضی یاد کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی اس سے میرا نکاح ہوا تھا میری حفاظت کرنا اس کا فرض تھا" مہک نے ہشام کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے داغ دار نا ہونے دینا اس کی زمیداری تھی"مہک نے سسکی لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے محبت کی تھی اس سے بھائی اور اس نے میری عزت بھی نا کی۔۔نکاح کے دو بول کا بھی پاس نا رکھ سکا۔۔"مہک نے بچوں کی طرح بلک بلک کر ماہر کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا ہشام سے مزید برداشت نا ہوا وہ اپنے قدم پیچھے بڑھاتا دور کھڑی کار لی سمت چل دیا۔

"مہک ڈیول نے مجھے امریکہ جانے کا کہا ہے مجھے کچھ دیر میں نکلنا ہے اور تم اب ہشام کے ساتھ رہو گی۔۔"ماہر نے مہک کا آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کرتے ہوئے

کہا تو مہک نے ماہر کی طرف دیکھا۔

"نہیں ۔۔نہیں میں اس کے ۔۔نہیں بھائی ۔۔آپ ۔۔میں آپ کے ساتھ جاؤ لی ۔۔"مہک نے لڑکھڑاتے ہوئے کہا۔

"مہک یہ فیصلہ تمہارے زین بھائی کا ہے اور میرا بھی ۔۔تم ہمیں منع کرو گی گڑیا" ماہر مہک کو سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔

"بھائی ۔۔میں اس کے ۔۔ساتھ نہیں" مہک پھر روتے ہوئے بولی۔

"مہک اس کا کوئی قصور نہیں اس سب میں اگر وہ مجرم ہے تمہارا تو تمہارے زین بھائی اور میں بھی تمہارے مجرم ہیں ۔۔بتاؤ مانتی ہو ہمیں مجرم ہم سے بھی دور رہو لی اپنے بھائیوں سے "ماہر کے بولنے پر مہک نے نفی میں سر ہلایا وہ کیسے رہ سکتی تھی

دور اپنے ماہر بھائی سے جس نے اسے باپ بن کر پالا تھا اور زین سے وہ سگا بھائی نا ہوتے ہوئے بھی مہک کو اپنی بہن مانتا تھا۔

"بھائی لیکن میں اس کے ساتھ "مہک دوبارہ بولی تو ماہر نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی خود بولنا شروع کیا۔

"مہک وہ تمہیں پیلس لے کر جائے گا وہاں زین بھائی بھی ہونگے، بھابھی بھی اور ارسلان بھی اور تمہیں پتا ہے ارسلان نے بھی شادی کرلی اب کیا تم اپنی بھابھیوں سے نہیں ملوگی۔۔زین بھائی کا کہا ٹالوں گی" ماہر کے بولنے پر مہک نے پھر نفی میں سر ہلایا اور چپ ہوگئی وہ سمجھ چکی تھی اب ماہر اور زین اس کی بات نہیں سمجھے گے اور ماہر اسے کبھی یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جائے گا۔

"اپنا خیال رکھنا گڑیا۔۔"ماہر نے دوبارہ مہک کو گلے لگاتے ہوئے کہا تو مہک کی

آنکھیں بھائی سے جدائی کا سوچ کر نم ہوئی۔

"آپ بھی اپنا خیال رکھنا" مہک کے بولنے پر ماہر نے مسکراتے اسے لیے قدم بڑھائے اور اپنی کار میں بیٹھتا پیلس کا رخ کر گیا۔

ہشام قدم بڑھاتا کار تک پہنچا تو ڈیول اور جیک اس کی ہی سمت دیکھ رہے تھے ہشام نے ڈیول کی سمت قدم بڑھایا ڈیول نے ہشام کی آنکھوں میں دیکھا ہشام کی آنکھوں میں لال ڈوریاں بندھی ہوئی تھی جیسے غم غصہ اور بے بسی میں خود پر ضبط کیا ہو ڈیول سے اس کی حالت چھپی تو نہیں تھی ہشام خان جرم کی دنیا میں سفاکیت کا نام رکھنے والا اپنی محبت میں ٹوٹے کانچ جیسا تھا۔ہشام آگے بڑھتے ڈیول کی گردن میں ہاتھ ڈالے منہ چھپائے سارے ضبط گوا گیا اور ڈیول کا کندھا پانی کی نمی سے گیلا ہوتا چلا گیا لیکن وہ پانی تو نہیں تھا وہ تو غم غصہ اور بے بسی تھی جو آنسوؤں کی صورت ہشام خان کی آنکھوں سے بہ رہی تھی وہ رو رہا تھا اور جب ایک مرد روتا ہے تو اسے رولانے

والی تکلیف نہیں ناسور ہوتے ہیں۔

"بھائی وہ مجھے قصوروار سمجھتی ہے۔۔ وہ میری بیوی تھی بھائی میں اس کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔میں اسے داغ دار ہونے سے نہیں بچا سکا۔۔ اس کی حفاظت کرنا میری زمہ داری تھی بھائی۔۔ وہ مجھ سے محبت کرتی تھی لیکن میں تو اس سے عشق کرتا ہو پھر بھی نکاح کے دو بول کا پاس نہیں رکھ سکا" ہشام سسکتے ہوئے بولا تو ڈیول نے ضبط سے اپنی آنکھیں بند کی وہ کہاں دیکھ سکتا تھا ہشام کو اس حالت میں ہشام ڈیول کو بھائی جب بولتا تھا جب وہ بے بس ہوتا تھا اور پیار تو سگے بھائیوں سے بڑھ کر کرتا تھا وہ ڈیول سے۔ ڈیول نے ہشام کو اپنے بازوؤں میں لاک کر دیا جیسے اس کا ہر غم اپنے اندر اتارنا چاہتا ہو، جیک کو ہشام پر بے جاں ترس آیا اس کی زندگی سکون میں کب دیکھی تھی جیک نے رات رات بھر جاگتا تھا مہک کی تصویر کو دیوانوں کی طرح دیکھتا رہتا تھا مہک کی ہر حرکت پر نظر رکھتا تھا پاس نا ہو کر بھی مہک کی حفاظت کرتا تھا اور پھر بھی مہک اسے ہی قصوروار سمجھتی تھی ہشام نے تو مہک کو

بے آبرو کرنے والے کو اپنے ہاتھوں سے کاٹا تھا اس کے اتنے ٹکڑے کیے تھے کہ گنا مشکل تھا آنکھیں باہر نکال کر پیروں تلے کچلی تھی یہ دیکھتے ہوئے تو جیک کو بھی ہشام سے بے جاں خوف محسوس ہوا تھا ڈیول تو شارپ شوٹر کے نام سے مشہور تھا لیکن ہشام کو سفاکیت کہا جاتا تھا کہ بس اس جیسی بے رحم موت کوئی نہیں دے سکتا اور اپنے دشمن جو بے رحم موت دینا ہشام نے مہک کے ساتھ ہوئے حادثے کے بعد شروع کیا تھا۔

"ہشام وہ صدمے سے نہیں نکلی ابھی تک اسی لیے تو اب ماہر اور میں مہک کو تمہیں سونپ رہے ہیں۔۔تم ہی اسے زندگی کی طرف لا سکتے ہو ورنہ ماہر کے لیے ہی وہ اپنی سانسیں لے رہی ہے" ڈیول نے ہشام کو اپنے روبرو کھڑے کرتے کہا۔

"بھائی وہ مجھے دیکھ کر روتی ہے اس کے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں" ہشام نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"تم اس کے آنسو اپنی محبت سے چن لو وہ کبھی نہیں روئے گی" ڈیول نے اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا اور جیک کو کار اسٹارٹ کرنے کا اشارہ دیا البتہ ہشام نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموش ہی رہا۔

ماضی:-

مہک 16 سال کی تھی جب اس کا نکاح ہشام سے ہوا تھا اور ہشام 19 سال کا مہک ہشام سے بچپن سے محبت کرتی تھی لیکن کبھی ہشام نے ایسا کوئی تاثر نہیں دیا محبت کا لیکن وہ بھی کچی عمر میں ہی مہک کو اپنا دل دے بیٹھا تھا۔ مہک اور ہشام پڑوسی تھے ہشام کی دوستی مہک کے بھائی ماہر سے تھی۔ ہشام اور ماہر کے والد دونوں ہی کراچی کے چھوٹے موٹے غنڈے تھے اور دوست بھی۔ انھوں نے ہی ہشام اور مہک کا نکاح کروا دیا تھا ان کی زندگی میں زین کمال آیا زین کو جب معلوم

ہوا کے زین کی والدہ کے ساتھ زیادتی کی گئی تھی اور جب کمال صاحب ان کو ڈھونڈتے ہوئے اپنے باس کے گھر پہنچے جہاں ان کے باس نے اپنی بیوی کی طبیعت خرابی کی وجہ سے ان سے درخواست کی تھی کہ کھانے کا انتظام کرنے کے لیے اپنی بیوی کو بھیج دیں لیکن وہاں پہنچ کر اپنی بے آبرو بیوی کو دیکھ ان کے پیروں تلے زمین کھسک گئی جب وہ اپنے باس پر جھپٹے اپنی بیوی کی حالت دیکھ کر تو ان کے باس نے انھیں ان کی بیوی سمیت شوٹ کر کے اپنے آدمیوں کے ساتھ مل کر انھیں کار میں بیٹھا کر کھائی سے نیچے گرا دیا اور اس قتل کو حادثے کی شکل آسانی سے دے دی۔ کمال حفیظ اور ان کی بیوی کی موت کے بعد جمال صاحب زین کو اپنے گھر لے آئے 10 سال کا زین اپنی ماں باپ کو روز یاد کرتا لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ حقیقت تسلیم کرتا 5 سال کی عنایہ جمال حفیظ اور حفیظ صاحب کو اپنی زندگی میں شامل کر گیا۔ جمال صاحب یہ ماننے کو تیار نہیں تھے کہ یہ حادثہ تھا وہ روز پولیس اسٹیشن کے چکر لگاتے جس پر پولس والوں نے کمال حفیظ کے باس کو سارہ ماجرہ بتایا کمال حفیظ کے باس نے جمال صاحب کے گھر گھس کر انھیں ان کی اوقات یاد دلاتے ان کی بھابھی کو بے آبرو کرنے اور بھائی بھابھی دونوں کو قتل کرنے کا

اعتراف کرتے ہوئے عنایہ اورزین کو جان سے مارنے کی دھمکی بھی دی جمال صاحب ترقی کی راہ پر تھے لیکن کمال صاحب کے باس کا مقابلہ کرنا اب بھی ان کے لیے مشکل تھا اور ان کے باس نے یہ بھی کہا وہ کچھ دنوں میں یہاں سے دوسرے ملک چلے جائے گے اور جمال صاحب ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے البتہ جمال صاحب اپنی بیٹی اور اپنے عزیز بھائی کا بیٹا ضرور کھو دے گے جس پر جمال صاحب نے یہ رازیہی دفن رکھنے کا فیصلہ کیا اس بات سے بے خبر کہ یہ راززین کمال حفیظ پر افشاں ہو چکا ہے۔دیوار کے پار کھڑا10 سال کا زین اپنی رگوں میں بدلے کی آگ لیے 10 سال اس آگ میں جھلستا رہا زین کمال کو 20 سال کی عمر میں پتا چلا کہ اس کی ماں کی عزت پامال کرنے والا اورماں باپ کا قاتل واپس کراچی آچکا ہے تو ایک رات وہ اس کے ہی گھر میں گھسا اور شوٹر کی جو ٹرینگ لے چکا تھا اسے ہی اپناتے ماں باپ کے قاتل کو بے جان کر گیا لیکن وہاں صرف زین ہی نہیں تھا ہشام اور ماہر کے والد بھی تھے جو چوری کرنے کی غرض سے اس گھر میں گھسے تھے لیکن وہاں اس 20 سالہ لڑکے کو اتنی بے رحمی سے اس گھر کے مالک کو مارتے دیکھ انھیں بے جان خوف آیا لیکن زین جان گیا تھا کہ وہ چوری کرنے آئے ہیں زین نے ان کی طرف قدم

بڑھائے وہ جانتا تھا کہ اگر اب وہ واپس گیا تو جمال صاحب اسے اپنا تو لے گے لیکن اسے خود سے اور عنایہ سے دور رکھے گے اور ایسا ہی ہوا جمال صاحب نے اسے قتل کرنے پر تو کچھ نہیں کہا کیوں کے وہ خود اس کمینے شخص کے ساتھ یہی کرنا چاہتے تھے البتہ دور جانے کے لیے سارے انتظامات کرنے دوسرے ملک زین کو شفٹ ہونے کا کہا جس پر زین نے منع کر دیا زین شاید اب اس دلدل میں خود اترنا چاہتا تھا وہ مانتا تھا کہ جب یہ دنیا اس کے شریف ماں باپ کی نہیں ہوئی تو اس دنیا میں شرافت سے جینا زین کمال نہیں چاہتا وہ اتنا طاقتور ہونا چاہتا ہے کہ لوگ اس کے نام سے بھی خوف کھائے زین ہشام اور ماہر کے والد کے ساتھ رہنے لگا زین ہشام کی آنکھوں میں مہک کے لیے محبت جان چکا تھا اور مہک کو وہ اپنی بہن عنایہ کی طرح رکھتا تھا پھر ایک دن ہشام اور ماہر کے والد جس کے لیے کام کرتے تھے ان کے مخالف نے ان پر حملہ کرتے اس بستی کو قبرستان بنا دیا اور اس سب کا شکار مہک بھی ہوئی بے آبرو ہو کر ماہر اور زین جوابی حملہ کرنے کے لیے اسی جگہ پر تھے لیکن ہشام اپنے باس کا آرڈر مانتے ہوئے امریکہ میں تھا جہاں اس کی دوستی 18 سال کے جیک سے ہوئی۔ جیک اس دلدل میں بھوک کی وجہ سے اترا تھا اس کے

والد میر صاحب اور والدہ مسلمان تھے جیک کا اصل نام ارسلان میر تھا لیکن انگریز اس کے نام کو اپنے تلفظ میں رکھتے بگاڑ دیتے تھے جس پر اپنے ماں باپ سے ضد کرتے اس نے جیک نام سے پکارنے کا کہا جیک کے والدین کی کار ایکسیڈنٹ میں موت کے بعد جیک کو وہاں کے یتیم خانے حوالے کر دیا گیا لیکن وہاں کے مالک جیک اور باقی بچوں کو جسمانی زیاتی کا نشانہ بنانے کے لیے حوس کے پجاریوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور جب پہلی دفعہ جیک کو شکار کرنا چاہا تو جیک اس شخص کا سر پھاڑتا وہاں سے بھاگ نکلا لیکن بھوک کی شدت سے چوری کرتے پکڑا گیا جب امریکہ کے ڈون (جس کے انڈر ہشام اور ماہر کے والد پاکستان میں کام کرتے تھے) کے کسی آدمی نے اسے بچاتے اپنی ٹیم میں شامل کیا یوں 12 سال کا جیک اس دلدل میں پہلی دفعہ اترا تھا۔ ہشام کے امریکہ جانے سے پہلے 16 سالہ مہک نے روتے ہوئے ہشام سے کہا تھا وہ نا جائے لیکن ہشام نے ایک نہیں سنی جس بات کی سزا مہک اسے اب دے رہی تھی زین اور ماہر نے بہت مشکلوں سے معاملہ سنبھالا تھا اور معاملہ سنبھالا بھی زین کی وجہ سے تھا جہاں اس کے لوگ ایک بندہ مار رہے تھے وہاں زین کمال دس کو ٹھیر کر رہا تھا لیکن مہک کو پھر بھی نا بچا سکے اور

اپنے وہاں کچھ عزیروں کو کھو دیا ہشام کو جب معلوم ہوا تھا اپنی گینگ کے بندے لیے وہاں پہنچا جن میں جیک بھی تھا ماہر اور زین نے اسے مہک کے ساتھ ہونے والے حادثے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا لیکن جب وہاں پہنچ کر اسے تمام حقیقت معلوم ہوئی تو ایک لمحہ زائع کیے بنا کسی بھی لاحقہ عمل کے بغیر جو ماہر زین اور جیک بنا رہے تھے کیوں کے وہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ تھے لیکن ہشام کو پاگل ہوتا دیکھ وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑے جس کا خمیازہ انھیں بہت لوگوں کو گوا کر ملا لیکن ہشام کو پرواہ نہیں تھی وہ تو بس مہک کو چھونے والے شخص کو عبرت ناک موت دینا چاہتا تھا اور ایسا ہی کیا ہشام نے جس جس نے ہشام کو اس روپ میں دیکھا اس سے خوف ہی کھایا پھر بچتے بچاتے وہ لوگ وہاں سے نکلے لیکن ان کے باس نے سب کو امریکہ آنے کا کہا کہ پاکستان کی مافیا پر قبضہ وہ لوگ کوئی لاحقہ عمل بنا کر کرے گئے جس پر سب چلے گئے لیکن ماہر مہک کی حالت کے پیش نظر وہی رہا کراچی کے کچھ علاقوں پر ان کی حکومت اب بھی تھی اور مہک ہشام کو جب جب دیکھتی اسے ہشام کو روکنا اسے پکارنا ہی یاد آتا اس لیے ماہر مہک کو ہشام سے فی الحال دور ہی رکھنا چاہتا تھا ماہر نے ضبط سے ہشام کو مہک کو طلاق دینے کا کہا تھا وجہ مہک کی

عزت کا داغدار ہونا تھا جس پر ہشام نے ان نگاہوں سے ماہر کو دیکھا کے ماہر نے یہ لفظ دوبارہ ہشام کے سامنے کہنے کی جرت نہیں کی ہشام نے تو جب سے ہوش سمبھالا تھا مہک کو چاہا تھا پھر کیسے ممکن تھا جسے چاہا جائے اس کا ساتھ چھوڑ دیا جائے چاہے زمانہ اسے داغدار ہی کہ کر بلائے اور ہشام خان کی عزت کو کوئی داغدار بول کر تو دیکھائے وہ سب امریکہ چلے گئے لیکن ہشام وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھا وہ مہک کے پاس نا ہو کر بھی مہک کے پاس تھا مہک کی ہر حرکت پر نظر رکھتا تھا مہک کی حفاظت کے لیے ماہر کے گارڈز ہونے کے باوجود اپنے بندے بھی وہاں چھوڑے ہوئے تھے وجہ شاید مہک کے ساتھ ماضی میں ہوئے حادثے کا خوف تھا ہاں ہشام خان کو اگر کوئی خوف تھا تو مہک کے دور ہونے کا تھا اس کی حفاظت کا تھا اور اب مہک ہی ہشام کی جینے کی وجہ تھی اور اب دو سال سے پاکستان ہونے کے باوجود بھی وہ مہک کے سامنے نا جا پایا وہ جانتا تھا ڈیول اسے اسی لیے یہاں بھیج رہا ہے لیکن وہ مہک کے آنسوؤں کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لیے انجان بنا یہاں رہ رہا تھا شاید اب بھی اگر ماہر اور ڈیول اسے ہمت نا دیتے تو وہ کبھی بھی مہک کا سامنا نا کرتا۔زین کے امریکہ جانے پر اور اپنی وحشت سے وہاں خوف پھیلانے پر

وہاں کے باس نے اسے ایک نام دیا تھا "ڈیول" ان کے باس کے بعد زین کو ہی سب نے مافیا کنگ تسلیم کیا وجہ زین کی بے رحمی کے چرچے اور طاقتور ہونے کی چاہ میں روکاوٹ بنے والے ہر بندے کو ختم کرنا تھا یوں ہی تو نہیں امریکہ کے لوگ اس کے نام سے خوف کھاتے تھے یہ سفر تھا زین کا زین کمال سے ڈیول کنگ بنے کا۔

دس سالوں سے وہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور ایک دوسرے کے ہر درد سے واقف بھی۔یہ تھا مافیا ورلڈ سے تعلق رکھنے والے زین کمال، ارسلان میر، ماہر راشد، ہشام خان اور مہک ہشام خان کا دردناک ماضی۔

"عائشہ ایک بات کہو "آیت اور عائشہ موی دیکھتے ہوئے لاؤنج میں بیٹھے پاپ کارن کھانے میں مصروف تھی جب آیت نے عائشہ کو شرارت سے مخاطب کیا

"ہاں بولو" عائشہ موی دیکھتے ہوئے سو سو کرتی بولی کیونکے موی میں ایموشنل سین چل رہا تھا۔

"یہ ولن بلکل تیرے شوہر جیسا لگ رہا ہے نہیں؟؟" آیت بولی تو عائشہ موی میں گندے سڑے سے بڈھے ولن کو ہونکوں کی طرح دیکھنے لگی بھئی وہ کہاں سے آیت کو اس کے حسین شوہر جیسا لگا ہاں غنڈہ تھا اس کا شوہر لیکن ہینڈسم بھی تو تھا نا۔

"میرا شوہر الحمدللہ بہت ہینڈسم ہے" عائشہ اتراتے ہوئے بال جھٹک کر بولی تو پیچھے دروازے پر ایک سائیڈ ٹیک لگائے جیک مسکرا گیا جبکے اپنی بیوی کی بات پر سامنے ولن کو دیکھ دوسری سائیڈ کھڑے ڈیول نے ہنسی دبائی کیونکہ قہقہہ لگا کر اپنی بیوی کی چلتی زبان کو بریک نہیں لگانا چاہتا تھا نا۔ہشام کسی کام کا کہتے پیلس نہیں آیا تھا لیکن ماہر اور مہک کسی بھی وقت پہنچ سکتے تھے۔

"غور سے دیکھ یار تیرے شوہر جیسا ہی ہے دیکھ پکوڑے جیسی ناک بھی ہے اس کی "آیت نے کہا تو عائشہ کو اپنے میاں جی کی مغرور کھڑی ناک یاد آئی اور جیک نے تو باقاعدہ اپنی ناک کو پکڑ کر چیک کیا جس پر مزید قہقہہ ضبط کیے ڈیول کا چہرہ سرخ ہوا۔

"نہیں میرے شوہر کی ناک کھڑی ہے اور بہت پیارا بھی ہے" عائشہ بولی تو جیک نے دل پر ہاتھ رکھا جیک کی حرکت پر ڈیول نے اس کے سر پر ہلکی آوازیں چت رسید کی جس پر جیک نے مسکراتے کندھے اچکائے۔

"ہننہ۔۔ میرے شوہر سے کم" آیت اترا کر بولی تو جیک نے ڈیول کی طرف سر سے پاؤں تک دیکھا تو ڈیول نے جل کر جیک کی گردن دبوچ لی اب بھلا کسی کو بتانے کی اور جانچتی نظروں سے ڈیول کو مزاق میں بھی دیکھنے کی کیا ضرورت وہ تو بلاشبہ یونانی دیوتاؤں جیسی مورت لیے تھا۔پیچھے سے آتے مہک اور ماہر نے یہ منظر ناسمجھی سے دیکھا تو ڈیول نے جیک کی گردن آزاد کرتے مہک کو مسکرا کر دیکھتے اس کے سر پر ہاتھ

رکھا اور واپس اپنی پوزیشن میں کھڑا ہو گیا جبکے ماہر نے اشاروں میں جیک سے پوچھا تو اس نے سامنے منظر کو دیکھنے کو کہا تو مہک بھی سامنے بیٹھی دونوں لڑکیوں کو دیکھنے لگی۔

"ہاں ہاں ۔۔ آپ کے شوہر کے کیا کہنے وہ تو ہے ہی اعلی قسم کے عظیم انسان جنہوں نے ہمیں تب کڈنیپ کروایا جب پورے دو مہینے دس دن کے بعد تم میرے ساتھ گول گپے کھانے گئی تھی ۔۔ انھیں تو یہ بھی خیال نہیں چلو بچی کو گول گپے تو پورے کھا لینے دیتے پورے دو گول گپے رہتے تھے میرے" عائشہ صوفے پر چھڑتی لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھتی خونخوار نظروں سے آیت کو دیکھ کر بولی تو جیک اور ڈیول کا تو منہ کھل گیا جیک تو بیچارہ یہ سوچ کر ہی رہ گیا اس کی بیوی کو گول گپے کتنے پسند تھے کہ دن بھی گنتی تھی اور کڈنیپ ہونا تھا تو بھی گول گپے پورے کھا کر اور ڈیول تو یہ سوچتا رہ گیا اس کو اعلی قسم کا عظیم انسان بول کر تعریف کی گئی یا یہ طنز کا وار تھا اس پر۔

"شرم نہیں آتی عمر میں بڑے ہیں تم سے تمیز سے ۔۔ڈیول بھائی بولا کرو۔۔ اور رہی تمہارے گول گپوں کی بات تو ڈیول نے تو صرف حکم دیا تھا لیکن تمہارے میاں جی لائے تھے تمہارے پورے گول گپے ختم ہونے سے پہلے ہمیں اٹھا کر۔۔" آیت بھی عائشہ کی طرح صوفے پر چڑھ کر دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹ کر سر جھٹکنے والے انداز میں بولی تو ڈیول کا منہ کڑوے بادام جیسا ہوا ایک اس کی بیوی کو ہر بات میں ڈیول کی عمر ہی کیوں لانی ہوتی تھی لیکن جیک اور ماہر کو تو ڈیول کی شکل پر ہنسی ضبط کرنا مشکل ہوا اور مہک تو ہونکوں کی طرح کبھی عائشہ اور کبھی آیت کو دیکھتی کہ کیا کیا بول رہی ہیں یہ دونوں جہاں تک اسے معلوم تھا ڈیول نے آیت سے شادی زبردستی کی تھی اور عائشہ نے جیک سے مجبوری میں اور اب شاید دونوں کے بیچ شوہروں کو ہی لے کر جنگ چل رہی تھی۔

"اور وہ کیا ہے نا انھیں مجھ سے شادی کرنے کی بڑی جلدی تھی اس لیے اتنی جلدی

حکم دیا" آیت دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے بظاہر شرمانے والے انداز میں بولی تو ڈیول کو کھانسی کا جھٹکا لگا جس پر ہاتھ کی مٹھی بنائے منہ پر رکھ کر کنٹرول کی اور جیک، مہک اور ماہر نے پہلو بدل کر مسکراہٹ چھپائی۔

"واہ بہن واہ۔۔۔ خود تو تم اپنے شوہر کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی ہو اور مجھے بھی ساتھ گھسیٹ لیا" عائشہ کا اشارہ کڈنیپنگ والی بات پر آیت کے یوں شرمانے والے انداز پر تھا۔

"شوہر ہے میرا اور اتنا ہینڈسم شوہر۔۔۔ اس کے لیے تو مرنا بھی قبول ہے مجھے" آیت آہ والے انداز میں بولی تو عائشہ نے سر جھٹکا لیکن جیک مہک اور ماہر نے ڈیول کو دیکھا ڈیول کے تاثرات پل میں سنجیدہ ہوئے اور وجہ سب کو معلوم تھی آیت کی مرنے والی بات ڈیول تو اتنا پاگل تھا کے اگر ان میں سے کسی کو کھرونچ بھی آجاتی تو کھرونچ کی وجہ ختم کر دیتا تھا اور ان لوگوں کو الگ سے سزا ملتی تھی اور آیت وہ تو

ڈیول کی بیوی ہے تو وہ آیت کے مرنے والی بات پر اس کا کیا حشر کرے گا مہک جیک اور ماہر نے افسوس سے آیت کو دیکھا ۔ڈیول قدم بڑھاتا آیت تک پہنچا آیت نے قدموں کی چاپ پر گردن موڑی تو ڈیول کو اپنے قریب آتے دیکھ مسکرا گئی لیکن ڈیول نے ایک ہی جست میں آیت کا ہاتھ کھینچ کر خود پر گراتے باہوں میں بھرا اور سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی سمت چل پڑا جبکے آیت عائشہ کے سامنے ڈیول کی حرکت پر شرمندہ ہوتی تو کبھی ڈیول کے چہرے کے سخت تاثرات کو دیکھتی ۔جبکے اس پورے معاملے کو دیکھتے جیک عائشہ کی طرف قدم بڑھاتا اس کے سامنے ہاتھ پھیلا گیا جس کو تھامتے شرمندگی سے عائشہ صوفے سے تو اتر گئی لیکن مہک اور ماہر کو دیکھ نا سمجھی سے جیک کی طرف دیکھنے لگی تو جیک نے ان سب کا تعارف کروایا اتنے میں ہشام بھی وہاں پہنچا جسے دیکھتے مہک نے پہلو بدلہ تو جیک نے مہک اور ہشام کا تعلق بھی ظاہر کیا ماہر سب سے ملتا وہاں سے امریکہ جانے کے لیے نکل گیا تو جیک عائشہ سے مخاطب ہوا ۔

"چلیے" جیک نے عائشہ سے پوچھا۔

"کہاں" عائشہ نے نا سمجھی سے سوال کیا۔

"بھابھی نے کہا تھا نا تمہیں گول گپے کھلاؤ اور ویسے بھی ابھی کچھ دیر پہلے میں نے اپنی بیوی کو گول گپوں کے لیے جزباتی ہوتے دیکھا ہے تو وہی تمہاری فیورٹ اسٹال پر چل کر کھلاتا ہوں تمہیں" جیک مسکرا کر بولا تو عائشہ کی گول گپوں والی بات پر اپنی حرکت یاد کرتے آنکھیں شرمندگی سے نیچے ہوئی تو جیک نفی میں سر ہلاتا کمرے میں آیا اور عائشہ کی چادر لیتا واپس عائشہ کے پاس آیا چادر عائشہ کے کندھوں پر ڈالتا عائشہ کا ہاتھ تھامتا ہشام اور مہک کو بائے کرتا باہر چل دیا۔ اب پیلس کے لاؤنج میں مہک اور ہشام کچھ فاصلے پر کھڑے تھے مہک اعتراف میں نظریں دوڑاتی اور ہشام اسے بے پناہ محبت سے دیکھتا ہشام نے ایک ملازمہ کو بلاتے اسے مہک کا سامان اپنے کمرے میں رکھنے کا کہا اور پھر قدم اٹھاتا مہک کے قریب پہنچا مہک نے نظریں اٹھا

کر دیکھا تو ہشام کی آنکھوں میں دیکھتے پھر اس کے چہرے کا طواف کرنے لگی وہ پہلے سے بھی زیادہ وجیہہ لگنے لگا تھا اور ایک پٹھان مرد کس قدر وجاہت کا شاہکار ہو سکتا ہے یہ تو سب ہی جانتے ہیں مہک کی نظر ہشام کے چہرے سے ہوتی ہلکی بیرڈ میں اس کی گردن پر ابھرنے والی ہڈی پر جا کر رکی تو مہک کو اپنا گلا خشک ہوتا محسوس ہوا اور وہ نظریں پھیر گئی لیکن ہشام تو مہک کی سانولی سی رنگت میں بڑی بڑی بھوری آنکھوں پر نظریں جمائے کھڑا تھا کون کمبخت کہتا ہے سانولی لڑکی سے محبت نہیں ہوتی جو کہتا ہے وہ ہشام خان کو دیکھے تو جانے سانولی لڑکی سے محبت نہیں عشق کیا جاتا ہے۔ہشام نے مہک کا پہلو میں گرا ہاتھ تھامنا چاہا لیکن مہک بدک کر پیچھے ہوئی تو ہشام کے سینے میں کچھ چبا لیکن خود پر کنٹرول کرتا نرمی سے دوبارہ آگے بڑھتا مہک کا ہاتھ تھام گیا اور قدم اپنے کمرے کی طرف بڑھا گیا مہک ہشام کے ساتھ مزاحمت کرتی چلنے لگی ہشام کی گرفت بہت نرم تھی مہک کے ہاتھ پر لیکن کمزور نہیں کے مہک پل میں اپنی کلائی چھوڑوا لیتی ۔ہشام نے مہک کو اپنے روم میں لاتے دروازہ لاک کیا ۔ہشام نے مہک کو صوفے پر بیٹھاتے خود گھٹنوں کے بل بیٹھتا مہک کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔

"مہک" یہ نام کس قدر اپنے اندر خوشبو سمائے تھا یہ مہک کو آج معلوم ہوا۔

"میں تمہارا مجرم ہو مجھ سے تماری حفاظت نا ہو سکی۔۔میں اس عزیت سے تمہیں نا پچا سکا مجھے معاف کردو۔۔مہک" اور اب مہک کو لگا جیسے یہ نام کتنے داغ لیے تھا اچانک خوشبو کا طلسم ٹوٹا تھا اور چھنک کی آوازسے مہک کو اپنی چیخنے یاد آئی تھیں۔

"میں وعدہ کرتا ہوں اب تمہیں چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤ گا سائے کی طرح تمہارے ساتھ رہو گا تمہاری حفاظت کرو گا ہماری زندگی میں اب کوئی عزیت نہیں ہوگی" ہشام کہہ رہا تھا اور مہک کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے لیکن وہ مسکرا رہی تھی اور اس کی مسکراہٹ جلد ہی دیوانہ وار ہنسی میں تبدیل ہوگئی وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ معلوم ہو رہی تھی ہشام نے سر اٹھا کر دیکھا تو مہک نفی میں سر ہلاتی ہنس رہی تھی۔

"ہشام خان۔۔تم اب میرے ساتھ رہو گے جب میرے پاس کوئی احساس نہیں تمہیں دینے کو۔۔تم اب میری حفاظت کرو گے جب میرے پاس حفاظت کروانے کے لیے عزت ہی نہیں بچی۔۔ہماری زندگی.. کونسی ہماری زندگی جس میں تم مجھے تب چھوڑ کر گئے جب مجھے صرف تمہاری.. تمہارے تحفظ کی ضرورت تھی۔۔اور عزیت وہ تو اب میرا نصیب بن گئی ہے اور تم عزیت سے کا وعدہ کر رہے ہو مجھ سے" مہک ہشام کے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے صوفے سے اٹھتے ہوئے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ لیے بولی تو ہشام کا صبر ختم ہوا اور اشتعال کی زیادتی سے چہرے پر سارے جسم کا خون جھلکنے لگا۔

"دوبارہ یہ بکواس کی کہ تمہارے پاس عزت نہیں بچی تو تمہاری زبان گدی سے کھینچ لو گا سمجھی۔۔تم مہک ہشام خان تم ہشام خان کی عزت ہو اور تمہیں چھونے والے کا اتنا عبرتناک انجام کر چکا ہو میں کہ اب کوئی ہشام خان کی عزت پر میلی نگاہ سے

دیکھنے کی جرت بھی نہیں کرے گا" ہشام مہک کا بازو دبوچتا اس کے چہرا اپنے چہرے کے قریب کرتا دھاڑا کہ مہک نے خوف سے آنکھیں میچ لیں۔ہشام نے کہتے ہی مہک کی بند آنکھوں پر اپنے لب رکھے جیسے خود کو سکون دلانا چاہتا ہوں ہشام کی اس حرکت پر مہک نے ہشام کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خود سے دور دھکیلا یہ اتنا اچانک تھا کہ ہشام مہک سے تین قدم پیچھے ہوا مہک کی آنکھوں میں خوف کی لہر تھی جو ہشام نے اس وقت دیکھی ہشام نے دوبارہ مہک کے پاس آنا چاہا تو مہک نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا اور لہو ہوتی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہاتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"تم۔۔دور رہو مجھ سے۔۔میں یہاں صرف اپنے بھائیوں کی وجہ سے آئی ہو تو تم کوئی خوش فہمی مت پالنا۔۔" مہک نے خود کو سنبھالتے روک روک کر اپنی بات مکمل کی اور جھٹ سے وشروم کا تعین کرتی وشروم چلی گئی اور دروازہ بند کرتی دروازے سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھتی چلی گئی بازوں کا حصار اپنے پیروں کے گرد بناتی

زاروقطار رونے لگی جبکہ ہشام کئی لمحے وہی کھڑا رہا پھر باہر کی طرف قدم بڑھا گیا

رات کا کونسا پہر تھا جب ہشام کمرے میں داخل ہوا تو مہک بیڈ پر سو رہی تھی ہشام قدم بڑھاتا بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کر کنفرٹ میں چھپنے سے بچا مہک کا چہرہ دیکھنے لگا وہ ہشام کو سولہ سال والی معصوم سی مہک ہی لگی جو ہر عزیت سے پاک تھی ہشام بیڈ پر بیٹھتے مہک کے ماتھے پر لب رکھ کر اٹھتا واشروم چلا گیا واشروم سے باہر نکلتے ہشام تکیہ لیے کاوچ پر آنکھوں پر بازو پھیلائے چت لیٹ گیا۔

ڈیول نے کمرے میں آتے آیت کو بیڈ پر بیٹھایا پھر خود آیت کے پیروں سے سلیپر اتارتے پیر اوپر کیے آیت کی نظریں صرف ڈیول کے سنجیدہ چہرے پر تھی ڈیول اپنی شرٹ اتارتا دور اچھال گیا آیت کی نظر اب ڈیول کے مسلس سے ہوتی سکس پیکس پر گئی تو آیت کو اپنے گلے میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے ڈیول آیت کے قریب آتا

ایک پیر بیڈ پر رکھے آیت کی گردن اور چہرے کے بیچ اپنا ہاتھ رکھے آیت کی آنکھوں میں دیکھنے لگا آیت کو ڈیول کی آنکھوں میں صرف سرد مہری نظر آئی۔

"کیا کہا باہر تم نے۔۔ میرے لیے تمہیں مرنا بھی قبول ہے؟؟"ڈیول آیت کا ہونٹ رب کرتے پہلے والا جملا آرام سے بولا اور دوسرا جملا آیت کے بال مٹھی میں پکڑ کر بیڈ سے اٹھاتے ہوئے بولا آیت نا سمجھی سے ڈیول کو دیکھنے لگی پھر بات سمجھ آنے پر تھوک نگلتی کچھ کہنے والی تھی۔

"تم یہ بات کیوں بھول جاتی ہو تمہارے لیے یہ ڈیول اپنی سانسیں دے سکتا ہے تمہیں اور تمہارے لیے خود کا وجود اتنا غیر معمولی ہے تمہیں کھرونچ بھی آئی یہ ڈیول آگ لگا دے گا اپنی پوری دنیا کو اور تم۔۔۔ میرے لیے مرنا قبول ہے تو میری شدتوں کو جھیل کر روز مرو۔۔ آج تمہیں موت سے واقف کرواتا ہوں تاکہ دوبارہ یہ بات بولنے سے پہلے سو دفعہ سوچو تم"ڈیول نے دھاڑتے ہوئے آیت کے بال

چھوڑتے آیت کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا آیت اوندھے منہ بیڈ پر گری آیت کی آنکھوں میں بے یقینی کے ساتھ آنسو بھی رستہ بنانے لگے کیا شخص تھا یہ کھرونچ نا آنے کی باتیں کرتا خود منہ کے بل گرا گیا تھا آیت کو ڈیول آیت کی کمر پر جھکا اور شرٹ کی زپ کھولتے نیچے کھسکا گیا آیت نے پلٹنا چاہا لیکن ڈیول کے جھکے وجود کے آگے آیت کی کوشش ناکام ہوئی ڈیول آیت کی کمر کو اپنے لبوں سے چھوتا اپنا غصّہ اشتعال اس پر نکالنے لگا ڈیول کی جا بجا شدت پر آیت نے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ لیا آیت کے آنسو سسکیوں میں بدلنے لگے۔ آیت کی سسکی سنتا ڈیول نے جھٹکے سے آیت کو سیدھا کرتا اپنے سینے سے نرمی سے لگا گیا آیت ڈیول کے سینے سے لگی سسکیوں سے رونے لگی۔

"تم مجھے کیوں مجبور کرتی ہو یہ سلوک کرنے کے لیے تمہارے ساتھ اور پھر رونا شروع کردیتی ہو۔۔ Don't cry my lady" ڈیول آیت کی زپ لگاتا نرمی سے آیت کو خود سے الگ کرتا آنسو صاف کرتا ماتھے پر لب رکھتے بولا تو آیت نے اس

سے پیچھے ہٹتے ایک زوردار پنچ ڈیول کو رسید کیا ڈیول کو اپنی ناک کی ہڈی میں درد کی لہر محسوس ہوئی آیت بیڈ سے اٹھتی ڈریسنگ سے پرفیوم اٹھاتی ڈیول کا نشانہ باندھ گئی ڈیول کی آنکھوں میں ناسمجھی کے ساتھ ساتھ بے یقینی تھی لیکن ڈیول ایک بات سمجھ گیا تھا اس کی بیوی واقع 'ایک ہاتھ دے تو دو ہاتھ لے' والے قول پر چلتی ہے ڈیول جلدی خود کو بچاتا تکیہ اپنے سامنے کرگیا اس کی جلالی بیوی واقعی اس کا نقشہ بگاڑنے والی تھی تبھی تو سیدھا نشانہ باندھتی اس کے چہرے پر ہی پرفیوم کی شیشی دے ماری تھی جو تکیے سے ٹکراتی زمین بوس ہوئی اور خوشبو کی تیز لہر کمرے میں دوڑ گئی ڈیول دوسری سائیڈ سے جلدی بیڈ سے اترا اتنے میں آیت ڈیول کی ایک اور پرفیوم کی شیشی لیے نشانہ باندھ گئی جسے ڈیول نے جھک کر ناکام کیا پرفیوم سیدھا بالکنی کی گلاس وال سے ٹکرا کر زمین بوس ہوا کمرے میں دوبارہ خوشبو کی لہر دوڑ گئی آیت جا بجا ہر چیز اٹھا کر ڈیول کو مارتی اور ڈیول خود کو مشکل سے بچاتا خود کو محفوظ رکھے ہوئے تھا کیا ضرورت تھی اس خطرناک آفت سے پنگا لینے کی ڈیول کو شدت سے افسوس ہوا ڈیول تو بیچارہ ڈریسنگ میں بھی نہیں گھس سکتا تھا کیونکہ اس کی غنڈی آفت ڈریسنگ کے سامنے ہی تو کھڑی تھی ڈیول بچتا بچاتا اپنی شرٹ اٹھاتا دروازہ کھولے

باہر بھاگا کوئی سوچ سکتا ہے امریکہ کا اتنا بڑا گینگسٹر، مافیا کنگ اپنی بیوی کی پٹائی سے بچنے کے لیے اپنا کمرہ چھوڑ چکا تھا جس کے خوف سے لوگ ملک چھوڑ دیتے تھے۔

"کہاں جا رہے ہو واپس آؤ تمہاری ساری غنڈہ گرتی نکالتی ہو" آیت پیچھے سے ہاتھ میں واس لیے چیخی۔

"آئی سوری۔۔آئندہ نہیں کروگا" ڈیول پیلس کے لان میں جلدی پہنچتا صوفے کے پیچھے ہوتے بولا تو باہر سے آتے جیک اور عائشہ وہی رک کر پہلے ہونکوں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھتے پھر آیت کو اور پھر جیک ڈیول کو جبکے عائشہ ڈیول کو شرٹ لیس دیکھتے نظروں کا زاویہ بدل گئی تھی۔

"آئندہ ؟؟زندہ چھوڑوگی تو کروگے نا" آیت نے واس پھینکا تو ڈیول نیچے ہوتا آیت کا وار ناکام کرگیا آیت اب صوفے سے کشن اٹھاتے وہی سے ڈیول کو پھینک کر مارنے

لگی۔

"ڈارلنگ میرے باپ کی بھی توبہ"ڈیول کان پکڑتا بولا تو جیک نے عائشہ کو چٹنخی کاٹی جس پر عائشہ سسک کر خونخوار نظروں سے جیک کو دیکھنے لگی تو جیک کھسیانی ہنسی ہنستا بولا۔

"کنفرم کر رہا تھا اصل میں یہ سب ہو رہا کہ ڈیول کنگ اپنی بیوی ہماری بھابھی سے پیٹ رہا ہے"جیک کے بولنے پر عائشہ نے بھی اسی کے انداز میں جیک کو چٹنخی کاٹی تو جیک خفگی سے عائشہ کو دیکھنے لگا۔

"تمہیں کنفرم کروا رہی ہو یہ خواب نہیں حقیقت ہے" عائشہ کندھے آچکا کر بولی جیک نے سر جھٹکا پھر دونوں بنا ٹکٹ کی فیلم دیکھنے میں دوبارہ مشغول ہوئے۔

"زین کمال تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا آیت زین کمال پر اب میں تمہیں بتاتی ہو مافیا کنگ ہو یا تیس مار خان بیوی بیوی ہوتی ہے اور شوہر شوہر" آیت صوفہ پھلانگتی میز پر کھڑی ہوئی تو ڈیول اس کی جانب دیکھنے لگا آیت نے پیر موڑنے کا ناٹک کیا تو ڈیول ایک ہی جست میں آیت تک پہنچا تو آیت نے ایک پیر گھوما کر ڈیول کو کک دے ماری ڈیول اچانک حملے پر پیچھے ہوتا صوفے پر جا گرا تو آیت ڈیول کی گود میں بیٹھتی ڈیول کا کالر پکڑ کر اپنا چہرہ اس کے قریب کر گئی۔جبکے جیک اور عائشہ جو دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے گڑبڑا کر سیدھے ہوئے اور نظروں کا زاویہ گئے

"چلو بیگم مجھے لگتا ہے اب یہ fight۔ romanticfight میں تبدیل ہونے والی ہے" جیک عائشہ کان میں سرگوشی کرتا بولا اور عائشہ کا ہاتھ تھامے دبے قدموں سے اپنے روم کی طرف چل پڑا۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو" آیت خونخوار نظروں سے ڈیول کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"تمہارا اینڈسم ، اسٹائلش لفنگا شوہر"ڈیول آیت کی کمر کو حصار میں لیتا بولا تو آیت نے گردن پیچھے کرتے ڈیول کو آہستہ سے تھپڑ دے مارا ڈیول نے کندھے اچکاتے آیت کی کمر پر گرفت مضبوط کی۔

"کوئی نہیں تم اتنے ہینڈسم "آیت سر پیچھے جھٹکتے بولی۔

"کچھ دیر پہلے تو میرے ہینڈسم ہونے کے قصیدے پڑھے جا رہے تھے"ڈیول نے آیت کو بات یاد دلائی تو آیت کو احساس ہوا پتا نہیں کب سے ڈیول اس کی اور عائشہ کی باتیں سن رہا تھا۔

"غلطی ہوگئی" آیت گڑبڑا کر بولی۔

"اب اس غلطی پر کس تو بنتی ہے" ڈیول شوخی سے بولا۔

"ڈیول میں تمہارے بال نوچ لوگی" آیت وارن کرتے بولی۔

"تم تو مجھ سے بھی دو قدم آگے کا سوچتی ہو بیگم" ڈیول آنکھ ونگ کرتا بولا ڈیول نے ایک لمحہ ضائع کیے بنا آیت کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کیا آیت نے ڈیول کے بالوں میں ہاتھ پھنساتے ڈیول کی شدتوں میں آج اس کا ساتھ دیا آج ڈیول کو اپنے ہونٹ پر خون کے قطرے محسوس ہوئے اور وجہ آیت کا اس کے ہونٹ پر اپنے دانتوں سے کیا گیا تشدد تھا ڈیول نے آیت کے لبوں کو آزاد کرتے انگوٹھے سے اپنا ہونٹ رب کیا۔

"ڈارلنگ ایسے ہی ساتھ دیتی رہی تو ایک دن ہمارا جانشین اس دنیا میں ضرور آجائے

گا"

ڈیول بولا تو آیت نے کچھ بولنے کے بجائے ڈیول کے کندھے پر سر رکھ دیا اشارہ سونے کے لیے چلنے کا تھا جس پر عمل کرتے ڈیول آیت کو باہوں میں لیے کمرے میں آیا۔

"مجھے میرے ایک ریلیٹو سے ملنا ہے وہ یہی رہتے ہیں تو میں کل چلی جاؤ" عنایہ دلشاد کے کمرے میں آتے ہوئے بولی تو تھکاوٹ لیے دلشاد کے چہرے پر بے ناگواری چھائی۔

"تم یہی بلا لو" دلشاد کوٹ ہینگ کرتے بولا تو عنایہ غصّے سے صوفے پر بیٹھی دلشاد کی

پشت گھورنے لگی۔

"ایک بات کیا مان لی آپ کی تو یہ نہیں سمجھنا ساری مانوگی" عنایہ بولی تو دلشاد طنزیہ مسکراہٹ لیے دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے عنایہ کی طرف پلٹا۔

"اور اگر میں یہی سمجھو تو" دلشاد آئبرو ریز کرتے بولا تو عنایہ نے دلشاد کو گھورا۔

"میں ڈرتی نہیں ہو آپ سے" عنایہ بولی

"اوکے۔۔پھر میں ڈرانے کی ٹریننگ شروع کرتا ہوں" دلشاد کہتا شرٹ کے بٹن کھولنے لگا ارادہ صرف عنایہ کو ڈرانا تھا تو عنایہ گڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔

"شرم نہیں آتی آپ کو" عنایہ کی بات پر دلشاد کے ہاتھ رو کے اور عنایہ کو دیکھنے لگا۔

"میں کیا عورت ہو جو پلو منہ میں ڈالے شرماؤ" دلشاد ناگواری سے بولا تو دلشاد کی بات نا سمجھی سے سنتی اور پھر سمجھ آنے پر عنایہ کو ہنسی کا دورا پڑا۔

"کیسے لگے گے آپ ایسا کرتے" عنایہ ہنستی ہوئی بولی تو دلشاد خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا جس پر عنایہ کنفرٹ منہ تک اوڑھے چت لیٹ گئی تو دلشاد اپنا رخ واشروم کی طرف کرگیا فریش ہو کر باہر آیا اور پھر کچن کی طرف رخ کر گیا کچن سے دلشاد کو آوازیں آئی تو اسے لگا زریش بیگم ہونگی کیونکہ وہ ہی ہمیشہ دلشاد کے لیٹ آنے پر اس کے منع کرنے کے باوجود اس کا انتظار کرتی اور کھانا گرم کرتی تھیں لیکن ڈائینگ ٹیبل پر کھانا لگاتی عنایہ کو دیکھ دلشاد پہلے حیران ہوا پھر خود کو کمپوز کرتا کھانا نکالنے لگا۔

"تم سو جاؤ اور آئندہ انتظار مت کرنا۔۔ سمجھوتے کا رشتہ ہے یہ ایسی خدمتیں کر کے کچھ حاصل نہیں ہونے والا تمہیں" دلشاد نے کہا تو کچن کی طرف قدم بڑھاتی عنایہ رکی۔

"آپ سمجھتے کیا ہے خود کو مسٹر دلشاد وہاب خانزادہ" عنایہ غصّے سے سرخ ہوتی ناک لیے بولی۔

"اس بات کا جواب تمہارے سوال میں موجود ہے" دلشاد نے پانی گلاس میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"میرا دماغ خراب تھا جو آپ کا انتظار کیا میں نے" عنایہ جل کر بولی۔

"غلط مسز۔۔ تمہارا دماغ پیدائشی خراب ہے" دلشاد طنزیہ مسکراہٹ لیے بولا اور

عنایہ کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھنے لگا۔

"شاید آپ کو یاد نہیں میں کون ہوں"عنایہ آبروریز کرتی سینے پر ہاتھ باندھتی بولی۔

"یاد آیا۔۔تم وہ شہزادی ہو جو روز آئینے سے پوچھتی ہے میں ہوں کون ؟؟میں ہوں کون اور آئینہ بولتا ہے توبہ توبہ مجھے کیا پتا سامنے سے ہٹو محترمہ مجھے اٹیک ہو جائے گا "دلشاد بھی عنایہ کے انداز میں آبروریز کرتا ہاتھ سینے پر فولڈ کرتا کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر طنزیہ بولا تو عنایہ آگ بگولا ہوتی واپس جانے لگی لیکن کچھ یاد آتے پلٹی۔

"اور ہاں آپ کا انتظار میں موم کے لیے کر رہی تھی تاکہ وہ آرام کر سکے سمجھے"عنایہ تن فن کرتی رخ موڑے کمرے کی طرف قدم بڑھا گئی اور دلشاد سر جھٹکتا کھانے میں مصروف ہوا۔

"آج عنایہ آئے گی"ڈیول جو آیت کو ناشتہ کروانے کے ساتھ ساتھ خود بھی ناشتہ کر رہا تھا ہشام ،مہک ،جیک ، عائشہ اور آیت سے مخاطب ہوا۔

"مجھے بتاؤ ڈیول کہاں سے پک کرنا ہے میں لے آوگا"ہشام انڈے کا ٹکڑا فوک کی مدد سے منہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔

"میں خود جاؤ گا اپنی پرنسس کو لینے"ڈیول مسکراہٹ لیے بولا۔

"عنایہ کون ہے ؟"اب کی دفعہ عائشہ جیک سے بولی لیکن جواب آیت نے دیا۔

"میری نند ہے" آیت بولی تو سب نے آیت کو مسکراتے ہوئے دیکھا جبکہ عائشہ کو دھسکا لگا کیونکہ عائشہ کی سوچ کے مطابق ڈیول کی بہن ہے تو ڈیول جیسی ہی غنڈی ہوگی۔

"وہ بھی آپ لوگوں کے ساتھ غنڈہ گردی اور کڈنیپنگ کرتی ہے؟؟" عائشہ نے تو آج سیدھا سوال ہی ڈیول سے کیا جو سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا اور آیت بائیں جانب کرسی پر اس کے ساتھ عائشہ اور پھر جیک جبکہ سامنے دائیں جانب مہک اور ہشام بیٹھے تھے۔ عائشہ کی بات پر ڈیول کا ہاتھ روکا اور وہ عائشہ کو دیکھنے لگا یہ لڑکی تو کبھی ڈیول کی طرف دیکھتی بھی نہیں تھی اور آج اس کی بہن کے متعلق ایسے سوال کر رہی تھی وہ بھی خود ڈیول سے ڈیول کے ساتھ ساتھ سب نے ہی عائشہ کو دیکھا لیکن میاں کے تو ہاتھ سے فوک پلیٹ میں گرا جبکہ عائشہ ہنوز کھاتے ہوئے ڈیول کے جواب کی منتظر تھی۔

"میری بہن کے متعلق تم نے ایسا سوچا بھی کیسے"ڈیول خود کو کمپوز کرتے بولا تو آیت سمیت سب کو ہی ڈیول کے لہجے میں نرمی محسوس ہوئی وجہ یہی تھی اب عائشہ بھی تو ڈیول کی اس مافیا فیملی کا حصہ تھی۔

"آپ بھی غنڈے ہیں، میرے شوہر بھی غنڈے ہیں اور ہشام بھائی بھی اب پھول تو نہیں بیچتے ہونگے؟؟ وہ بھی غنڈے ہی ہونگے تو آپ کی بہن بھی ڈاکٹر تھوڑی نا ہوگی "عائشہ کی منطق اور منہ پھوڑ انداز پر سب کے منہ کھل گئے لیکن ہشام کی پھول بیچنے والی بات پر ڈیول، جیک، آیت نے ہنسی چھپائی مسکراہٹ تو مہک کے چہرے پر بھی آئی لیکن وہ خود کو کمپوز کر گئی جبکہ ہشام خونخوار نظروں سے جیک کو دیکھ رہا تھا لیکن جیک کی ہنسی دیکھتے ہشام نے ٹیبل کے نیچے سے ہی جیک کے پیر پر اپنا پیر دے مارا جس پر جیک کی ہنسی کو بریک لگی اور خفگی سے ہشام کو دیکھنے لگا۔

"تم شرم کرو عائشہ میرے شوہر سے کیسے بات کر رہی ہوں۔۔کل بھی کہا تھا تمیز سے

بات کیا کرو بڑے ہیں تم سے" آیت نے عائشہ کو گھوری سے نوازتے ہوئے اپنے شوہر کی سائیڈ لینی چاہی۔

"میں تو بس ڈیول بھائی سے بات اور ان کی بہن کے متعلق سوال کر رہی تھی۔۔ اور بڑے تو آپ سے بھی ہیں میڈم تو آپ کو شرم نہیں آئی ان کی پیٹائی کرتے ہوئے "عائشہ پہلے گڑبڑا کر اور پھر گھور کر آیت سے مخاطب ہوئی جبکے ڈیول کو تو صدمہ لگا اسے پیٹتا اگر عائشہ نے دیکھا ہے تو اور کس کس نے دیکھا ہوگا عائشہ کی بات اور ڈیول کے تاثر دیکھ ہشام اور مہک کو ہنسی ضبط کرنا مشکل ہوا جبکے جیک نے کھسیانہ ہوتے دانتوں کی نمائش کی آیت خونخوار نظروں سے عائشہ کو دیکھنے لگی جبکے ڈیول ہشام ،مہک اور جیک کو گھورتا وہاں سے اٹھتا اپنے کمرے کی طرف چل پڑا۔

"تمہیں تو بعد میں دیکھتی ہوں میں" آیت عائشہ کو گھورتے ہوئے بولتی ڈیول کے پیچھے بھاگی تو جیک عائشہ سے مخاطب ہوا۔

"شرم کرو۔۔ تم نے سب کے سامنے بھائی اور بھابھی کی پرسنل پیٹائی ڈسکس کی بیگم جیک کی بات پر عائشہ کو شرمندگی کے احساس نے آگھیرا تو عائشہ کے شرمندہ چہرے کو دیکھتے مہک بولی۔

"بھابھی آپ پریشان نا ہو زین بھائی کچھ نہیں کہے گے آپ سے" مہک بولی تو جیک اور ہشام مسکرا کر اسے دیکھنے لگے تو عائشہ بھی مہک کو دیکھتی مسکرائی۔

"میں معافی مانگ لوگی ڈیول بھائی سے" عائشہ بولی تو ہشام نے اسے مخاطب کیا۔

"بھابھی آپ بھی میری بیگم کی طرح ڈیول کو زین بھائی کہ کر مخاطب کیا کرے ڈیول کو عنایہ بھی یہی کہ کر پکارتی ہے" ہشام بولا تو مہک نے بیگم لفظ پر پہلو بدلہ جبکے عائشہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"ڈیول ۔۔ میری بات سنو" آیت ڈیول کے پیچھے کمرے میں آتی ہوئی دروازہ لاک کرتے ہوئے بولی تو ڈیول نے آیت کو نظر انداز کیے ڈریسنگ کا رخ کرنا چاہا جس پر آیت نے ڈیول کے رستے میں آتے اپنے دونوں پیر ڈیول کے پیروں پر جمائے اور پنجوں کے بل بلند کرتے ڈیول کی گردن کے گرد اپنے دونوں ہاتھ ڈالے ڈیول نے بھی آیت کو سہارا دیتے آیت کی کمر پر حصار بنایا آیت ڈیول کی آنکھوں میں دیکھنے لگی ۔

"سوری زین ۔۔" آیت بولی تو ڈیول نے اس کی ناک کو اپنے لبوں سے چھوا اور پھر کان کے قریب سرگوشی کی ۔

"اس کی جگہ تم ایک کس دے دو ڈارلنگ تو میں مان جاؤ گا" ڈیول بولا ۔

"کل دی تھی میں نے" آیت نے ڈیول کو گھور کر دیکھا۔

"رات گئی بات گئی"ڈیول نے آیت کے رخسار کو لبوں سے چھوتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے رات کی ہی بات پر تمہیں منا رہی تھی میں چلو رات گئی بات گئی "آیت نے کہتے ڈیول کی گردن سے ہاتھ ہٹائے اور دور ہونے لگی تو ڈیول نے آیت کو جھٹکے سے پکڑتے آیت کے دونوں ہاتھوں کو دائیں بائیں دیوار سے پن کیا۔

"میری بلی مجھ سے میاؤں"ڈیول کہتا آیت کی جھکی پلکوں کو دیکھنے لگا تو آیت نظریں اٹھائیں ڈیول کے ڈمپل کو دیکھنے لگی پھر آگے ہوتی ڈیول کی بیرڈ پر ڈمپل والی جگہ پر اپنے لب رکھ گئی آیت کی حرکت پر ڈیول کا ڈمپل مزید گہرا ہوا۔

"بلی نہیں بیگم ہو تمہاری اور دو قدم آگے ہی رہو گی تم سے" آیت ڈیول کو دیکھتے ہوئے بولی۔

" وہی تو میں بھی چاہتا ہو کہ میری بیگم محبت کرنے میں بھی مجھ سے دو قدم آگے رہے" ڈیول کہتا آیت کے ہاتھ آزاد کرتا ایک ہاتھ سے آیت کی گردن سے بال سائیڈ پر کرتا اور دوسرے ہاتھ سے آیت کمر پر حصار بناتا آیت کی گردن میں منہ چھپا گیا اور جا بجا اپنی جنونی محبت بھرے شدتوں کے نشان آیت کی گردن پر چھوڑنے لگا ڈیول کے جنون میں آیت کبھی ڈیول کی شرٹ کو مٹھی میں بھینچتی تو کبھی ڈیول کے کندھے کو مضبوطی سے پکڑتی۔

"ڈیول۔۔عنایہ کو لینے جانا تھا۔۔چلو" آیت ڈیول کو پیچھے نا ہوتے ہوئے دیکھ کر پھولی سانسوں سے بولی تو ڈیول سر اٹھاتا آیت کو دیکھنے لگا جو ڈیول کو ہی دیکھ رہی

تھی آیت کو ڈیول کی آنکھوں میں خمار کی ڈوریاں بنتے دیکھ اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔

"ڈارلنگ ۔۔ کبھی شوہر کا بھی سوچ لیا کرو" ڈیول خفگی سے بولا تو آیت نے ڈیول کی بیرڈ پر اپنے دونوں ہاتھ اعتراف میں رکھے ڈیول کے قریب ہوتے ڈیول کے لبوں کو اپنے لبوں سے نرمی سے چھوا اور پیچھے ہوئی۔

"لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں اور عنایہ کو بھی پک کر لیں گے پلیز۔۔" آیت آنکھیں جھپکا کر بولی تو ڈیول نے مسکراتے آیت کو سینے سے لگایا۔

۔"I love u my lady" ڈیول محبت پاش لہجے میں بولا تو آیت مسکرائی۔

۔"I love u too king of my world" آیت کے محبت بھرے اظہار پر ڈیول

نے آیت کو روبرو کھڑا کیا۔

"سیریسلی؟؟"ڈیول نے جیسے کنفرم کرنا چاہا تو آیت کو دیکھتے ہوئے پوچھا آیت نے ڈیول کو گھورا۔

"نہیں مزاق کر رہی تھی"آیت کے جل کر بولنے پر ڈیول کا قہقہہ گونجا۔

"تیار ہو جاؤ چلتے ہیں پھر رات کو تمہارے اظہارِ محبت کا جواب اپنی شدتوں سے بھی تو دینا ہے"ڈیول آیت کے لیے ڈریس نکالتے اور آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا اور آیت کو ڈریس پکڑاتا باہر جانے کے لیے قدم بڑھا گیا تو آیت پہلے نا سمجھی سے اس کی بات سنتی اور پھر سمجھ آنے پر وہی سے چیخی۔

"ڈیول میں تمہارا منہ نوچ لوگی "آیت بولی۔

"ڈارلنگ رات میں جی بھر کر چوم لینا منہ بھی تمہارا ہے اور بندہ بھی "ڈیول آیت کی بات پر دوبارہ قہقہہ لگاتا دروازہ جلدی بند کرگیا کیا بھروسا اس غنڈی آفت کا پھر پیٹنا شروع کردے آیت مسکراتی سر جھٹک کر ڈریسنگ میں گھس گئی۔

دلشاد میٹنگ سے فارغ ہوتا اپنے آفس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا جب گھر کے ہیڈ سیکورٹی گارڈ کی تین کال دیکھ اس کے ماتھے پر بل پڑے دلشاد نے کال ملائی۔

"کیا ہوا "دلشاد نے دائیں ہاتھ سے موبائل کان سے لگائے اپنا ماتھا بائیں ہاتھ کی دو

انگلیوں سے مسلتے ہوئے کہا۔

"سر عنایہ میم ڈرائیور کے ساتھ باہر گئی ہیں اور ہالے میم ایگزیبیشن میں ہے اور سر وہاب اور زریش میم بھی گھر پر نہیں ہے"

گارڈ کی بات سنتے دلشاد کے چہرے پر ناگواری چھائی۔

"ہالے کے ساتھ گارڈز تھے ؟؟"دلشاد نے پوچھا کیونکہ گھر سے کوئی بھی باہر جاتا تو دلشاد کا حکم تھا گارڈز ساتھ ہونگے وجہ اس کے بزنس کے دشمنوں سے تحفظ تھا اور وہاب صاحب اور زریش بیگم کا اسے معلوم تھا کہ وہ وہاب صاحب کے کسی دوست کی عیادت کے لیے گئے تھے۔

"جی سر"گارڈ کے بولنے پر دلشاد نے عنایہ کے متعلق گارڈز کے بارے میں پوچھا تو گارڈ

نے بتایا عنایہ نے منع کر دیا تھا پھر دلشاد نے کس ڈرائیور کے ساتھ گئی ہے پوچھتا کال ڈسکنیک کر گیا کال ڈسکنیک کرتے دلشاد نے ہاتھ کی مٹھی بنائے اپنا غصّہ کم کرنا چاہا۔

"آخر چاہتی کیا ہے یہ لڑکی" دلشاد ڈرائیور کا نمبر ملاتے ہوئے خود سے مخاطب ہوا۔

"بات سنو جہاں اس وقت ہو کوئی بہانا کر کے کار روک دو اور اپنی میم کو نہیں بتانا میری کال ہے اور میں نے تمہیں حکم دیا ہے میں وہاں پہنچتا ہو تم ایڈریس سینڈ کرو ابھی مجھے" دلشاد کے بولنے اور اتنی گرج دار آواز پر ڈرائیور تھوک نگلتا اوکے ہی بولا اور ایڈریس دلشاد کو سینڈ کرتا کار روک گیا کار کا بونٹ کھولتے عنایہ سے کار خرابی کا بہانا بنا گیا کچھ دیر تو عنایہ کار میں بیٹھی رہی پھر باہر نکلتی ڈرائیور سے بولی میں کیب منگوا رہی ہوں تم کار صحیح کروا کر گھر چلے جانا عنایہ پرس سے کرنسی نکالتے ہوئے ڈرائیور کے آگے کرتی بولی جس پر ڈرائیور نے منع کرتے کہا میم بس ہوگیا اور دل میں

دلشاد کے جلدی آنے کی دعا کرنے لگا اتنے میں دلشاد کی لینڈ کروس وہاں رکی دلشاد کو اترتا دیکھ عنایہ نے پہلے بے یقینی اور پھر تھوک نگلتے ہاتھ مسلے اب اس کا کھڑوس شوہر کیا کرے گا اس کے ساتھ اور وہ تو زین کو بھی بول چکی تھی وہ آج اس سے ملے لی اسی لیے تو آج گھر پر کسی کے نا ہونے کا پتہ چلتے آج کا پلین بنایا تھا ڈرائیور کو ایک سوسائٹی کے باہر کا کہتے وہاں سے جانا کا کہتی خود زین کے ساتھ وہاں سے پیلس چلی جاتی اور واپسی پر اسی سوسائٹی سے ڈرائیور کو پک کرنے کا کہتی وجہ اس سوسائٹی پر کیمرے اور گارڈز کا نا ہونا تھا لیکن کیا رے قسمت جو دلشاد نے سارا پلین کا بیڑہ غرق کردیا اور اوپر سے یہ خطرہ کے زین بھائی وہاں نا پہنچ جائے کیونکہ کچھ فاصلے پر ہی سوسائٹی تھی اور زین بھائی تو دو منٹ سوچے سمجھے بغیر دلشاد کے سامنے کھڑے ہوتے عنایہ کے بھائی ہونے کا روعب جھاڑ دیتے ہاں یہ تسلی ضرور تھی اسے کے زین بھائی اور باقی سب کو کسی نے نہیں دیکھا تھا تو کوئی پہنچا نہیں سکتا تھا لیکن پھر عنایہ کو دلشاد اور گھر والوں کو جواب دینا پڑتا آج عنایہ آگے کنواں اور پیچھے کھائی والی سیچویشن میں پھنسی تھی۔

"منع کیا تھا" دلشاد نے گلاسز اتارتے ہوئے کیا تو عنایہ کو اس کے لہجے میں سرد مہری محسوس ہوئی۔

"وہ میں بس۔۔ملنے آئی تھی اپنے بھائی سے" عنایہ بولی تو دلشاد نے آگ برساتی نظروں سے اسے گھورا اور ڈرائیور کو جانے کا اشارہ کیا اتنے میں ڈیول کی کار ان سے کچھ فاصلے پر رکی جس میں ڈیول کے ساتھ آیت بھی موجود تھی لیکن آج ڈیول کے ساتھ اس کے گارڈز نہیں تھے ڈیول کی نظر عنایہ اور دلشاد پر تھی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بات نا ماننے کی اور اتنا شوق تھا بھائی سے ملنے کا تو گھر پر بلوانے کا کہا تھا میں نے اور فارغ نہیں ہو جو آفس چھوڑ کر تمہاری حفاظت کے لیے تمہارے پیچھے آؤ" دلشاد ڈرائیور کے جاتے عنایہ کا بازو دبوچتا عنایہ پر دھاڑا سڑک کافی سنسان تھی وہاں دلشاد اور کچھ فاصلے پر ڈیول کی گاڑی کے علاوہ کوئی گاڑی کوئی

انسان نہیں تھا۔

"میں آپ کی غلام نہیں ہے۔۔اور میرا جہاں دل چاہے گا وہاں جاؤگی "عنایہ آنکھوں میں نمی لیے دلشاد سے بولی۔

"مجھے تم سے غلامی کروانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔لیکن تمہیں اندازہ نہیں کتنے دشمن ہیں میرے اور تمہیں اکیلا دیکھ مجھے بلیک میل کرنے کے لیے کیا سلوک کر سکتے تھے تمہارے ساتھ وہ تمہاری عزت۔۔۔بد قسمتی سے تم اب میری عزت ہو اس لیے یہاں ہو میں ورنہ میرے لے کر بھاڑ میں جاتی تم "دلشاد مزید اپنی بات ادھوری چھوڑتا دھاڑا تو عنایہ کی آنکھوں سے آنسو رخسار پر پھسلے۔

"تو کیوں آئے ہیں یہاں میں نے نہیں بولا میری حفاظت کرے آپ آفس چھوڑ کر میرے پیچھے آئے اپنے کیے کی میں خود زمہ دار ہوتی کرنے دیتے جو وہ کرتے چاہے

میری عزت "عنایہ بات مکمل کرتی کے دلشاد عنایہ کا بازو چھوڑتا ایک تھپڑ عنایہ کو رسید کر گیا جس پر عنایہ منہ کے بل سڑک پر جا گری ڈیول کار سے غصّے میں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے باہر نکلا ڈیول کی آنکھیں لہو ٹپکا رہی تھیں ڈیول ایک ہی جست میں دلشاد تک پہنچا اور عنایہ کو اٹھاتا دلشاد کو ایک پنچ رسید کر گیا دلشاد ڈیول کے پنچ سے صرف دو قدم ہی پیچھے ہٹا یہ دیکھتے آیت جو ڈیول کے پیچھے ہی کار سے اتری تھی عنایہ تک پہنچی دلشاد ناسمجھی سے ڈیول کو دیکھتا اور پھر عنایہ کو لیکن جب ڈیول نے دلشاد پر دوبارہ حملہ کرنا چاہا تو دلشاد ڈیول کا وار ناکام کرتے ڈیول کو پنچ رسید کر گیا جس سے ڈیول تین قدم دور ہوا دلشاد نے دوبارہ ڈیول کے قریب آتے ڈیول کو شانوں سے پکڑتے دوسری طرف گھما کر دوبارہ پنچ مارنے کی کوشش کی تو ڈیول ہوا میں ہاتھ بلند کرتا دلشاد کا پنچ ناکام کر گیا ڈیول نے دلشاد کو کک ماری تو دلشاد نے اسی حالت میں پیر گھوماتے ڈیول کو زمین پر دے مارا دلشاد ڈیول پر جھکتا کے ڈیول نے زمین پر لیٹے ہی دلشاد کے پیٹ پر دوبارہ کک ماری پھر ڈیول نے ہاتھ الٹے کیے زمین پر سر کے بل رکھتے ایک ہی جست میں سیدھا کھڑا ہوا دلشاد نے بنا ڈیول کو سمجھنے کا موقع دیے گھومتے ہوئے ایک پیر زمین پر رکھتے دوسرے پیر سے ڈیول کے منہ پر کک دے ماری جس

سے ڈیول تین قدم دور ہوا دلشاد سیدھا کھڑا ہوتے اور ڈیول بھی آگے بڑھتے ارادہ دوبارہ لڑنے کا تھا تب ہی عنایہ اور آیت دونوں ایک ساتھ اپنے اپنے شوہروں کے سامنے کھڑی ہوئی ڈیول پہلے آیت کو اور پھر خونخوار نظروں سے دلشاد کو گھورے لگا اور یہی عمل دلشاد نے بھی کیا۔

"آئیندہ میری بہن پر ہاتھ اٹھایا تو سالے ہاتھ کاٹ کے کتوں کو پھینک دوگا" ڈیول وہی کھڑا دھاڑا تو دلشاد پہلے عنایہ اور پھر ڈیول کو دیکھنے لگا اچھا تو یہ ہے اس کی بیوی کا بھائی۔

"سالے تو تم میرے ہوئے اور ہاتھ اٹھاؤ یا بوسہ دو سالے تو کون ہوتا ہے بولنے والا بیوی ہے میری" دلشاد کہتا عنایہ کی کمر پر اپنے بازو سے حصار بنائے اسے اپنے مزید قریب کر گیا دلشاد کی حرکت پر عنایہ رونا بھولائے شرم سے لال ہوئی تو آیت نے ڈیول کو یوں گڑبڑاتا اور ہاتھ کی مٹھی بناتے دیکھ دلشاد کی بات اور حرکت پر پہلو بدل

کر اپنی ہنسی چھپائی بہنوئی بھی ملا تو ڈیول کو ٹکر کا ملا۔

"ذلیل انسان میری بہن سے دور ہو ورنہ تو جانتا نہیں میں کون ہوں" ڈیول اشتعال قابو کرتا بولا تو دلشاد کی آنکھوں میں عنایہ کا کل رات کہا جملا اور اپنا جواب یاد آیا۔

"یاد آیا۔۔ تم وہ شہزادے ہو جو ہر روز آئینے میں کھڑا ہو کر پوچھتا ہے۔۔میں ہوں کون ؟؟میں ہوں کون ؟؟ اور آئینہ بولتا ہے کمینے سامنے سے ہٹ کسی لوٹی ہوئی ریاست کا شہزادہ لگ رہا ہے اور تیرے میرے سامنے کھڑے ہونے پر مجھے اپنی قسمت پر افسوس ہو رہا ہے" دلشاد ڈیول کو آگ لگاتا بولا جو پہلے نا سمجھی اور پھر سمجھ آنے پر دلشاد کو مزید گھورنے لگا جس پر دلشاد مسکراتا عنایہ کے بال سائیڈ کرتا اس کے رخسار کو اپنے لبوں سے چھو کر ڈیول کو مزید آگ لگا گیا اور عنایہ جو پہلے غصّے سے دلشاد کے اپنے لیے کہے جملے کو یاد کرتی اور پھر اپنے بھائی کے لیے کہے جملے کو سنتی ہوئی خونخوار نظروں سے دلشاد کو گھور رہی تھی دلشاد کی حرکت پر گڑبڑا گئی اور آیت

کو تو اپنے پیٹ میں ہنسی ضبط کرتے درد محسوس ہونے لگا۔

"میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا کمینے" ڈیول آگے قدم لیتے خود کو قابو کرتے دھاڑا۔

"ہمارے رومینس کا دشمن سالا خیر ڈارلنگ رات میں یہی سے کنٹینیو کرے گے تم نائیٹی میں میرا ویٹ کرنا۔۔ ابھی مجھے جانا ہے آفس تم اپنے سڑے ہوئے بھائی سے مل لو اور جب گھر آنا ہو تو مجھے کال کر لینا میں خود آؤ گا تمہیں پک کرنے" دلشاد ڈیول کو آگ لگاتے پہلے ڈیول کو ناگواری سے دیکھتا اور پھر عنایہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولا تو عنایہ دلشاد کے لہجے اور ایکٹنگ پر دل میں عش عش کر اٹھی جبکہ آیت ڈیول کی کمر سہلاتے ہنسی ضبط کرتے اسے حوصلہ دینے لگی آیت کی ہنسی اور حوصلہ دینا سمجھتے ڈیول نے آیت کو گھور کر دیکھا جو کندھے اچکا گئی دلشاد عنایہ سے الگ ہوتا عنایہ کا پرس اٹھاتا اس کا موبائل نکالتا عنایہ کے سامنے کرتا اسے ان لاک کرواتا اپنا نمبر ڈائل کر گیا عنایہ نے موبائل لیتے سکرین پر پینڈ سم

ہزبینڈ لکھا دیکھ دلشاد کو گھور کر دیکھا جس نے مسکراتے کندھے اچکاتے اپنے لینڈ کروزر کی طرف قدم بڑھائے لیکن ڈیول نے دلشاد کے قریب جاتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"تم نے جو میری بہن پر ہاتھ اٹھایا ہے اس کا ریڈن گفٹ جلدی دونگا" جس پر دلشاد طنزیہ مسکراتا ڈیول کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکالنے کا تاثر دے گیا جس پر ڈیول نے بھی مسکرا کر دلشاد کو جسٹ ویٹ اینڈ واچ والا تاثر دیا۔

"چلے" ڈیول دلشاد کے وہاں سے جانے کے بعد عنایہ کو حصار میں لیے بولا تو عنایہ نے اثبات میں سر ہلایا جبکے آیت مسکرا کر انہیں دیکھتی کار کی طرف قدم بڑھا گئی۔

عنایہ کے پیلس آنے پر سب ہی عنایہ سے ملے خاص کر مہک کیونکہ مہک اور عنایہ دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے ہی جانتی تھی کراچی میں رہتے اکثر عنایہ مہک سے

ملتی رہتی تھی لیکن عائشہ اب بھی عنایہ کو اتنی اچھی مشرقی ڈریسنگ میں اور اتنی شائستگی سے بات کرتے دیکھ اب بھی شش پنج میں مبتلا تھی غضب یہ کے عائشہ کی ڈیول کی بہن والی سوچ پر کسی نے اس کی غلط فہمی بھی تو دور نہیں کی تھی۔ڈیول ہشام اور جیک گھر پر موجود نہیں تھے وہ کسی مافیا ڈیل کے سلسلے میں باہر گئے تھے۔

"آج میں نے اپنے ہزبینڈ کے لیے خود کھانا بنانے کا سوچا ہے اور آپ سب بھی اپنے اپنے ہزبینڈ کے لیے میرے ساتھ کھانا بنائے گی" آیت نے لاؤنج میں آتے کہا تو عائشہ نے گھوم کر آیت کو دیکھا جو ایپرن پہنے کچن میں جانے کی تیاری کر رہی تھی۔

"میڈم چائے بھی بنائی ہے کبھی؟" عائشہ نے طنز کے تیر چلاتے کہا کیونکہ عائشہ کو کوکنگ آتی تھی لیکن آیت کوکنگ کے c سے بھی واقف نہیں تھی۔

"تو انسان کبھی نا کبھی تو سیکھتا ہے اور تم مجھے زیادہ باتیں نا بناؤ میں نے یوٹیوب پر

دیکھ لی ہے ریسیپی ٹھیک ہے اور یہ میرا آرڈر ہے ڈیول کوئین کا سب اٹھیں" آیت نے عائشہ کو گھورتے ہوئے مہک سے بھی کہ تو مہک مسکراتے ہوئے کھڑی ہوئی۔

"بھابھی آپ کے کہنے پر بنا رہی ہو" مہک نے مسکراتے ہوئے عنایہ کے پاس جا کر کہا تو آیت عائشہ کو دیکھ نند ہو کر اس نے بات مان لی اور دوست ہو کر تو مجھے آنکھیں دیکھا رہی ہے والی نظروں سے عائشہ کو جتانے لگی تو عائشہ بھی پیر پٹختی ہننہ کرتے ہوئے کچن کی طرف رخ کر گئی۔

"بھابھی میں بھی آتی ہو" عنایہ بولی تو آیت نے بھی مسکراتے سر اثبات میں سر ہلا دیا سب کے کچن میں آنے پر آیت نے کہا کے سب الگ الگ ڈش بنائے گی اور ایک دوسرے کی مدد نہیں کرے گی جس پر سب نے سر ہلایا تو عائشہ عنایہ سے مخاطب ہوئی۔

"آپ سے ایک بات پوچھو" عائشہ اپنے تجسس پر زیادہ دیر قابو نا رکھتے ہوئے بولی تو عنایہ نے بھی مسکرا کر اثبات میں سر ہلا کر عائشہ کو اجازت دی۔

"آپ بھی اپنے بھائی کی طرح غنڈہ گردی اور کڈنیپنگ کرتی ہیں" عائشہ کے سوال پر آیت نے اپنا سر پیٹا جبکے عنایہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی اور مہک بھی سر جھٹکتی سبزیاں نکالنے لگی۔

"میں ڈاکٹر ہو بھابھی" عنایہ کے بولنے پر عائشہ کے ہاتھ سے پیاز گری۔

"سچی والی ڈاکٹر ہیں ؟" عائشہ نے کنفرم کرنے والے انداز میں پوچھا۔

"نہیں شکارپور سے ڈگری لی ہے" آیت عائشہ کو گھورتی ہوئی بولی تو عائشہ شرمندہ ہوئی لیکن عنایہ نے اسے برا ماننے والا کوئی تاثر نہیں دیا تو وہ بھی اپنے کام میں مشغول

ہوئی۔ سب اپنی اپنی ڈیشز بنائے کپڑے چینج کرکے ڈیول ،ہشام اور جیک کا انتظار کرنے لگی کیونکہ عنایہ کو گھر بھی تو جانا تھا ڈیول ہشام اور جیک کے آتے ہی سب نے ڈائیننگ ٹیبل سیٹ کیا جبکے عنایہ ڈیول ہشام اور جیک کے ساتھ ہی اپنی کرسی سنبھال گئی۔

"ڈیول آج میں نے تمہارے لیے زندگی میں پہلی دفعہ کھانا بنایا ہے "آیت کے پرجوش انداز پر ڈیول عنایہ کے ساتھ بات کرتا آیت کو دیکھ کر مسکرایا تو عائشہ نے جیک کی پلیٹ میں سرو کیا۔

"میں نے آپ کے لیے بریانی بنائی ہے" عائشہ جیک کو مسکرا کر بتانے لگی تو جیک بھی محبت پاش انداز سے عائشہ کو دیکھتے ہوئے عائشہ کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے ساتھ بیٹھاتا اس کے لیے بھی کھانا نکالنے لگا۔

"مہک تم بھی ہشام بھائی کو سرو کرو جو تم نے ان کے لیے پاستہ بنایا تھا" عنایہ مہک کو چئیر پر بیٹھتا دیکھ بولی تو مہک نے خاموشی سے ہشام کو سرو کیا ہشام مہک کے ہاتھوں کو اور پھر مہک کو محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

""تم بھی تو لو کچھ "جیک نے عنایہ سے کہا تو وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی۔

ڈیول نے آیت کو پہلا نوالہ کھلانا چاہا تو آیت نے اسے پکڑے ڈیول کو کھلایا یہ کہتے کے آیت نے ابھی کچھ دیر پہلے فروٹ ٹرائفل کھائی ہے تو اسے بھوک نہیں ڈیول نے قورمے کے پہلے نوالے پر ہی آنکھیں بند کر کے واہ کی اور آیت کو دیکھنے لگا جو ڈیول کو ہی دیکھ رہی تھی ڈیول کے انداز پر آیت نے دل پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔

"کیا ہوا اچھا نہیں بنا" جس پر ڈیول نے آنکھوں میں نمی لیے تھمز اپ کا اشارہ دیا تو آیت کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی اب بیچارہ ڈیول کیا بتاتا کے اس کی بیگم

نے جو شکل و صورت میں سرخ قورمہ بنایا تھا اسے سرخ رکھنے کے لیے سرخ مرچوں کا آدھا ڈبہ تو ضرور ڈالا ہے وہ تو اندازہ ہی لگا سکا جبکہ آیت میڈم نے آدھا ڈبہ نہیں بلکہ پورے مرچ کے ڈبے میں سے صرف دو چمچ ہی مرچ چھوڑی تھی وہ بھی عائشہ کے لیے جس نے آیت سے مرچ کا پوچھا تھا تو آیت نے اسے کہا "زیادہ مرچیں اچھی نہیں ہوتی تو تم یہ ڈال لو میں اپنے شوہر کو ہیلدی کھانا کھلانا چاہتی ہو" اور اس کا ہیلدی کھانا اس وقت ڈیول کے تن بدن میں آگ لگا چکا تھا لیکن وہ چاہ کر بھی نہیں بتا سکتا ایک تو وہ اپنی بیوی کی محنت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا اور دوسرا اس بیوی کی جو غصہ آنے پر پنچ اور کک بھی مار سکتی تھی اس لیے بیچارہ صبر کا گھونٹ بھرتے ہشام اور جیک کو دیکھتا جو مزے سے اپنی بیگمات کے کھانے انجوائے کر رہے تھے۔

"واہ کیا مزے کی بریانی ہے" جیک عائشہ کا ہاتھ چومتے ہوئے بولا تو عائشہ جیک کی حرکت پر شرم سے لال ہوئی تو ڈیول کا بس نہیں چلا کے جیک کو شوٹ ہی کر دے۔

"پاستہ بھی بہت ذائقہ دار ہے" ہشام نے مہک کو دیکھتے ہوئے کیا تو عنایہ بولی۔

"واقعی لیکن کریڈٹ اصل میں آیت بھابھی کا بنتا ہے انھوں نے ہی سب کو اٹھا کر اپنے اپنے شوہروں کے لیے کوکنگ کرنے کا حکم دیا تھا" عنایہ کے مسکرا کر بتانے پر جیک اور ہشام آیت کو دیکھنے لگے۔

"بھابھی آپ پہلے کیوں نہیں ملی ہمیں ۔۔ تھینک یو سو مچ بھابھی آپ نا ہوتی تو میں اپنی بیگم کے ہاتھ کی بنی اتنی مزیدار بریانی نا کھا پاتا" جیک کے بولنے پر ڈیول نے خونخوار نظروں سے جیک کو گھورا اس کا تو بھلا ہوا بھگتنا تو ڈیول کا پڑا۔

"تھینک یوں بھابھی واقعی آپ نا ہوتی تو میں بھی اپنی بیگم کے ہاتھ کا من سلویٰ نا کھا پاتا" ہشام نے بھی کہا تو آیت مسکرائی جبکے ڈیول کے باری باری ہشام اور جیک کو

گھورنے لگا جو دونوں نا سمجھی سے ڈیول کو دیکھنے لگے۔

"ڈارلنگ اب تمہارے دیوروں کا بھی تو حق بنتا ہے نا تمہارے ہاتھ کا قورمہ کھانے کا تم ان کو نہیں بولوگی؟؟"ڈیول طنزیہ مسکراہٹ لیے بولا تو آیت نے سرہلاتے پوچھا جس پر ہشام اور جیک نے اثبات میں سرہلایا تو مہک اور عائشہ نے انھیں سرو کیا عائشہ سمجھ گئی تھی ڈیول کے لال چہرے کو دیکھتے ہوئے اسے مرچی کا ڈبہ اچانک یاد آیا تو مسکراہٹ ضبط کرتی اب اپنے شوہر کے ریکشن دیکھنے کے لیے بے تاب ہوئی۔

"کیسا لگا"ڈیول خونخوار نظروں سے طنزیہ مسکراہٹ لیے بولا تو ہشام اور جیک کے پہلے نوالے میں چودہ طبق روشن ہوئے لیکن وہ آیت کا دل نہیں دکھا سکتے تھے اور اگر ایسا کرتے بھی تو ڈیول انھیں کچا چبا جاتا کیونکہ وہ خود بیچارہ آیت کا دل رکھنے کے لیے لب سے مرچوں والا کھانا کھائے جارہا تھا۔

"بہت ۔۔بہت ۔۔ اچھا" جیک لڑکھڑاتے الفاظ کے ساتھ بولا۔

"اچھاتو اورلے نا"یہ عائشہ تھی جو اپنی ہنسی ضبط کرتے بولی تو جیک مسکرا بھی نا پایا۔

"ہاں ہاں اور سروکرو اپنے شوہر کو اب یقین سے میری بیوی کے ہاتھ کے کھانے سے اچھا جیک نے کبھی زندگی میں نہیں کھایا ہو گا"ڈیول مسکراہٹ لیے جیک کو آگ لگاتے ہوئے بولا۔

"آپ نے نہیں بتایا ہشام بھائی" آیت مسکراتی ہشام سے مخاطب ہوئی۔

"بھابھی میرے منہ میں تو الفاظ ہی نہیں ہے آپ کی تعریف کے لیے" ہشام زبردستی مسکراہٹ سجائے بولا بیچارہ سچ ہی تو کہ رہا تھا منہ میں الفاظ ہوتے بھی کیسے منہ میں تو آگ لگی ہوئی تھی جبکے ہشام کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ مہک کو ہنسی آئی وہ بھی پہلے ڈیول کا سرخ ہوتا چہرہ نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی پھر جیک کا لیکن اب اسے اور عنایہ دونوں کو ہی سمجھ آگئی تھی کے ان تینوں کے چہرے سرخ کیوں ہو رہے تھے اور آنکھوں میں نمی کیوں تھی۔

"مہک کیسی بیوی ہو تم شوہر کے منہ میں الفاظ نہیں اور پلیٹ میں ذائقہ دار قورمہ نہیں اور تم سرو بھی نہیں کر رہی اوردو بھئی اسے" ڈیول ہشام کو آگ لگاتا بولا تو ہشام التجایہ مہک کو دیکھنے لگا جو اسے نظر انداز کرتی اپنی ہنسی ضبط کرتی پہلے سے زیادہ قورمہ اس کی پلیٹ میں ڈال چکی تھی۔

"ڈیول میں تھک گئی ہوں میں جا رہی ہو روم میں تم آجانا" آیت ڈیول سے کہتی عنایہ

سے ملتی اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا گئی آیت کے جانے پر ڈیول نے فروٹ ٹرائفل اپنی طرف کرتے کھانا شروع کیا اور صرف ڈیول نے ہی نہیں بلکہ ہشام اور جیک نے بھی یہی عمل کیا تو عائشہ مہک اور عنایہ پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگی کھانے کے بعد ڈیول عنایہ کو گھر چھوڑنے خود گیا۔

"آئندہ اگر اس زلیل انسان نے تم پر ہاتھ اٹھایا تو میں زرہ برابر بھی لحاظ نہیں کرو گا اس کا "ڈیول نے کار دلشاد کے گھر سے کچھ فاصلے پر روکتے ہوئے عنایہ سے بنا دلشاد کے رویہ کی وجہ جانے کہا تو عنایہ کو ڈیول کا دلشاد کے لیے اس طرح بولنا برا لگا پھر عنایہ کو دلشاد کی کہی باتیں یاد آئی آخر وہ آیا تو اس کی حفاظت کے لیے تھا اور عنایہ نے بھی تو دلشاد کی بات سمجھنے کے بجائے بدتمیزی کی تھی عنایہ شرمندہ ہوئی لیکن ڈیول سے کچھ نہیں کہا اور اثبات میں سرہلاتی وہاں سے گھر کا فاصلہ طے کر گئی اگر عنایہ اسی وقت ڈیول کو بتا دیتی کے دلشاد نے اس پر ہاتھ کس وجہ سے اٹھایا تھا تو شاید جو ڈیول اب کرنے والا تھا وہ نا کرتا۔

"دلشاد وہاب خانزادہ سی یو سون" ڈیول خود سے مخاطب ہوتا دلشاد کی لینڈ کروز کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ طنزیہ مسکرایا اور اپنی کار پیلس کی سمت موڑ لی۔

کچھ دن بعد:-

زریش بیگم نے ہالے سے ان کی دوست کے بیٹے کے رشتے کی بات کی تھی پچھلے دنوں جس پر ہالے نے حقیقت تسلیم کرتے انھیں شادی کے لیے ہاں کر دی تھی زریش بیگم نے وہاب صاحب سے مشورہ کرتے اپنی دوست کی فیملی کے کہنے پر ڈائریکٹ منگنی کی تقریب رکھی تھی زریش بیگم کی دوست کی فیملی کا شمار بھی معزز گھرانوں میں ہوتا تھا داہم کو اطلاع نہیں دی گئی وجہ داہم کا مصروف ہونا تھا ان

دنوں داہم کی اگر بات بھی ہوئی گھر میں تو دو منٹ سے زیادہ وہ کسی سے بات ہی نہیں کر سکا داہم کو آنے میں ابھی دو دن مزید تھے عنایہ بھی زریش بیگم کے ساتھ منگنی کی تقریب کی تیاریوں میں مدد کروا رہی تھی جنت بیگم نے بھی نمل کو ہالے اور عنایہ کے ساتھ انتظامات اور تیاریاں کرنے کے لیے کہا تھا جس پر اکثر نمل عنایہ اور ہالے کے ساتھ شاپنگ پر گئی تھی عنایہ اور ہالے کو اکثر محسوس ہوتا جیسے نمل اردگرد کا جائزہ لیتی تھی کے جیسے اسے کوئی خوف ہو لیکن ان کی اس سلسلے میں نمل سے کوئی بات نہیں ہوئی۔دوسری طرف ڈیول، آیت، عائشہ، جیک اور مہک، ہشام لی زندگی معمول کے مطابق نوک جھوک کے ساتھ گزر رہی تھی۔ہالے کی آج منگنی تھی منگنی کا فنکشن اعلیٰ درجے پر کیا گیا تھا ہالے، عنایہ اور نمل پارلر میں تھی جب عنایہ زریش بیگم کی کال پر تیار ہوتی ہالے کو دیکھتی نمل کو ہالے کے ساتھ آنے کا کہتی وہاں سے نکلی عنایہ اور نمل پہلے ہی تیار ہو چکی تھی جبکہ ہالے کو تیار کیا جا رہا تھا پیچ کلر کے لہنگے میں مناسب جیولری اور میک اپ میں ہالے شہزادی لگ رہی تھی نمل ہالے کو کار میں بٹھاتی خود اس کے برابر میں بیٹھ گئی جب کار آدھی منزل پر پہنچتی کچھ گاڑیوں نے کار کو روکتے ہوئے ڈرائیور کو باہر نکال کر اس کے سر پر وار کرتے وہی

ڈرائیور کو بے ہوش کر دیا اور پیچھے آتی دلشاد کی دو ہائے روف جن میں ہالے اور نمل کی سیکیورٹی کے لیے گارڈز تھے انھیں بھی وہی گھیرتے مشکل سے سمبھال پائے تھے کیونکہ وہ گارڈز ہالے اور نمل کی سیکیورٹی کے لیے گن تو استعمال نہیں کر رہے تھے لیکن ڈیول کے آدمیوں کو اچھی خاصی ٹکر دے گئے تھے لیکن ڈیول کے آدمیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ دیر مقابلہ نہیں کر پائے۔ ہالے اور نمل کو باہر نکلنے کا کہتے جو اس سیچویشن سے پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھیں نمل کو تو یہ ڈر ستا رہا تھا کہیں یہ لوگ شمس رفاقت اور ظہورا بائی کے آدمی تو نہیں لیکن ان سب نے بلیک کلر کے تھری پیس سوٹ کے ساتھ بلیک ماسک لگائے ہوئے تھے نمل نے تو کبھی شمس اور ظہورا کے آدمیوں کو اتنے ٹھاٹ باٹ میں نہیں دیکھا تھا تو یہ لوگ ہے کون ؟؟ وہ اور ہالے نا سمجھی سے سارا منظر دیکھتے ہوئے گھبرائی ہوئی تھیں وہ آدمی انھیں اپنی کار میں بیٹھا گئے کار میں بیٹھتے ہی جیک جو پیسنجر سیٹ پر ماسک لگائے بیٹھا تھا گردن موڑتا ہالے اور نمل کو انجیکٹ کرتا بے ہوش کر گیا۔

"ڈیول کام ہوگیا" جیک فون کان سے لگائے بولا تو پیلس کے لان میں بیٹھا ڈیول مسکرا لیا تو یہ تھا ڈیول کا جواب عنایہ پر دلشاد کے ہاتھ اٹھانے کا دلشاد کے لیے ریٹن گفٹ ڈیول یہ کام تو کب کا کر دیتا لیکن دلشاد کے گھر اور فیملی ممبرز کی سیکیورٹی توڑنا بچوں کا کھیل نہیں تھا اور اس جدوجہد میں ڈیول دلشاد سے کافی امپریس ہوا تھا واقعی دلشاد وہاب خانزادہ اپنے نام کا ایک ہی تھا لیکن ڈیول بھی تو مافیا ورلڈ میں اپنے نام کا ایک ہی تھا جس نے اتنی سخت سیکیورٹی کو توڑتے ہالے کو کڈنیپ کر ہی لیا اس سارے معاملے سے عنایہ بے خبر تھی ورنہ وہ ڈیول کو یہ کبھی نا کرنے دیتی۔ہالے اور نمل کو پیلس کے الگ الگ کمروں میں بند کر کے رکھا گیا تھا جو ہوش میں آتے ہی حواس باختہ ہوتی دروازہ پیٹنے لگی ہالے تو آنکھوں میں نمی لیے پہلے وہاں سے نکلنے کا سوچتی پھر راستہ نا ملنے پر دیوار کے ساتھ لگتی روتی چلی گئی اور اچانک داہم کے کہے جملے ہالے کے کان میں گونجے۔

"تمہارے پکارنے پر داہم وہاب خانزادہ پوری دنیا کو فراموش کیے تم تک آئے گا"

داہم کو یاد کرتی ہالے خود سے مخاطب ہوئی۔

"داہم تم نے کہا تھا میں تمہیں پکاروں گی تو تم پوری دنیا فراموش کیے مجھ تک آؤ گے۔۔داہم پلیز آجاؤ مجھے یہاں ڈر لگ رہا ہے" ہالے مسلسل آنسو بہاتی ہوئی بولی۔

ڈیول جانتا تھا دلشاد ڈیول تک ضرور پہنچ جائے گا اور ہالے اور نمل کو پیلس میں اس رکھا گیا تھا کیونکہ وہ عنایہ کی فیملی تھی اور اگر نا بھی ہوتی تو ڈیول عورت کو کبھی ڈرانے یا دھمکانے یا ٹارچر کرنے نہیں دیتا وہ صرف دلشاد کو سبق سکھانا چاہتا تھا اسی لیے ڈیول نے جیک کو انھیں پیلس لانے کا کہا تھا۔دوسری طرف منگنی کے لیے ہالے کا ویٹ کیا جا رہا تھا لیکن ڈرائیور کے ہوش آنے اور دلشاد کو کال کر کے بتانے پر دلشاد نے مٹھیاں بھنیچتے اپنی پوری سیکیورٹی ٹیم کو الرٹ کرتے شہر کا چپہ چپہ چھان مارا زریش بیگم کا تو رو رو کر برا حال تھا جنھیں جنت بیگم سمبھال رہی تھی وہاب صاحب

اور کاشان صاحب پولیس کو انفارم کر چکے تھے اور نوریز بھی کال ملاتا اپنی سیکیورٹی کو اس کام پر لگا چکا تھا اور نمل اور ہالے کے لیے وہ بھی بے حد پریشان تھا جب کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا تو دلشاد اپنے دماغ پر اپنے دشمنوں کو یاد کرتا سوچ میں گم تھا ایسا کوئی نہیں تھا جس کے بارے میں وہ نہیں جان پاتا کہ کڈنیپنگ کے پیچھے کون ہے وہ اپنے تمام دشمنوں اور ان کی پہنچ سے واقف تھا لیکن دلشاد کو کہی بھی کچھ نہیں ملا تو پھر کون تھا جو یہ کام کر سکتا تھا اچانک دلشاد کے دماغ میں جھماکا ہوا دلشاد نے قدم عنایہ کی جانب بڑھائے جو بیچاری خود پریشان تھی ساری صورتحال سے دلشاد عنایہ کا ہاتھ تھامتا ہال کے ایک روم میں عنایہ جو لے کر آیا سارے مہمانوں کو رخصت کر دیا گیا تھا اب وہاں کاشان صاحب، وہاب صاحب اور ہالے کے ہونے والے سسرال والے ہی موجود تھے۔

"تمہارا بھائی کیا کرتا ہے۔۔ اور تم تم بھی شامل ہو اس سب میں بولو" دلشاد عنایہ کا بازو دبوچتا عنایہ پر تقریباً دھاڑا عنایہ تو دلشاد کی بات سنتی تھوک نگلتی دل ہی دل میں

خود کو کوسنے لگی یہ خیال اسے کیوں نہیں آیا کہ اس سب کے پیچھے ڈیول بھی تو ہو سکتا ہے۔

"وہ۔۔وہ۔۔میں نہیں مجھے نہیں پتا زی بھائی نے کیا ہے یا نہیں" عنایہ نے اپنی صفائی دیتے ہوئے کہا لیکن تبھی دلشاد نے ہاتھ سے عنایہ کا منہ دبوچا۔

"تمہارا بھائی ہے ان سب کے پیچھے؟ اور اگر وہ ہے تو یقیناً کوئی طاقت تو رکھتا ہو گا ورنہ دلشاد وہاب خانزادہ کے گھر کی عورتوں کو کڈنیپ کرنا کسی عام انسان کے بس کی تو بات نہیں۔۔لیکن اگر وہی ہے نمل اور ہالے کی کڈنیپنگ کے پیچھے تو اس نے اپنی موت کو خود دعوت دی ہے" دلشاد نے کہتے عنایہ کو جھٹکے سے چھوڑا تو وہ پیچھے ہوتے خود کو سمبھالتی کھڑی ہوئی۔

"اگر ہالے اور نمل کو کھرونچ بھی آئی تو یاد رکھنا نا تمہیں زندہ چھوڑو گا نا تمہارے اس

کمینے بھائی کو ۔۔ اب بتاؤ کہاں رکھا ہے تمہارے کمینے بھائی نے انہیں" دلشاد دوبارہ دھاڑا ۔

" مجھے نہیں پتا اگرزی بھائی نے کیا بھی ہے تو یہ ۔۔ لیکن میں پوچھتی ہوں" عنایہ بولی اور زین کو کال ملانے لگی آگے سے ڈیول نے جو کہا عنایہ کے پیر تلے زمین کھسک گئی اس کا چہرہ سفید ہوا واقعی یہ کام ڈیول کا ہی تھا اور ڈیول کو یہ بھی پتا تھا دلشاد عنایہ کے ذریعے ہی اس تک پہنچے گا دلشاد عنایہ کے تاثرات سے جان گیا تھا ڈیول ہی ہے اس کے پیچھے ۔

" اپنے اس کمینے بھائی تک پہنچاؤ مجھے " دلشاد بولا تو عنایہ اثبات میں سرہلاتی دلشاد کے پیچھے چل دی وہ سمجھ گئی تھی ڈیول نے یہ حرکت خود دلشاد کو اس تک پہنچانے کے لیے کی تھی دلشاد باہر آیا تو نوریز کو اپنے کمرے کے آگے دیکھ کر ٹھٹکا اور پیچھے آتی عنایہ کو شرمندگی ہوئی یقیناً وہ ساری باتیں سن چکا تھا دلشاد اس کی آنکھوں میں لہو

دیکھتا آگے ہوا۔دلشاد وہاب صاحبِ سے تمام گارڈز اور سیکیورٹی ،پولیس کو نمل اور ہالے کی تلاش بند کرنے کا کہتا ان کو اپنے ساتھ لانے کا وعدہ کرتا اپنی کار کی طرف بڑھا تو دوسری طرف پیسنجر سیٹ پر نوریز آکر بیٹھا دلشاد اس کی تنی رگوں کو دیکھتے سمجھ گیا تھا وہ دلشاد کو اکیلے نہیں جانے دے گا عنایہ نوریز کو آگے بیٹھتا دیکھ خود کار کی بیک سیٹ پر دروازہ کھولے بیٹھی عنایہ کے رستہ بتانے پر دلشاد نے کار ڈیول کے پیلس کی سمت بڑھائی۔ڈیول گارڈز کو دلشاد اور عنایہ کے آنے پر ان کی گاڑی اندر آنے دینے کا حکم دے چکا تھا۔

ڈیول مزے سے پڑا انجوائے کرتا لاوئج میں بیٹھا موی دیکھ رہا تھا جب دلشاد وہاں پہنچا دلشاد کے ساتھ نوریز ہم قدم تھا جبکے عنایہ ان دونوں کے پیچھے تھی۔

"ہالے کدھر ہے ذلیل انسان "دلشاد ڈیول کو دیکھتا لاؤنج میں دھاڑا دلشاد کی دھاڑ کافی تھی کہ جیک ، ہشام اور آیت، عائشہ ، مہک بھی وہاں پہنچے آیت فوراًنا سمجھی سے

سب کو دیکھتی ہوئی عنایہ کے پاس پہنچی دلشاد خونخوار نظروں سے ڈیول کو گھور رہا تھا جبکہ ڈیول دلشاد کی دھاڑ پر دائیں ہاتھ میں شہادت کی انگلی ڈالتا اٹھا اور ناگواری سے مگر آنکھوں میں دلشاد کو جتانے والی چمک لیے مڑا دلشاد آگے بڑھتا کے نوریز ایک ہی جست میں ڈیول تک پہنچتا ڈیول کو پنچ رسید کرتا کے ڈیول نے ایک ہاتھ ہوا میں بلند کرتا نوریز کا پنچ ناکام بنا دیا لیکن پھر نوریز نے بائیں ہاتھ کا پنچ بنائے بنا ڈیول کو سمجھنے کا موقع دیے رسید کیا تو ڈیول لڑکھڑاتا دوسرے صوفے پر گرا ہشام یہ دیکھتا نوریز کی طرف ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے چل پڑا ہشام نوریز پر وار کرتا کے نوریز گھومتے ایک پنچ ہشام کو رسید کر گیا ہشام نوریز سے چار قدم دور ہوا جبکے دلشاد خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا ڈیول کو گریبان سے پکڑتا اپنے روبرو کھڑا کر گیا۔

"ہالے اور نمل کہاں ہے بتا ورنہ اتنے ٹکڑے کروں گا کے تیرے چیلے بھی تجھے پہچان نہیں پائے گے" دلشاد کہتا اشارہ سیدھا ہشام کی طرف تھا جس پر ہشام نے دلشاد کو گھور کر دیکھا اگر دلشاد عنایہ کا شوہر نا ہوتا اور نوریز اس کے ساتھ نا ہوتا تو یہ بات

قابل یقین تھی کے ڈیول اور ہشام ان دونوں کو ابھی تک شوٹ کر چکے ہوتے دلشاد ڈیول کا گریبان چھوڑتا ایک پنچ وہ بھی ڈیول کو رسید کر گیا ڈیول خود کو گرنے سے بچاتا دلشاد کو پیٹ میں کک مار گیا دلشاد ڈیول سے کچھ فاصلے پر صوفے پر جا گرا لیکن جلد ہی دوبارہ کھڑا ہوتا ڈیول کی طرف بڑھا ہشام نوریز کی طرف دوبارہ بڑھا تو نوریز نے اسے دوبارہ مارنا چاہا جس پر ہشام نوریز کا وار ناکام کرتا ہشام نوریز کو کک رسید کر گیا جس پر نوریز ہشام سے چار قدم دور ہوا ان سب مرد حضرات میں جیک ہی تھا جو خاموش کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا لیکن پھر وہ بھی آگے بڑھا لیکن کسی کو پیٹنے کے لیے نہیں بلکہ ٹیبل پر ڈیول کا آدھا کھایا پزا اٹھانے کے لیے جسے وہ سائیڈ پر لے جاتا چئیر پر بیٹھتا مزے سے کھانے لگا اب جب ڈیول کا حکم ہی تھا کہ دلشاد کا ایک قطرہ خون بھی نہیں بہنا چاہیے تو وہ کیوں فائٹنگ کر کے وقت ضائع کرے جبکے عنایہ فورا دلشاد کے سامنے آنے کے لیے آگے بڑھی کے پتا نہیں ان کا کتنا ارادہ ہے لڑنے کا تو آیت بھی ڈیول تک جلدی پہنچی مہک بھی ہشام کی طرف بڑھتی اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ گئی ہشام غصّے سے نوریز کو دیکھتا ہوا اس کی سمت بڑھ رہا تھا جب مہک کی حرکت پر ہشام نوریز کے بجائے مہک کو دیکھنے لگا مہک کو ہشام کی آنکھوں میں لہو

دیکھ اس سے خوف آیا لیکن وہ بس ہشام سے اتنا بولی "پلیز ہشام" جس پر ہشام صبر کرتا نوریز کو صرف گھورتا ہی رہا نوریز بھی عورت کا لحاظ کرتے ہشام کی طرف قدم نہیں بڑھا پایا اور ان سب سے بے نیاز جیک پزا کھانے اور اپنی اہلیہ کی مسلسل گھوری کو نظر انداز کرنے میں مشغول تھا۔

"بھائی ہالے اور نمل کہاں ہے" عنایہ دلشاد کے سامنے کھڑی ہوتی ہوئی بولی تو ڈیول نے ناگواری سے عنایہ کو دیکھا۔

"یہ اس تمہارے شوہر کا اور میرا معاملہ ہے پرنسس تم دور رہو" ڈیول کے انگلی سے دلشاد کی طرف اشارہ کر کے کہنے پر عائشہ، اور مہک دونوں دلشاد کو دیکھنے لگی اچھا تو یہ تھا عنایہ کا شوہر عائشہ کو تو وہ کسی ہیرو سے کم نہیں لگا۔

"دلشاد میں تمہارے سالے کو جان سے مار دوں گا اس کو بولو جلدی بکے" یہ دھاڑ نوریز

لی تھی جو جب سے خود پر ضبط کیے ہوئے تھا ڈیول نے نوریز کو دیکھا جبکے ہشام کی
نوریز کی بات پر ر گیں تن گئی۔

"تو کون ہے مان نا مان میں تیرا مہمان "ہشام نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"نوریز کاشان یوسفزئی" یہ عائشہ اور آیت تھی جنھوں نے یک زبان ہو کر کہا تو جیک کو
پزا کھاتے ہوئے دھسکا لگا تو ڈیول نے ایک دم دلشاد سے آیت کی طرف گردن موڑ کر
آیت کو خونخوار نظروں سے گھورا جس پر آیت نے کندھے اچکاتے ہوئے ڈیول کو
آنکھ ونگ کی اور فلائنگ کس دی۔

"میں آپ کی سنگنگ کی فین ہوں اور آپ کی ریل وائرل ہوئی تھی یونیورسٹی کی جب
آپ نے اپنے دوست اور ان کی وائف کے لیے گانا گایا تھا۔۔ اور آپ کو کون
نہیں جانتا ہمارا کالج بھی آپکی یونیورسٹی ٹرپ پر گیا تھا آپ کے نام کے تو سوشل

میڈیا پر چرچے ہیں" عائشہ ایک ہی جست میں دل پر ہاتھ رکھے نوریز کی طرف قدم بڑھاتے پھر کچھ فاصلے پر کھڑی ہوتی بولی تو جیک عائشہ کی طرف خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس تک پہنچا۔

"تم کچھ زیادہ ہی ایکسائیٹڈ نہیں ہوگئی مسسز" جیک عائشہ کو ایک ہاتھ کے حصار میں لیے بولا تو عائشہ نے اسے دیکھا عائشہ کو جیک کی نظروں میں لہو کی ڈوریاں نظر آئی تو عائشہ تھوک نگلتی رخ پھیر گئی۔

" اپنے سڑے ہوئے بھائی کو بولو جلدی بتائیں میرے پاس فالتو وقت نہیں اس کا دیدار کرنے کا " دلشاد نے عنایہ کو گھورتے ہوئے کہا تو ڈیول کو آگ لگی۔

"جیسے کہ تو میری محبوبہ ہے جس کا دیدار کرنے کو میں تو مرا ہی جا رہا ہوں" ڈیول جل کر بولا۔

"سالے بکواس بند کر" دلشاد نے ڈیول کو دیکھتے مٹھیاں بھینچتے کہا۔

"بار بار یاد دلانے کی ضرورت نہیں کے تو میرا بہنوئی ہے" ڈیول نے دلشاد کی گالی کو نظر انداز کرتے سب لوگوں کے سامنے اپنی عزت برقرار رکھتے ہوئے کہا۔

"بدقسمتی سے" دلشاد ڈیول کو گھورتے ہوئے بڑبڑایا جبکے اس کی بڑبڑاہٹ عنایہ نے سنتے ہوئے دلشاد کو گھورا جس پر دلشاد نے عنایہ کو جن نظروں سے دیکھا ان پر عنایہ نے اپنا رخ پھیر لیا۔

"زین بتا دو اگر تمہیں معلوم ہے تو" آیت ڈیول سے بولی تو ڈیول آیت کو دیکھنے لگا۔

"ڈارلنگ تمہارے سامنے اس نے میری بہن سے بدتمیزی کی تھی اتنی تڑپ تو اس کی بنتی ہے" ڈیول بولا تو نوریز اس پاگل آدمی کو دیکھنے لگا صرف دلشاد کے عنایہ سے بدتمیزی کرنے پر اس نے ہالے اور نمل کو کڈنیپ کیا تھا۔

"تم سالا بہنوئی کا جو بھی مسلہ ہے خود بیٹھ کر حل کرو لیکن نمل اور ہالے کو جانے دو "نوریز نے دلشاد اور ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا ڈیول دلشاد کا سالا تھا اس لیے ہی نوریز خود پر ضبط کیے ہوئے تھا ورنہ نوریز اس وقت پتا نہیں کیا کچھ کر جاتا ڈیول نے نوریز کو خونخوار نظروں سے دیکھا۔

"ایسے کیسے اس نے میری بہن پر ہاتھ اٹھایا اور وہ بھی سڑک پر اب اس کی بہن کے منہ پر بھی اس کے سامنے ویسے ہی تھپڑ ماروں گا جب اسے پتا چلے گا کیسا محسوس ہوتا ہے"

ڈیول نے لہو ہوتی آنکھوں سے دلشاد کو دیکھتے ہوئے کہا تو دلشاد عنایہ کو دھکیلتا ڈیول کی بات پر غصّے سے ڈیول کی طرف بڑھا تو ڈیول بھی آیت کو نرمی سے سامنے ہٹا تا آگے بڑھا جب ڈیول کو کسی نے پشت سے پکڑتے اپنی طرف دھکیلا اور بنا ڈیول کو سیدھا ہونے کا موقع دیے خود ڈیول کو سیدھا کرتے ڈیول کے منہ پر کئی پنچ دے مارے اور پھر ڈیول کے پیٹ کک دے ماری نوریز اور دلشاد داہم کو وہاں دیکھتے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پھر داہم کو جو اندھا دھند ڈیول کو کبھی پیٹ پر تو کبھی منہ پر پنچ مار رہا تھا۔

"کمینے تو مارے گا میری ہالے کے منہ پر تھپڑ تیرا ہاتھ کاٹ کر کتوں کو پھینک دوں گا خبیث تو نے سوچا بھی کیسے" داہم دھاڑتے ہوئے ڈیول کو پیٹتے ہوئے بولا تو ڈیول خود کو کمپوز کرتا داہم کو پنچ رسید کرتا خود سے چار قدم دور کر گیا جبکہ آیت ، عائشہ ، مہک ،جیک اور ہشام اس نئے جنگجو کو دیکھ نا سمجھی سے سارا منظر دیکھنے لگے حیرت تو ڈیول کو بھی تھی اب یہ کون ہے لیکن وہ اب اس حالت میں اس کا گال چومتے پوچھ تھوڑی نا

سکتا تھا کہ میرے منے تو ہے کون ؟؟۔

"خبیث "داہم دوبارہ ڈیول پر جھپٹا لیکن اب باری ڈیول کی تھی جو صوفے پر ایک پیر رکھتا داہم کے منہ پر کک مارتا اسے پشت کے بل فرش پر گرنے پر مجبور کر گیا داہم دونوں ہاتھ فرش پر رکھے اسی پوزیشن میں ایک جست میں اٹھا ابھی اٹھتا ہی کے ڈیول داہم کے منہ پر ایک کے بعد ایک پنچ رسید کرتا اپنا بدلہ لے گیا ڈیول دوبارہ داہم کو کک مارتا کے داہم نے ڈیول کی ٹانگ پکڑتے اسے منہ کے بل فرش پر دے مارنا چاہا لیکن ڈیول بروقت فرش پر ہاتھ رکھتے خود کو بچاتے دوسرا پیر ہوا میں بلند کرتے داہم کے منہ پر دوبارہ کک دے ماری جس سے داہم پیچھے ہوا داہم آگے بڑھتا کے دلشاد اور نوریز اس کو قابو کر گئے تو ہشام اور جیک بھی ڈیول کے پیچھے کھڑے ہوئے۔

"بھائی چھوڑیے مجھے اسے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا اس نے ہالے کو تھپڑ مارنے کی

بات کی" داہم دھاڑتا ہوا دلشاد اور نوریز کو دیکھتے ہوئے پھر ڈیول کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔

"میں نے تو بات کی ہے اور تمہیں اتنی آگ لگی تمہارے بھائی نے تو میری بہن پر ہاتھ اٹھایا سوچ اگر یہ میرا بہنوئی نہیں ہوتا تو میں اس کے ساتھ کیا کرتا "ڈیول دلشاد کو گھورتے ہوئے بولا تو داہم اور نوریز نے بے یقینی سے دلشاد کو دیکھا دلشاد عورتوں کی عزت کرتا تھا وہ اپنی بیوی پر کیسے ہاتھ اٹھا سکتا تھا ڈیول کی بات سنتے دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے۔

"مجھے شوق نہیں تمہاری بہن پر ہاتھ اٹھانے کا اس سے پوچھا نہیں تم نے کہ کیوں میں نے اس پر ہاتھ اٹھایا" دلشاد کے دھاڑنے پر رعنایہ فوراً بیچ میں آتی چیخی۔

"کیا ہو گیا ہے آپ لوگوں کو پلیز اللہ کے واسطے لڑنا بند کرے اور بھائی میں بتاتی ہو

آپ کو اصل میں غلطی میری تھی "عنایہ شرمندہ ہوتی ڈیول کی طرف رخ کرتی ساری بات بتا گئی تو ڈیول لمبی سانس کھینچتا ہوا کے سپرد کرتا عنایہ کو ایک ہاتھ سے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔

"آئندہ ایسی بات اپنی زبان سے مت نکالنا پرنسس۔۔یہ تمہارا شوہر تھا جس نے صرف ایک تھپڑ مارا تمہیں میرے سامنے بکواس کرتی ایسی تم تو میں تمہارا حشر بگاڑ دیتا چاہے میرے لیے تم کتنی ہی عزیز ہو لیکن تم پر ایک حرف برداشت نہیں کر سکتا میں تو تمہارے منہ سے یہ الفاظ کیسے برداشت کرتا۔۔"ڈیول پہلے عنایہ کے بالوں میں بوسہ دیتا بولا تو عنایہ کی آنکھیں نم ہوئیں اور اثبات میں سر ہلا گئی۔

"اور ہاں وہ دونوں لڑکیاں محفوظ ہے بس میں اپنے بہنوئی کو سبق سکھانا چاہتا تھا تو چھوٹی سی کڈنیپنگ کر لی ورنہ میں خاصا شریف بندہ ہوں"ڈیول اب دلشاد کو گھورتے ہوئے بولا تو داہم اور نوریز نے چھوٹی سی کڈنیپنگ والی بات پر اسے کھا جانے والی

نظروں سے گھورا اس کی چھوٹی سی کڈنیپنگ ان کے گلے کا عذاب بن گئی تھی اور سانسیں الگ سے ہالے اور نمل کے لیے ہٹلی ہوئی تھی جبکے ڈیول کے شریف بندے والی بات پر عائشہ جو پانی پی رہی تھی اچانک اسے اچھو لگا اور آیت تو بیچاری صدمے میں چلی گئی عنایہ ابھی بھی ڈیول کے حصار میں تھی جب ہشام نے آگے بڑھ کر عنایہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"اب یہ ایموشنل سین بند کرو میلے میں دو سیکنڈ پہلے بچھڑے بہن بھائیوں" دلشاد ڈیول عنایہ اور ہشام پر طنز کے تیر چلاتا ہوا لاؤنج میں صوفے پر اپنے کوٹ کے بٹن کھولتے ہوئے ایک ہاتھ صوفے پر پشت پر پھیلائے بیٹھتے ہوئے ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھتے اور دوسرا ہاتھ اپنے مسلسل ہلانے والے پیر پر رکھتے ہوئے بولا۔

"بکھری ریاست کے شہنشاہ یہ تیرا گھر نہیں جو ایسے بیٹھا ہے" ڈیول بھی دلشاد پر طنز کرتا بولا جبکے عنایہ دلشاد کے اور ڈیول کے طنز سے تنگ آتی پانی پینے چلی گئی۔

"میرا نہیں پر میری خوبصورت بیوی اور میرے سڑے ہوئے سالے کا تو ہے" وہ دلشاد ہی کیا جو طنز سے باز آجائیں آخر ڈیول ہی سر جھٹکتا دوسری سائیڈ صوفے پر آکر بیٹھا لیکن اسے جاتے دیکھ داہم اور نوریز کو دلشاد اور ڈیول دونوں پر غصہ آیا کیا کرنے آئے تھے یہاں اور یہ لوگ سالا بہنوئی کی جنگ کے کر بیٹھے تھے اور غضب یہ کے ابھی تک ہالے اور نمل کو نہیں بلایا گیا تھا جنھیں دیکھ کر وہ سکون کا سانس ہی لے لیتے۔

"اب بتاؤ بھی ہالے کہاں ہے؟" داہم دوبارہ ڈیول کی طرف بڑھتا اسے گھورتے ہوئے بولا تو ڈیول نے داہم کو دیکھا۔

"محبت کا معاملہ لگتا ہے" ڈیول سیٹی بجاتا بولا تو داہم نے ڈیول کو گھورا جبکہ دلشاد داہم کو غور سے دیکھنے لگا۔

"نمل کا بھی بتاؤ "نوریز بھی داہم سے ایک قدم آگے ہوتے بولا تو ڈیول کا قہقہہ گونجا۔

"یہاں بھی یہی معاملہ لگتا ہے "ڈیول نے بولا تو نوریز نے پہلو بدلہ۔

" اووو معاملے کے معلم۔۔پھٹا سپیکر بند کر " دلشاد طنزیہ مسکراہٹ لیے ڈیول کے قہقہہ لگانے پر بولا تو داہم اور نوریز ہشام جیک مہک آیت عائشہ اور عنایہ سب کو ہی ہنسی آئی لیکن ڈیول کو تو واقعی جمال صاحب کی باتیں یاد آئی دلشاد وہاب خانزادہ کوئی سیدھی شے نہیں تھا۔

"بھابھی پانی پلادیں ہماری بیگم کو تو رونے اور ہنسنے سے ہی فرصت نہیں مل رہی " دلشاد کا طنز اب عنایہ کی طرف تھا جو گڑبڑاتی رخ پھیر گئی تو آیت دلشاد کے لیے فورا پانی لینے گئی۔

"میری بیوی تمہاری نوکرانی نہیں سمجھا خود پی لے ہاتھ ٹوٹے ہیں کیا تمہارے "ڈیول دلشاد کو گھورتے ہوئے بولا۔

"میرا دماغ خراب ہو اس سے پہلے بتاؤ ہالے کہاں ہے" اب داہم کی برداشت کی آخری حد چل رہی تھی جس کو سمجھتے ہشام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔

"حلیہ بتاؤ لڑکی کا "ہشام کی بات پر داہم کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے لیکن عنایہ نے جلدی سے منگنی کی دلہن بنی لڑکی کا بتایا تو ہالے کو جس کمرے میں رکھا گیا تھا ہشام نے وہاں کا رخ کیا تو داہم بھی اس کے ساتھ چلنے لگا۔جیک نے بھی آگے بڑھتے نوریز کے کندھے پر ہاتھ رکھتے دوسرے ہاتھ سے اسے اشارہ کیا تو وہ بھی جیک کے ساتھ چل دیا۔

"ویسے بھابھی گزارہ کیسے کرتی ہیں آپ اتنے سڑے ہوئے شوہر کے ساتھ؟؟" دلشاد آیت سے گلاس لیتے ہوئے ڈیول کو طنزیہ دیکھتے ہوئے بولا۔

"میرا شوہر الحمدللہ بہت ہینڈسم ہے" آیت دلشاد کی بات پر برا مانتی بولی تو ڈیول مسکراتا آیت تک پہنچ کر اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا اور دلشاد کو جتانے والے انداز میں دیکھنے لگا۔

"ڈارلنگ یہ خود سڑا ہوا ہے اس لیے سب لوگ سڑے ہوئے لگتے ہیں اسے" ڈیول نے بولا۔

"سارے تو نہیں صرف تم سالے صاحب" دلشاد سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔

"اپنی شکل دیکھی ہے کبھی لعنت برس رہی ہے"

ڈیول بھی ترکی بہ ترکی بولا۔

"تمہارے دیدار کا ریکشن ہے" دلشاد بولا تو آیت رخ پھیرتی ہنسی ضبط کرنے لگی تو ڈیول آیت کو گھورتا سر جھٹک کر کسی کو کال کرنے لگا یہ تو وہ جان گیا تھا اس کا بہنوئی طنز کا ماہر ہے تو کوشش ناکام ہے۔

****

داہم ہالے کے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں اندھیرا تھا داہم کو غصّہ آیا پتا جو تھا ہالے کو مکمل اندھیرے سے وحشت ہوتی ہے داہم آہستہ دروازہ کھولتا اندر قدم رکھتا آگے بڑھا جبکے ہشام جا چکا تھا داہم نے سوئچ بورڈ تلاش کیا لیکن نہیں ملا پھر

اپنے موبائل سے روشنی کیے داہم نے ہالے کو ڈھونڈنا چاہا داہم قدم بڑھاتا دیوار کی سمت آیا جہاں ہالے شاید روتے ہوئے غنودگی میں اتر چکی تھی داہم ہالے کے قریب بیٹھتا موبائل کی روشنی میں ہالے کے چہرے کو دیکھنے لگا اسے ہالے کے چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان نظر آئے داہم ہالے کا ہاتھ پکڑتا اپنے دل کے مقام پر رکھ گیا اور اپنی دھڑکنوں کو سکون دینے لگا ہالے اپنے آس پاس جانی پہچانی کلون کی خوشبو محسوس کرتی نیند سے بیدار ہوئی اور نیم کھلی آنکھوں سے داہم کو دیکھنے لگی۔

"داہم ۔۔داہم ۔۔یہ یہ تم ہو" ہالے فوراً داہم کے بازو پر ہاتھ رکھتی پوچھنے لگی کہ جیسے خواب دیکھ رہی ہے جبکے داہم دل کھول کر مسکرایا اور ہالے کے ہاتھ پر نرمی سے ہاتھ پھیرنے لگا۔

"میں ہی ہوں ہالے تمہارا داہم "داہم کے الفاظ پر ہالے کی آنکھیں دوبارہ نم ہوئی۔

"داہم پتا نہیں کون لوگ تھے میرے ساتھ نمل بھی تھی ان لوگوں کے پاس گنز بھی تھی داہم میں ڈر گئی تھی داہم "ہالے آنسو بہاتی بولی تو داہم ہالے کے آنسو صاف کرنے لگا۔

"کچھ نہیں ہوا ہالے میں آگیا ہو تم ٹھیک ہو ہالے ہم بس گھر چلتے ہیں " داہم بولا تو ہالے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"داہم میں نے تمہیں پکارا تم آگئے داہم تم بہت اچھے ہو "ہالے بچوں کی طرح سر ہلاتی داہم کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر بولی تو داہم مسکرایا۔

"میں نے کہا تھا تمہاری پکار پر داہم پوری دنیا فراموش کیے تم تک آئے گا "داہم بولا تو ہالے داہم کے بازو پر سر ٹکاتی سسکیاں لینے لگی۔

"تم نا آتے تو شاید میں مر" ہالے بات پوری کرتی جب داہم نے گردن موڑتے ہالے سے کہا۔

"ایک لفظ نہیں "داہم کی آواز میں سختی اور سرد مہری تھی جسے سمجھتے ہالے داہم سے الگ ہوتی ہوئی بولی۔

"داہم میری منگنی تھی آج سلمان سے تم مجھے وہاں لے چلو ماموں ممانی سب پریشان ہونگے"

ہالے بولی تو داہم کی آنکھوں میں خود اتر آیا لیکن اندھیرے کے باعث ہالے دیکھ نا سکی اگر دیکھ لیتی تو دوبارہ داہم سے خوف کھاتی۔

"تم واقعی شادی کرنا چاہتی ہو؟؟ سلمان کو پسند کرتی ہو؟؟" داہم ہاتھوں کی مٹھی بنائے ہالے سے پوچھ رہا تھا۔

"داہم یہ وقت نہیں ان باتوں کا ابھی چلو جلدی کوئی آگیا تو ہم مارے جائے گے" ہالے خود کو سمبھالتی بولی تو داہم کو اور غصّہ آیا۔

"کوئی نہیں آئے گا تم مجھے وہ بتاؤ جو میں پوچھ رہا ہوں" داہم ہالے کو دونوں شانوں سے پکڑتا ہوا بولا تو ہالے سمجھ گئی یہ جانے بغیر نا خود نکلے گا نا اسے یہاں سے نکالے گا۔

"پسند تو نہیں بس اب میں اپنی زندگی میں آگے بڑھنا چاہتی ہو اور ممانی کو یہ رشتہ پسند تھا میرے لیے تو بس" ہالے بولی تو داہم نے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی اور ہالے سے مخاطب ہوا۔

"ابھی ہم باہر نہیں جا سکتے میں تمہیں یہاں دوبارہ لینے آؤ گا جب تک تم یہ موبائل لو اور اسی کی روشنی میں بیٹھی رہو۔۔

باہر ابھی خطرہ ہے "داہم بولا تو ہالے نے اثبات میں سر ہلایا تو داہم باہر کی طرف قدم بڑھا گیا۔

****

نوریز نمل کے کمرے میں آیا تو وہاں بھی اندھیرا تھا نوریز نے بھی موبائل نکال کر روشنی کی تو نمل کو دیکھا جو ایک صوفے کے پیچھے کھڑی گھبرائی ہوئی تھی کہ کون آیا ہے اس کمرے میں لیکن جیسے ہی نوریز کو دیکھا نمل پہلے بے یقینی اور پھر تیز قدم اٹھاتی نوریز کے سامنے کھڑی ہوئی۔

"مجھے لگا تھا تم نہیں آؤ گے نوریز تم میرے پیچھے نہیں آؤ گے" نمل نرم آنکھیں لیے نوریز کو دیکھتی ہوئی سسکتی ہوئی بولی اسے کہاں یقین تھا کہ کوئی اس کے پیچھے آئے گا اسے تو لگا تھا کے جس بدنامی سے بھاگ رہی ہے اب وہی اس کا مقدر بنے گی لیکن دل کے ایک کونے میں نوریز کی آنکھوں میں اپنے لیے دیکھنے والی محبت پر بھی اعتماد تھا کہ شاید وہ آجائے۔

"نوریز کاشان یوسفزئی تمہیں پیچھے چھوڑ کبھی آگے قدم نہیں بڑھائے گا" نوریز ایک قدم آگے لیتا نمل کے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتا بولا تو نمل مدھم سی روشنی میں بھی نوریز کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھنے لگی۔

"چلو" نوریز نمل کا پہلو میں گرا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنے لگا نمل بھی نوریز کے ساتھ چلنے لگی۔

****

"ہالے کہاں ہے" دلشاد داہم کو اکیلے آتے دیکھ کر بولا اب سب ہی لوگ لاؤنج میں بیٹھے تھے دلشاد اور عنایہ ایک صوفے پر تھے جبکے عائشہ آیت اور مہک ایک صوفے پر اور ڈیول اور ہشام بھی ایک صوفے پر تھے جبکے جیک سنگل صوفے پر مزے سے ٹانگ جھلا رہا تھا نوریز بھی نمل کا ہاتھ تھامے باہر آیا تو نمل نا سمجھی سے سب کو دیکھنے لگی پھر داہم کو کہ داہم تو دو دن بعد آنا تھا پھر اچانک کیسے ؟؟ اب اسے کون بتائے کے جب دلشاد نوریز اور عنایہ کی گاڑی پیلس میں آئی تو ان کی گاڑی کے پیچھے داہم کی بھی کار تھی جو آیا تو اپنا کام جلدی امریکہ سے ختم کرتا گھر والوں کو سرپرائز دینے کے لیے لیکن گھر پہنچتے ملازمہ کے بتانے پر کہ آج ہالے کی منگنی ہے اور سب ہال میں ہے تو داہم اپنا غصّہ ضبط کرتا رش ڈرائیونگ کیے ہال پہنچا لیکن ہالے کی کڈنیپنگ کی خبر وہاں سنتا اور دلشاد اور نوریز کے وہاں نکلنے پر داہم بھی ان کے پیچھے ہوا اور یہاں

آکر نوریز ڈیول دلشاد کی لڑائی دیکھتا پھر ڈیول کا ہالے کے لیے تھپڑ والی بات سن کر آپے سے باہر ہوتا سامنے آیا۔نوریز نمل کی حیرانی پر اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دیتا چئیر گھسیٹتا نمل کو بیٹھاتا نمل کی طرف پانی کا گلاس کر گیا جسے نمل نے تھا متے منہ سے لگایا عنایہ بھی اپنی جگہ سے اٹھتی نمل کی طرف بڑھی۔

"بھائی میں ہالے کو پسند کرتا ہوں اور آپ لوگ ہالے کی منگنی کسی اور سے کروا رہے ہیں"

داہم کے اس قدر غیر متوقع جملے پر سب نے ایک دم گردن موڑ کر ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی آئیلین ہو داہم سب کے ریکشن پر سر کھجاتا جگہ بناتا ہشام اور ڈیول کے درمیان جا بیٹھا حالانکہ ابھی ایک سنگل صوفہ خالی تھا داہم کے بیٹھنے پر ہشام اور ڈیول نے اسے گھورا جو اپنی نظریں دلشاد پر جمائے ہوئے تھا۔

"تم نے ہمیں نہیں بتایا تھا داہم ورنہ ہالے کے منگنی کے دلہے آج تم ہوتے" دلشاد بھی جتانے والے انداز میں داہم سے بولا۔

"بھائی اب تو بتا دیا نا کچھ تو کرے" داہم کھسیانا ہوتا بولا۔

"داہم وہاں سب انتظار کر رہے ہونگے" دلشاد نے داہم کو گھورا کیونکہ لڑکے والوں کا کہنا تھا ہالے ملتی ہے تو وہ منگنی کر کے ہی جائے گے آج وہ لوگ انھیں مشکل وقت میں اکیلا نہیں چھوڑے گے اسی لیے تمام مہمانوں کے جانے باوجود وہ لوگ وہی تھے۔

"ہم تب تک نہیں جاتے جب تک وہاں سے سب لوگ اپنے گھر نا نکل جائے اور آج یہ منگنی ملتوی ہوتی ہے تو کل میں خود اس لڑکے سے بات کرونگا" داہم بولا تو ڈیول ہشام، جیک اور نوریز نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا جبکے دلشاد مسکرایا۔

"بات منہ سے کرو گے یا ہاتھوں سے" دلشاد بولا تو داہم نے منہ بسورا۔

"منہ سے ہی کرو گا لیکن اگر اس نے میری بات نہیں مانی تو مجھے ہاتھوں کی زبان استعمال کرنی پڑے گی" داہم بولا تو ڈیول کا قہقہہ گونجا۔

"شکل سے معصوم لگتے ہو لیکن ہو اندر سے کمینے" ڈیول داہم کے گلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔

"شکریہ۔۔لیکن اگر آپ معصوم کی جگہ ہینڈسم بولتے تو میں آپ کا خوشی سے منہ چوم لیتا" داہم مسکراتا ہوا بولا۔

"شرم کرو میں مرد ہوں اور تم سے بڑا ہوں" ڈیول نے فوراً ہاتھ داہم کے گلے سے نکالا اور آیت کو دیکھتے ہوئے داہم کو گھور کر بولا داہم نے بھی ڈیول کی حرکت کو ناگواری سے دیکھا ارے بھئی مزاق کی بات الگ تھی لیکن ہمارا داہم تو جینٹل مین تھا۔

"میں کونسا بے بی ڈول ہوں جو آپ مجھے شرم دلا رہے ہیں" داہم جل کر بولا تو ڈیول سمیت سب مرد حضرات کا قہقہہ گونجا جبکے خواتین بھی کھلکھلا کر ہنس دی۔

"ہالے کو بھی بلا لو یہاں ؟" عنایہ بولی تو داہم جھٹ بولا۔

"بھابھی کیوں میرے پیار کی دشمن بنتی ہیں آپ اسے وہی رہنے دے اگر اسے پتا چلا کے میں اسے پسند کرتا ہوں تو وہ میرا سر پھاڑ دے گی اور میری جلدی شادی کا خواب ہی رہ جائے گا" داہم بولا تو عنایہ نے اسے گھورا لیکن باقی سب بھی ہنسنے لگے۔

"شکریہ آپ شکل سے پٹواری لگتے ہیں لیکن کام اپنے میری زندگی میں عمران خان والا کیا ہے" داہم جیک کو دیکھتے بولا کیونکہ باتوں باتوں میں ڈیول نے دلشاد کی سیکیورٹی توڑنے پر فخر سے ساری بات بتائی کہ کیسے کب اس نے ایک ہفتے کی محنت کے بعد یہ سب کیا تو دلشاد بھی مسکرا کر بولا سیکیورٹی توڑنے میں بھی ایک ہفتہ لگا اور اس بات پر ڈیول نے ہنسنے کے انداز میں سر جھٹکا داہم کا اشارہ ہالے کی منگنی نا ہونے پر تھا جبکے داہم کی بات پر جیک کا منہ کھل گیا تو ڈیول اور ہشام نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"اپنی شکل دیکھی ہے کبھی غور سے" جیک جل کر بولا۔

"اتنی حسین ہے کہ ہوائی مخلوق بھی عاشق ہو جائے" کیا غرور تھا داہم کا۔

"بلکل ایسی شکلوں پر چڑیلیں ہی عاشق ہو سکتی ہیں" جیک بھی کہاں پیچھے ہٹنے والا

تھا جیک کے بولنے پر دلشاد اور نوریز نے پہلو بدل کر ہنسی چھپائی تو ڈیول اور ہشام کا قہقہہ گونجا جبکے داہم مسکراتا ہوا بولا۔

"اور آپ کو تو دیکھ کر بولتی ہیں اپنا منہ چھپا پٹواری بھائی ہمارے بچے ڈر رہیں ہیں "داہم کے بولنے پر سب پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگے داہم کو کوئی کیسے جلا سکتا تھا یہ تو اس ناول کی رائیٹر کے بس میں بھی نہیں۔

"بھائی کے سالے صاحب آپ کا نام کیا ہے ؟"یہ سوال داہم کی طرف سے تھا جو اب مزے سے انگور کھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"زین کمال" جواب دینے والا ڈیول نہیں دلشاد تھا داہم کے پوچھنے اور دلشاد کے جواب دینے پر ہشام،جیک ،عنایہ بے حد پریشان ہوئے کیا دلشاد کو پتا چل گیا تھا وہ لوگ کون ہیں اگر ہاں تو کیسے ؟؟ ان لوگوں کو تو کوئی نہیں پہچانتا خاص کر پاکستان میں تو

لم سے کم کوئی نہیں کیونکہ وہ لوگ اپنے نام اور اپنی پہچان کا سوراخ کبھی نہیں چھوڑتے تھے لیکن ڈیول اس کے گال پر رڈمپل واضح ہوا جیسے وہ محفوظ ہوا تھا دلشاد کے جواب پر اور داد دیتی نظروں سے دلشاد کو دیکھنے لگا عنایہ ،جیک اور ہشام ڈیول کو یوں دیکھتے سکون کی سانس بھر گئے انھیں پتا تھا ڈیول اتنا محفوظ تب ہوتا ہے جب اپنے گمان پر پورا اترے اب یقیناً ڈیول نے پہلے ہی کچھ انتظام کر ہی دیا ہوگا۔

"اب بہنوئی صاحب میرا نام جانتے ہیں تو کام بھی جانتے ہونگے کیونکہ زین کمال اپنے نام سے صرف اپنے کام کے لیے جانا جاتا ہے" ڈیول کے بولنے پر دلشاد مسکرایا مسکراتے ہوئے دلشاد کے دلکش نقوش کی دلکشی میں اور اضافہ ہوا۔

"میں جان گیا ہو" دلشاد کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جو ڈیول کی آنکھوں صرف ایک پل کے لیے حیرت لایا اور دوسرے پل مافیا کنگ کی آنکھیں مسکرائی۔

"دلشاد اب ہمیں نکلنا چاہیے "یہ نوریز تھا جس نے بیچ میں مداخلت کی جس پر دلشاد نے داہم کو دیکھا اب وہ ہالے کو کیا کہے گا کیونکہ نمل کو نوریز نے سارا ماجرہ بتا دیا تھا جس پر نمل نے عنایہ اور ڈیول کو دیکھتے بے یقینی سے دلشاد کو دیکھا تھا اور داہم نے بھی سب کو اپنے یہاں تک کیسے پہنچنے سے بھی باخبر کر دیا تھا دلشاد نے نوریز نمل اور داہم تینوں کو ہی گھر میں یا سکیورٹی سسٹم میں ڈیول کے کسی بھی بیان سے منع کر دیا تھا یہ کہ کر کے ایک غلط فہمی تھی جس کی بنا پر یہ سب ہوا اور عنایہ گھر والوں کے سامنے شرمندہ ہوگی تو کوئی کچھ نا بولے جس پر سب نے اثبات میں سر ہلایا لیکن اب مسلہ ہالے کا تھا۔

"آپ انھیں انجیکٹ کردے وہ بے ہوش ہو جائے گی اور آپ لوگ انھیں گھر لے جائیں گا" یہ آیت تھی جو بولی تو داہم نے آنکھیں سکیڑے اسے دیکھا۔

"بھابھی کی بھابھی آپ غنڈہ گردی اور کڈنیپنگ کرنے والوں کے خاندان سے تو نہیں

"داہم کے بولنے پر عائشہ گڑبڑائی پہلے تعلق نہیں تھا اب تو تھا اب تو خاندان ہی مافیا کا تھا یہ آدمی تو بندے کا اپنی آنکھوں سے ہی اسکین کر سکتا ہے عائشہ داہم کو دیکھتی سوچ ہی سکی لیکن آیت کھلکھلا کر ہنس دی۔

"آپ کو کیسے پتا نندکے دیور جی "آیت بھی اسی انداز میں بولی تو نوریز نے داہم کو دیکھتے سر جھٹکا یہ اپنی زبان کبھی بند نہیں رکھ سکتا۔ڈیول کے بولنے پر ملازمہ نے ہالے کے روم میں اندھیرے میں ہی اسپرے کی جس کی وجہ سے ہالے گھبراتی فون نیچے گرا گئی تو مہک اور ہشام نے ہالے کو انجیکٹ کیا جس سے ہالے پر بے ہوشی طاری ہوئی پھر ہالے کو داہم اٹھاتا اپنی کار کی سمت بڑھ گیا۔

****

اب منظر کچھ یوں تھا پیلس کا لان جہاں رات کی تاریکی میں ٹھنڈی ہوا سے لان کے

پھول پودے پتے لہرا رہے تھے وہی لان میں ہی چمچماتی روشنیوں میں نیلی آنکھوں والے ڈیول کی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے کی ہنسی غائب تھی کچھ تھا تو سرد مہری، سخت تاثر جبکے ڈیول سے چار قدم کے فاصلے پر کھڑے ہر وقت سنجیدہ رہنے والے دلشاد کے چہرے پر چھ سال پہلے والی مسکراہٹ تھی جیسے برسوں کی تلاش اب مکمل ہوئی ہو وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے سامنے جیبوں میں ہاتھ دیے کھڑے تھے جبکے جیک ڈیول کے پیچھے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا اتنے میں ڈیول ایک قدم آگے ہوا اور بائیں سے دائیں جانب سر کو جنبش دیتا دلشاد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

"یہ مت سمجھنا دلشاد وہاب خانزادہ کے تم میرے پیلس میں آئے ہو۔۔یہ بھی مت سمجھنا تم مجھ پر ہاتھ اٹھا چکے ہو اور یہ تو بلکل بھی مت سمجھنا مجھے اپنے کیے پر افسوس ہے "ڈیول بولا تو ڈمپل واضح تھا ڈیول ایک اور قدم آگے ہوا۔

"تم میرے پیلس میں آئے کیونکہ میں نے تمہیں آنے دیا۔۔"ڈیول شہادت کی انگلی

اپنے سینے پر رکھتا بولا۔

"تم نے مجھے پر ہاتھ اٹھایا کیونکہ میں نے اٹھانے دیا۔۔"ڈیول دوبارہ عمل دہراتا ہوا بالا۔

"اور افسوس نہیں ہے مجھے تمہارے گھر کی عورتوں کو کڈنیپ کرنے پر کیونکہ افسوس سے میرا کوئی لینا دینا ہی نہیں" اب ڈیول دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑساتے ہوئے بولا۔

"آج اپنا قیمتی وقت تمہیں بنا مانگے دینے کی دو وجہ تھی پہلی تمہیں سبق سکھانا کہ زین کمال کی بہن پر ہاتھ اٹھانے پر تمہیں وہ کتنا خوار کر سکتا ہے اور دوسری یہ دیکھنا جس کے پاس زین کمال کی عزت ہے وہ اپنی عزت کی حفاظت کے لیے کیا کر سکتا ہے۔۔ اور مجھے خوشی ہوئی اپنی بہن کو محفوظ ہاتھوں میں دیکھ کر۔۔ اسی لیے تم اب تک زندہ ہو ورنہ زین کمال پر ہاتھ اٹھا کر وہ بھی اپنے چیلوں سمیت کوئی اگلی

سانس لے سکے یہ تو ناممکنات میں سے ایک ہے"ڈیول دلشاد کی آنکھوں میں دیکھتا

ہوا بولا تو چیلوں والی بات پر اشارہ نوریز اور داہم کی طرف تھا تو جیک کے چہرے پر

مسکراہٹ رینگ گئی ابھی کچھ دیر پہلے دلشاد نے بھی تو ہشام کے لیے چیلے کا لفظ

استعمال کیا تھا جبکے دلشاد ویسے ہی ہنوز کھڑا ڈیول کو دیکھتا رہا اور پھر ایک قدم آگے

ہوتا بولا۔

"تم نے سب سہی کہا زین کمال لیکن ایک چیز تو تم بھی بھول گئے میں دلشاد وہاب

خانزادہ ہو۔۔میں خوشنودی اور تباہی اپنے وجود میں لے کر چلتا ہوں۔۔میں عام

شخص نہیں ہوں جو تم مجھے یوں دھمکانے کی کوشش کروگے اور میں ڈر کر کانپنے لگو گا

تم اگر میری اگلی سانس کو اپنی اجازت کا محتاج سمجھتے ہو تو یہ بھی جان لو تمہاری ستہ

پلٹ سکتا ہے یہ سرپھرا خانزادہ۔۔"دلشاد مزید مسکراتا ہوا ایک آئبرو ریز کرتے

ہوئے بولا۔

" تمہاری بہن میری بیوی ہے میری عزت اس پر ہاتھ کیا اگر اس نے دوبارہ مجھ سے بد تمیزی کی اور اپنی عزت کو اتنا غیر معمولی سمجھا تو تمہارے سامنے تمہاری بہن کو قبر میں اتاروں گا سالے صاحب" دلشاد بولتا آخر میں آنکھ ونگ کرتا اپنی کار کی طرف قدم بڑھا گیا ڈیول مسکراتے دلشاد کی پشت دیکھتا خود سے مخاطب ہوا۔

"ستہ پلٹے گا۔۔جسے پتا ہی نہیں میں ہوں کون ؟؟" ڈیول کی آنکھوں میں مزاق اڑانے والی چمک تھی پھر سر جھٹک گیا۔پھر داہم کو ان لوگوں نے ہالے کو اٹھاتے اپنی کار کی سمت جاتے دیکھا پھر عنایہ نوریز اور نمل بھی باہر آتے دلشاد کی کار کا رخ کر گئے داہم کی کار میں داہم اور ہالے تھے جبکہ دلشاد کی کار میں دلشاد نوریز عنایہ اور نمل تھے دلشاد اور داہم کی کار نے وہاب ولا کا رخ کیا کیوں کہ کاشان صاحب جنت بیگم زریش بیگم اور وہاب صاحب وہی موجود تھے جن کے وہاں پہنچنے پر ملازمہ نے داہم کے آنے کی خبر بھی ان تک پہنچا دی تھی اور پھر دلشاد نے بھی کال کر کے داہم کے اپنے ساتھ ہونے اور ہالے اور نمل کے ملنے کا بھی بتایا تو انھوں نے سکون کا

سانس لیا اب وہ لوگ دلشاد لوگوں کا ہی انتظار کر رہے تھے۔

****

ڈیول کمرے میں آیا تو آیت کو ڈھونڈنے لگا اسے آیت نیچے لاونچ میں بھی کہی نظر نہیں آئی لیکن ڈریسنگ سے آنے والی آوازوں پر آیت کے وہاں ہونے کا یقین کرتا ڈیول دروازہ لاک کرگیا پھر کوٹ ہینگ کرتا اٹھا پھر امریکہ میں شپمنٹ کے مال کو لیپ ٹاپ میں دیکھنے کے لیے لیپ ٹاپ لیتا کاوئچ پر اپنا تکیہ لیے جا بیٹھا کیونکہ پچھلے دنوں آیت نے ڈیول کے دیر رات لیپ ٹاپ پر کام کرنے پر جھگڑا کرتے ڈیول کو بیڈ سے دستبردار کردیا یہ کہ کر کے اپنی دوسری بیوی (لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کرتے کہا) اس کے ساتھ رہو اور خبردار جو میرے قریب آئے بھی تو اور ہمارا فرمابردار ڈیول اپنی بیوی سے ڈرتے ہوئے یہی کیا کرتا تھا لیکن آیت کے گہری نیند میں جانے کے بعد آیت کو اپنے حصار میں لیے آیت کے ساتھ ہی بیڈ پر لیٹ جاتا تھا صبح آیت

لی آنکھ کھولتی تو وہ ڈیول کو گھورتی لیکن ڈیول نظر انداز کرتا آیت کو آزاد کرتے کروٹ بدل لیتا تھا جس پر آیت کو برا لگتا لیکن وہ برداشت کرجاتی اور ڈیول ناراضگی کا اعلان کرتے کمرے میں آیت سے بات ہی نہیں کرتا تھا بھئی اتنا محبت کرنے والے شوہر کے ہوتے ہوئے بھی آیت کو اس کی قدر نہیں جس پر آیت ڈیول کی ناراضگی کو دور کرنے کی ہر کوشش کرچکی تھی لیکن ڈیول بھی تو بلا کا ڈھیٹ تھا۔ ڈیول اپنے دونوں پیر ٹیبل پر رکھے لیپ ٹاپ اپنی گود میں رکھے نظریں اپنی لیپ ٹاپ کی سکرین پر جمائے ہوئے تھا جب ڈریسنگ کا دروازہ کھولے آیت باہر نکلی تو ڈیول کی نظر آیت سے ہٹنا بھول گئی۔ بلیک کلر کی ساڑی میں ملبوس جو آیت کے وجود کے تمام سراپائے کو ظاہر کررہی تھی کھلے کالے پشت پر ڈالے بال، مناسب میک اپ میں ہونٹوں پر ریڈ لیپ اسٹک لگائے دونوں ہاتھوں میں کالی چوڑیاں پہنے جن کے بیچ میں ڈائمنڈ کی چوڑیاں بھی تھیں کانوں میں ڈائمنڈ آئیر رنگ پہنے آج وہ ڈیول کی ناراضگی کو ہمیشہ کے لیے بھلوانے آئی تھی یا ڈیول کے ہوش اڑانے یہ تو آیت ہی جانتی تھی آیت ڈیول کی نظریں نا ہٹتی دیکھ قدم قدم چلتی ڈیول کے پاس جا کر کھڑی ہوئی ڈیول کو اپنے وجود میں کرنٹ کی ایک لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی آیت کے اتنے قریب

آنے پر۔ آیت ڈیول کے گود سے لیپ ٹاپ اٹھاتی اسے پھینکنے کے انداز میں کاوچ پر رکھتی خود لیپ ٹاپ کی جگہ پر ڈیول کی گود میں بیٹھ گئی اور آگے جھکتی ڈیول کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈال گئی ڈیول آیت کی کمر پر حصار بناتے اسے مزید اپنے قریب کر گیا آیت کو اپنے چہرے پر ڈیول کی سانسوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی ڈیول آیت کی آنکھوں کو باری باری اپنے لبوں سے چھوتا پھر آیت کے رخسار پر اپنی بیرڈ رب کرنے لگا ڈیول کی حرکت پر آیت کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"ڈیول تم میری زندگی میں خوبصورت خواب جیسے ہو جسے میں ہر پل جینا چاہتی ہو"

آیت کے اقرار پر ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا۔

"تم ڈیول کی زندگی میں آئی فرشتے جیسی ہو جس کے نور کی روشنی میں یہ ڈیول زندگی کا سفر طے کرنا چاہتا ہے" ڈیول کے جوابی اقرار پر آیت مسکراتی ڈیول کے لبوں کو اپنے لبوں سے چھو گئی ڈیول آیت کی حرکت پر دل جان سے مسکرایا اور پھر آیت

کے لبوں پر جھکتا اتنے دنوں کی پیاس بجھانے لگا آیت آنکھیں بند کرتی ڈیول کے لمس میں خود کو محسوس کرنے لگی اور ڈیول کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔ڈیول آیت سے الگ ہوتا آیت کو کاوچ پر پیٹ کے بل لٹا گیا تو آیت سیدھی ہونے لگی جب ڈیول کی انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتی اپنے دل کی دھڑکنوں کو قابو کرنے لگی جان تو جب نکلی جب ڈیول کے ہونٹوں کا لمس اپنے کمر پر محسوس ہوا۔

"زی۔۔زین۔۔سونے۔۔چلے۔۔"آیت گھبراتی ہوئی بولی تو ڈیول آیت کے بلاؤز لی ڈوری کو اپنے ہونٹوں سے کھولتا آیت کو بے بس کر گیا۔

"نہیں میری جان آج تم خود اپنے شوہر کے قریب آئی ہو اب میرا بھی فرض ہے تمہیں اپنی قربت میں بھگو دوں"ڈیول کہتا کھڑا ہوتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا دور اچھال گیا اور آیت کو جھٹکے سے سیدھا کرتا باہوں میں بھر گیا آیت کی جھکی پلکوں کو دیکھ ڈیول کا ڈمپل مزید گھیرا ہوا ڈیول آیت کو بیڈ پر لٹاتے خود آیت پر گھٹا کی طرح

چھاتا آیت کی گردن میں منہ چھپا گیا آیت کو اپنی گردن پر ڈیول کے ہونٹوں کے لمس سے اور پیٹ پر انگلیوں کی حرکت سے اپنے گال شرم سے لال ہوتے محسوس ہوئے ڈیول اپنا چہرہ آیت کے چہرے کے قریب کرتا نرمی سے آیت کی ساڑی کے پلو کو ہٹا گیا آیت نے پلکیں اٹھا کر ڈیول کی خمار آلودہ آنکھوں میں دیکھا تو دوبارہ اپنی پلکیں جھکا گئی بڑھتی رات کے ساتھ ڈیول اپنی محبت اور شدتوں سے آیت کو نڈھال کر گیا آیت آئی تو اپنے شوہر کو منانے تھی اور اپنے شوہر کو اس کا حق دینے کے لیے تھی لیکن اب ڈیول کی جنونیت کو دیکھتی بچھتا رہی تھی اور ڈیول آج اپنی شریک حیات کی قربت میں خود کو پر سکون محسوس کر رہا تھا۔

دلشاد لوگوں کے گھر آنے پر ہالے کو اس کے روم میں ہی لٹا دیا گیا تھا زریش بیگم اور وہاب صاحب ہالے کو بے ہوش دیکھ پریشان ہوئے اور ڈاکٹر کو بلانے کا کہا لیکن

دلشاد نے تسلی دیتے آرام کرنے کا کہا لیکن زریش بیگم پھر بھی ہالے کے کمرے میں اس کے پاس ہی رکی جبکہ جنت بیگم نمل کو صحیح سلامت دیکھتی اسے گلے سے لگا لئی اور دل میں اللہ کا شکر ادا کرنے لگی اگر اس بچی کے ساتھ کچھ غلط ہو جاتا تو وہ کس منہ سے اللہ سے معافی مانگتی آخر وہ نمل کو اپنی بیٹی جو تسلیم کر چکی تھی جنت بیگم ،کاشان صاحب ، نمل اور نوریز اپنے گھر کے لیے نکل گئی تھے دلشاد نے سب کو یہ کہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ اس کے ایک بزنس رائیول کا کام ہے یہ اور اب اس کا بندوبست کر دیا گیا ہے جس پر سب نے سکون کا سانس لیا داہم بھی اپنے کمرے میں چلا گیا اور وہاب صاحب بھی دلشاد نے اپنے کمرے کا رخ کیا دلشاد نے کمرے میں قدم رکھا تھا جب عنایہ جو نائیٹ ڈریس پہنے ڈریسنگ ٹیبل پر چیزے سمیٹ رہی تھی اور کندھے کی مدد سے فون کان سے لگائے کسی سے باتوں میں مشغول تھی دلشاد کوٹ ہینگ کرتا ڈریسنگ کی سمت بڑھا جب اس کے کانوں میں عنایہ کی آواز آئی۔

"ڈاکٹر درید ساری ڈیٹیل ڈاکٹر آمنہ کے پاس ہیں کومہ والے پیشنٹ کی "عنایہ کچھ اور

بھی بول رہی تھی لیکن دلشاد کے کانوں میں صرف ایک لفظ گونج رہا تھا "درید" اس کی بیوی رات کے اس وقت کسی مرد سے بات کر رہی تھی اور اگر دن میں بھی کرتی تو کونسا دلشاد کو کوئی تکلیف نا ہوتی وہ اپنی چیزوں کو لے کر اتنا پوزیسو تھا تو بیوی کو لے کر کیسے نا ہوتا دلشاد ایک ہی جست میں عنایہ کے کان اور کندھے کے بیچ سے موبائل کھینچتا موبائل دیوار پر دے مارا عنایہ دلشاد کی سختی اور موبائل کی آواز پر دل پر ہاتھ رکھتی نا سمجھی سے دلشاد کو دیکھنے لگی جو خونخوار نظروں سے عنایہ کو ہی گھور رہا تھا عنایہ تھوک نگلتی سوچ ہی سکی کہ اب کیا کر دیا اس نے جو یہ کھڑوس اتنے غصے میں ہے دلشاد دو قدم آگے لیتے ہوئے عنایہ کے سامنے کھڑا ہوتا بولا۔

"تمہاری زبان پر کسی غیر مرد کا نام آیا تو جان لے لوگا" دلشاد کے غصّے کی وجہ سمجھتی عنایہ کو بھی غصّہ آیا وہ تو کام کی بات کر رہی تھی اور اس کے کھڑوس شوہر کو تو بس موقع چاہیے ہوتا ہے اس پر غصّہ کرنے کا۔

"میں کام کی بات" عنایہ بھی غصّے سے بولنے لگی جب دلشاد عنایہ کی گردن کی پشت پر بالوں میں اپنا دائیاں ہاتھ الجھاتا عنایہ کے ہونٹوں پر جھکا عنایہ نے سختی سے دلشاد کے کندھوں پر مٹھیوں میں اس کی شرٹ کو دبوچا دلشاد کے غصّے کو عنایہ اس کے ہونٹوں کے لمس میں محسوس کر سکتی تھی عنایہ کو سانس لینے میں مشکل ہونے لگی تو دلشاد نے عنایہ کو جھٹکے سے مگر سہارا دیتے خود سے دور کیا کیونکہ عنایہ کھڑی ہی اس کے سہارے پر تھی دلشاد عنایہ کو انگلی اٹھا کر تنبیہ کرنے والا تھا جب عنایہ اپنی آنکھوں کے سامنے اچانک آنے والے آندھیرے پر سر پکڑتی نیچے گرنے والی تھی جب دلشاد نے اسے اپنے باہوں کے حصار میں لیا دلشاد کے شدت بھرے لمس اور صبح سے کچھ نا کھانے پر عنایہ کے سر میں درد کی لہر دوڑ گئی تھی اور آنکھیں بے جان نم ہوئی دلشاد عنایہ کو دیکھ پریشان ہوا۔

"عنایہ کیا ہوا؟" دلشاد عنایہ کے آنسو صاف کرتا بولا تو عنایہ نے نم آنکھوں سے دلشاد کو دیکھتے دلشاد کے فکر بھرے لہجے کو محسوس کرتے اپنے دل کی ایک بیٹ مس ہوتی

محسوس کی عنایہ نے نفی میں سر ہلایا تو دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے ۔

"بتاؤ ورنہ" دلشاد کو واپس غصّے کی ٹون میں آتے دیکھ عنایہ نے صبح سے کچھ نا کھانے کا بتایا تو دلشاد نے اسے گھورا پھر نفی میں سر ہلاتے اپنی باہوں میں اٹھاتے پھر عنایہ کو ایسے ہی کبرٹ کھولنے اور اپنی چادر نکالنے کا کہتا عنایہ کے وجود پر ڈلوا تا کچن کی طرف بڑھا لیکن سامنے داہم کو دیکھتے دلشاد تو نہیں عنایہ شرم سے لال ہوئی جبکے داہم سیٹی بجا گیا داہم خود کے لیے کافی بناتے اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا لیکن اچانک اپنے بھائی بھابھی کو رومینٹک سیچویشن میں دیکھتے داہم کی آنکھوں میں شرارت ناچنے لگی۔

"بھائی بھابھی میں ابھی کنوارہ ہوں ۔۔ مجھ پر ترس کھائے کیوں مجھ پر ظلم کر رہیں ہیں" داہم آہ بھرتے بولا تو عنایہ مزید شرم سے لال ہوئی جبکے دلشاد کرسی پاؤں سے کھسکاتے ہوئے عنایہ کو چئیر پر بیٹھا گیا۔

"ہم تو شادی شدہ ہیں ہمیں کیوں نظر لگا رہے ہو تم" دلشاد بولا تو داہم مسکرایا۔

"اب اگر میں اتنا ظلم برداشت کر رہا ہوں تو مجھے دو بھتیجیاں جلدی چاہیں" داہم کے بولنے پر عنایہ نے داہم کو گھورا جس نے عنایہ کی گھوری پر اپنے دانتوں کی نمائش کی۔

"رومینس تو کرنے نہیں دیتے بھتیجیاں آم کے درخت سے توڑ کر لاؤ" دلشاد اپنے بھائی لی نوک جھوک میں ساتھ دیتا بولا تو داہم نے منہ بسورا داہم کے منہ بسورے پر عنایہ مسکرادی اور کچن میں کھانا گرم کرتے دلشاد کو دیکھنے لگی کیا تھا یہ شخص کبھی غصّے تو کبھی اتنی فکر اور اکیلے میں کیسے عنایہ کے لیے اس کے ہی سامنے آگ اگلتا تھا جبکے باقی سب کے سامنے نا عنایہ کو بے مول ہونے دیتا تھا نا ہی آن چاہی بیوی ثابت کرتا تھا ورنہ ایک آن چاہی بیوی کی لوگ کتنی عزت کرتے ہیں یہ عنایہ جانتی تھی۔

"بھابھی آپ کو خوش تو رکھتے ہیں بھائی؟؟" داہم نے پوچھا تو عنایہ مسکرائی جبکے دلشاد نے وہی سے داہم کو دیکھ سر جھٹکا۔

"اتنا دکھی رکھتا ہوں کے ہمارے گھر میں جو سوئمنگ پول ہے وہ تمہاری بھابھی کے آنسوؤں سے ہی تو بھرا ہوا ہے" دلشاد کے طنز پر داہم نے سر جھٹکا داہم پوری دنیا کو پریشان کر سکتا تھا لیکن اپنے باپ کی پہلی اولاد کے طنز سے وہ خود نہیں بچ سکتا تھا جبکے عنایہ داہم کی شکل دیکھتی کھلکھلا کر ہنس دی دلشاد داہم اور عنایہ کے سامنے کھانا لگاتا داہم کی بنائی کافی کو خود لبوں سے لگا گیا داہم سمجھ گیا تھا دلشاد کا اشارہ اس کے کچھ کھائے بغیر کافی پینے پر تھا جس کو سمجھتے داہم بھی عنایہ کے ساتھ کھانا شروع کر گیا البتہ دلشاد نے ہالے کی فکر میں اب بھی اپنی موم کو کچھ نا کھاتا دیکھ زریش بیگم کو کھلاتے خود ان کے ساتھ کھانا کھا لیا تھا۔

آیت کی آنکھ کھلی تو خود کو ڈیول کے سینے پر سر رکھے ڈیول اور خود کے وجود کو کنفرٹ میں چھپا پایا اور خود کو ڈیول کے دونوں بازوؤں کے حصار میں محسوس کیا آیت سر آٹھا کر ڈیول کے سینے پر تھوڑی ٹکائے ڈیول کو دیکھنے لگی جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھا آیت کو ڈیول کی رات کی بے باکیاں یاد کرتے اپنے گال شرم سے لال ہوتے محسوس ہوئے آیت کو خود نہیں معلوم تھا کہ کب وہ خود ڈیول سے محبت کرنے لگی تھی اتنی کہ اب اس کا گزارہ بھی ڈیول کے بنا ممکن نہیں تبھی تو ڈیول کی ناراضگی برداشت نہیں کر پا رہی تھی اور اس ناراضگی کو ختم کرنے کی کوشش میں صبح تک ڈیول کی من مانیاں سہی تھیں کون کہ سکتا ہے کہ نیند میں نظر آنے والا اتنا کیوٹ بندہ مافیا ورلڈ کا ڈیول کنگ ہے آیت بس سوچ ہی سکی۔ آیت مضبوطی سے ڈیول کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی اپنے گرد کنفرٹ سمبھالتی اپنے چہرے کو ڈیول کے چہرے کے قریب کرتی ڈیول کی پیشانی پر اپنے لب رکھ گئی تو ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا وہ یقیناً نیند سے بیدار تھا اور اپنی بیوی کی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا پھر ڈیول جھٹ سے آنکھیں کھولتا ایک جھٹکے سے آیت کو کروٹ کے بل گراتا اس کے دونوں ہاتھ بیڈ سے پن کرتا

آیت پر چھایا اور آیت کی حیران آنکھوں اور اپنی کل رات کی جانے والی محبت میں آیت کے لال ہوتے گالوں اور پھر آیت کی گردن پر اپنی شدتوں کی نشانیوں کو دیکھنے لگا۔

"ڈارلنگ پیار کرنا ہے تو میری کھلی آنکھوں کے سامنے کرو" ڈیول آیت کے ہونٹوں کو نرمی سے اپنے ہونٹوں سے چھو کر پیچھے ہوا۔

"مجھے نہیں کرنا اور دور رہو تم مجھ سے سمجھے۔۔ میری نیند پوری نہیں ہوئی ہے مجھے سونا ہے" آیت ڈیول کی بات پر گڑبڑاتی پھر ڈیول کو گھورتی ہوئی بولی تو ڈیول کا قہقہہ گونجا۔

"نیند کیوں پوری نہیں ہوئی تمہاری ؟؟" ڈیول نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے آیت کی گھوری پر قہقہہ ضبط کرتا بولا اور آیت تو اس کے معصومانہ سوال پر عش عش کر

اٹھی۔

"جیسے تمہیں تو پتا ہی نہیں ٹھرکی انسان" آیت ڈیول کو گھورتی ہوئی بولی۔

"ٹھرکی؟؟ سیریسلی؟؟" ڈیول آئبرو ریز کرتے آیت کے پھولے گالوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"اسے ٹھرک نہیں محبت کہتے ہیں جان جاناں" ڈیول اپنی بیرڈ آیت کے گالوں پر رب کرتے بولا تو آیت کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"زین۔۔ صبح ہو گئی ہے مجھے شاور لینا ہے" ڈیول آیت کے گالوں سے ہوتا آیت کی گردن میں منہ چھپانے لگا آیت کو ڈیول کی بیرڈ سے اپنی گردن اور گردن سے کچھ فاصلے پر چبھن سے اپنے گلے میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے ڈیول کو دوبارہ رات والی ٹون

میں جاتا دیکھ آیت جلدی سے بولی۔

"ساتھ لے لیں گے شاور زین کی جان ۔۔ اور رات ہو یا صبح فکر نہیں کرو محبت میں کوئی کمی نہیں آنے دوں گا" ڈیول سر اٹھائیں خمار آلودہ نگاہوں سے بولا۔

"زین میں تمہاری جان لے لونگی" آیت پھولی سانسوں کے بیچ میں بولی۔

"ڈارلنگ جان تو نہیں دو گا لیکن پر امس جان نچھاور کرنے والا بیٹا ضرور دونگا" ڈیول آیت کی حالت سے محفوظ ہوتا ایک آنکھ ونگ کرتا بولا۔

"زین میں بتا رہی ہو اچھا نہیں ہوگا" آیت نے ڈیول کو ڈرانا چاہا۔

"ڈارلنگ اچھے کا تو نہیں پتا البتہ میری طرح ہینڈسم ضرور ہوگا"ڈیول آیت کی غصّے اور شرم سے سرخ ہوتی ناک کو لبوں سے چھو کر بولا اور پھر آیت کی شہہ رگ کے مقام پر اپنے لب رکھ گیا آیت اب کیا کر سکتی تھی ڈیول اپنی من مانیوں میں اس کی ایک بھی نہیں سننے والا تھا آیت خود کو ڈیول کے رحم و کرم پر چھوڑتی آنکھیں دوبارہ موندھ گئی۔

****

ہالے کو صبح ہوش آیا تو خود کو اپنے روم میں دیکھتی پہلے بے یقینی سے اور پھر اپنے برابر میں سوئی زریش بیگم کو دیکھ اسے کنفرم ہوا وہ واقعی اپنے گھر اپنے روم میں ہے۔زریش بیگم بھی آہٹ پر آنکھیں کھولے ہالے کو دیکھتی فوراً سیدھی ہوتی محبت سے ہالے کے سر پر ہاتھ پھیرتی اسے گلے لگا گئی ہالے بھی زریش بیگم کے گلے لگتی اپنی آنکھیں نم کر گئی۔

"ممانی میں بہت ڈر گئی تھی وہاں بہت اندھیرا تھا"ہالے سسکی لیتی بولی تو زریش بیگم کا کلیجہ منہ کو آیا انھوں نے اور وہاب صاحب نے تو دلشاد اور داہم سے زیادہ ہالے کو چاہا تھا کبھی ہالے کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دی زریش بیگم ہالے سے الگ ہوتی اس کے آنسو صاف کرتی ہالے کی پیشانی پر بوسہ دے گئی۔

"میرا بچہ اب آپ اپنے گھر پر ہے اب ہم آپ کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گے" زریش بیگم بولی تو ہالے نے محبت سے اپنی ماں جیسی محبت کرنے والی ممانی کو دیکھا۔

"چلو تیار ہو جاؤ۔۔پھر باہر آؤ میں اپنی بیٹی کے لیے اس کی پسند کا ناشتہ خود اپنے ہاتھوں سے بناتی ہو"زریش بیگم کے بولنے پر ہالے سر اثبات میں ہلاتی فریش ہونے چلی گئی تو زریش بیگم بھی باہر کی طرف قدم بڑھا گئی۔

"اب کیسا ہے میرا بچہ" وہاب صاحب ڈائنگ ٹیبل پر ہالے کو بیٹھتا دیکھ بولے تو ہالے مسکرائی تو عنایہ ہالے کی پلیٹ سیدھی کرتی اسے سرو کرنے لگی۔

"میں ٹھیک ہوں ماموں جان" ہالے بولی تو دلشاد وہاب صاحب اور داہم زریش بیگم سب ہی مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے۔

"ہالے فکر نہیں کرنا وہ لوگ اب کبھی تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گے اور میں شرمندہ ہو تم سے میری وجہ سے تمہیں اس سیچویشن کا سامنا کرنا پڑا" دلشاد ہالے کو دیکھتا پھر عنایہ کو دیکھتے ہوئے بولا جو دلشاد کا اشارہ ڈیول کی طرف سمجھتی سر جھکا گئی۔

"نہیں بھائی آپ کیوں شرمندہ ہیں اور آپ کی وجہ سے کیسے ؟؟" ہالے حیرانی سے

دلشاد کو دیکھتے پوچھنے لگی ہالے بہت کم لیکن دلشاد کو کبھی کبھی بھائی بولتی تھی یہ عادت اس کی بچپن کی تھی۔

"ہاں میرے دشمن تھے وہ جنہوں نے تمہاری اور نمل کی کڈنیپنگ کی تھی "دلشاد بولا تو عنایہ کو اپنے زین بھائی کے لیے دلشاد کے منہ سے دشمن لفظ سنتے تکلیف ہوئی اور دلشاد کو نظریں اٹھائیں دیکھنے لگی جو ہالے کی طرف متوجہ تھا اور پھر دلشاد عنایہ کی طرف رخ کرتا عنایہ اور دلشاد کی نظریں ٹکرائیں دلشاد کو عنایہ کی آنکھوں میں نمی محسوس ہوئی۔

"نمل کیسی ہے ؟؟" ہالے سارے معاملے میں نمل کو تو بھول گئی تھی تو فوراً پوچھ بیٹھی۔

"ٹھیک ہے بیٹا "زریش بیگم مسکراتی ہالے سے بولی تو سب ناشتہ کرنے لگے۔

"ڈیڈ مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی "دلشاد نے بولا تو وہاب صاحب متوجہ ہوئے۔

"سٹڈی میں آجانا " وہاب صاحب بولے تو دلشاد داہم کو گھورتا جو کے بڑے مزہ سے لیکن لاپرواہ بنا بات سننے کو بے قرار تھا۔

"ڈیڈ مجھے سب کے سامنے آپ سے بات کرنی ہے "دلشاد کے بولنے پر داہم سر جھٹکتا مسکرایا پتا جو تھا کیا بات کرنی تھی اس کے باپ کی پہلی اولاد نے لیکن دلشاد کے بولنے پر سب متوجہ ہوئے ناشتہ سب لگ بھگ کر ہی چکے تھے۔

"ڈیڈ میں چاہتا ہوں ہالے کی شادی سلمان سے نا ہو بلکہ ہم ہالے کی شادی باہر لوگوں میں ہی نا کرے "دلشاد کے بولنے پر ہالے وہاب صاحب اور زریش بیگم اسے

نا سمجھی سے دیکھنے لگے جبکے داہم اور عنایہ پر سکون سے تھے داہم تو ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے ٹیبل پر رکھے معصومیت سے دلشاد کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کے فرشتوں کو بھی پتا نہیں دلشاد کس سلسلے میں بات کر رہا ہے جبکے داہم کے دائیں کندھے پر بیٹھے فرشتے نے داہم کو لعنت پیش کی ہوگی جبکے بائیں کندھے کے فرشتے نے فلائنگ کس یہ خیال بھی داہم کا ہی تھا۔

"کیا مطلب" یہ زریش بیگم تھیں جو بولی۔

"موم میں ہالے کی شادی داہم سے کروانا چاہتا ہو۔۔ وہ اس طرح محفوظ بھی رہے گی اور ہماری آنکھوں کے سامنے بھی" دلشاد نے جیسے دھماکہ کیا تھا اور اس دھماکے میں سب سے زیادہ ہالے خیز ہوئی تھی ہالے بے یقینی سے دلشاد کو دیکھنے لگی جبکے زریش بیگم سوچ میں پڑ گئی اور وہاب صاحب تو اپنے بیٹے کو سکین کرنے میں لگے ہوئے تھے جیسے یہ دلیل نہیں بات کچھ اور ہے وہ اپنے بیٹے کی رگ رگ سے واقف

تھے اور بات دلشاد کے چاہنے کی تھیں تو اس نے سلمان اور ہالے کے رشتے کے وقت یہ بات کیوں نہیں کی دلشاد اپنے باپ کی نظریں سمجھتا گڑبڑایا ایک وہی ہستی تھی جن کے سامنے دلشاد گڑبڑاتا تھا جو اس کی رگ رگ سے واقف تھے وہ کئی باتوں پر خاموش رہتے تھے جیسے ہالے کی کڈنیپنگ والی بات پر کہ یہ دلشاد کے بزنس رائیول نے کیا ہے لیکن سکون تھا انھیں کے ان کے بیٹے کے ہوتے ہوئے کوئی ان کی فیملی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا اور انھیں یقین اور مان تھا ان کا بیٹا کبھی کوئی غلط قدم اور فیصلہ نہیں کرئے گا یہ مان اور یقین بھی دلشاد نے کمایا تھا وہ دلشاد کا حق تھا لیکن یہاں بات ہالے کی تھی جسے وہ دلشاد اور داہم سے بڑھ کر چاہتے تھے اور داہم ہالے کی تو آپس میں بنتی بھی تو نہیں تھی اسی لیے تو داہم نے بندوق دلشاد کے کندھے پر رکھ کر چلائی تھی اسے خبر جو تھی اگر اس نے یہ اپنے منہ سے بات نکالی تو گھر والے یہی کہے گے اور اسے مشکوک نظروں سے جو دیکھے گے۔

"اور یہ خیال تمہیں پہلے کیوں نہیں آیا" وہاب صاحب بولے تو دلشاد نظریں جھکائے

داہم کو کم سے کم دو سو سلواتوں سے نواز چکا تھا اس گدھے کی وجہ سے اسے سب کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

"ڈیڈ ہالے پہلے کڈنیپ ہوتی تو پہلے ہی سوچ لیتا" دلشاد بولا تو اس کے جواب پر ہالے کو شاک لگا تو داہم اور عنایہ کو ہنسی آئی جسے وہ دونوں دلشاد کی گھورتی آنکھوں سے بچنے کے لیے سر جھکا کر چھپا گئے۔

"وہاب دلشاد صحیح کہہ رہا ہے میرا بھی دل نہیں ہالے کو دور بھیجنے کا۔۔ اور اب تو بلکل نہیں" زریش بیگم بولی تو دلشاد نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

"لیکن زریش سلمان کی فیملی کو کیا جواب دے گئے وہ لوگ تو آج آنے سادگی سے منگنی کے بارے میں کل رات بھی مجھ سے پوچھ چکے ہیں میں نے ہی منع کر دیا "وہاب صاحب بولے تو دلشاد نے انھیں دیکھا۔

"ڈیڈ میں ایکسکیوز کرلونگا اور ہالے کے تحفظ کا ریزن دوں گا سلمان کی فیملی ہماری بات سمجھ جائے گی" دلشاد بولا تو وہاب صاحب نے اسے صرف خاموش نظروں سے دیکھا۔

"دلشاد وہاب خانزادہ ۔۔تم ایکسکیوز کرو گے ؟؟" وہاب صاحب آئبرو ریز کرتے ہوئے کنفرم کرنے والے انداز میں پوچھا تو دلشاد رخ بدلا۔

"جی ڈیڈ " دلشاد نے کہا۔

"ایکسکیوز کا لفظ پڑھا تھا تم نے اسکول میں ۔۔ سپیلنگ آتی ہے ؟؟" وہاب صاحب بولے تو جوس پیتی عنایہ کو اچھو لگا جبکے داہم اور ہالے دلشاد کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہنوز اپنی پوزیشن میں تھے جبکے زریش بیگم اپنے بیٹے کی اپنے شوہر سے اس قدر

مزاحیاں بے عزتی پے پہلو بدل کر مسکرا دی یقیناً دلشاد وہاب خانزادہ نے طنز میں بھگو بھگو کر مارنے کی عادت اپنے باپ سے لی تھی۔

"تم دونوں میرے روم میں آؤ کچھ دیر میں" وہاب صاحب دلشاد اور داہم کو دیکھتے ہوئے بولے اور اپنے روم کی طرف قدم بڑھا گئے ان کے جانے کے بعد ہالے بھی اپنے روم کی طرف بڑھ گئی جبکے دلشاد خونخوار نظروں سے عنایہ کے ہنسی سے ضبط چہرے کو دیکھتا اٹھا۔

"موم آپ کو دادی بننے کی کوئی جلدی نہیں" دلشاد کے بولنے پر عنایہ گڑبڑائی جبکے زریش بیگم محبت سے اپنے بیٹے اور بہو کو دیکھنے لگی۔

"ہے تو پتا نہیں کب دو گے یہ خوشخبری تم لوگ" زریش بیگم بولی تو دلشاد مسکراتا عنایہ کو دیکھنے لگا۔

"موم میں تو تیار بیٹھا ہو آپکی بہو ہی لیٹ کر رہی ہے اور رات "دلشاد کچھ کہتا کے عنایہ شرم سے لال ہوتی فورا اٹھی۔

"موم میں آتی ہو" عنایہ یہ کہتے وہاں سے ایسے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سنگھ تو داہم کا قہقہہ گونجا واقعی اس کی بھابھی بہت معصوم تھی جبکے زریش بیگم نے داہم کو گھورا جو کندھے اچکا گیا دلشاد بھی سر جھٹکتا زریش بیگم کے بالوں میں بوسہ دیتا داہم کو وہاب صاحب کے کمرے میں چلنے کا اشارہ دیتا آگے قدم بڑھا گیا۔

****

وہاب صاحب کاوئچ پر پاؤں پر پاؤں ڈالے بیٹھے تھے جبکے دلشاد ان کے بائیں سائیڈ صوفے پر اور داہم بیڈ کے آخری سرے پر دونوں پیر اوپر کیے وہاب صاحب اپنے

بیٹوں کو خاموش نظروں سے گھور رہے تھے پھر آگے ہوتے بولے۔

"اصل بات بتاؤ" وہاب صاحب کے بولنے پر دلشاد نے انھیں دیکھا تو داہم دلشاد کو دیکھنے لگا۔

"کونسی بات ؟؟" دلشاد معصوم بنا پوچھ بیٹھا۔

"ہالے کی شادی اس گدھے سے کروانے والی بات" وہاب صاحب دانت کچکچا کر بولے تو داہم اپنے لیے گدھا لفظ سنتا منہ بسور گیا۔

"ڈیڈ میں حسین، ہینڈسم اور آپ کی آخری اولاد ہو" داہم وہاب صاحب کو یاد کرواتے ہوئے بولا تو دلشاد کو ہنسی آئی پر ضبط کر گیا۔

"پتا ہے تم گدھے میری ہی اولاد ہو جب ہالے کو پسند کرتے تھے تو پہلے بول نہیں سکتے تھے"

وہاب صاحب بولے۔

"اب میں اپنے دوست تمہاری ماں اپنی دوست کے سامنے شرمندہ ہونگے اچھا لگے گا تمہیں" وہاب صاحب پھر بولے تو داہم نے اپنا قہقہہ ضبط کیا' وہ واحد بیٹا تھا جسے اپنا باپ غصّے میں ڈانٹتے ہوئے کیوٹ لگتا تھا اور ماں غصّے میں پریوں کی ملکہ' وہاب صاحب کا ایسا روپ اسے بہت کم دیکھنے کو ملتا تھا۔

"ڈیڈ آپ اسے چھوڑئیے میں نے کہا نا میں سب دیکھ لونگا آپ ٹینشن نا لے" دلشاد بولا تو وہاب صاحب کی توپوں کا رخ دلشاد نے اپنی طرف خود موڑا۔

"اور تم اس سے بڑے گدھے جو ہالے کی شادی اس سے کروانا چاہتے ہو گھر کی ملازماؤں کے ساتھ توڈیٹ مارتا ہے یہ" وہاب صاحب پہلے دلشاد پھر داہم کو گھورتے ہوئے کاشان صاحب کی بات یاد کرتے بولے جو بتا رہے تھے ان کی ملازمہ نے اس گدھے کی شکایت کی تھی رشیدہ اور اس کے منگیتر کے درمیان پھوٹ جوڑلوائی تھی داہم نے لیکن داہم کا ماننا تھا وہ پھوٹ نہیں بلکہ رشیدہ کے منگیتر کا اس کے لیے یقین ٹیسٹ تھا ڈاکٹر جو تھا ٹیسٹ تو کرے گا ہی نا جبکہ دلشاد اپنے لیے بھی گدھا لفظ سنتا برا مان گیا جبکہ داہم کو رشیدہ کے اور اس کے منگیتر دونوں کا اسٹال پر کھڑے ہو کر چنا چاٹ کھانا اور انھیں تنگ کرنا یاد آیا۔

"Dad that wasn't a serious relationship"۔ داہم کے بولنے پر وہاب صاحب نے اپنا جوتا نکالتے داہم کو کھینچ کر مارا جسے داہم کیچ کرتا مارا چوم گیا تھا وہاب صاحب خونخوار نظروں سے داہم کو گھورنے لگے۔

"ڈیڈ میں Khanzada Ampire کا CEO ہو اور آپ کی پہلی اولاد ۔۔ آپ مجھے تو گدھا نا کہے اس اپنی آخری اولاد کو کہنا ہے تو میں بھی آپ کا ساتھ دونگا" دلشاد کو تو اپنے لیے گدھا لفظ سنتا ہنوز منہ بنائے بولا تو وہاب صاحب کو اپنے دونوں بیٹوں کو دیکھ حیرت کا جھٹکا لگا کہ وہ کیا بات کر رہے تھے اور یہ دونوں اپنی ہانکے جا رہے ہیں اور لوگوں کے بھائی ہوتے ہیں بھائی کہ کر فخر سے مخاطب کرتے ہیں ایک دوسرے کو اور ایک وہ تھے

" وہ دو بھائی تھے جو ایک دوسرے کو بھائی نہیں بلکہ اپنے باپ کی پہلی اور آخری اولاد کہ کر مخاطب کرتے تھے" وہاب صاحب بس سوچتے سر جھٹک گئے اتنے میں داہم جگہ سے اٹھتا وہاب صاحب کے قدموں میں بیٹھتا ان کا جوتا انھیں پہنا گیا وہاب صاحب بھی داہم کی محبت بھری حرکت پر مسکرائے۔

"ڈیڈ مجھے نہیں پتا میں کب ہالے سے محبت کرنے لگا شاید جب سے جب مجھے محبت کا بھی نہیں پتا تھا میں بس اس کی راضا مندی معلوم کرنا چاہتا تھا شاید اسی لیے اتنی دیر لگا دی لیکن ڈیڈ وہ سلمان کو بھی پسند نہیں کرتی ڈیڈ میں ہالے کو بہت خوش رکھو گا اور میرے کسی کے بھی ساتھ ایسا ریلیشن شپ نہیں ہے وہ تو بس مزاق مستی میں کر دیتا ہو ایسی باتیں آپ اپنے ہینڈسم خوبصورت اور اپنی آخری اولاد پر بھروسہ کر سکتے ہیں" داہم وہاب صاحب کی آنکھوں میں یقین سے بولتا آخری جملے پر دلشاد کو جتاتی نظروں سے دیکھتے جس سے دلشاد کو کوئی فرق نہیں پڑا پھر وہاب صاحب کو دیکھتے ہوئے بولا تو وہاب صاحب دل کھول کر مسکرائے اور داہم کے بال خراب کر گئے۔

"مجھے پتا ہے بیٹا لیکن ہالے کے لیے سلمان کو چننے کی وجہ اس کا کسی بھی قبل اعتراض برائی سے پاک ہونا تھا وہ بے شک تمہاری موجودگی میں ہالے کے لیے لائق نہیں مجھے پتا ہے میرا بیٹا کیسا ہے اور کیا ہے اور تم سے بڑھ کر کوئی ہالے کی حفاظت

نہیں کر سکتا لیکن ہالے اور تمہاری ایک نہیں بنتی اور میں اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا وہ میری بہن کی نشانی ہے مجھے روز آخرت اپنی بہن کو اپنی سرپرستی میں ہالے کے آنسوؤں کا جواب بھی دینا ہوگا" وہاب صاحب بولے تو ان کی آنکھیں اپنی بہن کے زکر پر نم ہوئی دلشاد اپنے باپ اور بھائی کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

"ڈیڈ آئی پرامس میں ہالے کو خوش رکھوگا" داہم کے بولنے پر وہاب صاحب نے بیٹے کے سر پرپیار کیا۔

"I believe u my son" وہاب صاحب بولے تو دلشاد مسکراتا کھڑا ہوتا داہم کے بکھرے بالوں کو دوبارہ خراب کرتا بولا اور واچ دیکھتا وہاب صاحب اور داہم کو بائے کرتا باہر نکل گیا جو مسکراتے اسے دیکھ رہے تھے۔

****

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے اب" دلشاد کمرے میں آتا عنایہ کو کبرٹ سیٹ کرتا دیکھ بولا تو عنایہ اسے دیکھنے لگی گرے تھری پیس سوٹ میں جیل سے بال سیٹ کیے وہ کتنا وجیہہ تھا اتنا وجیہہ بھی کوئی ہو سکتا ہے عنایہ کو تو آج تک اپنے باپ اور زین بھائی سے زیادہ کوئی وجیہہ لگا ہی نہیں تھا لیکن دلشاد کو دیکھ اسے احساس ہوا وہ کسی مغرور شہزادے جیسا تھا سیدھا دل میں اترنے والا دلشاد عنایہ کا یوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر عنایہ کے قریب ہوتا عنایہ کے سامنے چٹکی بجا گیا جس سے عنایہ گڑبڑ کر سیدھی ہوئی۔

"آپ نے مجھ سے کچھ کہا" عنایہ اپنا رخ کبرٹ کی طرف کرتی بولی تو دلشاد نے سر جھٹکا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے اب" دلشاد کے دوبارہ پوچھنے پر عنایہ اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"جی ٹھیک ہے" عنایہ بولی تو دلشاد اسے دیکھتا ہوا بولا۔

"داہم آج اپنے ہاسپٹل جائے گا تمہاری طبیعت ٹھیک ہو تو چلی جانا تم بھی جوائن کرلیا اسے" دلشاد بولتا واپسی قدم لینے لگا اور عنایہ مسکراتی سر اثبات میں ہلا گئی لیکن دلشاد رکتا دوبارہ عنایہ کی طرف پلٹا۔

"تم صرف فی میل پیشنٹ کو دیکھو گی اور اگر میل پیشنٹ کو ہاتھ بھی لگایا تو یہ ہاتھ کھانا کھانے لائق بھی نہیں چھوڑو گا" دلشاد بولتا باہر قدم لے گیا اور عنایہ اس کی پشت کو دیکھنے لگی سر جھٹکتی بڑبڑائی۔

"جب دیکھو دھمکی دیتے رہتے ہیں جیسے دہشت گرد ہو یہ مطالبہ نا مانا گیا تو یہ کردو گا وہ کر دونگا" عنایہ اپنے الفاظ پر غور کرتی آنکھوں میں چمک لیے اپنا موبائل ڈھونڈھتی پھر موبائل ملنے پر ان لاک کرتی دلشاد کے نمبر پر ہینڈسم ہزبینڈ کٹ کرتی نئے نام سے دلشاد کا نمبر سیو کرگئی اور یہ منفرد نام کس قدر عنایہ کو سزا دلوانے والا تھا عنایہ اس بات سے بے خبر تھی البتہ عنایہ کا منفرد نام دلشاد کے لیے بھی شاکنگ سرپرائز کونے والا تھا۔

****

"مہک تم تیار ہو جاؤ ہمیں نکلنا ہے پھر" ہشام مہک کو ڈریسنگ کے سامنے کھڑا دیکھ نظریں مہک کے کالے کمر کو ڈھانپتے بالوں پر ٹکائے بولا تو مہک آئینے میں ہشام کی شبیہ دیکھنے لگی۔

"کہاں" مہک نے پوچھا۔

"یہ تمہیں وہاں جا کر ہی پتا چلے گا" ہشام مسکراتا مہک کی طرف قدم بڑھاتا ہوا بولا۔

"مجھے کہی نہیں جانا" مہک بولی تو ہشام اسے پیچھے سے حصار میں لیتے دونوں ہاتھ مہک کے پیٹ پر باندھتے مہک کے کندھے پر اپنا منہ ٹکا گیا اور مہک کو آئینے میں دیکھنے لگا۔

"چلنا پڑے گا مسز چاہے مرضی سے تمہاری یا پھر زبردستی سے" ہشام نے کہا مہک کو ہشام کی بیرڈ اپنے کندھے پر چبھتی محسوس ہوئی تو مہک کا گلا خشک ہوا۔

"ہشام مجھے نہیں جانا کہی" مہک اپنی گردن نیچے کرتی بولی لیکن مہک کا چہرا ہشام کے چہرے سے مس ہوا ہشام مہک کے گرد مزید حصار تنگ کر گیا اور مہک کی گردن کو اپنے لبوں سے چھونے لگا ہشام کی حرکت پر مہک کی آنکھیں نم ہوئی شاید وہ ہشام

کو اس کا حق دینے سے کترا رہی تھی یا شاید ہشام کو معاف نہیں کر پا رہی تھی مہک

کسمساتی ہشام کا حصار جھٹکے میں توڑتی ہشام سے فاصلے پر کھڑی ہوئی ہشام اچانک

مہک کے اس رویہ پر مہک کو دیکھنے لگا جو آنکھیں نم کیے ہشام کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں یہ ہی سب چاہیے نا تو کر لو اپنی ہوس پور" مہک غصّے بے بسی سے ہشام کو دیکھتی اپنا ڈوپٹہ بیٹ پر پھینک گئی مہک کی حرکت اور الفاظ پر ہشام مہک کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اس پر ہاتھ اٹھا گیا مہک ہشام کے تھپڑ سے لڑکھڑاتی بیڈ پر گری۔

"میرے ضبط کا امتحان مت لو تم مہک یہ نا ہو میں کچھ کر بیٹھو اپنے ساتھ جس سے تم میری شکل دیکھنے کو ہر پل ترسو" ہشام لہو ہوتی آنکھوں سے مہک کا رخ سیدھا کرتا بولا تو مہک کو اپنے سخت الفاظ پر ندامت ہوئی وہ کرتی بھی کیا وہ نہیں معاف کر پا رہی تھی ہشام کو اور اب وہ خود کو ہشام کے لائق بھی تو نہیں سمجھتی تھی تبھی تو

ہشام کے پاس آنے پر وہ اسے دور کر دیتی تھی ہشام مہک کو دیکھتا اسے جلدی تیار ہونے کا دوبارہ کہتے باہر قدم لے گیا۔

"ہشام تم کیوں دور نہیں ہو جاتے مجھ سے "مہک خود سے سسکتی ہوئی کہتی اپنے آنسو صاف کرتی واشروم کی طرف قدم بڑھا گئی۔

ہالے کمرے میں چکر کاٹے جا رہی تھی اسے تو سوچ کر ہی جھر جھری آرہی تھی کہ داہم اور وہ شادی افففففف ناممکن داہم تو اسے بڑی بڑی عمر کی عورت بول بول کر ہی اس کی عمر ہی کم کر دے گا۔۔ ہالے کو تو یقین تھا کی داہم بھی شادی نہیں کرنا چاہتا اس سے یہ سب دلشاد کی ہی سوچ ہے اس سے انجان داہم کے دل میں تو ابھی سے ہی شہنائیاں بج رہیں تھیں جب شادی ہوگی تو پتا نہیں موصوف کیا کرے گے ہالے

اپنی سوچوں میں ہی گم تھی جب زریش بیگم دروازہ نوک کرتی ہالے کے روم میں آئی ہالے انھیں دیکھ مسکرا بھی نا پائی جبکے زریش بیگم ہالے کے چہرے پر پریشانی دیکھتے سمجھ گئی تھیں کے ہالے داہم اور اپنی شادی والی بات پر ہی خود کو پریشان کیے بیٹھی ہے۔

"ہالے ادھر آؤ بیٹا" زریش بیگم نے کاوچ پر بیٹھتے ہالے کو بھی محبت سے اپنے پاس بیٹھنے کا کہا زریش بیگم کو کچھ دیر پہلے ہی وہاب صاحب نے ہالے اور داہم کے لیے گرین سگنل دیا تھا اور یہ بھی کہا تھا وہ ہالے سے بات کر کے اسے پرسکون کر دے یقیناً وہ پریشان ہوگی وہاب صاحب جانتے تھے ہالے زریش بیگم کی بات کبھی نہیں ڈالے گی اگر زریش بیگم ہالے کو ماں کی طرح محبت کرتیں تھیں تو ہالے بھی تو زریش بیگم کو اپنی ماں ہی مانتی تھی۔

"میں چاہتی ہو تم میری بہو بن جاؤ اور ہمیشہ یہی بیٹی بن کر میری نظروں کے سامنے

رہو"زریش بیگم ہالے سے بولی تو ہالے انھیں دیکھنے لگی۔

"ممانی پر داہم ۔۔وہ عمر میں مجھ سے چھوٹا ہے اور وہ بھی مجھے پسند نہیں کرتا" ہالے بولی تو زریش بیگم نے لمبی سانس لی اب وہ بتا تھوڑی نا سکتیں تھیں ہالے کو کہ داہم تو اس سے جب سے محبت کرتا ہے جب اسے محبت کا مطلب بھی نہیں پتا تھا۔

"بیٹا عمر کی کیا بات کی تم نے ہمارے مذہب میں اس کی روک نہیں تم جانتی ہو یہ تو ہمارا معاشرہ ہے جو ان بے معنی باتوں پر دوسروں کا جینا حرام کر دیتا ہے۔۔۔اور میں نے پوچھا ہے داہم سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ بس تم سے مزاق کرتا تھا اور ہاں داہم تم سے شادی کے لیے تیار ہے بنا کسی دباؤ کے"زریش بیگم بولی تو ہالے انھیں ہونک بنی دیکھنے لگی واقعی داہم تیار تھا اس سے شادی کے لیے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟ جبکہ زریش بیگم ہالے کے ہاتھ تھام گئیں۔

"ہالے تم داہم سے شادی کرنے کے لیے راضی ہو جاؤں ہم سب یہی چاہتے ہیں میری وہاب صاحب کی بھی یہی خواہش ہے لیکن تمہاری رضامندی کے بنا ہم کوئی فیصلہ نہیں کرے گے۔۔تم اپنی ممانی کی بات مانوگی "زریش بیگم ہالے کے لیے آنکھوں میں محبت لیے پوچھ رہیں تھیں اور ہالے بنا پلک جھپکائیں انھیں دیکھ رہی تھی یہ وہی عورت تھیں جو بخار میں ہالے کے لیے رات رات بھر جاگا کرتیں تھیں یہ وہی ہستی تھیں جو ہالے کو یتیم ہونے کا احساس تک نہ ہونے دیتیں تھیں یہ وہی ماں تھیں جو ہالے کی ماں نا ہونے کے باوجود اپنی سگی اولاد سے بڑھ کر ہالے کو چاہتیں تھیں ہالے چاہ کر بھی ان کا قرض تو کبھی بھی ادا نہیں کر سکتی تھی تو کیا وہ ان کی خواہش بھی پوری نا کرتی کیسے ممکن تھا ہالے محبت سے ان کے ہاتھوں پر باری باری اپنے لب رکھ گئیں پھر انھیں دیکھتی آنکھوں میں نمی لیے اثبات میں سر ہلا گئیں زریش بیگم نے فوراً ہالے کو گلے لگایا اور ہالے کے بالوں پر بوسہ دیا۔

****

دلشاد اپنے آفس میں آتا کوٹ ہینگ کر گیا تھا شاید ابھی کسی میٹنگ سے فارغ ہوا تھا اتنے میں دلشاد کو اپنے فون پر قادر کا نام جلگماتا نظر آیا دلشاد نے بنا ایک لمحہ ضائع کیے فون کان سے لگایا۔

"سر آپ کا شک صحیح تھا "فون میں سے قادر کی آواز سنائی دی۔

"سر لیکن میم "قادر کی آواز دوبارہ ابھری۔

"قادر تمہیں دلکش ملی وہاں؟؟"دلشاد قادر کی بات پوری سنی بغیر خود بولا دلشاد کی آواز میں زمانے بھر کا کرب تھا دلشاد نے بے چینی کے عالم میں دوسرے ہاتھ سے اپنی ٹائی ناٹ ڈھیلی کی دلشاد کو آکسیجن کی کمی کا احساس ہوا تھا شاید یا جس وجود کا نام لیا تھا اس کے زندہ ہونے کا شک تھا یا شاید وہ قادر سے اس وجود کے زندہ ہونے کی

تصدیق چاہتا تھا وہ تو دلکش کا نام بھی اب نہیں لیتا تھا شاید اس خوف سے کے کہی دلکش کی تلاش ختم کیے بنا ہی اس کا نام ادا کرتے اسے موت ہی نا آجائے کیا کچھ نہیں تھا اس نام میں دنیا کے لیے شاید وہ معمولی نام ہو لیکن کوئی دلشاد وہاب خانزادہ سے پوچھے تو جانے اس نام میں دلشاد کو اپنی زندگی اور موت کی نوید ملتی تھی وہ نام دلشاد کو زندہ رکھے تھا اور اس نام کا ختم ہونا شاید دلشاد وہاب خانزادہ کو ہمیشہ کے لیے ساکت کر دیتا۔

"سر۔۔مجھے یہاں دلکش میم نہیں ملیں لیکن سر کل رات یہاں سے ایک پیشنٹ کو پاکستان بھجوایا گیا ہے اور وہ پیشنٹ کوئی فی میل ہے" دلشاد قادر کی بات سنتا ساکت ہوا وہ دلکش ہی ہوگی یقیناً وہ دلکش ہی ہوگی دلشاد کی آنکھوں میں نمی کے ساتھ چمک بھی اتر آئی ایک اور عنصر تھا دلشاد کی آنکھوں میں وہ تھا دلکش کے وجود کا طلسم جسے حقیقت تسلیم کرتا دلشاد اس کے پیچھے صحرائے محبت میں ایک عرصے سے دیوانہ وار دوڑ رہا تھا۔۔یہی امید لیے تو جی رہا تھا کہ ایک دن اپنی محبت کو ڈھونڈ لے گا اور

اب اس کی تلاش ختم ہونے والی تھی شاید لیکن پاکستان اچانک کیوں ؟؟کیا اس کے دشمنوں کو شک ہو گیا تھا اس پر۔۔ نہیں ایسا ممکن ہی نہیں دلشاد پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا خود کو پر سکون کرتا آنکھیں بند کیے دوبارہ جھٹکے سے کھول گیا اب دلشاد کی آنکھوں میں کرب تھا سرد مہری تھی عزیت تھی دلشاد قادر سے مخاطب ہوا۔

"قادر تم نے سب چیک کیا ہے ؟؟"دلشاد بولا۔

"سر میں نے چیک کیا ہے اور آپ کے حکم کے مطابق سارے معاملات کی ڈیٹیل میں نے یہاں کی انٹیلیجنٹ ۔۔۔۔ "قادر نے دلشاد کو تمام باتوں سے آگاہ کیا وہ تمام باتیں جو دلشاد کے ماضی سے جڑی تھیں جنھیں دلشاد جانتا تھا اور اپنے حال میں مکمل کرنا چاہتا تھا اس بات سے انجان کہ یہ باتیں اس سے جڑے ہر رشتے کو اپنی لپیٹ میں لینے والی تھیں۔ دلشاد فون پاکٹ میں رکھتا گلاس وال سے باہر دنیا کو چلتے دیکھتا خود کو ماضی میں لے گیا۔

صحرائے محبت کا آغاز

ماضی:-

یہ منظر ہے امریکہ کی مشہور یونیورسٹی کا جہاں طالبات بزنس فائننس کی تعلیم لینے دور دور سے آتے تھے اس یونیورسٹی کو بزنس کی دنیا کی ٹاپ فائیو یونیورسٹی میں سے ایک مانا جاتا تھا جہاں اکیس سال کا دلشاد وہاب خانزادہ بھی آج قدم رکھنے والا تھا دلشاد پاکستان اسلام آباد کے اعلیٰ ادارے سے باقی طلبات سے کم عمر میں MBA کرتا اب اپنے بزنس کی سوچ بوجھ کو مزید نکھارنے کی غرض سے نوریز کے ساتھ امریکہ آیا تھا تو دوسری طرف ایک امریکی شہری دلکش فاطمہ بھی اپنی کم عمری میں اپنے زہین

اور قابل اسٹوڈنٹ ہونے کی بنا پر آج اس یونیورسٹی کا حصہ بنے والی تھی دلشاد
یونیورسٹی میں اپنی ہیوی بائیک پر براجمان انڑی مار چکا تھا وہاں آنے والی بیشتر
لڑکیاں جو دوسرے ممالک سے تھیں تو کچھ اس ملک کی ہی رہائشی تھیں اس مغرور
سے شہزادے کو دیکھتی پلکیں جھپکانا بھول گئیں بلیک جینز وائٹ ٹی شرٹ میں
وائٹ اپر لیے اپنے کالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کالی آنکھوں میں ان لڑکیوں کو بے
زاریت کے ساتھ دیکھتا وہ جھٹ سے بائیک سے نیچے اپنے جوگرز میں مقید قدم رکھتا
وہ بلا کا مغرور شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔دلشاد آگے قدم رکھتا اپنی کلاس کی سمت چلنے لگا
اور نوریز جو اس کے ساتھ ہی اپنی بائیک پر آیا تھا اس سے قدم ملاتا اسی کی ہی سمت
چل رہا تھا جب دلشاد کا ٹکراؤں انجانے میں نرم نازک وجود سے ہوا دلکش فاطمہ
وائٹ پیروں کو چھوتی سکرٹ پر پیچ کلر کی شرٹ پہنے گلے میں پیچ کلر کا مفلر ڈالے کالے
بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے کرسٹل گرے آنکھوں میں غصّے کا عنصر لیے سفید
وگلابی رنگت میں وہ دلشاد کو ایک عام لڑکی سے بے تحاشہ خوبصورت لگی دلشاد ٹکٹکی
باندھ کر اسے دیکھنے میں مشغول تھا جو اپنا دائیں کندھا مسل رہی تھیں دلشاد جیسے
فولادی انسان سے ٹکرانے کے بعد جبکے نوریز دلشاد کو اس انجان لڑکی کو دیکھتا پا کر

حیران ہوتا اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کے دوست نے تو آج تک کسی بھی لڑکی کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا اور اس لڑکی کو یوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا جیسے پہلی دفعہ دنیا میں اتری اس مخلوق کو دیکھا ہو۔

۔"sorry" دلکش کی آواز پر دلشاد ہوش کی دنیا میں آتا گڑبڑاتا اپنا رخ پھیر گیا غلطی تو دلکش کی تھی جو اندھا دھند اپنی کلاس کی طرف بڑھ رہی تھی اور یہ وہ جانتی تھی اس لیے جلدی سے سوری بولتی منہ میں بڑبڑائی "پتا نہیں آنکھیں ہیں یا بٹن ان امیر باپ لی بگڑی اولاد کے الو کا پٹھا کہی کا میں نا بھی دیکھ رہی تھی خود نہیں دیکھ کر چل سکتا تھا "جس کو دلشاد اور نوریز نے باخوبی سنا اور سمجھ بھی لیا تھا دلکش سمجھی تھی وہ امریکی ہونگے جو اس کی اردو کو سمجھ نہیں پائے گے لیکن دلشاد اور نوریز تو پہلے اسے پھر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

۔"آپ کو نہیں لگتا اردو کچھ زیادہ اچھی بولتی ہیں آپ" دلشاد کی اردو میں کی گئی بات

پر دلکش منہ کھولے پہلے دلشاد اور پھر نوریز کو دیکھنے لگی جو پھر شرمندہ سی ہوتی مسکراتی دلشاد سے معزرت کر گئی۔

۔"sorry مجھے لگا آپ کو اردو نہیں آتی اور بس میں پریشانی میں بول گئی" دلکش شرمندہ ہوتی بولی تو دلشاد اس کی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

۔"it's all right" دلشاد بولا تو نوریز اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا آگے چلنے کا اشارہ کر گیا جسے دلشاد نے ناگواری سے دیکھتے نوریز کو چپ رہنے کا اشارہ کیا تو نوریز وہی کچھ فاصلے پر دیوار ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ فولڈ کرتا دلشاد اور اس لڑکی کو دیکھنے لگا دلکش ناسمجھی سے یہ منظر دیکھتی جانے کے لیے پلٹی کہ دلشاد کی آواز پر رکی۔

"آپ کی آنکھیں بہت حسین ہیں اور ان کا کلر بلکل خوبصورت جھیل جیسا ہے

"دلشاد نے خود کو کہتے سنا لیکن دلکش کے چہرے پر پہلے کچھ دیر والی شرمندگی غائب

ہوتی غصّے کا روپ لے گئی اور وہ دلشاد کو گھورنے لگی۔

"آپ مسٹر جو بھی ہیں۔۔زیادہ فری نا ہو میرے ساتھ "دلکش نا گواری سے بولی تو دلشاد مسکرایا دلکش دلشاد کی مسکراہٹ دیکھتی اس سے نظریں ہٹانا بھول گئی وہ واقعی مسکراتے ہوئے اپنی وجاہت میں چار چاند لگا دیتا تھا لیکن جلدی خود کو کمپوز کرتی پلٹ گئی دلشاد اس کی پشت کو دیکھنے لگا جب نوریز اس کے قریب آتا دلشاد کی گردن میں ہاتھ ڈال گیا۔

"کروا لی عزت اب چلے"نوریز قہقہہ لگاتا بولا تو دلشاد مسکرایا۔

"چلو"دلشاد بولا تو نوریز سیدھا ہوا پھر دلشاد اور نوریز کلاس کی سمت بڑھ گئے۔

کلاس میں آتے پھر دلشاد کی نظریں دلکش پر گئی وہ یقیناً اس کی کلاس کی ہی سٹوڈینٹ

تھی جبکے دلکش دلشاد کو دیکھتی اپنا رخ پھیر گئی اور اپنی ایک کلاس فیلو سے خود کا تعارف کروانے لگی دلشاد دلکش حرکت نوٹ کرتا مسکرایا اور نوریز کے ساتھ اپنی سیٹ سنبھال گیا پرفیسر کے آتے سب نے اپنا تعارف کروایا جس کی بدولت دلشاد کو دلکش کا نام پتا چلا۔

"دلکش فاطمہ "دلشاد دلکش کا نام لیتا مسکرایا دلشاد کو دلکش کا نام اس کی آنکھوں کی خوبصورتی پر جچتا محسوس ہوا جبکے دلشاد کے تعارف کروانے کی باری آنے پر پروفیسر نے خود دلشاد کا تعارف کرواتے کلاس میں دلشاد کے زہین اور قابل ہونے کی دل کھول کر تعریف کی جسے سنتے دلکش بے یقینی سے دلشاد کو دیکھنے اور سوچنے لگی مجھے تو کسی امیر باپ کی بگڑی اولاد لگا تھا یہ فلی اسکالرشپ پر ہے جبکے دلکش خود20% پے کرتی تھی اسے صرف 80% پرسنٹ جو اسکالرشپ ملی تھی اور اسے پے کرنے میں بھی دلکش کو کتنا سفر کرنا پڑتا تھا یہ بھی وہی جانتی تھی دلشاد دلکش کے برابر کی تھرڈ رو میں بیٹھا دلکش کے تاثرات کو دیکھتا پھر مسکرایا دلشاد کو مسکراتا نوریز نے

دلشاد کے کان میں سرگوشی کی۔

"لگتا ہے خانزادہ کسی لڑکی کے عشق میں تباہ ہونے والا ہے "نوریز کی سرگوشی پر دلشاد نے اسے دیکھا۔

"اس تبصرے پر خانزادہ ایک یوسفزئی کا منہ ضرور توڑنے والا ہے "دلشاد کے جل کر بولنے پر نوریز نے اپنا قہقہہ ضبط کرتے کلاس کی دوسری طرف نظریں گھمائی۔ کلاس ختم ہوتے سب باہر یونیورسٹی کے گارڈن نما سیٹنگ ایریا کی طرف قدم بڑھا گئے جب وہاں کے سینیئر نے دلکش کا رستہ روکتے بلنگ کے ارادے سے دلکش سے بدتمیزی کرنی شروع کی دلشاد کی نظر جیسے ہی گھبرائی ہوئی دلکش پر اور اس کے ساتھ کھڑے کچھ امریکی لڑکوں لڑکیوں پر گئی تو دلشاد قدم بڑھاتا دلکش تک پہنچا جسے دیکھتے کچھ لوگ پیچھے ہوئے تو کچھ لوگ دلشاد سے پٹائی کھانے کے لیے وہی کھڑے رہے دلکش تھوک نگلتی سائیڈ سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی جب ایک لڑکے نے دلکش کا

ہاتھ پکڑنا چاہا جس پر دلشاد نے اس لڑکے کا ہاتھ روکتے دوسرے ہاتھ سے اسے پنچ رسید کیے جس پر باقی لوگ بھی دلشاد سے خوف کھاتے پیچھے ہوئے نوریز دلشاد کو اس لڑکے سے مشکل سے الگ کرتا دور کرگیا تو دلکش گھبراتی دلشاد کو دیکھنے لگی اور کچھ کہے بغیر وہاں سے چلی گئی دلشاد اور اس لڑکے کو ایڈمن آفس بلوایا گیا لیکن غلطی اس لڑکے اور باقی اس کے گروپ میمبرز کی ہوتے ہوئے انھیں دلشاد اور دلکش سے معافی مانگنے کا کہا گیا جس پر وہ لوگ عمل کرتے معافی مانگتے معاملہ حل کر گئے۔

دلشاد ماضی میں گم تھا جب اس کی توجہ فون کال نے اپنی طرف کھینچی دلشاد فون نکالتا کان کے لگا گیا فون وہاب صاحب کا تھا جو دلشاد کو جلدی آنے کا کہتے فون بند کر گئے انھیں آج نوریز کی طرف جانا تھا وجہ احان صاحب کے آنے اور نمل اور نوریز کے نکاح کی ڈیٹ فائنل کرنا تھی دلشاد اپنا کوٹ اٹھاتا باہر کی طرف قدم بڑھا گیا۔

****

مہک اور ہشام کی گاڑی ایک بہت بڑے حصے پر پہلی عمارت کے سامنے رکی ان کے پیچھے تین گارڈز کی گاڑیاں بھی موجود تھی ہشام دروازہ کھولتا دوسری سائیڈ پر آتا مہک کے لیے دروازہ کھولتے اس کا ہاتھ تھامتا اسے عمارت کے اندر لے گیا اس عمارت کے گارڈز نے آگے بڑھتے ہشام کے لیے گیٹ کھولا وہ یقیناً ہشام کو جانتا تھا جبکے ہشام کے گارڈز ارد گرد پھیل گئے ۔مہک اندر آتے وہاں بہت سی ہر عمر کی خواتین کو دیکھتے ہشام کو دیکھنے لگی جو مہک کو ہی دیکھ رہا تھا اتنے میں ایک پچاس سالہ عورت ہشام کے پاس آئی اور شفقت سے ہشام کے سر پر ہاتھ پھیرتے مہک کو دیکھنے لگی اور آگے بڑھتی مہک کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے شفقت سے ان پر بوسہ دے گئی۔

"مہک بیٹا اندر آؤ ہمارے پاس نہیں بیٹھو گی" وہ عورت مہک کو بولتی اسے دیکھنے لگی جو ہشام کو نا سمجھی سے دیکھ رہی تھیں اس نظریں سمجھتے ہشام نے مہک سے کہا

"تم جاؤ بی بی کے ساتھ یہ تمہیں یہاں سب سے ملوا دے گی مجھے کام ہے یہاں کے آفس میں کچھ دیر میں آتا ہو" ہشام نے کہا تو مہک بی بی کے ساتھ آگے قدم بڑھا گئی۔

"آؤ سلام کرو سب بھئی یہ ہماری مہک بیٹی ہے ہشام بیٹے کی بیوی" بی بی بولی تو مہک سب عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھتی ان سے سلام کرنے لگی وہ سب عورتوں میں اپنے وجود سے اپنائیت سے ملنا محسوس کر سکتی تھی اسے تاعجب تھا یہ کون عورتیں ہیں اور ہشام کو کیسے جانتی ہیں جہاں تک اسے معلوم تھا ڈیول ورلڈ کے لوگ لوگوں سے میل ملاپ نہیں رکھتے تھے یہ معلوم تھا اسے کہ سب ہی عورتوں سے جڑے کسی بھی غلط کام میں ملوس نہیں تھے اور نا کسی عورت کے ساتھ کوئی زیادتی ہونے دیتے

تھے لیکن یہاں ہشام کی شناخت اور اس کے نام اور وجود کی پہچان نے اسے نا سمجھی میں ڈال دیا تھا۔

"بیٹا تم نہیں جانتی ہمیں لیکن ہم تمہیں جانتے ہیں تم ہی تو وہ ہستی ہو جس کے نام پر ہمیں یہاں عزت ملتی ہیں" بی بی بولی تو مہک نا سمجھی سے انھیں دیکھنے لگی بی بی سمجھ گئی تھیں وہ الجھی ہوئی ہے پھر بی بی کے ہاتھ کے اشارے پر مہک نے اس سمت دیکھا اور جو دیکھا اسے دیکھتے مہک کچھ لمحے بول ہی نا سکی جیسے سارے الفاظ اس کے منہ میں دم توڑ گئے ہو وہاں ایک بینر پر مہک کا نام تھا "مہک ہشام خان اور فنیج" مہک پھر بی بی کو دیکھنے لگی جو مسکراہٹ لیے مہک کو دیکھ رہی تھی۔

"یہاں وہ عورتیں آتی یا لائی جاتیں ہے جنھیں لوگ زمانے کی ٹھوکر پر چھوڑ دیتے ہیں یا جنھیں نوچنے کے لیے حوس بھری دنیا میں پھینک دیتے ہیں ہشام نے کئی جگھوں سے عورتوں کے ساتھ ہونے والے ظلم کا گلا گھونٹنے انھیں یہاں لایا ہے تاکہ وہ سکون کی

زندگی گزار سکے یہاں اور انھیں تحفظ اور عزت دی جا سکے جن کی وہ حقدار ہیں یہاں آئی ہر عورت ہر لڑکی کی اپنی کہانی ہے ۔۔مجھے دیکھو مجھے اپنے شوہر نے جوئے میں ہارتے اپنے دوستوں کو نوچنے کے لیے دیتے حوس کے بازار میں بیچ دیا تھا اور ایک دفعہ بھی میری شکل نہیں دیکھی ۔۔مرد بہت کم ظرف ہوتے ہیں وہ اپنی غرض سے استعمال کی گئی عورت کو بھی دوبارہ نہیں اپناتے اور جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں وہ عورت کے داغ کو بھی عزت سے چھپا لیتے ہیں لیکن اعلیٰ ظرف مرد ہر عورت کے نصیب میں نہیں ہوتے اور جن کے نصیب میں ہوتے ہیں باخدا وہ بڑی قسمت والیاں ہوتی ہیں ۔۔"بی بی کچھ اور بھی بول رہی تھیں شاید وہاں کی عورتوں کے بارے میں بتا رہی تھیں لیکن مہک اب کچھ نہیں سن پا رہی تھی وہ تو بس ہشام اور اپنا تعلق اپنا گزرا ہر لمحہ یاد آیا وہ تھا اعلیٰ ظرف تبھی تو مہک کو داغدار ہونے کے بعد بھی اپنی محبت سے سینچھ رہا تھا اور ایک وہ تھی جو اپنی خوش قسمتی کو خود ہی دور کر رہی تھی مہک نے ہشام کو ہاسپٹل میں اپنے بیڈ کے کنارے اس حادثے کے بعد روتے دیکھا تھا اور اس نے کیا کیا تھا ہشام کے ساتھ اسے دھتکار دیا تھا جو کام ہشام کو کرنا تھا (مہک کی نظر میں) وہ کام خود مہک نے اپنے بے قصور شوہر کے ساتھ

لیا تھا مہک کو آج ان عورتوں کو دیکھتے احساس ہوا وہ کس قدر ناشکری تھی اپنے محبت اور عزت کرنے والے شوہر کو دھتکار رہی تھی اللہ کی اتنی بڑی نعمت سے منہ موڑ رہی تھی مہک کے آنسو زار و قطار گالوں پر بہنے لگے تو بی بی اسے دیکھتی پریشان ہوتی شفقت سے مخاطب کر گئیں۔

"بیٹا تم ہشام کی طرح نرم دل ہو ورنہ ہم جیسی عورتوں کا دکھ کون سمجھتا ہے ہمیں تو لوگ اچھوتوں کی طرف دیکھتے اور رویہ رکھتے ہیں" بی بی مہک کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی تو مہک آنسو صاف کرتی ان کے ہاتھ تھامتی ان کے ہاتھوں پر باری باری بوسہ دے گئی۔

"آپ وسیلہ ہیں اللہ کا میرے لیے آپ سے اگر میں نا ملتی اور یہاں نا آتی تو میں شاید پوری عمر گمراہ اور ناشکری رہتی۔۔آپ کا بہت شکریہ بی بی" مہک بولی تو بی بی مہک کی پیشانی پر پیار کرتی اسے پانی پلاتی اسے لیے اور ریفنج دیکھانے لگی مہک بھی خوشی

خوشی ان کے ساتھ چلتی رہی سارا اور فنیج گھومنے کے بعد مہک کی نظر ایک کمرے کے دروازے پر پڑی جہاں سے اسے ہشام کی پشت نظر آرہی تھی اور اس کے ساتھ کوئی ڈاکٹر بھی تھے جن سے ہشام شاید کچھ بات کررہا تھا بی بی کچھ کام کا کہتے وہاں سے گئی تو مہک ہشام تک پہنچی مہک کو پلٹ کر دیکھتے ہشام نے ڈاکٹرز کو جانے کا اشارہ دیا جسے سمجھتے وہ لوگ چلے گئے۔

"یہ کون ہے ؟؟"مہک آگے ہوتی بیڈ پر لیٹے وجود کو دیکھتے ہوئے بولی جس کی کرسٹل گرے آنکھیں کھلی ہونے کے باوجود ساکت تھیں۔

"تم نے اور فنیج دیکھا سب سے ملی ؟؟"ہشام مہک کے سوال کے بدلے اس کا دھیان بٹاتا ہوا بولا اور مہک کے گرد نرمی سے ایک ہاتھ کا حصار بنا گیا تو مہک نے گردن موڑے ہشام کو دیکھا ہشام کو مہک کے چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان نظر آئے تو مہک کے چہرے کو فوراََ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیتا پوچھ

اٹھا۔

"کیا ہوا؟"مہک کچھ کہنے کے بجائے ہشام کو دیکھتی اس کے ہاتھ اپنے چہرے کے گرد سے ہٹاتی ہشام کے سینے پر اپنا سر ٹکا گئی تو ہشام جیسے ساکت ہوا پھر نرمی سے مہک کے گرد حصار بناتا اس کے بالوں پر لب رکھ گیا۔

"ہشام مجھے معاف کردو میں نے غلط کیا تمہارے ساتھ میں نے تمہیں تکلیف دی"

مہک سسکی لیتے ہوئے بولی تو ہشام نرمی سے اسے الگ کرتا مہک کے آنسو صاف کرتا بولا۔

"تم نے کچھ غلط نہیں کیا وہ میری سزا تھی تمہیں چھوڑ کر جانے کی رونا بند کرو مہک تمہارے آنسو مجھے اپنے دل پر گرتے محسوس ہوتے ہیں"ہشام نے بولا تو مہک دوبارہ

ہشام کے سینے پر سر ٹکا گئی۔

"گھر چلیے "ہشام نے مہک کے گرد حصار بناتے کہا تو مہک نے اثبات میں سر ہلایا تو ہشام مہک کی پیشانی کو چومتا اس کا ہاتھ تھامتا باہر قدم بڑھانے لگا جب مہک دروازے پر رکتی پھر پلٹتی دوبارہ اس بے حسی و حرکت وجود کو دیکھنے لگی۔

"ہشام یہ" مہک بولنے لگی جب ہشام اسے چپ کرواتا دیر ہونے کا کہتا اس کے ساتھ باہر قدم بڑھا گیا۔

آج سب لوگ جنت ولا میں موجود تھے وجہ نوریز اور نمل کے نکاح کی تاریخ طے کرنا تھی جو کے اس جمعہ کو طے پائی تھی احان صاحب بھی نمل سے ملتے بے انتہا

خوش ہوئے تھے ہوتے بھی کیوں نا نمل کی ہی وجہ سے تو انھیں آخر ان کے لاڈلے اکلوتے بھتیجے نے اپنی شادی کی نوید جو سنائی تھی احان صاحب نمل کو دیکھتے پہلے چونکے تھے انھیں نمل کے چہرے سے اپنے کسی عزیز کی یاد آئی تھی شاید لیکن پھر وہ اپنا خیال جھٹک گئے تھے نمل سے انھیں بے جاں بیٹی جیسی محبت اور اپنائیت محسوس ہوئی تھی داہم اور عنایہ ہاسپٹل سے یہاں آئے تھے اور ہالے وہاب صاحب اور زریش کے ساتھ جبکہ دلشاد آفس سے سیدھا نوریز کے گھر آیا تھا۔ وہاب صاحب اور زریش بیگم نے بھی سب کو داہم اور ہالے کا رشتہ پکا ہونے کی خبر سنا دی تھی جسے سنتے ہی سب انھیں مبارک بات دے چکے تھے۔ سب ہی لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے جب سب بڑے لان میں جاتے ملازمین سے کہتے اپنی چائے کا انتظام وہاں کروا چکے تھے۔

"داہم بھائی میں آپ کی سالی بنتے آپ کے جوتے چورانے کی رسم ادا کروگی" یہ نمل تھی جو آج سب سے گھل مل اور اپنائیت والے انداز میں مخاطب ہوئی اب وہ

سب کو ہی اور اپنی اس عزت دار زندگی کو تسلیم کر چکی تھی اب وہ اس کے اپنے تھے جن کے ساتھ وہ محفوظ تھی اب وہ ہر خوف سے خود کو آزاد محسوس کر رہی تھی سب نمل کے اس روپ کو مسکراتے دیکھ رہے تھے۔

"آپ پہلے ہی میری زندگی میں سوتن کا رول ادا کر رہی ہیں تو سالی کیوں بننا چاہتی ہیں؟؟" داہم منہ بسورتا ہوئے بولا تو نمل کی آنکھیں پھیلی اور اتنی پھیلی تھیں کہ نوریز اور دلشاد کو ہنسی ضبط کرنا مشکل ہوگیا جب کے ہالے خونخوار نظروں سے داہم کو گھورنے لگی۔

"سوتن میں۔۔میں آپ کی سوتن۔۔آپ مرد ہیں داہم بھائی" نمل کے بولنے اور انداز پر نوریز اور دلشاد کا قہقہہ گونجا تو داہم اپنے لیے نمل کی مشکوک بات پر طنزیہ نظروں سے نمل کو دیکھنے لگا۔

"الحمدللہ۔۔اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے نوریز میرا دوست نہیں میری محبوبہ ہے تو آپ میری سوتن ہوئی "داہم بولا تو نمل نے اسے ایسے دیکھا جیسے داہم کا دماغ چل گیا ہے۔

"اب تمہیں نہیں لگتا داہم تمہیں نوریز کو چھوڑ دینا چاہیے صرف دوست کے عہدے پر فائز رکھو" یہ عنایہ تھی جو داہم کو دیکھتی ہوئی بولی تو داہم نے انھیں دیکھا۔

"کیوں "داہم نے پوچھا۔

"دیور جی میری ہونے والی دیورانی آپ کو خونخوار نظروں سے گھور رہی ہیں یقیناََ یہ آپ کی ازواجی زندگی کے لیے مشکل بات ثابت ہونے والی ہے" عنایہ بولی تو داہم نے ہالے کو دیکھا جو عنایہ کی بات پر گڑبڑا گئی تھی۔

"شادی کے بعد تو میں ویسے بھی کسی کو دیکھنے کے لائق نہیں بچنے والا "داہم ہالے کو اپنی آنکھوں کے حصار میں لیتے ہوئے بولا تو اس کی اس محبت بھرے جملے پر سب نے ہوٹنگ کی تو ہالے بھی خفیف ہوئی جبکہ جو داہم اب بولنے والا تھا وہ ہالے کو اپنی ٹون میں واپس لے آیا۔

"ہالے آپ کتنی لکی ہو" نمل اشتیاق سے بولی تو نوریز اسے دیکھنے لگا۔

"لکی تو ہے مجھ جیسا ہینڈسم نوجوان قابل ڈاکٹر ان کا نصیب جو بننے والا ہے۔۔ لیکن نمل بھابھی آپ کا اشارہ کس طرف تھا؟؟" داہم گردن اکڑاتے پھر معصومیت سے نمل کی طرف مخاطب ہوا۔

"آپ کے کسی اور کو نا دیکھنے والی بات پر" نمل بولی تو داہم اپنا رخ ہالے کی طرف کرتا ہوا بولا۔

"وہ تو میں نے اس لیے کہا تھا کہ اب ہالے اتنی موٹی ہے کہ میں کسی اور کو کیسے دیکھ سکتا ہو اس کے وجود کے سامنے" داہم کے بولنے پر ہالے کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور بنا کسی کی پرواہ کیے ہالے نے داہم کو کھینچ کر کشن مارا جسے داہم کیچ کرتا ایک آنکھ ونک کرتا ہالے کو مزید آگ لگا گیا۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے ہاتھی" ہالے جل کر بولی تو سب نے انھیں دلچسپی سے دیکھنا شروع کیا ہالے اور داہم کی نوک جھوک پھر شروع۔

"بڑا ہی نیک خیال ہے ہاتھی کی ہتھنی" داہم کے مشکوک انداز میں بولنے پر ہالے نے پہلے داہم کو گھورا پھر مسکرائی۔

"بھابھی آپ کو پتا ہے کل میں نے ایک خبر پڑھی تھی اس میں تھا شوہر بہت زبان

دراز تھا تو بیوی نے تنگ آکر اس کی چائے میں گلو ملا دی اب شوہر صرف ہاتھوں سے اشارہ کرتے اپنی بات سمجھا پاتا ہے"ہالے کے عنایہ سے بولنے پر چائے پیتے داہم کو دھسکا لگا اسے علم ہو چکا تھا ہالے آفریدی کی یہ وارنگ تھی ورنہ یہ کام ہالے باخوبی انجام دے گی جبکے ہالے اپنا کپ اٹھاتی جتاتی نظروں سے داہم کو کھانستے ہوئے دیکھ رہی تھی دلشاد اور نوریز داہم کو دیکھتے سوچ رہے تھے کیا خوب جوڑی ہے ان کی ایک سیر تو دوسرا سوا سیر جبکہ نمل اور عنایہ داہم کی حالت دیکھتے اپنی ہنسی چھپا گئیں۔

"نمل نکاح میں تین دن ہے شاپنگ وغیرہ کل سے سٹارٹ کرے گے تیار رہنا تم جنت آنٹی نے ساری زمیداری مجھے دی ہے تمہاری شاپنگ کی" عنایہ بولی تو نمل اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی اور سر اثبات میں ہلا گئی جبکے دلشاد عنایہ کو دیکھنے لگا۔

"گارڈز ساتھ جائے گے آپ لوگوں کے" دلشاد بولا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ویسے بھائی آپ کو کتنی اچھی بیوی ملی ہے جو آپ کی ہر بات مانتی ہے۔۔ اور ایک ہماری ہونے والی بیگم ہیں جو آگ اگلتی ہیں" یہ داہم تھا کچھ دیر پہلے والی ہالے کی دھمکی پر جلا بھنا ہالے کو جتاتے ہوئے عنایہ کی تعریف کر رہا تھا جسے سمجھتے ہالے مسکرائی۔

"ان کا شوہر بھی تو دیکھو ڈیسنٹ خانزادہ ہے۔۔ اور میرا ہونے والا شوہر ڈھیٹ خانزادہ" ہالے نے بھی داہم کو جواب دیتے حساب بے باق کیا لیکن ہالے کے ڈیسنٹ خانزادہ بولنے پر عنایہ نے سر جھٹکا اسے پتا تھا اس کا شوہر کتنا ڈیسنٹ تھا۔

****

ہشام مہک کو پیلس میں چھوڑتا خود کرمنل آفس چلا گیا اب پیلس میں مہک آیت اور عائشہ تھیں جو پیلس کے لان میں چہل قدمی کر رہی تھیں ڈیول نے آیت کو ناشتہ

کرواتے خود اپنی نیند پوری کرنے کا کہتے خود کرمنل آفس کا رخ کر لیا تھا اب دوپہر تک آیت اپنی نیند پوری کرتے فریش فریش سی اپنی زندگی کا نیا دن انجوائے کر رہی تھیں۔

"آیت تمہاری گردن پر یہ نشان کیسا" یہ عائشہ تھی جو کب سے آیت کو جانچتی نظروں سے دیکھتی اس کے گلے پر سرخ مندمل نشانوں کو دیکھتی بولی تو آیت گڑبڑاتی ہوئی سیدھی ہوئی آیت کا چہرہ ڈیول کی شدتوں کو یاد کرتے لال انار جیسا ہوا اور اپنی گردن پر ان نشانوں کو ڈوپٹہ سے چھپانے کی سعی کی جبکہ مہک آیت کے چہرے کو دیکھتی اپنی ہنسی چھپا گئی وہ سمجھ جو گئی تھی (لیکن ہماری عقل سے پیدل عائشہ کو کون سمجھائے) مہک کی دوستی بھی آیت اور عائشہ سے بہت جلدی ہو گئی تھی وہ تینوں ایک دوسرے سے کافی گھل مل گئی تھیں۔

"وہ شاید کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہو گا رات کو گارڈن میں چہل قدمی کر رہی تھی میں"

آیت اپنا رخ پھیرتی ہوئی مہک کو گھور کر بولی تو مہک نے کندھے اچکائے آیت عائشہ کے چپ ہونے پر صد شکر کرتی کہ چلو عائشہ چپ تو ہوئی لیکن اسے کیا پتا تھا آگے عائشہ یہ بات کس کے سامنے کرنے والی تھی ۔رات ہوئی تو سب ہی ڈنر کر رہے تھے ڈیول ہمیشہ کی طرح آیت کو کھلاتے ہوئے خود بھی کھانے میں مشغول تھا جب عائشہ کی بات پر ڈیول کا ہاتھ رکا ۔

"زین بھائی آیت کی گردن پر نشان ہیں شاید کسی کیڑے نے کاٹا ہے آیت کہ رہی تھی جبکہ مجھے کسی کیڑے کا تو نہیں بلکہ ڈائینوسار کے کاٹنے کا لگ رہا تھا خیر اتنا سرخ ہو رہی تھی اس کی گردن کے جیسے پتا نہیں کتنی دیر تک وہ کیڑا اس کی گردن پر اپنا زہر پھیلاتا رہا ہے ۔۔آپ ڈاکٹر کو چیک کروا لیں " عائشہ کھانا کھاتی اپنی چلتی زبان کے جوہر دیکھاتی بولی تو ڈیول کا چہرہ ضبط سے سرخ ہوا وہ ضبط یقیناً اپنے لیے کیڑے،ڈائینوسار اور زہر کے الفاظوں پر تھا جس پر آیت نے اپنے شرم اور حیا سے لال چہرے کے ساتھ عائشہ کو گھورنے کی کوشش کی لیکن وہاں جیک اور ہشام کی

موجودگی میں نظر انداز کرتی ڈیول کو دیکھنے لگی جو بے یقینی سے عائشہ کو دیکھ رہا تھا جبکہ جیک کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے اتنی معصوم مخلوق سے ہی محبت ہونی تھی اسے جسے سمجھتے ہشام نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے اپنی ہنسی ضبط کی مہک بھی سر جھکاتی اپنی ہنسی چھپا گئی۔

"بیگم "جیک نے جیسے عائشہ کو چپ رہنے کی تنبیہ کی لیکن ہماری معصوم عائشہ کہاں سمجھنے والی تھی۔

"جی "کیا فرمابرداری تھی جس پر جیک عش عش کر اٹھا وہ اسے تنبیہ کر رہا تھا اور اس لی بیگم یہ سمجھی وہ اسے مخاطب کر رہا ہے۔

"ڈیول خود دیکھ لے گا تم اپنا کھانا ختم کرو "جیک نے کہا تو ڈیول بھی دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہوا جبکہ عائشہ برا مان گئی۔

"اگر میری گردن پر بھی کوئی کیڑا کاٹتا تو بھی آپ یہی کہتے؟؟" عائشہ بگڑے تیور لیے بولی تو اس پر ڈیول کو جیک کی شکل دیکھتے ڈیول کا قہقہہ گونجا جب کے ہشام اپنی ہنسی کنٹرول کرتے مہک کو دیکھتے جو اسے ہی ہنستا ہوا دیکھتے گھور رہی تھی آنکھ ونگ کر گیا جس پر مہک گڑبڑاتی اپنی پلیٹ پر ہی نظریں جھکا گئی۔

"تمہارا شوہر بہت ظالم ہے وہ خوش ہوتا" ڈیول ہنستے ہوئے بولا تو عائشہ جیک کو دیکھتی کہ وہ کہے ڈیول جو کہ رہا تھا ایسا نہیں تھا لیکن جیک بیچارہ شرمندہ ہوتا کچھ بول ہی نہیں سکا اور اسے چپ دیکھتے عائشہ ہنننہ کرتی وہاں سے اٹھتی کمرے میں چلی گئی کھانا لگ بھگ سب کھا ہی چکے تھے جیک بھی جلدی سے عائشہ کی سمت اٹھتا قدم بڑھا گیا کہی یہ نا ہو آج وہ اپنے کمرے سے دستبردار ہو جائے اس کی حالت سمجھتے ڈیول اور ہشام کا قہقہہ گونجا آیت اور مہک بھی مسکرا دی۔

****

دلشاد بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنے لیپ ٹاپ کی سکرین کی جانب متوجہ تھا جب عنایہ اس کے پاس آتی ہوئی بولی۔

"آپ نے میرا موبائل دیکھا کہی مل نہیں رہا مجھے؟؟"عنایہ کی آواز پر دلشاد نے نظریں اٹھائے دیکھا جو پریشان سی تھی شاید اپنا موبائل کہی رکھ بھول گئی تھی اور دلشاد تو اس کے سوال پر کڑھ کے رہ گیا تھا اب دلشاد وہاب خانزادہ کو یہی تو کام رہ گیا ہے اپنی بیگم کا موبائل سنبھالتا پھرے۔

"اچھا وہ جس پر گولڈن کلر کا کور تھا؟؟"دلشاد نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں" عنایہ فوراً سر اثبات میں ہلاتی آنکھوں میں چمک لیے بولی۔

"وہ جس کی سائیڈ پر گولڈن چین کے نیچے کچھ نگینے تھے" دلشاد اپنی بیگم کے موبائل کے یونیک کور کو یاد کرتے ہوئے بولا تو عنایہ ایک قدم مزید آگے ہوئی۔

"ہاں۔۔ہاں" عنایہ کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور بڑے غور سے دلشاد کی اگلی بات کی منتظر ہوئی جیسے اب وہ اس کے موبائل کی موجودگی کا پتا بتائے گا۔

"نہیں دیکھا" دلشاد مسکراتا کندھے آچکا کر بولا تو عنایہ کے اوپر گڑھوں پانی پڑا اور جل کر دلشاد کو دیکھنے لگی جو واپس لیپ ٹاپ پر نظر جما گیا۔

"کھڑوس" عنایہ دل میں دلشاد کو بولتی پلٹی اب منہ پر بول کر اپنے شوہر سے حشر

تھوڑی نا کروانا تھا لیکن دلشاد کے بولنے پر رکی۔

"میں کال کر دیتا ہو تم باہر جا کر دیکھو اگر یہاں کمرے میں ہوا تو میں دیکھ لونگا۔۔ نمبر بولو" دلشاد بولتا اپنا فون سائیڈ ٹیبل سے اٹھا گیا عنایہ اپنے سر پر ہاتھ مارتی پلٹی یہ بات اس نے کیوں نہیں سوچتی تھی اور کیسے میاں بیوی تھے ایک دوسرے کا نمبر تک کسی سیچویشن میں سیو کیا تھا ان دونوں نے عنایہ دلشاد کو نمبر بتاتی باہر کی طرف قدم بڑھا رہی تھی جب عنایہ کو اپنے موبائل کی رنگ ٹون دلشاد کی سائیڈ ہی بجتی سنائی دی عنایہ واپس مڑی تو دلشاد اپنے برابر تکیے کی ہاف سائیڈ سے عنایہ کا گم شدہ موبائل نکالتا ہاتھ میں لے چکا تھا جو عنایہ نے بے خیالی میں وہی چھوڑتے پورا گھر چھان مار لیا تھا لیکن وہی جگہ تھی جو نہیں دیکھی دلشاد نفی میں سر ہلاتے عنایہ کے موبائل کی سکرین اپنے سامنے کی تو دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے اس نے تو اپنا نمبر عنایہ کے موبائل میں "ہینڈسم ہزبینڈ" کے نام سے سیو کیا تھا لیکن اب سکرین پر "دہشتی ہزبینڈ" لکھا آرہا تھا عنایہ اپنا موبائل لینے دلشاد کے پاس بیڈ کے قریب آئی تو دلشاد کو اپنے موبائل

لی سکرین کو خونخوار نظروں سے دیکھتا پا کر اپنے ایک دن نئے موبائل کے لیے دل سے دعا کر نیٹھی کیونکہ ایک موبائل دلشاد پہلے ہی عنایہ کا چکنا چور کر چکا تھا دلشاد عنایہ کا موبائل لیے لیپ ٹاپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتا عنایہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"دہشتی ہزبینڈ۔۔ ابھی بتاتا ہوں دہشت کسے کہتے ہیں" دلشاد عنایہ کو گھورتا اس کی طرف بڑھا ابھی بیڈ سے نیچے قدم رکھتا کہ عنایہ چیخی اور بھاگنے کے لیے الٹے قدم لیتی سیدھی ہوئی دلشاد بھی عنایہ کے پیچھے بھاگنے لگا عنایہ کی کوئی سپیڈ دیکھ لیتا تو اسے اولمپکس میں جانے کو ضرور کہتا دلشاد کو عنایہ کی سپیڈ دیکھتے اپنی دہشت کا اندازہ ہوگیا تھا تبھی جان بوجھ کر عنایہ کو نہیں پکڑ رہا تھا وہ مسکراتا لیکن ہنوز چہرے پر سنجیدگی لیے عنایہ کو کبھی صوفے کے پیچھے بھاگتا دیکھتا تو کبھی بیڈ پر چھڑتے اوپر سے نیچے بھاگتے اب منظریوں تھا عنایہ آگے آگے اور دلشاد پیچھے پیچھے دلشاد کو اپنی بیوی اس وقت سات آٹھ سال کی بچی لگ رہی تھی عنایہ دوبارہ بیڈ پر چھڑنے لگی تو کارپٹ میں پیر الجھاتی سیدھا کمر کے بل بیڈ پر گری اور دلشاد عنایہ کو لڑکھڑاتا دیکھ عنایہ کا

موبائل وہی اچھالتا عنایہ کو سنبھالنے کے لیے آگے بڑھا لیکن عنایہ اتنی ان بیلنس تھی خود تو گری لیکن ساتھ دلشاد کو بھی بیڈ پر گرا گئی اب عنایہ نیچے تھی اور دلشاد اپنا وجود کا زرہ سا بوجھ عنایہ پر ڈالے ایک ہاتھ کہنی کے بل بیڈ پر رکھے دوسرا ہاتھ کی ہتھیلی بیڈ پر پھیلائے اس کے اوپر عنایہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے چہرے پر بکھرے بالوں کی جالی میں سے دلشاد کو دیکھ رہی تھی پھر اسے دلشاد کی انگلیوں کا لمس اپنے چہرے پر سے بال ہٹاتے محسوس ہوا دلشاد عنایہ کے بال سائیڈ کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"میں دہشتی ہزبینڈ ہو" دلشاد عنایہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس سے پوچھ رہا تھا جب عنایہ کو دلشاد کی آنکھوں سے پھر دلشاد کی گلے میں ابھرنے والی ہلکی سی ہڈی کو دیکھتے اپنے گلے میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے۔

"نہ۔۔نہیں وہ بس میں" عنایہ اور کچھ بولتی کے دلشاد عنایہ کے ہونٹوں پر جھکا اور

اپنی شدت سے اسے دہشت کا مطلب سمجھانے لگا عنایہ اپنے ہاتھ سائیڈ سے مشکل سے نکالتی دلشاد کے چوڑے کندھے پر رکھ گئی جو کب سے دلشاد کے وجود کے زرہ سے بوجھ کے نیچے تھے وہ ایک نازک سی مزاحمت تھی جسے دلشاد نے عنایہ کی کلائیوں کو پکڑتے بیڈ سے پن کر کے اس نازک مزاحمت کو ختم کر دیا عنایہ کی غیر ہوتی حالت کو دیکھتے دلشاد پیچھے ہوا تو عنایہ دلشاد کو دیکھتے لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔

"کیسا لگا دہشتی ہزبینڈ کا شدت بھرا لمس" دلشاد عنایہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تو عنایہ خونخوار نظروں سے دلشاد کو دیکھنے لگی۔

"دور ہٹیں بہت بے شرم ہیں آپ" عنایہ دلشاد کو خود پر جھکا دیکھ بولی۔

"جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم" دلشاد عنایہ کی حالت سے محفوظ ہوتا بولا اور قہقہہ لگا گیا۔

"ہاں بلکل۔۔شرم تو چھو کر نہیں گزری آپ کو" عنایہ دلشاد کو شرم دلانے والے انداز میں بولی۔

"بیگم سے کیسی شرم" دلشاد مسکراتے ہوئے کہتا عنایہ کے گال کو اپنے لبوں سے چھو گیا دلشاد کی حرکت پر عنایہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔دلشاد سیدھا ہوتا عنایہ کو سیدھا کھڑا کر گیا عنایہ نے زمین پر اپنے ایک دن نئے موبائل کو چکنا چور دیکھتے روہانسی شکل بنائی جو دلشاد بخوبی عنایہ پر نظریں جمائے دیکھ رہا تھا پھر لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتا عنایہ سے مخاطب ہوا۔

"میں کل لادو گا دوبارہ" دلشاد کے کہنے پر عنایہ نے اسے دیکھا پتا نہیں یہ شخص کتنے موبائل دے گا اور کتنے توڑے گا اور میں زندگی بھر موبائل کی سیٹنگز اور لوگن کرنے میں ہی گزاردوگی لیکن اب کیا کر سکتی تھی تو قدم وشروم کی طرف بڑھادیں دلشاد بھی

بیڈ سیٹ کرتے دوبارہ اپنی جگہ سنبھالتا لیپ ٹاپ گود میں رکھتا مصروف ہوا۔

دلشاد آج آفس سے جلدی آتا

زریش بیگم کے کہنے پر عنایہ ہالے اور داہم کے ساتھ شاپنگ پر گیا تھا جنہیں نمل اور نوریز بھی وہی جوائن کرنے والے تھے ہالے اور داہم کا مایوں کا دن نوریز اور نمل کے ولیمے کے دوسرے دن تھا۔

وہ لوگ ایک بوتیک میں آئے تھے جہاں سیکیورٹی سسٹم کے ساتھ پرائیویسی بھی تھی اور جینٹس کی کلیکشن بھی ہشام مہک آیت اور ڈیول بھی وہی موجود تھے وجہ دلشاد کے کہنے پر عنایہ کا ڈیول لوگوں کو داہم اور ہالے کی شادی میں انوائیٹ کرنا تھا جس پر چاہتے ہوئے عنایہ دلشاد کو انکار نا کر پائیں ورنہ وہ یہی کہتا کے تم اپنے بھائی کو انوائیٹ نہیں کرنا چاہتی کیوں ؟ ان سوالوں سے بچنے کے لیے ہی عنایہ نے ڈیول سے بات کی تھی اور یہ خبر سنتے آیت خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی آخر کتنے

دنوں بعد وہ کوئی شادی میں جانے والی تھی آیت کی خوشی دیکھتے اورضد بھی کے آیت کو شاپنگ عنایہ کے ساتھ کرنی ہے کیونکہ عائشہ اور جیک اپنے ہنی مون کے لیے آج ہی پیرس گئے تھے تو وہ اور مہک اکیلے کیسے کریں گی شاپنگ تو ڈیول اپنی بیوی کی بات ماننے سے انکار کر سکتا تھا بھلا؟؟مان گیا اب ہشام مہک آیت اور ڈیول بھی عنایہ کے ایڈریس سینڈ کرنے پر اس بوتیک میں تھے۔ داہم اور نوریز نے خوش دلی سے ڈیول اور ہشام سے مصافحہ کیا تھا جبکے دلشاد خود بوتیک کو چاروں اطراف سے دیکھنے لگا ڈیول آبرو ریز کرتا دلشاد کے ایٹیٹیوڈ پر اسے جیسے داد دے گیا ہو سب ہی اپنی اپنی شاپنگ میں مصروف تھے لڑکیاں اپنی کلیکشن سائیڈ پر تو لڑکے اپنی۔

"بھائی آپ سب ہی بلیک شلوار کرتا پہنے گے میری مہندی پر" داہم نے جیسے اعلان لیا تھا ڈیول تو ہاتھ روکے داہم کو ایسے دیکھنے لگا جیسا اس نے ڈیول کو کڑوا بادام کھلا دیا ہو تو دلشاد کا ریکشن بھی کچھ ایسا ہی تھا جبکہ ہشام اور نوریز اپنے لیے بلیک کرتا ڈھونڈنے لگے۔

"میں نہیں پہنوں گا" یہ دلشاد اور ڈیول دونوں تھے جو یک زبان ہو کر ایسے بولے جیسے آسمان ان کے سر پر گرا ہو اور پھر بولنے کے بعد ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے دیکھنے لگے اور پھر داہم کو لڑاکا عورتوں کی طرح تیوری چڑھا کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھے انھیں ہی گھور رہا تھا۔

"میں نے کہا سب تو سب" داہم نے بھی اپنی بات پر ڈٹ کر کہا۔

"مجھے کرتا نہیں پسند" ڈیول نے بولا تو دلشاد بھی اس کی تائید میں اپنے لیے بولا۔

"اور تمہیں اچھے سے پتا ہے میرا بھی" دلشاد بولا تو ڈیول نے سر جھٹکا۔

"اس بندر پر تو یہ کپڑے سوٹ نہیں کرتے تو کرتا کیسے کرے گا" ڈیول کی بڑبڑاہٹ واضح تھی جو چھ قدم دور دلشاد کے کانوں میں پڑی۔

"اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے افریقہ کے گوریلا" دلشاد بھی دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالتے ہوئے طنزیہ بولا تو ڈیول نے ائبرو ریز کرتے اپنا ایک ہاتھ ہنوز جیب میں ڈلے رہنے دیا جبکے دوسرا ہاتھ سیٹ کیے ہوئے بالوں میں چلایا۔

"بڑا اچھا خیال ہے" ڈیول قدر اطمینان سے بولا تو دلشاد کو آگ لگی۔

"کڈنیپر کے خیال بھی اچھے ہیں واہ کیا تبصرہ ہے" دلشاد کے طنز پر ڈیول نے پورا رخ دلشاد کی جانب کیا۔

"تم زیادہ نہیں بول رہے کچھ۔۔ اپنی بہن کی وجہ سے لحاظ کر رہا ہوں۔۔ منہ مت

لگنا میرے"ڈیول نے دلشاد کو دیکھتے ہوئے جتانے والے انداز میں کہا لیکن دلشاد کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی اور تمام لڑکیاں جو اپنے شوہروں اور ہونے والے شوہروں کی پسند کا جوڑا لینے کی غرض سے انھیں بلانے کے لیے جینٹس کی کلیکشن میں داخل ہوئی تھی دلشاد اور ڈیول کو آمنے سامنے دیکھ اور لفظوں کے تیر چلاتے دیکھ وہی تھم گئی دلشاد اور نوریز نے پہلے ہی اونر سے بات کرتے ہوئے پرائیویسی کا خاص خیال کروایا تھا تاکہ تمام لڑکیاں سکون سے شاپنگ کر سکے اسی لیے وہاں ان لوگوں کے علاوہ چند اسٹاف میمبز تھے جو ان کے منع کرنے پر وہاں کا رخ نہیں کر رہے تھے کیوں کے سب اپنی شاپنگ خود کرنا چاہتے تھے اور ڈیول نے اس بوتیک کے باہر اپنے آدمیوں کو عام حلیے میں سیکیورٹی کے لیے لگایا ہوا تھا وجہ دلشاد اور نوریز کے گارڈز کی موجودگی تھی۔

"کوئی کمبخت ہی ہوگا جو اتنی خوبصورت بیوی ہونے کے باوجود تمہارے منہ لگے گا۔۔چچ چچ" دلشاد کے زو معنی بات پر ڈیول کو تو آگ ہی لگ گئی جبکے عنایہ وہاں

کھڑی شرم سے پانی ہوئی جسے دیکھتے آیت نے مہک کے ہاتھ سے فرینچ فرائز کا منی باؤل لیتے کسی فلم کی طرح سین انجوائے کرنا شروع کر دیا اسے کتنا مزہ آیا تھا ڈیول اور دلشاد کی دو ملاقاتوں میں یہ کوئی اس سے پوچھے آیت کی حرکت پر داہم اس کے پاس آتے خود بھی فرائز انجوائے کرنے لگا۔

"بکواس بند کر تیرا منہ توڑ دو گا میں" ڈیول ضبط سے غرایا تو ہشام اور نوریز دلشاد اور ڈیول کو دیکھتے نفی میں سر ہلاتے سائیڈ پر ہوتے وہاں کے سٹاف میمبر کو اشارے سے بلاتا سرگوشی کیے سب کے لیے سوفٹ ڈرنکس اور فرائز لانے کا کہ گیے جس کی تکمیل بھی ہو گئی۔

"جیسے میں نے تو تیری بہن کی چوڑیاں اپنے ہاتھوں میں پہنی ہوئی ہیں" دلشاد نے کہا تو ڈیول مسکرایا جبکہ داہم نے اپنے پیچھے کچھ سائیڈ پر کھڑی ہالے کے ہاتھ سے اس کا آدھا خالی کیا ہوا سوفٹ ڈرنک کا کین لے کر اپنے لبوں سے لگایا ہالے داہم کو

گھورنے لگی جب داہم نے اسے ایک آنکھ ونگ کرتے گڑبڑانے پر مجبور کردیا

"بے شرم" ہالے داہم کی حرکت بڑبڑاتی دوبارہ شو کی طرف میرا مطلب ہے دلشاد اور ڈیول کی طرف متوجہ ہوئی۔

"پہن لو یقین مانو شکیرا لگو گے" ڈیول نے اس انداز میں کہا کے نوریز داہم اور ہشام نے مشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا جبکے لڑکیاں ہونک بنی ان کی گفتگو سن رہی تھی لیکن ایک تھی جو آنکھوں میں چمک لیے فرائز انجوائے کرتے سین بھی انجوائے کر رہی تھی اور وہ کون تھی یہ بتانے کی ضرورت تھوڑی نا ہے مجھے۔

"لگتا ہے بھابھی منہ نہیں لگاتی تبھی مردوں میں بھی عورتوں کو تلاش کر رہے ہو"

دلشاد طنزیہ بولا تو ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا جبکہ مہک نے آیت کو کہنی ماری جس سے آیت شرم سے لال ہوتی مہک کو گھور گئی۔

"اس کا چھوڑو اپنا بتاؤ تم کیوں مرے جا رہے ہو میرے منہ لگنے کے "ڈیول نے بھی طنزیہ کہا تو دلشاد نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا جبکہ نوریز نے تھوڑا نمل کی طرف کھسکتے نمل کے کان میں سرگوشی نما انداز میں کہا "ہم بھی اپنی بیٹی کے تحفظ کے لیے ایک زین جیسا بھائی اسے پہلے گفٹ کرے گے "جس پر نمل شرم سے لال ہوتی پہلو بدل کر ہالے کے پاس کھسکی۔

"اتنے برے دن نہیں آئے میرے" دلشاد نے بھی اطمینان سے کہتے ڈیول کو جتایا۔

"لگتا ہے دلشاد وہاب خانزادہ کی زندگی میں برے دن آنے والے ہیں "ڈیول نے ایک آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا تو دلشاد مسکرایا۔

"وہ تو تبھی آگئے تھے جب اتنی خوبصورت بیوی کے ساتھ سڑا ہوا سالا ملا تھا " اور یہاں ہوئی سب کی برداشت ختم ہشام داہم نوریز کا قہقہہ گونجا اور خواتین کی نسوانی

ہنسی آیت نے منہ بنایا کیا ضرورت تھی گلا پھاڑ کر ہنسنے کی ابھی اسے اور انجوائے کرنا تھا دلشاد اور ڈیول نے گردن موڑے ان لوگوں کو دیکھا جو قہقہہ لگاتے پیٹ پکڑ کر دوہرے ہوئے جا رہے تھے پھر ایک دوسرے کو اور پھر سر جھٹکتے دونوں خونخوار نظروں سے سب کو سینے پر ہاتھ فولڈ کیے دیکھنے لگے جن کے سائیڈ پر آدھے کھائے باؤل میں فرائیز اور سوفٹ ڈرنکس رکھی تھی تو وہ لوگ ان کی لڑائی ٹاک شو کی طرح دیکھتے انجوائے کر رہے تھے دلشاد اور ڈیول کے دیکھنے پر سب لوگ سیدھے ہوتے ہوئے۔

"ہالے چلو میں تمہاری مدد کرتا ہو" داہم تو دلشاد کو خود خونخوار نظروں سے گھورتا پا کر جلدی سے ہالے کے ساتھ کھسک لیا کہی دلشاد اس کو شادی کیے بنا ہی اس دنیا سے نا کھسکا دے۔

"مہک تم کیوں کھڑی ہو یہاں چلو جلدی میں مدد کرتا ہو تمہاری میری پیاری بیگم" ہشام

بھی ڈیول کی نظروں کی تاب نا لاتے ہوئے جلدی مہک کو لیے نو دو گیارہ ہوا۔

"نمل چلو میری پسند کی نکاح کی ڈریس لو میں اپنی پسند میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہو"نوریز بھی دو قدم پیچھے ہوتا جلدی وہاں سے نمل کو لیے غائب ہوا دلشاد کی توپوں کا رخ اب عنایہ کی طرف تھا جبکے ڈیول کا اپنی منہ بناتی بیوی کی طرف۔دلشاد گھبراتی عنایہ کے ہاتھ کو تھامتے اسے لیے وہاں سے نکلا جبکہ عنایہ دل میں اپنے لیے دعا کرتی کٹی ڈور کی پتنگ کی طرح دلشاد کے ساتھ کھینچتی چلی گئی تو ڈیول بھی آیت کے قریب ہوتا اس کا ہاتھ تھامتا اسے لیے لیڈیز کلیکشن کی طرف گیا۔

دلشاد عنایہ کو لیے وہاں اس کے لیے کوئی ڈریس سلیکٹ کرنے لگا جبکہ عنایہ شکر کا کلمہ پڑھتی دلشاد کو دیکھنے لگی جو بہت سنجیدگی سے عنایہ سے کچھ فاصلے پر عنایہ کے لیے ڈریسز کو دیکھ رہا تھا پھر عنایہ سے بولا۔

"مجھے کچھ اچھی نہیں لگ رہی ڈریسز یہاں چلو دوسری سائیڈ چلتے ہیں" دلشاد نے کہا۔

"ایک بات پوچھو؟؟" عنایہ نے کہا تو دلشاد نے اسے دیکھا پھر سر کو جنبش دیتے جیسے اجازت دی اور دو قدم کے فاصلے پر عنایہ سے جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہوا وہاں ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا سب لوگ الگ الگ کلیکشنز میں مصروف تھے۔

"آپ مجھے پسند نہیں کرتے یہ رشتہ سمجھوتے کا ہے تو آپ اس طرح میرے ساتھ محبت سے کیوں پیش آتے ہیں اور کبھی کبھی بہت پوزیسو بھی ہو جاتے ہیں کیا آپ۔۔" عنایہ اتنے دنوں سے جس کشمش اور الجھن میں تھی آج اس نے دلشاد سے ہمت کرتے پوچھ ہی لیا تھا اسے پتا تھا یہ جگہ درست نہیں اس بات کے لیے لیکن وہ اب خود کو پر سکون کرنا چاہتی تھی اور یہ بھی جانتی تھی دلشاد کے اشارے کیے بنا یہاں کوئی قدم نہیں رکھے گا پھر اپنی بات ادھوری چھوڑتی سر جھکاتی گھبراہٹ میں ہاتھ مسلنے لگی دلشاد اس کی بات سکون سے سنتا پھر ادھوری بات

چھوڑنے پر عنایہ کے ایک قدم قریب ہوا عنایہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو دلشاد اپنی آنکھوں سے اس کی ہی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"کیا میں؟؟" دلشاد نے عنایہ کی بات کو جاری رکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا آپ مجھ سے محبت کرنے لگے ہیں ہمارا رشتہ قبول کر چکے ہیں" عنایہ آنکھوں میں نمی لیے دلشاد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی عنایہ تو اس رشتہ میں آتے ہی اپنے مجازی خدا کو اپنے دل میں بسا چکی تھی اور یہ بات آج اس کی آنکھیں بول رہیں تھیں عنایہ دلشاد کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی دلشاد اس کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھ سکتا تھا دلشاد نے نرمی سے عنایہ کی آنکھوں سے بہنے والا آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کیا عنایہ کو آج دلشاد کا لمس اپنی جینے کی وجہ لگی۔

"میں یہ رشتہ قبول کر چکا ہو تو تم میری بیوی ہو۔۔میں خانزادہ ہو مجھے اپنی عزت کے

لیے پوزیسو ہونا میرے خون میں شامل ہے۔۔چاہے یہ رشتہ سمجھوتے سے جڑا ہے لیکن تم میری بیوی ہو اور مجھے تم اب بہت عزیز ہو میں تمہیں سارے حقوق دوں گا جن پر صرف میری بیوی کا حق ہے دلشاد وہاب خانزادہ کبھی کسی کی حق تلفی نہیں کرتا "دلشاد یہ کہتا پلٹتے ہوئے موبائل نکالنے لگا جب عنایہ کے الفاظ اسے ساکت کر گئے۔

"اور محبت؟؟" کچھ لمحے یوں ہی گزرے پھر عنایہ نے دلشاد کو کہتے سنا۔

"میں اپنے حصّے کی محبت کر چکا ہوں میں اب ویسی محبت کبھی بھی کسی سے نہیں کر سکتا" عنایہ کو دلشاد کے الفاظ جیسے پتھر کا کر گے کتنا عزاب جیسا ہوتا ہے اپنے محرم کے منہ سے کسی اور کی محبت کا اعتراف پھر دلشاد واپس عنایہ کی طرف پلٹا اور اس کے کچھ دیر پہلے گرم ہاتھوں کو دوبارہ تھام گیا دلشاد عنایہ کے ہاتھ ٹھنڈے محسوس ہوئے دلشاد نے عنایہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرماہٹ دیتے سہلایا۔

"مجھے تم عزیز ہو میں تم سے تا عمر وفا نبھاؤ گا کیوں کہ یہ سر پھرا خانزادہ اپنے دشمنوں سے بھی غداری نہیں کرتا تم تو پھر اس خانزادہ کی بیوی ہو" دلشاد نے کہا تو عنایہ نے اپنے شوہر کو مسکراتی نم آنکھوں سے دیکھا۔

"مجھے نہیں پتا آپ کس سے محبت کرتے ہیں نا میں آپ سے پوچھوں گی مجھے مان ہے آپ کی بیوی بنے پر آپ کے میرے لیے وفا نبھانے پر میں آپ کی ہر بات پر ایمان لاتی ہوں محبت نا کرے آپ مجھ سے میرے لیے آپ کی دی گئی عزت کافی ہے۔۔میں تا عمر آپ سے وفا نبھاؤ گی یہ سر پھرے خانزادہ کی بیوی کا خانزادہ سے وعدہ ہے" عنایہ نے کہا تو دلشاد نے اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا۔ کچھ محبتیں اس لیے ادھوری ہوتی ہیں تاکہ عزتیں اپنی اہمیت دیکھا سکے دلشاد اور عنایہ کی زندگی میں محبت نہیں لیکن قابل اہم عزت تھی جو ان کے محبت سے ناآشنا رشتے کو عزت نامی عنصر سے پورا کر رہی تھی کچھ رشتوں کی تکمیل

محبت نہیں عزت کیا کرتی ہے۔

دوسری طرف ڈیول آیت کا ہاتھ تھامے اسے لیے ایک کلیکشن میں آیا اور وہاں آیت کے لیے ڈریسز چننے لگا آیت پہلے ادھر ادھر کا جائزہ لینے لگی لیکن پھر آیت کی جان نکلنے کے درپہ ہوئی کیونکہ وہ کلیکشن نائیٹیز اور بولڈ ویر ڈریسز کی تھی اور ڈیول بڑے اشتیاق سے آیت کے لیے ڈریسز چن رہا تھا جسے دیکھتے آیت کو اس وقت بھی اپنے اس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دی۔

"ڈیول میں عنایہ کو دیکھ کر آتی ہوں" آیت اپنا گلا تر کرتی بولی اور جانے کے لیے پلٹی کے ڈیول آیت کا ہاتھ تھامتا اپنے سینے سے اسے ٹکراتے اپنے ایک بازو کے حصار میں لے گیا۔

"بھاگنے کی کوشش بے کار ہے ڈارلنگ۔۔ تم نے بڑے مزے سے اپنا پسندیدہ شو

انجوائے کیا اب میں اپنا پسندیدہ مومنٹ انجوائے کروگا" ڈیول کے کہتے آیت نے مسکینوں جیسی شکل بنائی جسے ڈیول کندھے اچکاتے اگنور کر گیا اور آیت کو لیے اپنی پسند کی گئی آیت کے لیے ڈریس لیے چینجنگ روم کی طرف بڑھا ڈیول دروازہ بند کرتا آیت کو دیکھنے لگا جو مڑ سے ڈیول کو معصوموں کی طرح دیکھ رہی تھی ڈیول آیت کے قریب آتا اسے پیچھے سے حصار میں لے گیا آیت اپنے پیٹ پر ڈیول کے ہاتھوں کے حصار پر اپنے ہاتھ رکھ گئی ڈیول آیت کے بالوں کو ایک ہاتھ سے سائیڈ پر کرتا آیت کی گردن پر لب رکھ گیا آیت کو ڈیول کی حرکت پر عائشہ کی گل افشایاں یاد آئی تو ڈیول سے بولی۔

"ڈیول خبردار جو میری گردن کو نشانہ بنایا تو۔۔" آیت کی بات پر ڈیول نے خمار آلودہ نظروں سے آیت کی گھورتی ہوئی آنکھوں میں دیکھا پھر آیت کو بنا سمجھنے کا موقع دیے جھٹکے سے آیت کا رخ اپنی طرف کیا آیت کا ڈوپٹہ زمین پر گرا تو آدھا اس کے بازو پر ڈیول نے نرمی سے آیت کا ڈوپٹہ میز پر رکھا اور آیت کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم مجھے کسی اور چیز کا لالچ دو میں پھر تمہاری اس حسین گردن کو بخش دو گا" ڈیول آیت کے ہونٹوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا تو آیت نے اسے گھورا۔

"ڈیول یہ ہمارا بیڈروم نہیں ہے" آیت نے ڈیول کو یاد کروایا آیت کی بات پر ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا۔

"مجھے تم سے پیار کرنے کے لیے بیڈروم کی حدود کی ضرورت نہیں ڈارلنگ" ڈیول بولا تو آیت نے اس گھور کر دیکھا جس پر ڈیول نے آیت کی آنکھوں کو اپنے لبوں سے چھوا ڈیول کی حرکت پر آیت کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"ڈیول پلیز یہاں سب ہی موجود ہیں" آیت کے بولنے پر ڈیول نے آیت کو اس دفع گھورا آیت ڈیول کی گھوری پر اپنا تھوک نگل گئی وہ ڈیول سے ڈرتی نہیں تھی لیکن یہ

جان گئی تھی رو مینس کے بیچ میں مداخلت ڈیول کی شدتوں کو اور بڑھادے گی اس لیے چپ ہوئی اور ڈیول نے بنا وقت ضائع کیے آیت کے لبوں کو اپنے لبوں سے قید لیا خود کو سیراب کرتے ڈیول کی انگلیاں آیت کی پشت کی زپ کو نیچے کرنے لگی تو آیت نے ڈیول کے کندھوں پر زور دیتے خود کے لبوں کو آزاد کروایا ڈیول آیت کی حرکت پر اسے خمار آلودہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا ابھی ڈیول کچھ بولتا کہ گولیوں کی آواز نے ڈیول کے خمار کو چکنا چور کیا ڈیول فورا الرٹ ہوتا اپنے کوٹ کو پیچھے کرتے پینٹ میں اڑسائی گن نکال گیا آیت گولیوں کی آواز سے گھبراتی ڈیول کو دیکھنے لگی جو آیت کی کمر پر ہاتھ بڑھاتے زپ اوپر کر گیا اور آیت کا ڈوپٹہ اٹھاتے اس کے اوپر پھیلا گیا ڈیول آیت کو اپنے پیچھے کیے ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے دوسرے میں گن لیے باہر کی طرف قدم بڑھا گیا۔

داہم بھی ہالے کا ہاتھ تھامے سائیڈ میں چھپتے گولیوں کی آواز سنتا باہر آیا تو اپنی مخالف سمت نوریز کو نمل کے ساتھ دیکھا جو خود گولیوں کی آواز سنتے باہر نکلے تھے ان دونوں

کے فون ایک دم بجے کال دلشاد کی تھی ان دونوں نے جلدی فون کان سے لگایا دلشاد ان دونوں کو ہدایت کر رہا تھا اپنے ساتھ نمل اور ہالے کا خیال رکھنا اور کچھ دیر میں سیکورٹی کا بندہ اندر آتے گن دے گا اگر ضرورت پڑے تو استعمال کرنے میں دیر نا کرنا۔ہشام بھی مہک کا ہاتھ تھامتا دوسری کلیکشن میں تھا جب وہ بھی گولیوں کی آواز سے اپنی گن سنبھالتا سائیڈ ہوتا باہر آیا سکیورٹی کے دو بندے خود کو بچاتے دلشاد کے آرڈر پر گنز لاتا دلشاد کی بتائی ہوئی جگہ پر اس کے حوالے کر گیا دلشاد عنایہ کو سائیڈ کیے باہر دیکھنے لگا اس کے اپوزٹ ٹائیر یکشن میں ڈیول بھی خونخوار نظروں سے حملہ کرنے والوں کو گھور رہا تھا وہ حملہ کرنے والے ڈیول یا پھر دلشاد کے ہی دشمن ہو سکتے تھے دلشاد کو اچانک اپنے انٹرنیشل بزنس رائیول کی دھمکی یاد آئی دلشاد نے ضبط سے اپنی آنکھیں میچ کر دوبارہ کھولیں "اگر یہ سب قلندر تم کروا رہے ہو تو میں تمہیں اب جہنم میں پہنچاؤ گا "دلشاد خود سے مخاطب ہوا اور دوسری طرف ڈیول کو ڈیوڈ کی بکو اس یاد آئی "اگر ڈیوڈ یہ تم ہو تو یاد رکھنا ڈیول کنگ مافیا کی دنیا سے تمہارا نام ختم کرے گا اب "ڈیول یہ کہتے ہی آیت کو وہی چھوڑے حملہ آوروں کو دیکھنے لگا جو وہاں موجود ہر چیز کو نشانہ بنا رہے تھے سٹاف کے کچھ میمبز کو بھی گولی لگی تھیں لیکن

دلشاد نے اپنی سیکیورٹی کے انفارم کرنے پر کہا کہ وہ لوگ سٹاف میمبرز اور اس بوتیک کے آس پاس لوگوں کی حفاظت کرے وہ لوگ سب اپنی حفاظت خود کر لیں گے جس پر لبیک کہتے سیکیورٹی اپنے کام پر جٹ گئی تھی۔ڈیول نے ایک دم گن نکالتے ایک ہٹے کٹے پہلوان ٹائپ بندہ پر فائر کیا جو حملہ آوروں میں سے ایک تھا نشانہ سیدھا اس بندے کے پیشانی کے بیچوں بیچ کا تھا جو پیچھے چت گرا سارے حملہ آوار اس سمت بڑھے ڈیول ایک کے بعد ایک فائر شروع کیے اور حملہ آوار ڈھیر ہوتے گئے دلشاد بہت غور سے ڈیول کو دیکھ رہا تھا پھر اچانک ڈیول کی گن کلچ ہوئی مطلب گولیاں ختم تھی اب حملہ آوار ڈیول کی سمت گولیاں چلانے لگے دلشاد نے اپنی گن نکالتے ان لوگوں کے ہاتھوں کا نشانہ لیا شاید دلشاد انھیں مارنا نہیں چاہتا تھا ڈیول نے دلشاد کی طرف دیکھتے سیٹی بجائی جسے دلشاد گھور کر دیکھتے پھر ڈیول کا اشارہ سمجھتے ڈیول کی سمت گولی چلائی جس سے ڈیول آگے بڑھتا اس بندے کو پنچ رسید کرتا اس کی گن خود پکڑ گیا وہ بندہ لڑکھڑاتا نیچے بیٹھتا اپنا ہاتھ پکڑتا کراہنے لگا ڈیول نے گن ہاتھ میں لیتے ہی دلشاد کی طرف دیکھتے ایک آنکھ ونگ کرتے اس بندے کے سر کے بیچ میں فائر کیا ڈیول کی حرکت پر دلشاد نے جل کر عنایہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا بھائی لائن مار رہا ہے مجھ پے سمجھا لو اسے ضائع ہو جائے گا میرے ہاتھوں سے" دلشاد کے کہنے پر ڈیول کا قہقہہ گونجا جب کے عنایہ نے اپنی ہنسی چھپائی جس پر دلشاد نے اسے گھور کر دیکھا نوریز ہشام اور داہم بھی اپنے بچاو کر رہے تھے لیکن داہم اور نوریز ہشام اور ڈیول کی طرح ان لوگوں سیدھا موت کے گھاٹ نہیں اتار رہے تھے جس پر ہشام بڑبڑایا "مجھے اسی لیے شریف لوگ نہیں پسند کام بڑھا دیتے ہے اب ہاتھ اور پاؤں میں گولی مار رہے ہیں گولی بھی ضائع کر رہے ہیں اور وقت بھی "ہشام کی بڑبڑاہٹ سنتے مہک نے اسے گھورا جبکہ ہشام نے الٹا مہک کو گھورتے اسے نظریں ہٹانے پر مجبور کر دیا۔ہالے ایک کونے میں کھڑی داہم کو دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر ایک حملہ آور پر پڑی ہالے کے قدم اس کی سمت چلنے لگے داہم نے پلٹ کر ہالے کو دیکھا تو اس کے ماتھے پر بے تحاشہ بل پڑے داہم الٹے قدم لیتا ہالے کی سمت بڑھا۔

"ہالے میلے میں بچھڑا بھائی ہے یہ تمہارا ؟؟ جو ملنے آئی ہو یہاں" داہم جل کر ہالے کے اوپر دھاڑا جو بیچاری دل پر ہاتھ رکھتی داہم کو دیکھنے لگی داہم کے غصّے سے لال چہرے کو دیکھتی ہالے نے تھوک نگلا لیکن پھر اس آدمی کے پیچھے دیکھا تو داہم کا ڈر رفو ہوا اور دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہمت کرتی داہم سے غصّے سے بولی۔

"داہم یہ میرے پسند کیے نکاح کے لہنگے کے سامنے کھڑا ہے وہ خراب ہو جائے گا اس سے بولو سائیڈ پر ہو جائے" ہالے ایسے بولی جیسے وہ آدمی حملہ آور نہیں وہاں کا سیلس مین ہے وہ آدمی بھی پہلے ان دونوں کو نا سمجھی سے دیکھنے لگا یہ تو شکر تھا اسکی گن سے گولیاں ختم تھیں ورنہ ہالے کی ریکوسٹ پر وہ آدمی ضرور اس کی بات بلکل نہیں مانتا جبکہ داہم تو ہالے کی بات پر عش عش کر اٹھا اس کی ہالے نے اپنی جان خطرے میں ڈالی تو کس لیے ایک لہنگے کے لیے داہم سوچتا بھنا کر ہالے سے مخاطب ہوا۔

"ہالے لہنگا ضروری ہے یا تمہاری جان" داہم غصّے سے بولا جبکہ ہالے کی کہی اگلی بات پر دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

"لہنگا" ہالے کے جواب پر وہ آدمی بھی منہ کھولے ہالے کو دیکھنے لگا جب داہم جل کر بولا۔

"بھائی لے جاؤ اسے اور گولی مارنے سے پہلے لہنگا پہنے کا ٹائم ضرور دینا" داہم جل کر بولتا وہاں سے نکلا جب ہالے اس آدمی کو دیکھتی پھر داہم کے پیچھے چیخی۔

"داہم میں تمہاری ہونے والی بیوی ہو" ہالے کی بات پر داہم پلٹا اور اسے دیکھنے لگے۔

"اچھا مجھے لگا میرے پوتے پوتیوں کی ہونے والی دادی ہو" داہم نے ہالے کو آبرو

ریز کرتے بولا اور پھر جانے لگا ہالے داہم کے پلٹتے اس آدمی کو دیکھنے لگی جو واپس اپنی ٹون میں آتے ہالے کو دشمن سمجھتے گھور رہا تھا۔

"میرا ہونے والا شوہر بہت ہینڈسم ہے اور خطرناک بھی ایسے مت گھوروں وہ تمہاری ہڈیاں توڑ دے گا" ہالے نے بے بسی سے چیختے ہوئے کہا تا کے داہم خوشنودی سن کر ہی اس کی مدد کر دے جس پر دوبارہ داہم پلٹا اور دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر اونچی آوازیں بولا۔

"میں سچ سن کر بھی تمہاری مدد نہیں کرو گا" داہم کے کہنے پر آدمی ہالے کی طرف قدم بڑھانے لگا جس تک داہم ایک جست میں پہنچا اور اسے گھورنے لگا وہ آدمی نا سمجھی سے داہم کو دیکھنے لگا خود نے کہا تھا مدد نہیں کرو گا اب کیوں آیا ہے اتنے میں داہم نے اسے پنچ مارا جس سے وہ آدمی چار قدم پیچھے ہوا۔

"ہم بات کر رہے ہیں نا بیچ میں کیوں آئے" داہم اس آدمی کو گھورتے ہوئے بولا جو اپنی ناک سہلا رہا تھا پھر ہالے کو دیکھنے لگا۔

"تم تو میری مدد نہیں کرنے والے تھے اب کیوں آئے" ہالے بھی داہم کی ٹون میں غصّے سے کمر پر ہاتھ ٹکاتی لڑاکا عورتوں کی طرح بولی وہ آدمی دوبارہ غصّے سے ان کی طرف آیا جسے دیکھتے ہالے نے اپنی طرف سے زوردار تھپڑ اسے رسید کیا وہ آدمی نا سمجھی منہ پر ہاتھ رکھے ہالے کو دیکھنے لگا یقیناً ہالے کی ہمت داہم کے وہاں کھڑے ہونے سے تھی ورنہ پہلے کیسے بھیگی بلی بنی داہم کو پکار رہی تھی داہم سوچتا مسکرایا۔

"دیکھ نہیں رہا ہم لڑ رہے ہیں کیوں آئے دوبارہ بیچ میں" ہالے ایسے بولی جیسے وہ آدمی حملہ اور نہیں اس کا ملازم ہے ہالے کے انداز پر داہم نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"تم دونوں کرو جو کرنا ہے میں جا رہا ہوں دشمن ٹیم سے ہو میری بھی عزت ہے کتا

ہی سمجھ لیا ہے دونوں نے تو" وہ آدمی بھی غصّے سے ہالے اور داہم سے بولتا ہننہ کرتا دوسری سمت گیا تو داہم کا قہقہہ گونجا اور ہالے پیٹ پکڑتی کھلکھلا کر ہنس دی وہ ایسے لپل تھے جو کسی بھی خطرناک ترین سیچویشن میں دشمن پر لعنت بھیجتے ہنس سکتے تھے most loveable but seriousness کے دشمن۔

ڈیول دشمنوں سے لڑتا آیت کو دیکھنے لگا جو آنکھوں میں چمک لیے اپنے ڈیول کو دیکھ رہی تھی ڈیول آیت کو دیکھتے ایک آنکھ ونک کرتا فائر کرنے لگا جب دوبارہ اس کی گن کلچ ہوئی اب ڈیول نے گن پھینکتا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنساتے انگلیاں چٹخائی اور گردن دائیں بائیں کرتے سامنے سے آتے آدمی کی پسٹل والے ہاتھ پر گھوم کر کک ماری جس سے پسٹل دور جا کر گری ڈیول اب اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے دشمنوں کو چیت کر رہا تھا اور آیت اپنے شوہر پر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ دل ہار رہی تھی جبکہ دوسری طرف دلشاد بھی اپنے ہاتھوں کے جوہر دیکھا رہا تھا کیونکہ اس کی گن کی بھی گولیاں ختم تھیں ڈیول کے پیچھے آتے آدمی نے ڈیول کو سامنے

لڑتے دیکھ حملہ کرنا چاہا جس پر آیت نے آگے بڑھتے اس آدمی کی کے گن والے ہاتھ کو موڑتے اپنی جانب کرتے ایک زوردار پنچ اس آدمی کی ناک دے مارا جس سے وہ آدمی سنبھلتا دوبارہ آیت کی طرف لپکا جب آیت نے ایک پیر زمین پر گھومتے اپنا ڈوپٹہ سنبھالتے اس کے پیر پر کک دے ماری جس سے وہ آدمی زمین پر گرا وہ دوبارہ حملہ کرتا کہ آیت اس کے قریب آتے اپنا ہاتھ سیدھا کیے اس کی گردن پر دے مارا جس سے وہ آدمی ہوش و حواس سے بے گانا ہوا آیت ایک ادا سے بال جھٹکتی پلٹی تو ڈیول کو ڈمپل کی نمائش کرتے اپنی طرف متوجہ پایا۔

"شکر ہے میری ڈیول کوئین نے آج اپنے ڈیول کو پیٹنے کے علاوہ اپنے ڈیول کے لیے کسی اور کو بھی پیٹا "ڈیول آیت کے قریب آتا اسکے بال سنوارتے ہوئے محبت پاش لہجے میں بولا۔

"اب ڈیول تو صرف ڈیول کوئین سے ہی پیٹتا اچھا لگتا ہے۔۔تو یہ حق میں کسی اور کو

لیوں دو" آیت کی بات پر ڈیول کے ڈمپل مزید گھیرے ہوئے ڈیول آیت کی تھوڑی اوپر کرتا اس کے ہونٹوں کو چھونے والا تھا جب دلشاد کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"یہ رومینس بعد میں کر لے نا عمران ہاشمی۔۔ ابھی ان کتوں کا دیدار کر لو تمہارے دیدار کے لیے مرے جا رہے ہیں "دلشاد کے طنز پر ڈیول کا منہ کڑوا ہوا اور آواز کی سمت دلشاد کو دیکھنے لگا جو ایک آدمی سے لڑتے اسی پر نظریں جمائے تھا جبکہ آیت پہلے دلشاد کی بات پر شرما کر گڑبڑاتی پھر ڈیول کے لیے عمران ہاشمی لفظ سنتے اپنی ہنسی چھپا گئی۔

" وہ تو اپنے سردار کو ڈھونڈنے آئے ہیں جو اس وقت بلیک تھری پیس سوٹ میں خود کو انسان سمجھ رہا ہے"ڈیول کا اشارہ دلشاد پر تھا دلشاد سے بولتا آیت کو سائیڈ پر کرتے دوسری طرف سے آتے آدمیوں سے لڑنے لگا۔

"اور لگتا ہے بہت ترسے ہوئے ہو تبھی کسی کا رومینس دیکھ نہیں پاتے" ڈیول کہا باز آنے والا تھا ڈیول دلشاد کے جواب کا منتظر تھا وہ جانتا تھا دلشاد اسے پلٹ کر جواب ضرور دے گا لیکن کافی دیر بھی جواب نا ملنے پر ڈیول سامنے آدمی کو پنچ رسید کرتے ہوئے اور دوسرے کو کک مارتے دوہرا ہونے پر مجبور کرتے پلٹ کر دیکھا تو ڈیول کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور مٹھیاں بھینچ کر خود پر ضبط کیا دلشاد نے اسے جواب ضرور دیا تھا لیکن زبان سے نہیں عمل سے۔ دلشاد عنایہ کی کمر پر ہاتھ ڈالے اس کے ہونٹوں پر جھکا ہوا تھا عنایہ نے مضبوطی سے دلشاد کے کوٹ کو مٹھیوں میں بھینچا ہوا تھا اور دلشاد کے دوسرے ہاتھ میں گن تھی جسے دلشاد نے عنایہ کے گردن کی پشت پر زمین پر رخ کیے ڈھلکایا ہوا تھا دلشاد عنایہ کے ہونٹوں پر اپنی شدت چھوڑتا مسکراتی آنکھوں سے ڈیول کو ایک آنکھ ونک کر گیا جس پر ڈیول نے بری طرح پہلو بدلہ اور بیچاری عنایہ تو آئی دلشاد کو گن دینے تھی لیکن غلط وقت پر آئی دلشاد نے اسے اپنے قریب کرتے اس کے نازک ہاتھوں سے گن لیتے خود میں قید کیا تھا اور اسے بنا سمجھنے کا موقع دیے اس کے ہونٹوں پر جھکا عنایہ خود کو دل میں کوسنے لگی

کیوں آئی تھیں اس سرپھرے خانزادہ کی مدد کرنے دلشاد نرمی سے عنایہ کو آزاد کرتے اسے دیکھنے لگا جو غصّے سے دلشاد کو دیکھ رہی تھی جس پر دلشاد نے اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے عنایہ کو اپنے کندھے ٹوٹتے ہوئے محسوس ہوئے حالانکہ دلشاد نے بس دیکھانے کے لیے ہی اس پر اپنے ہاتھوں کا ہلکا سا وزن ڈالا تھا۔

"بیگم اتنے پیار سے دیکھوگی تو میرا دور جانا مشکل ہو جائے گا" دلشاد مسکراتے عنایہ کو دیکھتے ہوئے بولا جس پر عنایہ نے فوراً نظریں ہٹائی کہی سچ میں دلشاد دوبارہ اسی ٹون میں نا آجائے دلشاد عنایہ کی حرکت پر اسے نرمی سے سائیڈ جانے کا اشارہ کرتا ڈیول تک پہنچا۔

"سالے صاحب کیسا لگا عملی جواب" دلشاد بولا تو ڈیول اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا جبکہ عنایہ ڈیول کو وہاں دیکھتی شرم سے پانی ہوتی فوراً وہاں سے نو دو گیارہ ہوئی یقیناً ڈیول انھیں دیکھ چکا تھا۔

"تمہاری طرح بہت ہی واحیات "ڈیول کے جل کر بولنے پر دلشاد کا قہقہہ گونجا دلشاد کچھ کہنے والا تھا جب اچانک باہر سے توڑ پھوڑ کی آوازیں بلند ہوئی دلشاد اور ڈیول کلیکشن کے ہال میں پہنچے تو دیکھا ہشام اندھا دھند فائرنگ کیے جا رہا تھا اور نوریز خونخوار نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

"بس کردو ایسا لگ رہا ہے کسائی ہو تم "نوریز نے کہا تو سب اسے دیکھنے لگے جب ہشام نوریز تک جلا بھنا پہنچا۔

"تو کیا ان کا صدقہ دو "ہشام بولا تو ہشام اور نوریز پر دو آدمی فائر کرنے والے تھے جنھیں داہم کی گولی کے نشانے نے ناکام کیا۔

"تم دونوں بعد میں لڑنا پہلے ان سے نمٹو "دلشاد نے کہتے داہم کی طرف آتے آدمی کی

طرف فائر کیا۔

داہم ،نوریز، ہشام ،ڈیول اور دلشاد کلیکشن کے ہال میں کھڑے تھے ابھی وہ لوگ اعتراف میں نظریں دوڑاتے کہ ڈیول نے کہا۔

"ساری لڑکیاں کہاں ہے؟؟"ڈیول کی بات پر ہشام نوریز اور داہم نے اسے بتایا وہ لوگ نمل ہالے اور مہک کو ایک سیو روم میں پہنچا چکے ہیں جبکہ دلشاد نے عنایہ کو آیت کے ساتھ بھیجا تھا ان کے جواب پر ڈیول کے چہرے پر ناگواری چھائی ڈیول نے آیت کو اپنے پیچھے سائیڈ پر رہنے کو کہا تھا لیکن وہ عنایہ کو لیے کہاں چلی گئی لڑتے وقت بھی ڈیول نے بار بار نظریں جمائے آیت کو ڈھونڈنا چاہا تھا لیکن وہ اسے کہی نہیں ملی۔ اتنے میں کچھ آدمیوں کے دوڑنے کی آواز انھیں اپنی طرف آتی سنائی دی جس پر ڈیول چوکنا ہوا لیکن دلشاد نے اطمینان سے کہا وہ لوگ نہیں ہونگے یہ اس کے سیکیورٹی گارڈز ہونگے جس پر بھی ڈیول نے اطمینان نہیں لیا وہ ڈیول کنگ تھا

امریکہ کا ون اینڈ اونلی ڈون وہ اپنی طرف بڑھتی آہٹ سے پہچان لیتا تھا قدم دوست کے ہیں یا دشمن کے۔ سب کا رخ سامنے آتے آدمیوں پر تھا جو ہال کے اعتراف سے دو قطاروں میں قدم بڑھا رہے تھے پھر سامنے سے آتے ان دو آدمیوں پر نظر پڑی تو ہشام نے ڈیول کی طرف دیکھا ڈیول کے چہرے پر مسکراہٹ تھی لیکن آنکھوں میں سرد مہری وحشت لہو دیتی سنجیدگی۔ داہم اور نوریز انھیں نا سمجھی سے دیکھ رہے تھے جبکہ دلشاد ان دو میں سے ایک چہرے کو جانتا تھا اور وہ تھا قلندر ملک سلطان ملک کا بڑا بیٹا جو انٹر نیشنل بزنس کے نام پر ڈرگز سپلائیر تھا دلشاد کی اپنی آرگنائزیشن کی سیکیورٹی میں اسے اس کا نام ملا تھا جس پر دلشاد نے سی بی آئی کو اس کے پیچھے لگاتے اسے خوار کیا تھا اور اب وہ چھپتے چھپاتے پھر رہا تھا اور کئی دفعہ دلشاد کو دھمکیاں بھی دے چکا تھا جبکہ دوسرا آدمی صدیقی تھا آیت کا باپ جس کی غداری کی خبر ڈیول کو پہلے ہی موصول ہو گئی تھی۔ قلندر ملک آگے ہوتے دلشاد کو دیکھنے لگا جو ہنوز جیبوں میں ہاتھ ڈالے اطمینان سے کھڑا تھا۔

" گڈ ٹو سی یو دلشاد وہاب خانزادہ ۔۔مجھے تو تمنا تھی تم سے ملنے کی دیکھو آج پوری بھی ہو گئی ۔۔ہاہاہا میرا اس طرح آنا پسند تو نہیں آیا ہو گا تمہیں لیکن کیا کرو موقع ملا تو دیدار دشمن فرض تھا " قلندر بولتے ہوئے قہقہہ لگا رہا تھا جب دلشاد صرف مسکرایا۔

"ڈیول ۔۔" صدیقی بولا تو نوریز، داہم اور دلشاد نے اس کی آواز کی سمت زین کو دیکھا وہ یقیناً زین کو ہی ڈیول بول رہا تھا دلشاد کی آنکھوں میں نا سمجھی نہیں تھی لیکن داہم اور نوریز کی آنکھوں میں الجھن تھی۔

"تم نے سمجھا تم مجھے میرے ہی کام سے روکو گے تو میں ڈر کر بیٹھ جاؤ گا ۔۔چچ چچ ۔۔ خود کو بہت بڑی توپ سمجھتے ہو دیکھو اپنے اعتراف میں قید ہوئے کھڑے ہو" صدیقی افسوس سے نفی میں سر ہلاتا اعتراف میں انگلی گھمائے ڈیول سے کہ رہا تھا۔

"تم یہ بکو صدیقی کہ تم یہاں تک پہنچے کیسے ۔۔ تمہاری اوقات کا پتا ہے مجھے بزدل ہو تم

تمہیں پیٹ پیچھے وار کرنے کی عادت ہے۔۔ تمہیں میرے یہاں ہونے کی خبر کس نے دی۔۔ اس غدار کا نام بتاؤ۔۔" ڈیول نے صدیقی سے کہا جب صدیقی کا قہقہہ گونجا۔

"یقین مانو تمہارے دل کے قریب ہے وہ غدار" صدیقی نے کہا تو ہشام صدیقی کو دیکھتے سوچنے لگا کون ہو سکتا ہے جبکہ ڈیول ہنوز جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا رہا جیسے وہ جانتا ہے وہ نام کیا ہے اور کیسے ممکن تھا وہ نا جان پائے وہ ڈیول تھا لیکن وہ صدیقی کے منہ سے اعتراف کروانا چاہتا تھا۔

"نام کا کیا کرو گے چلو ملوا ہی دیتا ہوں" صدیقی نے ڈیول کی آنکھوں میں دیکھتے اپنے آدمی کو اشارہ کیا جو اشارہ ملتے ہی اپنا کام کر چکا تھا جبکہ ہشام صدیقی کی جرت پر لہو ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا یہ وہی تھا جو ڈیول کی موجودگی میں سر بھی نہیں اٹھا پاتا تھا اور آج اس کی اتنی جرت۔ وہ آدمی کچھ دیر بعد اپنے ساتھ اس غدار کو لیے

وہاں پہنچا اس کے پیچھے عنایہ ،ہالے ،مہک اور نمل بھی تھیں۔

صدیقی نے ڈیول کو ہاتھ کا اشارہ کیا اس طرف دیکھنے کے لیے ڈیول نے گردن موڑ کر دیکھا تو صدیقی کا اشارہ آیت کی طرف تھا ڈیول نے انھیں آنکھوں سے آیت کو دیکھا جن آنکھوں میں کبھی بھی وحشت ہوتے ہوئے بھی آیت کی طرف دیکھنے پر وہ آنکھیں چمک اٹھتی تھیں لیکن آج ان آنکھوں کا تاثر پل کو بھی نہیں بدلہ تھا جبکہ آیت ڈیول کی آنکھوں میں آج اپنے لیے سرد مہری ، لہو دیتی سختی دیکھتے اندر سے کانپ گئی تھی اور یہی تو ڈیول چاہتا تھا تبھی کچھ دنوں سے آیت کے ڈیول کو بے وقوف سمجھنے کی غلطی کو سچ ہی بنائے رکھا جبکہ ہشام کی آنکھوں میں بے یقینی چھا گئی اس کی بھابھی نے صدیقی کا ساتھ دیا جبکہ وہاں کھڑے دلشاد اور عنایہ سب نے ہی آیت کی طرف نا سمجھی سے دیکھا تھا وہ لوگ یہ تو سمجھ گئے تھے یہ شخص زین کا دشمن ہے لیکن شاید یہ بھی سمجھ گئے تھے آیت کا باپ بھی ہے اور آیت کا قصور کیا تھا۔

کچھ دن پہلے :-

آیت تو کچھ دن پہلے صدیقی صاحب کے پیلس آکر ملنے پر حیران ہوئی تھی جبکہ ڈیول نے صدیقی کو اجازت دیتے ہوئے آیت کو اس سے ملنے دیا صدیقی صاحب نے ایک باپ جیسی اداکارہ کرتے مگر مچھ کے آنسو بہاتے آیت کو اپنے ڈارمے کا حصہ بنایا اور آیت جس نے کبھی اپنے باپ کے منہ سے بیٹی کا لفظ نہیں سنا تھا "میری بیٹی" کا لفظ سنتے ہی اپنے باپ کی باہوں میں سما گئی یہ سوچے بغیر جن کی باہوں میں وہ شفقت ڈھونڈ رہی تھی اس کے اندر زہر بھر رہے تھے صدیقی نے آیت کو یہ کہتے اپنے پلین کا حصہ بنایا کہ ڈیول اس کے کام میں روکاوٹ پیدا کر رہا ہے اسے دھمکا رہا ہے اس لیے وہ بس صدیقی کا ساتھ دے وہ ڈیول کو آیت کے حوالے اور جان کے خطرے کے ڈر سے اپنے رستے سے ہٹا کر اپنا کام بہال کروائے گا اور آیت اس سے رابطے میں رہے آیت نے بھی اپنے باپ کی بات مانتے وہی کیا اور ان کو یہاں کا پتا دینے والی بھی آیت تھی ورنہ ڈیول اور دلشاد تک آسانی سے یہ لوگ پہنچ جائے

ہو ہی نہیں سکتا لیکن آیت اپنے باپ کے دوغلے پن کو دیکھتی اپنے کیے پر پچھتا رہی تھی۔

ڈیول نے واپس رخ صدیقی کی طرف کرتے ایک قہقہہ لگایا تھا جس پر صدیقی نے نا سمجھی سے ڈیول کو دیکھا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے صدیقی تم میرے ہی پیلس میں گھس کر میری ہی بیوی کو میرے خلاف کرو گے اس سے فون پر رابطے میں رہو گے اور مجھے خبر بھی نہیں ہوگی۔۔ لائیک سیریسلی؟؟" ہائے کیا ادا تھی ڈیول کی ڈیول کی بات اس کے لہجے آبروریز کر کے جتانے پر تو وہاں سمیت ہر شخص کے ساتھ دلشاد بھی ڈیول سے کھلے دل سے امپریس ہوا تھا لیکن وہ سالا تھا اس کا اور سالا سالا ہوتا ہے اور بہنوئی بہنوئی یہ ماننا

دلشاد کا تھا اور اس بات پر عمل کرتے اپنے آپ پر قابو رکھتے چہرے پر ناگواری ہی سجائے رکھی۔

"تم نے اپنی موت کو خود دعوت دی ہے صدیقی میری بیوی کو میرے خلاف کھڑا کر کے اور تمہیں اس کی قیمت اپنی موت سے چکانی پڑے گی" اس دفعہ ڈیول دھاڑا جس پر صدیقی ڈیول سے مزید چار قدم پیچھے ہوا قلندر ناگواری سے صدیقی کو دیکھتے ہوئے آگے ہوا۔

"کیا سمجھا ہے تم لوگوں نے ہم ____ ہے جنھیں تم ماردو گے اور ہم اپنی موت کے انتظار میں کھڑے ہیں یہاں --نہیں اپنی بیویوں کی طرف دیکھو ہمارے آدمیوں کی گن پوائنٹ پر ہے ایک اشارے پر ان کے دماغ کے چیتھڑے اڑجائے گے سمجھے--جو ہم کہ رہے ہیں وہ کرو-- تم دلشاد وہاب خانزادہ سی بی آفیشل سے کونٹیکٹ کرو اور میرا اوپر لگایا کیس واپس لو اور تم ڈیول صدیقی کی سپلائی والے

راستے سے اپنے آدمیوں کو ہٹاؤ اور وہ رستہ صدیقی کے حوالے کرو" قلندر کے عنایہ اور آیت لوگوں کی طرف اشارہ کرتے کہتے ہی دلشاد اور ڈیول کا ایک ساتھ قہقہہ گونجا جبکہ داہم اور نوریز نے بوریت سے منہ بسورا اور ہشام مسکرا اٹھا۔

"تم لوگ نامرد ہو بات منوانی بھی ہے تو ہماری عورتوں کا سہارا لے کر۔۔چچ چچ تم لوگ دشمنی کے قابل بھی نہیں۔۔ لیکن اب اس کا خامیازہ بھگتو گے تم لوگ ہماری عورتوں کو نشانا بنایا۔۔ تم لوگوں کو اس صفائے ہستی سے نا مٹا دیا تو میرا نام بھی ڈیول نہیں" ڈیول افسوس سے سر ہلاتا قلندر اور صدیقی کو ان کی اوقات اور انجام یاد دلا گیا اور یہ بھی ان لوگوں نے کس کے بل میں ہاتھ ڈالا ہے۔

"میری بیوی کو اگر ایک خراش بھی آئی تو تم دیکھنا دلشاد وہاب خانزادہ تمہیں کیسے چیر کر رکھتا ہے" دلشاد نے تمسخر سے کہتے قلندر کے سامنے کھڑا ہوا جبکہ ڈیول اپنی بہن کے لیے دلشاد کے لفظ سنتا دل میں مسکرایا پھر دوبارہ صدیقی کی طرف متوجہ ہوا۔

"میری بیوی کو اپنے گن پوائنٹ پر رکھنے کا انجام تمہارے آدمیوں کے ہاتھوں کے ٹکرے ہونگے" ڈیول بھی خونخوار نظروں سے صدیقی سے بولا تو داہم بھی جھٹ آگے ہوا۔

"اب میری باری میں بھی ہیرو ہو کب سے سائیڈ پر کھڑا کیا ہوا ایک سائیڈ ایکٹر کی فیلنگ آرہی ہے مجھے" داہم منہ بسور کر بولا تو ہشام نے قہقہہ لگاتے اسے بھی ہاتھ سے بولنے کا اشارہ دیا ڈیول داہم کی حرکت پر گھورنے لگا اسے یہاں سیریس سیچویشن میں بھی اپنے سائیڈ ایکٹر ہونے کی فکر تھی جبکہ داہم فورا آگے ہوتا قلندر کو دیکھنے لگا پھر بولا۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے میری ہونے والی بیوی کو ایک چور نے بازو سے پکڑا تھا اور پھر میں نے اس کے ہاتھ کی ہر نس کو کاٹنا اپنا فرض سمجھا تھا" داہم بولتے ہوئے آنکھوں

میں خون لیے قلندر کو گھورنے لگا جو قہقہہ لگاتا دونوں ہاتھ اوپر کر گیا جبکہ ہالے نے سر اٹھا کر داہم کی طرف دیکھا اور اسے پھر داہم کا اس چور کے ہاتھ پر لگاتار وار کرنا یاد آیا۔

"اچھا میں تو ڈر گیا میرے پیر دیکھ ہیرو۔۔کانپ رہے ہیں نا" قلندر کے اپنے پیروں کی طرف اوپر اٹھے ہاتھوں سے اشارہ کرتے جس میں سے ایک ہاتھ میں گن تھی داہم کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی اور پھر داہم اپنا پیر سلپ کرتا دوسرے پیر سے قلندر کے پیچھے گھومتا اسے کک مار گیا۔

"تو آرام دے نا ان پیروں کو" قلندر کے گرتے ہی داہم اس کے ہاتھ سے اچھلنے والی گن لیتا اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑتا قلندر کے نیچے گرے وجود پر سر کے مقام پر گن تان گیا ہشام داہم کی حرکت سے کافی امپریس ہوا لیکن ابھی کسی کو شاباشی دینے کا وقت نہیں تھا اسی لیے داہم کے ایکشن پر صدیقی اپنی گن داہم پر لوڈ کرتا کے ہشام

نے کک مارتے صدیقی کو ڈیول سے چار قدم مزید دور کیا تو ڈیول بھی صدیقی کے ہاتھ سے اچھلتی گن کو تھامتا آیت کو گن پوائنٹ پر رکھنے والے آدمی کے سر پر وار کرتا عنایہ کے بازو کو دبوچے آدمی کے بھی سر پر فائر کر گیا نمل ہالے اور مہک پر وہ لوگ وار کرتے کے ہشام نوریز کی طرف گن اچھالتا اپنے سامنے گن تانے والے آدمی کی طرف بڑھتا جو ہشام کو فائر کرنے والا تھا کہ داہم اپنی گن دلشاد کی طرف اچھالتا ہشام کی طرف دوڑتا پھر سلیپ کھاتا اس آدمی کے ہاتھ کے نیچے سے گزرتا سائیڈ پر کھڑا ہوتے اس کے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھ گیا اور ہشام کی طرف بڑھنے والا آدمی شاکڈ ہوا داہم کی سپیڈ دیکھنے میں مگن تھا جب ہاتھ کی تھپ تھپاہٹ سے گردن موڑے دیکھا تو داہم کو اپنے برابر کھڑا پا کر اس کا منہ حیرت کے جھٹکے سے کھل گیا یہ انسان تھا یا گولی داہم اس آدمی کے کھلے منہ کو دیکھتے محفوظ ہوا اور پھر اس آدمی کی تھوڑی کے نیچے دو انگلیاں رکھتے منہ بند کرتے بولا۔

"منہ تو بند کرو انکل" اور ایک آنکھ ونگ کرتا اس کے منہ پر پنچ رسید کرتا پسٹل پکڑتا

ہشام کی طرف اچھال گیا ہشام نے داہم کو اس آدمی کو اب کک مارتا دیکھ داہم کی پشت کو داد دیتی نظروں سے گھورا پھر جا بجا وہاں ان لوگوں کے آدمیوں پر فائر کرنے لگا جبکہ نوریز ہشام کی گن پکڑتا نمل کے دونوں ہاتھ پشت پر پکڑے آدمی کے سینے پر گولی چلاتا ہالے کے بازو کو دبوچے آدمی پر گن نیچے کرتے پیر پر فائر کر گیا جس سے وہ آدمی نیچے ہوا تو ہالے فوراً نمل سے جا لگی یہ کرنے کی وجہ اس آدمی کے سامنے مکمل طور پر ہالے کا ہونا تھا اور اس آدمی کا قد ہونے کی بنا پر نوریز اس کی پیشانی پر بھی وار نہیں کر سکتا تھا کہی ہالے کو نا لگ جائے اس آدمی کے نیچے جھکتے ہی نوریز نے اس کی پیشانی کے بیچ فائر کیا جس سے وہ لڑکھڑا کر ایک طرف گرا ابھی وہ مہک کی طرف چلتا کے ہشام نے مہک کو پکڑے آدمی کو سر پر وار فائر کرتے جہنم پہنچا دیا تھا نوریز ہشام اور مہک کو دیکھتے ہشام کے پیچھے آتے دو آدمیوں پر فائر کر گیا ایک کی بیٹ پر تو دوسرے کے سینے پر دل کے مقام پر ہشام نوریز کو جتاتے ہوئے آبرو ریز کر گیا کے کچھ دیر پہلے تو وہ اسے کسائی کہ رہا تھا اور اب خود ایسے فائر کر رہا تھا کہ ہشام کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہشام کا تاثر سمجھتے نوریز سر جھٹکا اور رخ دوسری طرف کیا سب ہی لوگ لڑنے میں مصروف تھے سوائے دلشاد کے جو بے زاریت سے داہم کی

پکڑائی گن کو ساتھ لیے پیچھے ہال میں رکھے ایک کاوچ پر بیٹھ گیا اور اپنے برابر میں ہی گن رکھتا ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک ہاتھ کاوچ کے سرے پر رکھے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے پاؤں پر نچاتے سب کو دیکھ رہا تھا لیکن پھر دلشاد نے ڈیول کے سینے کے مقام پر گن کا نشانہ باندھتے آدمی کو دیکھا تو فورا اپنی جگہ سے اٹھتا گن پکڑتا ڈیول کی طرف فائر کرگیا وجہ ڈیول کو الرٹ کرنا تھی اور یہ بھول تھی دلشاد کی کہ ڈیول کو علم نہیں وہ تو اس بندے پر فائر کرنے والا تھا لیکن دلشاد کے فائر کرنے پر گولی سے بھی تیز اپنے ہاتھ پیچھے گراتا پشت کے بل پیچھے جھکا اور دلشاد کی گولی ڈیول کی بائیں جانب دیوار پر لگی جبکہ ایک گولی ڈیول کے سر کی سمت والی دیوار پر لگی ڈیول نے اسی پوزیشن میں دلشاد کو دیکھا جو اب اس بندے پر فائر کر چکا تھا جس نے ڈیول کے سینے کا نشانہ باندھا تھا جب ڈیول دوبارہ کھڑا ہوتا دلشاد کی طرف آتے دونوں آدمیوں پر دائیں بائیں فائر کر چکا تھا ڈیول اور دلشاد ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے وہ سالہ بہنوئی تھے جن کے طنز اور لفظوں سے ایک دوسرے کے لیے نفرت جھلکتی تھی لیکن آج وہ ایک دوسرے کی جان کی حفاظت اپنی جان پر کھیل کر رہے تھے۔ دلشاد کندھے اچکاتے ڈیول کو ایک نظر دیکھتا واپس کاوچ پر اپنی پوزیشن سنبھال گیا جبکہ

ڈیول خونخوار نظروں سے اب قلندر اور صدیقی کو دیکھے جا رہا تھا ڈیول اپنی پینٹ کو زرا سا گھٹنوں سے ہاتھوں کی نچلی پشت سے اوپر کرتے جن میں سے سیدھے ہاتھ کی انگلیوں میں گن کو پھسایا ہوا تھا پنجوں کے بل قلندر اور صدیقی کے بیچ میں بیٹھا جو ڈیول کی خونخوار نظروں سے ڈرتے وہاں سے ایک انچ بھی نہیں ہلے تھے ہنوز گرا ہوئے تھے۔

"قلندر ملک تیرا باپ اور بھائی میرے ہی قبضے میں ہے اور تو میرے بہنوئی کے سامنے دھاڑ رہا تھا وہ نہیں جانتا کہ وہ کس کا بہنوئی ہے لیکن تو تو جانتا تھا نا۔۔ اور تو صدیقی کہنے کو تو میرا سسر ہے لیکن داد دیتا ہو تیری غداری کی اب وہی داد تو مجھے جہنم میں پہنچ کر اپنے موت پر مجھے دینا۔۔ اور تم دونوں کی جہنم کی ٹکٹ کے بعد تمہارا لیڈر وہ ڈیوڈ بھی جلدی ٹکٹ کٹوائے گا یہ تمہاری بھول تھی کہ ڈیول اپنے دشمنوں سے بے خبر ہے ڈیول اپنے دشمنوں پر چیل کی نظر رکھتا ہے آنکھیں کھول کر بھی اور بند کرتے بھی" ڈیول کی سرگوشی نما دھاڑ پر قلندر اور صدیقی اپنے لیے ڈیول کی اس قدر انفارم

ہونے پر کانپ گئے وہ تو یہ سمجھے تھے ڈیوڈ کی طاقت ڈیول کے ٹکر کی ہے اور ڈیوڈ تو ان خوش فہمی میں تھا کہ ڈیول کو ڈیوڈ کے قلندر اور صدیقی کو اپنے ساتھ ملانے پر کچھ علم نہیں لیکن وہ بے وقوف یہ کہا جانتا تھا ڈیول کو تو اس کے اس جزیرے کا بھی پتا تھا جہاں اس نے یہ منصوبہ گھڑا تھا ڈیول قلندر اور صدیقی کی سوچ پڑھتا مسکراتا ہوا اٹھا جس پر صدیقی نے اپنی موت کے خوف سے ڈیول کے پاؤں پکڑے۔

"ڈیول مجھے معاف کردو مجھے آخری موقع دو مجھے کچھ نہیں چاہیے میری بیٹی۔۔میری بیٹی کا واسطہ تمہیں۔۔"صدیقی اور بھی کچھ کہتا کہ ڈیول آیت کی طرف دیکھتے جو اسے ہی دیکھ رہی تھی نم آنکھوں سے ڈیول نے اپنے مخصوص سٹائل میں ہاتھ پیچھے کرتے ایک فائر کیا جو صدیقی کے سر کے بیچوں بیچ لگا آیت نے فورا اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹا وہ جیسے بھی تھا آیت کا باپ تھا آیت کے آنسوں گالوں پر بہنے لگے اور آگے قدم اپنی باپ کی طرف بڑھائے ڈیول نے وہی ہاتھ آگے بڑھاتے قلندر کے سیدھے دل کے مقام پر فائر کیا لیکن دیکھ اب بھی آیت کی طرف

رہا تھا آیت اپنے باپ کی طرف لپکی کہ ڈیول نے اس کے پیٹ پر ہاتھ کا حصار بناتے اپنے کندھے سے لگایا آیت چیخ رہی تھی اپنے باپ کی لاش کو دیکھتے ہوئے ڈیول کی آیت کے بار بار اپنے باپ کے وجود پر لپکنے اور چیخنے پر ڈیول نے ضبط سے اپنی آنکھیں میچ کر دوبارہ وا کی اور جھٹکے سے آیت کو سیدھا کرتے آیت کو پیچھے جھٹکا دیا جسے پیچھے آتی مہک نے اپنے حصار میں لیا۔

"اسے لے کر جاؤ میری نظروں کے آگے سے ورنہ اگلی گولی اس کے وجود میں اتاروں گا" ڈیول کی دھاڑ پر ہشام ،داہم اور نوریز سمیت نمل عنایہ اور ہالے بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے عنایہ نے آگے قدم بڑھاتے ڈیول کو کچھ کہنا چاہا لیکن ڈیول نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا مہک ہشام کے اشارے پر روتی چیختی آیت کو لیے وہاں سے نکلی۔

داہم نے اپنے سیکیورٹی گارڈ کو کال کرتے باہر گاڑیاں تیار کرنے کو کہا جبکہ ہشام نے

اپنے آدمیوں کو اشارہ دیتے ساری لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا حکم دیا جبکہ نوریز نے بوتیک کے اونر سے رابطہ کرتے اسے تمام نقصان کی پیمنٹ کا ازالہ کرنے کا کہا جسے کل نوریز کا سی اے ادا کر دے گا۔ مہک ہشام اور آیت کے وہاں سے جانے کے بعد نوریز بھی نمل کو لیے وہاں سے نکلا تھا اب وہاں صرف ڈیول، دلشاد، ہالے، عنایہ اور داہم تھے پھر داہم ڈیول کا سنجیدہ چہرہ دیکھتے اس تک پہنچا جبکہ دلشاد ہنوز بیٹھا اور ڈیول کے بندوں کو دیکھ رہا تھا جو لاشوں کو لیے جا رہے تھے۔

"زین بھائی ایک بات پوچھو" داہم کے بولنے پر ڈیول نے اسے دیکھا جو شاید کشمکش میں تھا لیکن پھر بھی ڈیول کا موڈ صحیح کرنے کے لیے آگے بڑھا تھا ڈیول سرد آہ بھرتے داہم کے گلے میں ہاتھ ڈال گیا ڈیول کا اپنے بہنوئی کا بھائی پسند تھا اور اس کے جوابوں اور نوک جھوک کو ڈیول بہت انجوائے کرتا تھا۔

"پوچھو یار" ڈیول نے کہا۔

"آپ کو ڈیول کیوں کہ رہے تھے یہ لوگ "داہم کے سوال کا جواب دلشاد نے دیا۔

"کیوں کے زیادہ لوگ زین کمال کو ڈیول کے نام سے جانتے ہیں" دلشاد کے جواب پر ڈیول نے دلشاد کو آبرو ریز کرتے جیسے دادی جبکہ داہم سے بولا۔

"چھوڑو ان باتوں کو۔۔تم بتاؤ شادی کے بعد ہنی مون پر کہا جاؤ گے چھوٹے خانزادے "ڈیول کے بولنے پر داہم نے ہالے کو دیکھا جو گڑبڑا کر رخ پھیر گئی تو داہم مسکرایا۔

"شادی ہونے دے یہاں تو میری ہونے والی بیگم کو جان سے زیادہ لہنگے کی پڑی تھی "داہم کے بولنے پر ہالے نے خونخوار نظروں سے واپس گردن موڑتے داہم کو گھورا جو کندھے آچکا گیا۔ڈیول نے اب دلشاد کے وہاں ویسے ہی بیٹھے رہنے پ_ اشارہ

کرتے سیٹی بجائی جس کو دلشاد نے ناگواری سے دیکھا۔

"اپنے بھائی کو سمجھا لو مجھے دیکھ کر ایسے سیٹی مار رہا ہے جیسے میں اس کی محبوبہ ہو"

دلشاد جل کر عنایہ سے بولا تو ڈیول کو قہقہہ گونجا جبکہ داہم بھی دانتوں کی نمائش کرنے

لگا اسے پتا جو تھا دلشاد کو سیٹی کی آواز بلکل نہیں پسند۔

"میرا دماغ خراب نہیں داڑھی مونچھوں والی محبوبہ رکھو"ڈیول بھی آنکھ ونک کرتا

دوبارہ دلشاد کو آگ لگا گیا۔

"اچھا میرے سڑے ہوئے سالے کا پاس دماغ بھی ہے"دلشاد کے طنز پر ڈیول کچھ

بولتا کہ عنایہ بیچ میں بولی گھر چلے اب آپ لوگوں کے طنز ہو گئے ہو تو جس پر دلشاد

داہم ،ہالے اور عنایہ نے وہاب ولا کا رخ کیا تو ڈیول اپنے بندوں کو کچھ ہدایت دیتا

وہاں سے نکلا۔

دلشاد اور داہم لاؤنج میں آکر بیٹھے تھے جب عنایہ اور ہالے بھی ان کے برابر آکر بیٹھی داہم اچانک ڈیول کو یاد کرتا دلشاد سے بولا جو صوفے کی پشت پر آنکھیں بند کیے گردن ڈھلکائے ہوئے تھا۔

"بھائی آپ کے سالے کو دیکھ کر میرا بھی دل کرتا ہے میرا بھی ایک سالا ہو" داہم دلشاد کو چھیڑتے ہوئے بولا جب کے اس کی بات پر دلشاد مسکرایا اور سیدھا ہالے اور عنایہ بڑے متوجہ سے دلشاد کے جوب کے انتظار میں تھی۔

"گود لے لو داہم میرے سالے کو۔۔یقین مانو مجھے بلکل برا نہیں لگے گا" دلشاد بھی داہم کو تن بدن میں آگ لگا دینے والا مشورہ دے گیا جبکہ دلشاد کے مشورے اور داہم کی شکل پر عنایہ اور ہالے نے ہنسی چھپائی۔

"لاحولا ولاقوتہ" داہم نے ڈیول کا سوچتے ہی بے ساختہ جھر جھری لی جس پر دلشاد کا قہقہہ گونجا ڈیول کو دلشاد ہی برداشت کر سکتا تھا۔

"بھائی زین بھائی کی پرسنیلٹی کافی امپریسو ہے۔۔ بلکل رئیل لائیو ہیرو جیسی" داہم نے دل سے اعتراف کیا جبکہ داہم کی بات پر عنایہ سوچ ہی سکی ہیرو نہیں ڈیول بولو دیور جی۔

"اب اتنی بھی کوئی نہیں۔۔ مجھے تو سڑا ہوا ہی لگتا ہے۔۔ اور ایٹیٹیوڈ دیکھا تھا بوتیک میں بلکل غنڈے جیسا تھا" دلشاد نے ناگواری سے کہا تو آج عنایہ اپنے بھائی کے لیے میدان میں کودی اب بھئی اس کا بھائی غنڈہ تو نہیں تھا ڈیول کنگ تھا اس کی بھی کوئی عزت تھی۔

"یہ آپ کو تکلیف کیا ہے میرے زین بھائی سے۔۔ اتنے شریف تو ہیں" عنایہ دلشاد کو

گھور کر بولی جبکہ عنایہ کی بات پر دلشاد نے اسے خود کو گھورتا دیکھ عنایہ کو گھوری سے نوازنا ضروری سمجھا جس سے عنایہ گڑبڑا گئی۔

"شریف ۔۔بیگم نواز لگانا بھول گئیں تم" دلشاد عنایہ کو ڈیول کی سائیڈ لیتا دیکھ جل کر بولا۔

"استغفر اللہ ۔۔میرا بھائی گنجا نہیں ہے" عنایہ کو دلشاد کی بات پر صدمہ لگا جبکہ دلشاد اور داہم منہ کھل کر اسکو دیکھنے لگے مطلب اسے اپنے بھائی کو شریف صاحب سے ملوانے پر صرف ایک ہی مسلہ تھا گنج پن۔جبکہ عنایہ اپنے ہینڈسم بھائی کا سوچتی ہنننہ کرتی وہاں سے نکلی تو ہالے نے بھی اپنے کمرے کا رخ کیا جبکے دلشاد اور داہم اپنی حیرت پر قابو پاتے سر جھٹک گئے داہم ہالے کو اپنے روم میں جاتا دیکھ اس تک پہنچا جبکہ دلشاد اپنا کوٹ اٹھاتا اپنے کمرے کا رخ کر گیا۔

"میری ہونے والی بیوی کہاں جا رہی ہے" داہم ہالے کے سامنے آتا سینے پر ہاتھ فولڈ کرتا دروازے پر ٹیک لگا کر بولا جبکہ ہالے داہم کے اس طرح ایک دم سامنے آنے پر دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی پیچھے ہوئی اور پھر داہم کو گھورنے لگی۔

"جہنم میں۔۔" ہالے جل کر بولی جبکہ داہم نے اپنا قہقہہ ضبط کیا کیوں جانے انجانے میں ہالے اپنے روم کو جہنم بول چکی تھی اور بیچاری ہالے ایک تو داہم نے اسے ابھی ڈرایا اور پتا بھی تھا کمرے میں جا رہی ہے پھر بھی بے تکا سوال اور اوپر سے داہم نے ہالے کو پسند کیا لہنگا بھی نہیں لینے دیا تھا وجہ اس پر کچھ قطرے لگے کسی کا خون تھا جس پر ہالے نے داہم سے کہا کے وہ ریمو کروا لے گے جبکہ داہم نے سختی سے پورے بھرم سے ہالے کو منع کیا اور ہالے بیچاری چپ کر گئی اسی لیے ہالے داہم سے خفگی ظاہر کر رہی تھی۔

"تمہاری منزل تو جنت ہے میری جان" داہم ہالے کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے

کمرے کی طرف کرتا بولا تو ہالے نے اس کے اشارہ کرنے پر دیکھا تو شرم سے اس کے گال دھکنے لگے جبکہ ہالے کے شرمانے کو داہم سکوت سے دیکھنے لگا۔

"میری ہونے والی بیوی شرماتی بھی ہے" داہم ہالے کے دوقدم قریب آکر سرگوشی نما انداز میں مسکراتے ہوئے بولا تو ہالے گڑبڑا کر سیدھی ہوتی داہم کو گھورنے لگی۔

"شرم ہے تو شرماتی ہو۔۔ اور تم ہٹو میرے کمرے کے آگے سے ورنہ میں تمہیں جہنم پہنچا دوگی" ہالے بولی تو داہم کی آنکھیں شرارت سے چمکی۔

"میری جان لوگ کیا کہے گے ابھی سے ایک کمرے میں۔۔ چچ چچ تم ہی جاؤ جہنم میں میں کچھ دن بعد تمہیں جنت میں لے آؤ گا" داہم افسوس سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا اور ہالے کے ریکشن کا اندازہ لگاتے وہاں سے بھاگنے کی تیاری پکڑی تو اس کی بات کو سنتے اور پھر سمجھ آنے پر ہالے چیخی۔

"داہم میں تمہارا خون پی جاؤں گی" ہالے پلٹتی داہم کو دیکھنے لگی جو بھاگتا قہقہہ لگا کر اپنے روم کے دوراز ے پر پہنچا اور درو ازہ آدھا بند کرتے منہ باہر نکالتا ہالے کو ایک آنکھ ونک کرتا بولا۔

"میری جان رومینٹک باتیں ویڈنگ نائٹ پر کرنا ابھی میں خاصا شریف بندہ ہو" داہم کے بولنے پر ہالے گڑبڑاتی پھر داہم کو گھورتی جلدی سے اپنے روم میں گھستی درو ازہ بند کر گئی لیکن دل میں داہم کو سلو اتوں سے نو ازنا نہیں بھولی تھی جبکہ داہم ہالے کی حالت سے محظوظ ہوتا دوبارہ قہقہہ لگا گیا۔

****

ڈیول پیلس آتا اپنے کمرے کا رخ کر گیا ڈیول نے جب اپنے روم کا لاک کھولا روم

لاک کرنے کی وجہ آیت کا بار بار اپنے باپ کے پاس جانے کی ضد کرنا تھا اور قدم بیلس سے باہر بڑھانا تھا جسے سمبھالتی مہک تھک چکی تھی جس پر ہشام نے ڈیول کو کال کی تھی اور ڈیول نے ہی آیت کو روم میں لاک کرنے کا کہا تھا ڈیول نے کمرے میں قدم رکھا تو آیت کو بیڈ پر منہ ٹانگوں میں دیے پا کر بازو اپنے گرد لپیٹے دیکھ ضبط سے آنکھیں میچی اور پھر آنکھیں وا کرتا اپنا کوٹ کاوئچ پر پھینکتا آیت تک پہنچا نرمی سے آیت کے قریب بیٹھتا آیت کے بازوؤں کو نیچے کرتا آیت کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اوپر کر گیا رونے سے سرخ آنکھیں گالوں پر آنسوؤں کے نشان بکھرے بال سسکیاں لیتا جسم آیت کے ایک غلط فیصلے نے اپنے باپ کی غداری میں ان کا ساتھ دینے نے آیت کا حال کیا کر دیا تھا جبکہ ڈیول کو اپنا دل کئی ٹکڑوں میں لٹتا محسوس ہوا وہ تو غداروں کی ایک ہی سزا سناتا تھا اور وہ تھی موت آج تک ڈیول نے اپنا اصول نہیں بدلہ تھا لیکن آج آیت زندہ تھی یقیناً یہ ڈیول کا آیت کے لیے دھڑکتا دل تھا جو ڈیول کو اس سزا سے بھی باز رکھ گیا جس کی سزا ڈیول کے اصولوں میں معافی نہیں تھی جبکہ آیت ابھی تک اپنے باپ کی لاش کو اپنے آنکھوں میں بسائے ہوئے ڈیول کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی آیت کو آج وہ نیلی آنکھیں محبت

کرنے والے زین کی نہیں بلکہ درندے نما ڈیول کی لگی تھی جس نے اس کے باپ کو اس کی آنکھوں کے سامنے بے دردی سے مارا تھا آیت کی آنکھوں میں لہو اتر آیا آیت ڈیول کے ہاتھوں کو جھٹکتی بیڈ سے دور ہوتی کھڑی ہوئی جس پر ڈیول نے پہلے آیت کے جھٹکے ہوئے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر گردن موڑ کر بیڈ سے فاصلے پر کھڑی آیت کو ڈیول تو آیت پر سختی نا کرنے کے ارادے سے خود پر ضبط کرتے آیت کے پاس آیا تھا لیکن آیت کی حرکت نے ڈیول کے روم روم میں آگ لگا دی ڈیول جھٹکے سے اٹھتا ایک ہی جست میں آیت تک پہنچتا آیت کے بالوں کو بائیں ہاتھ کی مٹھی میں لے گیا۔

"تم ۔۔ مجھ سے غداری کرنے کے بعد بھی زندہ ہو تو یہ میرا احسان ہے تم پر اور تم مجھے یہ نفرت دیکھا رہی ہو" ڈیول آیت کے چہرے پر دھاڑا ڈیول کی دھاڑ سے آیت کا دل بے جان تیز رفتار سے دھڑکنے لگا آیت نے خوف کے مارے اپنی آنکھیں زور سے میچی جس پر ڈیول آیت کے اپنے لیے خوف کو دیکھتے خود سے ایک پل کے لیے

نفرت کر بیٹھا ڈیول کو تو اپنی غنڈی آفت سے محبت ہی آیت کے نڈر ہونے پر ہوئی تھی اور آج وہ اس سے ہی خوف کھا رہی تھی جو اس کی بہادری کو دیکھ کر سرشار ہوتا تھا ڈیول نے نرمی سے آیت کی دونوں آنکھوں کو اپنے لبوں سے چھوا ڈیول کے محبت بھرے لمس پر آیت آنکھیں بند کیے آنسو بہانے لگی ڈیول نے آیت کو نرمی سے اپنے حصار میں لیتے خود میں بھینچا آیت کی آنکھوں کو چھوتے ڈیول کو اپنی آنکھوں میں ٹھنڈک اترتی محسوس ہوئی۔

"تم مجھے میری سانسوں کی طرح ضروری ہو آیت میں چاہ کر بھی تم سے سختی نہیں کر پا رہا یہ میری جنونی محبت ہے تمہارے لیے میری جان۔۔ ورنہ ڈیول کنگ کسی اور گناہ کو معاف بھی کر دے لیکن غداری کو معاف نہیں کرتا" ڈیول نے کہا تو آیت سسک اٹھی۔

"ڈیول وہ۔۔ وہ میرے ڈیڈ تھے تم نے۔۔ تم نے میرے ڈیڈ کو مار دیا" آیت بولی تو

ڈیول کی آنکھوں میں دوبارہ لہو اتر آیا لیکن ضبط سے آیت کو خود میں بھینچے رکھا۔

"اس نے میرے ساتھ غداری کی تھی یہ تم تھی جس کا لحاظ کرتے میں نے اسے آسان موت دی ورنہ میں جیسی موت دیتا ہو غداروں کے لیے عبرت ہوتی ہے میں" ڈیول نے کہا تو آیت کو اپنے باپ کی لاش یاد آئی ڈیول کے لیے وہ موت بھی آسان موت تھی جس کو دیکھتے آیت صدمے سے پاگل ہوئی جا رہی تھی آیت تو جب بھی دعا کرتی تھی ایک دعا اس کے لبوں پر ہوتی تھی کی اس کا باپ زندگی میں ایک دفعہ اس سے پیار سے مخاطب ہو اور جب یہ دعا قبول ہوئی تو ڈیول نے اس کے باپ کو اس سے چھین لیا آیت اس وقت صرف ایک بیٹی بن کر سوچ رہی تھی اور ایسی بیٹی جو اپنے باپ کی محبت اور شفقت کے لیے زندگی بھر ترسی تھی یہ سوچے بغیر کے اس کے باپ نے اس کے سامنے اپنے دوغلے چہرے کو قبول کیا تھا آیت ڈیول کی بات سنتے جھٹ سے اس سے دور ہوتی ڈیول کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کر گئی یہ سب اتنا اچانک تھا کہ ڈیول بے یقینی سے آیت کو دیکھنے لگا۔

"تم تم ہوتے کون ہو میرے باپ کو مارنے والے انھوں نے پہلی دفعہ مجھے بیٹی کہا تھا اور تم ۔۔تم نے انھیں مجھ سے چھین لیا" آیت چیخی تو ڈیول نے اس کی حالت کو سمجھتے اس کے قریب آنا چاہا۔

"نہیں ۔۔تم تم درندے ہو ڈیول میں نہیں رہو گی تمہارے ساتھ تم ایک جانور ہو تم ۔۔" آیت نفی میں سر ہلاتے بولے جا رہی تھی جب ڈیول ایک دم دھاڑا۔

"شٹ اپ یو لیڈی شٹ اپ ۔۔میں درندہ ہو جو تمہیں اب بھی باہیں کھول کر اپنا رہا ہے اور تمہارا وہ باپ دوغلے چہرہ لے کر بھی تمہارے لیے اچھا ہے جو تمہیں برباد کرنے والا تھا یہ جانتے ہوئے بھی ڈیول غداروں کو معاف نہیں کرتا تمہاری جان تک کی بھی پرواہ نہیں کی اس نے ۔۔مجھے افسوس ہے اس سے بھی دردناک موت کے لائق تھا وہ۔۔" ڈیول کچھ اور بھی بولتا جب آیت کانوں پر ہاتھ رکھتی دوبارہ

چیخی۔

"چپ کر جاؤ تم ۔۔مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ میں دور چلی جاؤ گی تم سے بہت دور
"آیت روتے ہوئے چیخ کر کہ رہی تھی یہ جانے بغیر اس درندے کا دل اس کی
نا سمجھی میں کہی بات پر ایسا ہوا تھا جیسے کسی نے اس کا دل اپنی مٹھی میں بھینچ لیا
ہے اور اس سے خون رس رہا ہے پھر ڈیول خود پر سے سارے ضبط ہٹاتا آیت کا
ہاتھ دبوچتے آیت کو لیے پیلس کے لان میں گھسٹتے ہوئے پہنچا آیت بھی کٹی پتنگ کی
طرح ڈیول کے ساتھ کھینچتی چلی گئی ڈیول نے جھٹکے سے آیت کو لان کے بیچوں بیچ
فانوس کے نیچے لا کر چھوڑا جس سے آیت لان کے فرش پر منہ نیچے کیے جا گری ہشام
باہر سے آرہا تھا یہ منظر دیکھتے وہی منجمند ہو گیا جبکہ کچن سے باہر آتی مہک آیت کو گرا
دیکھ اس تک لپکی جب ڈیول نے مہک کو بازو سے پکڑا ۔

"بھائی ۔۔بھابھی "مہک ڈیول کو دیکھتے کچھ بولتی کہ ڈیول نے آیت پر نظریں جمائے

جو اب گردن موڑے خوف سے ڈیول کو دیکھ رہی تھی مہک سے کہا۔

"کچھ نہیں گڑیا تمہاری بھابھی کو آج بخار چڑھا ہے مجھ سے دور جانے کا جانے دو جب اس کا بخار اترے گا واپس آجائے گی" ڈیول آیت کو دیکھتے ہوئے بولا ہشام نے آگے بڑھتے مہک کو اپنے ساتھ لگایا جو آنسو بہا رہی تھی آیت کے لیے جبکہ ڈیول قدم اٹھاتا پنجوں کے بل آیت کے پاس اپنی پینٹ ہتھیلی کی پشت سے اپنے مخصوص اسٹائل میں گھٹنوں سے اوپر کرتے بیٹھا آیت کو ڈیول کا اپنے باپ کے پاس بیٹھنا یاد آیا خوف کے مارے آیت نے تھوک نگلا اور ڈیول کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جو اپنی لہو ہوتی آنکھوں سے آیت کو ہی دیکھ رہا تھا

"تمہیں شوق ہے مجھ سے دور جانے کا تو ایک بات یاد رکھنا مجھ سے محبت کا اقرار کیا تھا تم نے اگر تم نے مجھ سے دور جانے کے لیے قدم بڑھائے تو میرا دل کچل دیا تم نے۔۔جاؤ اتنا دور بھاگو کہ میرا سایہ بھی تم تک نا پہنچ پائے اور اگر تم اپنے اس

شوق میں ناکام ہوئی اور روک گئی تو یاد رکھنا اسی سائے میں تمہیں اپنی پوری زندگی گزارنی پڑے گی ڈیول کی محبت کے بنا" ڈیول آیت کی آنکھوں میں دیکھتے آیت سے کہتے آیت کے چہرے پر آئے بالوں کو اس کے کان کے پیچھے کر گیا ڈیول کا دل آیت کے اسے چھوڑ کر جانے والی بات پر ضبط کھوتے کئی ٹکڑوں میں بکھر چکا تھا جسے شاید اب کبھی آیت جوڑ پائے پھر ڈیول جھٹکے سے اٹھا پھر لان کے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھا اور گردن موڑ کر آیت کو دیکھتے ہوئے دوبارہ دھاڑا۔

"رن مائے لیڈی" ڈیول کی دھاڑ پر آیت خوف سے آنکھیں میچتی نا سمجھی سے اٹھتی قدم پیلس کے گیٹ کے باہر لے گئی ڈیول کی آنکھوں میں بے یقینی ایک پل کے لیے چھا گئی تو مطلب صاف تھا آیت اس سے دور جانے کا بھی حوصلہ رکھتی تھی ڈیول کے گارڈز سب سر جھکائے ڈیول کے حکم پر پیلس کا مین گیٹ کھول گئے۔ آیت کے جاتے ہی ہشام ڈیول کو خفا نظروں سے دیکھنے لگا جب ڈیول ہشام کو دیکھتے روتی ہوئی مہک کے قریب آتا اسے ہشام سے نرمی سے علیحدہ کرتے اپنے سینے سے لگا گیا۔

"بھائی آپ نے بھابھی کو جانے دیا وہ کہاں جائے گی ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے" مہک روتی ہوئی زین سے شکوہ کرنے لگی ڈیول نے ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتے مہک کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور اس کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کر گیا۔

"مہک تمہاری بھابھی ابھی صدمے میں ہے اسے بھاگنے دو تب تک بھاگنے دو جب تک اس کے باپ کا وجود اس کے آنکھوں کے سامنے سے اوجھل نا ہو جائے ورنہ وہ زندگی بھر خود کو قید میں بے بس کمزور محسوس کرے گی لیکن ایک بات تمہیں سمجھ آگئی ہوگی کے تمہاری بھابھی کو مجھ سے زیادہ اپنے غدار باپ کی پرواہ تھی اس لیے وہ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئی اگر مجھ سے محبت ہوتی تو وہ کبھی اپنے قدم مجھ سے دور نا لیتی لیکن خیر وہ ڈیول کی جنونی محبت ہے مجھ سے دور کب تک بھاگے گی اور مجھے تمہاری بھابھی بہادر ہی اچھی لگتی ہے تمہاری طرح بات بات پر آنسو بہاتی نہیں"

ڈیول بولا تو ہشام نے اس کی بات کو سمجھتے دل سے ڈیول کو داد دی وہ واحد شخص تھا جو درندہ ہوتے ہوئے بھی اپنے ٹوٹے دل کے ساتھ اپنی محبت کو طاقتور دیکھنا چاہتا تھا ناکہ بے بس اور کمزور۔ اور یہ درد ہشام سے اچھا اور کون جان سکتا ہے جسے آپ جان سے بڑھ کر چاہے وہ محبت انسان سے دور بھاگتی ہے تو کیسا لگتا ہے جبکہ ڈیول لی بات پر مہک نے اسے گھورا۔

"بھائی میں نہیں آنسو بہاتی" مہک بولی تو ہشام نے اپنی ہنسی چھپائی اب اتنا بڑا اور کیوٹ جھوٹ وہ منہ کھول کر تو نہیں سن سکتا تھا لیکن ڈیول کا مہک کے اتنے کیوٹ سے ریکشن پر قہقہہ گونجا۔

"واقعی یہ تمہارے آنسو نہیں یہ تو ہشام کے آنسو ہیں جو تمہیں صحبت سے نکلتے ہیں" ڈیول نے بولا تو اس دفعہ ہشام کا قہقہہ گونجا جس پر مہک اسے گھورتی اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا گئی تو ہشام ڈیول سے مخاطب ہوا۔

"بھابھی کا خیال رکھنا" ہشام کو پتا تھا ڈیول نے جب آیت کو جانے دیا ہے تو ایسے تو نہیں جانے دیا ہو گا کچھ تو انتظام کر رکھا ہو گا جبکہ ہشام کی بات پر ڈیول نے گردن موڑ کر ہشام کو گھور کر دیکھا۔

"تم مہک کا خیال رکھنا" ڈیول نے بھی ہشام کی بات پر اسے جتاتے ہوئے کہا کہ یہ بولنے کی ضرورت کسی کو بھی نہیں ہے بلکہ ڈیول یہ بات کسی کو بھی کبھی بھی بول سکتا ہے ڈیول کے گھور کر بولنے پر ہشام کھسیانا ہوتا مہک کے پیچھے فوراً لپکا یہ نا ہو کے ڈیول دوبارہ غصّے میں آجائے اس شخص کا کوئی بھروسہ نہیں دو سیکنڈ میں نارمل سے غصّے کرنا اسے برابر آتا تھا ہشام کے نکلتے ہی ڈیول نے فون کان سے لگاتے پیلس کے بیک سائیڈ گراؤنڈ میں قدم بڑھائے۔

****

آیت وہاں سے نکلتی سڑک پر آندھا دھند بھاگتی چلی گئی وہ تو رات کا وقت تھا وہاں

کسی کا ہونا نا ہونے ایک برابر تھا لیکن آیت کو فکر کہاں تھی وہ تو بس بھاگ رہی تھی

ڈیول کے لفظوں کی دھاڑ کانوں میں سنتے اپنے باپ کے خون میں لے پت وجود کو یاد

کرتے ساکت پیروں کو اٹھائے بھاگ رہی تھی آنسو بے دردی سے رگڑتے آیت

کے بال اور آنچل ہوا میں لہرا رہا تھا آیت پتا نہیں کتنی دیر ان سڑکوں پر دوڑتی رہی

پھر ہار کر ایک جگہ رک گئی آیت کے دل ودماغ سے یک دم اپنے باپ کا وجود غائب

ہوا اور اس ویران سڑک کو دیکھنے لگی وہ چوڑی اور کھلی سڑک تھی آیت اپنی

سوچوں میں گم تھی کہ وہ کہاں جائے گی وہ کہاں آگئی ہے اسے یک دم یاد آیا اب اس

کا اس دنیا میں ڈیول کے سوا کوئی بھی رشتہ نہیں بچا لیکن پھر ڈیول کے لفظ یاد آئے

لیا کرے کچھ بھی تھا تھی تو وہ عورت ہی جو اپنی غلطی کہاں مان سکتی تھی اسی لیے

اب آیت کو ڈیول کی محبت کے جملے یاد آتے پھر ڈیول کے آج کہے غصّے میں جملے یاد

آئے اور ڈیول کا رویہ بھی تو آیت خود کو مضبوط کرتی دوبارہ تیزی سے قدم بڑھانے

لگی کچھ بھی تھا ڈیول آیت کو روک سکتا تھا نا کہ یہاں پاگلوں کی طرح بھاگنے کے لیے

چھوڑ دیتا شاید اب آیت ڈیول کے دل سے ایک غلطی پر اتر گئی تھی اور ڈیول نے اسے سمجھا بھی نہیں کہ وہ ایک بیٹی تھی کیسے اپنے باپ کو خون میں لے پت دیکھ سکتی تھی جب ڈیول کو اس کی فکر نہیں تو اسے بھی خود کی کوئی فکر نہیں ایک دفعہ پھر آیت کو آج ڈیول کے الفاظ اور لہجہ یاد آیا کیسے ڈیول نے اس سے کہا تھا اگلی گولی اس کے وجود میں اتار دے گا اب آیت دوبارہ بھاگنے لگی جب اس نے سامنے سے روشنیوں میں ایک چوپر کو سڑک کے بیچوں بیچ رکتا دیکھا آیت نا سمجھی سے اپنے آنسو صاف کیے چوپر کو دیکھنے لگی پھر چوپر سے نکلتے ڈیول کنگ کو دیکھا جو اپنے کوٹ کے بٹن لگاتا پیروں کو جمائے چوپر سے اترا تھا اور قدم آیت کی سمت لے رہا تھا اپنی نیلی آنکھوں کو آیت کی آنکھوں میں گاڑھتے وہ آیت تک پہنچا سڑک پر ہوئی روشنیوں میں ڈیول کنگ اور آیت آمنے سامنے تھے آیت کے اترتے بال اور آنچل ہوا کی روش میں لہرا رہا تھا اور ڈیول کنگ سنجیدہ چہرہ لیے آیت کو دیکھ رہا تھا پھر آیت نے ڈیول کی آواز سنی۔

تمہیں بھی عشق ہو ہم سے !

اسی خواہش میں جیتے ہیں ا

(ڈیول آیت کے چہرے پر آئی زلفوں کو اپنے بائیں ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے گانے لگا ڈیول کی آواز اتنی ساحرانہ تھی اور اس کے لہجے کے وار میں آیت کو ڈیول سے اپنی بے رخی یاد آئی)

ملے جو زخم ہے ہم کو !

خود ہی ہاتھوں سے سیتے ہیں !

(ڈیول اب آیت کے سامنے دونوں ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولا جیسے کہ رہا ہو ان ہاتھوں کو کچھ دیر پہلے جھٹکا تھا تم نے اور یہ ہی ہاتھ تمہیں دیکھنے میں آنے والی تمہاری زلفوں کی رکاوٹ کو دور کر رہیں ہیں)

گلہ ہے یہ نہیں کہ !

تجھ کو نا ہم سے محبت ہے !

(اس دفعہ ڈیول طنزیہ مسکرایا ڈیول کی مسکراہٹ میں اس کے دل میں اٹھنے والے درد کی لملک تھی جسے محسوس کرتے آیت کو خود کا ڈیول سے دور جانا یاد آیا)

گلا ہے کیوں دیکھایا !

تجھ کو ہم سے محبت ہے !

(ڈیول گاتے ہوئے آیت کے گرد اب چکر کاٹتے اس کے سامنے آکھڑا ہوا جیسے کہ رہا ہو جب دور جانا تھا تو محبت کا اقرار کیوں کیا جیسے سمجھتے آیت کو اپنے دل میں شرمندگی اور درد کی لہر نے آگھیرا)

بڑے آزاد پھرتے ہو !

وفائیں قتل کر کے تم !

(اب ڈیول اپنے ہاتھ کے اشارے سے آیت کے سڑک پر کھڑے ہونے پر چوٹ

کر گیا جس پر آیت کے دو آنسو ٹوٹ کر گال پر بکھرے جس کو ڈیول نے اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے نفی میں افسوس میں سر ہلایا اور پھر ترچھی گردن کرتے آیت کے شرمندگی سے رخ بدلنے پر اسے دیکھنے لگا)

ہمیں قیدع محبت سے !

گزرنا بھی ضروری تھا !

(یہ آخری فقرہ تھا جو ڈیول نے ادا کیا اور آیت نے رخ سیدھا کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اب آیت کو اپنے لیے محبت نظر نہیں آرہی تھی تو کیا آیت نے اپنی محبت کی قید کو ختم کر دیا تھا)

"میں نے کہا تھا اتنے دور بھاگو کے میرا سایہ تم تک نا پہنچ پائے لیکن تم رک گئی

اب تمہیں اس سائے میں ہی پوری زندگی گزارنی پڑے گی ڈیول کی جنونیت میں"

ڈیول یہ کہتے آیت کا پہلو میں گرا ہاتھ تھامتے اسے لیے چوپر کی سمت قدم بڑھ گیا آیت اپنی سوچوں میں گم ڈیول کی بات کو نا سمجھی سے سنتی ڈیول کے ساتھ چلنے لگی جبکہ اس کے دل میں ڈیول کا آخری فقرہ گھوم رہا تھا "ہمیں قیدع محبت سے۔۔ گزرنا بھی ضروری تھا"۔

آیت اور ڈیول چوپر میں بیٹھے تھے آیت ڈیول کو دیکھے جا رہی تھی نم آنکھوں سے امید سے کہ اب وہ اس سے مخاطب ہو گا شاید باہیں پھلائے اور آیت ان میں سما جائے آج وہ خود کو اتنا کمزور سمجھ رہی تھی کہ جیسے کچھ ہی پل میں ٹوٹ کر بکھر جائے گی جبکہ ڈیول آرام دہ حالت میں بیٹھا سامنے چھوٹے آرام دہ فوٹ اسٹولر پر پیر پھیلائے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر دیکھ رہا تھا کچھ لمحے ایسے ہی گزرے پھر آیت نے ڈیول کو اپنی جگہ سے اٹھتا دیکھا اور آیت کے پاس آتے دیکھا آیت بھی اپنی جگہ سے ٹرانس لی کیفیت میں کھڑی ہو گئی ڈیول نے آیت کے گرد بازوؤں پھیلائے آیت کو لگا وہ

اسے اپنی باہوں میں سمانے والا ہے آیت ڈیول کے چہرے کا طواف کر رہی تھی جبکہ ڈیول آیت کو اگنور کرتا اپنا کام کر رہا تھا جس کے لیے وہ آیت کے قریب آیا تھا آیت نے اپنے کندھوں پر بوجھ محسوس کرتے ڈیول سے نظریں ہٹاتے اپنے کندھوں کی طرف دیکھا ڈیول آیت کو گرم لانگ جیکٹ پہنا رہا تھا پھر آیت نے دیکھا ڈیول اس کا ہاتھ تھامتے اسے اپنی جگہ پر بیٹھا گیا ڈیول نے آیت کے دائیں ہاتھ کو اوپر کرتے اسے ایک گرم گلو پہنایا جو دیکھنے اور محسوس کرنے میں ہلکا تھا لیکن اس کی گرماہٹ آیت اپنے ہاتھ پر محسوس کر سکتی تھی پھر یہی عمل ڈیول نے آیت کے بائیں ہاتھ پر کیا پھر ڈیول آیت کے پیر آزاد کرتا اپنے ہاتھوں سے اسے لانگ چیک سائز شوز پہنا گیا آیت محوت سے ڈیول کو دیکھنے لگی جو اپنے کام میں بے حد مگن تھا آیت نے کتنی تکلیف دی تھی ڈیول کو جس نے اپنے ہر عمل سے آیت کو محبت کا ثبوت دیا تھا آج آیت نے اس کی محبت سے کتنی بے رخی دیکھائی تھی ڈیول نے کہا تھا اس سے دور گئی تو پوری زندگی اس کے سائے میں ڈیول کی محبت کے بنا گزارنی پڑے گی کیا اب میری پوری زندگی ڈیول کی محبت کے لیے ترستے گزر جائے گی آیت خود سے سوالوں میں مگن تھی جب ڈیول نے آیت کے سر پر بالوں کو پیچھے کرتے ایک

باریک گرم رومال نما لحاف ڈالا جس سے آیت کو اپنے کانوں اور سر میں بے جا سکون دہ گرماہٹ کا احساس ہوا آیت محسوس کر سکتی تھی کچھ دیر پہلے سے وہاں ٹھنڈک کا احساس بڑھنے لگا تھا پھر آیت نے ڈیول کو سیدھا کھڑا ہوتے دیکھا ڈیول پلٹتا کہ آیت نے ڈیول کا ہاتھ تھام لیا۔

"زین۔۔" آیت کچھ بولتی کہ ڈیول نے اس کا ہاتھ جھٹکتے آیت کی سیٹ پر آیت کے سائیڈ پر اپنا دائیاں پیر رکھا اور آیت کو تھوڑی سے پکڑتا آیت کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی آیت کو ڈیول کی نیلی آنکھوں میں تکلیف دکھ اور دنیا جلا دینے والی آگ کی لپٹے محسوس ہوئی۔

"دوبارہ مجھے اس نام سے مت پکارنا یہ نام لینے کا حق تم کھو چکی ہو "ڈیول نے کہا تو آیت کو اس کے لہجے میں اس کی تکلیف کا اندازہ ہو گیا تو آیت کے آنسوں گالوں پر بہنے لگے جنھیں دیکھتے ڈیول کو تکلیف کے احساس نے آگھیرا لیکن خود کو کمپوز کرتے

ڈیول طنزیہ مسکرایا۔

"اب یہ آنسو کیوں میری جان ۔۔ اور کس کے لیے ؟؟ جس کو تمہارے آنسو اپنے دل پر چابک کی طرح محسوس ہوتے تھے اس کے دل کو تمنے اپنی مٹھی میں بھینچ کر ناکارہ بنا دیا ۔۔" ڈیول نے آیت کی تھوڑی کو نرمی سے چھوڑتے آیت کا ایک آنسو اپنی بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی پر چنتے کہا اور بات ختم ہونے پر وہی آنسو آیت کے چہرے پر چھینٹے کی طرح دے مارا آیت نے زور سے آنکھیں میچ لی ہلکا سا وجود رکھنے والا خود کا ہی آنسو آیت کو اس طرح ڈیول کے چھینٹے مارنے پر تیزاب کی طرح لگا ڈیول یہ کہتے ہی اپنا پیر سیدھا کرتے رخ پھیرتا دوسری طرف قدم بڑھا گیا کتنی ہی دیر آیت ڈیول کی آنکھوں میں اٹھنے والی تکلیف میں کھوئی رہی پھر آیت نے چوپر کی آواز کو تیز ہوتے سنا اور ڈیول کو دوبارہ اپنے قریب آتے دیکھا ڈیول آیت کی آنکھوں میں نہیں دیکھ رہا تھا وجہ آیت کے آنسو تھے جو اب بھی ڈیول کو تکلیف میں ڈال رہے تھے اور ڈیول اب آیت کو معاف نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے تو اپنا دل کھول

کر آیت کے سامنے رکھ دیا تھا بتایا بھی تھا کہ آیت اسے سانسوں کی طرح ضروری ہو گئی ہے زندہ رہنے کے لیے لیکن پھر بھی وہ اس سے دور گئی جان بوجھ کر تاکہ ڈیول سانس نا لے سکے تو اس کی آیت اسے مارنا چاہتی تھی ڈیول نے تو آیت کو محبت سے سمبھالنا چاہا تھا اس کے باپ سے بچایا تھا لیکن کیا سلہ دیا آیت نے اتنی بے رخی ڈیول سے سانس لینے کا حق چھینے سے بھی باز نا آئی وہ اسے باہوں میں سمانا چاہتا تھا اور آیت نے اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا امریکہ کا ڈون ڈیول کنگ جس کے نام سے لوگ کانپتے تھے اپنی محبت کے ہاتھوں تھپڑ بھی کھا چکا تھا جس کے سامنے لوگ منہ نہیں کھولتے ایک عورت کی محبت میں ذلیل ہو چکا تھا۔ ڈیول آیت کے قریب آتا اس کا ہاتھ تھامتا اسے احتیاط سے چوپر سے نیچے اتار گیا آیت کو ڈیول کے لمس میں کہی بھی بے رخی محسوس نہیں ہوئی آیت نے اس جگہ کو دیکھا تو کئی لمحے دیکھتی ہی رہ گئی وہ برف سے ڈھکا کوئی پہاڑ تھا شاید جس میں ہر سو برف کا بسیرا تھا پھر ڈیول آیت کو لیے ایک سمت چلنے لگا آیت دیکھ سکتی تھی وہ ایک لکڑی کے بے حد خوبصورت نظر آنے والے دو منزلہ بنگلہ کی طرف بڑھ رہا تھا جس کے آس پاس برف میں اگنے والے درخت اپنی خوبصورتی دیکھا رہے تھے اور وہ گھر اتنی چمچماہٹ

سے اپنی جگہ پر تھا جیسے یہ جگہ وجود میں ہی اس خوبصورت گھر کی تکمیل کے لیے آئی ہو اتنی برف میں بھی آیت کو سردی کا احساس نہیں ہوا وجہ ڈیول کے پہنائے گرم جیکٹ شوز اور گلوز اور لحاف تھا جبکہ آیت نے ڈیول کو دیکھا ڈیول نے سر پر مفلر لیپ کے علاوہ پاؤں میں بس لانگ بوٹ پہنے ہوئے تھے جبکے ہاتھ آیت کو خالی نظر آئے لیکن ڈیول کے ہاتھ میں تھاما خود کا ہاتھ اس کے اندر کی لگی آگ کو بتا سکتا تھا وہ تو اندر سے جل رہا تھا پھر یہ برف اس کا کیا بگاڑ سکتی ہے آیت کو پھر اپنے بے رخی یاد کرتے شرمندگی کے احساس نے آگھیرا۔ڈیول آیت کو لیے اندر لکڑی کے آرائشی جگہ پر آیا تو کئی لمحے آیت اس گھر کو دیکھنے میں محوت سے گزار گئی خوبصورت براؤن اور وائٹ انٹیریئر سے سجا وہ گھر بے حد خوبصورت تھا بے شک ڈیول کا ٹیسٹ اور نفاست بالا تھی آیت نے پیلس کو اور پھر اس گھر کو دیکھتے دل سے اعتراف کیا۔

"تمہارا کمرہ وہ ہے فلورا تمہیں کھانا تمہارے روم میں لا دے گی تمہاری ضرورت کی ساری چیزیں وہاں موجود ہیں" ڈیول نے آیت کی پشت کو دیکھتے آیت کے پلٹنے پر ہاتھ

کے اشارے سے کمرے کا بتایا اور خود لان میں کاؤچ پر بیٹھ گیا تو آیت نے ڈیول کی

بات سنتے پھر سمجھ آنے پر اسے دیکھا۔

"تم نہیں رہو گے اس کمرے میں" کیا تھا یہ احساس پتا نہیں جس نے آیت کی آنکھیں

دوبارہ نم کی۔

"میں نے زندگی سے ایک چیز سیکھی ہے رشتے زبردستی بن سکتے یا بنے ہوئے رشتے

نبھائے بھی جا سکتے ہیں لیکن اپنے نہیں ۔۔ اپنے وہ ہوتے ہیں جو آپ کو کبھی

تکلیف نہیں پہنچاتے اور جو اپنے آپ کو تکلیف پہنچائے وہ اپنے نہیں صرف رشتے

ہوتے ہیں اور میں اس وقت اپنا رشتہ نبھا رہا ہوں کسی اپنے کے ساتھ نہیں ہو"

ڈیول کہ رہا تھا اور آیت ساکت ہو گئی ڈیول کے الفاظ آیت کو دوبارہ اپنے باپ کے

وجود میں لے گئے وہ بھی تو زبردستی اپنے باپ پر مسلط تھی اس کے باپ سے اس

کا رشتہ تھا لیکن اس کا باپ اس کا اپنا نہیں تھا وہ اسے تکلیف دے رہا تھا اس کے

باپ نے اسے تب بھی تکلیف دی تھی جب ڈیول سے شادی کرنے کے لیے مجبور لیا تھا اور اب بھی جب وہ ڈیول کی زندگی میں شامل ہو گئی تھی ڈیول سے محبت کرنے لگی تھی آیت نے ڈیول کی طرف دیکھا جو اب کسی فی میل سرونٹ کے ہاتھ سے کافی کا مگ لے رہا تھا شاید وہ سرونٹ ہی فلورا تھی۔

"مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے ایک کم۔۔" آیت بولتی کی ڈیول نے اس کی طرف ناگواری سے دیکھتے اس کی بات کاٹی۔

"ڈونٹ یو ڈیئر لیڈی۔۔ تم اب ایسا کوئی حق نہیں رکھتی" ڈیول نے کہا اور کافی کی ایک سپ لی فلورا وہاں سے جا چکی تھی۔

"تو کیوں لائے مجھے یہاں رہنے دیتے وہی بھٹکنے دیتے ان سڑکوں پر مرنے۔۔" آیت غصّے بے بسی سے جیسے پھٹ پڑی تھی اور آگے کچھ بولتی کہ ڈیول مگ ٹیبل پر رکھتا

جس میں سے کافی کا سمندر جھلکا بھی تھا آیت تک پہنچا اور اس کے منہ پر ایک زور دار تھپڑ رسید کر گیا آیت ڈیول سے قدم پیچھے لیتی منہ گرائے اپنے گال پر ہاتھ رکھے اپنے بال جھٹکتی ڈیول کی طرف پلٹتی اسے دیکھنے لگی آیت کو ڈیول کی آنکھوں میں لہو کے ساتھ اب اپنے لیے محبت کا احساس نظر آیا۔

"دوبارہ مرنے کی بات کی تو خود اس برف کے نیچے زندہ گاڑ دوں گا بکواس بند کرو اور یہ شکل لے کر دفعہ ہو یہاں سے اپنے کمرے میں" ڈیول آیت کے قریب قدم لیتا اس کے بال مٹھی میں پکڑتا آیت کی آنکھوں میں دیکھتا دھاڑا یہ ڈیول ہی جانتا تھا کہ آیت کو اب بھی اگر خراش بھی آئے تو وہ دنیا کو آگ لگا دینے کا جزبہ رکھتا تھا اور ایک یہ بے وقوف تھی جو اس کا ضبط آزما رہی تھی ڈیول کی بات پر آیت کو ڈیول کے لہجے میں اپنے لیے محبت کا احساس ہوا جس کے لیے وہ ابھی کتنے پل تڑپتی رہی تھی اور اس احساس کو محسوس کرنے کے لیے تو یہ لفظ بولے تھے جس پر ایک کرارہ تھپڑ بھی کھا چکی تھی۔ وہ دنیا کی واحد بے وقوف ڈیول کوئین تھی جو موقعالات کی ماہر ہونے

کے با وجود صرف اپنے ڈیول کنگ کی محبت کی validity چیک کرنے کے لیے اسکے بھاری بھرکم ہاتھ کا کرارہ تھپڑ خوشی سے کھا چکی تھی۔ڈیول کی غصّے میں تیز سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتی آیت نے اپنے دونوں ہاتھوں کا پیالہ بناتے ڈیول کے چہرے کو اس پیالے میں بھرنا چاہا جب ڈیول خود کو کمپوز کرتا آیت کو جھٹکا دیتا اس سے دور ہوا۔

"یہ مت سمجھنا ہنی مون یا تمہاری محبت میں پاگل ہوتے یہاں لایا ہو تمہیں ۔۔میں مہک اور عنایہ کو پریشان نہیں دیکھ سکتا اس لیے تمہیں لیے کچھ دنوں کے لیے یہاں آیا ہو تاکہ میری بہنیں تم جیسی محبت کو نا سمجھنے والی لڑکی کے لیے خود کو ہلکان نا کرے"ڈیول یہ کہتا آیت کو ناگواری سے دیکھتا وہاں سے جانے لگا جب آیت سر کو پکڑتی لڑکھڑائی ڈیول ایک ہی جست میں آیت تک پہنچتا اسے سہرا دے گیا۔

"آیت ۔۔"ڈیول آیت کی نیم بند ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ماتھے پر بل لائے بولا پھر آیت

کو آنکھیں مشکل سے کھولتا بند کرتا دیکھ اسے باہوں میں اٹھائے آیت کے کمرے کا

رخ کر گیا آیت کو نرمی سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتا بیٹھا کر روم کا ہیٹر آن کرتا آیت کا

جیکٹ اتار گیا پھر فلورا کو نیم گرم پانی میں ٹاول بھگو کر اسے دے جانے کا کہتا آیت

کے پاس بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا فلورا جیسا ہی نرم ٹاول پانی کے باؤل کے ساتھ لائی تو

ڈیول ٹاول لیتا آیت کا چہرے سے آنسو کے نشان اور دھول وغیرہ صاف کر گیا

اب آیت کا چہرے ڈیول کو چمکتا نظر آ رہا تھا آیت کی آنکھیں اب بھی نیم کھولی ہوئی

ڈیول کو ہی دیکھے جا رہی تھیں جو اب اس کے گلوز نکالتا اس کے ہاتھ پھر پیر آزاد کرتا

پیروں پر بھی ٹاول سے سپنج کر گیا پھر فلورا کو جوس لانے کا کہتا آیت کو جوس پلاتے

پھر ڈیول فلورا کو کھانا لانے کا کہتا خود فریش ہونے کے لیے اپنے کمرے کی طرف چلا

گیا اب آیت کی کمزوری دور ہو گئی تھی اب آیت آنکھیں بھی سہی سے کھول پا رہی

تھی ڈیول فریش ہو کر بلیک ٹراؤزر اور ٹی شرٹ پہنے باہر آیا اور آیت کمرے کے

آگے رک کر دیکھنے لگا کہ آیت کھانا کھا چکی ہے یا نہیں لیکن کھانا ہنوز سائیڈ ٹیبل پر پڑا

دیکھ اور آیت کو پلو اپنے دونوں ہاتھوں سے سینے میں بھینچا دیکھ رخ کھڑکی کی سائیڈ

گرتی برف کو دیکھتا پا کر پھر ماتھے پر بل لیے اس تک پہنچا۔

"کھانا کھاؤ" ڈیول نے غرا کر کہا تو آیت نے گرتی ہوئی برف سے رخ موڑتے ڈیول کو ناگواری سے دیکھا۔

"مجھے نہیں کھانا" اور دوبارہ رخ کھڑکی کی طرف کر گئی جبکہ ڈیول اس کے ہاتھ سے جھٹکے سے پلو کھینچتا بیڈ پر پھینکتا اس کے سامنے ٹرے رکھتا خود بیڈ پر بیٹھتا آیت کو کھانا کھلانے لگا آیت کے چہرے پر مسکراہٹ آئی پھر جلدی سے اسے چھپاتے ہنوز سنجیدگی سے ڈیول کے چہرے کو دیکھتی کھانے لگی کچھ نوالے کھلانے کے بعد ڈیول اٹھتا اپنے ہاتھ ٹیشو سے صاف کر گیا آیت نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"اب یہ پورا کھانا ختم کرو میں یہی کاوچ پر بیٹھا ہو اور اگر انکار کیا تو جس برف کو کچھ دیر پہلے اشتیاق سے دیکھ رہی تھیں اسی میں بنا وقت ضائع کیے گاڑھ دو گا" ڈیول تنبیہہ کرتا کاوچ پر جا بیٹھا جبکہ آیت اس کی پشت کو گھورتی کھانے لگی ڈیول کا اب کوئی

بھروسہ نہیں کر بھی دے ویسے ہی ابھی آیت سے ناراضگی کا اعلان کیا ہوا تھا۔

****

آج جنت ولا میں چہل قدمی عروج پر تھی ہوتی بھی کیوں نا کل نوریز اور نمل کا نکاح جو تھا تو ہالے داہم اور عنایہ بھی صبح ہوتے ہی جنت ولا کا رخ کر گئے جبکہ دلشاد نے شام کو آنے کا کہتے آفس کا رخ کیا تھا عنایہ بھی اب جنت ولا کے مکینوں سے کافی گھل مل گئی تھی اور نمل نمل میں تو اس کی جان بسنے لگی تھی وہ معصوم سی موم کی گڑیا عنایہ کو بہت بھاتی تھی جبکہ ہالے بھی اب نوریز کو لے کر اپنی سوچ بدل چکی تھی اب ہالے کو نوریز کا کسی اور کے ساتھ جڑا نام بھی تکلیف نہیں پہنچاتا تھا وہ اب داہم کے لیے پورے دل سے مخلص تھی جبکہ داہم ہالے کو پرسکون دیکھتا خوش تھا اور اپنی نکاح کے دن کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا عنایہ، ہالے، نمل، نوریز اور داہم لاؤنج میں بیٹھے تھے سب ہی تھک گئے تھے تیاریاں کرتے کرتے جب داہم

لی آواز گونجی۔

"ویسے نوریز تم نے ہلدی مہندی کی رسم سے انکار کر کے کافی کنجوس یوسفزئی ہونے کا ثبوت دیا ہے جبکہ آنٹی اس بات پر خفا ہیں تم سے" داہم بولا تو نوریز نے کنجوسی والی بات پر اپنی سبز آنکھوں سے اسے گھورا۔

"یہ کنجوسی نہیں پیسے کا سہی استعمال ہے اور فنڈ میں ڈونیٹ کیا ہے یہ نیک یوسفزئی ہونے کا ثبوت دینا یاد نہیں آیا میرا تمہیں۔۔ اور رہی مما کی بات پاپا اور چاچو کل نکاح سے 4 گھنٹے پہلے کی فلائیٹ سے آئے گے اب رسم کر بھی لے تو کیا فائدہ جس میں پاپا اور چاچو ہی نا شامل ہو پائے۔۔" نوریز نے بھی داہم کو کشن مارتے جتاتے ہوئے کہا جس پر داہم نے کندھے اچکائے احان صاحب اور کاشان صاحب کو میٹنگ کے سلسلے میں آؤٹ اوف کنٹری انھی ٹیٹ پر جانا تھا جس کی وجہ سے مایوں ہلدی اور مہندی کا فنگشن نہیں رکھ پائے تھے جنت بیگم نے تو ڈیٹ آگے بڑھانے کا

مشورہ دیا تھا جس پر نوریز نے فوراً منع کرتے صرف نکاح اور ولیمے پر ہی اکتفا کرتے ان رسموں میں لگنے والی رقم کو ڈونیٹ کرنے کا کہا جس پر احان اور کاشان صاحب کھلے دل سے راضی بھی ہوئے اور ہنسے بھی بھئی ان کے لاڈصاحب کا اتاولا پن دیکھنے کے جو قابل تھا۔

"ویسے نمل بھابھی ابھی بھی موقع ہے بندہ بدل لے میں بتا رہا ہوں یہ بہت ان رومینٹک ہے یقیناً محبت کا اظہار بھی نہیں کیا ہوگا" داہم بولا تو نوریز گڑبڑا کر داہم کو دیکھنے لگا جو نمل کو دیکھتے اسے آنکھ ونگ کر گیا تھا نوریز کا بس نہیں چل رہا تھا داہم کو کچا چبا جائے۔

"تم نے تو جیسے میری دیورانی کی شان میں گانا گا دیا ہے" عنایہ داہم کا کان مڑوڑ کر بولی تو داہم کراہنے کی ایکٹنگ کرتا عنایہ سے اپنا کان چھڑوا گیا جب کے ہالے اپنی بھابھی کی بات سنتی شرم سے لال ہوتی رخ پھیر گئی۔

"ہائے بھابھی ۔۔آپ کی دیورانی کو دیکھتے تو آپ کے دیور کے دل میں گانا بجنے لگتا ہے "داہم دل پر ہاتھ رکھتا صوفے کی پشت پر گردن ڈھلکائے آنکھیں بند کیے بولا تو نمل ،نوریز اور عنایہ نے ہوٹنگ کی جبکہ ہالے کا دل گانا سننے کے لیے بے چین ہوا لیکن وہ ایکسائیٹڈ نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ پہلا ابھی وہ داہم سے ناراض تھی اور دوسرا اسے سر پر نہیں چڑھانا چاہتی تھی اسی لیے نمل کے ڈریسز کو سیٹ کرتے لاپرواہ بنی رہی ۔

"ہم بھی تو سنے "نوریز کشن سینے میں بھینچتا ایکسائیٹڈ ہوتا بولا تو داہم جھٹکے سے آنکھیں کھولتا اپنی آنکھوں میں محبت بھری چمک لیے ہالے کو دیکھنے لگا پھر اسے بے پرواہ بنے دیکھ ہالے کو مزہ چکھنے کے لیے آنکھوں میں شرارت لے آیا ایک وہ تھا جو سب کے بیچ ہالے سے محبت کا اظہار کر رہا تھا اور ایک وہ تھی جو ایک لہنگے کے لیے اس سے ابھی تک منہ پھلائے اسے ایٹیٹیوڈ دیکھا رہی تھی تو وہ کیوں پیچھے رہتا بھلا عنایہ

اور نمل بھی داہم کی طرف متوجہ تھی جبکہ ہالے کا دل بے چینی سے زور زور سے دھڑک رہا تھا داہم نے گلا کھنکھارا لیکن پھر بے چینی کی جگہ داہم کا گانا سننے کے بعد غصّے نے لے لی۔

"تم جو آئے زندگی میں میری دال جل گئی

زندگی کی ہر گھڑی اب عزاب بن گئی"

داہم آگے بھی گاتا کے ہالے پاس رکھے پاستہ کی پلیٹ کے ساتھ فوک کو اپنے بائیں ہاتھ میں تھامتی جیسے چاقو تھاما ہو ہاتھ میں اور اب داہم کا قتل کرنے والی ہے نمل کے ڈریسز کو سائیڈ پر کرتی خونخوار نظروں سے داہم کو گھورتی اس پر لپکی جبکہ داہم ہالے کا غصّے سے دھواں ہوتا چہرہ دیکھتے صوفے سے چھلانگ لگاتا قہقہہ مارتا گارڈن کی طرف بھاگا۔

"دا ہمممم" ہالے چیخی تو کچن سے آتی رشیدہ نے ڈر کے مارے دل پر ہاتھ رکھتے دا ہم کے پیچھے بھاگتی ہالے کو دیکھا جنھیں دیکھ کر عنایہ، نوریز اور نمل کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا تھا۔

دلشاد بزی ہونے کی وجہ سے جنت ولا نہیں آسکا تو زریش بیگم نے عنایہ کو دلشاد کے آفس جانے کا کہا وجہ عنایہ کا ابھی تک کل کے لیے ڈریس سلیکٹ نا کرنا تھا وہ نمل اور ہالے کی تیاریوں میں اس قدر مگن تھی کہ اپنے لیے کچھ لے ہی نا سکی اور جو بوتیک میں پسند کیا تو وہ لینے کا ہی موقع نہیں ملا زریش بیگم نے صبح دلشاد کو جلدی آنے کا کہتے عنایہ کا خیال کرتے اسے شاپنگ پر لے جانے کی زمہ داری دی تھی اور یہ ضروری ہر لحاظ سے تھا کیونکہ کل ہی تو نوریز اور نمل کا نکاح تھا اور عنایہ کو تو اپنا ہوش نہیں تھا

لیکن اب اچانک سیٹ کی گئی میٹنگ کی وجہ سے دلشاد جنت ولا کا رخ ہی نہیں کر سکا تو وہاب صاحب اور زریش بیگم نے گھر کا رخ کرتے داہم اور ہالے کو عنایہ کو دلشاد کے آفس ٹرپ کرنے کا کہا تھا جس پر لبیک کہتے داہم عنایہ کو آفس ٹرپ کرتا عنایہ کو اندر لے جاتا فیل میل ورکر کو عنایہ کو دلشاد کے آفس میں چھوڑنے کا کہا تھا جو عقیدت سے سر ہلاتی عنایہ کو لیے دلشاد کے آفس کی طرف بڑھی تھی اور داہم خود کار میں بیٹھی ہالے کی طرف قدم بڑھا گیا تھا ارادہ اب ہالے کو منانا تھا بھئی جتنا خون وہ اس کا جلا چکا تھا اب خطرہ بھی تو تھا کہی اس کی ہونے والی بیوی شادی کے بعد اس کا خون خشک نا کر دے۔ عنایہ اتنی محوت سے خانزادہ امپائر کو دیکھ رہی تھی یہ بات نہیں تھی کہ پہلے کبھی اس نے کوئی شاندار آفس نہیں دیکھا تھا بے شک اس کا باپ بھی ایک شاندار بزنس مین تھا لیکن ان کا مقابلہ بھی خانزادہ امپائر سے نہیں کیا جا سکتا یہ بات عنایہ نے دل سے قبول کی تھی دلشاد سے جڑی ہر چیز شاندار تھی اپنے مالک کی ملکیت کی گواہی دیتی تھی چاہے پھر وہ وہاب ولا ہو خانزادہ ہاسپٹل یا پھر خانزادہ امپائر اور وہ خود عنایہ آفس کی راہداری میں فی میل ورکر کی عقلیت میں چلتے وہاں رکھے ڈیکوریشن سٹائل مرر میں خود کو دیکھتے بولی تو ایک خوشی کے احساس نے

اسے آگھیرا دلشاد وہاب خانزادہ اس کا شوہر تھا ایک ایسا شاندار انسان جس کے خواب ہر لڑکی دیکھتی ہے۔دروازہ کھولتے فی میل ورکر نے عنایہ کو جگہ دی جس پر عنایہ مسکراتی اندر داخل ہوئی لیکن سامنے ہی دلشاد کو اپنے بزنس کے کسی کے ساتھ مہو گفتگو دیکھا تو شرمندگی کے احساس نے آگھیرا اپچھے ورکر عنایہ کو آفس کے اندر داخل ہوتے دیکھ مسکراتی پلٹ چکی تھی دا ہم کا آرڈر ملتے ہی وہ دلشاد کو بنا انفارم کیے اور بنا دلشاد کے سی اے سے کال کروائے دلشاد کے آفس چھوڑ گئی تھی اسے یہی لگا تھا کہ دلشاد سر کی وائف کو کسی بھی اجازت کی کیا ضرورت اور ایسا ہی ہوتا اگر دلشاد اپنے آفس میں اکیلا ہوتا۔دلشاد نے دروازہ کی سمت ناگواری سے دیکھا کون تھا جو بنا اس کی اجازت آیا تھا لیکن سامنے کھڑی سکائے بلیو کلر کی پیرو کو چھوتی فراک پہنے گلے میں ہم رنگ ڈوپٹہ ڈالے کھلے بالوں کو پشت پر ڈالے سلور کلر کے جھمکے کانوں میں ڈالے اور سلور ہی کلر کی چوڑیاں سیدھے ہاتھ کی کلائی میں ڈالے اور الٹے ہاتھ میں سلور کلر کے دو کنگن پہنے ہونٹوں پر پیچ ریٹ شیڈ کی لیپ اسٹک لگائے جو عنایہ کی سفید گلابی رنگت پر کھل کر ابھر رہی تھی بڑی بڑی آنکھوں میں براؤن کاجل لگائے وہ کسی کی بھی نیت کو آزما سکتی تھی دلشاد نے پہلے ایک پل حیرانی سے عنایہ کو

دیکھا جو شرمندہ سی دلشاد کو ہی دیکھ رہی تھی اور پھر اپنے سامنے بیٹھے اپنے بزنس کے شیر ہولڈر کے بیٹے کو جو عنایہ کو دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا اس کی آنکھوں کو دیکھتے دلشاد کی آنکھوں میں لہو اترا وہ دلشاد کے ایک شیر ہولڈر کا بگڑا ایٹا تھا اس کے باپ کی منتوں سماجتوں کے بعد دلشاد اسے کام سیکھانے کے لیے اپنے ساتھ رکھنے کو راضی ہوا تھا صرف اس کے شریف باپ کی خاطر ورنہ دلشاد کو لاپرواہ اور بے وقت انسان کو دیکھنا تک گوارہ نا تھا اور دلشاد کے سائیڈ میں کھڑا اس کا سی اے اس لڑکا کی گھورتی آنکھوں کو دیکھتا اور اپنے باس کی لہو آنکھوں کو دیکھتا اس کی درگت کا سوچ کر ہی نفی میں افسوس سے سر ہلا گیا وہ لڑکا عنایہ کو دیکھتے سیٹی کے انداز میں اپنے لب واہ کر گیا اور بس سیٹی بجانے ہی والا تھا کہ دلشاد نے اس کی سیٹی کا گلا گھونٹا دلشاد اپنی چیئر سے جھٹکے سے اٹھتا اس لڑکے کا اپنے دائیں ہاتھ سے جبڑا اپنے مضبوط ہتھیلی میں بھینچ گیا دلشاد کی سخت گرفت میں وہ لڑکا نا سمجھی سے دلشاد کو دیکھنے لگا اور اتنی سخت گرفت پر آنکھوں میں پانی بھر گیا۔

"ذلیل انسان تیرے شریف باپ کی وجہ سے لحاظ کر رہا ہو اور تو میری عزت کو ان اپنی گندی آنکھوں سے گھور رہا تھا۔۔دوبارہ اگر اس کی طرف دیکھا تو تجھے اپنے آفس میں اپنے اس فریش کے نیچے ابھی کے ابھی گاڑھ دوگا" دلشاد پہلے اس لڑکے لی آنکھوں میں دیکھتا اور پھر فرش پر ایک پیر زور سے مارتا اس لڑکے کو جھٹکے سے پیچھے کرتا دھاڑا وہ لڑکا چیئر کے پیچھے زور سے کھسکنے پر لڑکھڑاتا فرش پر منہ کے بل گرا اور جلدی سے اٹھتا سر جھکائے سی اے کے ہاتھ کے اشارہ کرنے پر دروازہ کی طرف بڑھا جبکہ اس لڑکے کو چھوڑنے کے بعد دلشاد عنایہ کے بازو کو پکڑتا اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لیتا اسے دروازے سے دور کر گیا۔سی اے اور اس لڑکے کے جانے کے بعد دلشاد نے اپنے دائیں ہاتھ کو عنایہ کی کمر میں ڈالتے اسے جھٹکے سے اپنے سینے کے برابر کیا اور اپنی آنکھیں عنایہ کی آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے بولا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی بنا خود کو ڈھانپے باہر نکلنے کی اور اگر میرے قریب آنے کی اتنی جلدی تھی کہ میرے آنے کا بھی ویٹ نہیں کر سکتی تھیں تم تو بتا دیتی میں آفس

میں ہی بیڈروم تمہاری شان میں بنوا دیتا" دلشاد عنایہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غرا کر بولا دلشاد کے چہرے کے سخت تاثرات کو دیکھتے عنایہ نے تھوک نگلتے نم آنکھوں سے دلشاد کو دیکھا جو اب بائیں ہاتھ سے عنایہ کے چہرے پر آئی لٹو کو کان کے پیچھے کر رہا تھا لیکن ایک پل بھی عنایہ کی آنکھوں پر سے اپنی نظریں نہیں ہٹائی تھیں۔

"نہ نہیں ۔۔۔وہ مما نے کہا تھا۔۔آپ نہیں آسکے تو میں یہاں آجاؤ۔۔تاکہ آپ مجھے شاپنگ کروا سکے اور میں تو ہمیشہ ایسے ہی رہتی ہوں" عنایہ نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بیڈروم والی بات پر گڑبڑاتے پھر یہاں آنے کی وجہ بتائی اور خود کو ڈھانپنے والی بات کی بھی وضاحت دیتے بولی تو دلشاد کو بات سمجھ آئی لیکن خود کو نا ڈھپنے والی بات کی وضاحت پر دلشاد نے عنایہ کی کمر پر گرفت مضبوط کرتا اسے سسکنے پر مجبور کر لیا اور خود زرا سا اپنے منہ کا رخ عنایہ کی سر کے اوپر کرتے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی جیسے خود کو ریلیکس کروانا چاہتا ہو یہ تو وہی جانتا تھا کیا آگ لگی ہوئی تھی

اسے کسی اور کو عنایہ کو ان نظروں سے دیکھنے پر وہ ایک مرد تھا ایک غیرت مند پٹھان مرد جو اپنی آن چاہی بیوی پر بھی کسی کی ایک غلیظ نظر بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔عنایہ نے سسکتے اپنا منہ دلشاد کے چوڑے سینے میں چھپایا عنایہ کی سانسیں خود کے سینے پر محسوس کرتے دلشاد نے اپنی آنکھوں میں کسی کی محبت کو پیچھے دھکیلتے اپنی محرم کے خیال کو آگے کیا دلشاد نے عنایہ کے بالوں پر عقیدت سے بوسہ دیا دلشاد عنایہ سے اس کے ہر حقوق ادا کرنے کا وعدہ کر چکا تھا اپنے دل میں کسی اور کی محبت کو لیے اور دلشاد وہاب خانزادہ اپنی زبان پر قائم رہنے والوں میں سے تھا وہ اپنے سے جوڑی عورت کو تکلیف یا پھر بے بس کمزور عورت یا پھر آن چاہی عورت کا خطاب نہیں دے سکتا تھا وہ مرد تھا اور مرد تو عورتوں کا مان ہوتے ہیں نا کے بے بسی کی وجہ اور جو وجہ بنے وہ مرد نہیں ہوتے۔دلشاد کے اس عمل پر عنایہ ساکت ہوتی دل کی دھڑکنوں کا شور سنتی اپنی نم آنکھوں سے دو موتی گالوں پر بہا گئی دلشاد نے نرمی سے عنایہ کو خود سے الگ کرتے پھر باہوں میں اٹھاتے سائیڈ پر مرر وال کے سامنے رکھے کاوئچ کی طرف قدم بڑھائے عنایہ کو کاوئچ پر بیٹھاتے دلشاد عنایہ کے برابر میں بیٹھتے اس کے گالوں پر ٹھہرے موتیوں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے

چن گیا عنایہ دلشاد کو دیکھنے لگی جو اب سیدھا ہوتے مرر وال کے باہر دیکھ رہا تھا پھر عنایہ نے آگے بڑھتے دلشاد کے کندھے پر اپنا سر رکھا عنایہ کی حرکت پر دلشاد نے آنکھوں کی سنجیدگی کو پل میں غائب کرتے اپنی محرم کے گرد اپنے محبت بھرے لمس کے ساتھ اپنا بائیاں بازوں حائل کیا۔

"تم چاہے پہلے ایسے ہی رہتی ہو لیکن اب نہیں رہو گی تم میری عزت ہو عنایہ دلشاد خانزادہ تمہارے وجود کو دیکھنے اسے چھونے کا حق صرف میرا ہے دلشاد وہاب خانزادہ کا" عنایہ نے دلشاد کو کہتے سنا پھر دلشاد کے پیر پر ہتھیلی کی سمت رکھے بائیں ہاتھ میں اپنا دائیاں ہاتھ ڈالتے مضبوطی سے تھامتے ہوئے بولی۔

"آپ جیسا کہے گے میں ویسی رہو گی مجھے آپ کے حکم کی تکمیل کے لیے ہی آپ کا ساتھ نوازہ گیا ہے۔۔بس آپ مجھ پر اپنی انمول عزت نچھاور کرتے رہیں" عنایہ کے مان بھرے لہجے پر دلشاد نے گردن موڑ کر عنایہ کو دیکھا جو اب مرر وال سے باہر

دیکھ رہی تھی۔

دلشاد نے عنایہ کو نرمی سے سیدھا کرتے اس کے مان پر اسے اپنی محبت سے نوازنا چاہا (محبت قدرت کا ایک انمول تحفہ ہوتی ہے جس پر کسی شخص کا اختیار نہیں جیسے کے دلشاد صحرائے محبت میں آج بھی وہی کھڑا تھا لیکن محرم رشتہ اپنا معیار بلند رکھتا ہے اتنا بلند کے انمول محبتوں کو بھی نیچے جھکا جاتا ہے محبت کی آگ دل میں لیے اپنے محرم رشتے کی عزت کرنا اپنے دل کی آگ میں جلتے کسی کی حق تلفی نا کرنا اللہ اپنے خاص بندوں کو ہی ایسی صفت سے نوازتا ہے تاکہ وہ روز قیامت اپنے رب کے حضور حق تلفی کے گناہ میں کھڑے نا ہو جیسے کہ دلشاد خانزادہ کو) دلشاد نے عنایہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیا عنایہ دلشاد کی محبت بھرے منظر میں کھوئی آنکھیں بند کر گئی دلشاد عنایہ کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھتے اس کے لبوں پر جھکتا کہ ایک دم عنایہ کے موبائل کی رنگ آفس کی خاموش رومینٹک فضا میں گونجی۔ عنایہ نے ایک دم فٹ سے آنکھیں

کھولیں کیوں کہ یہ رنگ ٹون عنایہ نے صرف اپنے زین بھائی کے نمبر پر جو سیٹ کی ہوئی تھی عنایہ آنکھوں میں چمک لیے اپنے بھائی کا سوچتے جلدی سے دلشاد کے ہاتھوں سے اپنا چہرہ نکالتے ٹیبل پر رکھے موبائل کی طرف بڑھی اور دلشاد شوکٹ میں اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگا جنھیں کچھ دیر پہلے اس کی بیگم نے محبت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے تھاما تھا عنایہ فون پکڑتی کان سے لگاتی جلدی سے بولی۔

"بھائی آپ کہاں غائب ہیں میں نے کتنی کال کی آپ کو اور بھابھی وہ کیسی ہیں؟؟" عنایہ کے الفاظ گونجے تو دلشاد کا منہ کڑوے بادام جیسا ہوا مطلب اس کا سالا اسے کبھی سکھ کا سانس نہیں لینے دے گا اور اپنی بیوی کو گھورنے لگا جو پہلے اس کی محبت کے لیے مری جا رہی تھی اور اپنے بھائی کی کال پر یہ بھی بھلا چکی تھی کہ شوہر نامدار بھی وہاں موجود ہے پھر دلشاد عنایہ کو گھورتا اس تک پہنچا اور دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کرتا ٹیبل سے ٹیک لگا کر ائبرو ریز کرتے عنایہ کو دیکھتے وہی کھڑا ہوا جسے عنایہ نے ایک نظر دیکھتے خوشی سے اپنے بھائی کی بات سنتے نظر انداز کیا جس پر دلشاد نے

بے یقینی سے عنایہ کو گھورا یہ وہی تھی نا جو ابھی کچھ دیر پہلے دلشاد کے ہر حکم پر لبیک کہنے کی بات کر رہی تھی اور اب ۔۔دلشاد نے خونخوار نظروں سے عنایہ کے ہاتھ میں لیے موبائل کو گھورا جو ڈر کر عنایہ کو اشارے دے رہا تھا کہ اب اس کے ٹوٹنے کی باری ہے لیکن عنایہ میڈم تو بے نیاز بھائی کی طرف متوجہ تھیں۔

"تمہاری بھابھی ٹھیک ہے میرے ساتھ ہی ہے تم ٹینشن نہیں لو اس کی ۔۔تم بتاؤ کیسی ہو" ڈیول کی آواز سنتے عنایہ کو آیت کی حوالے سے کچھ تسلی ہوئی پھر ڈیول سے بولی۔

"میں ٹھیک ہو آپ کیسے ہیں بھائی" عنایہ محبت پاش لہجہ لیے بولی تو ڈیول اپنی بہن کی سکون بھری آواز پر دل کھول کر مسکرایا۔

"میں بھی ٹھیک اور وہ تمہارا عورتوں کی طرح طنز مارنے والا شوہر کیسا ہے ؟؟" ڈیول

عنایہ کو چھیڑتے ہوئے پوچھ بیٹھا یہ جانے بغیر وہ طنز کا دیوتا اس کی بہن کے برابر میں اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا ہے ڈیول کی بات پر عنایہ نے دلشاد کو دیکھتے بے بسی سے تاثرات پر قابو رکھنے کی کوشش کرتے جواب دیا لیکن دلشاد عنایہ کے تاثرات دیکھتا دوبارہ ایبرو ریز کر گیا۔

"وہ۔۔وہ بھی اچھے ہیں بھائی" عنایہ بولی تو دلشاد سمجھ گیا اس کا سالا اس کی بات کر رہا ہے عنایہ سے نرمی سے بنا سمجھنے کا موقع دیے موبائل لیتے دلشاد موبائل سپیکر پر ڈال گیا جس پر ڈیول کا قہقہہ گونج رہا تھا۔

"یقین مانو تمہیں ہی اچھا لگتا ہے۔۔ورنہ مجھے تو گھٹیا لگتا ہے" ڈیول قہقہہ لگاتا بولا تو دلشاد نے خونخوار نظروں سے موبائل کو دیکھا جیسے وہ موبائل موبائل نہیں خود ڈیول ہے اور پھر عنایہ کو جو بیچاری تھوک نگلتی اپنی کال اٹھانے پر خود کو سلواتیں سنا رہی تھی۔

"تمہیں تو پتا ہی ہو گا۔۔ خود جو گھٹیا پن کے ٹوپ لیول پر ہو۔۔" دلشاد جل کر بولا تو ڈیول دلشاد کی آواز سنتے کان سے موبائل ہٹاتے پھر موبائل کو گھورتے واپس کان سے لگا گیا چمکتی آنکھوں سے یقیناً ڈیول کا ارادہ اب دلشاد کو تپانے کا تھا۔

"اُفف تمہارے سستے جوک" ڈیول دلشاد کو تپانے والا لہجہ لیے بولا۔

"بلکل تمہاری طرح" دلشاد نے بھی طنزیہ لہجے لیے بولا تو ڈیول نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا مطلب صاف تھا ڈیول کنگ پوری دنیا کی بولتی بند کر سکتا تھا لیکن دلشاد وہاب خانزادہ کے طنز نہیں۔

"ناکارہ انسان کام وام نہیں ہے تمہیں جو گھر پر بیٹھے ہو اس وقت" ڈیول کو اپنی عزت بھی تو رکھنی تھی اس لیے دلشاد کے طنز کو اگنور کرتا فٹ سے بولا۔

"میں تو کام پر ہی ہو لیکن تمہاری بہن کو میری محبت کے بغیر گھر میں قرار نہیں آرہا تھا تو آفس آگئی اور میں تمہاری بہن کے میرے لیے یہاں آنے پر محبت ہی کرنے لگا تھا کہ میرے سڑے ہوئے سالا کباب میں ہڈی کا کام کر گیا" دلشاد چہرے پر مسکراہٹ لیے ڈیول کو آگ لگاتا بولا تو عنایہ نے دلشاد کو گھورا جس پر دلشاد نے عنایہ کو آنکھ ونگ کی جس پر عنایہ بس رخ بدل کر ہی رہ گئی۔

"کمینے انسان بھرے مجمے میں میری بہن کو ہاتھ بھی لگایا اور کوئی غلط حرکت کی نا تو میں تیری شکل بگاڑ دو گا میری بہن کو ابھی گھر چھوڑ کر آ" ڈیول کو تو دلشاد کی بات پر آگ لگ گئی وہ آفس میں عنایہ کے ساتھ ۔۔ جبکہ ڈیول کی بات پر دلشاد کا قہقہہ گونجا۔

"بول تو دیکھ کس کو رہا ہے جو تیرے سامنے یہ حرکت کر چکا ہے خیر سڑے ہوئے سالے صاحب پریشان نا ہو میں اور تمہاری بہن میرے کیبن میں ہیں اور میری

عزت کی حفاظت اور محبت مجھے اچھے سے کرنی آتی ہے تو ڈونڈ وری "دلشاد ڈیول کو بوتیک والی اپنی بے باکی یاد دلاتا اور آگ لگا گیا جبکہ عنایہ کے گال شرم سے لال ہوئے وہ لمحہ یاد کرتے۔

"کمینے "ڈیول غصّے سے کچھ اور بھی بولتا کہ دلشاد نے اس کی بات کاٹی۔

"کیوں میرے ہونے والے بچوں کی بددعائیں لیتے ہو۔۔ وہ بیچارے تمہیں ماموں بولنے کو بے تاب ہوئے جا رہے ہیں اور ایک تم ہو جو انھیں لانے کا پروسیس ہی نہیں کرنے دے رہے مجھے "دلشاد ڈیول کو آگ لگاتا پھر بولا تو عنایہ کا بس نہیں چلا کہ وہاں سے غائب ہو جائے اس کا شوہر اس کے بھائی کے سامنے کیسی بے باکی سے بات کر رہا تھا جبکہ دلشاد ڈیول کے تاثرات کا سوچتے خاصا محفوظ ہوا تھا۔

"کوئی شرم ہوتی ہے کمینے انسان "ڈیول آگ بگولہ ہوتا دلشاد کی بے باک باتوں پر بولا تو

دلشاد کا قہقہہ گونجا۔

"اور وہ بھی تو دلشاد وہاب خانزادہ سے شرما کر دور ہی رہتی ہے" دلشاد مغرورنہ انداز میں بولا تو عنایہ نے بے بسی سے اس کے سامنے آتے ہونٹ بلاکا کر آنکھوں سے بس کرنے کا اشارہ کیا تو دلشاد موبائل والا ہاتھ سائیڈ میں کرتا عنایہ کے ہونٹوں کو اپنے لبوں سے چھو کر پیچھے ہوا دلشاد کی حرکت پر عنایہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی پھر دلشاد نے عنایہ کو خود کے سینے پر عنایہ کی کمر پر ہاتھ ڈالتے گرایا تو عنایہ کی نظر دلشاد کے گلے کی ہلکی سے ابھری ہوئی ہڈی پر گئی تو عنایہ کو اپنے گلے میں کانٹے چھبتے محسوس ہوئے۔

"تجھے تو میں۔۔۔" ڈیول نے غصّے سے کچھ کہنے چاہا لیکن پھر موبائل سے ٹون کی آواز سنی اسے لگا کہ دلشاد نے اسے تپانے کے لیے کال ڈسکنیکٹ کی ڈیول نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا تو بے سود "کمینہ" ڈیول بڑبڑاتا موبائل رکھتا سر جھٹک گیا جبکہ دلشاد نے کال تو

ڈسکنیکٹ کی ہی نہیں تھی دلشاد نے تو موبائل پیچھے اچھال کر ہوا میں لہرایا تھا جس سے وہ موبائل فرش پر کرچی کرچی ہوا اور عنایہ بے بسی سے پھر غصّے سے دلشاد کو دیکھنے لگی یہ اس کا تیسرا موبائل تھا جو دلشاد نے توڑا تھا جبکہ دلشاد کندھے اچکاتا بولا۔

"میں لادو گا" کیا معصومانہ پن تھا دلشاد کی بات عنایہ کا دل عش عش کر اٹھا۔

"آپ کو کیا پریشانی ہے میرے موبائل سے ۔۔تیسرا موبائل ہے جو توڑ دیا آپ نے "عنایہ اپنے موبائل کی لاش کو دیکھتے ہوئے بولی تو دلشاد نے اسے گھورا کتنی ناشکری تھی اس کی بیوی موبائل توڑنا یاد رہا لیکن لا کر دینا نہیں۔

"لا کر بھی تو دیتا ہوں" دلشاد بولا۔

"بڑا احسان کرتے ہیں"عنایہ دوبدوک بولی۔

"دوبارہ اگر میرے ہاتھ جھٹک کر موبائل کی طرف لپکی تو تم دیکھنا ان ہاتھوں سے کھانا بھی نہیں کھا پاؤگی"دلشادکی آوازکی سختی محسوس کرتے عنایہ کو اپنا اتاولا ہونا یاد آیا اور پھر سمجھنے والے اندازمیں سر اثبات میں ہلاگئی جس پر دلشادنے بھی عنایہ کو دیکھتے سر جھٹکا لیکن عنایہ کا موبائل کا دکھ اب بھی عروج پر تھا۔

"میرا موبائل"عنایہ پھر بے بسی سے بولی۔

"بیگم موبائل کی مارکیٹ تمہارے قدموں میں ڈھیر کردے گا یہ خانزادہ"دلشادنے محبت پاش لہجے میں کہتے عنایہ کو بنا سمجھنے کا موقع دیے اس کے لبوں پر جھکا عنایہ نے دلشادکے کوٹ کو مضبوطی سے اپنی مٹھیوں میں بھینچا دلشادعنایہ کی کمر پر سخت گرفت رکھتے اور ایک ہاتھ سر کے پشت پر رکھتے عنایہ کے لبوں پر اپنی شدتیں

برسانے لگا کافی دیر خود کو سیراب کرتے دلشاد نے عنایہ کی اکھڑتی سانسوں کو بخشش دیتے آزاد کیا اور نرمی سے عنایہ کے گرد حصار بنائے رکھا عنایہ دلشاد کے سینے پر سر رکھے اپنے سانسیں ہموار کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی جب دلشاد نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

"حق لینے کو قدم کیوں بڑھاتی ہو بیگم جب میری قربت سہ نہیں پاتی" دلشاد کی آواز پر عنایہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ کی قربت کو اپنی برداشت سے زیادہ سہنے کی کوشش کرتی ہو" عنایہ شکواہ کن انداز میں پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولی تو دلشاد مسکرایا۔

"تمہاری غیر ہوتی حالت تمہاری برداشت با خوبی بتا رہی ہے بیگم" دلشاد عنایہ کی پھولی ہوئی سانسوں پر چوٹ کرتا بولا۔

"میرے سر پھیرے خانزادہ کی محبت میری برداشت سے زیادہ اہم ہے میرے لیے

" عنایہ دلشاد کو گھورتی پھر اپنے قدم دلشاد کے پیروں پر رکھتی دلشاد کے گلے میں دونوں ہاتھ ڈالتی اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے چھو گئی ابھی وہ پیچھے ہوتی کے دلشاد اس کے لبوں کو پھر اپنے لبوں سے لاک کر گیا آفس کی معنی خیزی ان کو ایک دوسرے میں الجھا گئی وہ دونوں ایک دوسرے میں گم خود کو سیراب کر رہے تھے جب اس فضا کو دلشاد کے موبائل کی رنگ ٹون نے ختم کیا دلشاد عنایہ کو نرمی سے پاس رکھی چئیر پر بیٹھاتا موبائل اٹھتا جس پر داہم کا نمبر جگمگا رہا تھا کال اٹینڈ کرتا کان سے لگا گیا لیکن دلشاد سامنے سے داہم کی بات سنتے ماتھے پر بل لیے داہم کو آنے کا کہتے عنایہ کے بکھرے بالوں کو اپنے ہاتھ سے سیٹ کرتا نرمی سے اسے اٹھاتا عنایہ کا ہاتھ تھامتا اسے لیے باہر قدم بڑھا گیا۔

داہم ہالے کو لیے ایک فلار شاپ پر رکا ہالے کب سے خاموشی سے ونڈو کے باہر دیکھ رہی تھی جب کے داہم ہالے کی پشت کو۔ کار کے رکنے پر ہالے نے گردن موڑے داہم کو دیکھا جو اپنی طرف کا دروازہ بند کیے اترا تھا اور فلار شاپ میں قدم بڑھا گیا جبکہ داہم کچھ دیر بعد باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں گلاب کے پھولوں کا بڑا سا بک اے تھا ہالے نے داہم کو دیکھا لیکن پھر یہ ہی سوچ سکی کہ اب داہم پھر کوئی الٹی سیدھی بات کرے گا اس لیے ہالے نے سر جھٹکتے خود کو کسی بھی قسم کی خوش فہمی سے آزاد رکھتے سیدھے ہو کر بیٹھ گئی جبکہ داہم کار میں بیٹھتا ہالے کے چہرے کا طواف کرنے لگا ہالے کو پر سکون اور چپ دیکھ داہم اس کی سوچ پڑھ چکا تھا۔ داہم نے بک اے ہالے کے قریب کیا ہالے گردن موڑے داہم کو دیکھنے لگی جو اپنی آنکھوں میں محبت لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ گلاب مسز داہم خانزادہ ٹوبی کے لیے" داہم محبت پاش لہجے میں بولا تو ہالے نے

اسے دیکھتے گلاب تھامے داہم جانتا تھا ہالے کو گلاب تمام پھولوں میں بے حد پسند ہیں۔ہالے گلابوں کا بک اے اپنے چہرے کے قریب کرتی ان کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگی داہم محوت سے ہالے کی انگلیوں کے پوروں سے گلاب کی پنکھڑیوں کو چھوتا دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے مجھے تم سے محبت کب ہوئی ؟؟" داہم کی آواز نے ہالے کو گلاب کی خوشبو سے نکالتے بے یقینی سے داہم کو دیکھنے پر مجبور کر دیا داہم کو اس سے محبت تھی کب ؟؟ ہالے کی آنکھوں میں نا سمجھی دیکھتے داہم نے ہالے کے چہرے پر آنے والی بالوں کی لٹ کو اس کے کان کے پیچھے اڑسایا داہم کی حرکت پر ہالے کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"میں تم سے جب سے محبت کرتا ہو جب میں محبت کے لفظ سے بھی انجان تھا "داہم بولا تو ہالے نے داہم کی آنکھوں میں دیکھا آج وہ آنکھیں شرارتی داہم کی نہیں

بلکہ محبت میں ڈوبی اپنے لیے داہم کی آنکھیں لگی۔

"لیکن تمہاری آنکھوں میں میری محبت کی چمک نہیں تھی میں چاہتا تھا کہ تم اپنی مرضی سے مجھے اپنی زندگی میں آنے کی اجازت دو اگر تم مجھے کبھی اپنی زندگی میں آنے کی اجازت نہیں دیتی میں کبھی تمہیں یہ معلوم بھی نہیں ہونے دیتا کہ میں تم سے بے تحاشہ محبت کرتا ہوں" داہم بولا تو ہالے کو داہم کے سامنے نوریز سے محبت کا اعتراف یاد آیا ہالے نے شرمندگی سے نظریں جھکا دی ہالے غلط نہیں تھی کوئی بھی لڑکی جو کسی کو چاہتی ہو اور اپنی حدود اور عزت کا پاس رکھتے کسی کو چاہے وہ غلط ہو بھی نہیں سکتی غلط وہ لڑکیاں ہوتی ہے جو محبت کو حاصل کرنے کی چاہ میں اپنی انمول عزت کو داغدار کردے۔ہالے نے تو اپنی عزت کو اتنی اہمیت دی تھی کہ یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ نوریز کبھی اسے انکار نہیں کرے گا بلکہ اس کی محبت کا پاس رکھتے اسے اپنی عزت بنانے میں دیر نہیں لگائے گا پھر بھی اس کے سامنے اقرار نہیں کیا تھا وہ محبت ضرور کر بیٹھی تھی لیکن خودغرض نہیں تھی اس لیے

ایک قدم بھی نوریز کی طرف نہیں بڑھایا تھا ۔لیکن آج داہم کے لفظوں نے اسے غلط نا ہونے کے باجود بھی نظریں جھکانے پر مجبور کردیا یہ بات نہیں تھی کہ داہم نے اس کا دل دکھایا اس نے تو نوریز کا زکر بھی نہیں کیا وہ تو بس اس سے اپنی محبت کا اظہار کررہا تھا لیکن داہم ہالے کا ہونے والا شوہر تھا اب وہ صرف داہم کو اپنے دل میں بسائے تھی اپنے ماضی کی محبت پر خود ہی شرمندہ ہوگی جبکہ داہم ہالے کی جھکی نظروں کو دیکھتا اس کے دل کی بات سمجھ گیا۔

"تم نے کچھ غلط نہیں کیا ہالے اور میں تمہیں غلط سمجھتا بھی نہیں ہو میری محبت تمہاری میرے لیے محبت کرنے کی شرط نہیں تھی ۔۔تم پاکیزہ ہو ہالے کوئی بھی لڑکی جو اپنی حدود میں رہ کر محبت کرے وہ پاکیزہ ہی ہوتی ہے اور جو اپنی عزت کو اپنی محبت سے اوپر رکھے وہ آب زمزم کی طرح شفاف ہوتی ہے اور میں اپنے رب کا شکر گزار ہو اس شفاف زمزم کو میرے نصیب میں لکھا گیا ہے" داہم بولا تو اس کے محبت بھرے لفظوں میں ہالے نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی وہ اپنے رب کا شکر

کیسے ادا کرے گی کہ اس کا ہونے والا محرم اسے محبت بھری عزت کی نظر سے دیکھتا ہے جس نظر سے شاید کوئی ہی مرد دیکھ سکے اللہ نے اسے بے شک بہترین مرد سے نوازہ تھا۔

"مجھے تم سے محبت ہے ہالے اور مجھے جو تم نے اپنی زندگی میں شامل ہونے کا اعزاز دیا ہے اس پر داہم وہاب خانزادہ پوری زندگی تمہارا مقروض رہے گا" داہم نے کہا تو ہالے اسے دھندلی آنکھوں سے دیکھنے لگی پھر اپنے آنسو صاف کر گئی۔

"تم میرے اعزاز کو پانے والے پہلے اور آخری مرد ہو گے داہم اور مجھے نہیں پتا یہ کیسا احساس ہے کہ جب سے میں تم سے جڑی ہو میرے دل میں نوریز کا نام کہی نہیں رہا جس نام کو میں ہمیشہ دل و دماغ بسائے رکھتی تھی۔۔ میرے ہر لمحے میں اب تم شامل ہو اور تم جیسا نایاب مرد میری زندگی میں لانے پر میں اپنے رب کے حضور تا عمر سجدہ شکر میں رہو گی" ہالے بولی تو داہم سانس روکے اسے سنے لگا پھر داہم کچھ کہتا

لہ کار کا شیشہ کسی نے ناک کیا داہم نے گردن موڑے شیشہ نیچے کیا تو ہالے بھی اس سمت دیکھنے لگی جہاں ایک ایمبولینس سے اترا وارڈ بوائے اور ایک عورت انھیں دیکھ رہے تھے۔

"پلیز ہماری مدد کرے ایمبولینس میں خرابی ہوگئی ہے اور ایک ڈسیبل پیشنٹ کی جان کا سوال ہے ہم نے یہاں تمام لوگوں سے مدد مانگی ہے کوئی نہیں کر رہا۔۔" وہ عورت بولی تو داہم کار کا دروازہ کھولتے باہر نکلا ہالے بھی اپنی طرف کا دروازہ کھولے وہی کھڑی داہم کو دیکھنے لگی اور پھر ایمبولینس کو۔

"میں بھی ایک سرجن اور ڈاکٹر ہو آپ مجھے پیشنٹ کے پاس لے چلے" داہم بولا تو وارڈ بوائے اور وہ عورت ایمبولینس کی سمت بڑھ گئے کچھ دیر بعد داہم باہر آیا تو اس نے کان سے موبائل لگایا ہوا تھا وہ دلشاد کو کال کر رہا تھا جبکہ ہالے کے پاس ٹھہرتے شاید دلشاد کال پک کر گیا تھا داہم جہاں موجود تھا وہاں سے خانزادہ امپائر کچھ منٹ

لی دوری پر تھا وہ ہالے کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا تھا نا اسے گھر چھوڑ کر آسکتا تھا اور اکیلے جانے دینے کی تو بوتیک والے حادثہ کے بعد ناممکن سی بات تھی اسی لیے دلشاد کو کال کرتے اسے جلدی وہاں پہنچنے کا کہا پھر ہالے کو سارا معاملہ بتاتا ہالے کے لیے بک اے اور اس کا بیگ اسے نرمی سے تھما گیا اور ساری شاپنگ کار کی ڈگی میں ڈالتا اس بے حس وحرکت لڑکی کو لیے اپنے کار کی بیک سیٹ پر نرمی سے لٹا گیا وہ عورت اس مریض لڑکی کے ساتھ بیٹھی تھی جبکہ ورڈبوائے ٹریپس سیٹ کرتا مشکل سے جگہ بناتا پیسنجر سیٹ سنبھال گیا تھا جبکہ داہم دلشاد کے وہاں آنے کا انتظار کر رہا تھا دلشاد کی لینڈ کروزر کی تو داہم ہالے کو ہاتھ کے اشارے سے اس کے لیے دروازہ کھولتا اسے بیٹھا گیا۔

"تم میری لینڈ کروزر لے لو میں تمہاری کار میں چلا جاتا ہو ہاسپٹل پہنچنے میں کافی وقت لگے گا اور ایمرجنسی بہت مشکل ہے تمہاری کار میں زیادہ دیر تک سیٹ رہے" دلشاد کار کو دیکھتے ہوئے گردن موڑے داہم سے بولا جو ہالے کو بیک سیٹ پر صحیح سے

بیٹھتا دیکھ دروازہ بند ہی کرنے والا تھا۔

"نہیں بھائی بہت زیادہ ٹائم ضائع ہو گا" داہم بولا تو دلشاد نے اثبات میں سر ہلاتے کہا۔

"اللہ شفا و صحت والی زندگی سے نوازے اس لڑکی کو" دلشاد کے منہ سے نکلی بے ساختہ دعا پر سب نے آمین کہا جبکہ اس وقت داہم کی کار میں موجود اس لڑکی کو اگر دلشاد دیکھ لیتا تو اسے اس حالت میں دیکھتے خود شاید ساکت ہو جاتا دلشاد کی دلکش کے لیے تلاش جو ختم ہو جاتی۔ داہم جلدی سے کار کی سمت جاتا کار کا رخ ہاسپٹل کی طرف کر گیا جبکہ دلشاد نے لینڈ کروزر ڈرائیو کرتے وقت ونڈو سے داہم کی چلتی کار کی بیک سیٹ پر ٹریپ میں سیٹ کے آگے اور کچھ نیچے پر ٹرپ میں جکڑے ہاتھ کو ڈھلا ہوا دیکھا داہم کی کار سڑک کے دائیں جانب تھی جبکہ دلشاد کی لینڈ کروز بائیں جانب دلشاد نے ونڈو نیچے کرتے داہم کو کال ملائی جسے داہم ناسمجھی سے پک کر گیا۔

"داہم پیچھے دیکھو اس لڑکی کا ہاتھ ڈھلکا ہوا ہے اس کا بلڈ ریورس ہو سکتا ہے" دلشاد نے کہا تو داہم نے کار ڈرائیو کرتے گردن موڑے اس لڑکی کو دیکھا پھر اس عورت سے ہاتھ صحیح سے تھامنے کی ہدایت دی اور اس عورت کے لڑکی کا ہاتھ صحیح کرنے پر دلشاد کال کٹ کر گیا اور ونڈو مرر اوپر کرتے ٹرن لے گیا اس روڈ کی راہیں اب جدا ہو رہیں تھی ایک طرف دلشاد اپنی زندگی میں آئی عنایہ کے ساتھ اپنی نئی زندگی کی منزل طے کر رہا تھا تو دوسری طرف دلکش اپنی زندگی کو بچانے کے لیے اپنی آکھڑی ہوئی سانسیں لے رہی تھی دلشاد کی لینڈ کروز بائیں جانب روڈ پر نکلی تو داہم کی کار دائیں جانب روڈ پر۔

کچھ راہیں جڑتی ہی جدا ہونے کے لیے ہیں !

کچھ محبتیں ہوتی ہی لاحاصل رہنے کے لیے ہیں !

"ہشام جلدی پہنچو اور دیکھو اسے اگر دلکش کو کچھ ہوا تو میں خود کو ایک عورت کی حفاظت نا کرنے پر کبھی معاف نہیں کر پاؤ گا" یہ ڈیول تھا جو اپنے روم میں بے چینی سے ٹہلتے ہشام کی کال سن رہا تھا جو دلکش کی ایمرجنسی میں بگڑی حالت پر وہاں کے ڈاکٹرز کے عملہ کا مہک اور ریفنج میں نا ہونے اور اسے ہاسپٹل شفٹ کرنے پر ہشام پر دھاڑتا اب قدر ندامت سے بولا تھا۔

"ڈیول میں پہنچ ہی رہا ہو۔۔ تم فکر نہیں کرو اور میں اپنی لاپرواہی پر تم سے معزرت خواہ ہو دوبارہ نہیں ہوگا ڈاکٹرز کے عملے نے آج آف لیا تھا ان کا سیمینار تھا تو میں نے بھی دے دیا مجھے علم نہیں تھا کہ دلکش کی طبیعت اچانک خراب ہو جائے گی ورنہ میں کسی دوسرے ڈاکٹر کی ڈیوٹی لگوا دیتا" ہشام کار ڈرائیو کرتا بولا جس پر ڈیول نے

ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی۔

"ہشام دلکش کو کچھ نہیں ہونا چاہیے اور اس کے وجود کو کسی کی نظروں میں مت آنے دینا تمہیں علم ہے یہ کتنا ضروری ہے" ڈیول دوبارہ بولا تو اس کی آواز میں کرب تھا۔

"میں جانتا ہوں اور ایسا ہی ہوگا ڈیول" ہشام نے کہا تو ڈیول نے کال کاٹ دی اور ہاتھ بالوں کی پشت پر چلاتا خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا جب اس کے کانوں میں آیت کی چینخ کی پکار گونجی ڈیول اپنے قدم باہر لیتا آیت کی آواز کی سمت چلتے ہوئے دروازہ کے باہر بنی آخری سٹیپ پر رکا اور پہلے بے یقینی اور پھر غصّے سے سرخ ہوتے چہرہ لیا برف کے بیچوں بیچ کھڑی وائٹ چوڑی دار پاجامہ اور پیروں کو چھوتی فراک میں گلے میں ریشمی وائٹ ڈوپٹہ ڈالے سیدھے کالے بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے ٹھنڈ کی شدت سے سرخ ہوتے چہرے کو اوپر کیے باہیں پھلائے اپنے

اوپر گرنے والی روئی نما برف کو محسوس کرتی آیت چیخ رہی تھی "یہ منظر کسی جنت کا منظر ہے "ڈیول کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے جنت ہی واصل کردے اور اوپر سے صبح سے اس پڑتوکالہ کی الٹی حرکتیں سہتے ڈیول کو آگ لگی ہوئی تھی کبھی ڈیول کے روم میں آجاتی کبھی ڈیول کو بس گھورتی تو کبھی ناشتہ کھانا نا کھانے پر پریشان کرتی ڈیول کو پتا تھا وہ یہ سب حرکتیں ڈیول کی توجہ کے لیے کر رہی ہے لیکن ڈیول بھی تو ڈھیٹوں کا سردار اول تھا کیوں اسے کامیاب ہونے دیتا ڈیول تو اب بھی آیت کے اسے چھوڑ کر جانے والی بات کو دل میں آگ کی طرح جلائے رکھ رہا تھا ڈیول اب قدم اٹھاتا آیت کے سر پر پہنچا۔

"زیادہ جنت یاد آرہی ہے تو پہنچا دو ؟؟"ڈیول دھاڑا تو آیت ایک آنکھ کھولے چوری سے ڈیول کے غصّے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتی دوبارہ آنکھ بند کر گئی مطلب اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے آجر کار وہ ڈیول کو اس سے مخاطب کرنے کے لیے مجبور کر ہی چکی تھی اور اپنی ہنسی چھپاتی سیدھا منہ کرتی ناگواری سے ڈیول کو دیکھتی رخ

دوسری جانب کر گئی جبکہ آیت کی حرکت پر ڈیول نے اپنا جبڑا بھینچے ضبط کیا۔

"میں خود چلی جاؤں گی اور ویسے بھی جہنم واسیوں کو جنت کا رستہ کہا پتا ہو گا؟؟" آیت ڈیول کو آگ لگاتی شرارت سے بولی

"تم نے تو جیسے جنت کی پرمینینٹ ٹکٹ کٹوا رکھی ہے" ڈیول نے اپنا گرم کوٹ اتارتے سر جھکاتے آیت کو پہناتے ہوئے ناگواری سے کہا۔

"میں اتنی پیاری ہو اور اللہ جی مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں تو جنت میں ہی رکھے گے مجھے" ڈیول نے آیت کی بات پر اسے سر اٹھائے دیکھا تو آیت کی معصوم سی آنکھیں واقعی اسے اتنے غصّے میں آیت سے ناراضگی کے باوجود بہت پیاری لگی آیت بھی محبت پاش نظروں سے ڈیول کی آنکھوں میں دیکھا تو ڈیول نے جلدی سے خود کو کمپوز کرتے رخ پھیرا وہ آیت کو کسی بھی صورت معاف کرنے کا ارادہ نہیں

رکھتا تھا ڈیول کے کچھ نا بولنے پر آیت نے پھر ڈیول کو محبت سے مخاطب کرنا چاہا۔

"زین۔۔"آیت بولی اور ڈیول کے بازوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ گئی ڈیول نے ناگواری سے آیت کے منہ سے اپنا نام سنتے جھٹکے سے اس کے ہاتھ جھٹکتے اسکا بازو دبوچا۔

"تم جو حرکتیں کر رہی ہو سب سمجھ آرہا ہے مجھے۔۔ اپنی حد میں رہو لڑکی ورنہ یہ نا ہو عورتوں کے ساتھ پیش آنے والے سارے لحاظ بھول جاؤں۔۔ اور میں تمہاری طرح نہیں جو بول کر قدم پیچھے لے لیں"ڈیول پہلے غصّے سے پھر طنز سے مسکراتے ہوئے آیت کو دیکھتے ہوئے بولا تو آیت کو اس کے لہجے اور لفظوں سے تکلیف ہوئی اور بے جان آنکھیں نم کر گئی اس نے تو سب کی نفرت سہی تھی لیکن ڈیول نے واحد اس سے جنونی محبت کی تھی اور اس محبت کی عادت آیت کی روح میں اس قدر بس گئی کہ کبھی نا رونے والی آیت ڈیول کی بے رخی پر آنکھیں نم کر کے سارے

ضبط کھوتے ہمت ہار گئی۔

"ڈیول ائم سوری ۔۔پلیز ائم سوری" آیت بے بسی سے اپنی غلطی پر شرمندہ ہوتے بولی تو ڈیول نے اس کے آنسو سے تر چہرہ دیکھتے رخ پھیرتے خود کو باز رکھا۔

"مجھے تمہاری معافی سے کوئی سروکار نہیں چپ چاپ اندر چلو اور دوبارہ یہ حرکتیں کرنے کی کوشش مت کرنا ورنہ میں تمہیں جنت پہنچانے سے پیچھے نہیں رہو گا" ڈیول بولتا آیت کا ہاتھ تھامتا اسے لیے اندر کی طرف قدم بڑھا گیا آیت بھی ساکت قدموں سے ڈیول کی سمت چلتی رہی ڈیول اندر داخل ہوتے آیت کا ہاتھ چھوڑتے اپنے کمرے کی سمت بڑھنے لگا جب اپنے کمرے کے دروازے پر قدم رکھتا گردن موڑتے آیت کو وہی جما دیکھ ضبط گواتا اس تک پہنچا۔

"تمہیں سمجھ نہیں آتی ایک بات۔۔جاؤ اپنے کمرے میں اور حلیہ درست کرو اپنا"

ڈیول آیت کے چہرے پر خود کو کمپوز رکھتے اور برف سے آیت کے جگہ جگہ سے گیلے لباس کو دیکھتا بولا جب آیت نے نم ہوتی آنکھیں اٹھاتے ڈیول کو دیکھا۔

"مجھے نہیں جانا کہی اور نہیں کرنا حلیہ درست" آیت نے غصّے بے بسی سے چیختے ہوئے بولا اور ڈیول کی گرم پتلی تہہ کی شرٹ کو کندھوں سے دبوچتے ڈیول کے پیروں پر اپنے پیر رکھتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کیا آیت اپنی نسوانی شدتوں سے کوشش کررہی تھی کہ ڈیول بھی اس کی محبت میں اس کا ساتھ دے (وہ ہر کوشش کرچکی تھی معافی بھی مانگ چکی تھی لیکن ڈیول کسی صورت معاف کرنے کو تیار نہیں ہورہا تھا آیت اب اپنی شدتوں سے ڈیول کو اپنی اس سے محبت کا ثبوت دلانا چاہتی تھی) لیکن پہلے ڈیول ساکت سا کھڑا آیت کے لمس میں کھونے لگا اور آنکھیں میچ کر اپنے لبوں سے آیت کے لبوں کو چھونے لگا لیکن پھر آیت کی بے وفائی کو یاد کرتے ضبط سے آنکھیں کھولی اور اپنے ہاتھ آیت کی کمر پر رکھتے اسے جھٹکے سے خود سے دور لیا جس پر آیت ڈیول سے چار قدم دور ہوئی۔

"تمہیں لگتا ہے اس طرح مجھے منا لوگی تو تمہاری بھول ہے میں نے تمہارے وجود سے نہیں تمہاری روح سے جنونی محبت کی ہے جس محبت کو تم نے دھتکار دیا تھا میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی تم اور مجھ سے میرے اس وجود سے دور بھاگی تھیں تم۔۔۔میں اگر تمہارے ساتھ ہو تو صرف اس لیے کہ تم میری بیوی ہو ڈیول لنگ کی بیوی۔۔میں نے آج تک خود کو اتنا نہیں گرایا کہ مجھ اپنی تسکین کے لیے عورت کی ضرورت ہو تو اپنی بیوی کے وجود کے لالچ میں میں اس کی بے وفائی معاف کردو گا تو مائے لیڈی یہ خوش فہمی ہے تمہاری "ڈیول نے ناگواری سے آیت کو دیکھتے پھر اپنے سینے پر انگلی رکھے کہا اور اب آیت کی بس تھی وہ کہاں اسے اپنے وجود کا لالچ دے رہی تھی بیوی تھی وہ ہر طرح سے منا سکتی تھی اپنے شوہر کو یہ حق رکھتی تھی وہ اور ایک اس کا شوہر تھا جو ماننے کو تیار نہیں۔

"تم شوہر ہو میرے میں بیوی ہونے کا ہر حق رکھتے ہوئے اپنے شوہر کو منا سکتی ہو اور

اب میں تمہیں کہتی ہو ڈیول کنگ جتنا منانا تھا منا لیا میں نے ہر طرح سے کوشش کی ہے میں نے ۔۔ میں ہوش و حواس میں نہیں تھی جب میں نے تم سے یہ سب کہا جیسے تم بے وفائی کا نام دے چکے ہو ۔۔ اور آخری بات ڈیول کنگ اب تم آج رات تک مجھے میرے کمرے میں چاہیو اور اگر نہیں آئے تو صبح میرے بنا سانسوں کا وجود دیکھنے لازمی آنا ہی پڑے گا ۔۔ اور یہ ڈیول کوئین کا وعدہ ہے ڈیول کنگ سے" آیت ڈیول کے سامنے کھڑی ہوتی اس کی آنکھوں میں بہادری سے دیکھتی ڈیول کو جتا گئی کہ وہ بیوی آخر اسکی ہے جبکہ ڈیول اس کے جملوں کو سنتا سوچ میں پڑ گیا کیا ہمت ہے اس کی بیوی کی جس کے سامنے بھائی جیسے جیک اور ہشام بھی خوف سے بولتے نہیں اور باقی لوگوں کی تو بات ہی کوئی نہیں ان کی تو ڈیول کو دیکھتے ہی زبان تالوں سے چپک جاتی تھی ڈیول کی ناراضگی کے باوجود اس کی بیوی اسے حکم سنا رہی ہے لیکن مرنے والی بات پر مٹھیاں بھینچتے آیت کو لہو ہوتی نظروں سے دیکھنے لگا جو ڈیول کے قریب آتی ڈیول کے دل کے مقام پر پہلے ہاتھ رکھتی پھر اپنے لب رکھ گئی ڈیول کا سارا غصّے ایک لمحے میں اڑ نچھو ہوا وہ ساکت سا کھڑا رہا جب آیت ڈیول سے دو قدم پیچھے لیتی اپنا رخ اپنے کمرے کی طرف جھٹکے سے کر گئی ۔

آیت اپنے کمرے میں آتی شاور لینے چلی گئی تھی اس کا ارادہ تھا کہ جب ڈیول اس کے روم میں آئے تو اسے دیکھ سب کچھ بھولا دے اور وہ دونوں اپنی زندگی کا نیا آغاز کرے اور اگر ڈیول نا آیا تو اپنے کہے سے پیچھے نا ہٹتے ہوئے اپنی جان لے لیں لی۔آیت نے گرے کلر کی کھلی پیروں کو چھوتی سکرٹ پہنی ہوئی تھی جس کی ساتھ سلیولیس بلاؤز تھی جو اس کے پیٹ کی ایک تہہ کو واضح کر رہی تھی اور پیچھے صرف ایک ڈوری جس کے جال سے وہ بلاؤز آیت کو ڈھانپے ہوئے تھی آیت نے اپنے بالوں کے کرل بنائے اپنی پشت پر کھلے چھوڑ دیے تھے کانوں میں گرے کلر کے نگینے پینے ہوائے تھے اپنے ہونٹوں پر میک اپ کے نام پر ریڈ لیپ اسٹک اور آنکھوں میں بلیک کاجل لگایا ہوا تھا جو اس کی سفید گلابی رنگت پر کھل رہا تھا ہیٹر تیز ہونے کی وجہ سے آیت کو ٹھنڈ کا احساس تو نہیں ہو رہا تھا لیکن بھڑتی رات کے ساتھ ابھی تک ڈیول کے نا آنے سے اس کا وجود ٹھنڈ کی لپیٹ میں آرہا تھا اب گھڑی رات کے دو بجائے ہوئے تھی لیکن ڈیول اب بھی اس کے کمرے میں نہیں آیا کیا واقعی ڈیول کو اس کے جینے یا مرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیا وہ اب بے معنی ہو گئی ہے ڈیول

کے لیے کیا وہ بس یہ رشتہ نبھا رہا ہے کیا اس نے اپنے شوہر کی محبت اپنے خود غرض باپ کے لیے کھو دی آیت کو دوبارہ اپنی زندگی میں محبت نام کا حصہ خالی ہوتا نظر آرہا تھا وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب نظر دوبارہ گھڑی پر پڑی اب تین بج چکے تھے آیت نے اپنے گالوں پر بہنے والے آنسو اپنی ہتھیلی سے بے دردی سے رگڑے اگر ڈیول کی زندگی میں اس کی کوئی اہمیت نہیں تو وہ اب اپنی زندگی بھی ختم کرلے گی۔ڈیول کی جنونی محبت کو پا کر ٹھکرا دینے والی اور پھر اسی محبت کو حاصل کرنے کے لیے اپنی زندگی ختم کرنے کی ہمت رکھنے والی صرف آیت زین کمال ہی ہو سکتی ہے۔

آیت نے اپنے قدم باہر کی سمت لیے وہ تیز تیز بھاگتے ہوئے اس پہاڑ کے ایک سرے تک پہنچی جو کھائی نما تھا آیت کو آس پاس پڑتی برف باری اور ٹھنڈ کا احساس تک بھی نا ہوا وہ ڈیول کی محبت کے بغیر اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی نہیں گزارنا چاہتی تھی آیت وہاں کھڑی ہوئی چیخی اتنی زور سے چیخی کے آیت کو آپنی آواز پلٹ کر کئی دفعہ سنائی دی "زین آئی لو یو" اور یہ کہتے اور سنے کے ساتھ اس نے کھائی کی ہوا میں ایک قدم بڑھایا تبھی کسی نے اس کی کمر پر ہاتھ ڈالتے اسے جھٹکے سے اپنی طرف موڑا آیت اس وجود کو دھندلی آنکھوں سے ساکت وجود کے ساتھ دیکھ رہی تھی جب

اسے ایک آواز سنائی دی "آئی لو یو ٹو مائے لیڈی" وہ آواز اتنا رعب اور شدت لیے تھی کہ آیت کا چیخنا اس آواز کے آگے آیت کو بے معنی لگا سامنے بلاشبہ ڈیول کھڑا تھا آیت کو اپنے حصار میں لیے آنکھوں میں اب بھی ناراضگی اور لہو لیے لیکن ایک اور چمک تھی وہ تھی محبت کی چمک جس کو آیت نے آج اپنے لیے دوبارہ اجاگر کر ہی لیا تھا ڈیول کی آنکھوں میں آیت ڈیول کو دیکھتے اس کے سینے میں منہ چھپا کر سسک اٹھی ڈیول نے خود کی ناراضگی اور آیت کے اس قدم پر غصّے کو ضبط کرتے اس کے گرد شدت سے حصار بناتے آیت کو اپنے سینے میں بھینچا آس پاس بڑھتی ٹھنڈ اور ہلکی ہلکی ہونے والی برف باری نے اس منظر کو دو محبت کرنے والوں کے ملن کا منظر بنا دیا۔

"زین میں تمہیں چھوڑ کر اب کبھی نہیں جاؤں گی کبھی نہیں یہ وعدہ ہے میرا میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر مجھے معاف کر دو مجھے خود سے دور کر کے سزا مت دو میں مر جاؤں گی" آیت بولی تو ڈیول نے اسے اپنے برابر کھڑا کیا اور اسکے آنسو اپنی انگلیوں

کے پوروں سے صاف کیے۔

"تمہیں سزا دے کر میں بھی تو پل پل مرا ہو تمہارے لیے لیکن تمہارا مجھ سے دور جانا مجھے خود کو تمہارے قریب آنے تمہیں معاف کرنے سے روکے ہوئے ہے۔۔ اور دوبارہ یہ خودکشی والی فضول حرکت مت کرنا ورنہ اب میں تمہارے ہاتھ پاؤں توڑ کر تمہیں کہی چلنے پھرنے کے لائق نہیں چھوڑو گا" ڈیول نے آیت کو شانوں سے پکڑ کر کہا تو آیت نے اسے دیکھا اس کی آنکھوں کو دیکھ آیت جان گئی تھی اس کی حرکت نے کس قدر ڈیول کو تکلیف میں مبتلا کیا تھا۔

"تم بس معاف کردو قریب میں خود آجاؤگی تمہارے" آیت نے پلکیں جھپکا کر نم آنکھوں سے آیت کی دھمکی کو اگنور کرتے ہوئے بولا تو ڈیول نے اس کے چہرے کو بار بار چھونے والی لٹوں کو پیچھے کیا۔

"تم مجھ سے دور کیوں بھاگی تھی اور اب میرے قریب کیوں آنا چاہتی ہو" ڈیول آیت کے منہ سے اس غلطی کا اعتراف چاہتا تھا اور یہ بھی کہ اس غلطی سے اس نے کیا سیکھا ہے کیا وہ آگے بھی اپنی نادانی میں یہ غلطی کرے گی۔

"میں ڈر گئی تھی تم نے میری آنکھوں کے سامنے میرے باپ کو مار دیا وہ چاہے جیسے بھی تھے میرا باپ تھا" آیت نم آنکھیں لیے اپنے باپ کو یاد کرتی بولی۔

"لیکن جب میں سڑکوں پر بھاگ رہی تھی تو یاد آیا میرا تمہارے سوا کوئی نہیں اس دنیا میں اور میں جس محبت کے لیے ترستی رہی ہو اسی سے دور جا رہی ہو اسی سے بھاگ رہی ہو۔۔" آیت ایک دفعہ پھر نم آنکھیں لیے بولی تو ڈیول نے پھر اس کا چہرے سے موتی اپنی انگلیوں سے چنے۔

"تمہارا باپ پتا ہے کیوں آیا تھا وہاں ؟؟" ڈیول نے آیت سے پوچھا تو آیت نے نفی

میں سر ہلایا۔

"تمہارا باپ مجھے مارنے کے لیے آیا تھا وہاں ۔۔ ان لوگوں کی اتنی اوقات نہیں کہ مرد بنتے سامنے سے کھیلے وہ تم تک پہنچ کر مجھے اپنے رستے سے صاف کرنا چاہتے تھے اور تم نے ان کا ساتھ دیتے میری پیٹھ پر وار کیا" ڈیول بولا تو آیت نے اس کا ہاتھ جلدی سے تھامتے نفی میں سر ہلایا یہ آیت ہی جانتی تھی کہ ڈیول کو مارنے والی بات تو اس کے دل ودماغ میں آئی ہی نہیں اس کے چہرے کو پڑھتے ڈیول پھر بولا۔

"مجھے معلوم ہے تم ایسا نہیں چاہتی تم نے صرف اپنے خود غرض باپ کی محبت میں یہ سب کیا اور اس بات پر ایک پرسنٹ بھی گلا نہیں مجھے تم سے ۔۔ سمجھ سکتا ہو باپ کی محبت کتنی ضروری ہوتی ہے لیکن تمہارا باپ غدار تھا اور میری دنیا میں غداری کی سزا ایسی ہوتی ہے ۔۔ مجھے گلا تم سے مجھ سے دور بھاگنے کا ہے میں نے کہا تھا تم سے مجھ سے دور بھاگی تو پوری زندگی میری محبت کے بغیر گزاروں گی تمہیں اس

بات سے بھی ڈر نہیں لگا" ڈیول بولا تو اس کی بات میں کرب تھا وہ خود باپ کی محبت کے لیے ترسا تھا وہ غداری اور وفاداری کو اپنی دنیا میں سب سے اوپر رکھتا تھا کیونکہ اس نے اپنے ماں باپ کو بھی تو کسی کی غداری کی وجہ سے گوایا تھا وہ کیسے آیت کو نا سمجھتا لیکن آج بھی آیت کے دور بھاگنے کی آگ میں جل رہا تھا۔

"مجھے تم سے عشق ہے آیت زین کمال اسی لیے تمہاری لگائی آگ میں بھی تمہیں لپیٹ نہیں سکتا۔۔میں درندہ ہوں، برا ہوں لیکن تمہارے لیے میرا عشق مخلص ہے" ڈیول آیت سے کہتے پلٹا ڈیول آیت سے عشق کرتا ہے اس بات کا ثبوت اتنا ہی کافی تھا کہ آیت کی نادانیاں اور غلطیوں کے باوجود ابھی تک اس نے آیت کو کوئی سزا اور اس کے ساتھ کوئی غلط حرکت نہیں کی تھی اس کا شوہر ہونے کے باوجود ورنہ ڈیول اس کے ہوش کس کس طرح ٹھکانے لگا سکتا تھا اور کیا کیا اختیارات رکھتا تھا آیت سے یہ بات چھپی تو نہیں تھی جرم کی دنیا کا بادشاہ ہوتے ہوئے وہ عورت ذات سے اس قدر عقیدت رکھتا تھا تو اپنی بیوی کے ساتھ خود کیسے کوئی غلط

حرکت کرتا ڈیول آیت سے کچھ قدم دور ہوا تھا جب آیت نے بھاگتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے روکا ڈیول آیت کی طرف نہیں پلٹا گھوم کر آیت ہی اس کی طرف آئی۔

"تم مجھے معاف نہیں کرو گے ؟؟" آیت نے ڈیول کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں تو میرا خون بھی معاف ہے" ڈیول بولا تو آیت کو اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ محبت نظر آئی۔

"لیکن اب میں تمہارے قریب نہیں آسکتا جس جگہ سے کوئی مجھ سے دور جائے میں دوبارہ قدم وہاں نہیں بڑھاتا" ڈیول بولا اور سچ ہی تو بولا تھا جمال صاحب نے بھی ڈیول کو اپنے ماں باپ کے قاتل کا خون کرنے کے بعد خود سے دور ملک بھیجنا چاہا تھا

لیکن ڈیول نے ان سے بھی دور جانا پسند کیا تب جب اس کے پاس ان کے اور عنایہ کے علاوہ کوئی بھی رشتہ نہیں تھا لیکن ڈیول یہ نہیں جانتا تھا جس کے سامنے وہ یہ بات کر رہا ہے وہ اس کا عشق ہے اور عشق تو اپنی طرف رغبت پر مجبور کرہی دیتا ہے اور عشق بھی ایسا جو پاک رشتے میں بندھا ہوا ہے اور اگر اس کی طرف لاکھ ناراضگی کے بعد بھی محبوب نا پلٹے تو وہ عشق ہی کیسا۔

"مجھے خود سے دور رکھو گے ؟؟" آیت نے پھر پوچھا جس پر ڈیول نے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی ڈیول کے منہ سے نکلنے والی سانس پر برف کے دھوئیں کو آیت نے محوت سے دیکھا۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا میرے اختیار میں نہیں لیکن تمہارے قریب بھی نہیں آسکتا" ڈیول نے بولا اس بات سے انجان عشق میں دور جانا کون چاہتا ہے عشق میں تو لوگ قریب آنے پر بے بس ہوتے ہیں۔

"میں آجاتی ہو پھر۔۔ اتنا قریب کہ اب تمہیں اپنی محبت سے یقین دلا سکوں کہ میں تم سے کبھی دور نہیں جاؤگی اپنی غلطی دوبارہ کبھی نہیں دوہراوگی "آیت مسکراتے ہوئی بولی پھر ڈیول کو بنا سمجھنے کا موقع دیے برف میں پیچھے دھکا دیا اس اچانک حملے پر ڈیول کا بیلس بگڑتے پیچھے جا گرا جب ڈیول کے گرتے کچھ برف اچھل کر ڈیول سے دور ہوئی آیت فوراً ڈیول کے پیٹ پر آبیٹھی۔

"تم کیا کرنا چاہتی ہو "ڈیول نے ائبرو ریز کرتے آیت کی حرکت پر ناگواری سے پوچھا۔

"اپنے شوہر سے محبت "آیت نے مسکراتے ہوئے ڈیول کے چہرے پر جھکتے ہوئے بولا جبکہ ڈیول نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔

"اور اگر تمہارا شوہر محبت کرنے کی اجازت نا دے تو ؟؟" ڈیول نے آیت کو گھور کر بولا جس پر آیت کھلکھلا کر ہنس دی۔

"اجازت مانگی کس نے ہے ؟" آیت ڈیول کو ایک آنکھ ونک کرتی بولی اور ڈیول کے چہرے پر جھکی ڈیول کے لبوں کو چھوتی اسے اپنی محبت کا یقین دلانے لگی ڈیول نے آیت کو کمر سے پکڑتے پیچھے کرنا چاہا جس پر آیت نے نم آنکھوں سے اٹھتے ڈیول کو گھور کر پلٹی مطلب صاف تھا اب آیت ڈیول کے بار بار روکنے پر ناراض ہو چکی تھی وہ بھی تو محبت کرتی تھی ڈیول سے اور ڈیول کب سے اسے خود سے دور کیے جا رہا تھا آیت کے غصّے بھرے چہرے کو دیکھتے ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا آیت پلٹتی کہ ڈیول نے اس کا ہاتھ تھامتے لیٹے ہوئے ہی اسے اپنے اوپر گرایا عشق آخر کار دی ڈیول کنگ کو بھی بے بس کر ہی چکا تھا۔

"تم سے محبت ہوگی نہیں میری جاں اور تمہاری محبت مجھے منانے کے لیے کافی بھی

نہیں ہوگی اس لیے میں تمہاری مدد کرتا ہوں اجازت ہے ؟؟"ڈیول آیت کے چہرے پر انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا جب اس کی بات پر آیت نے ڈیول کو دیکھا مطلب وہ اسے اپنی محبت کی اجازت دے رہا تھا آیت نے شرم سے پلکے جھکائی جس پر ڈیول کا قہقہہ گونجا مطلب صاف تھا ابھی کیسے بے باک بن رہی تھی اس کی بیوی اور ڈیول کی بے باک بات پر کیسے شرما گئی آیت نے دوبارہ ڈیول کی طرف دیکھا جہاں کتنے دنوں بعد اس کے گال پر ڈمپل ٹمٹما رہا تھا آیت کتنی محوت سے انھیں دیکھے جا رہی تھی۔

"اجازت ہے ؟؟"ڈیول نے خمار آلودہ نظروں سے آیت کو اسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر دوبارہ اجازت چاہی جس پر آیت نے نظریں جھکائے اثبات میں سر ہلایا تو ڈیول آیت کو برف پر لٹاتا کروٹ کے بل اس پر جھکا اور آیت کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کرگیا قطرہ قطرہ اتنے دنوں کی تشنگی کو مٹاتے آیت کے منہ میں خون کا ذائقہ چھوڑتے ڈیول آیت کو اپنی شدتوں سے اپنی اس کے لیے اتنے دنوں کی تڑپ کا

احساس دلا گیا پھر ڈیول نے آیت د۔ لبوں کو آزادی بخشتے اسکی گردن میں اپنا منہ چھپاتے آیت کی گردن پر شدتوں بھرا لمس چھوڑا آیت نے ڈیول کے لانگ گرم کوٹ و اپنی مٹھیوں میں بھینچا ڈیول کے ہونٹوں نے جب آیت کے گردن سے شہ رگ تک کا سفر طے کرنا چاہا جس پر آیت کا بلاؤز روکاوٹ بنا ہوا تھا ڈیول نے خمار آلودہ نظروں سے آیت کو دیکھا جو پلکیں جھکائے رخ پھیرے ہوئے تھی پھر آیت کو اپنی کہنی کے بل اٹھاتے دوسرے ہاتھ کو آیت کی کمر پر لے جاتے ڈیول نے جھٹکے سے آیت کے بلاؤز کی ڈوری کو کھینچا جس کو محسوس کرتے آیت نے ڈیول کے سینے میں چھپنا چاہا ڈوری کھنچتے ہی ڈیول نے برف میں پیٹ کے بل آیت کو لٹایا بلاؤز ڈھیلا ہو چکا تھا جس کو مضبوطی سے آیت نے ایک ہاتھ سے اپنے سینے پر ٹکایا ہوا تھا اور اس کی کمر کو اپنے لبوں سے چھونے لگا برف کی شدت کو اپنے سینے پر محسوس کرتے آیت نے تڑپ کر ڈیول کی طرف پلٹنا چاہا جس کو ڈیول نے ناکام کرتے آیت کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

"دور بھاگی تھی مجھ سے اور پھر قریب آنا چاہا آج رات میری شدتوں کو محسوس کرتے اپنے کس عمل پر خود کو کوسنا ہے یہ حق تمہیں دیتا ہے تمہارا شوہر ڈارلنگ" ڈیول کہتے آیت کے بالوں کو ہٹاتے پشت کے بل اس کی گردن پر اپنے لمس چھوڑنے لگا۔

"زین مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے کمرے میں چلے" آیت نے ڈیول کے لمس میں سسکتے ہوئے کہا تو ڈیول خمار آلودہ نظروں سے برفیلے پہاڑ کی ذومعنی خاموشی کو محسوس کرتے آیت کو سیدھا کیا اور اسکے لبوں کو پھر اپنے قید میں لے لیا۔

"تمہارے نازک وجود کو دیکھتے ہوئے بات مان رہا ہو ڈارلنگ ورنہ یہ برف میں ڈوبا معنی خیز ماحول مجھے اپنی شدتیں تم پر لٹانے کے لیے بہت بہایا ہے" ڈیول آیت کے لبوں کو آزاد کرتے اسے نرمی سے خود سے جدا کرتے اس کے بلاؤز کی ڈوری کو دوبارہ اڑساتا اور اپنا کوٹ اتارتا آیت کو پہناتا اسے باہوں میں بھرتا اپنے لکڑی کے

بنے خوبصورت بنگلے کی طرف چل پڑا ڈیول آیت کو اپنے کمرے میں لاتا نرمی سے اسے بیڈ پر لیٹاتا اپنی شرٹ کو دور اچھالتا آیت پر جھکا آیت کے بدن سے اپنا کوٹ اتارتا آیت کو دوبارہ شرم سے پلکیں جھکانے پر مجبور کر گیا بڑھتی رات کے ساتھ ڈیول آیت کو بار بار اپنی شدتوں پر سکنے پر مجبور کر گیا آیت ڈیول کے اندر لگی اپنی نادانیوں کی وجہ سے غصّے کو ختم کرتے ہوئے نڈھال سی خود کو ڈیول کے رحم و کرم پر چھوڑتی ڈیول کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی تھی۔

آج نوریز اور نمل کے نکاح کا دن تھا جنت ولا کو ہر سو ایک دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ہر کوئی اپنی تیاریوں میں مگن تھا عنایہ صبح ہی نمل کی تیاریوں میں مدد کے لیے گھر سے نکل چکی تھی جبکہ داہم ابھی وہاب ولا رات بھر کا تھکا ہوا آیا تھا وجہ رات میں اچانک اس لڑکی کی ایمرجنسی اور کچھ اور ایمرجنسی کیسز تھے جنھیں ہینڈل کرتے داہم

کو صبح ہو گئی تھی ہالے نے دلشاد اور داہم دونوں کے کپڑے ریڈی کر دیئے تھے لیکن داہم کو تھکاوٹ سے چور باہر سے آتا دیکھ ہالے کو داہم کی کل رات والی باتیں یاد کرتے لب مسکرا گئے داہم کی نظر جیسے ہی ہالے پر پڑی تو آنکھوں نے جیسے کسی اور سمت دیکھنے سے ہی انکار کر دیا۔ لائٹ پیرٹ گرین کلر کی فراک پہنے جو اس کے پیروں کو چھو رہی تھی کانوں میں ڈریس کے ہم رنگ جھولتے کندن کے جھمکے بالوں کا ایک میسی سا خوبصورت پھولوں کا جوڑا بنائے جس میں اسٹائل کے طور پر کچھ آوارہ لٹے کرل کی صورت میں ہالے کے گردن اور چہرے پر جھول رہی تھیں اور ہم رنگ ڈوپٹہ اپنے بازو میں کہنی کے بل پیچھے سے لپیٹے سیدھے ہاتھ کی تیسری انگلی میں جھمکو کے ڈیزائن کی بڑی انگوٹھی پہنے اور بائیں ہاتھ میں باریک سی انگوٹھی پہنے آنکھوں پر آئی لائنر لگائے ہونٹوں پر پیچ پنک شیڈ کی لپسٹک مناسب سے میک اپ میں وہ سیدھا داہم کے دل میں اتر رہی تھی اور اوپر سے غزب یہ کہ ہالے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی لیکن داہم نے نوٹ کیا تھا اس کی کلائیاں خالی تھیں۔ داہم قدم اٹھاتا ہالے کی سمت بڑھا جو اسے دیکھتے مسکرا رہی تھی۔

"میں کھانے کے لیے کچھ بنوانے کا کہتی ہو" ہالے بولتی داہم کی محبت پاش نظروں سے بچتی ہوئی بولی اور پلٹی کہ داہم نے اس کی کلائی پکڑلی ہالے کے دل نے داہم کی حرکت رزور زور سے دھڑکنا شروع کردیا ہالے خود کو کمپوز کرتی داہم کی طرف پلٹی داہم نے ہالے کی کلائی نرمی سے چھوڑتے اپنے کوٹ کی جیب سے موتیے اور گلاب کے گجرے نکالے جنھیں دیکھتے ہالے پھر دل کھول کر مسکرائی۔

"صرف چائے بنوا دو ناشتہ کرلیا تھا میں نے ۔۔ اور یہ تمہارے لیے" داہم کہتا ایک گجرا لیتا ہالے کو پہنانے لگا جب اس کے ہاتھ سے کسی نے نرمی سے گجرا اپنے ہاتھ میں پکڑا۔

"میں پہنا دیتا ہوں اپنی بہن کو تمہارے پاس یہ ابھی اختیار نہیں" وہ دلشاد تھا جو داہم کے ہاتھ سے گجرے لیتا باری باری ہالے کو پہنا چکا تھا اور داہم ہونک بنا دلشاد کو

دیکھ رہا تھا جو اپنے کام میں مصروف تھا جبکہ داہم کی شکل دیکھتے ہالے نے اپنی ہنسی چھپائی اور ملازمہ کو داہم کے لیے چائے بنانے کا کہا۔

"میرا باپ کی پہلی اولاد یہ میں خود پہنانے کے لیے اپنی بیوی کے لیے لایا تھا" داہم صدمے سے بولا تو دلشاد کے لب مسکرائے۔

"ہونے والی" دلشاد نے جتایا جس پر داہم نے پہلو بدلا اور گجروں کو دیکھنے لگا جنھیں وہ بیچارہ تھکاوٹ سے چور ہونے کے باوجود لایا تھا۔

"مجھے پتا ہے یہ آپ نے کیوں کیا" داہم نے گھور کر دلشاد کو بولا لیکن دلشاد کے دیکھنے سے پہلے اپنی آنکھوں میں معصومیت لے آیا اب صبحِ صبح دلشاد سے پٹنا تھوڑی نا چاہتا تھا۔

"اووہ۔۔کیوں کیا میں نے یہ" دلشاد نے ہاتھ سینے پر فولٹ کیے آئبرو ریز کرتے پوچھا۔

"میں نے کچھ دن پہلے بھابھی کو گجرے دلائے تھے آپ نے اس کا بدلا لیا" داہم منہ بسور کر بولا یہ سچ تھا داہم عنایہ کے ساتھ ہاسپٹل سے واپسی پر تھا جب عنایہ گاڑی سگنل پر رکتی اشتیاق سے وہاں کچھ دور شاپ پر گجرے دیکھنے لگی اسے گجرے بہت پسند تھے جس کو سمجھتے داہم نے اپنی پیاری بھابھی کے لیے خریدنے ضروری سمجھے اور عنایہ کو دیے اور عنایہ دیر لگائے پہن بھی لیے اور عنایہ جب گجرے پہنے ہاسپٹل سے گھر لوٹی تو اتفاق سے دلشاد گھر پر تھا جس نے خونخوار نظروں سے عنایہ کے ہاتھوں کو گھورا تھا جس پر داہم نے پیچھے سے آتے دلشاد کو دیکھتے مزید اگ لگائی تھی اور کہاں تھا اب بھائی بھابھی کو گجرے یا گلاب نہیں دیتے تو دیور کا تو فرض بنتا ہے جس پر دلشاد نے داہم کی طرف طنزیہ مسکرایا اور سر جھٹک کر باہر چلا گیا دلشاد کا مطلب صاف تھا میرے باپ کی آخری اولاد اب تو دیکھ میں کس طرح تیرا خون

جلاتا ہوں اور جو آج دلشاد باخوبی کر رہا تھا۔

" سمجھدار ہو میرے باپ کی آخری اولاد" دلشاد نے داہم کو اور آگ لگائی۔

"آپ پر جو نہیں گیا" داہم بڑبڑایا لیکن دلشاد نے سن لیا جس پر داہم فورا کھسیانا ہوا۔

"دوبارہ بولنا" دلشاد نے آبرو ریز کرتے کہا۔

"میرا مطلب ہے۔۔ سمجھدار کیوں نا ہو اپنے باپ کی پہلی اولاد پر جو گیا ہو" داہم بولا تو دلشاد نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی۔

"میری بیگم کو دوبارہ اگر گجرے دلائے نا تو دیکھنا تمہاری شادی پھر اس زندگی میں تو ہونے نہیں دونگا میں۔۔" دلشاد بولا تو داہم نے ہنستی ہوئی ہالے کو دیکھ دانت پیسے اور دلشاد کے وہاں جانے تک سر جھکائے کھڑا رہا۔

"ہالے چلو جلدی مجھے رستے میں اپنی بیگم کے لیے گجرے اور بک اے بھی لینا ہے تمہارے ہونے والے شوہر نے تو مجھے مالی بنانے کی پکی تیاری کردی ہے" دلشاد داہم کو دیکھ جل کر بولا اور آگے قدم بڑھا گیا عنایہ نے دلشاد کو رات ہالے کے پاس بک اے دیکھ اشتیاق سے جتایا تھا کہ داہم کتنا لوینگ اور کیرینگ ہے مطلب صاف تھا دلشاد پر یہ طنز تھا دلشاد نے اپنا غصّہ داہم پر تو نکال دیا اور آج رات اس کی مسز کی باری تھی دلشاد کی بات سنتے داہم کا قہقہہ گونجا۔

"بھائی دونوں بھابھیوں کے لیے میں یہاں آنے سے پہلے ہی گجرے جنت ولا پہنچا آیا تھا" دلشاد نے دروازہ کے پاس پہنچتے قدم روکتے داہم کی بات سنی اور پھر پلٹا۔

"ہالے میری بیوی اور نوریز کی ہونے والی بیوی اس وقت کہا ہے؟؟" دلشاد کی بات پر داہم نے ہالے کو نا سمجھی سے دیکھا گھر پر ہونگی اور کہاں ہونگی نکاح تو گھر پر تھا نا۔

"بھائی پارلر میں" ہالے نے فرمابرداری سے جواب دیا جس پر داہم نے سوچا اچھا تبھی۔

"اور داہم جن گجروں کا زکر کر رہا ہے وہ اس وقت کہا ہے" دلشاد بولا تو ہالے نے پھر فرمابرداری دیکھائی۔

"بھائی افکورس آپ کے حکم پر رشیدہ کے ہاتھوں سے ڈسٹبین میں" داہم نے پہلے جلے بھنے انداز میں ہالے اور پھر دلشاد کو دیکھا جس پر ہالے اور دلشاد نے قہقہہ لگایا۔

ہالے دلشاد کے ساتھ جنت ولا کے لیے نکلی تھی جبکہ زریش بیگم اور وہاب صاحب پہلے ہی جا چکے تھے اور داہم سر جھٹکتا ملازمہ کو چائے کمرے میں لانے کا کہتا اپنے کمرے میں پہلے چائے پینے اور پھر تیار ہونے کے لیے قدم بڑھا گیا۔

****

سب لوگ جنت ولا پہنچ چکے تھے تیاریاں ساری مکمل تھیں نوریز بھی بلیک کرتا پجامہ پر بلیک ہی شیروانی ڈالے کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا اور نمل نمل تو سادگی میں بھی حیرت انگیز حسن کی ملکہ تھی اور آج دلہن بنی ڈیپ ریڈ لہنگے میں قیامت برپا کر رہی تھی برائیڈل میک اپ میں برائیڈل جیولری میں نیٹ کا لال رنگ کے ڈوپٹہ سے گھونگھٹ کیے وہ آج جنت ولا میں تمام موجودہ افراد کی توجہ کا مرکز تھی اسی کے ساتھ عنایہ بھی نمل کو لیے ہال میں بنے خوبصورتی سے سجے سٹیج کی طرف بڑھ رہی تھی سکائے سلور کلر کی میکسی پہنے آبشار جیسے بالوں کو سٹریٹ کیے پشت پر نیچے کچھ کرل

بنا کر ڈالے ہوئے گلے اور کانوں میں باریک ڈائمنڈ کا نیکلس پہنے جو زریش بیگم نے اس کے لیے بنوایا تھا دو ڈائمنڈ کے کنگن الگ الگ ہاتھوں میں پہنے وہ اسٹیج کی طرف نمل کے ساتھ قدم اٹھا رہی تھی جہاں دلشاد نوریز کے ساتھ کھڑا مسکراتی آنکھوں سے عنایہ کو دیکھ رہا تھا سکائے شرٹ اور سلور سکائے پینڈ کوٹ پہنے وہ بھی عنایہ کے ساتھ پرفیکٹ کپل کی میچنگ کر چکا تھا اور ان کی ڈریسز ہالے نے سلیکٹ لی تھیں لیکن وہ ان کو بتا ہی نہیں پائی رات کو جب دلشاد عنایہ کو کار میں بیٹھے آن لائین ڈریس سلیکٹ کر کے گھر منگوانے کا کہہ رہا تھا جب ہالے نے انھیں بتایا جس پر عنایہ نے گھر جا کر اپنا ڈریس دیکھتے دل سے ہالے کا شکریہ ادا کیا جبکہ دلشاد نے ہالے کی میچنگ والی تک پر اسے گھورا تھا جس پر ہالے نے کندھے آچکا دیئے۔ دلشاد اور ہالے نے ہم رنگ پھولوں سے سجے گجرے عنایہ اور نمل کے لیے بنوائے تھے گلاب اور موتیوں کے ان کی تیاریوں کو چار چاند لگا گئے تھے ہالے نے نمل کو تو گجرے پہنا دیئے تھے لیکن عنایہ سے کہا تھا اس کے گجرے دلشاد کے پاس ہیں اسٹیج کے اعتراف میں نمل اور نوریز کی طرف شیشوں اور موتیوں کی لڑیوں کا ایک پردہ حائل تھا عنایہ نے دلشاد کو چور نظروں سے دیکھا وہ آج بھی عنایہ کے دل کے تار

چھیڑ دینے والی وجاہت لیے کھڑا تھا اور عنایہ کا اسے دیکھنا نوٹ بھی کر چکا تھا عنایہ اسٹیج سے اترتی مسز زریش کے پاس پہنچی زریش بیگم بھی مسکراتی آنکھوں سے اپنی بہو کو دیکھ دل میں اس کی بلائیں لے رہی تھیں وہ انھیں کچھ کہنے والی تھی جب دلشاد کی آواز اسے اپنے پیچھے سے سنائی دی اتنے قریب کے عنایہ کا پلٹ کر دیکھنا بھی ممکن نا تھا۔

"موم میں آپ کی بہو کو کچھ دیر اپنے ساتھ لے جاؤ" دلشاد بولا تو زریش بیگم نے اپنے بیٹے اور بہو کی جوڑی پر دل میں صدقہ واری ہوئی۔

"تمہاری بیوی ہے بھئی لے جاؤ" انھوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو دلشاد عنایہ کا ہاتھ تھامے اسے ایک سائیڈ لے آیا وہاں لوگوں کی آمد و رفت نا ہونے کے برابر تھی۔

"یہ تمہارے لیے" دلشاد نے اپنے کوٹ سے عنایہ کے لیے گجرے نکالے تو عنایہ

مسمرائیز سی کبھی دلشاد اور کبھی اس کے ہاتھوں کو دیکھتی۔

"میں پہنا دو ؟؟" دلشاد نے پوچھا تو عنایہ نے اثبات میں سر ہلایا دلشاد نے دونوں گجرے عنایہ کے ہاتھوں کی زینت بناتے تھامتے انھیں اپنے لبوں سے چھوا دلشاد کی حرکت پر عنایہ نے شرم سے نگاہیں جھکا لی۔

"چلیے" عنایہ نے دلشاد کی ہلکی بیرڈ کو ہنوز اپنے ہاتھوں پر چبھتا محسوس کیا تو شرم سے لال ہوتی بولی جبکہ دلشاد نے عنایہ کے ہاتھوں کو چھوڑتے اس کی کمر پر اپنے بازوؤں سے حصار بنایا۔

"تم نے کل مجھے طعنہ دیا تھا نا بیگم آج رات تمہیں بتاؤ گا میں کتنا لونگ ہو" دلشاد کی سرگوشی اور پھر عنایہ کی کان کی لو کو چومنے سے عنایہ کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا یقیناً اب دلشاد وہاب خانزادہ کو طعنہ دیا تھا بھگتنا تو پڑے گا۔

"میں نے تو کیرینگ کا بھی بولا تھا" اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتے عنایہ نے آج رات دلشاد سے بچنے کی آخری کوشش کرنی چاہی۔

"اب کیرینگ ہونا اور کسے کہتے ہیں بیگم کہ آپ کے لیے تاروں کے نہیں کرسٹل دھاگے سے بنے گجرے بنوائے ہیں ۔۔ اب کیرینگ ہونے کا تو ثبوت دے ہی چکا ہوں میں" دلشاد نے عنایہ کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے بولا نظریں عنایہ کے انار جیسے ہونٹوں پر تھی لیکن عنایہ کو کچھ دن پہلے کا منظر یاد آیا جب داہم کے دلائے گجروں سے عنایہ کی کلائی پر نشان بن گئے تھے وہ تار کے جو تھے اور اس کے ساتھ اکثر یہ مسئلہ رہتا تھا اور دلشاد کو رات کو کھانا سرو کرتے دلشاد کی نظر عنایہ کے ہاتھوں پر گئی تو وہ پوچھے بنا نا رہ سکا جس پر عنایہ نے نارملی اسے بتایا اسے یہ علم نہیں تھا کہ اس کا کھڑوس شوہر اس کے لیے اتنی کیئر کرے گا عنایہ بس سوچ ہی سکی لیکن جب دلشاد کی سانسیں اپنے ہونٹوں کے قریب ہوتی محسوس ہوئی تو عنایہ کا دل حلق میں آیا

ایک تو میک اپ خراب ہوجانا تھا اور دوسرا کوئی آجاتا تو اور دوسرا والا کام ہو ہی گیا وہاں آئے چھوٹے خانزادہ۔

"بھئیا بھابھی موقع محل ہی دیکھ لیا کرے" داہم کے کانوں کو ہاتھ لگاتے بولنے پر عنایہ دلشاد کی گرفت ڈھیلی پڑتی دیکھ جھٹ سے دلشاد سے دو قدم دور ہوئی جو داہم کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ضرورت نہیں ہمیں دفعہ ہو یہاں سے اور تم ادھر آؤ واپس" دلشاد نے ناگواری سے داہم سے بولا اور پھر عنایہ کو ہاتھ سے واپس اپنی جگہ پر آنے کا اشارہ کیا جس پر عنایہ نفی میں سر ہلاتی فورا میکسی سمبھالتی شرم سے لال ہوتی وہاں سے نودوگیارہ ہوئی جبکہ عنایہ کی فورتی دیکھ داہم نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ مشکل سے اپنا قہقہہ ضبط کیا اور وہاں سے الٹے پاؤں بھاگا کیوں کہ دلشاد عنایہ کی پشت کو گھورتا اب خونخوار نظروں سے داہم کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

"میرے باپ کی آخری اولاد دیکھ لو گا تجھے۔۔" دلشاد داہم کو بھاگتا دیکھ بڑبڑایا اور ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتا سر جھٹک کر اسٹیج کی طرف بڑھا۔

نمل برقہ ولد احان قاسم آپ کا نکاح نوریز کاشان یوسفزئی ولد کاشان یوسفزئی کے ساتھ سکہ رائج الوقت پچاس لاکھ میں طے پایا ہے آپ نے قبول کیا۔۔ مولوی صاحب کے الفاظوں نے نمل کو آج اللہ کے سامنے بار بار شکر کا کلمہ پڑھنے پر مجبور کردیا آج وہ واقعی ہمیشہ کے لیے اس زندگی کو خیر آباد اس دلدل میں واپس جانے کے ڈر کو خیر آباد کہ گئی تھی وہ آج اپنی عزت دار زندگی کا آغاز کرنا چاہتی تھی اور آج وہ نوریز کی زندگی میں اس کی عزت اسکی محرم بن کر قدم رکھنے والی تھی نمل کی سائیڈ ساری خواتین تھی نمل کے والد کا نام لینے پر زریش بیگم اور جنت بیگم حیران ہوئی لیکن پھر زریش بیگم نے خود کو یہ ہی کہ کر سر جھٹک گئی کہ احان نام کے صرف احان یوسفزئی (نوریز کے چاچو) ہی تو نہیں ہیں لیکن جنت بیگم کا دل مطمئن نہیں ہوا کیونکہ

نمل کے والد کے نام کے ساتھ قاسم تھا اور قاسم ان کے سسر کا نام تھا لیکن ابھی وقت حیرانی کا نہیں تھا وہ خود کی الجھن پر قابو رکھتی نکاح میں متوجہ رہیں۔

قبول ہے۔۔

(تم ایک طوائف زادی ہو)

نمل کے کانوں میں بچپن سے اب تک کوٹھی میں سنے والا جملہ گونجا نمل کی آنکھوں سے آج اللہ کے شکر میں آنسو روا ہوئیں اور اپنے نمل لہجے میں اپنی عزت دار زندگی کی طرف پہلا قدم بڑھاگئ پھر ایک دفعہ اور مولوی صاحب نے نمل سے وہی الفاظ دہرائے۔

قبول ہے۔۔

(طوائف کے منہ سے آللہ کی باتیں اچھی نہیں لگتیں) ایک اور جملہ اپنی نئی زندگی میں دوسرا قدم رکھتے ہوئے نمل کے کانوں میں گونجا کاش وہ بتا سکتی شمس رفاقت کو دیکھوں آج اسی طوائف کی بیٹی کے اللہ کو پکارنے پر اللہ نے اسے کس قدر عزت سے نوازہ تھا۔ مولوی صاحب نے آخری دفعہ نمل سے وہی الفاظ دہرائے۔

شکر الحمد اللہ قبول ہے۔۔

(میں ایک دن یہاں سے نکل جاؤں گی اور عزت سے زندگی گزاروں گی مجھے یقین ہے اس رب پاک سے کی گئی دعاؤں پر) اور آج اسی رب نے اسے ایک صالح مرد کی زندگی میں اسکی عزت بنا دیا تھا نمل کے ادا کیے الفاظوں کے ساتھ بے ساختہ اسکے منہ سے سسکی نکلی جس پر عنایہ نے اس کی پیٹھ سہلائی سب یہی سمجھ رہے تھے یتیم بچی

ہے اس لیے جذبات میں رو گئی لڑکیوں کو اس موقع پر تو والدین کی ضرورت ہوتی ہے لیکن وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے اس کے والد اس کے ساتھ اس نکاح میں شامل ہیں احان یوسفزئی نمل کے والد ہیں جو دونوں باپ بیٹی اس راز سے ناآشنا ہے لیکن آج احان صاحب پر یہ راز ظاہر ہونے والا تھا صرف احان صاحب پر ہی نہیں بلکہ کاشان صاحب اور جنت بیگم پر بھی اور ناجانے نمل کا سچ اور یہ راز نوریز کو کب پتا چلنا تھا یہ تو تقدیر ہی جانتی تھی۔

اب مولوی صاحب نوریز کی طرف گئے اور نکاح کے الفاظ نوریز کی سمت دوہرائے۔

نوریز یوسفزئی ولد کاشان یوسفزئی آپ کا نکاح نمل برقہ ولد احان قاسم کے ساتھ سکہ رائج الوقت پچاس لاکھ میں طے پایا ہے آپ نے قبول کیا۔۔ مولوی صاحب کے الفاظ کاشان صاحب اور احان صاحب کو ساکت کر گئے کاشان صاحب برقہ نامی

خاتون کو بھی جانتے تھے جن کے حسن پر ان کا بھائی دیوانہ ہوا تھا لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ وہ نکاح کر چکا ہے ان سے اور اس کوٹھی کے اصول کے مطابق ایک رقم ادا کر چکا ہے جس کی وجہ سے کم سے کم برقہ کو کسی غلط کام پر مجبور نہیں کرے گے لیکن برقہ سے اولاد کا تو احان صاحب نے انھیں کبھی بتایا ہی نہیں جبکہ احان صاحب کی آنکھوں سے برقہ اور ان سے اور ان کی ہونے والی اولاد یعنی نمل سے کی گئی بے وفائی پر ایک آنسو ٹوٹ کر ان کی داڑھی میں جذب ہوا اولاد کی نعمت کو ٹھکرانے کی سزا انھیں مل چکی تھی آپنی پہلی بیوی اور دونوں بچوں کو گواہ کر لیکن پچھتاوے کی لپیٹ میں کبھی وہ برقہ سے ملنے نہیں گئے اور نا اپنی اولاد کا سوچا انھیں تو یہی لگا تھا کہ برقہ نے ان کے کہنے پر اس وجود کو ختم کر دیا ہوگا لیکن اب شرمندہ سے ساکت کھڑے موتیوں کی لڑیوں کے پار اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔ کاشان صاحب نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انھیں خود پر ضبط کرنے کا اشارہ دیا جسے سمجھتے وہ اپنی آنکھیں صاف کر گئے تھے نوریز نے تین بار قبول ہے کہتے سائین بھی کر دیا تھا ہر طرف مبارک بات کی صدائیں گونج رہی تھیں دلشاد بھی نوریز کے گلے لگتا اسے مبارک بات دے چکا تھا جبکہ داہم تو اس کے اس طرح گلے لگا کہ نوریز

لڑکھڑا کا اپنی جگہ سے دو قدم دور ہوا۔

"چل بھائی تو بھی سولی چڑھا ہی گیا" داہم نوریز سے شرارت سے بولا جب نوریز مسکرایا۔

"خوشی سے الحمدللہ" نوریز کے بولنے پر داہم نے اسے ڈرانا اور شرم دلانا چاہا۔

"مجھے لگتا ہے تو پکا جورو کا غلام رہے گا" داہم بولا تو دلشاد نے قہقہہ لگایا جس پر نوریز باہیں کھولے کہا۔

"انشاء اللہ" نوریز نے پنا مستقبل سوچتے خوشی خوشی دعا کی جس پر داہم نے اسے گھورا۔

"استغفر اللہ" داہم نے نوریز کو گھورتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگایا جبکہ داہم کی اس حرکت پر دلشاد نے دوبارہ قہقہہ لگایا۔

"تجھے بھی دیکھ لیں گے" نوریز نے داہم کو خود کو گھورتا پا کر بولا جب داہم نے پوری خوشی سے اپنے دانتوں کی نمائش کی۔

"یہ ہینڈسم بندہ غلام بنے کے لیے تہہ دل سے بے قرار ہے" داہم نے بول تو نوریز نے اسے سر پر چت لگائی گھورتو ایسے رہا تھا جیسے جورو کا غلام خود تو بنے گا ہی نہیں۔نکاح کی رسم ادا ہوئی تو سب کھانے میں مشغول ہوئے کھانے کے بعد تمام مہمانوں کو رخصت کیا گیا جب عنایہ نے نمل کو گلاب کے پھولوں سے سجے نوریز کے کمرے میں بیڈ پر بیٹھاتے خود باہر انتظار کر رہے گھر والوں کی طرف قدم بڑھائیں سب لوگوں نے وہاب ولا کا رخ کیا تو کاشان صاحب اور جنت بیگم نے احان صاحب کے

کمرے کا رخ کیا احان صاحب نے نکاح کے بعد سے ہی خود کو کمرے میں قید کر لیا تھا۔

"احان نمل تمہاری بیٹی ہے؟؟" یہ کاشان صاحب تھے جنہوں نے کمرے میں آتے کاوئچ پر بیٹھے احان صاحب کے برابر میں بیٹھتے ان سے پوچھا جبکہ جنت بیگم سائیڈ صوفہ پر بیٹھی اپنے بھائی جیسے دیور کو دیکھ رہیں تھیں جو شاید روئے تھے ان کا چہرہ بے حد سرخ تھا کاشان صاحب کے پوچھنے پر احان صاحب نے سر اثبات میں ہلایا۔

"مجھے نمل کو دیکھتے ہی برقہ کی یاد آئی تھیں وہ اتنی ہی خوبصورت ہے جتنی اس کی ماں تھی مجھے اس سے بیٹی جیسی شناسائیت محسوس ہوتی رہی ہے لیکن آج علم ہو گیا وہ میری ہی بیٹی ہے۔۔ اللہ کس کس طرح نوازتا ہے اپنے گنہگار بندوں کو بھائی اللہ نے برسوں پہلے باپ کا رتبہ چھینا تھا اور آج لوٹا بھی دیا نمل کی صورت میں۔۔ میں تو برقہ کا اتنا گنہگار ہو کہ ان کے سامنے سر اٹھانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتا اور نمل

اس کے لیے اتنا بے بس کے اسے گلے لگا کر اولاد کی ٹھنڈک اپنے دل میں اترتی بھی محسوس نہیں کر سکتا" احان صاحب بولے تو ان کے لہجے میں کرب تھا احساس ندامت تھی کاشان صاحب اور جنت بیگم کافی دیر خاموش رہے تو پھر احان صاحب نے بولنا شروع کیا۔

"بھائی بھابھی میں سمجھ سکتا ہوں آپ کے اکلوتے بیٹے کی شادی میری بیٹی سے ہوئی ہے جسے شاید پتا بھی نہیں میں اس کا باپ ہو مجھے نہیں پتا نمل نے اپنے ماں باپ کی موت اور یتیم خانے کا زکر کیوں کیا شاید برقہ نے اسے بچاتے یتیم خانے میں ہی چھوڑ دیا ہو اس گندی جگہ سے اس کی حفاظت کے لیے اور یہ میں جانتا ہوں برقہ اس گندگی میں رہتے ہوئے بھی پاک تھی اور یہ ممکن ہی نہیں کہ اس نے میری بیٹی کو اس گندگی میں اترنے دیا ہو وہ باہمت عورت ہے بھابھی اگر میں بھی تھوڑی سی ہمت بابا جان کے سامنے دیکھاتے اس وقت یہ سب قبول کر لیتا تو آج میں احساس ندامت نا کاٹ رہا ہوتا۔۔میں نمل کا سامنا نہیں کر سکتا احساس ندامت کی وجہ

سے اسی لیے آپ سے درخواست ہے کہ آپ لوگ بھی نمل اور نوریز کو کچھ نا بتائیں۔۔ اور اگر آپ میری بیٹی کو اس کے ماں کے سچ کی وجہ سے یا اس کی پاک دامنہ پر شک کی وجہ سے اپنے بیٹے کی زندگی میں نہیں چاہتے تو میں اسے سب بتاتے ہوئے اپنے ساتھ یہاں سے دور لے جاؤ گا" احان صاحب آنسو بہاتے بول رہے تھے جب جنت بیگم نے ان کی بات کاٹی۔

"مجھے نمل کی پاکیزگی پر زرہ برابر بھی شک نہیں اس کی پاکیزگی تو اس کی عبادتوں میں نظر آتی ہے وہ تمہارا خون ہے احان اور میرے بیٹے کا جنون۔۔ نا ہم نا ہی نوریز اسے کبھی اپنی زندگی سے نکال پائے گا ہم اتنے کم ظرف نہیں ہیں جتنا تم نے سمجھا۔۔ مجھے افسوس ہے تمہاری سوچ پر" زریش بیگم ناراضگی سے کہتی پلٹتی کہ احان نے عقیدت سے ان کا ہاتھ تھاما اور گھٹنوں کے بل کاؤچ سے نیچے بیٹھے۔

"بھابھی مجھے معاف کردے میرا مطلب یہ نہیں تھا۔کاش جتنے آپ لوگ اعلیٰ

ظرف ہیں میں بھی ہوتا اور اپنی بیوی اور بیٹی کو اپنا پاتا" احان صاحب کے بولنے پر جنت بیگم نے پلٹتے اپنے دیور کے سر پر ہاتھ پھیرا تو کاشان صاحب نے بھی انھیں شانوں سے تھامتے اپنے روبرو کیا۔

"تم جیسا چاہتے ہو ہم ویسا ہی کرے گے ہم نمل اور نوریز کو کچھ نہیں بتائیں گے" کاشان صاحب نے بولا تو احان صاحب اپنے بھائی کے گلے لگے اور جنت بیگم نے بھی اپنی نم آنکھیں صاف کی۔

"تمہیں برقہ کے بارے میں معلوم کروانا چاہیے احان وہ کہاں ہے کیسی ہے۔۔

"جنت بیگم بولی تو کاشان صاحب نے بھی سر اثبات میں ہلایا۔

"میں پتا کرنے کے لیے خود جاؤ گا وہاں" احان صاحب کے بولنے پر کاشان صاحب نے ان کے کندھے کو تھپکی دی۔

****

وہاب صاحب اور زریش بیگم سونے کی غرض سے اپنے کمرے کا رخ کر گئے تھے جبکہ دلشاد اور داہم ملازمہ سے کافی کا کہہ چکے تھے نوریز کی شادی کے انتظامات میں وہ کافی تھک چکے تھے اور داہم تو بیچارہ کل رات کا اب تک سویا ہی نہیں تھا عنایہ اور ہالے بھی صوفے پر بیٹھی تھی جب ہالے داہم کو اپنی طرف سے نظریں نا ہٹاتے دیکھ بولی۔

"کسی کو گھورتے ہوئے بھی شرم نہیں آرہی" ہالے بولی تو داہم نے آہ بھری اور بنا شرم و لحاظ کے وہی ڈھیٹ بنا ہنوز ہالے کو دیکھتا رہا۔

"کوئی لگ ہی اتنا پیارا رہا ہے" داہم بولا تو دلشاد نے ہالے اور داہم کی محبت بھری

نوک جھوک شروع ہوتے دیکھ نفی میں سر ہلایا جبکہ عنایہ کسی فلم کی طرح صوفے کے سرے پر کہنی ٹکائے گال کے نیچے ہاتھ رکھے انھیں دیکھنے لگی جب ملازمہ نے کافی دلشاد اور داہم کے سامنے رکھی تو دلشاد کافی لب سے لگاتا ان کی نوک جھوک انجوائے کرنے لگا۔

"کوئی مجھے نظر لگانا چاہتا ہے "ہالے پھر داہم کو چھیڑتے ہوئے بولی۔

"کوئی دل وجان سے تمہارا صدقہ اتارنے کے لیے خود کو لوٹانے کے لیے بھی تیار ہے "داہم محبت پاش لہجے میں بولا جبکہ ہالے داہم کے بولنے پر شرما کر نظریں نیچے جھکا گئی۔

"اوو مسٹر اینڈ مسسز کوئی کوئی ہم بھی بیٹھے ہیں یہاں شرم ہی کر لو کچھ "یہ دلشاد تھا جو بیچ میں بولا کیوں کہ اس کی بیگم اب ان کو اتنے اشتاق سے دیکھ رہی تھی کہ دلشاد کو

بھی فراموش کر گئی جبکہ دلشاد کی بات پر عنایہ کا مزا کر کرا ہوا اور ہالے گڑبڑاتی رخ پھیرتی اپنا سامان اٹھاتی اپنے کمرے کا رخ کر گئی تو داہم نے اپنے بھائی کو دیکھا جو ایبرو ریز کرتا مسکرا رہا تھا جیسے کہ رہا ہو میرا رومینس خراب کیا تھا نا لو مزہ اب داہم نے سر جھٹکا اس کا بھائی اس سے کم کہاں تھا اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا تھا داہم نے کافی پر اپنی توجہ مبذول کی جبکہ دلشاد اپنا مگ رکھتا عنایہ کی طرف قدم بڑھا گیا جو اپنا سامان سمیٹ رہی تھی دلشاد نے ہاتھ بڑھایا جسے مسکراتے عنایہ تھام گئی دلشاد عنایہ کے ہاتھ سے اپنے دوسرے ہاتھ میں اس کا سامان تھام گیا اور اپنے کمرے کی طرف عنایہ کو لیے داہم کو جتاتی نظروں سے دیکھ قدم بڑھا گیا جس پر داہم نے ہنننہ کے انداز میں سر جھٹکا۔

نوریز نے اپنے کمرے میں قدم رکھا تو نمل کو دلہن بنے بیڈ پر بیٹھے دیکھ اس کے لب

مسکرا گئے نوریز دروازہ بند کرتا شیروانی اتارتا سائیڈ ٹیبل پر رکھ گیا اور قدم نمل کی سمت اٹھاتا بیڈ پر نمل کے پاس بیٹھ گیا نمل دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں قید کئے مسمرائیز سی بیٹھی تھی نوریز نے نمل کا گھونٹ اٹھایا کئی لمحے تو وہ پلکیں جھپکانا بھول گیا اتنا حسین اتنا خوبصورت کوئی ہو سکتا ہے بھلا؟؟ نوریز بس سوچ ہی سکا جبکہ نمل نے پلکیں اٹھا کر دیکھا تو کالے کرتا پجامہ میں بالوں کو جیل سے سیٹ کیے سبز آنکھوں میں چمک لیے بے تحاشہ وجاہت لیے نوریز اسے اپنے دل میں اترتا محسوس ہوا۔ نوریز نے ہاتھ بڑھتے نمل کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیا اور انھیں اپنے لبوں سے لگا گیا نوریز کے عمل نے نمل کو پلکیں جھکانے پر مجبور کر دیا اور اس کے دل نے ایک بیٹ مس کرنے کے بعد تیزی سے دھڑکنا شروع کر دیا۔

"مجھے یقین نہیں ہوتا محبت اتنی آسانی سے بھی مل جایا کرتی ہے۔۔ مجھے تم سے تب سے محبت ہے جب میں نے تمہیں پہلی دفعہ دیکھا تھا۔۔ میں اس پاک ذات کا شکر گزار ہو کہ اس نے تمہیں میرے نصیب میں بنا کسی آزمائش کے لکھ دیا۔۔ میں تم

سے سچ بولتا ہو میری زندگی میں آنے والی تم پہلی اور آخری لڑکی کو جس کے لیے میرا دل اس قدر دھڑکا ہے کہ نوریز کاشان یوسفزئی کو تمہاری محبت میں ڈھیر کر گیا ۔۔"

نوریز نمل کے ہاتھوں کو تھامے اپنے دل کے مقام پر رکھتا بول رہا تھا اور نمل اس کی آنکھوں میں ڈوبی سچائی دیکھتی نوریز سے نظریں نہیں ہٹا یا رہی تھی ۔

"میں تم سے کبھی کچھ نہیں چھپاؤ گا ۔۔ میری زندگی تو ویسے ہی تمہارے سامنے کھلی لتاب جیسی ہے ۔۔میں نے کبھی نہیں سوچا تھا اتنی پاک نماز تہجد ادا کرنے والی لڑکی کو اللہ مجھ جیسے کبھی کبھی نماز پڑھنے والے کے نصیب میں لکھے گا تمہیں دیکھتا ہو تو میرے دل سے تمہارا ساتھ جنت میں بھی ساتھ پانے کی دعا نکلتی ہے ۔۔"نوریز مسکراتے ہوئے اپنے نماز کبھی کبھی پڑھنے پر شرمندہ سا کہ رہا تھا لیکن نمل کے گلے میں کچھ نا چھپانے والی بات پر گلٹی بندھی اور آنسوؤں کا ایک ریلہ گلے میں ہی دم توڑ گیا وہ کیسے بتاتی اسے اپنا سچ کہ وہ کس گندی جگہ سے تعلق رکھتی ہے کیسے بتاتی عزت لی زندگی گزارنے کے لیے اس نے جنت ولا کے مکینوں سے جھوٹ بولے ہیں کیا کیا

بتاتی وہ نوریز کو جس کی وہ نمازوں کی وہ بات کر رہا ہے وہ نمازیں ادا کرتے اس گندگی کے لوگ کیسے اس پر ہنسا کرتے تھے کیا وہ اس سب کو جاننے کے بعد اسے اپنائے رکھے گا نہیں اس نے تو بچپن سے اب تک جتنے بھی مردوں کی قسمیں دیکھی اور سنی ہیں سب کم ظرفی کی مثال لیے تھیں وہ اپنی سچائی بتا کر اس پاک رشتے کو نہیں کھو سکتی نمل تو اپنی سوچوں اور سوالوں میں ہی الجھی تھی اور نم آنکھوں سے نوریز کو دیکھے جا رہی تھی۔

"تم بھی اگر مجھے کچھ بتانا چاہتی ہو یا کچھ پوچھنا چاہتی ہو تو پوچھ سکتی ہو۔۔میں ہماری نئی زندگی کی شروعات سچ سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔" نوریز نے بولا تو نمل نے سر نیچے جھکائے شرمندگی سے نفی میں سر ہلایا وہ طے کر چکی تھی کہ اب وہ نا تو اپنی پرانی زندگی کے بارے میں سوچے گی نا ہی زکر کرے گی بس اب وہ اپنی زندگی میں اپنے نئے رشتوں کو پا کر خوش رہے گی اس بات سے انجان کہ اس کی پرانی زندگی آنے والے وقت میں اسکے سامنے آ کھڑی ہو گی نمل کے نفی میں کرتے سر کو دیکھ

نوریز مسکرایا۔

"میں تمہارے ساتھ شکرانے کے نوافل ادا کرنا چاہتا ہوں۔۔" نوریز نے نمل کے ہاتھوں کو آزاد کرتے بولا اور بیڈ سے اٹھتا اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی نمل کے سامنے پھیلا گیا اور نمل تو نم آنکھوں سے اسے گردن اٹھائے دیکھتی رہی پھر اپنا مہندی اور چوڑیوں کنگن سے سجا ہاتھ نوریز کو تھما گئی۔ نوریز نمل کی مدد کرتا اسے ڈریسنگ کے سامنے کر گیا نمل اپنے ڈوپٹہ سے پنیر ہٹانے لگی جب نوریز جو سینے پر ہاتھ فولڈ کیے ڈریسنگ مرر کی سائیڈ پر ٹیک لگائے محبت پاش نظروں سے نمل کو دیکھے جا رہا تھا آگے قدم لیتے نمل کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور پینز ہٹانے لگا نمل آئینہ میں نوریز کی شبیہ کو دیکھ رہی تھی نوریز نمل کے ڈوپٹہ آزاد کرتا سائیڈ پر رکھ گیا اور پھر نمل کے گلے کے زیور نکالنے لگا نوریز کی انگلیوں کے لمس کو اپنی گردن پھر کانوں اور ماتھے پر محسوس کرتے نمل کی پلکیں جھکنے لگی نوریز نمل کو زیوارات سے آزاد کر چکا تھا پھر نمل کی جھکی پلکوں کو دیکھتے مسکراتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی نما انداز میں بولا۔

"جانم ۔۔ اب وضو کر لو نماز ادا کرنے کے بعد تمہیں ان مشکلات سے بھی آزاد کرانا ہے میں نے" نمل زو معنی الفاظ اور لہجے میں بولتا اشارہ صاف نمل کے لہنگے اور کھنکھناتی چوڑیوں کنگن کی طرف تھا نوریز اپنے ہونٹوں کا ایک کنارہ دانتوں میں دبائے نمل کے لال ہوتے چہرے کو دیکھنے لگا جو نظریں نوریز کی بات پر فوراً اٹھائے شرم سے لال ہوتے گالوں کے ساتھ نوریز کی شبیہ کو آئینے میں دیکھ رہی تھی پھر اپنی دھڑکنوں پر قابو رکھتی بنا نوریز کو جواب دیے اس کی نظروں سے بچتی اپنا ڈوپٹہ کبرٹ سے لیتی جو جنت بیگم نے اسکے سامان کے ساتھ ہی نوریز کی کبرٹ میں سیٹ کرتے ہوئے رکھوا دیا تھا نمل ڈوپٹہ لیے وشروم کی طرف رخ کر گئی جبکہ پیچھے نوریز مسکراتا اپنے جاہ نماز نکالنے لگا ۔ نمل باہر آئی تو بیڈ پر صرف ایک ہی جائے نماز تھی جبکہ نمل کے باہر آتے نوریز وضو ادا کرنے کے لیے جا چکا تھا نوریز باہر آیا تو نمل کو دیکھتے اس کے لیے کبرٹ سے ایک چادر نکال کر دی جو وہ خود اس کے لیے منہ دکھائی میں لایا تھا وہ بلیک کلر کی شفون نما ادوارے کی چادر تھی جس کے چاروں طرف کناروں پر خوبصورت سونے کی تاروں سے کڑھائی ہوئی تھی اور اس کے ایک کونے پر سونے

کا لاکٹ تھا جس پر NN بنا ہوا تھا اور ان کے بیچ دل بھی تھا ڈبل NN کا مطلب وہ جان گئی تھی نمل اور نوریز۔ نمل محوت سے اسے دیکھنے لگی پھر نوریز کے نمل کے سر سے نرمی سے ڈوپٹہ اتارنے اور چادر کو کھول کر اسے اڑھانے پر نمل اس چادر کو اپنے ہاتھوں سے محسوس کرنے لگی بے شک نمل نے اس سے پہلے اتنا نرم کپڑا نا اپنی زندگی میں دیکھا نا اتنی خوبصورت سونے کی کڑھائی وہ پہچان سکتی تھی وہ کڑھائی سونے کی تھی جس جگہ سے وہ آئی تھی وہاں تو لڑکیوں پر بے شمار سونا لوٹایا جاتا تھا لیکن افسوس نا حق۔ نمل نے چادر سے نظریں ہٹاتے نوریز کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ۔۔یہ بہت خوبصورت ہے نوریز" نمل نے بولا تو نوریز کو اپنا نام نمل کے منہ سے پہلی دفعہ ادا کرتے اس کے دل میں سرشاری پیدا ہوئی اور آگے بڑھتا نمل کے ماتھے پر بوسہ دیتا پیچھے ہوا۔

"اتنی خوبصورت نہیں جتنا تمہارے منہ سے میرا نام لینا ہے"نوریز کے محبت پاش لہجے کو سنتے اور اس کی حرکت پر نمل کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"یہ تمہاری منہ دیکھائی کا تحفہ ہے مجھے تمہارے لیے یہی مناسب لگا تو تمہارے لیے یہ چادر بنوائی مجھے تم سے تمہاری پاکیزگی سے بے تحاشہ محبت ہے نمل نوریز یوسفزئی" نوریز نے بولا تو نمل کی آنکھیں نم ہوئی کتنی مان سے نوریز نے اسے عزت سے ڈوپٹہ اوڑھایا تھا جسے شمس رفاقت ہمیشہ اس سے جدا کرنے کی کوشش میں رہتا تھا اور نام کتنے مان سے نمل کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا تھا اس صالح مرد نے جس نام کو کوٹھے میں سب نمل برقہ کہتے تھے نوریز اس کی آنکھوں میں اتری نمی کو نا سمجھی سے دیکھتا یہی سمجھا کہ شاید اتنی محبت پا کر وہ خوشی اور بے یقینی سے نم آنکھیں کر گئی اس کا ہاتھ تھامتا کمرے کے اس کونے کی طرف بڑھا جہاں کی سمت نماز ادا کی جا سکتی تھی اور اپنے لیے نمل کا دوپٹہ بچھاتے اور نمل کے لیے جاہ نماز بچھاتے اپنی بیگم کی امامت کے لیے کھڑا ہوا نمل نے جو ڈوپٹہ اوڑھا تھا وہ اس کے لہنگے کا نہیں

تھا وہ اس کی ماں کا تھا جو خود ایک طوائف کہلائی جاتی تھیں لیکن وہ نمل کی پاک ماں تھی جن کی عقیدت کو سر پر ڈھانپے وہ نماز پڑھا کرتی تھی اور نمل کا ماننا تھا اس ڈوپٹہ کو اوڑھے ہی وہ اس گندگی سے نکلی ہے اور یہ سچ تھا نوریز نے نمل کو اس ڈوپٹہ میں پہلی دفعہ دیکھا تھا اور ہمیشہ جب بھی نماز ادا کرتے دیکھا تو اسی ڈوپٹہ میں ہی دیکھا شاید اسی لیے وہ اس ڈوپٹہ پر نماز پڑھنا چاہتا تھا کہ یہ نمل کے لیے عقیدت رکھتا تھا۔"خود غرض میں "طوائف" کے قدم چومنے والے لاکھوں شخص تھے۔ لیکن محبت میں" طوائف "کے ڈوپٹہ پر عقیدت و احترام سے سجدہ کرنے والا واحد مرد "نوریز کا شان یوسفزئی" ہو سکتا ہے"۔ نمل نے نوریز کی امامت میں شکرانے کے نوافل ادا کیے پھر ان دونوں نے اپنی آنے والی زندگی کے ہر لمحے کے لیے خوشیوں کی دعائیں کی نوریز نے تو بنا آزمائش کے اپنی محبت کو پالینے پر اللہ کا شکر ادا کیا اس بات سے انجان کے اس کی زندگی کی سب سے بڑی آزمائش اس کی راہ دیکھ رہی ہے۔

نوریز اور نمل نے جاہ نماز اور ڈوپٹہ طے کرتے سائیڈ پر رکھتے نوریز نمل کو لیے پھر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہوا۔نوریز نے نمل کے پیٹ کے گرد حصار بناتے اپنی تھوڑی نمل کے کندھے پر ٹکادی نمل نوریز کی ہلکی بیرڑ کی چبھن اپنے کندھے پر محسوس کرتے کسمساتے ہوئے نوریز کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"مجھے تم سے محبت ہے جانم "نوریز نے کہا تو نمل نے اسے آئینے میں دیکھا جو نمل کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"مجھے آپ کی محبت پر یقین ہے" نمل نے بھی پلکیں گرائے نوریز کی محبت پر یقین دلایا تو نوریز اپنی بیوی کے شرمیلے سے انداز پر دل وجان سے قربان ہوا پھر نمل کی گردن کو اپنے لبوں سے چھو گیا نوریز کی حرکت پر نمل نے گھبراتے ہوئے نوریز کے اپنے پیٹ پر بندھے ہاتھوں پر گرفت جمائی جس پر نوریز نے نمل کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پھنسایا اور گردن اوپر کرتے نمل کا رخ جھٹکے سے اپنے روبرو کیا نمل

پلکیں چھپکائے بنا نوریز کو دیکھنے لگی جو اپنا چہرہ نمل کے چہرے کے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پر جھکتا اسے پھر پلکیں جھپکانے پر مجبور کر گیا نوریز نمل کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرتا خود کو سیراب کرنے لگا نوریز کی شدتوں کو جھیلتے نمل نے نوریز کے کندھے کو مضبوطی سے تھاما خود کو سیراب کرنے کے بعد اور نمل لی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کرتے نوریز نے نمل کو آزاد کیا جو لمبی سانسیں لیتی اپنی سانسیں ہموار کرنے لگی پھر نوریز نے نمل کی گردن پر جھکتے اس کی گردن پر اپنی محبتیں نچھاور کرنے لگا پھر اپنا ہاتھ نمل کی پشت پر لے جاتے نمل کی لہنگے کی کرتی کی ڈوری کو کھولتے اسے اپنے سینے پر منہ چھپانے پر مجبور کر گیا نوریز نمل کے منہ چھپانے پر مسکراتا اسے اپنی باہوں میں لیتے بیڈ کی طرف قدم بڑھا گیا نمل کو نرمی سے بیڈ پر لٹاتے روم کی لائٹ اوف کرتے اپنا کرتا اتارتے دور اچھالا اور پھر نمل پر جھکتے نوریز نمل پر گھٹا کی طرح چھایا گزرتی رات کے ساتھ نوریز کی بڑھتی شدتوں کو محسوس کرتے اور نمل کی چوڑیوں کی کنکھناہٹ کی آواز نوریز کو اور دیوانہ بنا گئی نمل نے نوریز کے سینے پر منہ چھپاتے اپنا آپ نوریز کو سونپ دیا نوریز اور نمل کی محبت مکمل تھی۔

دلشاد عنایہ کو لیے کمرے میں آیا تو عنایہ ٹھٹک کر اپنی نیند بھولائے کمرا دیکھنے لگی جیسے دلشاد نے پورے کمرے کو گلاب کے پھولوں سے سجایا ہوا تھا بیڈ کے اعتراف میں گلاب کے درمیانہ سائز گلدستہ سجے چاروں اعتراف موتیے کے پھولوں کی لڑیاں ریڈ بیڈ شٹ پر گلاب کی پنکھڑیوں سے دل بنا بے حد خوبصورت لگ رہا تھا صرف بیڈ ہی نہیں کاوئچ اور اس کمرے کے ہر کونے کو پھولوں سے بے حد خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور گلاب کی خوشبو نے کمرے کی دلکشی کو دیکھنے والوں کے لیے اور پر کشش کر دیا تھا عنایہ محوت سے ہر شے کو دیکھنے لگی اور دلشاد کمرا لاک کرتے عنایہ کا سامان سائیڈ پر رکھتے عنایہ کی پشت پر کھڑا ہوتے اپنی تھوڑی عنایہ کی گردن پر ٹکا گیا اور عنایہ کو پیچھے سے حصار میں لے گیا دلشاد کی حرکت پر عنایہ ہوش میں آتی مسکرا گئی اور دلشاد کے ہاتھوں پر مضبوطی سے اپنے ہاتھ رکھ گئی۔

"تمہیں گلاب بہت پسند ہیں نا؟؟" دلشاد نے کہا تو عنایہ نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا۔

"اور میں نے تمہارے لیے پورا کمرا گلاب کے پھولوں سے سجا دیا اب یقیناً لونگ ہونے کا تو ثبوت مل گیا ہو گا تمہیں؟؟" دلشاد نے عنایہ سے دوبارہ کہا تو عنایہ پھر دل کھول کر مسکرائی اور سر اثبات میں ہلا گئی پھر دلشاد نے عنایہ کے ابھی تک دلشاد کے پہنائے گجرے والا دائیں ہاتھ میں اپنا ہاتھ پھنساتے اس ہاتھ کو اپنے چہرے کے سامنے کیا اور اسے اپنے لبوں سے چھو گیا عنایہ نے شرم سے پلکیں جھکا لیں۔

"اب مسز دلشاد جانزادہ آپ کی سزا کی باری ہے" دلشاد نے کہا تو عنایہ نے پلکیں اٹھائے دلشاد کی بات سنتے حیرانی سے رخ موڑے اسے دیکھا عنایہ کے ایسے کرنے پر دلشاد عنایہ کو آزاد کرتا اس کے روبرو سامنے کھڑا ہوا۔

"سزا؟؟" عنایہ نے حیرانی سے دلشاد کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بیگم آپ نے دلشاد وہاب خانزادہ کو طعنہ مارا اب سزا تو ملے گی نا" دلشاد نے عنایہ کے چہرے پر انگلی ٹریس کرتے پھر گردن تک لاتے اس کی بون پر روک گیا عنایہ نے دلشاد کے انگلی کے لمس پر اپنی سانسیں روک لی وہ سمجھ رہی تھی دلشاد اسے کس قسم کی سزا دینے والا ہے۔

"آپ سزا دے گے مجھے میں آپ کی اکلوتی بیوی ہوں" عنایہ نے اپنی حیرانی پر قابو پاتے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپا کر پوچھے اور دلشاد کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"واقعی اکلوتی؟؟۔۔مجھے لگا میری ایک سو ایکوئیں بیوی ہو" دنیا میں دلشاد وہاب خانزادہ کا نام سنہرے حروف میں مورخ لکھے گا کہ ایک شخص ایسا بھی تھا جو

رومینس میں بھی طنز سے باز نہیں آتا تھا۔دلشاد کے بولنے پر عنایہ نے منہ بسورا جس پر دلشاد نے عنایہ کو کمر سے پکڑتے اپنے قریب کیا اور دوبارہ اپنے حصار میں لے گیا۔

"آئی ایم سوری ۔۔اب تو سزا نہیں دے گے نا میں نے معافی بھی مانگ لی ہے" عنایہ نے دلشاد کے حصار میں دلشاد کی گردن میں اپنے دونوں بازو حائل کرتے لاڈ سے معافی مانگی تو دلشاد نے اپنے لب عنایہ کے ماتھے پر رکھے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا دلشاد کے عمل پر عنایہ مسکرا گئی۔

"اٹس اوکے ۔۔"دلشاد نے کہا تو عنایہ کی آنکھیں چمکی اور وہ فوراً دلشاد کی گرفت ڈھیلی پڑنے پر اس کے حصار سے نکلی لیکن پھر دلشاد نے اسے کمر پکڑتے دوبارہ اسے اپنے حصار میں لے گیا جس پر عنایہ دونوں ہاتھ دلشاد کے سینے پر رکھتی اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ تو میں نے بیگم تمہاری طنز والی غلطی کو معاف کیا ہے۔۔ لیکن ایک اور غلطی بھی ہے تمہاری بیگم" دلشاد نے عنایہ کو دیکھتے ہوئے مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہا تو عنایہ سوچ میں پڑ گئی کہ اب کونسی غلطی سرزد ہوگئی اس سے۔

"کیسی غلطی؟؟" عنایہ نے دلشاد کی آنکھوں میں خمار بڑھتے دیکھ پوچھ لیا وہ تو دلشاد کا ساتھ پا کر بہت خوش تھی لیکن یہ وہی جانتی تھی کہ دلشاد کی قربت کو وہ ننھی سی جان کیسے برداشت کرتی تھی بظاہر تو دلشاد کے سامنے بڑے بڑے دعوے کر دیا کرتی تھی لیکن جب دلشاد ان دعووں کو آزماتا تھا تو عنایہ ہی راہ فرار کے بہانوں کی تلاش میں ہوتی تھی۔

"تم میرے بلانے پر واپس میرے قریب نہیں آئی جبکہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا۔۔ اور یاد ہو تو کیا کہا تھا تم نے کہ تمہیں میرے حکم کی تکمیل کے لیے ہی میرے ساتھ سے نوازہ گیا ہے" دلشاد عنایہ کو داہم کی شرارت پر دلشاد سے دور ہونا یاد

کرواتے ہوئے پھر خانزادہ امپائر میں اس کی باتیں یاد کرواتے ہوئے بولا تو عنایہ نے زبان اپنے دانتوں میں لی اور معصومیت سے دلشاد کو دیکھنے لگی اور پھر آنکھیں ٹپٹپا گئی۔

"آئی ایم سوری ۔۔" عنایہ پھر لاڈ سے بولی تو دلشاد کا قہقہہ گونجا۔

"بیگم دلشاد وہاب خانزادہ کسی کو معاف نہیں کرتا اور یہ تو تم میری بیوی ہو اس لیے تمہیں معاف کر دیا ۔۔ لیکن اب اتنا بڑا بھی دل نہیں میرا کہ دو معافی ایک ساتھ دے سکو ۔۔ اب اس غلطی کی سزا تو ضرور دونگا تمہیں" دلشاد قہقہہ لگاتا بولا تو عنایہ کو اپنے اس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دی لیکن پھر دلشاد نے عنایہ کہ چہرے کو اپنے قریب کیا اور عنایہ کے کان میں سرگوشی کی۔

"بیگم یقین کرو سزا بھی محبت سے ہی دو گا" دلشاد نے بولا اور اپنا چہرہ عنایہ کے

چہرے کے قریب کرتا اس کے ہونٹوں پر جھکا دلشاد کی شدتوں نے عنایہ کو اس کا کوٹ مٹھیوں میں بھینچے پر مجبور کر دیا کافی دیر عنایہ کی سانسوں کو اپنے اندر کھینچنے کے بعد دلشاد نے عنایہ کی اکھڑتی سانسوں کی پرواہ کرتے اس کے لبوں کو آزادی بخشی عنایہ اپنی سانسوں کو ہموار کرتی دلشاد کے سینے پر سر ٹکا گئی جب دلشاد نے بھی عنایہ کے گرد نرمی سے حصار بناتے اس کی پیٹھ کو سہلایا۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔۔" عنایہ نے ڈھلتی پلکوں سے دلشاد کے سینے پر ہنوز سر ٹکائے کہا تو دلشاد نے ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی وہ سمجھ سکتا تھا اس کی بیگم نے سب کی زمیداری نبھاتے بہت کام کیا تھا البتہ سارے کام تو ملازمین نے کیے تھے لیکن ان ملازمین کو دیکھنا اور نمل، ہالے کی شاپنگ اور پھر نوریز لوگوں کی طرف سے بھی تیاریوں میں مدد عنایہ واقعی نیند سے بے حال تھی جس پر دلشاد نے عنایہ کو سمجھتے اسے شانوں سے تھامتے اپنے روبرو کیا۔

"جاؤ چینج کر لو اور آرام کرو۔۔سزاپینٹنگ ہے تمہاری "دلشاد نے عنایہ کے بالوں پر بوسہ دیتے کہا تو عنایہ مسکراتی اپنا سامان سیٹ کرتی اپنی جیولری اور گجرے اتارتی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی اپنے کپڑے لیتی وشروم کی طرف بڑھ گئی جبکہ دلشاد اپنی واچ والٹ نکالتا ڈریسنگ پر رکھ گیا اور محوت سے عنایہ کے کچھ دیر پہلے اتارے گجروں کو دیکھتا عنایہ کے گجرے پہنے ہاتھوں کو یاد کرنے لگا جب عنایہ شاور لے کر باہر آئی تو دلشاد نے بھی عنایہ کو دیکھتے سر جھٹکتے وشروم کی طرف قدم بڑھائے لیکن جب باہر نکلا تو عنایہ کو کاوچ پر بیٹھے ہوئے سوتے پا کر سر نفی میں ہلا گیا پھر اپنا بال خشک کرتا عنایہ کو باہوں میں بھرتا بیڈ پر لٹایا عنایہ کا اس کمرے میں آنے کے بعد بیڈ پر سونے کی یہ پہلی رات تھی کیونکہ جب سے شادی ہوئی تھی وہ کاوئچ پر ہی تو سویا کرتی تھی دلشاد عنایہ کو نرمی سے ایک سائیڈ پر لٹاتا دور ہونے لگا لیکن عنایہ نے نیند میں ہی اس کے بازو کو مضبوطی سے تھام لیا جس پر دلشاد مسکراتا ہاتھ بڑھاتے لائیٹس آف کرتا عنایہ کو اپنے حصار میں لیے لیٹ گیا عنایہ نے دلشاد کے سینے پر سر رکھے اپنا بائیاں ہاتھ پھیلایا ہوا تھا دلشاد پیر کی مدد سے کنفرٹ کھولتا اپنے اور عنایہ کے اوپر پھیلا گیا۔

****

ڈیول اور آیت چوپر میں واپس اسلام آباد آئے تو پیلس میں گھستے ہی عنایہ مہک اور عائشہ سے ملی مہک آیت کو دیکھتی بہت خوش تھی جبکہ عائشہ اور جیک کل ہی واپس آئے تھے آیت سب سے ہی ملی لیکن ڈیول سے ناراض تھی کیونکہ اس کا ارادہ اس برف کی وادی میں کچھ دن اور رکنے کا تھا لیکن ڈیول نے اسے اس کے ضروری کام کا کہتے واپس لے آیا ڈیول جلدی دلکش کی وجہ سے آیا تھا جبکہ ہشام نے اسے بتا دیا تھا وہ دلکش کو واپس اور ریفنیج لے آیا ہے اور دلکشی کی طبیعت بھی ٹھیک ہے اب جس پر بھی ڈیول کو قرار نہیں تھا۔ سب لوگ ناشتے کی ٹیبل پر تھے ڈیول کا ارادہ بھی ناشتے کے بعد اور ریفنیج جانے کا تھا وہ خود ناشتہ کرتے ہوئے اپنی ناراض بیوی کو بھی ہمیشہ کی طرح ناشتہ کروا رہا تھا ہشام اور مہک تو محوت سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہے تھے جب یہاں سے یہ دونوں جدا ہوئے تھے تو کیسے بکھرے ہوئے تھے اور

اب جب ساتھ ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے کبھی جدا ہی نہیں ہوئے تھے یہ یقیناً ڈیول کی جنونی محبت اور آیت کی دیوانگی ہی تھیں جو وہ دونوں پہلے کی طرح اپنی خوشیوں بھری زندگی میں لوٹ آئے تھے جبکہ انھوں نے ڈیول کے منع کرنے پر عائشہ اور جیک کو بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ کہی عائشہ فضول میں آیت کے لیے پریشان نا ہو جائے۔ آیت منہ پھلائے ڈیول کو بس کہتی وہاں سے اٹھتی اوپر اپنے کمرے کی طرف قدم لے گئی جس کی پشت کو دیکھتے ڈیول نے نفی میں سر ہلایا ڈیول اور آیت دونوں ہی ناشتہ کر چکے تھے اور باقی سب بھی جب ڈیول کے موبائل پر رنگ ہوئی عنایہ کا نمبر دیکھتے ڈیول نے مسکراتے ہوئے موبائل کان سے لگایا۔

"ہولو پرنسس۔۔کیسی ہو؟؟" ڈیول نے محبت پاش لہجے میں اپنی بہن سے کہا یہ جانے بغیر موبائل عنایہ نہیں اس کا دیور ہے جو عنایہ سے ڈیول کا نمبر ملواتے عنایہ کو ڈیول اہم کام کا بولتے اس کا موبائل کان سے لگائے بیٹھا تھا۔

"پرنسس نہیں ۔۔پرنس چارمینگ بول رہا

ہوں" داہم کے بولنے پر ڈیول نے فون کان سے ہٹاتے اپنے سامنے کرتے پھر کان سے لگایا جبکہ ڈیول کی حرکت کو ہشام جیک عائشہ اور مہک ناسمجھی سے دیکھ رہے تھے۔

"بولو ہینڈسم خانزادہ کیسے یاد کیا ؟؟" ڈیول شرارت سے داہم سے بولا اسے اپنے بہنوئی سے زیادہ اس کا بھائی پسند تھا اس میں کوئی شک نہیں جبکہ اس کے ہینڈسم لفظ پر داہم نے منہ بسورتے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی۔

"آپ کو ہی لگتا ہوں ہینڈسم ورنہ ہونے والی بیگم تو کسی خاتے میں نہیں لیتی مجھے" داہم جل کر بولا کل سے ہالے اسے گھاس جو نہیں ڈال رہی تھی ہالے پر داہم سے زیادہ دلشاد کی بات کا اثر ہوتا تھا تبھی تو کل سے ہی دلشاد کے داہم اور ہالے کو

شرارت سے ڈانٹنے پر داہم سے ہی منہ پھولائے بیٹھی تھی جبکہ داہم کی بات سنتے ڈیول دل کھول کر مسکرایا۔

"اووہ تو دکھی ہو۔۔ لیکن اب اس میں میں کیا کر سکتا ہوں؟؟" ڈیول نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو داہم وہاب ولا کے لاؤنج میں صوفے پر دونوں پیر اوپر کیے کشن سینے میں بھینچے فوراً سیدھا ہوا۔

"آپ ہی تو کر سکتے ہیں سب کچھ" داہم نے ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب" ڈیول نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"دیکھیں بھابھی کے بھائی صاحب۔۔ آپ کی شادی پہلے ہوئی ہے تو آپ کو ایکسپرینس زیادہ ہو گا بیگم کو کیسے خوش رکھا جائے اور کس طرح روعب سے

بھی۔۔اب ماشا اللہ سے میری بھی شادی ہونے والی ہے اور مجھے میرے باپ کی پہلی اولاد سے کوئی امید نہیں وہ بے شک بھابھی کو خوش رکھتے ہیں اور روعب تو ماشاء اللہ پیدائشی ہے ان کا لیکن ان سے تو ایسے سوال تو پوچھ نہیں سکتا نا میں (کیونکہ وہ مجھے جواب ہی دینا پسند نہیں کرے گے اور ہالے پر روعب جمانے والی بات پر تو مجھے دلہا بنے سے پہلے اپاہج بنا دے گے یہ بات داہم نے دل میں ہی بولی)۔۔تو آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے میری بھابھی کی بھابھی کو کیسے امپریس کیا اور روعب میں کیسے رکھا ہوا ہے اب ماشاء اللہ سے آپ کی پرسنیلٹی سے میں بھی بہت متاثر ہو اسی لیے تو اس ہینڈسم خانزادہ نے آپ سے رابطہ کیا ہے۔۔"داہم کے نان سٹاپ بولنے پر ڈیول نے کان سے موبائل ہٹاتے دوبارہ موبائل کو گھورا چہرے پر تاثرات صاف بتا رہے تھے کہ یہ ہینڈسم خانزادہ کتنا بولتا ہے جبکہ اس کے امپریس اور روعب والی بات پر تو ڈیول بھی بے بس تھا کیا بتاتا اسے کہ بے شک آیت ڈیول کے ساتھ بہت خوش تھی لیکن آج تک وہ اپنی بیگم پر روعب نہیں جما پایا تو اسے کیا ٹپس دے گا لیکن اب وہ داہم کے سامنے اپنی عزت کا کچرا تو کرنے سے رہا وہ بھی جب جب وہ اس کی پرسنیلٹی سے اتنا متاثر تھا۔

"بس اتنی سی بات ۔۔کوئی بات نہیں میں بتاتا ہو تمہیں تم بھی کیا یاد رکھو گے کہ جہاں تمہارے سگے بھائی نے تمہاری مدد نہیں کی وہاں تمہارے بھائی کے سالے نے لی "ڈیول بھی اپنی چئیر کھسکاتا اب لاؤنج میں چہل قدمی کرتے ہوئے بولا جبکہ ہشام اور جیک تو لاؤنج کے صوفے پر بیٹھے تھے اور ڈیول کو ہی ملاحظہ فرما رہے تھے جبکہ عائشہ اور مہک کچن میں برتن رکھ رہی تھیں ملازمین سارے ناشتہ سرو کر کے اپنے کواٹر میں تھے لیکن ڈیول کی بات پر وہ دونوں بھی اسی طرف متوجہ تھیں سب کو اب اتنا تو پتا چل ہی گیا تھا کہ کال داہم کی ہے لیکن مدد کیسی مدد ؟؟ جو دلشاد نہیں کر سکتا وہ ڈیول کرے گا ؟؟

"میں سن رہا ہوں ۔۔"داہم نے فٹ سے فرمابرداری کا مظاہرہ کیا۔

"پہلے تو اپنی بیوی کے سامنے بلکل اس کے نخرے نہیں اٹھانے جیسے میں کرتا

ہوں "ڈیول کچھ سوچتے ہوئے بولا تو داہم نے فون کان سے ہٹا کر فون کو گھورا اب بیوی کے نخرے نہیں اٹھاؤ گا تو کیا گھر کے گیٹ پر بیٹھے چوکیدار کے اٹھاؤ داہم نے دل میں ہی سوچا اسے یہ ٹپ خاصی ناپسند آئی لیکن اب وہ اپنی سوچ کا اظہار کرتے ڈیول کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا اور دل میں امید بھی تو تھی چلو آگے کوئی ٹپ پسند آجائے اسے اپنے لحاظ سے اور اسی لالچ میں وہ "اوکے "بول گیا اور موبائل صوفے کے سرے پر رکھے سپیکر پر کر گیا اور سامنے رکھے چپس اٹھا کر مزے سے کھانے لگا یہ سوچے بغیر اس کے گھر میں بھی افراد ہیں جو کبھی بھی نمودار ہو سکتے ہیں لیکن بولے کس کو داہم تو لاپرواہ سا ڈیول کی باتوں اور چپس کو انجوائے کر رہا تھا۔جبکہ دوسری طرف جیک ،ہشام ،مہک اور عائشہ منہ کھولے ڈیول کی پشت کو دیکھ رہے تھے جو ناشتہ اپنی بیوی کو اپنے ہاتھوں سے کرواتا ہے وہ نخرے کی بات کر رہا ہے جبکہ ڈیول چہل قدمی کرتا ان لوگوں سے انجان اپنی دھن میں تھا اب وہ ڈیول کا پیلس تھا اب اس میں تو الرٹ ہونے سے رہا۔

"دوسرا میری طرح ۔۔ اپنی بیوی کی تعریف زیادہ نہیں کرنی" ڈیول بولا تو داہم کو بے ساختہ اپنی اور ہالے کی کل والی نوک جھوک یاد کرتے لب مسکرا گئے تبھی یاد آیا کہ ہالے تب سے ہی اسے اگنور کر رہی ہے تو داہم کو ڈیول کا یہ مشورہ کافی حد تک مفید لگا تو پھر بولا "اوکے" جس پر ڈیول نے اپنے ڈمپل کی نمائش کی اسے یہی لگ رہا تھا کہ داہم کے سامنے اس کی پرسنیلٹی برقرار ہے اسے کبھی بھی اپنی پرسنیلٹی کی اتنی فکر نہیں ہوئی یہ تو فکر کبھی آیت کی وجہ سے بھی ڈیول کو نہیں ہوئی لیکن آج داہم کے دلشاد پر ڈیول کو فوقیت دینے پر وہ خاصا ٹچی ہو گیا اپنی پرسنیلٹی کو لے کر اف یہ جیجا سالے اور انکی انسکیوریٹیز۔جبکہ عائشہ اور مہک نے ڈیول کی بات پر ایک دوسرے کو دیکھا ان کا زین بھائی جو اپنی بیوی کی شان میں قصیدے پڑھتا رہتا ہے یہ کیا بول رہا ہے جبکہ ہشام اور جیک نے بے ساختہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا بندہ جھوٹا ہو پر ڈیول نا ہو۔

"اپنی بیوی کے سامنے کوشش کرنا کہ اسے اگنور کر کے کسی دوسری لڑکی کی طرف

متوجہ ہو۔۔پھر دیکھا خود میری بیوی کی طرح تمہاری بیوی بھی تمہاری اٹینشن لینے کے لیے تمہارے آگے پیچھے گھومے گی" ڈیول نے جھوٹے فخر سے بولا اس بات سے انجان کہ اس کی بیوی سیڑھیوں سے نیچے اترتے ساری گوہرِ افشایاں سن چکی ہے اور خونخوار نظروں سے ڈیول کی پشت کو گھور رہی ہے جبکہ آیت کو گردن موڑ کر دیکھتے ہشام اور جیک نے ڈیول کی آج دوبارہ پٹائی آیت کے ہاتھوں پکا ہونے کا سوچتے مسکراتے آہستہ آواز میں ہائے فائے کیا جبکہ مہک نے بے ساختہ بنا آواز کے ڈیول کے لیے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اپنے چہرے پر پھیرئے جبکہ عائشہ نے دعا نا سنتے ہوئے بھی آمین بول دیا اسے پتا جو تھا اس کی دوست موقعالات جو کرنے والی ہے اپنے شوہر سے اب اوردوسری طرف داہم کو یہ مشورہ بھی مفید لگا تو فوراً بولا۔

"اوکے۔۔ویسے زین بھائی مجھے اپنے باپ کی پہلی اولاد سے زیادہ آپ مرد حضرات کے حوالے اور حوصلے سے آپ آئیڈیل شوہر لگے ہیں اور میں آپ کے تمام مشوروں پر عمل ضرور کروگا (کوشش کروگا اور نخرے والی بات تو بلکل نہیں مانوگا

داہم یہ دل میں ہی بولا)۔۔ اور بھی ہو تو دے دیں مجھ غریب کی دعا لگے گی آپ کو
"داہم بولا تو ڈیول مسکرایا۔

" ہممم۔۔۔ اور سب سے ضروری بات میری طرح اپنی بیوی کو تمہاری کوئی بات نا ماننے پر گھور کر دیکھو پھر دیکھنا تمہاری کوئی بھی بات نہیں ٹالے۔۔"ڈیول کچھ سوچتے ہوئے پھر کہتے پلٹا کہ سارے الفاظ اسکے منہ میں ہی دم توڑ گئے موبائل بے ساختہ اس کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچا آیت اس کے سامنے تھی اس کی بیوی اسے جو خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی یہاں اگر کوئی اور اس کے سامنے کھڑا ہوتا تو ڈیول کو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن یہاں کوئی اور نہیں تھا بلکہ ڈیول کی بیوی تھی اور تاریخ گواہ ہے بیوی کے سامنے تو شیر بھی ڈھیر ہیں تو پھر وہ تو بیچارہ بیوی کی موقعالات کا مارا ڈیول تھا۔ڈیول نے تھوک نگلا اور اپنے ڈمپل کی نمائش کرنی چاہی جو اس وقت اس کا ساتھ بلکل نہیں دے رہے تھے جبکہ داہم نے ڈیول کی ادھوری بات سنتے ہی منہ بسورا وہ چاہ کر بھی ہالے کو گھور نہیں سکتا تھا اس بات سے بے خبر

کہ جو اسے مشورہ دے رہا ہے وہ اس وقت اپنی بیوی کی خونخوار نظروں سے خود

گھبرایا ہوا ہے داہم کو کافی دیر فون میں سے آواز نہیں آئی تو بولا۔

"ہیلو زین بھائی۔۔کہاں گئے؟" داہم نے بولا تو ڈیول نے داہم کو دل میں سلواتے

سناتے کیوں کہ نا داہم اسے کال کرتا نا ہی وہ اس سیچویشن میں پھنستا۔

"گیا نہیں پر جانے والا ہوں" ڈیول آیت کو دیکھتے ہوئے بے بس ہوا بولا۔

"اووہ۔۔کہاں؟؟" داہم نے معصومیت سے سوال تو ایسے کیا جیسے وہ ڈیول کی

بیوی ہے۔

"قبر میں" ڈیول آہ بھرتا بولا اور کال کاٹ گیا جبکہ داہم نا سمجھی سے اپنے موبائل کو

دیکھتا رہا جب پیچھے سے دلشاد کا قہقہہ گونجا داہم نے گردن موڑ کر دیکھا تو دلشاد لاؤنج کی

دیوار پر ٹیک لگائے سینے پر دونوں ہاتھ فولڈ کیے ڈیول کی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا اور ہالے خونخوار نظروں سے داہم کو گھور رہی تھی جو اسے روعب میں رکھنے کے لیے ڈیول سے ٹپس لے رہا تھا اور عنایہ تو دلشاد کے ایک تیر سے دو شکار کرنے پر عش عش کر اٹھی دلشاد روم میں جب آیا تو عنایہ نے اس سے موبائل مانگا جنت آنٹی کو کال کرنے کے لیے انھوں نے عنایہ کو کچھ کام دیا تھا نوریز اور نمل کے آج ولیمہ کے حوالے سے تو عنایہ انھیں بتانا چاہتی تھی کہ کام مکمل ہو گیا ہے جس پر دلشاد نے عنایہ سے اس کے موبائل کا پوچھا تو عنایہ نے بتایا کہ داہم کو زین بھائی سے ضروری بات کرنی تھی تو وہ لے کر گیا ہے اس کا موبائل اور دلشاد سوچ میں ہی پڑ گیا ایسی کیا ضروری بات ہے دلشاد سوچتا داہم کے پیچھے آیا تو داہم کی باتیں سن کر اندازہ لگا گیا پھر کیا تھا دلشاد نے عنایہ کو دلشاد کے موبائل سے آیت کو کال کرنے اور ڈیول سے بات کروانے کا کہا جس پر آیت ڈیول کو تلاش کرتی نیچے آئی اور ڈیول کی ساری باتیں سن گئی اور دوسری طرف دلشاد نے ہالے کو بلانے کا کہا تو عنایہ نا سمجھی سے دلشاد کی بات مانتے ہالے کو بلا گئی وہ تینوں تو کب سے داہم اور ڈیول کی باتیں سن رہے تھے عنایہ اپنے بھائی اور اپنے دیور کی حالت کا سوچتے افسوس سے

دلشاد کو گھورنے لگی جو مزے سے ڈیول اور داہم کی حالت سے محفوظ ہو رہا تھا جبکہ داہم نے بے بسی سے عنایہ کی طرف دیکھا کہ وہ ہالے سے اسے بچالے لیکن عنایہ بیچاری کر ہی کیا سکتی تھی اپنے میسنے شوہر کے ہوتے ہوئے اور داہم کو اپنے باپ کی پہلی اولاد سے کوئی امید نہیں تھی جو مزے سے یہ سین قہقہہ لگا کر انجوائے کر رہا تھا۔

"بھائی کوئی میرے نخرے نہیں اٹھائے گا" ہالے ایک قدم آگے لیتی بولی تو دلشاد نے ہالے کا کھلے دل سے ساتھ دیا۔

"کوئی نہیں داہم" دلشاد نے کہا۔

"بھائی کوئی میری تعریف نہیں کرنے والا تھا" ہالے نے ایک اور قدم آگے بڑھایا اور داہم کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔

"کوئی نہیں داہم" دلشاد نے پھر آگ لگائی جس پر داہم نے جل بھن کر دلشاد کو دیکھا وہ کہی سے بھی اسے اپنا سگا بھائی نہیں بلکہ اپنا دشمن لگ رہا تھا۔

"ہالے میری جان ۔۔ می" داہم ہالے کو دیکھتا اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا جب ہالے کو ہاتھ سائیڈ ٹیبل پر رکھے ایک ڈیکوریشن پیس کو اٹھاتے دیکھا تو داہم نے تھوک نگلا اور پاؤں الٹے بھاگنے کی غرض سے ریڈی رکھے۔

"بھائی کوئی مجھے اگنور کر کے دوسری لڑکیوں کو دیکھنے والا تھا" ہالے نے دو قدم آگے لیتے کہا تو دلشاد پھر بولا۔

"کوئی نہیں ہالے داہم" دلشاد نے کہتے ہی خود کو گھورتی عنایہ کو دیکھا جو کبھی داہم اور ہالے کو دیکھتی تو دلشاد کے بولنے پر اسے گھورتی دلشاد قدم اٹھاتا اپنی بیگم کے گرد نرمی

سے حصار بنا گیا اور عنایہ کے قریب آہستہ آواز میں سرگوشی کی۔

"دیکھو تمہارا شوہر کتنا شریف ہے اور تمہارا بھائی کتنا کمینے تمہارے دیور کو تمہاری دیورانی سے پٹوانے کی پوری تیاری کروا گیا ہے "دلشاد کی بات پر عنایہ نے دل سے اپنے میسنے خانزادہ کی لگائی آگ اور بات پر عش عش کرتے اور پھر ظلم یہ کے خود کو شریف کہتے دلشاد کو گھورا جس پر دلشاد نے اسے گھورا تو عنایہ افسوس سے اپنے دیور کو دیکھنے لگی۔

"یہ آپ شکل سے اتنے فرشتے لگتے ہیں لیکن حرکتیں پوری پھپھا کٹنی والی ہیں آپ کے اندر" عنایہ نے دلشاد کو اس کی ایک خوبی سے متعارف کروانا چاہا جسے سنتے دلشاد مسکراتا عنایہ کے کان کے قریب اپنا چہرہ لے جاتے سرگوشی کی۔

"بیگم شکل سے تو میں خاصا سیریس بندہ بھی لگتا ہوں لیکن یقین مانو اندر سے رومینس

کا دیوتا ہوں" دلشاد نے سرگوشی کرتے عنایہ کی کان کی لو کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تو عنایہ نے شرم سے پلکیں جھکاتے رخ ہالے اور داہم کی طرف کیا اس کا شوہر واقعی بہت رومینٹک تھا اس کا اندازہ تو عنایہ کو ہو ہی چکا تھا جو اس کی پھپھا کٹنی والی بات کو اگنور کرتا اپنی رومینس کی باتیں کر رہا تھا دلشاد نے بھی سیدھے ہوتے ہالے اور داہم کو دیکھا۔

"ہالے میں تمہارے علاوہ کسی کو دیکھ سکتا ہو بھلا؟؟" داہم نے آخری دفعہ خود کو ہالے سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیں لیکن بے سود ہالے تو جیسے اسے سن ہی نہیں رہی تھی۔

"کوئی مجھے گھور کر دیکھنے والا تھا بھائی" ہالے دوبارہ قدم لیتی ہوئی بولی تو داہم نے کانوں کو ہاتھ لگایا اشارہ استغفراللہ کا تھا۔

"ہالے میری پیاری بہن کوئی نہیں صرف تمہارا ہونے والا شوہر داہم وہاب خانزادہ"
دلشاد پھر آگ لگا گیا اور اب بس ہالے نے ڈیکوریشن پیس داہم کی طرف پوری
قوت سے دے مارا جو داہم نے جھکتے خود کو بچاتے اور گردن موڑ کر صوفے پر پڑے
اس ہتھیار کو دیکھا جو اگر داہم کو لگ جاتا تو وہ بیچارہ اپنی شادی پر اپنا زخمی چہرہ لیے
گھومتا۔

"داہم میں تمہاری شکل بگاڑ دوں گی تاکہ تم اپنا یہ حسین بوتھا دکھا کر مجھے تو کیا کسی کتے پر
بھی روعب نا ڈال سکو" ہالے ادھر ادھر دیکھتے داہم کی طرف لپکتے ہوئے بولی جس پر
داہم نے کہا۔

"ہالے شرم کرو میں تمہارا ہونے والا شوہر ہو اب اچھا لگو گا بگڑی شکل کے ساتھ
نکاح پڑھواتا" داہم صدمے سے دھائی دیتا بولا۔

"اچھا؟؟ مجھے تو اب بھی تم اچھے خاصے زہر لگ رہے ہو" ہالے نے بھی داہم کے شرم دلانے والی کوشش کو ناکام کرتے کہا۔

"عشق والا زہر" ہالے کی بات اور اس کے ادھر ادھر کسی خطرناک چیز کو ڈھونڈنے والے تاثرات پر داہم شرارت سے بولا لیکن اس کی شرارت پل میں رفوچکر ہوئی

کیوں کہ ہالے کو کچھ خطرناک نا ملتا دیکھ دلشاد نے سائیڈ پر رکھا واس اٹھا کر ہالے کی مدد کی جسے تھامتے ہالے نے دلشاد کا شکریہ ادا کیا اور داہم کے پیچھے لپکی جو خود کو بچاتے گارڈن کی طرف بھاگا تو ہالے بھی اس کے پیچھے بھاگی۔ جبکہ عنایہ داہم کو اس طرح بھاگتا دیکھ خود کو ہنسنے سے روک نہیں پائی اور دلشاد تو پہلے ہی داہم کی حالت کو دیکھتے مسکرائے جا رہا تھا۔

جبکہ دوسری طرف آیت ڈیول کو خونخوار نظروں سے دیکھتی قدم ڈائیننگ ٹیبل کی

طرف بڑھا گئی ڈیول بھی نا سمجھی سے آیت کو دیکھنے لگا جو ایک پلیٹ اٹھاتی ڈیول کی طرف اچھال گئی اب ارادہ تو بتانے کی ضرورت نہیں یہ تو سب کو ہی معلوم ہے کہ آیت کیا کر رہی تھی جبکہ ڈیول سائیڈ ہوتا خود کو بچا گیا اور دیوار پر پڑنے والی پلیٹ کے ٹکڑے ہوتے دیکھنے لگا ابھی وہ سنبھلتا ہی کہ آیت نے گلاس اٹھاتے ڈیول کو مارنا چاہا جس پر ڈیول بولا۔

"ڈارلنگ میرا مطلب وہ نہیں تھا" ڈیول نے کہا تو آیت نے گلاس ڈیول کو مارتے ہوئے کہا۔

"تم میرے نخرے نہیں اٹھاتے۔۔میری تعریف نہیں کرتے۔۔مجھے اگنور کرتے ہو اور میں تمہارے آگے پیچھے گھومتی ہو۔۔اور مجھے گھورتے ہو تم اتنا روعب ہے تمہارا واہ بھئی مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا" آیت نے کمر پر ہاتھ ٹکاتے لڑاکا عورت بنے ڈیول سے کہا تو ہشام نے جیک کو کچن سے سوفٹ ڈرنکس لانے کا کہا جس پر سب

جیک نے اسے گھورا پر گر کھڑا ہوتا اپنے اور ہشام مہک اور عائشہ کو سوفٹ ڈرنکس پکڑا گیا جبکہ ان کی اس حرکت پر ڈیول نے خونخوار نظروں سے انھیں گھورا اس کی بینڈ بجی ہوئی تھی اور وہ لوگ سوفٹ ڈرنکس انجوائے کر رہے تھے جس پر ہشام اور جیک نے رخ بدلتے آنکھیں گھومائی اشارہ صاف تھا تم بھی تو آفس میں ہماری بینڈ بجاتے ہو اب ہماری خوشی ہضم نہیں ہو رہی تھی سے ڈیول۔

"ڈارلنگ وہ تو بس ویسے ہی۔۔" ڈیول نے آیت کو مسکین سی شکل بناتے کہا جو اب ایک اور پلیٹ پکڑے ڈیول کا نشانہ باندھ گئی تھی۔

"آو و تو ٹھیک ہے بس میں بھی ویسے ہی تمہیں مار رہی ہو" آیت نے بھی حساب بے باک کیا اور ایک اور پلیٹ ڈیول کو ماتمی چاہی جس کے وار سے ڈیول بچتا آیت کے قریب آرہا تھا جبکہ باقی سب کسی ٹاک شو کی طرح صوفے پر بیٹھے شو ملاحظہ فرما رہے تھے۔

"زین کمال تم مجھے اگنور کرو گے مجھے ؟؟ مجھ پر روعب جماؤ گے ؟؟" آیت صدمے سے ڈیول کو پھر گلاس مارتی ہوئی چیخی جسے ڈیول نے پھر ناکام کیا۔

"اررے ے ے پگلی ۔۔میں تو مزاق کر رہا تھا لیکن ڈارلنگ تم مجھے مار رہی ہو یہ غلط ہے" ڈیول اور آیت کے درمیان کچھ ہی قدم کا فاصلہ بچا تھا۔

"اررے ے ے پگلے میں بھی تو مزاق میں ہی تمہیں مار رہی ہو" آیت بھی مسکراہٹ لیے غصے سے بولی تو ہشام اور جیک کا قہقہہ گونجا جس پر آیت نے انھیں بھی گھور کر دیکھا تو ہشام اور جیک نے کان پکڑتے آیت کو کہا "سوری بھابھی یو بوتھ مسٹ کیری اون" لیکن ڈیول کو آیت کے غصّے میں پھولے چہرے کو دیکھتے ڈیول کے ڈمپل جگمگائے اور پھر اس کا رخ اپنی طرف ہونے سے پہلے آیت کے قریب ہوتا اسے باہوں میں اٹھا چکا تھا یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ آیت ڈیول کو گھورتی رہی گئی جو

اسے اپنی باہوں میں بھرے بکھرے کانچوں سے بچتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے اپنے کمرے کا رخ کر چکا تھا جس پر ہشام، مہک، جیک اور عائشہ نے ہوٹنگ کی تو ڈیول نے ڈمپل کی نمائش کرتے آیت کو آنکھ ونگ کی اور اب ڈیول کا ارادہ اپنی بیگم کو منانے کا تھا جو پہلے ہی اس سے خفا تھی اور داہم کی مدد کرنے کے چکر میں اور خفا ہو چکی تھی۔

ڈیول آیت کو لیے روم میں آیا اور اپنے پیر سے دروازہ لاک کر دیا آیت کو کاوچ پر بیٹھائے اس پر جھکا اور آیت کے پھولے ہوئے گالوں کو باری باری اپنے لبوں سے چھو گیا اور اس کے برابر بیٹھ گیا۔

"ائم سوری مائے لیڈی" ڈیول بولا تو آیت نے اپنا رخ ڈیول کی طرف کیا۔

"آئی ڈونٹ ونٹ کو ایکسیپٹ یور سوری" آیت نے کہتے دوبارہ رخ پھیرا جس پر ڈیول

کے ڈمپل جگمگائے۔

"چلو کوئی بات نہیں اب زبان سے تو میری کوئین کو سمجھ نہیں آرہی چلو عمل سے معافی مانگ لیتا ہو"ڈیول کہتا آیت کا بازو پکڑتا اسے خود پر گرا گیا آیت ڈیول کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے گھورے گئی جو آیت کے چہرے کو اپنی آنکھوں کے حصار میں لیتا آیت کی کمر پر مضبوط گرفت جما گیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا" آیت کو اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دی تو ڈیول سے پوچھے گئی۔

"اب جب معافی زبان سے نہیں مل رہی تو محبت سے ہی لے لیتا ہو"ڈیول مغرورانہ انداز میں آیت کے چہرے پر شہادت کی انگلی ٹریس کرتا ہوا بولا تو آیت اس کے انداز پر دل میں عش عش کر اٹھی۔

"معافی مانگ رہے ہو یا بھتہ ! !" آیت ڈیول کو گھور کر دو بدو ک بولی تو ڈیول کا آیت کی حاضر جوابی پر قہقہہ گونجا آیت ڈیول کے ڈمپل کو محوت سے دیکھنے لگی اور اپنی محوت میں ہی ڈیول کے بائیں گال پر ڈمپل کو اپنی شہادت کی انگلی سے چھو گئی جسے ڈیول نے تھامتے اپنے لبوں سے لگایا ڈیول کی حرکت پر آیت کا دل زور سے دھڑکا۔

"میری جان تم سے تو حق سے محبت کا بھتہ مانگ بھی سکتا ہوں" ڈیول بولا تو آیت کے لب مسکرائے۔

"کس خوشی میں ؟؟" آیت نے ڈیول سے شرارت سے پوچھا اور ڈیول تو آیت کی ناراضگی پر سے دھیان ہٹانے میں خود کو کامیاب ہوتے دیکھ خود کو دل ہی دل میں داد دے گیا۔

"تمہارا اسٹائلش لفنگا شوہر ہونے کی خوشی میں" ڈیول بولتا اپنے ہاتھوں کو اونچا کرتا جس سے آیت بھی ڈیول کے روبرو ہوئی آیت کو بنا سمجھنے کا موقع دیے اس کے لبوں پر جھک گیا خود کو سیراب کرنے کے بعد جب ڈیول نے آیت کے لبوں کو آزادی بخشی تو آیت ڈیول کو گھورتی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔

"تم بہت برے ہو زین" آیت بولی تو ڈیول نے دوبارہ قہقہہ لگایا۔

"تمہارے معاملے میں مجھے اچھا بننا بھی نہیں ہے" ڈیول ہنستے ہوئے بولا تو آیت سر ڈیول کے سینے پر رکھے مسکرائی پھر کچھ یاد آنے پر اپنی تھوڑی ڈیول کے سینے پر رکھتی اسے دیکھنے لگی ڈیول بھی آیت کے عمل پر اسے دیکھنے لگا۔

"عنایہ کی کال آئی تھی اسے تم سے کوئی بات کرنی تھی لیکن کال اس نے دلشاد بھائی کے موبائل سے کی تھی کہہ رہی تھی انھوں نے ہی کہا ہے۔۔میں نے کہا بھی

تھوڑی دیر میں کرواتی ہو تو دلشاد بھائی نے کہا بھابھی آپ ابھی دیکھیں کہاں ہے آپ کے شوہر" آیت بولی تو ڈیول پہلے نا سمجھی سے آیت کی بات سنتا کچھ کنفرم کرنے کے لیے آیت سے بولا۔

"وہ گھر پر تھا؟؟" ڈیول نے آیت سے پوچھا۔

"ہاں۔۔کیونکہ ہالے کی بھی آواز آرہی تھی موبائل سے وہ عنایہ سے پوچھ رہی تھی کیوں بلایا شاید" آیت کچھ سوچتے ہوئے بولی تو ڈیول دلشاد کی اس قدر چالاکی پر اور سارا معاملہ سمجھ آنے پر دل میں دلشاد کو بے تحاشہ سلواتے سناگیا اور اپنی بیوی کو دیکھنے لگا جو دلشاد کی چلاکی میں آج اس کا سر ہی پھاڑ دیتی "یہ دونوں بھائی کسی دن مل کر مجھے شہید کروائے گے" ڈیول بڑبڑایا جبکہ آیت نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"کیا کہ رہے ہو"تو ڈیول آیت کو سیدھا کرتا ہوا اپنے برابر بیٹھاتے بولا۔

"کچھ نہیں ڈارلنگ میں دیکھتا ہوں عنایہ کو۔۔تم ریڈی ہو جاؤ آج تمہیں لانگ ڈرائیو پر لے کر جاتا ہو"ڈیول آیت کا گال تھپتھپاتا ہوا بولا اور اپنا موبائل نکالتا ضروری کال کرنے لگا جب آیت خوش ہوتی کاؤچ سے اٹھتی ڈریسنگ میں گم ہوئی جبکہ اس کے اس قدر خوش ہونے پر ڈیول نے مسکراتے نفی میں سر ہلایا۔

****

نمل صبح اٹھی تو خود کو نوریز کی باہوں میں پا کر رات کو نوریز کی بے باکیاں یاد کرتے پلکیں شرم سے جھکا گئی جبکہ نوریز آنکھیں بند کیے شاید ابھی تک سو رہا تھا جب نمل نے نوریز کی باہوں سے نکلنے کی کوشش کی تو نوریز جھٹکے سے نمل کو تکیے پر کرتا اس پر جھکا اور نمل کے شرم سے لال ہوتے چہرے اور جھکی پلکوں کو دیکھتا اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھ گیا جس پر نمل پلکیں اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

"ہماری نئیں زندگی کی خوشگوار صبح مبارک ہو جانان" نوریز بولا تو نمل مسکرائی۔

"آپ کو بھی" نمل بولی تو نوریز مسکراتے اس کے لبوں پر جھکنے لگا جب نمل گڑبڑاتی نوریز کے کندھوں کو تھام گئی اور حیرانی سے اسے دیکھنے لگی پوری رات اپنی محبت میں نمل کو سرشار کرتے نوریز نے صبح تو اسے اپنے حصار میں لیے سونے دیا تھا اور اب پھر نوریز کو اپنے لبوں پر جھکتا دیکھ نمل نے مزاحمت کی۔

"نوریز صبح ہو گئی ہے۔۔" نمل نے کہا تو نوریز مسکرایا اور آنکھیں سکیڑتے ہوئے شرارت سے بولا۔

"تو" نوریز نے کہا تو نمل نے معصوم سی شکل بنائی جس پر نوریز نے اس کے ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے اس کے لبوں کو نرمی سے چھو کر نمل کو دیکھنے لگا جو شرماتی

پھر پلکیں جھکا گئی۔

"اوکے چلو ریڈی ہو جاؤ" نوریز نے بولا تو نمل مسکراتی اٹھتی فریش ہونے چلی گئی پھر نوریز بھی جب فریش ہو کر باہر نکلا تو نمل ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی نوریز قدم اٹھاتا نمل کے قریب پہنچا اور پیچھے سے اسے حصار میں لے گیا جبکہ نمل مسکراتی آئینہ میں اپنا اور نوریز کا عکس دیکھنے لگی۔

"نوریز آپ کی آواز ساحرانہ ہے۔۔میں نے آپ کی آواز سے زیادہ خوبصورت آواز کسی کی نہیں سنی" نمل نے دل کھول کر نوریز کی تعریف کی جبکہ نوریز مسکراتا نمل کو ایک جھٹکے سے اپنے سینے سے لگا گیا اور نمل حیرانی سے نوریز کو دیکھنے لگی جو اس کی پیٹھ پر حصار بنائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"بیگم اس تعریف پر میں اپنے انداز سے شکریہ ادا کرو گا" نوریز بولتا نمل کی گردن میں

منہ چھپانے لگا جب نمل نے کسمساتے ہوئے نوریز سے کہا مجھے بھوک لگی ہے نوریز جس پر نوریز سیدھا ہوتا ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتا نمل کے ساتھ باہر کا رخ کر گیا جہاں کاشان صاحب اور جنت بیگم ناشتے پر ان کا ہی انتظار کر رہے تھے نمل اور نوریز نے سلام کیا تو جنت بیگم نے اپنے بیٹے کے سر پر پیار کیا اور نمل کو اپنے حصار میں لیتی نمل کے ماتھے پر بوسہ دے گئی کاشان صاحب بھی مسکراتے ہوئے اپنے بیٹے اور بہو کو دیکھنے لگے نوریز نے کرسی کھسکاتے ہوئے نمل کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جسے نمل سنبھل گئی تو نوریز بھی نمل کے برابر کرسی پر بیٹھا احان صاحب کو نا دیکھتے نوریز نے سوال کیا۔

"پاپا چاچو کہاں ہیں وہ ناشتہ نہیں کر رہے ہمارے ساتھ ؟؟" نوریز کے سوال پر جنت بیگم نے جواب دیا۔

"بیٹا آپ کے چاچو رات کو لیٹ سوئے تھے تو ناشتہ لیٹ ہی کریں گے آپ لوگ

شروع کریں ۔۔ اور نمل بیٹا بیوٹیشن کو میں نے گھر پر ہی بلایا ہے عنایہ سے کہ کر کچھ دیر میں آجائے گی آپ ریڈی ہو جائیے گا" جنت بیگم پہلے نوریز سے اور پھر نمل سے بولی جو دونوں مسکراتے ناشتہ کرنے لگے ۔ناشتے کے بعد نمل کو بیوٹیشن نے تیار لیا ۔پیرٹ گرین کلر کی سنہری کڑھائی کی میکسی پہنے نک سک میک اپ میں بالوں میں گجرے سٹائل کا جوڑا بنائے وائٹ گولڈن ڈائمنڈ کی جیولری پہنے وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی اور نوریز نے بھی ہلکی سی میچنگ کا کلر کا تھری پیس وائٹ شرٹ پر پہنے نظر لگ جانے کی حد تک وہ دونوں حسین کپل لگ رہے تھے ۔اب وہ دونوں گرتے ہوئے سفید رنگ کی گلاب کی پنکھڑیوں میں پھولوں کی راہداری میں چلتے وہ دونوں اسٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے اور ہر نگاہ انھیں رشک اور محبت سے دیکھ رہی تھی نمل اور نوریز نے اسٹیج پر قدم رکھا اور اپنی نشست سنبھال گئے دلشاد اور عنایہ نے آگے بڑھتے انھیں مبارک باد دی پھر داہم اور رہالے نے بھی اور ایسے ہی سب عزیز مہمانوں نے نوریز اور نمل کو مبارک باد دی پھر نوریز نے داہم کے کان میں سرگوشی کی جس پر لبیک کہتے داہم نوریز کا گٹار تھامے اس تک پہنچا جسے نوریز نے تھامتے سب مہمانوں کو اپنی طرف متوجہ کیا ۔

"میں اپنی پٹھان زبان میں اپنی خوبصورت ہمسفر کو محبت کے الفاظ پیش کرنا چاہتا ہوں آپ سب سے گزارش ہے میرا ساتھ دے "نوریز نے کہا تو ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور سپاٹ لائیٹ نمل اور نوریز پر جلمگانے لگی نوریز نمل سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے اپنا گٹار تھامتے دھن بنانے لگا جبکہ نمل دل کی دھڑکنوں کو بے چین کرتی نوریز کی ساحرانہ آواز کو سننے کے لیے بے تاب تھی۔

داثوند می ستا دپارہ

داینہ ستا دپارہ

(نوریز نے نمل کو آنکھوں میں بسائے گانا شروع کیا نوریز کی آواز یں تمام مہمانوں نے ہوٹنگ کی عنایہ نوریز اور نمل کو دونوں ہاتھ باندھے اسٹیج سے کچھ فاصلے پر کھڑی

ہوتی خوشی سے دیکھنے لگی جب اسے کسی کا حصار اپنے گرد محسوس ہوا وہ دلشاد تھا جو عنایہ کو اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لیے مسکراتے محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا عنایہ دلشاد کو دیکھتے اس کے سینے پر آہستہ سے سر ٹکا گئی اور دونوں نوریز اور نمل کو دیکھنے لگے)

🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶

داثوندمی ستادپاره

دامینه ستادپاره

(اپنی سبز آنکھوں سے وہ نمل کو حصار میں لیے ہوئے تھا نمل ٹکٹکی باندھ کر نوریز کو دیکھ رہی تھی جیسے سب آوازیں مدھم ہوگئی ہو اور نمل کو نوریز کی آواز کے آگے

کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا ہو کچھ)

داستا محبوتونہ می

لیسہ دزندگی دہ

جانان ! !

جانان ! !

(وہ اپنی زبان میں نمل کی اپنی زندگی میں اہمیت بیان کر رہا تھا جبکہ نمل کو نوریز کا اسے صبح جانان کہنا یاد آیا جس پر نمل مسکرا دی تو نوریز اس کی مسکراہٹ میں ڈھیلے

چہرے کو دیکھتا مدھور سا گائے جا رہا تھا اور ایک کونے پر کھڑی ہالے بھی انھیں محبت سے دیکھ رہی تھی ہالے کو نمل اور نوریز کا کپل دل سے مکمل لگا وہ مسکرا رہی تھی جب داہم اس کے پشت پر آکر کھڑا ہوا ہالے نے مڑ کر دیکھا تو داہم مسکراتی آنکھوں میں محبت لیے اور چہرے پر ایک دل فریب سی مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کی مسکراہٹ میں ہالے داہم سے ناراضگی بھولتی مسکراتی ہوئی رخ نمل اور نوریز کی طرف کر گئی ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے وہ کپل بھی مکمل لگ رہا تھا)

جانان ! ! چی پکی اوسی سومرخ

پلکیں دنیا کیی دہ

جانان ! ! چی پکی اوسی سومرخ

پلکیں دنیا کیی دہ

جانان ! !

جانان ! !

جانان ! !

(نوریز اپنے ہمسفر سے بھری محفل میں محبت کا اظہار کر رہا تھا جنت بیگم اور کاشان صاحب بھی بیٹھے مسکراتے ہوئے اپنے بیٹے اور بہو کو دیکھ رہے تھے وہاب صاحب اور زریش بیگم بھی مسکراتے نمل اور نوریز کو دیکھتے باری باری اپنے دونوں بیٹوں کو

دیکھ رہے تھے جو اپنی اپنی ہمسفر کے ساتھ خوشیوں میں کھوئے تھے جبکہ احان صاحب بھی بیٹھے محبت سے اور آنکھوں میں نمی لیے اپنی بیٹی اور بھتیجے اور داماد کو دیکھ رہے تھے ان تمام لوگوں کی زندگی میں خوشیوں کے الگ رنگ بکھر رہے تھے سب ہی کسی نا کسی کو پا کر خوش تھے)

نوریز نے گانا مکمل کرتے گٹار سائیڈ پر رکھا اور نمل کا ہاتھ تھامتے اسے سب کے سامنے اپنے لبوں سے لگا گیا جس پر تمام لوگوں نے پہلے نوریز کے گانے پر کیلپینگ کرتے پھر نوریز کے نمل کے ہاتھ پر کس کرنے پر ہوٹنگ کی جس سے نمل شرماتی پلکیں جھکا گئی خوشگوار ماحول کھانا کھاتے نمل اور نوریز کے ولیمہ کا فنکشن اختتام پزیر ہوا اور سب لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کا رخ کیا۔

سب لوگ گھر آئے تو تھکاوٹ کے باعث اپنے اپنے کمرے کا رخ کر گئے۔ دلشاد فریش ہوتا بالکنی میں ٹہل رہا تھا اور عنایہ بھی چینج کرتی فریش ہو کر باہر نکلی تو دلشاد بالکونی میں کھڑا کسی سے کال پر محو گفتگو تھا عنایہ کو دلشاد کے کل رات کہی بات یاد آئی تو جلدی سونے کی تیاری پکڑ لی وہ کاوئچ پر لیٹی کہ دلشاد نے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے سمت کھینچا اور عنایہ کٹی ڈور کی پتنگ کی طرح دلشاد کے سینے سے جا ٹکرائی ابھی تو دلشاد بالکونی میں تھا اور ایک دم کیسے نمودار ہو گیا وہ اپنی سوچوں میں گم تھی دلشاد کو دیکھے جا رہی تھی جو مسکراتی آنکھوں سے اسے ہی کب سے جلدی سونے کی تیاری کرتا دیکھ اس کی چالاکی پر مسکراتا اس تک پہنچا تھا۔

"بیگم ابھی تو ہمارے کمرے میں گلاب کے پھول مہک رہیں ہیں اور تم کہا سونے کی تیاری کر رہی ہو۔" دلشاد نے بولتے عنایہ کی کمر پر بازوؤں حائل کرتے حصار بنایا جو اسے دیکھتی معصومیت سے بولی جبکہ یہ بات سہی تھی ان کے کمرے میں گلاب کے پھول ابھی تک مہک رہے تھے اور کل جیسے ہی کمرا سجائے ہوئے تھے جن کی

خوشبو نے کمرے کی فضا کو خوشگوار اور معنی خیز ماحول میں بدل دیا تھا۔

"مجھے نیند آرہی ہے" عنایہ بولی تو دلشاد نے ایک آبرو ریز کرتے اسے دیکھا۔

"نیند نہیں آرہی کوئی تمہیں سمجھی اور چپ کر کے کھڑی رہو ورنہ تمہاری ننھی سی جان پر آج کوئی رحم نہیں کرو گا میں" دلشاد نے گھور کر بولا تو عنایہ چپ ہو گئی دلشاد نے اپنا چہرہ عنایہ کے چہرے کے قریب کرتے عنایہ کے لبوں کو فوکس بناتے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کیا لمحہ لمحہ دلشاد خود کو سیراب کرتا چلا گیا جبکہ دلشاد کی شدت بھرے لمس پر عنایہ نے دلشاد کی ٹی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھینچا عنایہ کی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کرتے عنایہ کے لبوں کو آزادی بخشی دلشاد نے

چہرے کے ہر نقش کو اپنے لبوں سے چھوا اور اپنے لبوں کا رخ عنایہ کی گردن پر کیا دلشاد کی بڑھتی شدتوں اور بے باکیوں کو محسوس کرتے عنایہ کا چہرہ شرم کے احساس

سے خون چھلکا دینے والا ہوا جسے خمار آلودہ نگاہوں سے سر اٹھا کر دیکھتے دلشاد کے

لب مسکرائے دلشاد نے عنایہ کو باہوں میں اٹھاتے بیڈ کا رخ کیا عنایہ کو نرمی سے بیڈ

پر لٹا کر دلشاد پیچھے ہوتا اپنی شرٹ اتار کر دور اچھا گیا جبکہ عنایہ کی نظر دلشاد کے سکس

پیکس پر جیسے ہی پڑی اسے اپنے گلے میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے دلشاد کے

مسلس کا اندازہ تو اسے پہلے بھی تھا لیکن سکس پیکس عنایہ نے سوچتے ہی بے اختیار

تھوک نگلا دلشاد کو دیکھنے لگی جو آنکھوں میں چمک لیے اسی کی طرف آرہا تھا دلشاد

ایک ہاتھ عنایہ کے سر کے پاس تکیہ پر رکھتا دوسرے ہاتھ سے عنایہ کی نائٹی کے گاؤن

کی ڈور کو کھینچ گیا اور وہی ہاتھ سرکاتا عنایہ کی کمر پر رکھتا عنایہ کے ہونٹوں پر جھکنے ہی

والا تھا کہ عنایہ کے موبائل کا چیخنا چلانا مطلب رنگ ٹون گونجی اور اس رنگ ٹون کو

تو دلشاد پہچانتا ہی تھا یہی تو رنگ ٹون تھی جس نے دلشاد کے رومینس کا خانزادہ امپائر

میں گلا گھونٹا تھا عنایہ کی آنکھیں چمکی اپنے زین بھائی کی کال کا سوچتے لیکن دلشاد کا منہ

کڑوے بادام جیسا ہوا اور وہ سخت گھوری سے عنایہ کو سمجھا گیا کہ سوچنا بھی مت۔

"یہ تمہارا بھائی میرے رومینس کا دشمن کیوں ہے" دلشاد جل کر بولا تو عنایہ نے دلشاد کو منہ بسور کر دیکھا۔

"میرے بھائی کو پتا تھوڑی نا ہے کہ یہ آپ کا رومینس کا ٹائم ہے۔۔کوئی کام ہوگا۔۔مجھے کال تو پک کرنے دیں" عنایہ نے ہنوز اپنی پوزیشن میں ہی دلشاد سے پوچھا جو عنایہ کے اوپر جھکا ہوا ہی تھا نا خود اٹھ رہا تھا نا عنایہ کو اٹھنے کی اجازت دے رہا تھا۔

"لکھ کر رکھ لو اس نے جان بوجھ کر کال کی ہے۔۔اور کوئی ضرورت نہیں کال پک کرنے کی مجھے تمہارے بھائی کا پھٹا سپیکر سنے کا کوئی شوق نہیں مجھے ڈسٹرب مت کرنا اب" دلشاد عنایہ کی بات اور اسے گھورتے ہوئے اور پھر عنایہ کی گردن پر جھکتے ہوئے بولا تو عنایہ نے آنکھیں گھومائی جسے دلشاد نے ایسے اگنور کیا جیسے اس کی بیوی نے کچھ کیا ہی نا ہو موبائل کی رنگ ٹون تو بند ہو گئی تھی لیکن جیسے ہی دلشاد عنایہ کی

گردن پر اپنے لب رکھنے والا تھا ایک دفعہ دوبارہ رنگ ٹون بجی اور یہ دلشاد کی آخری حد تھی برداشت کی اس نے خونخوار نظروں سے عنایہ کو سر اٹھا کر دیکھا اس کی نظروں کی تپش پا کر عنایہ گڑبڑاتی ہوئی منہ بنا کر بولی۔

"اب مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں آپ ایسے میں نے تو کچھ نہیں کیا" عنایہ معصومیت سے بولی تو دلشاد نے اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے چھوتے بیڈ سے کھڑا ہوا اور قدم ڈریسنگ پر رکھے عنایہ کے موبائل کی طرف بڑھائے عنایہ دلشاد کی حرکت پر گڑبڑاتی لیکن پھر دلشاد کے قدم اپنے موبائل کی طرف جاتے دیکھ عنایہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا کہی اب دلشاد دوبارہ تو اس کا موبائل نہیں توڑ دے گا۔

"پلیز۔۔میرا موبائل نہیں توڑیں گا" عنایہ کی آواز پر دلشاد نے مڑ کر عنایہ کو دیکھا اور مسکرایا یہ تو وہ بھی جان گیا تھا عنایہ موبائل کو بار بار دلشاد کے توڑنے اور سیٹنگ سے اکتا چکی ہے لیکن وہ بھی کیا کرتا بیچارہ اب غصّہ ہی دلشاد صاحب کا عنایہ کے

موبائل پر نکلتا تھا۔دلشاد نے عنایہ کو دیکھتے پھر ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتے خود کو ریلیکس کیا اور ڈیول کا نمبر دیکھتے بلاک لسٹ میں ڈالا اور پھر کچھ سوچتے آیت مہک عائشہ ہشام اور جیک کے نمبر بھی باری باری بلاک لسٹ میں ڈال چکا تھا کیونکہ عنایہ کے موبائل پر فی الحال تو کوئی پاسورڈ تھا نہیں اور پاور آف کرنا نہیں چاہتا تھا ہاسپٹل سے کوئی ایمرجنسی کال بھی تو آسکتی تھی اور ڈیول پر اسے پکا شک تھا وہ یہ کال صرف دلشاد کو ہی تپانے کے لیے کر رہا ہے اور آج صبح والی بات کا بدلہ لینے کے لیے اس لیے وہ اب عنایہ کو کسی کے بھی نمبر سے کال کر سکتا تھا ان کا رشتہ ایک دوسرے کو تپانے کے لیے بنایا گیا تھا ڈیول سالا ہو کر دلشاد کے لیے مصیبت تھا تو دلشاد بہنوئی ہو کر ڈیول کے لیے عذاب خیر پھر دلشاد نے قدم عنایہ کی طرف بڑھائے جو بیڈ پر بیٹھی اسے اپنی طرف آتا دیکھ رہی تھی دلشاد نے عنایہ کے برابر میں بیٹھتے عنایہ کے بالوں میں پشت سے اپنا ہاتھ الجھایا اور عنایہ کا چہرہ اپنے قریب کرتے اسے اپنے سینے پر گرائے پشت کے بل عنایہ کو اپنے سینے پر لیے بیڈ پر لیٹا عنایہ دلشاد کی قید میں بس اس کی کاروائی ملاحضہ فرما رہی تھی جب دلشاد عنایہ کے چہرے سے بال ہٹاتا اس کے چہرے کو خود پر جھکا گیا عنایہ کے ہونٹوں سے گردن

تک کا سفر کرتے دلشاد نے عنایہ کو کروٹ کے بل لٹایا اور عنایہ کی گردن پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا عنایہ کی گردن سے شہہ رگ پر لب رکھتے دلشاد عنایہ کو سسکنے پر مجبور کر گیا دلشاد آگے کچھ کرتا کہ دلشاد کے روم کا دروازہ ناک ہوا خمار آلودہ نظریں اٹھائے دلشاد نے عنایہ کو دیکھا جو شرم سے لال ہوتی دلشاد کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی دلشاد مسکراتا اٹھا اور عنایہ کی پیشانی پر لب رکھنے لگا جب دروازہ ایک اور دفعہ ناک ہوا دلشاد بدمزہ ہوتا بڑبڑایا "پتا نہیں ساری دنیا میری رومینس کی ہی کیوں دشمن بنی ہوئی ہے" دلشاد کے جلے کٹے انداز اور بڑبڑاہٹ کو سنتے عنایہ کھلکھلا کر ہنسی جس کو دلشاد نے گھورتے پھر سیدھا کرتے عنایہ کے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سیٹ کرتے اس کے گاؤن کی ڈوری کو اڑسایا اور قدم نیچے رکھتے اپنی شرٹ اٹھاتے پہنی اور رخ دروازے کی طرف کیا دروازہ کھولتے داہم کو اپنے سامنے کھڑا پا کر دلشاد نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا جس پر داہم کھسیانا ہوتا دانتوں کی نمائش کرتا عنایہ کی طرف دروازہ سے سائیڈ میں جو بچی ہوئی جگہ تھی جہاں دلشاد کا وجود نہیں تھا وہاں سے پاپا پاپا چلتا نیما نیما ہو کر جلدی عنایہ کے پاس دروازے کا باڈر اور اپنے بھائی جیسے بلڈوزر سے بچتے بھاگا جس پر دلشاد اس کی طرف لپکا "روک تو" لیکن داہم

جلد ہی عنایہ کے پاس پہنچتا اس کے پیچھے ہوا" بھابھی میں تو آپ کے بھائی کی بات کروانے کے لیے آپ سے آیا تھا اس شیر کے بل میں اب اس نیکی کے بدلے آپ کی زمیداری ہے کہ مجھے باحفاظت یہاں سے نکالے۔۔" داہم نے کہتے ہی عنایہ کے سامنے اپنا موبائل کیا تو عنایہ موبائل تھام گئی عنایہ نے دلشاد کی طرف دیکھا جو اسے ہی جتاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کہ رہا ہوں دیکھ لو میں نے کہا تھا نا تمہارا بھائی جان بوجھ کر کر رہا ہے یہ سب جس پر عنایہ نے گڑبڑاتے جلدی موبائل کان سے لگایا جبکہ دلشاد داہم کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا کہ دوسروں سے کیا گلا جب بھائی خود کا ہی کمینہ ہو جس پر داہم نے بھی لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکاتے دلشاد کو نظروں سے جتایا یہ ہی بات اگر میں آپ سے کہو تو صبح میرے ساتھ کیا کیا تھا آپ نے آپ کو تو لجا نہیں آئی اپنے کنوارے ہینڈسم بھائی کو پٹواتے ہوئے وہ بھی اس کی ہی ہونے والی بیوی سے داہم نے جتانے کے ساتھ ساتھ لجا والی بات پر ہاتھ کا اشارہ بھی کیا تھا جس کو دلشاد سمجھتا کندھے آچکا کر اسے اپنی دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کر گیا میرے باپ کی آخری اولاد اب تو دیکھ تیرے ساتھ کرتا کیا ہوں میں جس پر داہم اندر سے ڈر تو گیا لیکن بظاہر عورتوں کی طرح ہننہ کرتا سر جھٹک گیا

جس پر دلشاد کو اپنے باپ کی آخری اولاد پر پیار ٹوٹ کر آیا لیکن ابھی جنگ چھڑی ہوئی تھی تو پیار نوٹ الاؤڈ کا بورڈ خود ہی اپنے دل پر لگاتے اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا جو مسکرا کر اپنے بھائی سے باتوں سے ایسے مصروف تھی جیسے جنموں سے ان دونوں بہن بھائیوں نے ایک دوسرے کی آواز نہیں سنی ہو بات نہیں کی ہو دلشاد قدم اٹھاتا عنایہ کے پاس آیا اور اسے بنا سمجھنے کا موقع دیں موبائل لیتا سپیکر پر ڈال لیا اور عنایہ کو آنکھوں سے جتانے لگا میں بھی تو سنو کون سا ایسا کام تھا جس پر تمہارے بھائی نے ہمارے رومینٹک مومینٹس کا بیڑا غرق کیا ہے موبائل میں سے ڈیول کی آواز گونجی۔

"پرنسس آج کھانے میں کیا کھایا آپ نے" ڈیول بولا تو دلشاد نے موبائل کو ایسے گھورا جیسے موبائل نہیں وہ ڈیول خود ہو اور عنایہ کی طرف گردن موڑ کر دیکھا جو بیچاری مسکرا بھی نا پائی کھسیانی ہوتی لیکن داہم کو ہنسی کا دورہِ پڑا اپنے بھائی کی شکل دیکھ کر لیکن وہ خود پر ضبط کر گیا دلشاد نے عنایہ کو بولنے کا اشارہ کیا وہ سنا چاہتا تھا ڈیول کرنا

کیا چاہتا ہے۔

"بھائی نوریز کا ولیمہ تھا وہی ڈنر کیا "عنایہ گڑبڑاتی جلدی بولی تو ڈیول کی آواز موبائل سے گونجی۔

"اس سبز بلے کی شادی ہو گئی خیر بڑا ہی بے مروت نکلا بلایا تک نہیں ہمیں ۔۔"ڈیول نے ہنستے ہوئے کہا تو دلشاد نے عنایہ کو گھورا نوریز نے تو سب کو ہی انوائیٹ کیا تھا تو اس کا بھائی کیا بول رہا ہے۔

"بھائی انھوں نے آپ کو بھابھی سب کو ہی انوائیٹ کیا تھا لیکن آپ بھابھی کے ساتھ ملک سے باہر تھے تو میں نے آپ کو ڈسٹرب کرنا ضروری نہیں سمجھا اور ہشام بھائی کو کہا تھا میں نے لیکن وہ کسی کیس میں الجھے تھے تو انھوں نے نوریز کو کال کر کے معزرت کر لی تھی "عنایہ بولی تو دلشاد نے کھا جانے والی نظروں سے عنایہ کو

دیکھا اپنے بھائی بھابھی کی تو بڑی فکر ہے تمہیں لیکن شوہر کے ڈسٹر بنس کی کوئی فکر نہیں نکمی بیوی جس پر عنایہ نے معصومیت سے اپنا نچلا ہونٹ بلکا یا جس کو دلشاد نے سر جھٹک کر اگنور کیا اور داہم تو اپنے بھائی بھابھی کے ٹیلنٹ پر عش عش کر اٹھا اسے لگتا تھا کہ دلشاد اور اس میں ہی فیس ایکسپریشن پڑھنے اور آنکھوں آنکھوں سے باتیں کرنے کا ٹیلنٹ تھا لیکن دلشاد تو ہر کسی سے ایسے بات کر لیتا تھا جبکہ اپنی بھابھی پر تو اسے فخر ہوا نا صرف وہ اس کے کھڑوس بھائی کے ساتھ شکر سے رہتی تھی بلکہ اس کے آنکھوں کے اشارہ بھی سمجھتی تھی داہم کو تو ہالے پر افسوس بھی ہوا ایک وہ ہی تھی جو اس کے آنکھوں کے کیا منہ سے کہی بات کو بھی دفعہ دور کرتی تھی اللہ پیار بھی ہوا تو اتنی بورنگ لڑکی سے داہم دل میں دھائی دینے لگا پھر ڈیول کی آواز پر سر جھٹک کر اپنے خیالات کی دنیا سے حقیقیت میں لوٹا۔

"مجھے بتایا تھا ہشام نے بس تمہیں یونہی چھیڑ رہا تھا خیر چلو کوئی نہیں تمہارے دیور نے تو اسپیشل انوائیٹ کیا ہے اور اس چھوٹے خانزادہ کی شادی میں تو ڈانس بھی کرنے

کا حکم ہے تمہارے دیور کی ہی طرف سے اس میں ہی ملاقات ہوتی ہے -- لیکن ہم مہندی شادی اور ولیمہ پر ہی آپائے گے داہم کو انفارم کر دیا تھا میں نے" ڈیول بولا تو دلشاد نے بے زاریت سے رخ دوسری طرف پھیرا جب عنایہ بولی۔

"کیوں بھائی نکاح اور مائیو پر کیوں نہیں؟؟" جس پر دلشاد اور داہم دونوں متوجہ ہوئے داہم کو تو وجہ بتادی تھی ڈیول نے جب داہم نے عنایہ سے نمبر لیتے ڈیول کو خاص انویٹیشن دی تھی لیکن وہ اتنا تو جان گیا تھا کہ ڈیول اب دلشاد کے خلاف کچھ بولے گا جو بیچارہ داہم تو حسرت ہی کر سکتا ہے خیر لیکن بات دلشاد کو تو جاننی تھی نا اب اس لیے وہ تو متوجہ تھا۔

"مجھے کچھ کام نپٹانے ہے میں بزی ہوں ان دنوں کچھ" ڈیول بولا تو عنایہ نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا اب پتا جو تھا اس کا بھائی کسی کا کام ٹھکانے لگانے والا ہوگا یا اپنے مافیا ورلڈ میں کوئی سر انجام دینے والا ہوگا۔

"اور ویسے بھی تمہارے شوہر کی سڑی ہوئی شکل مجھے ہضم نہیں ہوتی زیادہ دیر" ڈیول بولا تو داہم نے اپنا قہقہہ ضبط کیا جبکہ دلشاد طنزیہ مسکرایا۔

"کتوں کو دیسی گھی کہاں ہضم ہوتا ہے" واللہ دلشاد وہاب خانزادہ کے پاس طنز مارنے کی صلاحیت اللہ نے ایکسٹرا ڈالی ہے اس انسان میں ڈیول نے دلشاد کا طنز سنتے ہی منہ بناتے موبائل کو گھورتے ہوئے سوچا جبکہ عنایہ نے دلشاد کو گھورا کہ وہ اس کے بھائی کو کتا بول کیسے سکتے ہے جسے دلشاد ڈبل گھوری سے نوازتے اگنور کیا۔

"دیسی گھی کھانا ہی کیوں ہے تم نے؟؟" ڈیول نے دلشاد کا پینترا دلشاد پر ہی مسکراتے ہوئے پلٹا جبکہ داہم نے بیڈ سے کشن اٹھاتے اپنے منہ اس میں دے کر اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

"میں تمہارے بارے میں بات کر رہا ہوں کتوں کے نسلی سردار" دلشاد نے بھی حساب بے باک کیا جبکہ داہم کا چہرہ ہنسی ضبط کرتے سرخ ہوتا جا رہا تھا جبکہ دلشاد نے عنایہ کو آنکھوں سے اشارہ کیا دیکھ لو اپنے بھائی کو۔

"نسلی انسان ہو الحمدللہ اور اصلی بھی ہو" ڈیول نے دوبدو ک دلشاد کے کتے کہنے والی بات کو اگنور کرتے اپنی عزت برقرار رکھتے بولا جب دلشاد مسکرایا اور توجہ موبائل پر ٹکا دی۔

"ہم تو جیسے چائینہ سے لوڈ ہو کر آئے ہیں" دلشاد نے کہا تو اب داہم کی بس تھی داہم کا قہقہہ گونجا تو دلشاد نے گردن موڑ کر داہم کو دیکھا جو ان سالا بہنوئی کی باتیں اور طنز کیسے ہنس ہنس کر انجوائے کر رہا تھا جبکہ دلشاد کے جل بھن کر کیے طنز پر ڈیول کا بھی قہقہہ موبائل سے گونجا لیکن دلشاد نے پھر ادھر ادھر نظریں دوڑائیں کہ عنایہ کو ڈھونڈے جو کچھ دیر پہلے تو یہی تھی اب کہاں چلی گئی جبکہ دلشاد کی تلاش ختم کا وئچ پر ہوئی جہاں

عنایہ دونوں ہاتھ چہرے پر ٹکائے اپنے شوہر اور بھائی کے طنز سے بے زار ہوتی بیٹھی ہوئی تھی دلشاد کو عنایہ کو دیکھتے اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"اب فون بند کردو اگر تمہارا اور میرے باپ کی آخری اولاد کا مجھے تنگ کر کے صبح والا بدلہ لینے کا پلان ناکام ہو ہی گیا ہے تو اور اب ہم دونوں میاں بیوی کو ڈسٹرب مت کرنا ورنہ یہ سرپھرا خانزادہ اپنی بیوی کو لے کر آج رات کی فلائیٹ سے ہی پیرس چلا جائے گا ہنی مون کے لیے جس سے داہم کی شادی تو روکے گی ہی پر اس کی شادی پر ٹھمکے مارنے کا تم دونوں کا پلان بھی فلپ ہو جائے گا بلکل اس پلان کی ہی طرح۔۔ سمجھے۔۔" دلشاد نے کہتے ہی فون بند کیا جبکہ ڈیول جو ٹھمکو والی بات پر جلا بھنا بیٹھا تھا کچھ کہتا کے ٹون ٹون کی آواز سنے آنکھیں گھوما گیا اس کا بہنوئی حد سے زیادہ ہی کچھ چلاک تھا جبکہ داہم تو ہنستا دلشاد کے موبائل اس کی طرف پھیکنے پر اپنا موبائل کینچ کرتا وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا اس بیچارے کی تو شادی کینسل ہونے والی بات پر ہی سانسیں رو کنے لگی تھی اب وہ مزید اپنے کھڑوس بھائی سے پنگا نہیں لے

سکتا تھا جبکہ دلشاد اس داہم کے جاتے ہی دروازہ لاک کرتا عنایہ کے قریب آیا جو دلشاد کی آنکھوں میں دوبارہ چمک کو دیکھتے اپنے لیے راہ فرار سوچ رہی تھی لیکن دلشاد نے عنایہ کا بازوں ایک دم سے تھامتے اسے کھڑا کرتے بنا سمجھنے کا موقع دیے اپنی باہوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف قدم بڑھا گیا عنایہ کو بیڈ پر بیٹھاتے اپنی شرٹ دوبارہ اتارتے لائیٹس اوف کرتا عنایہ پر گھٹا کی طرح چھا گیا عنایہ کے گاؤن کی دوبارہ ڈوری کھینچ کر دو انگلیوں سے کھولتے عنایہ کے پیشانی پر لب رکھتے پھر عنایہ کی گردن پر جھکتے عنایہ کو اپنے وجود میں منہ چھپانے پر مجبور کر گیا دلشاد کی بڑھتی رات کے ساتھ من مانیوں پر عنایہ مزاحمت کرتی لیکن پھر دلشاد کی محبت میں بڑھتی شدتوں کو دیکھتی دلشاد کی بے باکیوں سے سمجھ گئی تھی آج راہ فرار ممکن نہیں اس لیے خود کو دلشاد کے رحم وکرم پر چھوڑتی ساری مزاحمت ترک کر گئی آج ان کے رشتے کو بھی ایک منزل مل گئی تھی۔

دوسری جانب داہم نے ہالے کے لیے اپنے گھر کے ٹیرس پر ایک اسٹیج سیٹ کیا تھا اس کا ارادہ تو ہالے کو باہر لے جاکر سرپرائز دینے کا تھا لیکن زریش بیگم نے ہالے کو اب کہی بھی جانے سے منع کیا تھا کیونکہ اب ہالے اور داہم کا جو نکاح ہونے والا تھا اس لیے داہم نے سب سے چھپا کر ٹیرس پر ہالے کے لیے للی اور وائٹ گلاب سے سیٹ اپ تیار کیا تھا جو چھوٹی چھوٹی وائٹ اور گولڈن لائٹ اور وائٹ ہی جالی دار پردوں سے سجا تھا اور ریڈ بلونز پر دل کی شیپ سے سجی ایک وال پر بیچوں بیچ وائٹ لائیٹس الفابیٹس سے سجا لکھا تھا "For the lady "Dahim Khanzada love the most for ever and ever and ever Mrs Halay Dahim Khanzada too be" اس منظر کو ٹھنڈی ہوائوں نے اور دلکش بنا دیا تھا ہالے کو داہم نے ٹیرس پر آنے کا میسج کیا تھا اور خود اچانک ڈیول کی کال آنے پر دلشاد کی روم کی طرف چل دیا تھا ہالے بہت نخرے کرتی داہم کی منت سماجتوں کے بعد راضی ہوئی تھی اسے داہم نے کہا تھا وہ سوری کہنا چاہتا ہے اس لیے بلا رہا ہے اسے لیکن یہاں آکر اتنے حسین منظر میں وہ کھو ہی گئی اللہ نے اسے

بے شک بہترین سے نوازہ تھا۔ ہالے وائٹ پیروں کو چھوتی نئی طرز کی فراک میں

بالوں کو کھلا پشت پر چھوڑے فریش سی لگ رہی تھی وہ تو ابھی فریش ہو کر ہی نکلی

تھی ہالے اس منظر کو دیکھتی اپنی سوچوں میں مسکراہٹ لیے گم ہوئی۔

ہمسفر وہ ہوتا ہے۔۔ ! !

جو ماضی جاننے کے بعد حال میں آپ کے ساتھ ہوں

جیسے "ہالے آفریدی "کے لیے" داہم خانزادہ" جو آپ کی پہلی محبت جاننے کے

باوجود آپ کو اپنی آخری محبت کی طرح چاہے ! ! جو آپ پر اپنی آخری سانس

لوٹانے کو بھی تیار ہوں لیکن داہم خانزادہ ہر کسی کے نصیب میں تو نہیں ہوتا نا ! !

ہالے کو داہم سے اب محبت ہونے لگی تھی وجہ داہم کی اتنی محبت اور عزت دینا

تھی لیکن وہ کبھی داہم کے سامنے اس چیز اقرار نہیں کرنا چاہتی تھی اسے داہم کی بے چینی بہت بھاتی تھی ہالے اپنی سوچوں میں گم تھی جب داہم کے قدموں کی آواز اسے اپنے قریب آتی سنائی دی۔

داہم ٹیرس پر آیا تو ہالے کی پشت کو مسکراتے ہوئے دیکھے اور قدم اٹھاتا ہالے کے قریب آیا ہالے نے گردن موڑ کر مسکراتی آنکھوں سے داہم کو دیکھا جو سینے پر ہاتھ فولڈ کیے اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا ٹھنڈی ہوائیں سارے ماحول کو اور خوشگوار حیرت میں ڈال گئیں۔

"کیسا لگا تمہیں" داہم کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا جس پر ہالے دل کھول کر مسکرائی۔

"بہت اچھا یہ سب تم نے کب کیا؟؟" ہالے نے داہم سے پوچھا جو اس کے سوال

پر مسکرا گیا یہ وہ جانتی تھی داہم صبح لیٹ اٹھا تھا اور پھر پورا دن بزی رہا پھر یہ سب داہم نے کب اور کیسے کیا۔

"وہ چھوڑو تم یہ بتاؤ ہونے والی بیگم صاحبہ کیسا لگا سرپرائز اور مجھے معافی مل سکتی ہے" داہم نے بولا تو ہالے مسکرائی اور آنکھیں سکیڑ کر داہم کو دیکھنے لگی۔

"مجھے پتا ہے داہم تم دوبارہ کوئی نا کوئی حرکت پھر کر دو گے تو معافی کیوں مانگ رہے ہو" ہالے نے داہم سے کہا جس پر داہم کا قہقہہ گونجا۔

"نوٹ بیڈ۔۔مجھے تو لگا تھا میری ہونے والی بیگم کو مجھے سمجھنا پڑے گا ابھی لیکن تم تو ماشاء اللہ کافی سمجھ گئی ہو مجھے" داہم مسکراتے ہوئے بولا تو ہالے نے سر جھٹکا۔

"تمہاری تو رگ رگ سے واقف ہو مسٹر داہم خانزادہ جب سے جب سے میں خود کو

بھی نہیں جانتی تھی" ہالے نے مسکرا کر کہا تو داہم کو اپنا اور ہالے کا بچپن یاد آیا کیونکہ ہالے کا اشارہ بھی بچپن سے لے کر اب تک داہم کی شرارتوں کی طرف ہی تھا کیسے وہ ہالے کو چھیڑتا تنگ کرتا رہتا تھا اور ہالے کبھی اس کا مقابلہ کرتی تھی تو کبھی اس کی شکایتیں دلشاد اور وہاب صاحب کو لگاتی تو کبھی زریش بیگم سے اس کے کان مرواتی تھی۔

"دوبارہ تو کروں گا میں کیونکہ داہم خانزادہ پانی کے بغیر تو زندہ رہ سکتا ہے لیکن ہالے آفریدی کو تنگ کیے بنا تو مجھے اگلی سانس بھی شاید۔۔" داہم مسکراتا ہوا اور بھی کچھ بولتا کہ ہالے نے اس کے بازو کو پکڑا اور اسے خفا نظروں سے گھورنے لگی ہالے کے اچانک داہم کے بازوؤں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنے پر داہم کے دل نے ایک بیٹ مس کی داہم بنا پلکیں جھپکائیں ہالے کو دیکھنے لگا جو داہم کو خفا نظروں سے ہوا سے اڑتی زلفیں لیے جو اسکے چہرے کو چھو رہی تھیں اسے ہی گھور رہی تھی اور پھر داہم مسکرایا اور داہم کی مسکراہٹ دیکھتے ہالے نے اپنے ہاتھ ہٹاتے داہم سے کچھ

سائیڈ پر ہوتی رخ پھیر گئی۔

"ارے ابھی تو پہلی خطاؤں کے لیے تم نے مجھے معاف نہیں کیا اور پھر نئے سرے سے خفا ہو گئی "داہم بولا تو ہالے نے پھر اس کی طرف دیکھا پتا نہیں کیوں داہم کی بات سنتے ہالے کی آنکھیں خفگی سے خود ہی نم ہو گی جبکہ ہالے کی نم آنکھوں کو دیکھتے داہم پریشان ہوتا اسے منانے کے لیے دونوں ہاتھوں سے کان پکڑ گیا۔

"دیکھو ہالے میں اب نہیں کرو گا ایسی بات بلکل بھی نہیں کرو گا آئی پرامس۔۔ تم رونا نہیں پلیز"داہم بولا تو داہم کو کان پکڑے دیکھ ہالے مسکرائی اور داہم کے دونوں ہاتھ نیچے کر گئی ہالے کے مسکرانے پر داہم کی جیسے جان میں جان آئی۔

"آئیندہ ایسے الفاظ نکالے نا اپنے لیے تو میں تمہیں جان سے ماردو گی" ہالے نے داہم کو انگلی اٹھاتے وارن کیا تو داہم نے دونوں ہاتھ سلینڈر کرتے جیسے ہالے کو یقین دلایا

لہ آئیندہ نہیں بولو گا ایسا کچھ بھی اور پھر بولا۔

"تم مجھے اپنی محبت میں بتلا کر کے پہلے ہی مار چکی ہو" داہم نے مسکراتے ہالے سے ہاتھ نیچے کرتے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر کہا تو ہالے بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دی اور داہم محوت سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم ہنستی مسکراتی بہت اچھی لگتی ہو ہالے" داہم بولا تو ہالے نے پہلے داہم کی طرف اور پھر آسمان کی طرف چاند کو دیکھا۔

"تم مجھ سے کب سے محبت کرتے ہو داہم" ہالے کے سوال پر داہم مسکرایا۔

"شاید تب سے جب سے میں نے تمہیں پہلی دفعہ اپنے ماما بابا کے لیے روتے دیکھا تھا" داہم بولا تو ہالے اسے دیکھنے لگی بے یقینی سے وہ تو کبھی بھی اپنے ماما بابا کے لیے

کسی کے سامنے نہیں روئی سوائے تب جب وہ دس سال پہلے یہاں آئی تھی اور یہاں آتے ہی پہلے زریش بیگم کے گلے لگتے بے تحاشہ روئی تھی جب وہ ہالے کو کھانا کھلانے کی کوشش کر رہی تھیں ہالے کو ان کی شفقت و محبت دیکھتے اپنے ماں یاد آئی تھی اور وہ تو آج سے دس سال پرانی بات ہے لیکن تب تو داہم خود بہت چھوٹا تھا۔

"یہ کتنے عرصے پہلے کی بات ہے داہم" ہالے نے بے اختیار سانسیں روک کر پوچھا۔

"دس سال" داہم نے مسکراتے چاند کو دیکھ کر بولا اور ہالے کو لگا اس کی سانسیں تھم گئیں ہیں یہ شخص کب سے اس سے محبت کرتا ہے لیکن کبھی اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا وہ تو نوریز کے لیے اس سے اعتراف کر چکی تھی اور یہ شخص تب بھی کچھ نہیں بولا تب اس نے ہالے کو نوریز سے بات کرنے کا کہا تھا اقرار کرنے کا کہا تھا وہ تو سمجھی تھی یہ تو انسانیت میں اعلیٰ ظرف شخص ہے لیکن یہ تو محبت بھی

پائیدار نکلا۔ ہالے داہم کو دیکھنے لگی جو محوت سے چاند کو دیکھے جا رہا تھا۔ ہمیشہ شرارتیں کرنے والا شخص دس سال سے ایک لڑکی کی محبت میں گرفتار تھا اس لڑکی کی محبت میں جو کسی اور سے محبت کرتی تھی۔

"تمہیں نفرت نہیں ہوئی مجھ سے کبھی میں کسی اور کو چاہتی تھی" ہالے نے خود کو کہتے سنا داہم نے رخ موڑ کر ہالے کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"محبت سے اگر نفرت ہو جائے تو وہ محبت نہیں صرف دل لگی ہوتی ہے۔۔میں نے تمہارا انتظار کیا اور دیکھو پرسوں اس انتظار کا سلہ مجھے تمہیں اپنا محرم بنانے کی صورت میں مل جائے گا۔۔اور اب میں چاہتا ہوں تمہارے لبوں پر ماضی کی کوئی بات نا آئے میرے علاوہ کبھی کسی کا نام نا آئے تم بس میرا زکر کیا کرو ہالے" داہم مسکرا کر بولتا گلاب کا خوبصورت سا ایک لال پھول اپنے اپر سے نکالتا گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہالے کے سامنے کر گیا ہالے داہم کی بات سنتی مسکرا گئی وہ سمجھ گئی تھی کہ

اب ان کے رشتے میں نا ماضی کی جگہ ہے نا گنجائش اور پھر داہم کی حرکت پر داہم کو نا سمجھی سے گھٹنوں کے بل بیٹھتا دیکھنے لگی۔

"مجھے تم سے بے انتہا محبت ہے ہالے آفریدی۔۔کیا تم مجھ سے شادی کروگی؟؟" داہم نے محبت پاش انداز میں ہالے کو پرپوز کرتے خود ہنستے ہوئے کہا جس پر ہالے کھلکھلا کر ہنس دی اسکی ہنسی کی وجہ تو داہم بھی جانتا تھا اسی لیے تو خود اپنی حرکت پر خود ہی ہنس رہا تھا۔

"تم دنیا کے پہلے شخص ہو جو نکاح سے ایک دن پہلے اپنی ہونے والی بیوی کو پرپوز کر رہا ہے" ہالے بولی تو داہم نے پرپوز سیچویشن میں ہی کندھے آچکا کر ہالے کے شرمندہ کرنے کو خیر آباد کیا وہ داہم خانزادہ تھا وہ کچھ بھی کبھی بھی کر سکتا تھا۔

"اور تم دنیا کی واحد عورت جو پرپوز ہونے پر مسکرانے کے بجائے دانتوں کی نمائش

کرتی ہنسے جا رہی ہے" داہم وہاب خانزادہ مجال ہے جو اتنے رومینٹک سین میں بھی اپنی شرارتوں سے باز آجائیں۔

"تم نے مجھے عورت بولا داہم "ہالے صدمے سے چیخی اور اتنا زور سے چیخی تھی کہ دلشاد اور عنایہ جو اپنی محبتوں میں گم تھے وہ بھی چوکے عنایہ نے حیرانی سے دلشاد کو دیکھا جب کہ دلشاد نے اس سے کہا "داہم نے ہالے کو پرپوز کرنے کے لیے ٹیرس پر سیٹ اپ کیا تھا اور اب یقیناً داہم نے ہالے کو کچھ کہ دیا ہو گا اسی لیے چیخ رہی ہے خیر تم ان کو چھوڑو مجھ پر غور کرو "دلشاد عنایہ کو سمجھاتا پھر محبت پاش لہجے میں بولا جس پر عنایہ شرم سے لال ہوئی تو دلشاد نے عنایہ کو اپنی باہوں میں قید کیا وہ تو اچھا تھا وہاب صاحب اور زریش بیگم کا روم گراؤنڈ فلور پر تھا ورنہ آج داہم وہاب صاحب کے ہاتھوں لازمی شوٹ ہو جاتا آخر انھیں محبت ہی اتنی تھی اپنی ہالے سے۔

"یار عورت کو عورت ہی بولو گا نانا پاٹیکر تو بولنے سے رہا" داہم ایک ہاتھ سے اپنے کان کو ہالے کے کھینچنے کی وجہ سے مسلتے ہوئے بولا جس پر ہالے نے داہم کو گھور کر دیکھا اور منہ پھولا گئی۔

"اچھا سوری میری پریستان کی ملکہ اب نہیں بولو گا تمہیں عورت ۔۔ اب پلیز پرپوزل ایکسیپڈ کر لو ورنہ نکاح مجھے ویل چیئر پر کرنا پڑے گا" داہم منت کرتا بولا تو ہالے نے اسے دیکھا۔

"پکا نہیں بولو گے دوبارہ" ہالے نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے جیسے کنفرم کرنا چاہا جس پر داہم نے جلدی اثبات میں سر ہلایا تو ہالے نے داہم کے ہاتھ سے گلاب تھاما جس پر داہم سر جھٹکتا مسکرا کر سیدھا ہوا۔

"تمہارے لیے ایک اور سرپرائز ہے" داہم نے کہا تو ہالے گلاب کی خوشبو کو اپنے

اندر بساتی داہم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی جس پر داہم نے ٹیرس کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا جہاں لال رنگ کے کپڑے کے نیچے کچھ تھا ہالے قدم اٹھاتی اس تک پہنچی اور پھر پلٹ کر داہم کو دیکھنے لگی جس نے ہالے کو کپڑا ہٹانے کا اشارہ کیا ہالے نے گردن سیدھی کرتے کپڑا ہٹایا تو وہاں ایک خوبصورت وائٹ گولڈن کلر کا لہنگا تھا جس پر خوبصورتی سے کرسٹل گولڈن نگینوں سے سونے کی کڑھائی نفاست سے کی گئی تھی جسے دیکھتے ہالے کچھ لمحے ساکت رہ گئی داہم سے ناراضگی کی ایک وجہ یہ بھی تو تھی کہ اس نے بوتیک والا لہنگا ہالے کو نہیں لینے دیا تھا اور ہالے کو ابھی تک اس لہنگے کے علاوہ نکاح کے لیے کوئی ڈریس پسند بھی تو نہیں آئی تھی جس پر زریش بیگم اور عنایہ پریشان تھی باقی شادی کی کچھ چیزوں کے علاوہ اس کی شاپنگ کمپلیٹ تھی جنھیں وہ کل جا کر لینے والی تھی لیکن وہ اس بات سے انجان تھی کہ داہم نے عنایہ اور زریش بیگم کو خود نکاح کے ہالے کے ڈریس کے لیے منع کیا تھا یہ کہ کر کے یہ ہالے کے لیے سرپرائز ہوگا تو اسے سلیکشن میں ہی بزی رہنے دے۔

"یہ تمہارے لیے ہمارے نکاح کا لہنگا ہے مجھے امید ہے تمہیں پسند آئے گا" داہم نے کہا تو ہالے اپنی پشت پر داہم کی آواز سنتے سکتے میں ہی پلٹی اور داہم کو دیکھنے لگی۔

"پسند۔۔یہ بہت خوبصورت ہے میں نے آج سے پہلے کبھی اتنا خوبصورت لہنگا نہیں دیکھا یہ بہت بہت خوبصورت ہے داہم" ہالے کے بولنے پر داہم مسکرایا۔

"اگر مجھے پتا ہوتا تم ناراض کرنے کے بعد ایسے مناؤ گے میں اپنا خون خوشی خوشی جلاتی" ہالے کھلکھلا کر بولی تو داہم نے اس کی بات پر منہ بسورا۔

"اب زیادہ فری نہیں ہونا" داہم کے انداز پر ہالے پھر کھلکھلادی تو داہم مسکراتا ہالے کا ڈریس لیتے ہالے کے پیچھے پیچھے ٹیرس کی سیڑھیاں اترتے اسے اس کے

کمرے میں رکھتے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا گیا۔

****

صبح عنایہ کی آنکھ کھولی تو دلشاد کی سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے کل رات دلشاد کی بے باکیاں یاد کرتے شرم سے پلکیں جھکا گئی پھر وہاں سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جو تقریباً ناممکن تھا دلشاد عنایہ کو کسی تکیے کی طرح خود میں بھینچے سویا ہوا دلشاد کا ایک ہاتھ عنایہ کے سر کے نیچے تو دوسرا ہاتھ عنایہ کے پیٹ پر تھا کافی کوشش کرنے کے بعد بھی جب عنایہ کامیاب نہیں ہوئی تو آگے جھکتی دلشاد کے کان کے قریب اپنا چہرہ کرتی ایک دم ہلکی آواز میں چیخی اور اس کی چیخ کافی تھی کہ دلشاد ایک دم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا کچھ دیر تو سب سمجھنے کی کوشش کرتا رہا لیکن جب سمجھ آیا تو گردن موڑ کر اپنی کھلکھلا کر ہنستی ہوئی بیوی کو دیکھنے لگا جو کنفرٹ کو پکڑے خود کو ڈھانپے ہوئے ہنستی جا رہی تھی دلشاد نے عنایہ کو دیکھتے سر جھٹک کر عنایہ کا بازو

پکڑتے کنفرٹ کو اس کے گرد ہی لپیٹے اپنے قریب سینے کے سامنے کیا اور عنایہ کی کمر پر حصار بنا گیا۔

"بڑی مستی سوجھ رہی ہے تمہیں بیگم" دلشاد نے عنایہ کے رخسار کو اپنے لبوں سے چھوا جس پر عنایہ نے شرم سے نظریں جھکا لیں۔

"تو آپ مجھے تکیے کی طرح بھینچے ہوئے تھے مجھے اٹھنے ہی نہیں دے رہیے تھے" عنایہ نے نظریں اٹھاتے دلشاد کی شکایت دلشاد سے ہی کر ڈالی جس پر دلشاد مسکرایا۔

"تو تم ہو ہی اتنی سوفٹ میرا دل ہی نہیں کیا تمہیں خود سے الگ کرنے کو" دلشاد نے کہا تو عنایہ نے دلشاد کو گھورا۔

"ڈونٹ ڈو دس بیگم ۔۔" دلشاد نے عنایہ کی گھوری کو کسی خاتے میں نا لاتے ہوئے

اسے ڈبل گھور کر کیا جس پر عنایہ منہ بسور کر رہ گئی۔

"اچھا یہ بتاؤ اٹھنا کیوں تھا تمہیں اتنی جلدی جو میری نیند بھی خراب کردی تم نے"

دلشاد نے کہا تو عنایہ نے دلشاد کو حیرانی سے دیکھا۔

"صبح ہو گئی ہے اور آپ کو آفس جانا ہے مجھے گھر میں کتنے کام ہیں کل دا ہم اور ہالے کا نکاح ہے۔۔ اور آپ پوچھ رہیں ہیں جلدی کیوں اٹھنا تھا" عنایہ نے کہا تو دلشاد نے اس کے ماتھے پر لب رکھے۔

"ہوتے رہیں گے کام بھی۔۔" دلشاد خمار آلودہ لہجے میں کہتا عنایہ کی گردن پر اپنی شدتوں کے نشانوں کو دیکھتے انگلی ٹریس کرتا عنایہ کی گردن پر جھکا دلشاد کی حرکت پر عنایہ کے پورے جسم میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔

"آپ ۔۔مجھے باہر جانا ہے فریش ہونا ہے" عنایہ نے مزاحمت کرتے ہوئے بولا تو دلشاد نے عنایہ کو بیڈ پر جھٹکے سے لٹاتے کنفرٹ کھولتے عنایہ کے وجود میں خود کو چھپایا اور عنایہ کے دونوں ہاتھوں کو پن کر گیا۔

"ساتھ فریش ہو جائیں گے بیگم ۔۔ ابھی مجھے اپنے بچوں کی تیاری کرنے دو تمہارے بھائی کو ماموں بھی تو بنانا ہے" دلشاد عنایہ کے شرم سے لال ہوتے چہرے کو دیکھتا پھر عنایہ کی ماموں والی گھوری پر ایک آنکھ ونگ کرتا اس کی گردن پر جھکا اور ہماری عنایہ اس سرے پھر خانزادہ کے سامنے کر کیا سکتی تھی تو ہار مانتی دلشاد کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

****

نمل صبح اٹھتی سب کے لیے ناشتہ لگا رہی تھی جب کاشان صاحب جنت بیگم

ڈائینگ ٹیبل پر اپنی اپنی نشت سنبھال گئے تو احان صاحب بھی وہاں آتے اپنی بیٹی کو دیکھتے اس تک پہنچے نمل نا سمجھی سے انھیں دیکھنے لگی احان صاحب نے آگے بڑھتے اپنے ایک ہاتھ کے حصار سے نمل کو گلے لگایا اور یہ پل جیسے نمل کو ساکت کر گیا اسے احان صاحب سے بے جان باپ جیسی شفقت محسوس ہوئی احان صاحب کا ایک آنسو ٹوٹ کر ان کی داڑھی میں جذب ہوا اور یہ سامنے سے آتے نوریز نے بھی دیکھا وہ بھی پل بھر کو ٹھٹھک کر رہ گیا اور اپنے ماں باپ کو دیکھنے لگا جو خود احان صاحب اور نمل کو جزباتیت سے دیکھ رہے تھے احان صاحب کی جیسے نظر نوریز کی نا سمجھ نظروں پر پڑی تو وہ اپنا آنسو صاف کرتے نمل کو خود سے علیحدہ کر گئے۔

"آپ میں مجھے اپنی بیٹی کا عکس نظر آتا ہے۔۔ معزرت بیٹا میں نے آپ کو پریشان کیا" احان صاحب نے لڑکھڑاتی آواز میں بہانا پیش کیا جس پر نمل مسکرائی تو نوریز بھی اپنے چاچو کو سمجھتا اپنی بیوی کے گرد حصار بنا گیا۔

"کوئی بات نہیں چاچو۔۔" نمل نے مسکراتے ہوئے کہا تو نوریز نے آگے بڑھتے احان صاحب کے گلے لگتے نمل سے کہا۔

"نمل تم میرے چاچو کو بابا بولا کرو ہمیں اچھا لگے گا" نوریز نے کہا تو نمل نے احان صاحب کو دیکھا پتا نہیں کیا کیفیت تھی جو نوریز کی بات پر نمل کو بھی خوش کر گئی۔

"آپ کو برا تو نہیں لگے گا" نمل نے احان صاحب سے پوچھا تو انھوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے خوشی ہوگی بیٹا" احان صاحب نے کہا تو نمل مسکرائی جسے دیکھتے سب مسکرائے۔

"تو چلے بابا ناشتہ کرلے اور میں آج آپ کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کروگی" نمل نے

مسکراتے ہوئے کہا تو اپنی بیوی کی بات پر نوریز نے نمل کو گھورا جس پر نمل نے نوریز کو احسان صاحب سے سائیڈ پر کرتے خود آگے بڑھتے احسان صاحب کے سینے پر سر ٹکایا جس پر نوریز کا منہ حیرت سے کھل کر رہ گیا چپ چاپ رہنے والی لڑکی بیوی بنتے ہی اپنے تیور دیکھا گئی۔

"آپ مجھے گھورنا بند کرے ورنہ میرے بابا آپ کو سزا دے سکتے ہیں۔۔ہیں نا بابا" نمل نے نوریز کو گھورتے اسے ڈرانا چاہا اور پھر احسان صاحب کو دیکھنے لگی جو اپنی بیٹی کی بات اور نوریز کے کھلے ہوئے منہ کو دیکھ کر بے اختیار قہقہہ لگا اٹھے جن میں کاشان صاحب اور جنت بیگم نے بھی ان کا ساتھ دیا۔

"بلکل بھئی جو میری بیٹی کہے گی وہی ہو گا" یہ کاشان صاحب بولے تو نوریز خفا ہوتا اپنی ماما کے پاس جا کر بیٹھ گیا اعلان نمل سے ناراضگی کا تھا جسے سمجھتے نمل مسکرائی اور احسان صاحب کے پاس کرسی پر بیٹھ گئی۔

"ویسے بہت میسنی نکلی تم اگر مجھے پتا ہوتا کہ میرے بابا اور چاچو کو تم اپنی سائیڈ کر لو

گی میں تمہاری معصومیت پر کبھی فدا نا ہوتا "نوریز نے اپنی کھانے میں مصروف

بیوی کو دیکھتے ہوئے کہا تو سب نوریز کے جیلس ہونے پر مسکرائے۔

"شکریہ "نمل نے جیسے گردن اکڑا کر داد وصول کی نمل کے انداز پر کاشان صاحب

اور احان دوبارہ قہقہہ لگا اٹھے تو نوریز نے بھی اپنی بیوی کی شرارت دیکھتے مسکراتے

سر جھٹکا۔

****

دلشاد، عنایہ، ہالے، داہم اور وہاب صاحب اور جنت بیگم سب ناشتہ کر رہے تھے

جب اچانک دلشاد کو کچھ دن پہلے وہ پیشنٹ یاد آئی تو وہ داہم سے پوچھنے لگا۔

"داہم اس کومہ پیشنٹ لڑکی کی طبیعت کیسی ہے اب" دلشاد بولا تو داہم نے جوس پیتے دلشاد کو دیکھا۔

"آپ سے کس نے کہا کہ وہ کومہ پیشنٹ ہے بھائی" داہم نے کہا تو دلشاد عنایہ اور ہالے بھی اسکی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ کے سب کو اچھے سے یاد تھا ہالے نے ہی کار میں بتایا تھا اور گھر آکر وہاب صاحب اور زریش بیگم کو بھی کہ وہ عورت یہ ہی تو کہ رہی تھی جبکہ عنایہ کا سامنا نہیں ہوا تھا اس پیشنٹ سے کیونکہ وہاں لانے کے کچھ گھنٹوں بعد ہی اسے کسی دوسرے ہاسپٹل شفٹ کر دیا گیا تھا حالانکہ وجہ تو کوئی بھی نہیں شفٹنگ کی کیونکہ خانزادہ ہوسپٹل میں تمام سہولیات مہیا تھی۔

"وہ عورت تو یہی کہ رہی تھی" ہالے نے کہا تو داہم مسکرایا۔

"وہ لڑکی کومہ میں نہیں ہے وہ لڑکی زندگی ناجینے کی امید کھو چکی ہے اس لیے وہ رسپونڈ نہیں کرتی اور جہاں تک مجھے اندازہ ہے اس کے ساتھ کچھ حادثہ ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ اس کنڈیشن کا شکار ہے اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے وہ کسی اور فیملی سے تعلق رکھتے تھے مطلب وہ لڑکی کے اپنے نہیں تھے اگر اس لڑکی کے سامنے اس کا کوئی اپنا یا ایسا شخص آجائے جس سے وہ محبت رکھتی ہے وہ رسپونڈ کرنا شروع کر دے گی یہ ایک ڈسٹرکٹ کنڈیشن ہے اور بہت کم لوگوں کے ساتھ یہ پیش آتی ہے۔۔ کچھ ڈاکٹر اسے کومہ ہی کہتے ہیں لیکن سرجن اس کے بارے میں الگ علم رکھتے ہیں لیکن ہاں اس لڑکی کو ایک۔۔۔" داہم سب کو تفصیلات سے آگاہ کر رہا تھا اور سب ہی اس کی طرف متوجہ تھے داہم اور بھی شاید ضروری کچھ بتانے والا تھا جب زریش بیگم نے نم آنکھوں سے اس لڑکی کے مطلق سوچتے اور آگے کچھ نا سننے کی ہمت رکھتے سب سے کہا۔

"ناشتہ کرو سب۔۔ کھانے کے درمیان ایسی باتیں کرنے کی کیا ضرورت ہے"

زریش بیگم نے خفا ہوتے ہوئے کہا تو وہاب صاحب سمیت سب ہی مسکرائے وہ لتنی نرم دل تھی یہ سبھی جانتے تھے اسی لیے سب ناشتہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

ڈیول اور آیت، آیت کی فرمائش پر شاپنگ پر مال آئے تھے اور امریکہ کا ڈون مال میں دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگز تھامے اپنی بیوی کے پیچھے پیچھے قدم رکھ رہا تھا اس وقت اگر کوئی مافیا ورلڈ سے ڈیول کو دیکھ لیتا تو اسے ڈیول ڈیول نہیں ایک مظلوم شوہر لگتا۔ عائشہ اور جیک عائشہ کی بڑی بہن سے ملنے گئے ہوئے تھے تو مہک اور ہشام اور فنیچ میں تھے اور آیت گھر پر بور ہو رہی تھی تو اس نے ڈیول سے ایک فرمائش شاپنگ کی کر ڈالی جس پر ڈیول بے زار تھا لیکن آیت نے ضد کی تھی نارمل انسانوں کی طرح شاپنگ پر مال جانے کی جس کے سامنے ڈیول نے ہتھیار ڈال دیں یہ ایلیٹ کلاس مال تھا آیت اپنے لیے داہم کی مہندی پر پہننے کے لیے ڈریسز سلیکٹ

کر رہی تھی جب اس شاپ میں عنایہ ،ہالے اور نمل داخل ہوئی آیت انھیں دیکھتی ان کی طرف قدم بڑھاتی بے تحاشہ خوشی سے ان سے ملی جس میں ڈیول نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

"شادی بہت بہت مبارک ہو مسز نوریز "آیت نے نمل کو چھیڑتے ہوئے مبارک باد دی تو نمل شرماتی مسکرا گئی۔

"بھابھی آپ ٹھیک ہیں اور بھائی آپ کا خیال رکھتے بھی ہیں یا نہیں" عنایہ نے آخری بوتیک کی ملاقات کو یاد کرتے ہوئے کہا جس پر ڈیول نے اپنی بہن کو گھور کر دیکھا عنایہ نے تو آیت سے بات بھی کی تھی پھر بھی اس کی بہن دوبارہ یہ سب پوچھ رہی تھی اس خانزادہ کی صحبت کا اچھا اثر پڑ رہا ہے میری بہن پر ڈیول سوچ ہی سکا۔

"بہت خیال رکھتے ہیں ۔۔"آیت نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عنایہ کے ساتھ

ہالے اور نمل بھی مسکرائی۔

"آپ لوگ بتائیں ہالے کا تو سمجھ میں آتا ہے اس کے پاس ابھی شوہر نامی انسان نہیں لیکن آپ دونوں کے پاس تو ہیں تو آپ دونوں کے شوہر کہا ہیں اور ویسے ہالے تم بھی لا ہی سکتی تھی داہم کو اپنے ساتھ منگیتر تو ہے تمہارا" آیت نے نان سٹاپ بولنا شروع کیا تو عنایہ ہالے اور نمل کے ساتھ ساتھ ڈیول بھی نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا اب کیا شوہر کو شاپنگ پر لانا اتنا ضروری تھا۔

"کیوں ؟؟" عنایہ،ہالے اور نمل تینوں نے ایک ساتھ آیت سے سوال کیا جبکہ ڈیول خاموشی سے کھڑا رہا اور آیت نے تو ان تینوں کو ایسے گھورا جیسے وہ پاگل ہو۔

"کیا مطلب کیوں ۔۔شوہر ہیں تمہارے ان لوگوں کا فرض ہے تمہیں شاپنگ کروانے کا جیسے زین میرے ساتھ آئیں ہیں اب سو ضروری چیزیں ہوتی ہیں ہم

لوگ ساری چیزیں تو کیری نہیں کر سکتے" آیت نے اپنی لوجک بیان کی جس پر ڈیول تو اپنی بیوی کے لاجک پر عش عش کر اٹھا لیکن خاموش ہی رہا وہ خواتین کے معاملات میں پڑنا نہیں چاہتا تھا اور پھر اپنا موبائل سامنے کرتا ہشام کی کال دیکھتا سائیڈ پر ہو گیا لیکن آیت تو عنایہ، ہالے اور نمل کو اتنے فائدے بتائیں جا رہی تھی کہ ان تینوں نے بے اختیار اپنے شوہروں کے شاپنگ پر ساتھ نا لانے پر افسوس کیا تو آیت نے انھیں آئیڈیا دیا کہ افسوس کیوں کرنا ابھی کال کر کے بولا لیں تو سب سے پہلے نمل نے نوریز کو کال ملائی جو ایک ہی رنگ پر اٹھا لی گئی۔

"اسلام و علیکم" نمل نے نوریز کی آواز سنتے ہی کہا جس پر آفس میں بیٹھا نوریز مسکرایا۔

"وعلیکم السلام۔۔ لگتا ہے میری بیگم کا دل نہیں لگ رہا میرے بغیر خیر میرا بھی نہیں لگ رہا لیکن کیا کرو ضروری میٹنگ تھی تو آنا پڑا اتنی خوبصورت بیگم کو چھوڑ کر

"نوریز نے اپنی ہی دھن میں کہا جبکہ نمل نے نوریز کی تعریف پر شرماتے رخ دوسری طرف کیا جس پر آیت ہالے اور عنایہ نے اپنی ہنسی چھپائی تو عنایہ نے اسے جلدی جلدی بات ختم کرنے کا کہا کیوں کے انھیں شاپنگ کے لیے لیٹ ہو رہا تھا نمل نے نوریز سے یہاں آنے کے لیے کہا تو نوریز نے نرمی سے منع کر دیا کیونکہ اس کی ضروری میٹنگ تھی اسی لیے تو شادی کے تیسرے دن ہی وہ آفس میں تھا نوریز نے تو نمل سے اچانک یوں بلانے پر سب خیریت ہے پوچھا بھی تھا جس پر نمل نے کہا ویسے ہی میرا دل تھا آپ کے ساتھ شاپنگ کرنے کا تو بس اس لیے جس پر نوریز نے اسے پھر کبھی شاپنگ پر چلنے کی تسلی دیتے کال کاٹ دی جبکہ نمل نے موبائل رکھتے آیت ہالے اور عنایہ کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا تو عنایہ نے اسے حوصلہ دیتے اپنے خانزادہ کو کال کی جو تیسری کال پر دلشاد نے اٹھائی کیوں کہ وہ اس وقت میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا عنایہ نے دلشاد کو مال آنے کا کہا تو دلشاد نے عنایہ کو کہا کہ بیگم میں اس وقت میٹنگ اٹینڈ کر رہا ہو اور کچھ دن داہم اور ہالے کی شادی کی وجہ سے آفس نہیں آسکوں گا تو آج ہی کچھ دنوں کا کام نپٹانا چاہتا ہو اور تم اچانک بلا رہی ہو کوئی مسلہ ہوا ہے تو بتاؤ جس پر عنایہ نے سب ٹھیک ہے کہا تو دلشاد نے نفی میں سر ہلاتے کال

کاٹ دی کیونکہ اسے ایک اور میٹنگ اٹینڈ کرنی تھی عنایہ نے بھی کال رکھتے نفی میں سر ہلایا تو ہالے نے تو صاف ہی کہ دیا کہ میں نہیں کروگی داہم کو کال وہ ویسے بھی اپنی شاپنگ کے لیے گیا ہوا ہے اور میں اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی اور کل ہی تو اس نے نکاح کا اتنا حسین لہنگا کا سرپرائز دیا ہے مجھے جس پر آیت نمل اور عنایہ نے ہوٹنگ کی تو ہالے نے شرماتے فخریہ کالر جھاڑے جبکہ آیت نے نمل اور عنایہ کو دکھی دیکھتے یہ بھی کہا کہ آپ لوگ افسوس نا کرے لیکن اپنے شوہروں کو میری طرح قابو میں رکھے اور کوئی ضرورت نہیں زیادہ سر پر چڑھانے کی اور آج آئیں تو کوئی چیز ضرور ان کے سر پر دے مارے تاکہ دوبارہ آپ لوگوں کو منع کرنے کی جرت ہی نا کرے ورنہ یہ نا ہو شوہر اپنی من مانیاں کرتے پھرے تو عنایہ اور نمل نے بے اختیار اس بارے میں سوچا جبکہ عنایہ اور نمل نے ڈیول کو بھی دیکھا کے ڈیول آیت سے مار کھا چکا ہے اور ڈر کر رہتا ہے جو بیچارہ ان کی سوچوں سے دور اپنی بیگم کے لیے ڈریس سلیکٹ کرنے میں لگا تھا اور اگر ڈیول کو پتا چل جاتا اس کی بیگم اسکی بہن اور نمل کو ٹپس دیتے دیتے اس کی عزت کا کچرا ابھی کر چکی ہے تو وہ کبھی اپنی بیوی کو اکیلے نہیں چھوڑتا جبکہ آیت کی اس طرح کی باتوں کے شروع ہونے سے پہلے ہی ہالے

اپنے لیے جیولری سلیکٹ کرنے چلی گئی تو ڈیول اپنی بیگم کے لیے مہندی کے لیے ڈریس سلیکٹ کرنے لگا کیونکہ اسے یقین تھا اب آیت عنایہ لوگوں سے باتوں میں اور دیر لگائے گی تو وہ خود ہی یہ کام کرلے ہالے نے عنایہ اور نمل کو اپنی جانب متوجہ کیا تو ڈیول بھی ایک ڈریس پیک کرواتا آیت تک پہنچا۔

"آیت ہشام کی بار بار کال آرہی ہے چلے میں نے تمہاری آخری شاپنگ بھی کردی ہے اور عنایہ تم لوگوں کے ساتھ گارڈز ہیں یا نہیں" ڈیول نے پہلے آیت اور پھر عنایہ سے کہا جس پر عنایہ نے ڈیول کو بے فکر رہنے کا کہا کیونکہ ان کے ساتھ گارڈز تھے اور ڈیول کو یقین بھی تھا اپنے بہنوئی پر اس لیے پرسکون سا ہوتا آیت کے ساتھ باہر قدم بڑھا گیا جبکہ ان کے جاتے ہی نمل نے عنایہ سے کہا۔

"بھابھی یہ آیت بھابھی کتنی لکی ہیں انھیں زین بھائی جیسا شوہر ملا ہے ان کے ساتھ شاپنگ پر بھی آئیں ہیں جبکہ نوریز نے تو مجھے منع کردیا" نمل اور عنایہ چاہے جتنی بھی

سوبر تھیں لیکن تھیں تو عورتیں ہی اپنی بات کو اہمیت دینے اور اپنے شوہروں کی مجبوریوں کو بہانا بنانے والی اور یہی کام وہ دونوں مل کر کر رہیں تھیں۔

"میرا بھائی جو ہے۔۔ لیکن میرے خانزادہ نے بھی مجھے منع کیا آنے دو گھر انہیں تو میں بتاتی ہوں" عنایہ نے پہلے فخر اور پھر کچھ سوچتے ہوئے کہا جبکہ نمل کے بھی تیور عنایہ سے کچھ الگ نا تھے۔

"بھابھی آپ لوگ بت بنے آئیں ہو یا مجھے شاپنگ کروانے" ہالے ان کے پاس آتی ہوئی بولی تو نمل اور عنایہ نے سر جھٹکتے ہالے کے ساتھ شاپنگ پر توجہ دی۔ اب آیت کی لگائی آگ نوریز اور دلشاد کی آج کی رات میں کیا انھیں مزے چکھانے والی تھی یہ تو آج رات ہی پتا لگنا تھا۔

****

دلشاد شام میں گھر پہنچا تو عنایہ نے اس سے کوئی بات نہیں کی اور ہالے کے ہی کمرے میں گھسی رہی اور یہ ہی حال نمل کا تھا جنت بیگم نے نمل کو رات تک عنایہ کی فرمائش پر وہی رکنے کا کہا تھا تو نوریز بھی ڈنر کر کے نمل کو ساتھ لے جانے کے ارادے سے وہاب ولا آیا تھا تقریباً نوریز اور دلشاد کے آنے میں کچھ ہی منٹس کا فرق تھا نوریز نے بھی ڈنر کے دوران نوٹ کیا تھا کہ نمل اسے اگنور کیے ہوئے ہے جبکہ دلشاد تو ایک دفعہ بھی عنایہ کے اسے نا دیکھنے پر اچھا خاصا تپ چکا تھا جبکہ وہاب صاحب اور زریش بیگم جنت ولا گئے تھے دلشاد نے ہی ان سے کہا تھا کہ آپ لوگ جنت ولا جائیں کیونکہ کاشان صاحب اپنے دوست کو یاد کر رہے تھے اور انھوں نے ہی یہ پیغام مجھے آپ تک پہنچانے کے لیے کہا ہے۔

"بھائی مجھے لگتا ہے بھابھی تجھے اگنور کر رہی ہیں" یہ داہم تھا جو لاؤنج میں دلشاد اور داہم کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا اور دلشاد کے غصّے اور نوریز کے حیران چہرے

اور اپنی دونوں بھابھیوں کے تیور دیکھتے نوریز سے بولا۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے۔۔لیکن کیوں میں نے ایسا کیا کیا ہے؟؟"نوریز نے پریشانی میں کیا تو داہم نے دلشاد کو دیکھا جو خود کو ریلیکس کرنے کے چکر میں تھا۔

"بھائی آپ کو بھی بھابھی اگنور کر رہیں ہیں" داہم نے دلشاد کے جلے پر نمک چھڑکا۔

"اچھا۔۔مجھے لگا مجھے پر پھول برسا رہی ہے" داہم نے طنزیہ مسکراتے جل بھن کر کہا تو داہم نے منہ بسورا وہ تو بیچارہ ان سے ہمدردی کر رہا تھا لیکن ہاں یہ بات الگ تھی کہ اس ہمدردی میں اسے بڑا مزہ بھی آرہا تھا خیر دلشاد کبھی کسی کو اپنی حالت سے مزہ لینے دے یہ ہو ہی نہیں سکتا وہ تو ان میں سے ہے جو اپنے ساتھ دوسروں کو بھی لے ڈوبے (صنم ہم تو ڈوبے گے پر تمہیں ساتھ لے کر)۔

"دلشاد یہ ہماری بیگم ہمیں اگنور کیوں کر رہیں ہیں" اب نوریز نے دلشاد کو متوجہ کیا۔

"پتا نہیں یار۔۔چل اپنی اپنی سے پوچھ لیتے ہیں۔۔" دلشاد نے بھی کہا تو دلشاد اور نوریز اٹھ کر ہالے کی روم کی طرف قدم بڑھا گئے جبکہ داہم بھی جلدی جلدی ان کے پیچھے لپکا۔

"بھابھی نوریز کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا حالانکہ میں نے ایک دفعہ بھی ان سے بات نہیں کی اور ابھی تک مجھے منانے بھی نہیں آئے" نمل نے دکھی ہو کر عنایہ سے کہا جو ہالے کے ساتھ اسکی شاپنگ کو ترتیب دے رہی تھی۔

"آئے تو دلشاد بھی نہیں۔۔سہی کہتی ہیں بھابھی شوہروں کو قابو میں رکھنا چاہیئے زین بھائی کو دیکھا تم نے بھابھی کے کیسے پیچھے پیچھے گھوم رہے تھے اور ایک ہمارے شوہر ہیں شاپنگ سے ہی منع کر دیا۔۔" عنایہ نے کہا تو دلشاد اور نوریز نے بے یقینی سے

ایک دوسرے کو دیکھا یہ ان کی بیویاں تھیں جو ان کے سامنے تو ان کی زبانیں نہیں کھولتی تھیں جبکہ یہاں بیٹھی شاپنگ پر نا آنے کی بات پر ان کی شان میں قصیدے پڑھ رہی تھیں اور دلشاد کو تو ڈیول پر غصّہ آیا۔

"تمہارا بھائی تو ہے ہی بغیرت" دلشاد عنایہ کو گھورتے ہوئے بڑبڑایا جبکہ داہم نے اپنی ہنسی پر بڑی مشکل سے بریک لگائی ہوئی تھی۔

"شادی کے تیسرے دن ہی مجھے شاپنگ پر لے جانے سے منع کر دیا" نمل نے ایک دفعہ پھر دکھی ہو کر چہرے کے نیچے دونوں ہاتھ رکھے تو نوریز کو نمل پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"دلشاد نے بھی" عنایہ بھی دکھی ہوئی۔

"ارے یار بھابھی نمل کیوں ایسے دکھی ہیں ان کو کام ہو گا کوئی ورنہ بوتیک میں بھی تو

لے کر گئے تھے آپ لوگوں کو آج بھی آجاتے اب آپ لوگوں نے تو برائیاں ہی شروع کر دی ہیں" ہالے نے انھیں سمجھانا چاہا جس پر عنایہ اور نمل نے ہالے کو اس طرح گھورا کہ ہالے خود شرمندہ ہو گئی جبکہ دلشاد کو اپنی بہن اور نوریز کو اپنی دوست کے سائیڈ لینے پر مسکرائے۔

"تمہیں کیا پتا ہم پر کیا بیت رہی ہے تمہیں تو داہم بھائی جیسا شخص مل رہا ہے جو تمہیں کل ہی سرپرائز دے چکے ہیں" نمل نے کہا تو ہالے مسکرائی تو عنایہ نے بھی اسے دیکھا جبکہ دروازے کے دونوں سائیڈ پر کھڑے نوریز اور دلشاد نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے داہم کو اس طرح گھورا کہ ان کا بس نہیں چلا داہم کو کچا چبا جائے جو نمل کی تعریف پر دانتوں کی پوری فرمائش کر چکا تھا۔

"ویسے واقعی کافی برے ہیں آپ لوگوں کے شوہر" داہم نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا جبکہ دلشاد اور نوریز ابھی بھی دروازے کے آوٹ میں تھے تو ان لوگوں کو نظر نہیں

آرہے تھے داہم مسکراتا عنایہ کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا لیکن داہم کی بات پر نمل اور عنایہ نے منہ کے ڈیزائن بنائے۔

"کوئی نہیں میرے خانزادہ تو بہت اچھے ہیں" عنایہ نے دلشاد کو یاد کرتے فوراً اس کی سائیڈ لی مانا کہ وہ آیت کی باتوں میں بہک گئی تھی لیکن آیت بھی یہ کہا چاہتی تھی وہ تو بس اتنا چاہتی تھی کہ ڈیول کی طرح ان کے شوہر بھی ان کی بات مانے اور اسکا مطلب یہ بھی نہیں تھا کہ عنایہ اپنے شوہر کی برائی سنے جبکہ عنایہ کی اس طرح سائیڈ لینے پر دلشاد مسکرایا جبکہ نمل نے بھی اپنے شوہر کی سائیڈ لی اور اس کا بھی یہی حال تھا۔

"نوریز بھی بہت اچھے ہیں وہ تو میں جزباتی ہوگئی تھی بس" نمل نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو دلشاد اور نوریز بھی وہاں نمودار ہوئے۔

"ہمیں نہیں پتا تھا ہماری بیگمات صرف شاپنگ والی بات کو لے کر اتنی ہم سے بدگمان ہو جائے گی" نوریز کی آواز پر نمل نے اسے دیکھتے شرمندگی سے سر جھکا لیا جبکہ نوریز نے آگے بڑھتے نمل کو ایک ہاتھ کے حصار میں لیتے کہا۔

"اور اب تعریف بھی کر دی ہے تو حساب برابر ہو گیا" نوریز نے کہا تو نمل مسکرائی جبکہ عنایہ تو مسلسل دلشاد کی گھوریوں میں تھی دلشاد کچھ کہتا کہ دلشاد کے موبائل پر رنگ ہوئی دلشاد نے موبائل کان سے لگاتے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آتا ہوں" دلشاد نے کہتے فون رکھا تو داہم نے پوچھا۔

"کہاں جا رہیں ہیں بھائی اس وقت" داہم کے سوال پر دلشاد نے کہا۔

"نوریز اور میرے کمبائن بزنس میں جو اسلام آباد کے کچے رستہ پر فیکٹری ہے وہاں

آگ لگ گئی ہے تو وہی جا رہا ہو" دلشاد نے کہا تو نوریز نے بھی کہا۔

"میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھ" جس پر دلشاد نے سر اثبات میں ہلایا۔

"داہم تم گھر پر رہنا موم ڈیڈ بھی آتے ہی ہونگے بس جنت والا سے۔۔ اور نمل آپ کو نوریز یہی سے پک کرلے گا تو آپ اس وقت ڈرائیور کے ساتھ باہر نہیں جائیں گا" جس پر داہم نے اثبات میں سر ہلایا تو دلشاد اور نوریز دونوں نے ہی اپنی اپنی بیگم کے پاس پہنچتے ہی کہا "اپنا خیال رکھنا" دلشاد اور نوریز کے ایک دم یہ الفاظ سنتے عنایہ اور نمل مسکرا دی جبکہ دلشاد نے ہالے سے بھی یہی کہا اور جلدی سے باہر قدم بڑھا گئے۔

"دلشاد جو تم کر رہے ہو وہ کیا صحیح ہے؟؟ اور ابھی ہمیں یہ بھی نہیں پتا اس کہانی میں کون کون ویلن ہے۔۔ تمہارا قدم کچھ لوگوں کو تم سے نفرت کرنے پر مجبور بھی کر سکتا ہے اور تم اس کہانی کے اختتام سے بے خبر ہو اس کہانی میں تم تمہارا کردار

جل کر راکھ بھی ہو سکتا ہے "نوریز نے دلشاد کے ساتھ باہر پورچ میں قدم رکھتے ہوئے کہا جبکہ دلشاد مسکرایا اور دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈالتا رک کر نوریز کی طرف پلٹا۔

"جو میں کر رہا ہوں وہی صحیح ہے اور"دلشاد نے کہتے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد لی اور بات جاری رکھی۔

"ہر کوئی کہانی کے اختتام تک ایک کردار سے محبت کرے یہ ضروری تو نہیں ـــ"دلشاد مسکرایا اور قدم آگے لیتا اپنی لینڈ کروزمیں بیٹھ گیا جبکہ نوریز بھی اپنے دوست کو فکر مندی سے دیکھتا اس تک پہنچا اور پیسنجر سیٹ کھولتا نشست سنمبھال گیا۔

****

یہ منظر ہے ڈیول کے پیلس کا جہاں اس وقت صرف آیت عائشہ اور مہک موجود تھے کیونکہ جیک ہشام اور ڈیول اپنے آدمیوں پر حملے کی خبر سنتے وہاں سے نکل چکے تھے جبکہ وہ تینوں لاؤنچ میں بیٹھی انھی کا انتظار کر رہیں تھیں جب اچانک ہر سو اندھیرا چھا گیا اور کچھ آدمیوں کے قدموں کی آواز ان تینوں کو اپنی طرف بڑھتی محسوس ہوئی عائشہ نے آیت کے ہاتھ کو زور سے پکڑا جبکہ مہک اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی اتنے میں لائیٹس جگمگائیں اور بہت سے آدمیوں کو انھوں نے اپنے اعتراف میں کھڑا پایا ہتھیاروں سے لبریز جبکہ دو عورتیں اور ایک لڑکی ان کے اعتراف سے نکلی جن میں سے دو کو تو آیت اور عائشہ جانتے تھے کیونکہ وہ آیت کی سوتیلی ماں اور بہن تھی جبکہ ایک عورت کو آیت مہک اور عائشہ تینوں میں سے کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا۔

" گڈ ٹو سی یو ڈیول کوئین "تینوں نے یک زبان ہو کر کہا تو مہک اور عائشہ نے آیت کو

دیکھا جو خود گھبرائی ہوئی تھی آیت کی آنکھوں میں خوف تھا لیکن پھر آیت مسکرائی آیت کے چہرے پر ایک فاتح چمک ابھری اور آنکھوں میں چمچماہٹ جسے دیکھ مہک اور عائشہ کو بے جاں آیت سے خوف آیا پھر انھوں نے دیکھا کہ آیت نے عائشہ کا ہاتھ جھٹکے سے اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور ان کے سامنے کھڑی ہوئی جسے دیکھ عائشہ اور مہک کو کچھ تسلی ہوئی لیکن پھر۔

" گڈ ٹو سی یو ٹو یو ٹو۔۔چلیں ؟؟" اور اب آیت پلٹی تھی اور ان تینوں کے آگے کھڑی ہوئی جو مہک اور عائشہ کو حیرانی میں دیکھ مسکرائی تھیں آیت نے اپنے بال دونوں ہاتھوں سے پیچھے جھٹکتے اپنے پہلو میں ہاتھ باندھے۔

"آیت کیا کہ رہی ہو تم ؟؟" عائشہ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"کہانی کے اختتام کے منتظر لوگ یہ کیسے بھول گئے کہانی کا اختتام تو انٹرویل کے بعد

ہوتا ہے اور اس کہانی کے انٹرویل کی شروعات آج ابھی اور اسی وقت آیت صدیقی نے کردی ہے میں اس کہانی کی ہیروئن نہیں میں اس کہانی کی ویلن ہو۔۔ ڈیول کوئین"

آیت نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہک اور عائشہ کو آج وہ آیت اپنی آیت بلکل نہیں لگی اور آیت کا آج اپنا پرانا نام دہرانا اس کہانی کو کس منظر میں بدل دے گا یہ تو آگے جا کر ہی پتا چلے گا۔

"لے کر آو انھیں۔۔"آیت نے یہ کہتے ہی پلٹی تو تناویش، مسز صدیقی اور مسز ملک بھی اس کے پیچھے باہر کی طرف قدم بڑھا گئی جبکہ عائشہ اور مہک آنسو بہاتے ہوئے آیت کو پکارے جارہی تھیں جب دو آدمیوں نے آگے بڑھتے مہک اور عائشہ کو انجیکٹ کیا۔

نوریز اور دلشاد فیکٹری پہنچے تو وہاں آگ کا نام و نشان نہیں تھا یہ تو وہ پہلے ہی سے جانتے تھے اپنے گارڈز اور سیکیورٹی کو وہاں زخمی دیکھتے اور ان کے اعتراف میں گاؤں کے حلیے میں آدمی تھے جن کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا لیکن وہ بھی دلشاد اور نوریز سے اندر قدم بڑھا گئے اور وہاں کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آگے بڑھتے انھیں روک سکے جبکہ فیکٹری کے اندر چند قدم رکھتے ہی دلشاد اور نوریز نے اندر کرسی پر بیٹھے ایک شخص کو دیکھا جو کالے شلوار کرتے میں ملبوس تھا اس کے کمر پر چاقو رکھنے والا کمربند بندھا تھا اور وہ شخص دونوں ہاتھوں کو آپس میں پھنساتے نیچے جھکائے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا نوریز اور دلشاد کو دیکھتے وہ شخص کرسی پر ٹیک لگاتا سیدھا ہوا اور مسکرا کر نوریز اور دلشاد کو دیکھنے لگا جو اس کی ہی طرف قدم بڑھا رہے تھے اس شخص کے ماتھے پر لاتعداد بل پڑے کہ یہ لوگ اتنے پر سکون کیسے قدم اٹھاتے اس تک آرہے ہیں پھر اپنی حیرانی پر قابو پاتے وہ شخص نارمل تاثرات سے انھیں دیکھنے

لگا گیٹ سے سامنے سے آتے دلشاد اور نوریز نے اعتراف سے کرسیاں اٹھاتے گھسٹتے ہوئے اس شخص کے عین سامنے رکھتے دونوں ہی کرسیوں پر ایک ساتھ براجمان ہوئے اور ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے اس شخص کو دیکھنے لگے جو ان دونوں کے سٹائل کو غصّے سے دیکھتا پھر پہلے دلشاد کو دیکھتا اور پھر نوریز کو دیکھتے مسکرایا۔

"زہ نصیب جو تم دونوں کا دیدار ہوا" اس شخص نے کہا تو دلشاد نے ناگواری سے اسے دیکھتے کہا۔

"آوو مجنوکی ناجائز اولاد۔۔جلدی بک جو بکنا ہے" دلشاد نے کہا تو اس آدمی کے پیچھے کھڑے دو آدمیوں نے گنز لوٹ کرتے دلشاد کی طرف رخ کیا جس پر اس شخص نے ہاتھ اٹھاتے انھیں روکنے کا اشارہ کیا تو وہ آدمی گنز نیچے کر گئے۔

"تم لوگوں کو تعجب تو ہوگا انجان شخص کو اپنی ملکیت میں دیکھنے پر" اس شخص نے

کہا تو دلشاد پھر مسکرایا۔

"ہماری ملکیت پر اکثر کتے دم ہلاتے بیٹھے رہتے ہیں تو تعجب کیسا" دلشاد کے طنز پر نوریز کا قہقہہ گونجا جبکہ سامنے بیٹھے شخص نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی۔

"تم لوگ یہاں میرے سامنے بیٹھے ہو میرے ایک اشارے پر تم لوگوں کے چیتھڑے اڑا دیے جائے گے" اس شخص نے کہا تو اس دفعہ نوریز بولا۔

"اووہ اچھا۔۔ہم تو ڈر گئے چچ چچ۔۔ہم تو نہیں ڈرے لیکن اب تو ضرور ڈرے گا" نوریز پہلے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتا پھر نفی میں سر ہلاتا اپنے ہاتھ نیچے کرتا مسکراتے ہوئے اپنی پاکٹ سے موبائل نکالتا اس شخص کے سامنے کر گیا۔

"تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی میرے ڈیرے پر آگ لگانے کی" وہ شخص ویڈیو دیکھتا

دھاڑ کی آواز سے اپنی کرسی پیچھے دھکیلتے اٹھا تو نوریز اور دلشاد نے اس کی دھاڑ پر شہادت کی انگلی اپنے کان پر مسلی۔

"چل ڈوڈ۔۔ ابھی تو اور بھی بہت کچھ کرنے کی ہمت رکھتے ہیں اور تمہیں کیا لگا ہمیں جھوٹی خبر دو گے تو ہم اتنے بے وقوف ہیں جو تمہاری چال میں پھنس جائے گے" دلشاد نے کہا تو وہ شخص واپس دلشاد اور نوریز کو غصّے سے گھورتا اپنی جگہ سنبھال گیا۔

"جب تمہیں پتا تھا یہ چال ہے تو کیوں آئے ہو یہاں" وہ شخص بولا تو نوریز زرہ آگے ہوا۔

"میرے چاچو کہاں ہیں ؟؟" نوریز نے پوچھا تو وہ شخص مسکرایا۔

"میرے قبضہ میں وہ کیا ہے نا وہ کسی کو ڈھونڈتے ہوئے آئے تھے میرے علاقہ میں

اور میں بھی ایک چیز ڈھونڈ رہا تھا لیکن پتا ہے ہماری تلاش میں فرق کیا ہے؟؟ ان کی تلاش اب ناممکن ہے جبکہ میری تلاش مکمل ہو چکی ہے" وہ شخص مسکرایا تو نوریز بھی مسکرایا۔

"اپنے آدمیوں سے کہو میرے چاچو کو ابھی اسی وقت یہاں لے کر آئے ورنہ تمہارا بیٹا جس ہاسٹل میں ہے وہاں میرے آدمی پہرا دے رہیں ہیں اور آگ جیسے تمہارے ڈیرے پر لگ سکتی ہے آگ ویسے ہی تمہارے بیٹے کے ہاسٹل روم میں بھی لگائی جا سکتی ہے" نوریز نے کہا تو اس شخص نے بے یقینی سے نوریز کو دیکھا لیکن پھر مسکرایا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے تمہاری بیویاں ہمارے قبضے میں آچکی ہیں اس وقت" وہ شخص بولا تو دلشاد اور نوریز اسے دیکھتے مسکرائے۔

"تم وہ کام کرو جو ہم کہ رہیں ہیں تمہاری دھمکیوں کو سننے کا وقت نہیں ہمارے پاس اور رہی ہماری بیویوں کی بات ان کی حفاظت ہم اچھے سے کر سکتے ہیں فی الحال تم اپنے بیٹے کی فکر کرو اگر احان چاچو دس منٹ میں ہمارے سامنے نہیں آئے تو بیس منٹ بعد تمہارے بیٹے کی موت کی خبر تم تک پہنچ جائے گی" دلشاد نے کہا تو وہ شخص فون نکالتا اپنے آدمیوں کو کال کرتا جلدی آنے کا کہ گیا۔

"تم لوگوں کو اپنی بیویوں کی فکر نہیں ویسے ۔۔ہم سے ڈرنا چاہیے تم لوگوں کو ہم کبھی بھی کچھ بھی کر سکتے ہیں خیر" وہ شخص فون رکھتے دلشاد اور نوریز سے بولا۔

"جنھیں تم ہم کہ رہے ہو وہ صرف تمہیں استعمال کر رہیں ہیں بلکہ استعمال کر چکے ہیں" دلشاد نے اس شخص کی بات کاٹتے ہوئے طنز سے کہا تو اس شخص نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا" اس شخص نے نوریز اور دلشاد کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان لوگوں نے تمہیں نمل کی معلومات سے صرف اس لیے ڈھونڈا کہ تم ہمیں یہاں کچھ وقت کے لیے الجھا سکو نمل کے ماضی کو لے کر اور انھیں یہی لگتا ہے کہ ہمیں نمل کے بارے میں کچھ نہیں پتا اور ہمیں یہاں الجھا کر وہ ہماری بیویوں کو کڈنیپ کر سکے۔۔لیکن وہ یہ نہیں جانتے ہم یہ سب تو جانتے ہیں بس ان دشمنوں کے نام جاننے ہیں ہمیں اور ہم لوگ یہاں آتے بھی نہیں بس اتفاق یہ ہوا کہ آج تم پر قسمت مہربان تھی اور میرے چاچو تمہارے ہاتھ لگ گئے اور ہم صرف یہاں چاچو کے لیے آئے ہیں" اس دفعہ نوریز نے کہا تو اس شخص کے ماتھے پر بل پڑے۔

"وہ لوگ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے انھوں نے وعدہ کیا ہے مجھے نمل دینے کا اور مجھے تم پر زرہ برابر یقین نہیں" وہ شخص بولا تو دلشاد اور نوریز مسکرائے۔

جس پر وہ شخص نوریز کو دیکھتے اس سے مخاطب ہوا۔

"نوریز کاشان یوسفزئی تم تو میرے رقیب ہو یار۔۔فکر نہیں کرو تمہاری اور میری نمل بلکل ٹھیک ہوگی" وہ شخص بولا تو نوریز کی آنکھوں میں لہو دوڑ گیا اور کھڑا ہوتا اس شخص کو گریبان سے پکڑتا پھر اپنے مقابل کھڑا کرتا ایک پنچ رسید کرتا دوبارہ اسے اس کی کرسی پر لڑکھڑا کر گرنے پر مجبور کر گیا اس بات کی پرواہ کیے بنا کہ اس آدمی کے چیلے گنز پر اپنی گرفت مضبوط کر چکے ہیں۔

"اگر میری بیوی کا نام دوبارہ اپنی گندی زبان سے لیا تو شمس رفاقت میں تمہاری بوٹیاں چیل کوؤں کو اس طرح پیش کروں گا کہ انھیں نگلنے میں زرہ برابر بھی محنت نہیں کرنی پڑے گی" نوریز بولا تو سامنے بیٹھا شخص بے یقینی سے نوریز کو دیکھنے لگا وہ اس کے بارے میں جانتا تھا شمس کے تاثرات کو پڑھتے دلشاد مسکراتا کرسی سے اٹھا جبکہ نوریز ایک جتاتی نظر شمس پر ڈالتا رخ پھیر گیا جب شمس کے دو اور آدمی احان

صاحب کو لے کر اندر داخل ہوئے تو نوریز اور دلشاد نے دیکھا کہ احان صاحب کے دونوں ہاتھ رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں احان صاحب کے ڈرائیور نے زخمی حالت میں کال کرتے نوریز کو بتایا تھا احان صاحب اس جگہ پر آئے ہیں اور کوٹھے پر جاتے ہی ان کو اغواہ کر لیا گیا ہے اور ڈرائیور کو بھی بری طرح زخمی کرتے سڑک پر پھینک دیا ہے جسے سنتے نوریز نے گھر میں کسی کو نا بتاتے اپنے فیکٹری کے آدمیوں سے پتا لگوایا کیونکہ اس کوٹھے کی حدود سے کچھ ہی دور فیکٹری اور گاؤں تھا تو معلوم ہوا کہ شمس رفاقت کے کھیتوں کے بیچ فارم ہاؤس پر آج صبح ہی کسی کو لایا گیا ہے اور اس نام سے تو دلشاد نوریز کو کب کا واقف کروا چکا تھا جب نوریز نے خانزادہ امپائر میں دلشاد کے سامنے نمل کے لیے محبت کا اعتراف کیا تھا نوریز کو نمل کا سچ جانتے بھی کوئی فرق نہیں پڑا لیکن ایک شکواہ تھا کہ نمل یہ بات خود بتاتی نوریز کو جس کو پڑھتے دلشاد نے نوریز کو سمجھایا کہ جو نمل فیس کر چکی ہے کوئی بھی لڑکی ان حالات میں ایسا ہی کرتی تو نوریز سمجھتا اثبات میں سر ہلا گیا واقعی نوریز کا شان یوسفزئی اعلیٰ ظرف مردوں میں سرفہرست تھا اس جیسی محبت کوئی شاید ہی کر سکتا تھا نوریز نے سارا ماجرہ دلشاد کو بتایا تو دلشاد نے اسے چپ رہنے اور سامنے سے کوئی جب تک کچھ نہیں

کرتا خاموش رہنے کا کہا کیونکہ دلشاد کی اطلاع کے مطابق دلشاد کے گھر پر حملہ ہونے والا تھا اسے اندازہ تھا کہ وہ لوگ اگر اتنی طاقت رکھتے ہونگے جو دلشاد وہاب خانزادہ کے گھر پر حملے کی ہمت رکھتے ہیں تو بات کسی بھی حد تک خطرناک ہو سکتی ہے اور یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ انھیں ٹریپ کیا جائے گا گھر سے باہر نکلنے کے لیے کیونکہ دلشاد، داہم اور نوریز کے ہوتے دلشاد کے دشمن کبھی بھی حملہ نہیں کرے گے لیکن دلشاد کو اب ان دشمنوں کو منظر عام پر لانا تھا کیونکہ بہت کوششوں کے بعد بھی وہ اس کہانی کے منفی کرداروں کو جان نہیں پایا تھا اس لیے تو ساری پلیننگ تیار کر رکھی تھی وہ ایسا شخص تھا جو دشمن کے جال میں اپنی مرضی سے پھنستے مقابل کا مزاق اڑاتا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے ہم تم سے بے خبر ہے خیال اچھا ہے۔۔ لیکن افسوس یہ صرف تمہارا خیال ہی تھا۔۔ ہم نے تم لوگوں کو چھوٹ دی صرف اس لیے کہ ہم دیکھنا چاہتے تھے ہمارے دشمن کون کون ہیں۔۔ اور تم سے تو میں اس دن سے واقف ہو

شمس رفاقت جس دن نمل نوریز سے ٹکرائی تھی ۔۔ اس فیکٹری میں نوریز نہیں لیکن اکثر یں آتا رہتا ہو اور اس دن اتفاق تھا جب میں نمل کے ہم تک پہنچے پر دو دن بعد یہاں آیا تھا اور تمہارے آدمی نمل کی تصویر دیکھا کر سب لوگوں سے معلومات لے رہے تھے اور وہ تصویر اتفاقاً میرے سامنے بھی آگئی اور معلومات نکلوانے پر مجھے پتا چلا کہ نمل تمہاری گندی نظروں سے ستائی مجبور لڑکی ہے جو اپنی عزت کی حفاظت کے لیے میرے دوست سے ٹکرائی اور دیکھو شمس رفاقت اللہ کے کھیل اللہ نے اسکی عزت کا محافظ بھی ایک مرد کو بنایا اور تم جیسے نامرد سے اس کی حفاظت کی" دلشاد اپنا رخ سیدھا کرتا بولا تو شمس اپنی اس قدر بے عزتی پر خونخوار نظروں سے دلشاد کو دیکھنے لگا جبکہ احان صاحب اپنے بھتیجے کو واقعی اللہ نے ان کی بیٹی کو اعلیٰ ظرف مرد سے نوازہ تھا۔

"جس کی حفاظت کی بات کر رہے ہو تم لوگ وہ طوائف زادی ہے ۔۔ ایسی لڑکی کو اپنی گھر کی عزت بناؤ گے ؟؟ ایسی لڑکیاں تو کوٹھے کی زینت ۔۔" شمس رفاقت کچھ

اور گند بھی بکتا کہ احان صاحب خونخوار لہو دیتی نظروں سے شمس کی طرف جھپٹے جن کو ان کے اعتراف میں دو آدمیوں نے جکڑ لیا لیکن نوریز نے تو شمس رفاقت کے کمر بند میں اٹکے چاقو کو جھٹکے سے نکالتا شمس کا جبڑا دبوچتا پھر ایک پنچ سے کراہنے پر مجبور کرتا شمس رفاقت کی زبان کو اپنے بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے پکڑتا شمس کی زبان کو کاٹ کر کسی کسائی کی طرح اپنے جوتے کے پاس پٹک گیا وہ ہمیشہ سوبر رہنے والا یوسفزئی اپنی بیوی کی تزلیل کرنے والے کی اپنے ہاتھوں سے آج زبان کاٹ چکا تھا جبکہ نوریز کی ساری کاروائی کو دیکھتے شمس کے آدمی جیسے نوریز کو ٹارگٹ کرنے لگے دلشاد جھٹکے سے گن نکالتا ان دو آدمیوں کے سیدھے دل اور احان صاحب کو پکڑے ایک کی پیشانی پر وار کر گیا اور دوسرے کے سینے پر تو باہر شمس کے آدمی آواز سنتے اندر بھاگے اور دلشاد پر حملہ کرنے لگے دلشاد بڑی مہارت سے انھیں موت کے گھاٹ اتار رہا تھا جس میں نوریز بھی ساتھ دے رہا تھا کہ ایک آدمی نے نوریز اور دلشاد پر فائر کیا جب پیچھے سے کسی نے ان دو آدمیوں پر ایک ساتھ گولی چلائی دلشاد اور نوریز نے مڑ کر دیکھا تو وہ دو آدمی پیٹ پر گولی لگنے کے باعث گھٹنوں کے بل زمین پر گرے تو گولی چلانے والے نظر آئے اور وہ کوئی اور نہیں ڈیول اور ہشام تھے۔

"جیجا جی ہمارا انتظار بھی نہیں کیا" ڈیول مسکراتا دلشاد سے بولا تو دلشاد نے سر جھٹکا۔

"تم میری زوجہ ہو جو مجھ پر تمہارا انتظار فرض ہے" دلشاد نے کہا تو ہشام نے مشینوں کی اوٹ میں چھپنے والے آدمی پر گولی چلائی تو نوریز نے بے زاریت سے بولا۔

"یار ہمارے پاس اور بھی کام ہے خدا کا واسطہ میاں بیوی والی لڑائی شروع مت کردینا اب" نوریز بولا تو دلشاد مسکراتا ڈیول کو دیکھنے لگا۔

"استغفر اللہ میں مر کر بھی اسے بیوی نا بناؤ" دلشاد بولا تو نوریز نفی میں سر ہلاتا احان صاحب کی طرف قدم بڑھا گیا جو حیرانی سے ان لوگوں کو ہی دیکھ رہے تھے۔

"جیسے میں تو مرا جا رہا ہوں زنانہ کپڑے پہن کر تجھ پر فدا ہونے کو "ڈیول جل کر بولا تو ہشام آگے ہوا۔

"چلتے ہیں اب باہر آدمیوں کو تو ویسے ٹھکانے لگا چکے ہیں ہمارے بندے اب اس کا بتاؤ نوریز کیا کرنا ہے "ہشام بولا تو ڈیول اور دلشاد نے سر جھٹکا جبکہ احان صاحب نوریز کو دیکھنے لگے جو شمس رفاقت کو کرہاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اسکے منہ کے نیچے ہر جگہ پر زاروقطار خون لگا ہوا تھا۔

"اسے اس حال میں ہی چھوڑ دو اب ویسے بھی یہ کس کام کا اس نے ہمیں غلط خبر دی ان لوگوں کے کہنے پر جنھیں یہ خود نہیں جانتا میں اس کا موبائل ڈریس کروا چکا ہو پہلے ہی "نوریز بولتا شمس رفاقت کے پاس قدم اٹھاتے پہنچا۔

"دوبارہ اب کسی بھی عورت کے بارے میں غلط مت سوچنا غلط بولنے کی سزا نے تو زبان چھین لی یہ نا ہو غلط سوچنے کی سزا اللہ تمہیں مفلوج بنا کردے "نوریز بولتا پلٹا تو سب ہی اس کے پیچھے پلٹ گئے اور قدم آگے بڑھا گئے۔

"نوریز بیٹا مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے "نوریز احان صاحب اور دلشاد دلشاد کی لینڈ کروزمیں بیٹھے تو احان صاحب نے نوریز کو مخاطب کیا وہ نمل کی سچائی اور یہاں آنے کا مقصد نوریز کو بتانا چاہتے تھے دل نے اللہ کا بار بار شکر ادا کیا کہ ان کا بھتیجا جب اتنی سچائی جاننے کے بعد ان کی بیٹی کو اپنانے ہوئے ہے اس سے اتنی محبت کرتا ہے تو وہ اب اپنا اور نمل کے رشتے کا سچ بھی انھیں بتا دے ان کی بات سنتے نوریز نے بیک سیٹ پر بیٹھے احان صاحب کو دیکھا۔

"جی چاچو کہیں "نوریز بولا تو دلشاد نے بھی گاڑی سٹارٹ کی ڈیول اور ہشام دو منٹ پہلے ہی وہاں سے اپنی گاڑیوں کے ساتھ جا چکے تھے جبکہ انکے آدمی وہاں لاشوں کو

ٹھکانے لگا رہے تھے۔

"نمل میری سگی بیٹی ہے اور میں یہاں نمل کی ماں اور اپنی دوسری بیوی کو ڈھونڈنے آیا تھا لیکن وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔۔۔۔" احان صاحب نے بولنا شروع کیا تو دلشاد اور نوریز بے یقینی اور حیرانی سے سب کچھ چپ چاپ سنتے رہے۔

"چاچو مجھے آپ سے اور نمل سے صرف ایک شکایت ہے نمل نے اپنی پہچان چھپائی تو آپ نے اپنے اور نمل کے رشتے کی سچائی۔۔"نوریز نے کافی دیر بعد خود کو کہتے سنا جس پر احان صاحب شرمندگی سے رخ پھیر گئے۔

"لیکن میں نمل سے نفرت نہیں کرتا اس لیے نا آپ سے کر سکتا ہوں آپ دونوں میری زندگی کا اہم حصہ ہیں اور آپ ہر حوالے سے نمل کے معاملے میں بے فکر رہیں وہ میری بیوی میری عزت ہے میں وعدہ کرتا ہو آپ سے آپ کی بیٹی کی حفاظت اپنی

جان سے بڑھ کر کروگا۔۔ نمل ہالے اور عنایہ بھابھی کڈنیپ ہو چکی ہیں ابھی ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی رستہ نہیں تھا لیکن جلد ہی ہم اپنے دشمنوں تک پہنچ کر انھیں حفاظت سے واپس لے آئے گے" نوریز احان صاحب کی شرمندگی اور نمل کے لیے فکر مندی دیکھ کر بولا تو احان صاحب نے مسکراتے دلشاد اور نوریز کے کندھے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔

"مجھے نہیں پتا تم لوگوں کے کون دشمن ہیں اور یہ دشمن کس وجہ سے بنے ہیں لیکن میری دعا ہے تم فتح پاؤ دشمنوں پر" احان صاحب نے کہا تو نوریز اور دلشاد نے مسکراتے آمین کہا۔

دلشاد اور نوریز جنت ولا میں احان صاحب کو چھوڑتے سیکیورٹی چیک کرتے اور

کاشان صاحب ، وہاب صاحب ، زریش بیگم ، جنت بیگم سب کو ہی تسلی دیتے اور یہ بھی کہتے کہ سب ٹھیک ہے اور عنایہ لوگوں کو بھی وہ جلدی لے آئے گے اب وہاں سے نکلے تھے دلشاد کی لینڈ کروزر اب ایک سر سبز زمین کے گرد ایک فارم ہاؤس کا تعین کر رہے تھے دلشاد کی لینڈ کروز اب فارم ہاؤس کے احاطے میں رکی یہ فارم ہاؤس نوریز کا تھا یہاں وہ اکثر پر سکون فضا کے لیے آتے رہتے تھے لیکن اس وقت وہ یہاں کس لیے آئے تھے ؟؟ یہ تو وہی جانتے تھے دلشاد اور نوریز نے فارم ہاؤس کا دروازہ کھولتے اندر قدم رکھا تو وہاں پہلے سے ہی ہلکی ہلکی روشنی تھی فارم ہاؤس کے اندر آتے ہی مین ڈور کو بند کرتے لاؤنج کی سمت بڑھے ۔لاونج میں صوفے پر دلشاد نے داہم ،ڈیول، ہشام اور جیک کو دیکھتے اپنے کوٹ کے بٹن کھولتے کوٹ اتارتے سائیڈ پر کیا اور اپنی شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھولتے ڈیول کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ نوریز ہشام کے برابر میں آکر اپنا کوٹ پیچھے کرتے بیٹھا ۔

"اب کیا کرنا ہے ؟؟" جیک نے پوچھا تو سب سے پہلے داہم نے موبائل سے سر

اٹھاتے جیک کو جواب دیا۔

"ڈانس" داہم بولا تو ہشام کا قہقہہ گونجا کیونکہ جیک کی شکل کڑوے بادام جیسی ہوئی تھی جیک اور داہم کی بنتی جو نہیں تھی۔

"لگتا ہے چھوٹے خانزادہ کو اپنی شادی نا ہوتے دیکھ دکھ سے دیوداس بن کر ناچنا ہے "ڈیول نے بولا تو داہم نے منہ بسورا۔

"کتے کی موت مارو گا ایک بار ہاتھ لگ جائے معصوم کی بدعا لی ہے انھوں نے شادی ہونے دیتے بعد میں کڈنیپ کر لیتے" داہم جل کر بولا تو داہم کے انداز پر دلشاد اور نور ریز سمت سب ہی قہقہہ لگا اٹھے۔

"بریانی نہیں تھی جو چکن یا بیف تم سے پوچھ کر ڈالتے" دلشاد نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

"یار ہو جائے گی شادی تمہاری فکر نہیں کرو"ڈیول نے داہم کو تسلی دی تو داہم نے لمبی آہ بھرتے خود کو پرسکون کیا۔

"مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی بھائی آپ کی زین بھائی سے بنتی ایک نہیں اور اپنے دشمنوں کو پکڑنے کے لیے آپ نے زین بھائی کو ساتھ ملا لیا اور یہ سب کچھ ہوا کیسے مجھے جاننا ہے۔۔ صبح سے سسپنس میں ڈالا ہوا ہے۔۔ایک تو میں ابھی اپنی شادی نا ہونے کے صدمے سے ہی نہیں نکلا ہو"داہم نے بولا تو ڈیول مسکرایا اور دلشاد کو دیکھنے لگا جیسے کہ رہا ہو تمہارا بھائی میرے بغیر یہ سب کیسے کر سکتا تھا جس کو سمجھتے دلشاد طنزیہ مسکرایا۔

"تمہارا بھائی میرے بغیر کر کیا سکتا تھا"ڈیول نے آخر دل کی بات زبان پر لا کر چھوڑی

جس پر دلشاد کا دوبارہ قہقہہ گونجا۔

"وقت آنے پر گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے"دلشاد نے کہا تو ڈیول نے دلشاد کو گھورا جسے دلشاد نے بڑی فرصت سے اگنور کیا۔

"اچھا مجھے پوری کہانی بتائیں"داہم نے دوبارہ اپنا مدعا رکھا۔

"تمہارا بھائی کچھ دن پہلے نوریز کے ساتھ پیلس ملنے آیا تھا مجھ سے اس نے بتایا کہ آج کے دن وہاب ولا میں حملہ ہونے والا ہے اس کے پاس کچھ لوگوں کے سسٹم کے خلاف ثبوت ہیں جو بے قصوروں معصوم لوگوں کا خون کرتے ہیں ان کا فایدہ اٹھاتے ہیں اور اس حملے کو جاری رکھنے کے لیے اسے میری مدد کی ضرورت ہے" ڈیول بولا تو داہم نے اپنے بھائی کو دیکھا اس کا بھائی مدد کے لیے ڈیول کے پاس گیا ناممکن اس لیے نہیں کہ ڈیول اور دلشاد کی ایک نہیں بنتی اس لیے کہ وہ دلشاد وہاب

خانزادہ تھا وہ خوشنودی اور تباہی اپنے وجود میں لے کر چلتا تھا اور مدد ناممکن۔

"حملہ جاری رکھنے کے لیے؟؟"داہم نے اپنے دل میں دلشاد کے لیے اٹھتے سوالوں کو دباتے بس یہ بات ناسمجھی سے پوچھی تو نوریز مسکرایا۔

"ہاں جاری رکھنے کے لیے تاکہ پیٹ پیچھے وار کرنے والوں تک پہنچ کر انھیں سامنے سے کھیلنے کی دعوت دی جائے اور ظاہر سب کچھ ایسے کہا جائے کہ ہم لوگ پھنس چکے ہیں ان کے جال میں اسی لیے توزین کی مدد لی تھی کہ وہ یہ ظاہر کرے اور ان پر نظر رکھے۔۔ہم لوگ اس میں اپنی سیکیورٹی کو شامل نہیں کر سکتے تھے کیونکہ سیکیورٹی کے مین میمبرز کے فون پر چپس لگائی گئی تھیں"نوریز بولا تو داہم نے سمجھنے والے انداز میں سرہلایا۔

"لیکن عنایہ بھابھی ہالے اور نمل بھابھی کو کڈنیپ ہونے دینا ضروری تھا اگر انھوں

نے انھیں کوئی نقصان۔۔"داہم اس سے آگے خود ہمت نہیں کر پایا کچھ بولنے کی اور شکوہ کناں آنکھوں سے دلشاد کو دیکھنے لگا جبکہ اس کی ادھوری بات کو سمجھتے جیک آگے ہوا۔

"وہ لوگ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ ان لوگوں نے اگر ایسا کیا تو دلشاد کے پاس جو انکے خلاف جو بھی ثبوت ہیں ان سے ہاتھ دھو بیٹھے گے اور کسی نا کسی کو ان کے ہاتھ لگنے دینا ضروری تھا بڑوں کو اس پلان میں ہم شامل نہیں کر سکتے تھے اور ویسے بھی تو ان نامردوں نے عورتوں کو کڈنیپ کرنے کا پلان بنایا تھا اور ہمیں ان کے پلان کی کامیابی کو ہی ظاہر کرنا تھا۔۔ ان کا مقصد صرف دلشاد اور نوریز کو دھمکانا تھا اور ہمارا ان سے واقفیت"جیک بولا تو داہم کو تسلی ہوئی۔

"لیکن ہم انھیں کیسے بچائے گے اب تک تو آپ لوگوں نے یہ معلوم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی کہ انھوں نے بھابھی لوگوں کو رکھا کہا ہے۔۔یا پھر ثبوت دیتے وقت

ان لوگوں سے ملے گے ؟؟ اور تب ہی بھابھی ہالے اور نمل بھابھی ہم تک پہنچے گے

"داہم نے پھر ایک سوال کیا بیچارہ پریشان جو تھا دلشاد اور نوریز نے اسے صبح ہی تو سارے معاملات سے خبردار کیا تھا وجہ داہم کی مسلسل بزی روٹین تھی خیر لیکن وہ بیچارہ وجوہات اور نتیجہ سے اب بھی بے خبر تھا داہم کے سوال پر ہشام بولا۔

"ان لوگوں نے دلشاد اور نوریز کو کال اسی لیے کی تھی اور شمس رفاقت کے بارے میں بھی ہنس ہنس کر بتا رہے تھے نوریز کو۔۔ اس بات سے بے خبر جس کی بات کر رہیں ہے وہ اس وقت خود تکلیف سے کراہ رہا ہو گا خیر دلشاد اور نوریز کی کال کو ڈیول نے اپنے فون پر ٹریپ کیا تھا اسی لیے تو کال پر ہی ڈیول اور میں ان کا موبائل ٹریس کرتے وہاں پہنچے تھے۔۔ اور آخری بات دلشاد نے بھی ان سے ملنے کا معاہدہ کر دیا ہے اب بس ان لوگوں سے واقفیت پانا ہے دلشاد کے لیے" ہشام بولا تو داہم دلشاد کو دیکھنے لگا جو ہنوز چپ چاپ بیٹھا تھا اور سب کو باری باری داہم کے سوالوں کے جواب دیتا دیکھ اور سن رہا تھا پھر داہم نے دلشاد سے سوال کیا۔

"بھائی آپ بھابھی لوگوں کو چھڑوانے کے لیے ان لوگوں کے خلاف ثبوتوں کو ان کے حوالے کردیں گے ان ثبوتوں میں بہت سے معصوم لوگوں کی بے بسی، خون اور آنسو ہونگے؟؟" داہم نے سوال کیا تو دلشاد مسکرایا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے داہم؟؟" دلشاد نے داہم سے الٹا سوال کیا جس پر داہم پر سکون ہوتا مسکرایا۔

"آپ ایسا نہیں کریں گے" داہم نے یقین سے کہا اور دلشاد کو اپنے بھائی کے یقین پر ٹوٹ کر پیار آیا جبکہ نوریز، ہشام، جیک اور ڈیول سب ہی دونوں بھائیوں کی مسکراتی آنکھوں کو دیکھنے لگے خون کا رشتہ تھا اپنایت سے بھرپور وہ ایک دوسرے کی رگ رگ سے کیسے واقف نا ہوتے وہ ایک دوسرے کے دل سے اتنے واقف تھے جیسے سمندر سے لہریں دونوں ایک دوسرے کو اتنا جانتے تھے کہ نوریز دلشاد کا ہم

راز اور بے تحاشہ قریبی دوست ہونے کے باوجود آج تک دلشاد کو اس طرح نہیں جان پایا تھا جس طرح داہم جانتا تھا اور یہ بات نوریز دل سے قبول کرتا تھا جبکہ داہم ہالے سے محبت کرتا ہے یہ بات دلشاد تب سے جانتا تھا جب سے داہم اپنے اندر اس محبت کو تسلیم کر چکا تھا۔

"تم سہی ہو داہم۔۔میں ایسا نہیں کروں گا" دلشاد بولا تو وہاں موجود سب نے دلشاد کو نا سمجھی سے دیکھا جبکہ داہم دل کھول کر مسکرا گیا دلشاد کے جواب پر۔

"تم نے یہی کہا تھا ہم سے۔۔ اور اگر یہ نہیں کرو گے تو ہمیں بتا دیتے ہم عنایہ لوگوں کو پورا ٹریس کرتے تم نے ہی منع کیا ہمیں ٹریس کرنے سے۔۔چاہتے کیا ہو تم" ہشام اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا دلشاد سے غصّے سے مخاطب ہوا جبکہ ڈیول کے بھی دلشاد لی بات پر ماتھے پر لاتعداد بل پڑے لیکن چپ رہتے دلشاد کو جانچتی نظروں سے دیکھنے لگا نوریز اور جیک بھی حیرت سے دلشاد کو دیکھنے لگے ،داہم بھی اب دلشاد کی طرف

متوجہ تھا۔

"دلشاد ان لوگوں کے قبضے میں نمل ہالے اور عنایہ بھابھی ہے وہ لوگ انھیں نقصان پہنچا سکتے ہیں "نوریز بھی اب پریشان ہوتا بولا تو دلشاد صوفے کی پشت پر ٹیک لگا کر اپنا ہاتھ پھیلا گیا اور پیر پر پیر جما گیا اور دوسرا ہاتھ اپنے پیر پر رکھ گیا جبکہ نظریں اب ڈیول پر تھیں جو اسے ہی دیکھ رہا تھا جبکہ باقی سب دلشاد کو دیکھ رہے تھے۔

"ہم تم سے بات کر رہیں ہیں دلشاد اگر عنایہ کو کچھ بھی ہوا تو اچھا نہیں ہوگا" اس دفعہ جیک بولا لیکن دلشاد پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ ہنوز ڈیول کو دیکھے جا رہا تھا اور ڈیول اپنی جگہ سے اٹھا اور کھڑا ہوا دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے۔

"بھائی۔۔" داہم بھی کچھ بولنے لگا جب دلشاد نے ہاتھ اٹھاتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور داہم اشارہ پاتے ہی چپ ہوتا سب کی طرح دلشاد کو دیکھنے لگا۔

"عنایہ لوگ کہا ہے" دلشاد ڈیول کو دیکھتے ہوئے بولا تو سب نے گردن گھما کر ڈیول کو دیکھا جو چپ چاپ کھڑا تھا لیکن دلشاد کی بات پر جیک کو غصّہ آیا۔

"اس سے کیا پوچھ رہے ہو اسے کیسے پتا۔۔۔" جیک کچھ اور بھی بولتا لیکن ڈیول دلشاد کو اگنور کرتا آگے قدم لیتا صوفے کے سامنے لاونج کی وال نما کھڑکی کے قریب جانے لگا جب دلشاد نے جیک کی بات کاٹی اور ڈیول کے قدم وال نما کھڑکی سے کچھ فاصلے پر روکے۔

"میری بیوی بلکہ ہم سب کی بیویاں کہاں ہے ڈیول کنگ" دلشاد نے کہا تو جیک اور ہشام دلشاد کے ڈیول کنگ نام بولنے پر ساکت ہوتے ہوئے سوچنے لگے ہم سب کی بیویوں سے کیا مطلب؟؟ تو نوریز اور داہم زین کے نام پر کبھی دلشاد کو تو کبھی ڈیول کو دیکھنے لگے جبکہ ڈیول کھڑکی سے باہر چاند کو مسکرا کر دیکھنے لگا۔

"تم مجھ سے کب سے واقف ہو دلشاد وہاب خانزادہ ؟؟"ڈیول نے چاند کو دیکھتے ہوئے پوچھا اور قدم کھڑکی کے سامنے لے گیا نظریں اب بھی چاند پر تھیں جبکہ اسکی بات سنتا دلشاد آنکھوں میں کرب لیے مسکرایا۔

"میں تم سے چھ سال سے واقف ہوں"دلشاد نے کہا تو ہشام، جیک اور داہم ،نوریز آرام سے ان دونوں کو دیکھتے صوفے پر باری باری بیٹھ گئے جبکہ ہشام اور جیک تو سوچ ہی سکے کے دلشاد ڈیول کو چھ سال سے کیسے جانتا ہے۔

"ناممکن.."ڈیول کو تعجب ہوا دلشاد سے اسکی پہلی ملاقات عنایہ اور دلشاد کی شادی پر ہوئی تھی اور مافیا ورلڈ کے باہر کوئی ڈیول کو نہیں جانتا تھا تو دلشاد اس سے چھ سال کیسے واقف ہو سکتا ہے ڈیول نے بے یقینی اور تعجب سے پلٹ کر دلشاد کو دیکھا جسکی آنکھوں میں ڈیول کو بھی کرب نظر آیا لیکن ڈیول کی بات پر وہ مسکرا رہا تھا۔

"میں نے کہا واقف ہوں... لیکن تمہیں پہچانتا اپنی اور عنایہ کی شادی سے ہوں" دلشاد نے ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا جب ڈیول قدم اٹھاتا دلشاد کے سامنے اپنی جگہ دوبارہ سنبھال گیا۔

"ہماری پہلی ملاقات ایک روڈ پر ہوئی تھی ۔۔" ڈیول نے دلشاد کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

" اپنی ملکہ کو خوش رکھنا ورنہ تمہاری خوشی کی کوئی گرینٹی نہیں... یہ کہنے والے تم ہی تھے زین کمال حفیظ "دلشاد نے ڈیول کو جتاتے ہوئے کہا وہ کبھی بھی کچھ نہیں بھولتا اور واللہ دلشاد وہاب خانزادہ اپنے نام کا ایک ہی تھا وہ ڈیول سے اس دن سے ہی واقف تھا جس دن ڈیول نے زبانی دلشاد وہاب خانزادہ کی شان سنی تھی اور اب ڈیول آنکھوں میں دلشاد کی شان قبول کیے دلشاد کو دیکھنے لگا اور اسی وقت ڈیول کا

ڈمپل واضح ہوا اگر دلشاد کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ ڈیول کی حقیقت جاننے کے بعد اسکے سامنے سر تک نا اٹھا پاتا اور ایک دلشاد وہاب خانزادہ تھا جو ڈیول پر نا صرف ہاتھ اٹھا چکا تھا بلکہ طنز کے ایسے ایسے تیر چلائے جو کبھی خود ڈیول نے زندگی میں نہیں سنے تھے۔

"امپریسو۔۔"ڈیول نے گردن ایک طرف جھٹکتے مسکراتے ہوئے دلشاد کو داد دی جس پر دلشاد دل کھول کر ڈیول کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

"ڈیول کنگ مطلب آپ لوگ ہے کون" داہم نے دلشاد اور ڈیول کو خاموش ہوتا دیکھ اپنا سوال داغا جس پر دلشاد نے اپنے بھائی اور نوریز کی حیرت میں ڈوبی شکلیں دیکھتے ان کی طرف رخ کیا۔

"زین کمال حفیظ۔۔مافیا ورلڈ کا ڈیول کنگ ہے مافیا ورلڈ کا بے تاج بادشاہ امریکہ کا

ڈون ۔۔ اس کے نام سے ایک دنیا کانپتی ہے ایک دنیا میں میرے سالے کے نام کا سکہ چلتا ہے" دلشاد نے کہا تو جیک اور ہشام سمیت ڈیول بھی اپنی تعریف پر مسکرایا آج دلشاد نے پہلی دفعہ اسکی تعریف کی تھی وہ بھی اسکی حقیقت پر بنی ۔

"بھائی بتا تو ایسے رہیں ہیں آپ جیسے آپ کا سالہ کسی کمپنی کا CEO ہے" داہم نے آنکھیں سکیڑ کر اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر ڈیول کا قہقہہ گونجا ۔

"ڈیول کنگ اپنی دنیا کا بادشاہ ہے" ہشام نے مسکراتے داہم سے کہا تو داہم نے منہ بسورا ۔

"لیکن کرتے تو غلط کام ہی ہیں نا" داہم نے ابھی ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا تو جیک ،ہشام مسکرائے جبکہ نوریز سارا معاملہ سمجھنے کی کوشش میں تھا تو ڈیول داہم کے سوال اور اسکی بنی شکل کو دیکھتے تکلیف سے مسکرایا ۔

"کبھی کبھی صحیح کو کرنے کے لیے غلط کا سہارا لینا پڑتا ہے جہاں انصاف نا ملے وہاں انصاف کمانا پڑتا ہے ۔۔ہر غلط کام کرنے والا گنہگار نہیں ہوتا کچھ زین کمال حفیظ جیسے ہوتے ہیں غلط راستوں پر صحیح منزل سے نا بھٹکنے والے" دلشاد نے کہا تو ڈیول نے حیرت سے دلشاد کی طرف دیکھا اس پر طنز کرنے والا بہنوئی آج اس کی طرف داری کر رہا تھا جبکہ داہم اپنے بھائی کو دیکھتا سر اثبات میں ہلاتے مسکرایا اگر اس کا بھائی کچھ کہ رہا تھا تو وہ صحیح کہ رہا تھا دلشاد کبھی کسی کی بھی تعریف نہیں کرتا سوائے ان کے جن سے وہ خود بے تحاشہ کھلے دل سے امپریس ہو اور یقین دلشاد ڈیول سے امپریس تھا۔

"سوری زین بھائی" داہم نے ڈیول کی طرف دیکھتے کہا تو ڈیول مسکرایا۔

"کوئی بات نہیں چھوٹے خانزادہ" ڈیول نے مسکرا کر کہا تو نوریز آگے ہوا۔

"تم جب زین کے بارے میں سب جانتے تھے تو خاموش کیوں رہے؟؟ اور یہ مدد والے ناٹک اور نمل لوگوں کی کڈنیپنگ سے کیا کرنا چاہتے تھے تم؟؟" نوریز نے اپنا سوال دلشاد کے سامنے رکھا جس پر نوریز سمیت سب ہی دلشاد کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اور ہم سب کی بیویوں کی کڈنیپنگ سے تمہارا کیا مطلب تھا؟؟" ایک سوال جیک نے بھی کیا۔

"میں اپنے سالے کے بارے میں سب جانتے اس لیے خاموش رہا کیونکہ مجھے اس کے کام سے کوئی فرق نہیں پڑتا ڈیول کنگ مافیا ورلڈ کے لیے خطرہ اور عام دنیا کے لیے مسیح ہے میں جان گیا تھا تو مجھے اپنے سالے سے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے مسئلہ تب ہوتا اگر ڈیول کنگ دنیا کے لیے مسئلہ ہوتا۔ خیر مدد کا ناٹک مجھے اس لیے کرنا

پڑا کیونکہ میرے گھر کے ساتھ تم لوگوں کے پیلس پر بھی حملہ ہونے والا تھا اور صرف ہماری بیویاں ہی نہیں بلکہ تم لوگوں کی بیویاں بھی کڈنیپ ہو گئیں ہیں" دلشاد نے ان کے سوالات کے جواب دیے جس پر ہشام اور جیک نے ڈیول کو دیکھا پھر ایک دوسرے کو تو داہم اور نوریز تو دلشاد کو ہی دیکھنے لگے کیا تھا یہ شخص پر ہر چیز سے اتنا باخبر۔

"دلشاد صحیح کہ رہا ہے ڈیول "ہشام نے کہا تو ڈیول نے اثبات میں سر ہلایا۔

"وہ تو تمہارے دشمن تھے "ہشام نے دلشاد سے سوال کیا۔

"تم سے کس نے کہا ؟؟ وہ صرف میرے نہیں میرے اور ڈیول کے دشمن تھے۔۔ لیکن ایک بات ڈیول ان میں سے کسی کو مجھ سے چھپا رہا ہے اور میں نہیں پوچھوں گا وہ کون ہے جسے ڈیول مجھ سے چھپا رہا ہے وقت کا انتظار ہے مجھے میں خود اس

حقیقت سے آشنا ہونا چاہتا ہوں جب اللہ مجھے یہاں تک لے آیا وہ آگے بھی میرے دشمنوں پر مجھے فتح نصیب کرے گا۔۔ خیر اس لیے تو ڈیول ان کے کچھ لوگوں کو میرے سامنے کرتے مجھ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ صرف وہی لوگ میرے دشمن ہیں اور انھوں نے تم لوگوں کی بیویاں کو بھی اسی لیے کڈنیپ کیا کہ وہ ڈیول کو پریشر میں ڈال کر سارے ثبوت ختم کروا سکے اور یہ ڈیول کی خود کی خواہش اور شاید امریکہ کے ڈون کی مجبوری بھی تھی کسی کو چھپانے کے لیے" دلشاد نے کہا تو ڈیول نے فوراً رخ بدلہ جیسے دلشاد کا سامنا نا کرنا چاہتا ہو۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔ لیکن تم ڈیول سے چھ سال سے کیسے واقف ہو" ہشام نے کہا تو ڈیول بھی اپنا رخ سیدھا کرتا دلشاد کی طرف متوجہ ہوا وہ بھی تو یہ بات جاننا چاہتا تھا۔

"یہ بھی وقت آنے پر پتا چل جائے گا تمہیں اور وقت تب آئے گا جب میں اس چھپے

ہوئے دشمن سے بھی واقف ہوجاوگا" دلشاد نے کہا اور صوفے سے اٹھتے کچن کی طرف قدم بڑھائے مقصد پانی پینا تھا دلشاد جب واپس آیا تو سب خاموش تھے لیکن ڈیول صرف دلشاد کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کہانی تم دونوں کی ہے" نوریز تب سے خاموش بیٹھا اب بولا تھا اور کیا خوب بولا تھا وہ سب کچھ سمجھ کر سوال کرنے والوں میں سے تھا وہ سوال جس میں تمام جوابات موجود ہو نوریز کے سوال پر دلشاد مسکرایا۔

"یہ کہانی نا میری ہے نا ڈیول کی یہ کہانی کسی اور کی ہے" دلشاد نے کہا تو ڈیول کی آنکھوں میں کچھ ابھرا وہ جو شاید پہلے الجھا ہوا تھا ڈیول اور دلشاد کو دیکھتے سب دوبارہ خاموش ہوئے۔

"چلیں۔۔" دلشاد نے دوبارہ خاموشی توڑی۔

"کہاں ؟؟" جیک ،ہشام ،نوریز اور داہم نے ایک ساتھ سؤال کیا جبکہ ڈیول اٹھتا مسکراتے ہوئے دلشاد کے سامنے کھڑا ہوا اور کندھے اچکاتا آگے قدم بڑھا گیا۔

"ڈیوڈ کے جزیرے پر ہماری بیویاں ہماری منتظر ہونگی" دلشاد نے کہتے اپنے قدم ڈیول کے پیچھے لیے تو سب ہی اپنی جگہ سے اٹھتے باہر قدم بڑھا گئے۔

یہ ایک جزیرہ تھا جس پر ایک سلیٹی رنگ کا محل بنا ہوا تھا اور اس جزیرے پر ہر طرف خاموشی تھی کچھ شور تھا تو وہ سمندر کی لہروں کا پاکستان میں شاید اس وقت صبح ہو چکی تھیں لیکن یہ جزیرہ رات کا منظر لیے ہوئے تھا۔

تم کس کی منتظر ہوں ؟؟ اس جزیرے پر بنے محل کی کھلی بالکونی میں تناوش نے آیت کو دیکھتے ہوئے سوال کیا تناوش کے سوال پر آیت نے نظریں باہر کے منظر سے نا ہٹاتے ہوا کے دوش سے اڑتی اپنی زلفوں کے ساتھ بولی۔

"ڈیول کنگ کی" آیت کے جواب پر تناوش آیت کے آدھے رخ کو حیرت سے دیکھنے لگی۔

"یہ کہوں تم اپنی موت کی منتظر ہوں" تناوش نے طنز سے کہا تو آیت اسکی طرف پلٹی۔

"جس کی سانسیں مجھ سے چلتی ہوں وہ اپنی سانسیں خود چھینے گا...؟؟" آیت نے کہا تو تناوش نے قہقہہ لگایا اور اپنے ہاتھ میں تھاما شراب کے گلاس سے منہ لگا گئی وہ

ایسی ہی تھی آوارہ اس کی حرکت کو آیت نے افسوس سے دیکھتے سر جھٹکا۔

"وہ ڈیول کنگ ہے وہ تمہاری سازش پر تمہیں جان سے مار دے گا...."تناوش نے آیت کا مزاق اڑاتے کہا تو آیت سمندر کی لہروں میں چاند کو دیکھتے خود سے مخاطب ہوئی۔

"اور میں اسکی ڈیول کوئین.. میری تو جان ہی اس کے وجود میں بستی ہے..."آیت مسکراتے ہوئے سمندر کو دیکھتے ہوئے سوچنے گی تناوش آیت کو خاموش دیکھتے غصّے سے اس سے شاید کچھ کہنے والی تھی جب مسز ملک وہاں پہنچی۔

"تم دونوں کو ڈیوڈ نیچے بلا رہا ہے" مسز ملک نے تناوش اور پھر آیت کی پشت کو غصّے سے دیکھتے ہوئے کہا وہ آیت سے اتنی نفرت کرتی تھیں کہ ان کا بس چلتا تو اسی وقت اسے ختم کر دیتی آخر آیت کے شوہر ڈیول کنگ نے ہی تو ان کے بڑے بیٹے قلندر کو

مارا تھا لیکن وہ کر کیا سکتی تھیں ڈیوڈ نے ان کی اور مسز صدیقی کی آنکھوں میں آیت کے لیے خطرہ دیکھتے انھیں وارن کیا تھا کہ اگر انھوں نے کچھ بھی کیا آیت کے ساتھ تو وہ انھیں زندہ زمین میں دفنا دے گا ڈیوڈ تو ڈیول کو اپنی من پسند عورت کے ہاتھوں دھوکا کھاتا اور آیت کی سچائی ڈیول پر کھلتے دیکھ اپنی فتح کا جشن منانا چاہتا تھا اسی لیے مسز ملک آیت کی پشت کو گھورتی انھیں پیغام دیتی وہاں سے نکل گئی لیکن آیت ہنوز سمندر میں کھوئی رہی جب تناوش نے اسے دوبارہ مخاطب کیا۔

"چلو آیت۔۔"تناوش نے کہا تو آیت نے اثبات میں سر ہلاتے آگے قدم لیے جس پر تناوش بھی آیت کے پیچھے چل دی۔

آیت اور تناوش نیچے آئے تو بڑے سے لان میں فانوس کے نیچے بڑے سربراہی صوفے پر ڈیوڈ بیٹھا تھا وہ ایک چالیس سال کے لگ بھگ امریکہ کا دعویٰ دار ڈون بننا چاہتا تھا اسی لیے تو وہ ڈیول سے خار کھاتا تھا اور مسز ملک اور مسز صدیقی ایک

لمبائن صوفے کے کونوں پر براجمان تھیں وہ دونوں بھی تو اپنے اپنے بیٹے اور شوہر کی موت کا بدلہ لینے کے لیے ڈیوڈ کے ساتھ مل چکی تھیں اور مسز ملک کا تو شوہر اور چھوٹا بیٹا راحیل اب بھی ڈیول کے قبضے میں تھے انھیں اپنے بیٹے اور شوہر کو بھی تو چھوڑوانا تھا جس کا وعدہ ڈیوڈ نے ان سے کیا تھا۔

بوتیک میں ڈیول کے قلندر اور صدیقی صاحب کو مارنے کے بعد جو کہ ڈیوڈ کی ٹیم میں شامل تھے ان کا ایک وفادار بچتا ڈیوڈ تک پہنچا تھا جس نے سارا ماجرہ بتاتے آیت کی غیر ہوتی حالت کا بھی ذکر کیا تھا جس پر ڈیوڈ نے مسز ملک اور مسز صدیقی کو آیت سے رابطہ کرنے اور ان کی ٹیم میں شامل ہونے کا کہا تھا مسز ملک اور مسز صدیقی تو پہلے سے ہی اپنوں کا بدلہ لینے کے لیے ڈیوڈ سے ہاتھ ملا چکی تھیں جس پر مسز ملک اور مسز صدیقی نے آیت کے واپس پاکستان آنے کی خبر سنتے ہی اس کے سامنے مسز صدیقی نے صدیقی صاحب کی موت کا بدلہ لینے کی بات کی وہ سمجھتی تھیں جب آیت اپنے باپ کے لیے ڈیول سے غداری کر سکتی ہے تو وہ اپنے باپ کی موت کا بدلہ لینے

کے لیے وہ کسی بھی حد تک پہنچ سکتی ہے اور ہوا بھی ایسا ہی آیت نے حامی بھر لی تھی ڈیوڈ کا پلان دلشاد کے گھر پر حملہ کر کے عورتوں کو کڈنیپ کروانے کا تھا اور اس پلان میں کوئی اور بھی شامل تھا جو اب تک چھپا ہوا تھا کیونکہ دلشاد کے ہاتھ ڈیوڈ کے کالے کارناموں اور قلندر ملک اور صدیقی صاحب کے ناجائز کاموں سے کمائے پیسوں کا ثبوت تھا جنھیں وہ لوگ حاصل کرنا چاہتے تھے دلشاد وہاب خانزادہ بظاہر کامیاب بزنس مین تھا ایک دنیا اسے شارپ بزنس مین کے نام سے جانتی تھی لیکن وہ غلط کرنے والوں، معصومیت کا جنازہ نکالنے والوں کے لیے تباہی تھا وہ سی بی آئی سے جڑا تھا اپنی طاقتور فوج کو لے کر جو ڈیوڈ صدیقی صاحب اور قلندر ملک جیسے لوگوں کے خلاف ثبوت اکھٹا کرتے انھیں سزا دلواتے تھے ان لوگوں کے لیے وہ ثبوت تباہ کرنا ضروری تھا جبکہ ڈیوڈ نے آیت کو مہک اور عائشہ کو کڈنیپ کرنے کا بھی کہا تھا تاکہ وہ ڈیول کو بھی پریشر میں لے سکے اور جب وہ لوگ یہاں آئے تو بنا ان لوگوں کی چلاکی کا شکار ہوئے اپنے کام نکلوا سکے ڈیوڈ جانتا تھا ڈیول اور دلشاد اس تک ضرور پہنچے گے اور آیت ان کے ہر پلانز سے واقف تھی لیکن ابھی تک ڈیوڈ کے پاٹنر سے وہ بھی بے خبر تھی۔

"آؤ ڈیول کوئین" ڈیوڈ اپنا ایک ہاتھ پیر پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے آیت کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا بولا جب آیت اسکی طرف ایک نظر دیکھتے اپنی نشست سنبھال لئی تو تناوش بھی دوسرے صوفے پر آیت کے برابر میں آبیٹھی۔

"ڈیول کوئین تمہارا ڈیول کنگ اس جزیرے کی حدود میں پہنچ چکا ہے۔۔اب تمہارا انتظار ختم تم اسے اپنے ہاتھوں سے مار کر اپنے باپ کی موت کا بدلہ لے لو اور میں اس کے بہنوئی سے ثبوت" ڈیوڈ کہتا قہقہہ لگا اٹھا جب آیت مسکرائی۔

"میں تو بے چین ہو موت کے گھاٹ اتارنے کو" آیت ڈیوڈ کو دیکھتے ہوئے بولی تو مسز صدیقی، تناوش اور مسز ملک مسکرائے ڈیوڈ کچھ اور بھی کہتا کہ مین گیٹ سے ڈیول اسکے پیچھے دلشاد، ہشام اور ان کے پیچھے جیک، نوریز اور داہم آتے نظر آئے ڈیوڈ نے لب بھینچتے مسکراتے ہوئے آیت کو سامنے دیکھنے کا اشارہ کیا ان لوگوں کو دیکھتے

آیت ڈیول کو دیکھنے لگی جبکہ جیک، ہشام، نوریز، داہم نا سمجھی سے آیت کو اپنے دشمنوں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھ رہے ہے۔

آیت کی نظریں ڈیول پر تھیں بلیک پینٹ سکائے بلو شرٹ میں اوپر کے دو بٹن کھلے چھوڑے جس سے ڈیول کا سینہ نظر آرہا تھا ایک لانگ بلیک کوٹ پہنے وہ اپنی نیلی سمندر جیسی آنکھوں سے آیت کو ہی دیکھ رہا تھا اور آیت اسے۔

"ہماری بیویاں کہاں ہے؟؟" دلشاد نے کہا تو ڈیوڈ اپنی جگہ سے اٹھتا وہی کھڑا ہوا جس لی اقلیت میں اس کی ساتھی خواتین بھی کھڑی ہوئیں سوائے آیت کے۔

"بلکل محفوظ ہیں۔۔تم بتاؤ ثبوت لائے ہو" ڈیوڈ نے کہا تو دلشاد نے پیچھے ہاتھ کرتے جیک سے فائل اور پین ٹرائیوز لیں اور ڈیوڈ کے سامنے لہرائی جنھیں دیکھتے ڈیوڈ نے دلشاد کی طرف قدم بڑھانے چاہے۔

"پہلے ہماری خواتین کو ہمارے سامنے کرو" دلشاد نے کہا تو ڈیوڈ کے قدم رو کے اسنے گردن موڑتے تناوش کو اشارہ کیا جسے سمجھتے تناوش ایک طرف قدم بڑھا گئی کچھ دیر یوں ہی خاموشی رہی ڈیول کی نظریں اب بھی آیت پر تھیں جو مخصوص صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔

"یہ بھابھی کی بھابھی سٹیچو بنی کیوں بیٹھی ہے اور ان کے ساتھ ؟؟" یہ داہم تھا جس نے جیک کے کان میں سرگوشی کی جس پر جیک نے رخ داہم کی طرف کرتے اسے دیکھا۔

"مجھے کیا پتا میں خود تمہارے ساتھ آیا ہوں" جیک نے جل کر کہا تو داہم نے اسے دیکھتے نفی میں ایسے سر ہلایا جیسے وہ دنیا میں کچھ نہیں جانتا تھا جس پر جیک نے اسے گھور کر دیکھا جسے داہم نے اگنور کرتے سامنے رخ کیا جہاں سے تناوش کے پیچھے کچھ

لوگ ہالے، نمل، مہک اور عائشہ کو لے کر آئے ہالے کو دیکھتے داہم نے سکون کا سانس لیا اور یہی حالت نوریز، ہشام اور جیک کی تھی اور نمل، ہالے، مہک اور عائشہ بھی نم آنکھوں سے اپنے شوہروں کو دیکھنے لگی جبکہ خواتین کو دیکھتے دلشاد نے وہاں عنایہ کو نا پا کر دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے۔

"میری بیوی کہاں ہے" دلشاد دھاڑا تو ڈیوڈ نے اس کی دھاڑ پر غصّے سے پھر مسکراتے اسے دیکھا۔

"تمہاری بیوی تمہیں جب ملے گی دلشاد وہاب خانزادہ جب یہ ثبوت اصلی نکلے گے ورنہ۔۔" ڈیوڈ کچھ اور بھی بولتا کہ دلشاد ڈیوڈ تک پہنچتا ایک دم ڈیوڈ پر جھپٹتا اسے پنچ رسید کر گیا دلشاد کے ایسے کرتے ہی ڈیوڈ دلشاد سے چار قدم پیچھے ہوتا اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھتا پھر دلشاد کو غصّے سے دیکھنے لگا اور اس کے وہاں کھڑے آدمی گن لوڈ کر گئے تو داہم، ہشام، جیک اور نوریز نے بھی گنز لوڈ کی جب ڈیول نے اپنے بہنوئی کے عمل

پر دادد یتی نظروں سے دلشاد کو دیکھتے آیت سے نظریں ہٹائیں اور مسکراتے ہوئے سب سے مخاطب ہوا۔

"چل گائیز اتنی کیا جلدی ہے خون خرابے کی ۔۔ اور آپ میری سوتیلی ساسو ماں جی ثبوت چیک کر لیں جب تک ۔۔ تم میری ڈیول کوئین مجھے بتاؤ تم میرے دشمن کے ساتھ اتنے آرام سے کیوں براجمان تھیں؟؟" ڈیول نے پہلے ڈیوڈ اور ہشام لوگوں کو دیکھتے کہا اور پھر مسز صدیقی کو اور پھر دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے دو قدم آگے لیتے آیت کو دیکھتے ہوئے جس پر ڈیوڈ نے اپنے لوگوں کو گنز نیچے کرنے کا اشارہ کرتے مسز صدیقی اور مسز ملک کو ثبوت چیک کرنے کا کرنے کا اشارہ کرتے قہقہہ لگایا تو نمل اور ہالے نے بھی سارا منظر ناسمجھی سے دیکھا جبکہ عائشہ اور مہک نے نم آنکھوں سے آیت کی طرف دیکھا۔

"تمہاری ڈیول کوئین تو بے وفا نکلی ڈیول کنگ ۔۔ تمہارے خلاف سازش رچنے والی

تمہارے گھر سے جیک اور ہشام کی بیوی کو کڈنیپ کرنے والی تمہاری کوئین ہی تھی آخر اسے تم سے اپنے باپ کی موت کا بدلہ جو لینا تھا تمہیں یہاں بلا کر اپنے ہاتھوں سے مارنے کا "ڈیوڈ قہقہہ لگاتا بولا تو داہم، جیک ، ہشام، نوریز، ہالے، نمل اور عائشہ اور مہک نے بے یقینی سے صوفے پر بیٹھی آیت کی طرف دیکھا جو ڈیول کو دیکھ رہی تھی اور ڈیول اسے۔

"اوہ۔۔سیریسلی ؟؟"ڈیول نے آیت کو دیکھتے اپنے ڈمپل کی نمائش کرتے سر کو جھٹکا ڈیول کی مسکراہٹ کو دیکھتے ڈیوڈ کو غصّہ آیا وہ کچھ کہتا کہ مسز ملک کی آواز پر متوجہ ہوا۔

"ان فائل اور ٹرائیوز میں کوئی ثبوت نہیں ہیں" مسز ملک غصّے سے دلشاد اور ڈیوڈ کو دیکھتی بولی تو ڈیوڈ نے دلشاد کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"تم نے غلط کیا۔۔اب انجام تم لوگوں کی موت ہے "ڈیوڈ نے کہا تو اس کے لوگوں نے فائرنگ سٹارٹ کی جسے سمجھتے دلشاد اور ڈیول سمیت سب ہی خود کو اور خواتین کو بچانے کے لیے قدم جما گئے۔

دلشاد نے گن سنبھالتے اور ڈیوڈ کے آدمیوں پر فائر کرتے ایک پلر کا رخ کیا اور اب فائر خواتین کے گرد آدمیوں پر کرنے لگا جس سے داہم ،ہالے تک جلدی پہنچا ہالے گھبرائی ہوئی داہم کو ہی دیکھے جا رہی داہم لہو ہوتی آنکھوں سے ان آدمیوں سے اپنی اور ہالے کی حفاظت کرتے ہالے کا ہاتھ تھامے اسے اپنے پیچھے کر گیا۔

"داہم آج ہمارا نکاح تھا تم جلدی نہیں آسکتے تھے "ہالے پہلے تو گھبرائی ہوئی تھی لیکن جیسے ہی داہم نے اس کا ہاتھ تھاما تو اپنے پاس اپنا محافظ پا کر اپنے نکاح کی ٹینشن اسے ستانے لگی داہم نے ہالے کی طرف رخ کیا تو ہالے اسے خونخوار نظروں سے دوسرا ہاتھ لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ٹکائے اسی سے مخاطب تھی کیونکہ ایک ہاتھ تو

داہم نے تھاما ہوا تھا داہم ہالے کو دیکھتے مسکرایا اور پھر داہم کی آنکھوں میں لہو کے ساتھ شرارت چمکی۔

"میری دو گرل فرینڈز کے ساتھ ڈیٹ تھی تو اس لیے لیٹ ہو گیا" داہم نے رخ سیدھا کرتے باری باری دو آدمیوں پر فائر کیا تو ہالے کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"دو کے ساتھ ڈیٹ ایک ساتھ" وہ دنیا کی واحد لڑکی تھی جو اپنے نکاح والے دن نکاح نا ہونے کی وجہ سے پریشان ہونے کے بجائے اپنے ہونے والے شوہر کی دو گرل فرینڈز کو ایک ساتھ ڈیٹ کرنے پر زیادہ پریشان تھی ہالے کی بات سنتے داہم کو خود اسی بات کی حیرت ہوئی جس بات پر آپ سب بھی حیران ہیں لیکن وہ داہم تھا خود کو کمپوز کرتے ہالے کی طرف رخ کیا۔

"اب میں اتنا سندر ہوں میں کیا کرو" داہم نے مسکراتے ہوئے گن والے ہاتھ کی دو

انگلیوں سے اپنی شرٹ کا کالر جھاڑا کیونکہ دوسرے ہاتھ سے تو اس نے ہالے کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اور اس کے انداز پر ہالے نے آنکھیں گھومائی اور جل کر بولی۔

"ڈوب کر مر جاؤ" ہالے بولی تو داہم کا قہقہہ گونجا وہ آخر کار ہالے کو تپا ہی چکا تھا جبکہ داہم پر فائر کرنے والے آدمی پر ڈیول نے فائر کیا۔

"چھوٹے خانزادہ پہلے ان کمینوں سے نمٹ لو پھر میں خود تمہاری گرل فرینڈز کی خبر اپنے بہنوئی تک پہنچاؤ گا" ڈیول بولا تو داہم نے ڈیول کی طرف دیکھتے منہ بسورا جس پر ڈیول کا قہقہہ گونجا اور ہالے بھی کھلکھلا کر ہنس دی لیکن داہم کے گھورنے پر منہ بناتی بولی۔

"چپ کر کے ان لوگوں کو ماروں۔۔میں تب تک اپنا جھمکا ڈھونٹتی ہو پتہ نہیں یہی پر کہی گر گیا ہو گا" ہالے بولی تو داہم نے اس پاگل لڑکی کو حیرت سے دیکھا جو ادھر ادھر

نیچے نظریں گھومائے شاید اپنا جھمکا ہی تلاش کر رہی تھی۔

"تمہارا دماغ خراب ہے ہالے یہاں فائرنگ ہو رہی تمہیں جھمکے کی پڑی ہے" داہم نے ایک دو آدمیوں پر پھر فائر کرتے کہا تو ہالے نے اسے گھورا۔

"میرا فیورٹ جھمکے کی جوڑی ہے وہ اور اب اچھا لگے گا ایک جھمکا پہن کر یہاں سے نکلو۔۔ اسے لیے میں اس جھمکے کے بنا تو نہیں ہلنے والی یہاں سے" ہالے منہ پھولا کر بولی تو داہم کا دل چاہا اپنا ماتھا دونوں ہاتھوں سے پیٹ لے اور اب وہ یہ کام آسانی سے بھی کر سکتا تھا کیونکہ ہالے اس کا ہاتھ چھوڑتی اپنے جھمکے کی تلاش میں نکل گئی تھی اور بیچارہ داہم کر کیا سکتا تھا اسی لیے سر جھٹکتے داہم بھی ہالے سے کچھ فاصلے پر چلتے اپنی اور ہالے کی حفاظت کرتے ہوئے دشمنوں سے نمٹنے لگا۔

دوسری طرف نوریز ان دشمنوں سے لڑتے خود کو بچاتے نمل تک پہنچا تو ایک آدمی

نے نمل سے کچھ فاصلے پر نمل کو نشانے پر لیا ہوا تھا اور نوریز کے نمل کو دیکھتے اس آدمی نے نوریز کو گن نیچے کرنے کا اشارہ کر دیا تھا تو نوریز نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کیے وہ نمل کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دینا چاہتا تھا اور اسی وقت ہشام مہک کے پاس پہنچتے اسے کمر سے تھامتے ایک پلر کے پیچھے لے کر چلا گیا ہشام نے گردن موڑ کر دیکھا تو نوریز ہاتھ سلینڈر کیے ہوا تھا ہشام نے نشانہ نمل کے قریب آدمی پر باندھتے فائر کیا تو وہ آدمی لڑکھڑا کر نیچے گرا نوریز ہشام کو دیکھتا اپنی گن دوبارہ انگلیوں کی مدد سے ہوا میں لہراتے ہولڈ کرتا ایک جست میں نمل تک پہنچا نمل کے گھبرانے کی وجہ سے نمل کا چہرہ اور گردن پسینے کی بوندوں میں بھیگے ہوئے تھے نمل نے نم آنکھوں سے نوریز کو دیکھتے اس کے سینے پر سر رکھا تو نوریز نے نمل کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے اس کے بالوں میں بوسہ دیا۔

"تم ٹھیک ہو نمل ؟؟"نوریز نے نمل سے پوچھا تو نم ہوتی آنکھوں سے نمل نے نوریز کے سینے سے سر اٹھاتے اثبات میں سر ہلایا نوریز نے بائیاں ہاتھ نمل کی گردن اور

چہرے کے درمیان میں رکھتے اس کے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیا تو نمل کی آنکھوں سے آنسو گالوں پر بہنے لگے جنھیں نوریز نے پیچھے ہوتے دائیں ہاتھ میں تھامی اُن کو بائیں ہاتھ میں لیتے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں سے صاف کیا۔

"نوریز شمس رفاقت ۔۔میں طوائف ۔۔" نمل سسکی لیتی نوریز کا دائیاں ہاتھ تھامتی ٹوٹے الفاظ میں بولی تو نوریز نے اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے چھوتے اس کے باقی الفاظ کا گلا گھونٹا۔

"جس نے تمہیں اس نام سے پکارا تھا میں اس کی زبان کاٹ آیا ہو میں یہ نہیں پوچھو گا کہ تم نے ہم سب سے اپنی سچائی کیوں چھپائی کیونکہ میں سمجھ سکتا ہو وہ سچائی ہی ایسی تھی کہ کوئی بھی لڑکی اپنی زبان پر نہیں لانا چاہے گی ۔۔تم پاک ہو اور مجھے تمہاری پاک دامنی پر یقین ہے مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ۔۔تم میری عزت ہو نمل دوبارہ کبھی خود کو اس نام سے نہیں پکارنا" نوریز نمل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا

تو نمل اسے دیکھتی روتی سسکتی اس کے سینے میں دوبارہ منہ چھپا گئی وہ اس کا محافظ تھا جو اسکی تزلیل کرنے والے کی زبان کاٹ چکا تھا یہ تھا سفر طوائف زادی سے نمل کی عزت کی زندگی کا۔ وہ جب یہاں لائی گئی تھی تو تناوش نے اس سے کہاں تھا "طوائف کی خبر بھی اس کے غیرت مند شوہر تک پہنچا دی گئی ہے اور اب وہ تم پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرے گا۔۔چلو ایک دشمن تو خود ہی کم ہو جائے گا ہمارا اور رہی تم تمہیں تو ہم کسی کوٹھے پر پہنچا ہی دے گے "تناوش کی بات سنتے ہالے، عائشہ اور مہک نے حیرت سے نمل کو دیکھا تھا جس پر نمل کو ایسے لگا وہ حیرت نہیں اس کے لیے حقارت ہو تب سے ہی وہ دل میں اللہ سے دعا کر رہی تھی کہ "مجھ سے یہ عزت کی زندگی مت چھیننا میرے مولا۔۔میں تو اب نوریز سے محبت کرنے لگی ہو انھیں میرا محافظ بنا دے میرے اللہ " اور دیکھو اس کی دعا اللہ نے کیسے قبول کی جسے ایک دنیا طوائف زادی کہتی تھی آج کوئی اسے اپنی عزت کہ رہا تھا وہ پاک عورت تھی اور اللہ نے اس کو محافظ بھی صالح دیا تھا نمل برقہ کی زندگی سے ثابت ہوتا ہے دعائیں کبھی رائے گا نہیں جاتی دعائیں تو تقدیریں بدل دیتی ہیں جیسے آج نمل برقہ کی بدلی گئی تھی نوریز نے نمل کے گرد حصار بناتے بائیں ہاتھ سے ہی کچھ

آدمیوں پر فائر کیے اور نمل کو اپنے سینے میں مضبوطی سے بھینچ گیا نمل کا دل بے اختیار بول اٹھا۔

"فبأي آلاء ربکما تکذبان "(اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے)

****

ہشام نے مہک کی طرف گردن موڑ کر دیکھا تو مہک نے آگے بڑھتے ہشام کے سینے میں منہ چھپایا۔

"میں ڈر گئی تھی ہشام "مہک نے کہا تو ہشام مسکرایا اور مہک کے کندھے پر جھکتا نرمی سے بوسہ دے گیا ہشام کی حرکت پر مہک کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"میری جان اب تمہیں ڈرانے والوں کو دیکھنا کیسے میں ڈراتا ہو" ہشام نے کہا تو مہک ہشام کے سینے میں سر چھپائے سر اثبات میں ہلا گئی۔

جیک عائشہ کے پاس اب تک نہیں پہنچا تھا وجہ ڈیوڈ اور ڈیول کی فائرنگ تھی جبکہ آیت کہی غائب ہوگئی تھی اور مسز صدیقی اور مسز ملک ،تناوش بھی غائب تھے اور عائشہ ایک پلر کے پیچھے چھپی آیت الکرسی کا ورد کر رہی تھی جب اسے اپنے پیٹ پر پیچھے سے کسی کا ہاتھ رینگتا محسوس ہوا عائشہ نے پلٹ کر دیکھا تو جیک مسکراتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"جیک مجھے ڈرا دیا تم نے" عائشہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے جیک کے سینے پر چھوٹے چھوٹے مکوں کی بارش کی جن کو جیک نے تھامتے اپنے لبوں سے لگایا اور کوئی رومینس کرے اور داہم کی اینڑی نا ہو یہ ناممکن ہے۔

"بھئی کوئی شرم ہوتی ہے کوئی حیا ہوتی ہے" داہم نے فائر کرتے ہالے کا ہاتھ تھامے ہانک لگائی تو جیک نے اپنے چہرے کا زاویہ بگاڑا۔

"تم اپنی زبان نہیں بند کر سکتے" جیک نے عائشہ کے ہاتھوں کو نرمی سے چھوڑتے ہوئے جل کر کہا تو ہالے اور عائشہ دونوں نے اتنی سیریس سیچویشن میں بھی ہنسی چھپائی۔

"میری زبان میری مرضی" داہم نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو جیک نے سر جھٹکتے داہم کی طرف دیکھا داہم کے پیچھے ایک آدمی فائر کرنے والا تھا جس پر جیک نے فوراً فائر کرتے اس کی کوشش ناکام بنائی تو داہم نے بھی جیک اور عائشہ پر حملہ کرنے والے بائیں سائیڈ سے آتے آدمی پر فائر کیا اور جیک کو دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"حساب برابر" داہم نے کندھے اچکاتے کہا تو جیک مسکرا گیا وہ سب لوگ ہی ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ان دشمنوں سے نمٹتے اپنی گنز میں گولیاں ختم ہوتے لاشوں کے پاس سے گنز اٹھاتے اپنے کام میں مشغول تھے اور بہت جلد ان لوگوں نے حالات پر قابو پا بھی لیا تھا لیکن ڈیوڈ کی فوج بہت زیادہ تھی اور ڈیول اپنے آدمیوں کو اس لیے یہاں نہیں لایا تھا کیونکہ ڈیوڈ کی شرط تھی لیکن وہ لوگ اب بھی ڈیوڈ کی فوج پر بھاری تھے اسی لیے تو اب بھی ڈیوڈ کے آدمیوں کو جہنم رسید کر رہے تھے۔

ڈیول کے پاس گولیاں ختم ہوئی تو ڈیول اپنی گن اچھالتا اپنا لانگ کوٹ جھٹکے سے اتارتا اس فانوس کے نیچے لاش کے قریب گن کو لینے کے لیے آگے بڑھا جس پر ڈیول کے سامنے آنے پر دشمن آدمی اور ڈیوڈ خود جو سیڑھیوں کی اوٹ میں چھپا تھا ڈیول پر فائر کرتے سامنے آیا ڈیول مہارت سے ان آدمیوں اور ڈیوڈ کے فائر سے بچتے

وہاں پہنچا تھا اور گن اٹھانے لگا تھا جب ایک اور فائر ڈیوڈ نے ڈیول پر کیا جس پر دلشاد نے بھی سامنے آتے پانچ چھ لوگوں پر دائیں بائیں گولیاں چلاتے ایک ساتھ فائر کرتے ڈیوڈ کے ہاتھ پر فائر کیا جس سے ڈیوڈ کی گن ایک دم سے نیچے گری تو ڈیول نے گن جھٹکے سے پکڑتے ڈیوڈ پر تان دی اور داد دیتی نظروں سے گردن موڑتے اپنے بہنوئی کو دیکھا اور پھر اپنے سامنے ڈیوڈ کو جو گن کی نوک پر اپنے ہاتھ اوپر کر گیا تو ڈیوڈ کے کچھ بچے ہوئے آدمی بھی اپنی گنز نیچے کر گئے تو ہالے، داہم، ہشام، مہک، جیک، عائشہ اور نمل، نوریز بھی لان نما ہال میں قدم رکھ گئے دلشاد نے ڈیوڈ کے آدمیوں کو گنیز کی بولیٹس نکال کر گنز سلینڈر کرنے کا کہا جس پر ڈیوڈ نے بھی اپنے سامنے ڈیول کے روپ میں کھڑی اپنی موت کو دیکھتے فوراً انھیں اشارہ کیا اور وہ لوگ گنز سلینڈر کر گئے۔

اب منظر کچھ ایسا تھا کہ ڈیول اور ڈیوڈ فانوس کے نیچے آمنے سامنے کھڑے تھے اور دلشاد ڈیول سے دائیں جانب پیچھے کچھ فاصلے پر اور دلشاد کی سائیڈ نمل، نوریز اور ہشام

اور مہک تھے جبکہ ڈیول کے بائیں سائیڈ ہالے، داہم، جیک اور عائشہ سب ہی خاموش کھڑے تھے جب سیڑھیوں سے اترتی آیت کی ٹک ٹک کی آواز پر سب اس طرف متوجہ ہوئے کھلی بلیو جینز پر وائٹ شرٹ پہنے اور اوپر بلیک کوٹ ڈالے بالوں کو کھلا چھوڑے پشت پر ڈالے دائیں ہاتھ میں گن تھامے وہ ڈیول کی سمت بڑھ رہی تھی آیت کی آنکھیں سرخ تھیں اور بلکل سرد اس کے پیچھے مسز صدیقی، مسز ملک اور تناوش بھی تھیں جو مسکرا رہیں تھیں شاید وہ اسی پل کا انتظار کرتی منظر سے غائب ہوئیں تھیں ان کو دیکھتے ڈیوڈ بھی مسکرایا اور اپنے ہاتھ اپنی جیبوں میں ڈال گیا ڈیول کی نظریں بھی آیت پر تھیں جو آخری سیڑھی پر رکی تھی۔

"مافیا ورلڈ کا ڈیول کنگ اپنی کوئین سے دھوکا کھا گیا لوگوں کو اپنی جوتے کی نوک پر رکھنے والا امریکہ کا ڈون آج اپنی موت اپنی بیوی کے ہاتھوں لکھوائے گا۔۔میں تو بے تاب ہو تمہاری موت کے لیے ڈیول کنگ تماری زندگی آج تم سے دغا کرے لی۔۔آؤ ڈیول کوئین۔۔ انتظار کس چیز کا اپنے باپ کی موت کا بدلہ لو" ڈیوڈ قہقہہ لگاتا

پہلے ڈیول کی آنکھوں میں دیکھتا پھر گردن موڑ کر آیت کو دیکھتے مسکرا کر ہاتھ کے اشارے سے کہنے لگا اور پھر ڈیول کو دیکھنے لگا جو آیت پر نظریں جمائے ہوئے تھا ڈیول کی آنکھوں میں کوئی ڈر، غصّہ اور نفرت نہیں تھی یہ دیکھتے ڈیوڈ کو اور غصّہ آیا۔

"شوٹ ہم آیت صدیقی "ڈیوڈ دھاڑا ہشام اور جیک دونوں ایک ساتھ ڈیوڈ کی طرف لپکنے لگے جنھیں دلشاد نے ہاتھ کے اشارے سے کام ڈاؤن ہونے کا اشارہ کیا کیونکہ دلشاد بہت غور سے ڈیول کی ہر حرکت اور وہاں کی سیچویشن کو دیکھ رہا تھا وہ دیکھنا چاہتا تھا ڈیول اتنا پر سکون کیوں ہے اتنا تو وہ بھی سمجھ گیا تھا اس کا سالا ایک خطرناک بلا ہے جبکہ دوسری طرف تو آیت آنکھوں میں لہو لیے آخری سیڑھی اترتی قدم ڈیول کی سمت بڑھانے لگی اور سب لوگ ہی آیت کو بے یقینی اور پریشانی سے دیکھ رہے تھے وہی کچھ لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی لیکن آیت ایک ایک قدم اٹھاتی ڈیول کے قریب آرہی تھی آیت کو اپنے پاس آتے دیکھ ڈیول نے مسکراتے ہوا ایں دونوں ہاتھ پھیلاتے ہاتھ میں تھامی گن کو زمین بوس کیا گن زمین پر

دور اچھلی پھر سب نے ڈیول کی آواز سنی ڈیول کی آوازمیں ایسا سحر تھا کہ سب اس کی طرف اور پھر گن پکڑی آیت کو ڈیول کے پاس قدم بڑھاتے دیکھ رہے تھے۔

تیرے پہلو میں جو

راتیں گزاری۔۔۔

(ڈیول نے ایک ہاتھ پھیلائے دوسرے ہاتھ کو آیت کی طرف کرتے گانا شروع کیا)

شبِ مہتاب میں

نظریں اتاری۔۔۔

(آیت کو ڈیول کے گانے کے لفظوں میں ڈیول کے ساتھ گزاری ہر رات یاد آئی)

تیرے پہلو میں جو

راتیں گزاری ---

(ڈیول مسکراتے ہوئے گا رہا تھا اور آیت ایک ایک قدم اٹھاتی گن تھامے اس کی طرف بڑھ رہی تھی)

شبِ مہتاب میں

نظریں اتاری ۔۔۔

(ڈیول بھی اپنے اور آیت کے خوبصورت پل یاد کرتے اپنے ڈمپل کو مزید گہرا کر لیا)

ہم ہی رکے ہیں

اس موڑ پر ۔۔۔

کوئی ہم کو صدا دے ۔۔۔

(ڈیول نے اپنے دائیں ہاتھ سے خود کی طرف اشارہ کیا جیسے کہنا چاہتا ہوں میں اب

بھی وہی کھڑا ہو اور چاہتا ہو تم مجھے پکارو)

ہم ہی رکے ہیں

اس موڑ پر۔۔۔

کوئی ہم کو صدا دے۔۔۔

(ڈیول نے دوبارہ فقراء دوہرایا تو آیت اس کے سامنے آکھڑی ہوئی پھر آیت نے گن والا ہاتھ اٹھاتے ڈیول کے سینے پر رکھا جسے دیکھتا ڈیول سر جھٹکتے مسکرایا)

رب نا کرے

کہ یہ زندگی---

کبھی کسی کو دغا دے---

(ڈیول آیت کے چہرے پر آئی لٹ کو پیچھے کرتے آیت کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے گانے لگا ڈیول کے بول آیت کے ڈیول کے سینے پر گن تانے پر تھے وہ اس کی زندگی تھی جو آج اسے دغا دینے والی تھی)

آیت کی آنکھوں میں لہو تھا لیکن پھر منظر بدلہ آیت کی آنکھیں مسکرائیں جنھیں دیکھتے ڈیول کا قہقہہ گونجا اور پھر آیت پلٹی اور گن ڈیوڈ پر تان دی اور یہ تھا کہانی کے انٹرویل کا سب سے شدید جھٹکا جہاں پہلے کچھ لوگ پریشان تھے وہاں اب وہی لوگ مسکرا رہے تھے جبکہ مسکراتے چہروں کی مسکراہٹ آیت زین کمال نے

جھٹکے سے چھین لی تھی ڈیوڈ آیت کے اس پر گن تانے سے ہڑبڑاتا آیت کو دیکھنے لگا تو مسز صدیقی، مسز ملک اور تناوش بھی سیڑھیاں اترتی ڈیوڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئیں۔

"تم ہمارے ساتھ تھیں آیت صدیقی" ڈیوڈ دھاڑا تو ڈیول اپنی ہنسی ضبط کرتا دونوں ہاتھ جیب میں ڈالتا ڈیوڈ کی بائیں جانب آیا اور اس کے چہرے کا اڑا رنگ دیکھتے افسوس میں نفی میں سر ہلا گیا۔

"چچ چچ۔۔بتاؤ ڈارلنگ ورنہ یہ بڈھا میری گولی کے بجائے صدمے سے مر نا جائے کہیں اور مجھے بلکل مزہ نہیں آئے گا اس کی ایسی موت پر" ڈیول بولا تو ڈیول کی بات پر دلشاد کا قہقہہ گونجا اور سب ہی مسکرانے لگے۔

"تم سے کس نے کہا ڈیوڈ؟؟ میں نے؟؟" آیت مسکراتے ہوئے گن نیچے کرتی پھر

اپنی پیشانی پر گن بجاتی ہوئی سوچنے والے انداز میں بولی توڈیول اپنی ڈیول کوئین کے ایٹیٹیوڈ پر دل کھول کر امپریس ہوا آیت کی بات پر تناوش پھنکاری۔

"تم نے کہا تھا تم اس کہانی کی ہیروئن نہیں ویلن ہو"تناوش بولی توڈیول نے ایک آبرو ریز کرتے آیت کو دیکھا جس پر آیت نے ایک ادا سے بال جھٹکے اور افسوس سے تناوش کو دیکھا۔

"تم اگر کبھی آوارہ گردی کے بجائے پڑھائی پر فوکس کرتی تو جان پاتی میں نے کیا کہا تھا اس دن۔۔خیر چھوڑو میں بتاتی" آیت بولی اور دو قدم آگے ہوئی اور ڈیوڈ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں نے کہ تھا (میں اس کہانی کی ہیروئن نہیں ویلن ہو۔۔) میں نے آگے جملے کی تہمید باندھی تھی دو ہیش بنا بولے چھوڑے تھے۔۔جس کا مطلب ہوتا ہے جملہ پورا

نہیں ہوا جاہل لوگوں" آیت مسکراتی ہوئی ڈیوڈ کے بعد تناوش کو دیکھتے بولی اور پلٹی اور سامنے ڈیول کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی جو دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے ڈیوڈ پر نظریں جمائے کھڑا تھا اور پھر آیت پلٹی وہ دونوں شیر اور شیرنی لگ رہے تھے وہ مافیا ورلڈ کا بہترین رومینٹک اور خطرناک کپل تھا مافیا ورلڈ میں انھیں مسٹر اینڈ مسز ڈیول کے نام سے جانا جاتا تھا اس وقت ان کی آنکھیں اپنے شکار پر تھیں جیسے۔

"تو پورا جملہ کیا ہے تمہارا" مسز صدیقی بولی۔

"میں اس کہانی کی ہیروئن نہیں ویلن ہو ان کے لیے جو اس کہانی کے ویلن ہیں" آیت مسکرا کر بولی۔

"یہ کھیل رچا کر تمہیں کیا حاصل ہوا" مسز ملک بولی تو آیت نے اپنے کوٹ کو کھولتے کوٹ کی بائیں جانب ہاتھ ڈالتے اسے ایک ڈائری نکالی جسے دیکھتے ڈیوڈ، مسز

ملک ،تناوش اور مسز صدیقی کے پیروں سے زمین نکل گئی۔

"مجھے یہ حاصل ہوا" آیت بولی۔

"یہ ۔۔یہ ۔۔تم نے ۔۔میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا ڈیول کوئین" ڈیوڈ اس ڈائری کو آیت کے پاس دیکھتے دھاڑا اور ڈیول کی اچھالی گئی گن کی طرف لپکا اتنے میں ہی ڈیوڈ کے آدمیوں نے بھی اپنی اپنی گنز جھٹکے سے اٹھائی۔

ڈیوڈ ڈیول کی طرف فائر کرتا کہ آیت ڈیول کی طرف پلٹی جو آیت کے پلٹتے ہی اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا آیت کا دوسرا گن والا ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑتے گن کا ٹرگر دباتے ڈیوڈ کے ہاتھ پر فائر کر گیا جس سے ڈیوڈ ہاتھ کو پکڑے کراہنے لگا اور گن دور لان کے صوفے کے نیچے جا چھپی کیونکہ ڈیول کا نشانہ ڈیوڈ کا ہاتھ بنا تھا اور ڈیول آیت کی کمر پر ایسے ہی ہاتھ ڈالے اس کا رخ ڈیوڈ کے دوسرے آدمیوں کی طرف کرتا ان پر

بھی فائر کرنے لگا دلشاد، نوریز، داہم، جیک ،ہشام سب ہی ان آدمیوں کا مقابلہ کر رہے تھے کیونکہ کچھ ہی دیر بعد گنز سے گولیاں ختم ہو چکی تھیں ان کی بھی اور ڈیوڈ کے آدمیوں کی بھی لگ بھگ اسی لیے سب اپنے ہاتھوں اور پیروں کا جوہر دیکھاتے ہوئے لڑ رہے تھے مسز صدیقی ، مسز ملک اور تناوش دوبارہ منظر عام سے غائب ہوتی کہ مہک ،ہالے اور عائشہ نے انھیں گھیر لیا۔

"کدھر چلیں گھٹیا عورت "ہالے تناوش کو دیکھتے مسکراتی ہوئی بولی۔

"سامنے سے ہٹ جاؤ لڑکیوں ۔۔ورنہ چہرے کا نقشہ بگاڑ دے گے ہم" مسز ملک دھاڑی تو ہالے ، عائشہ اور مہک تینوں ہنس پڑی۔

"لو جی ہم تو ڈر گئے "مہک ڈرنے کی ایکٹنگ کرتی بولی تو تناوش مہک کو تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھا گئی جس کو وہاں آتی نمل نے فوراً پکڑا تناوش کا ہاتھ جھٹکا اور اس کے

منہ پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا مسز صدیقی اپنی بیٹی کو پڑنے والے تھپڑ کو دیکھتی نمل پر پھنکاری۔

"تم طوائف تمہاری ہمت کیسی ہوئی میری بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی" مسز صدیقی بولی تو نمل مسکرائی۔

"میں طوائف نہیں ایک یوسفزئی کی عزت دار بیوی ہو ایک عزت دار عورت ۔۔ تم جیسی سازش کرنے والی نہیں دو ٹکے کی منافق عورت نہیں" نمل نے کہا تو مسز صدیقی نمل کی طرف لپکی جبکہ نمل کی بات پر ہالے، مہک اور عائشہ نے اسے مسکرا کر دیکھا مسز صدیقی نمل کو کچھ کرتی کہ عائشہ نے ان کے ایک ہاتھ کو پکڑتے ان کی کمر پر ٹکایا۔

"آرام سے چالاک آنٹی ۔۔ کہی بی پی شوٹ نا ہوجائے" عائشہ مسز صدیقی کا ہاتھ

مڑوڑتی ہوئی بولی جب تناوش اپنی کرہاتی ماں کو دیکھتی ان کو چھوڑوانے کے لیے ان کی سمت جانے لگی جسے ہالے دونوں ہاتھوں سے پکڑتی روک چکی تھی مسز ملک وہاں سے اپنی طرف سے توجہ ہٹتی دیکھ نکلنے لگی جب ان کا ہاتھ مہک نے پکڑا۔

"کڈنیپ کرتے وقت تو تینوں ڈائین بڑی اچھل رہیں تھیں اب کیا ہوا۔۔ اور آپ کدھر چلیں؟؟" مہک بولی تو مسز ملک نے مہک کو دیکھتے کہا۔

"بیٹا میں ان کی باتوں میں آگئی تھیں پلیز مجھے جانے دو اگر ڈیول کے ہاتھ لگی تو وہ مجھے موت سے بھی بدتر سزا دے گا۔۔ تم تو میری بیٹی۔۔" مسز ملک اپنے میٹھے لفظوں کے جال میں مہک لوگوں کو پھنساتی کچھ اور بھی بولتی کہ مہک نے ان کی بات سرعت سے کاٹی اور کٹیلے لہجے میں گویا ہوئی۔

"مجھے اپنی بیٹی بولا کر میری توہین کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔میں تم جیسی

عورت کو عورت ذات پر دھبا سمجھتی ہو۔۔ اور اگر اتنا ہی ڈر تھا ڈیول کے ہاتھوں مرنے کا تو یہ تو سازش کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔" مہک نے کہا تو نمل نے تناوش، مسز ملک اور مسز صدیقی کو وہاں پڑی کرسیوں پر باندھنے کا کہا جس پر تمام لڑکیوں نے اپنا کام سر انجام دیا اور اب تناوش، مسز صدیقی، مسز ملک کرسیوں پر بندھی ہوئی تھیں اور وہ چاروں اپنے اپنے ہاتھ جھاڑتی وہاں سے نکل گئیں۔

جبکہ دوسری طرف نوریز کے پاس دشمن آدمی حملہ کرنے کے لیے پیچھے سے وار کرنے لگا کیونکہ نوریز اپنے سامنے ایک دشمن سے پہلے ہی فائٹ کر رہا تھا اور دشمن تقریباً ڈھیر ہی ہونے والا تھا جب جیک برقت وہاں پہنچتا نوریز کے پیچھے فائر کر گیا جس سے وہ آدمی زمین بوس ہوا جبکہ ہشام، داہم دلشاد اپنے کام میں مشغول تھے، آیت اور ڈیول تو ایک دوسرے کی باہوں میں ان آدمیوں کا مقابلہ کر رہے تھے ان لی بھی گن سے گولیاں جو ختم ہو چکی تھیں وہ دونوں ایک فائٹر کپل لگ رہے تھے دلشاد تو سب سے نمٹتا اب ڈیوڈ کی طرف پلٹا تھا جس کی درگت ہشام بنا رہا تھا دلشاد نے ڈیوڈ

کو گریبان سے پکڑتے ایک زوردار پنچ رسید کیا جس سے ڈیوڈ فانوس کے نیچے ٹیبل پر لڑکھڑاتا گرا اور ٹیبل کا شیشہ چکنا چور ہوا سب ہی اب ڈیوڈ اور دلشاد کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ ڈیوڈ کے آدمی سب ہی ڈھیر ہو چکے تھے۔

"میری بیوی کہا ہے ؟؟" دلشاد دھاڑا کب سے وہ عنایہ کے لیے بے چین تھا اور ابھی تک عنایہ کا کوئی نام و نشان نہیں ملا اسے دلشاد کی دھاڑ پر ڈیوڈ کا قہقہہ گونجا وہ موت کے قریب تھا یہ بات وہ جان چکا تھا لیکن مرنے سے پہلے دلشاد کی بے قراری دیکھ اسے لطف آنے لگا۔

"تمہاری بیوی تمہیں کبھی نہیں ملے گی اب" ڈیوڈ بولا تو دلشاد کی رگیں تن گئی خانزادہ کے پورے جسم کا لہو اس کی آنکھوں میں اتر آیا۔

"اپنی بیوی کو تو میں ڈھونڈ ہی نکالو گا لیکن اگر اسے ایک خراش بھی آئی نا تو میں تم

لوگوں کو کفن بھی نصیب نہیں ہونے دونگا" دلشاد دھاڑتا ڈیوڈ تک دوبارہ پہنچتے اسے جھٹکے سے دوبارہ زمین پر پٹک گیا۔

"میری موت طے ہے دلشاد وہاب خانزادہ کیونکہ ڈیول کے دشمنوں کو ڈیول کبھی زندہ نہیں چھوڑتا لیکن مجھے تمہیں تڑپتا دیکھ اچھا لگ رہا ہے۔۔ تم تڑپو اچھا ہے کیونکہ ہماری ستہ ہماری طاقت تم نے تمہاری فوج کی وجہ سے چھینی گئی ہے نا تم وہ شبوت اکھٹا کرتے نا ہم یہ سب کرتے۔۔ اور تمہیں تمہاری بیوی اب کبھی نہیں ملے گی کبھی نہیں کیونکہ وہ تمہیں اس سے کبھی ملنے ہی نہیں دے گا" ڈیوڈ دلشاد کو دیکھتے کھانستے ہوئے ٹکڑوں میں جملے مکمل کرنے لگا اور کسی کو یاد کرتے اخری الفاظ بول گیا جس کو سنتے دلشاد نے ڈیوڈ کے زمین پر گرے ہاتھ پر اپنا دائیاں پیر رکھا اور اسے مسلنے لگا جس سے ڈیوڈ کی چیخے پورے محل میں گونج گئی یہ وہی ہاتھ تھا جس پر ڈیول اور آیت نے ایک ساتھ فائر کیا تھا۔

"کون ہے جو میری بیوی کو مجھ سے ملنے نہیں دے گا" دلشاد ایک ایک لفظ چباتا سرخ آنکھوں سے ڈیوڈ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہی۔۔ نہیں بتاؤ گا کبھی نہیں بتاؤ گا" ڈیوڈ تکلیف سے ہنستے ہوئے پھر بولا جس پر دلشاد نے ڈیوڈ کے ہاتھ کو چھوڑتے دو قدم ڈیوڈ سے دور ہوا سب لوگ اس منظر کو دیکھ رہے تھے ڈیول اور آیت بھی دلشاد نے نیچے جھکتے ٹیبل سے کانچ کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور ڈیوڈ کے پاس آتے پنجوں کے بل بیٹھا۔

"وہ کون ہے جو مجھے میری بیوی سے ملنے نہیں دے گا قاسم رؤف ارف ڈیوڈ" دلشاد نے ڈیوڈ کا اصل نام لیتے کانچ کا ٹکڑا ڈیوڈ کی تھوڑی پر کھبویا جس سے ایک خون کا فوارا پھوٹا اور ڈیوڈ مزید کرہانے لگا دنیا کا شارپ بزنس مین اپنی آن چاہی بیوی کو تلاش کرنے کے لیے آج سفاک درندہ بن گیا تھا وہ لوگوں کو انصاف دلاتا تھا لیکن آج اپنی زوجہ کے لیے درندوں کا خون بہا رہا تھا دلشاد کی سفاکیت کو دیکھتے وہاں

کھڑے تمام افراد کو دلشاد سے بے جان خوف محسوس ہوا لیکن ڈیول مسکرا رہا تھا کیونکہ وہ دلشاد سے اپنی عزت کے لیے اس طرح کی سفاکیت کی امید رکھتا تھا جبکہ دوسری طرف ڈیوڈ مسکرایا اور دلشاد کو اپنا کان اس کے منہ کے قریب کرنے کا اشارہ کر گیا جس پر دلشاد نے ماتھے پر بل ڈالے پھر کچھ سوچتے اپنا کان ڈیوڈ کے منہ کے قریب کیا۔

"اس کے پاس تمہاری بیوی ہی نہیں بلکہ کہانی کا وہ کردار بھی ہے جس کی وجہ سے تم اس کہانی سے جڑے ہو" ڈیوڈ سرگوشی نما انداز میں کہتے ہی ہنسنے لگا اور اسی پل دلشاد کے ہاتھ سے وہ شیشہ کا ٹکڑا گرا وہ ساکت ہوا اس کے لب پھڑپھڑائے "دلکش "دلشاد کے چہرے اور بے یقینی کو دیکھتے موقع کا فائدہ اٹھاتے ڈیوڈ نے اپنے دوسرے ہاتھ سے دلشاد کو دھکا دیا جس سے دلشاد لڑکھڑاتا جھکنے کے انداز میں ڈیوڈ سے چار قدم دور کھڑا ہوا اور وہاں رکھے صوفے کے سرے کا سہارا لے گیا ڈیوڈ اپنے اسی ہاتھ سے صوفے کے نیچے پڑی گن کو آگے جھکتے ہوئے تھامتا دلشاد پر فائر کرنے لگا ڈیوڈ

دلشاد پر فائر کرتا کہ ڈیول فوراً دلشاد کو دھکا دیتا سائیڈ کر گیا لڑکھڑاتے دلشاد کو نوریز اور داہم نے آگے بڑھتے تھاما لیکن گولی کی آواز پر آیت کی چیخ سنی سب نے جس کے بارے میں ڈیول نے کبھی کہا تھا کہ وہ اسے جان سے بھی مار سکتا ہے آج اسے بچانے کے لیے ڈیول نے اس کے نام کی گولی اپنے وجود پر لے لی لیکن وہ ڈیول کنگ تھا اپنی جگہ سے ڈس سے مس بھی نہیں ہوا وہی کھڑا رہا۔

"ڈیول۔۔۔۔" آیت چیختی ڈیول کے پاس آئی تو ہشام نے ڈیوڈ کے ہاتھ پر جھپٹتے اس سے گن لے کر ایک کک ڈیوڈ کو دے ماری جس سے ڈیوڈ الٹا ہوتا کرا گیا ڈیول کو گولی ڈیوڈ کی لڑکھڑاہٹ کی وجہ سے اس کے بازو کو چھو کر گزری تھی لیکن ڈیول کو اس گولی سے زیادہ دلشاد کی حالت تکلیف دے رہی تھی پتا نہیں ڈیوڈ نے دلشاد کے کان میں کیا سرگوشی کی تھی جس سے وہ اتنا پزل ہو گیا تھا ڈیول کی آنکھوں میں ڈیوڈ کے لیے سفاکیت پل میں اتر آئی آیت نم آنکھوں سے ڈیول کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھ گئی اور اس کا ہاتھ ڈیول کے لہو میں رنگ گیا جسے آیت نے اپنے آنکھوں کے سامنے کرتے

اس لہو کو اپنی آنکھوں میں اتارا اور پھر پلٹی اور ہشام کے سامنے ہاتھ پھیلایا اس کا اشارہ گن کی طرف تھا جیسے سمجھتے ہشام نے ڈیول کو دیکھا ڈیول نے ہشام کو آنکھوں سے اشارہ کیا تو ہشام اپنی بھابھی کو گن تھما گیا آیت نے گن تھامتے ہی ڈیوڈ کو اپنے پاؤں سے سیدھا کرتے اس کے سامنے کھڑی ہوئی اور ایک گولی اس کے دل کے مقام پر اتاری۔

"یہ میرے شوہر پر گولی چلانے کے لیے" آیت نے گولی مارتے کہا۔

"یہ ایک بیوی کو اسکے شوہر کے خلاف کرنے کی سازش رچنے کے لیے" آیت نے کہتے ہی ایک گولی ڈیوڈ کے پیٹ کے مقام پر ماری۔

"یہ میری ماں کی زندگی تباہ کرنے میں شامل ہونے اور ان کے انصاف کی راہ میں رکاوٹ بننے کے لیے" آیت نے کہتے ہی ایک گولی ڈیوڈ کے پیشانی کے بیچوں بیچ

اتاری ڈیوڈ تو پہلی ہی گولی پر جہنم رسید ہو چکا تھا آخری گولی کی آواز پر جیسے دلشاد بھی ہوش میں آیا اور پلٹ کر آیت کو فائر کرتے دیکھنے لگا پھر نظر دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے اور دائیں بازو سے خون نکلتے ڈیول پر پڑی تو دلشاد کو یاد آیا کہ ڈیول نے ابھی تک عنایہ کے بارے میں ڈیوڈ سے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھا تھا اور یہ ناممکن تھا کیونکہ ڈیول عنایہ کے لیے کتنا پوزیسو تھا یہ تو وہ جانتا تھا تو پھر ڈیول نے عنایہ کے بارے میں کچھ کیوں نہیں پوچھا ؟؟ دلشاد اپنے سوالوں میں آنکھوں میں حیرت لیے الجھا ہوا تھا پھر دلشاد کو ڈیوڈ کی آخری بات یاد آئی اس کی آنکھوں الجھن ختم ہوئی اور اب بے یقینی ، غصّہ ایک دم ابھرا لیکن جلد ہی وہ خود کو کمپوز کر گیا۔

"آپ ٹھیک ہیں بھائی ؟؟" داہم نے دلشاد کو کمپوز دیکھتے پوچھا تو دلشاد نے اثبات میں سر ہلایا اور نوریز اور داہم کا کندھا تھپ تھپاتا ڈیول کی طرف قدم بڑھا گیا جہاں آیت ڈیول کے قریب کھڑی نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو"دلشاد نے ڈیول سے اسکے قریب آتے پوچھا جس پر ڈیول نے اثبات میں سر ہلایا دلشاد بھی بس اتنا پوچھتا اور کچھ کہے بنا ہی سائیڈ پر ہو گیا۔

"زین بھائی مجھے دیکھائیں"داہم دلشاد کے وہاں سے سائیڈ ہوتے ہی ڈیول کے پاس آتے بولا تو ڈیول مسکرایا۔

"میں ٹھیک ہو چھوٹے خانزادہ بس گولی چھو کر گزری ہے"ڈیول نے کہا تو داہم نے ڈیول کو گھورا جس پر ڈیول نے آیبرو ریزکی۔

"کیا؟؟"ڈیول بولا۔

"آپ ڈون ہیں ڈاکٹر نہیں۔۔ڈاکٹر میں ہو مجھے دیکھنے دیں"داہم منہ بنا کر بولا تو ڈیول کا قہقہہ گونجا اور وہ اپنا آپ سلینڈر کرتے داہم کو چیک کرنے کا اشارہ کر گیا وہاں موجود

تمام افراد ہی اس سین پر مسکرا گئے داہم کے چیک کرنے پر اس نے سب کو تسلی دی کہ بس گولی چھو کر گزری ہے چوپریں فرسٹ ٹیٹ ہوگا تو وہ ڈریسنگ کر دے گا ابھی داہم اپنا رومال نکالتا ڈیول کے بازوں پر باندھ گیا۔

"یار یہ لڑکی والا سین تھا چھوٹے خانزادہ میری بیوی کو اپنا ڈوپٹہ پھاڑ کر میرا خون روکنا چاہیے تھا" ڈیول داہم کو گھورتا اپنے ڈمپل کی نمائش کرتا بولا تو آیت نے اسے گھورا۔

"ڈیول مجھے غصّہ مت دلاؤ یہ نا ہو چھوٹے خانزادہ کو تمہارے سر سے بھی خون روکنا پڑ جائے" آیت ڈیول کی بات پر جل کر بولی تو ڈیول منہ بناتے چپ ہو گیا جس پر داہم کا قہقہہ گونجا اور اس سین کو سب نے ہی مسکراتے ہوئے انجوائے کیا۔

"امریکہ کا ڈون اپنی بیوی کی دھمکی پر زبان سیل لیتا ہے" داہم باآواز بلند کرتا نارہ لگا

گیا تو ہالے ڈیول کے سامنے قدم اٹھاتی آکر کھڑی ہوئی۔

"اور امریکہ کا سرجن مطمئن ڈھیٹ بنتے یہ کام بھی نہیں کرتا" ہالے پہلو میں ہاتھ فولڈ کرتی بولی تو دلشاد اور ڈیول کا سب سے اونچا قہقہہ گونجا باقی سب کو بھی اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا لیکن داہم کی شکل تو کڑوے بادام جیسی ہوئی تو داہم منہ بناتا ہالے کو گھورنے لگا جس کو ہالے اگنور کرتی سائیڈ ہوتی مسکراتی واپس اپنی جگہ پر چلی گئی تو داہم بھی سائیڈ ہوتا ہالے کے پاس واپس آکھڑا ہوا تو آیت ڈیول کے قریب آئی۔

"میں ٹھیک ہو میری جان" ڈیول آیت کی طرف مسکراتی آنکھوں سے دیکھتا اسکی کمر پر بائیاں ہاتھ ڈالتا باری باری اس کی نم آنکھوں پر بوسہ دیتا بولا۔

"آئی مس یو" آیت نے ڈیول کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈالتے کان میں سرگوشی کی تو ڈیول

کا ڈمپل واضح ہوا ڈیول آیت کی کمر پر اپنے دونوں ہاتھوں سے حصار بنا گیا۔

"تم نے مجھے مس نہیں کیا" آیت ڈیول کے ڈمپل پر اپنا لب رکھتی ڈیول کے جواب نا دینے پر اسے گھور کر بولی۔

"میں نے تمہیں کتنا مس کیا۔۔یہ میں تمہیں رات کو اپنی محبت میں بھگو کر بتاؤ گا۔۔ ابھی تو کل رات کی جدائی کا بھی حساب لینا باقی ہے تم سے مائے لیڈی "ڈیول نے آیت کے بائیں گال پر لب رکھتے کہا تو آیت مسکرائی۔

"تم زخمی ہو ڈیول " آیت بولی تو ڈیول اس کی آنکھوں میں دیکھتے اپنے زخمی ہاتھ سے اس کا نچلا ہونٹ اپنے انگوٹھے سے مسل کر خمار آلودہ لہجے میں بولا۔

"شیر اگر زخمی بھی ہو جائے تو شیر ہی رہتا ہے میری جان ۔۔ اور تمہیں پتا ہے زخمی

شیر اپنی شیرنی سے محبت پہلے سے بھی زیادہ شدت بھرے انداز میں کرتا ہے" ڈیول کی خمار آلودہ آواز اور حرکت پر آیت کے جسم میں سنسناہٹ دوڑ گئی اس پاس سب کی موجودگی کا خیال کرتے آیت جھٹ سے ڈیول کے سینے میں منہ چھپا گئی کیونکہ ڈیول سے اب اسے خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دے رہیں تھیں کہی ڈیول سب کے سامنے ہی اسے کس نا کردے آیت کی گھبراہٹ کو دیکھتے ڈیول قہقہہ لگا اٹھا جس کو سمجھتے آیت نے ڈیول کے دل کے مقام پر نرمی سے موقعا مارا۔

جبکہ آیت اور ڈیول کی بے باک حرکتوں پر داہم نے پاس کھڑی ہالے کی آنکھوں پر اپنی ہاتھ کی ہتھیلی پھیلائی تو ہالے گڑبڑاتی داہم کا ہاتھ نیچے کرتی داہم کو سوالیہ نظروں سے گھورنے لگی جس کو داہم سمجھتا ہوا بولا۔

" ہم یہ رومینٹک سین نہیں دیکھ سکتے" داہم بولا تو ہالے نے حیرت سے داہم کو دیکھا۔

"کیوں ۔۔سب دیکھ رہیں ہیں" ہالے نے حیرت سے داہم کو سب کی طرف متوجہ کرتے کہا تو داہم منہ بنا کر بولا۔

"سب کی شادی ہو چکی ہے وہ دیکھ سکتے ہیں ۔۔ہماری نہیں ہوئی ہم نہیں دیکھ سکتے" داہم نے کہا تو ہالے نے آنکھیں سکیڑتے سینے پر ہاتھ باندھتے داہم سے کہا۔

"کہاں لکھا ہے یہ" ہالے بولی تو داہم لڑاکا عورتوں کی طرح اپنی کمر پر ہاتھ ٹکا گیا۔

"تم دیکھو گی تو میں بھی دیکھوں گا پھر مجھے بھی ایسا سمتھنگ سمتھنگ کرنے کی خواہش جاگے گی تو سمجھو میں کیسے کرو گا تمہارے ساتھ ایسے ابھی ہماری شادی نہیں ہوئی ۔۔لیکن اگر تم کمفرٹیبل ہو تو کوئی بات ۔۔" داہم شرارت سے بولتا اپنی بات پوری کرتا ہالے کی طرف قدم بڑھانے لگا کہ ہالے جلدی سے عائشہ کے برابر میں

جا کر کھڑی ہوئی تو داہم نے ہالے کی پھرتی پر اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

"بے شرم ڈاکٹر" ہالے داہم کو نئے نام سے نواز گئی جبکہ عائشہ اس سے پوچھنے لگی کیا کہا؟ تو ہالے نفی میں سر ہلاتی زبردستی مسکرا گئی داہم کی چلاکی کو دیکھتے جیک مسکراتا داہم کے قریب ہوا۔

"باز آجاؤ چھوٹے خانزادہ۔۔یہ نا ہو لڑکی شادی سے پہلے ہی تمہیں منع کر دے" جیک بولا تو داہم آنکھیں سکیڑتے جیک کی طرف رخ کر گیا۔

"اپنی طرح سمجھا ہے مجھے" داہم بولا تو جیک نے نا سمجھی سے اس سے پوچھا

"کیا مطلب "جس پر داہم مسکرایا۔

"آپ کی شکل دیکھتے ہی لگتا ہے کم سے کم دو سو لڑکیوں نے آپ کو انکار کیا ہو گا" داہم شرارت سے بولا تو جیک کو تو جیسے صدمہ لگا۔

"پہلی دفعہ ہی شادی ہو گئی الحمدللہ" جیک نے کہا تو داہم نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"وہ تو عائشہ بھابھی کو آپ پر ترس آگیا اس لیے ورنہ آپ کو کون منہ لگاتا" داہم بولا تو جیک نے خونخوار نظروں سے داہم کو گھورا۔

"چھوٹے خانزادہ اپنی شادی پر پینڈ سم لگنا چاہتے ہو تو چپ ہو جاؤ ورنہ یہ نا ہو دانت ٹوٹے ہو اور لڑکی نکاح سے منع کر دے" جیک بولا تو داہم منہ بسور گیا۔

"جلتے ہیں سب میرے حسن سے" داہم بولا تو وہاں سے اتفاق سے دلشاد گزر رہا تھا اور داہم کی بات وہ سن چکا تھا جسے جیک نے دیکھ لیا تھا۔

"برقعہ پہن لو داہم ۔۔ تمہارے قیامت خیز حسن کے شعلے محفوظ رہیں گے" دلشاد نے داہم پر طنز کرتے کہا جس پر داہم نے زبردستی مسکراتے اپنی بے عزتی کو چھپانا چاہا تو دلشاد نفی میں سر ہلاتے وہاں سے واک آوٹ کر گیا دلشاد کے جاتے ہی جیک کا قہقہہ گونجا جو جیک نے دلشاد کے وہاں سے ہٹنے تک کے لیے روک کر رکھا تھا کیونکہ اسے دلشاد سے طنز نہیں سنا تھا اتنا تو وہ ڈیول کے ہاتھ سے نہیں ڈرتا تھا جتنا جیک دلشاد کے طنز سے ڈرتا تھا۔

"ہنننہ" داہم سر جھٹک کر جیک کو اگنور کرتا وہاں سے چلا گیا جس پر جیک کا دوبارہ قہقہہ گونجا۔

ڈیول نے وہاں سے سب کو نکلنے کا کہا اور مسز صدیقی، مسز ملک اور تناوش کو بھی ہشام کو آڈر دیتا چوپر میں بیٹھا گیا ان لوگوں کو وہ اپنی عورتوں والے سیل میں سزا دینا چاہتا تھا جبکہ دلشاد چپ چاپ چوپر میں جا کر بیٹھ گیا سب ہی کہ چوپر اپنی اپنی اڑان بھرنے کو تیار تھے لیکن نمل نے ہالے کے وہاں کسی بھی چوپر میں نا ہونے کا بتایا تو داہم واپس محل کے اندر گیا جہاں ہالے لاشوں کے بیچ میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی داہم ماتھے پر بل ڈالے ہالے تک پہنچا۔

"کیا کر رہی ہو تم" داہم نے کہا تو ہالے نے سر اٹھا کر داہم کو دیکھا اور پھر منہ بسور کر بولی۔

"" اپنا جھمکا ڈھونڈ رہیں ہو داہم تم بھی میری مدد کر دو "ہالے مصروف سی ادھر ادھر نظریں دوڑاتی بولی تو داہم کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

"تم ہی ڈھونڈوں ہالے اور جب ان لاشوں میں سے کوئی اگر زندہ بچ گیا اور تمہیں گن سے ہیلو کر گیا تو بہت اچھا ہو گا اور تب تک ہم پاکستان پہنچ چکے ہونگے اب میں چلا "داہم غصّے سے بولتا ہالے کو ڈراتا پلٹا اور باہر کی طرف قدم بڑھا گیا داہم کی بات سمجھتے اور آس پاس لاشوں کا ڈھیر دیکھتے اور داہم کو مین گیٹ کی طرف جاتا دیکھ ہالے نے تھوک نگلا وہ ڈر چکی تھی۔

"داہم روکو تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ میں آرہی ہو روکو "ہالے خود کو سمبھالتی داہم کے پیچھے چیخی لیکن داہم نہیں پلٹا لیکن ہالے کی بات سنتے اپنا دائیاں ہاتھ جھلا کر بولا۔

"ہو کون تم میں نہیں جانتا تمہیں "داہم چلتے ہوئے شرارت سے گویا ہوا۔

"داہم ۔۔میں ہالے آفریدی ہوں ۔۔داہم خانزادہ کی ہونے والی بیوی "ہالے نے

ایک بار پھر داہم کے پیچھے آواز لگائی اور قدم بھی داہم کی سمت بڑھانے لگی۔

"اچھا۔۔مجھے لگا ہالے سلطان ہو۔۔عمر حیات کی ہو چکی بیوی" داہم بھی جل کر دو بدو ک پلٹ کر ہالے کو دیکھتے ہوئے بولا اور پلٹا پھر آہستہ آہستہ قدم لینے گا تاکہ ہالے اس تک پہنچ جائے ہالے اور داہم کے آتے سب اپنے اپنے چوپر میں بیٹھے اپنی منزل کا تعین کر گئے۔

دلشاد، ہالے ،داہم ،نوریز اور نمل جنت ولا میں داخل ہوئے ڈیول نے اپنی گاڑی اور آدمیوں کو دلشاد لوگوں کے ساتھ بھیجا تھا جبکہ ڈیول اور پیلس کے باقی افراد پیلس کا رخ کر گئے تھے۔زریش بیگم اور جنت بیگم جلدی انھیں دیکھتی آگے بڑھتی ہالے اور نمل کو گلے لگا گئی جبکہ وہاب صاحب دلشاد کے کندھے پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگے احان صاحب بھی آگے بڑھتے نمل کے سر پر ہاتھ رکھ گئے تو کاشان صاحب بھی اپنے بیٹے سے ملے۔زریش بیگم نے عنایہ کو ان کے ساتھ نا دیکھتے

ہوئے سوال دلشاد سے کیا۔

"عنایہ کہاں ہے دلشاد" اپنی ماں کے سوال پر دلشاد کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی در آئی وہ نظریں جھکا گیا۔

" ممانی عنایہ بھابھی کو ہمارے ساتھ یہاں سے کڈنیپ تو کیا گیا تھا لیکن جب ہمیں وہاں ہوش آیا عنایہ بھابھی ہمارے ساتھ نہیں تھیں ان دشمنوں میں کچھ اور لوگ بھی شامل ہیں شاید جن کے پاس عنایہ بھابھی ہیں"ہالے وہاں ساری باتیں سن چکی تھیں اسی لیے اب زریش بیگم کو بتانے لگی دلشاد کو بھی ہالے چوپر میں بتا چکی تھی کہ عنایہ بھابھی کو اس جزیرے پر شاید لایا ہی نہیں گیا تھا جس پر دلشاد نے کچھ سوچتے ہوئے تب سر اثبات میں ہلایا تھا زریش بیگم اور سب نے ہی چپ کھڑے دلشاد کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا جو نظریں زمین پر جمائے تھا سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے دلشاد نے نظریں اٹھا کر سب کو مخاطب کیا۔

"آپ سب فکر نا کرے عنایہ میری زندگی کا حصّہ ہے میں جلد ہی اپنی بیوی کو ڈھونڈ نکا لو گا اور وہ جہاں بھی ہوگی محفوظ ہوگی مجھ پر یقین رکھے آپ سب" دلشاد نے کہا تو وہاب صاحب آگے ہوتے اپنے بیٹے کے گلے لگے۔

"اور ان دشمنوں کا کیا ہوا؟؟ اور ثبوت؟؟" کاشان صاحب نے نوریز سے سوال کیا دلشاد نے کاشان صاحب اور وہاب صاحب کو پہلے ہی رات ہونے والی کڈنیپنگ کے حوالے سے سب کچھ بتا دیا تھا جنھوں نے زریش بیگم اور جنت بیگم کو سنبھالا ہوا تھا جبکہ احان صاحب کو تو انھوں نے فیکٹری سے یہاں آتے وقت حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔

"نہیں ڈیڈ ثبوت نہیں دیئے ہم نے انھیں اور دلشاد کے سالے زین کمال نے حالات سنبھال لیے تھے بس اب عنایہ بھابھی ہی کی ٹینشن ہے اور ان لوگوں تک

پہنچنا ہے جو اصل دشمن ہیں" نوریز نے کہا تو احان صاف بولے۔

"تم لوگوں کو پتا نہیں چلا ان دشمنوں کا؟؟" احان صاحب کے سوال پر نوریز نے نفی میں سر ہلایا۔

"وہ لوگ بہت شاطر تھے وہ لوگ ابھی خود سامنے نہیں آئے بس اپنے کچھ پیادوں کو سامنے کیا جن کا کھیل تو ہم تمام کر ہی آئے ہیں" نوریز نے کہا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا تم لوگ جلد اپنے دشمنوں تک پہنچتے ان پر فتح پاؤں گے۔۔ اللہ پر کامل یقین رکھو اور ہمیں فخر ہے کہ تم لوگ ہماری اولاد ہو" اس دفعہ کاشان صاحب نوریز کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تو سب نے آمین کہا۔

"ہمیں یقین ہے تم پر میرے بیٹے" وہاب صاحب نے بھی دلشاد کا شانا تھپتھپاتے کہا

تو سب ہی مسکرا گئے وہاں موجود ہر شخص کو دلشاد پر یقین تھا۔ پھر سب ہی آپس میں ملنے میں مصروف تھے اور داہم کو مکمل فراموش کر گئے تو بیچارہ داہم تو صدمے میں ہی چلا گیا لیکن جلد ہی صدمے سے باہر بھی نکلا۔

"آپ کی آخری اولاد بھی ہے یا مجھے یتیم خانے سے اٹھا کر لائے تھے" داہم نے وہاب صاحب کو دیکھتے ہانک لگائی جو دلشاد کے شانے پر ہاتھ پھیر رہے تھے جس پر سب ہی مسکرا گئے تو دلشاد نے داہم کی دھائی پر چوٹ کرنا لازمی سمجھا۔

"نہیں۔۔ کچرے میں سے "دلشاد نے کہا تو وہاب صاحب، احان صاحب اور کاشان صاحب کا قہقہہ گونجا جبکہ جنت بیگم اور زریش بیگم نے اپنا سر جھٹکا وہی داہم نے منہ بسور کر زریش بیگم کو دیکھا جیسے کہ رہا ہو ماں بس آپ ہی میری اپنی ہو جسے سمجھتے زریش بیگم کی ممتا داہم کے لیے مچلی اور وہ داہم کی طرف قدم بڑھانے لگی جب ہالے نے انھیں اپنے دونوں ہاتھوں کے حصار میں سائیڈ سے لے کر داہم کو

زچ کیا جس پر داہم نے ہالے کو گھورا۔

"ارے نہیں بھائی۔۔ شاید چڑیا گھر سے"

ہالے بولی تو نوریز نے بھی اپنا حصّہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

"نہیں ہالے۔۔ امریکہ کے کسی پاگل خانے سے شاید"نوریز بھی بول پڑا تو داہم نے پاگل خانے کے نام پر اپنے چکراتے سر کو تھاما۔

"نہیں نوریز شاید۔۔ کسی فقیر سے لیا ہو گا گودداہم بھائی کو شکل دیکھو کچھ کچھ ملتی بھی ہے" نمل بولی تو سب ہی حیرت سے نمل کو دیکھنے لگے وہ زیادہ تر خاموش رہتی تھی اور آج جب اتنی شرارت سے بولی تو سب ہی قہقہہ لگا اٹھے لیکن داہم کی تو جیسے بس ہوگی وہ اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں سے چھوتا صدمے سے نمل کو دیکھنے لگا اور قہقہہ

لگاتے باقی سب کو اور پھر خفا ہوتا پلٹتا کہ زریش بیگم اور جنت بیگم نوریز، نمل، ہالے اور دلشاد کو پٹپٹی داہم کے بازوؤں میں دائیں بائیں اپنا ہاتھ ڈالتی داہم کو روک گئی۔

"میرا بیٹا تو چاند جیسا ہے" زریش بیگم داہم کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھ کر بولی تو دلشاد کا طنز سب نے سنا۔

"گرہن لگا ہوا چاند موم" دلشاد بولا تو داہم نے منہ بسورتے ان دونوں خواتین کو باری باری دیکھا جس پر زریش بیگم اور جنت بیگم نے دلشاد کو گھورا تو دلشاد اپنے دونوں سلینڈر کر گیا تو وہاب صاحب نے بھی آگے بڑھتے اپنی اولاد کے لیے باہیں پھیلائی جس میں داہم مسکراتا ان خواتین کو ایکسکیوز کرتا سما گیا۔

"میرا ہینڈسم بیٹا ہے بھئی" وہاب صاحب بولے تو داہم قہقہہ لگاتا دلشاد کو جتاتی

نظروں سے دیکھنے لگا جس پر دلشاد ہالے کے پاس پہنچا اور اسے اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لے گیا اور جتا بھی گیا سب کو تم اپنی سائیڈ پر کر لو لیکن میری بہن تو میری ہی ہے جس کو سمجھتے داہم نے جل کر اپنا رخ بدلہ۔

"اندر چلے بیٹھ کر بات کرتے ہیں سب اور مجھے آپ سب کو بھی کچھ بتانا ہے" احان صاحب پہلے سب کو پھر نمل کو محبت و شفقت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے تو سب ہی اندر قدم بڑھا گئے احان صاحب نے نمل کو اپنے پاس صوفے پر بیٹھایا تھا اور بولنا شروع کیا۔

"نمل میری بیٹی ہے میری اولاد۔۔ میری اور برقہ کی۔۔۔۔" احان صاحب نے ہر بات سب لوگوں کو بتائی تو وہاں موجود سب ہی حیران ہو کر احان صاحب کو دیکھ رہے تھے تو نمل دھندلی آنکھوں سے سب کو نوریز کو اور احان صاحب کو احان صاحب نے بات ختم کی تو نمل کی طرف ہاتھ جوڑ کر گویا ہوئے۔

"مجھے معاف کردو میری بیٹی میں نے تمہاری ماں کے ساتھ تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے" احان صاحب بولے تو نمل نے آنکھیں صاف کرتے اپنے باپ کے جوڑے ہاتھوں کو نیچے کیا۔

"بابا۔۔"نمل اتنا بولی تو احان صاحب نے نم آنکھوں سے تڑپ کر اپنی بیٹی کو گلے لگایا۔

"بابا مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں۔۔یہ شاید آزمائش تھی ہماری جس سے ہمیں گزرنا تھا۔۔میں نے تو تب بھی کوئی شکوہ نہیں کیا آپ کو لے کر اللہ سے جب میں اس دلدل میں تھی۔۔اور شاید اسی صبر اور میری ماں کی مشکلوں کا انعام دیا اللہ نے مجھے اپنوں سے ملوا کر" نمل سسکتی ہوئی بولی تو ہالے ،زریش بیگم اور جنت بیگم نے اپنی نم آنکھیں صاف کی کاشان صاحب نے آگے بڑھتے روتے ہوئے اپنے بھائی

کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو احان صاحب آنسو صاف کرتے نمل کو اپنے برابر سیدھا کرتے نمل کے بھی آنسو صاف کر گئے کاشان صاحب نے شفقت سے اپنی بہو کے سر پر ہاتھ پھیرا اور واپس اپنے بیٹے کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔

"تو نمل بھابھی نوریز آپ کا فرسٹ کزن ہے واہ بھائی تیری قسمت بھی کیا نکلی لوگ اپنے گم شدہ بچوں کو ڈھونڈتے ہیں تو نے تو اپنی کزن کو ہی انجانے میں ڈھونڈ نکالا" یہ داہم تھا جو نوریز کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا جس کی بات پر سب ہی مسکرا گئے۔

"الحمد للہ" نوریز نے فخر سے کہا تو داہم کا قہقہہ گونجا۔

"میرا دوست بھائی بہت ڈھیٹ ہے" داہم بولا تو سب ہی مسکرا گئے تو ہالے بھی آنکھیں سکیڑتی گویا ہوئی۔

"تم جیسے مطمئین ڈھیٹ سے تو دو قدم پیچھے" ہالے بولی تو نوریز کا قہقہہ گونجا جس پر داہم نے ہنننہ کرتے رخ بدلہ وہاب صاحب ،زریش بیگم ،ہالے ،داہم اور دلشاد وہاب ولا کے لیے

نکلے تو کاشان صاحب ،جنت بیگم اور احان صاحب نے بھی اپنے اپنے کمرے کا رخ کیا نمل کو تو سب ہی پہلے ہی قبول کر چکے تھے اور اب نمل بھی اپنے دل سے ہر بوجھ ہٹائے سکون کا سانس لے پا رہی تھی نمل کمرے میں جانے کے لیے قدم بڑھانے لگی تو نوریز نے اسے باہوں میں بھرا۔

"نوریز کیا کر رہے ہیں آپ" نمل نوریز کے اچانک عمل پر گڑبڑاتی ہوئی بولی تو نوریز کی سبز آنکھیں مسکرائی۔

"محبت کرنے لگا ہو جاناں "نوریز نے کہتے نمل پر جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنے

لبوں سے چھوا تو نمل پلکیں جھکائے نوریز کے سینے میں منہ چھپا گئی نوریز نمل کو دیکھتا اسے اپنی باہوں میں لیے اپنے کمرے کا رخ کر گیا۔

****

سب لوگ وہاب ولا پہنچے تو سب ہی اپنے کمرے کا رخ کر گئے وہاں کڈنیپنگ کے دوران ہوئی ڈرانے کے تاثر دینے کے لیے توڑ پھوڑ کو داہم اپنے ملازمین اور گارڈز کو کہتے سیٹ کروا چکا تھا دلشاد اپنے کمرے میں آیا تو کمرے میں داخل ہوتے ہی سامنے ڈریسنگ مر کی طرف دیکھتے دلشاد کو عنایہ یاد آئی دلشاد سر جھٹکتے ڈریسنگ میں گھسا وہاں عنایہ کے کپڑے اور چیزیں دیکھتے دلشاد کے دل کو ٹھس سی پہنچی پھر دلشاد فریش ہو کر نکلا تو اپنے بیڈ کے قریب سائیڈ ٹیبل پر پہنچا ارادہ اپنی لینڈ کروزر کی چابی اٹھانا تھا لیکن وہاں عنایہ کا موبائل دیکھتے دلشاد کو عنایہ کا موبائل توڑنا اور ہر بار عنایہ کی روہانسی شکل بنانا یاد آیا دلشاد کے لب عنایہ کو یاد کرتے مسکرا گئے لیکن پھر ڈیول کو یاد کرتے

یک دم تاثرات سخت ہوئے تو دلشاد چابی اٹھاتے قدم باہر لے گیا وہاب والا سے دلشاد کی لینڈ کروز نے ڈیول کے پیلس کا رخ کیا۔دلشاد کی لینڈ کروز ڈیول کے پیلس کے باہر کھڑی ہارن بجا رہی تھی گارڈ نے دلشاد کو دیکھتے ڈیول کو انفارم کیا جبکہ دلشاد گیٹ کھولتے ہی اپنی لینڈ کروز ڈیول کے پیلس کے پورج میں پارک کر گیا ڈیول آتے ہی پیلس فریش ہونے کے بعد سیکرٹ روم میں ہشام اور جیک سے کسی مسئلے پر بات کر رہا تھا باہر سیکیورٹی کی کال لے کر ایک ڈیول کا خاص آدمی روم کو نک کر گیا اس ڈسٹربینز پر ڈیول نے ناگواری سے دروازے کو دیکھا تو جیک میں دیکھتا ہوں کہتا باہر آیا جس پر گارڈ نے جیک کو دلشاد کے آنے کا بتایا تو جیک نے اندر آتے ڈیول اور ہشام کو آگاہ کیا جس پر ڈیول اور ہشام سیکرٹ روم سے باہر والے روم کی طرف آئے وہ آکر رکے تھے کہ دلشاد نے بھی اس بھی اس کمرے میں قدم رکھا وہ پہلے ہی اس آدمی کو اس کمرے میں آتا دیکھ چکا تھا جیک نے خاص آدمی کو باہر جانے کا حکم دیا تو وہ آدمی سر ہلاتا باہر چلا گیا

"تم اس وقت یہاں ؟؟"ڈیول نے نا سمجھی سے دلشاد کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو دلشاد ایک جھٹکے سے ڈیول تک پہنچتے اسے بنا سمجھنے کا موقع دیے ایک پنچ رسید کر گیا ڈیول سنبھلتا کہ دلشاد نے ڈیول کو سیدھا ہوتا دیکھ ایک اور پنچ رسید کیا جس پر ڈیول چار قدم دور ہوا اب ڈیول نے بھی اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے غصے سے دلشاد کی طرف دیکھا جو اس پر جھپٹتے دوبارہ حملہ کرنے والا تھا پھر ڈیول نے دلشاد کے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ سے روکا اور دلشاد کو ایک پنچ رسید کر گیا جس پر دلشاد پیچھے رکھے صوفے پر جا گرا جیک اور ہشام نا سمجھی سے ان کی لڑائیوں دیکھ رہے تھے۔

"بہنوئی ہے تو کیا سر پر چڑھا جا رہا ہے کب سے اپنی بہن کی وجہ سے لحاظ کر رہا ہوں تیرا اور تو "ڈیول غصّہ سے دلشاد کو صوفے پر گرا دیکھتے دھاڑا وہ تو کمرا ساؤنڈ پروف تھا اس لیے ان کی لڑائی اور دھاڑ کی آواز مہک ، عائشہ اور آیت تک نہیں پہنچی ورنہ وہ بھی اب تک وہاں حاضر ہو چکی ہوتیں ڈیول کی دھاڑ پر دلشاد ماتھے پر بل ڈالے دوبارہ کھڑا ہوتا ڈیول کو کک مار گیا جس سے ڈیول اب دلشاد کے سامنے صوفے پر گرا ہوا

تھا۔

"میں بھی اپنی بیوی کی وجہ سے ہی تیرا لحاظ کر رہا ہوں سالے" دلشاد نے بھی انگلی اٹھا کر ڈیول کو جتایا جس پر ڈیول جبڑے بھینچے غصّے سے دلشاد کی طرف لپکتا اور دلشاد بھی ڈیول کی سمت قدم بڑھانے لگا جس پر ہشام دلشاد کے سامنے آتے اور جیک نے ڈیول کو روکا۔

"کیا کر رہے ہو یار تم دونوں کیوں جھگڑ رہے ہو بات کیا ہے اور آرام سے بیٹھو پہلے دونوں" ہشام نے کہا تو جیک ڈیول کو ہشام دلشاد کو صوفے پر بیٹھاتے خود ان کے برابر میں بیٹھ گئے اور ان دونوں کو دیکھنے لگے جو خونخوار نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"بک بھی لے اب" ڈیول دلشاد کو خود کو گھورتا پا کر بے زاریت سے بولا۔

"میری بیوی کہاں ہے ڈیول "دلشاد نے کہا تو ڈیول کی آنکھوں میں اب غصّے کی جگہ الجھن ابھری اور ڈیول نے رخ بدلہ دلشاد کی بات پر رنگ تو جیک اور ہشام کا بھی فق ہوا۔

"دلشاد تم کیا کہ رہے ہو ڈیول کہ پاس عنایہ ہوتی تو وہ تم سے چھپاتا کیوں" ہشام جلدی خود کو کمپوز کرتا بات بنا گیا لیکن ڈیول رخ پھیرے ہی رہا وہ سمجھ گیا تھا دلشاد کے سامنے یہ باتیں بنانا فضول ہے ہشام کی بات پر دلشاد طنزیہ مسکرایا۔

"یہی تو میں تم لوگوں سے پوچھ رہا ہو کیوں میری بیوی کو مجھ سے چھپایا ہوا ہے" دلشاد نے کہا تو ڈیول نے خود پر ضبط کرتے دلشاد کی طرف دیکھا جو اس پر ہی نظریں جمائے تھا۔

"عنایہ میرے پاس نہیں ہے" ڈیول نے کہا تو دلشاد نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

"ڈیوڈ نے کہا تھا میری بیوی اس کے پاس ہے جس کے پاس وہ کردار ہے جس کی وجہ سے میں اس کہانی سے جڑا ہوں" دلشاد نے کہا تو ڈیول کو اپنا آپ سناٹوں میں گھرا محسوس ہوا۔

"دلکش تمہارے پاس ہے ڈیول میں جانتا ہوں دلکش ہی اس کہانی سے میرے جڑنے کا سبب ہے۔۔تو میری بیوی بھی تمہارے پاس ہے ڈیول" دلشاد نے کہا تو ڈیول نے ہشام کو دیکھا جو بے یقینی سے ڈیول کو دیکھ رہا تھا دلکش کو دلشاد کیسے جانتا ہے ؟؟ پھر ڈیول کو دلشاد کی کہی بات یاد آئی میں تم سے چھ سال سے واقف ہوں ڈیول کے دماغ میں جھماکا ہوا دلکش بھی تو ڈیول کو چھ سال پہلے ملی تھی اب کہانی کے اصلی کردار کو ظاہر کرنے کا وقت آیا تھا "دلکش فاطمہ" اس کہانی کا وہ کردار تھی جس کی وجہ سے یہ کہانی شروع ہوئی تھی۔

"دلکش ۔۔تم دلکش کو کیسے جانتے اور اسکا اور تمہارا کیا تعلق ہے" ہشام نے لڑکھڑاتی آواز میں دلشاد سے پوچھا تو ڈیول کو ہشام کی جلد بازی پر غصہ آیا لیکن ضبط کر گیا لیکن وہ بھی دلشاد اور دلکش کا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہے جاننے کے لیے دلشاد کی طرف متوجہ ہوا۔

"چلو مانا تو صحیح تم لوگوں نے کہ دلکش کو جانتے ہو تم ورنہ اسے بھی جھٹلا دیتے" دلشاد نے کہا تو ہشام کو اپنی بے اختیاری پر شدید غصہ آیا لیکن اب کیا بھی کیا جا سکتا تھا۔

"دلکش میرے پاس تھی لیکن وہ مر چکی ہے"ڈیول نے دلشاد سے رخ پھیرے کہا۔

"دلکش زندہ ہے میں جانتا ہوں وہ زندہ ہے" دلشاد نے سرعت سے ڈیول کی بات کاٹتے ہوئے جنون سے کہا تو ڈیول ،ہشام اور جیک کو وہ کوئی جنونی انسان لگا۔

"وہ مر چکی ہے "ڈیول نے دلشاد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ زندہ ہے میرا دل گواہی دیتا ہے وہ زندہ ہے۔۔ لیکن اس وقت مجھے میری بیوی کو دیکھنا ہے ڈیول یقین مانو اگر مجھے میری بیوی کا معلوم نہیں ہوا تو میں کیا کر گزروں گا میں خود نہیں جانتا ایک عورت کو قسمت نے مجھ سے دور کر دیا اور ایک کو اللہ نے میرے نصیب میں لکھ دیا اور اب مجھے وہ عورت اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے "دلشاد نے پھر دھاڑتے ہوئے اپنے دل کے مقام پر شہادت کی انگلی رکھتے ایک ایک لفظ چباتے پھر عنایہ کے لیے اپنی بے قراری ظاہر کرتے ڈیول کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو ڈیول ، ہشام اور جیک خاموش ہو گئے۔

"تمہارا دلکش سے کیا تعلق ہے۔۔ اگر تم مجھے دلکش سے اپنا تعلق نہیں بتاؤ گے تو بھول جاؤ ڈیول تمہیں اپنی بہن کے بارے میں بھنک بھی لگنے دے گا "ڈیول نے

اب دلشاد کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو دلشاد نے ڈیول کو لہو ہوتی نظروں سے دیکھا۔

"بتاؤ دلشاد۔۔ تحمل سے کام لو ہم بھی تم پر تب ہی بھروسہ کر پائے گے جب تم ہمیں ساری بات سے آگاہی دو گے" یہ جیک تھا جو بولا جیک کی بات پر دلشاد نے جیک کو دیکھا تو ہشام نے بھی دلشاد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ان پر بھروسہ کرنے کا اشارہ کیا تو دلشاد سر اثبات میں ہلا گیا تو جیک ،ہشام اور ڈیول بھی دلشاد کی طرف متوجہ تھے۔

"چھ سال پہلے۔۔۔" دلشاد نے بولنا شروع کیا۔

ماضی:-

دلکش کے یونیورسٹی سے جوتے دلشاد اور نوریز بھی یونیورسٹی سے اپنے اپارٹمنٹ چلے گئے دوسرے دن جب دلکش دوبارہ دلشاد کو یونیورسٹی میں نظر آئی تو دلشاد قدم اٹھاتا اس تک پہنچا۔

"ہائے ۔۔کیسی ہو تم "دلشاد نے کہا۔

"میں ۔۔میں ٹھیک ہوں "دلکش دلشاد کو اچانک دیکھتی گڑبڑاتی واپس پلٹنے لگی جب دلشاد نے دلکش کو مخاطب کیا۔

"بڑی بے مروت نکلی تم تو ۔۔میں نے تمہاری مدد کی اور تم نے شکریہ بھی ادا نہیں کیا "دلشاد نے کہا تو دلکش نے اس عجیب آدمی کو دیکھا پہلی ملاقات پر وہ اسے آپ کہہ رہا تھا اور دوسری پر تم جب وہ دلکش کو تم کہہ کر پکار رہا تھا تو دلکش کیوں اسے آپ کہتی اسی لیے دلکش نے بھی ماتھے پر بل ڈالے دلشاد کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میں نے نہیں کہا تھا میری مدد کرو تم سمجھے" دلکش نے انگلی اٹھا کر دلشاد سے کہا تو دلشاد مسکرایا اس کے تم پر وہ سمجھ گیا تھا دلکش دلشاد کے تم کے بدلے اسے تم کہہ رہی ہے اور دلکش کو دیکھتے دلشاد کی آنکھیں چمکنے لگتی تھیں کل اور آج دلشاد نے اپنی آنکھوں کے اس تاثر کو خود محسوس کیا تھا۔

"لیکن میں نے تو پھر بھی کر دی اب شکریہ تو ادا کرنا ہی پڑے گا تمہیں" دلشاد نے سینے پر ہاتھ فولڈ کرتے کہا تو دلکش کا دل چاہا دلشاد کا سر پھاڑ دے۔

"زبردستی ہے" دلکش نے دلشاد کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہے تو" دلشاد نے کہا تو دلکش پلٹنے لگی جس پر دلشاد نے آگے بڑھتے دلکش کا رستہ روکا۔

"شکریہ کہے بغیر تو جانے نہیں دونگا میں تمہیں" دلشاد نے اطمینان سے کیا تو دلکش کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے پہلے ہی کلاس کے لیے اسے دیر ہو رہی تھی اور اب یہ انسان اس کا رستہ روکے کھڑا تھا پھر مرتی کیا نا کرتی دلکش نے خود کو کام ڈاؤن کرتے دلشاد سے کہا۔

"شکریہ ماہا ڈھیٹ انسان" دلکش نے آنکھیں گھوما کر کہا تو دلشاد نے قہقہہ لگایا اور دلکش کو رستہ دیا۔دونوں نے کلاس میں باری باری آگے پیچھے قدم رکھا تو سب لڑکیاں ہی دلشاد کے کلاس میں قدم رکھنے سے اسے دل تھامے دیکھنے لگی جس کو اگنور کرتا دلشاد نوریز کے برابر والی سیٹ فرصت سے سنبھال گیا "He is the one and no one like him" دلشاد کو دیکھتے دلکش کے سامنے بیٹھی لڑکی نے کہا تو دلکش نے منہ کے زاویہ بگاڑتے دلشاد کو دیکھتے اور پھر اس لڑکی کی پشت کو دیکھتے بڑبڑائی۔

"ان انگریز لڑکیوں کی فلٹنگ ہی ختم نہیں ہوتی" دلکش نے سر جھٹکتے اپنی بوکس کھولیں۔

ایسے ہی ہر روز دلشاد کچھ نا کچھ بہانا بناتے دلکش سے ایک دفعہ بات ضرور کرنے کی کوشش کرتا اور دلشاد کے اس عمل کو نوٹ کرتے کچھ لڑکیاں دلکش سے حاسد ہونے لگیں وجہ دلشاد کا دلکش کے علاؤہ کسی لڑکی سے بات نا کرنا تھا اور دلکش تو بیچاری دلشاد کے زبردستی بات کرنے پر اکثر جھنجھلا جایا کرتی تھیں لیکن اب وقت گزرتے دلشاد وہاب خانزادہ نے بھی اسے اپنی طرف متوجہ کر ہی لیا تھا۔

ایک دن یونیورسٹی کے باہر دلشاد نے دلکش کو کھڑا دیکھا تو وہ اپنی ہیوی بائیک دلکش کی جانب کرتا اس تک پہنچا وہاں یونیورسٹی کے زیادہ طلبہ کا رش نہیں تھا وہاں بہت کم تعداد میں لوگ تھے جو اردو زبان سمجھنے سے توقاصر تھے۔

"تم یہاں سڑک پر کیوں کھڑی ہو" دلشاد نے دلکش کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو دلکش نے دلشاد کی کالی آنکھوں میں ہوا کے دوش سے اڑتی اپنی زلفوں کو سنبھالتے ہوئے دیکھا۔

"تو کیا سڑک پر بیٹھ جاؤ اور بھیک مانگو" دلکش نے جل کر کہا دلشاد وہاب خانزادہ کو کسی نے پہلی دفعہ طنز کیا

تھا اور اس پہلے طنز پر وہ غصّہ ہونے کے بجائے قہقہہ لگا اٹھا اب یہاں کھڑی ہو تو یونیورسٹی پوائنٹ کا انتظار ہی کر رہی ہونگی نا دلکش دل میں سوچتی دلشاد کو قہقہہ لگاتا دیکھ منہ بناتی رخ پھیر گئی۔۔

"یونیورسٹی پوائنٹ کا ویٹ کر رہی ہو۔ لیکن وہ تو چلی گئی" دلشاد نے دلکش کی طرف دیکھتے کچھ سوچتے جھوٹ بولا جس پر دلکش ایک دم پریشان ہو گئی۔

"لیکن میں تو بس کچھ منٹس ہی لیٹ ہوئی ہو" دلکش نے کہا تو دلشاد کندھے اچکا گیا اب دلکش پریشانی سے سر جھکائے کھڑی ہوئی اور اپنی رہائش گاہ تک کیسے پہنچنے گی سوچنے لگی۔

"میں ڈراپ کردوں؟؟" دلشاد نے دلکش کی سوچ کو پڑھتے اور اپنے جھوٹ کے مقصد کو انجام دینے کے لیے کوشش کرتے آفردی تو دلکش دلشاد کی طرف سر اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"نہیں شکریہ" دلکش نے کہا اور پلٹتی قدم آگے بڑھانے لگی جب دلشاد نے اسے دوبارہ مخاطب کیا۔

"سوچ لو ہینڈسم خانزادہ ہوں ہر کسی کو یہ خدمت پیش نہیں دیتا" دلشاد نے کہا تو دلکش

کے لب مسکرائے لیکن پھر اپنی مسکراہٹ چھپاتی پلٹی اور اس پر ہی نظریں جمائے دلشاد کو دیکھنے لگی۔

"تو مجھ پر یہ عنایت کیوں کر رہے ہیں آپ" دلکش نے کہا تو دلشاد نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ دل آپ کا غلام جو بن گیا ہے" دلشاد نے آواز بلند کرتے کہا تو دلشاد کو دیکھتے دلکش کے دل نے نا جانے کیوں ایک بیٹ مس کی وہ نا چاہتے ہوئے بھی دلشاد کی طرف راغب ہو رہی تھی اور دلشاد کو نوٹ بھی کرتی تھی وہ مغرور سا شہزادہ اپنی پوری رعایا کو اگنور کرتا اس سے ہی مخاطب ہوتا تھا اور لڑکیاں دلکش کو حاسد نظروں سے دیکھتی تھیں لیکن دلکش جانتی تھی وہ اس کے لیے نہیں بنا وہ اس کی اور دلشاد کی راہیں مختلف ہیں وہ اپنی حقیقت سے آشنا تھی لیکن یہ دل تو بار بار لاکھ کوششوں کے باوجود بھی دلشاد کو اگنور نہیں کر پاتا تھا اور یہ بات دلشاد نے اتنے عرصے میں دلکش

کے لیے نوٹ کی تھی اسی لیے تو وہ اس سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا۔

"یقین رکھیں بلکل نہیں گراؤ گا" دلشاد نے اب بائیک تھوڑی آگے کرتے دلکش سے کہا تو دلکش جو ٹکٹکی باندھ کر دلشاد کو دیکھ رہی تھی ایک دم سے ہوش میں آئی۔

"نہیں میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتی اور آپکی اور میری راہیں الگ ہیں" دلکش نے جلدی خود کو سنبھالتے ہوئے رخ دوسری جانب پھیرتے ہوئے کہا دلکش کی آنکھیں ایک دم نم ہوئی تو دلشاد سے دلکش آنکھوں کا یہ عمل چھپا نہیں رہا۔

"میری ہر راہ تمہاری طرف جاتی ہے" دلکش نے دلشاد کو کہتے سنا دلشاد آج شاید دلکش سے اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا تھا اس نے آج تک کسی بھی لڑکی کے لیے ایسا کچھ کبھی محسوس کرنا تو دور کی بات کسی لڑکی کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا دلکش

فاطمہ دلشاد کی زندگی میں آئی پہلی محبت تھی اور دلشاد دلکش کو دیکھتے ہی اسے دل دے بیٹھا تھا۔

"میری راہ میں صرف گمنامی ہے" دلکش نے خود کو نم آنکھوں سے کہتے سنا۔

"میں تمہیں شناسائی دوں گا" دلشاد نے دلکش کی بات پر دوبدو ک بولا تو دلکش کی آنکھوں سے ایک موتی ٹوٹ کر گال پر بکھرا۔

"میرا وجود ناپاک ہے" دلکش نے مدھم آواز میں کہا لیکن اس کی آواز اتنی تھی کہ دلشاد نے دلکش کی بات سنتے حیرت سے اسے دیکھا وہ سمجھ گیا تھا اس بات مطلب کیا ہو سکتا ہے لیکن وہ محبت کرتا تھا دلکش سے کیسے پیچھے قدم لے سکتا تھا اور اگر یہ بات تھی بھی تو اس میں دلکش کا تو کوئی قصور نہیں اس نے دلکش کو نوٹ کیا تھا وہ لڑکوں سے دور رہتی تھی اپنے کام سے کام رکھتی تھی چپ چاپ خاموش رہتی تھی۔

"تمہارا وجود میرے لیے مقدس ہے" دلشاد نے کہا تو دلکش نے سر اٹھا کر اسے دیکھا دلکش پورا چہرا آنسوؤں سے تر تھا۔

"میں غلط تعلق سے وجود میں آئی لڑکی ہوں" دلکش نے کہتے اپنے قدم واک آؤٹ میں لیے اور تیز تیز چلتی گئی پھر دلکش کے قدم دلشاد کی آواز پر رکے۔

"میں تمہیں جائز رشتہ دے کر تمہارے وجود کو اپنے نام سے جوڑوں گا" دلشاد نے آواز بلند کرتے دلکش کو کہا دلکش سنتی بنا پلٹے اور دلشاد کی بات کا جواب دیئے آگے بڑھ گئی دلشاد نے دلکش کی پشت کو غائب ہونے تک دیکھا۔ دوسرے دن دلکش یونیورسٹی آئی وہ اپنے قدم اپنے کلاس روم کی طرف بڑھا رہی تھی تب اسے کلاس روم کے کچھ فاصلے پر دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کیے دلشاد نظر آیا جو اپنے موبائل میں مصروف تھا پھر دلشاد نے نظریں اٹھائے سامنے دلکش کو دیکھا تو دلشاد موبائل اپنی

جیب میں ڈالتا دلکش کی طرف قدم بڑھا گیا دلشاد کو اپنے سمت آتے دیکھ دلکش نے رخ دلشاد سے پھیرتے تیز تیز قدم اٹھاتی کلاس روم کی سمت بڑھ گئی دلکش کے اس عمل پر دلشاد کے دل میں تکلیف ہوئی اور پھر گردن موڑے دلکش کو کلاس روم میں جاتے دیکھنے لگا دلشاد خود کو کمپوز کرتا خود بھی کلاس کا تعین کر گیا۔ پورا دن دلشاد نے دلکش کو دیکھا وہ مسلسل اسے اگنور کر رہی تھی دلشاد بھی چپ رہتے دلکش کے اس عمل کو خود پر ضبط کیے برداشت کر رہا تھا وہ خانزادہ تھا اپنی محبت میں ہر حد پار کرنے والے اپنی محبت کے لیے جنونی، آج تک کبھی کسی نے اسے اگنور نہیں کیا تھا وہ جہاں بھی جاتا لوگوں کی نظریں اس پر بے جاں اٹھتی رشک سے، وہ اپنے سرکل کا شہزادہ تھا اس کو دیکھتے ہر لڑکی اس پر اپنا دل ہار بیٹھتی تھی وہ دل دھڑکا دینے کی حد تک ہینڈسم تھا لیکن جس سے محبت کرتا تھا وہ اس سے دوری اختیار کر رہی تھی جبکہ دلشاد نے کل دلکش کی تمام باتوں کا جواب اپنی محبت سے دیتے اسے مطمئن کرنا چاہا تھا لیکن شاید دلشاد کی محبت بھی دلکش کے اندیشوں کو دور نہیں کر پائی تھی اور وہ کیا اندیشے تھے جو دلشاد کی محبت کی راہ میں رکاوٹ بن رہے تھے یہی اب دلشاد کو پتہ لگوانا تھی۔ کچھ دن یونہی گزر گئے نا دلشاد نے دلکش کو مخاطب کیا نا دلکش نے، وہ

چھپ چھپ کر دل کے ہاتھوں مجبور ہوتی دلشاد کو دیکھتی رہتی تھی اور اس کا یہ عمل دلشاد سے مخفی نا رہا تھا لیکن دلشاد دلکش پر نظریں نا جمائے بھی دلکش کو دیکھتا رہتا تھا اس بات سے دلکش انجان تھی وہ تو یہی سمجھی تھی کہ دلشاد نے اس سے راہیں الگ کر لیں ہیں یہ بات سوچتے اس کا دل دکھتا تھا لیکن وہ دلشاد کی زندگی میں شامل ہونے کے خود کو قابل بھی تو نہیں سمجھتی تھی۔ آج اینول رزلٹ شٹ لگنی تھی اور سب ہی طلبہ دلشاد کو مبارک بات دے رہے تھے کیونکہ دلشاد نے اس دفعہ بھی اپنا سکہ جماتے ٹاپ کیا تھا جبکہ دلکش بھی اچھے مارکس سے پاس ہو گئی تھی دلکش خوش تھی اور دلشاد کو بھی دیکھ رہی تھی جو مسکراتے سب سے مبارک بات وصول کر رہا تھا اتنے میں ایک لڑکا دلکش کے پاس آیا وہ وہی لڑکا تھا جس نے دلکش سے بدتمیزی کی تھی اور دلشاد نے اس لڑکے کی درگت بنا ڈالی تھی اس لڑکے نے ہاتھ آگے بڑھاتے دلکش کو اچھے مارکس کی خوشی میں خوش اسلوبی سے مبارک بات پیش کی جس کو دلکش نے پہلے نا سمجھی اور پھر مسکراتے ہوئے اس لڑکے سے ہاتھ ملاتے قبول کیا یہ سین دلشاد کی آنکھوں سے چھپا نا رہا دلشاد کی کالی آنکھوں میں لہو کی ڈوریاں بند گئی اور چپ چاپ وہ مٹھیاں بھینچے واک آؤٹ کر گیا دلکش کے لیے

دلشاد کے اس دن لڑکوں سے لڑائی کی وجہ ہی تھی کہ کوئی بھی لڑکا اپنی شامت کا سوچتے دلکش کو مخاطب یا بات تک کرنے کی کوشش نہیں کرتا تھا لیکن دلکش کے لیے کسی کی ہیلپ کرنا مبارک بات وصول کرنا تو نارمل تھا وہ امریکہ جیسے ملک میں بڑی ہوئی تھی وہ خود لڑکوں سے بات اور فری تو نہیں ہوتی تھی لیکن وہ مدد اور خوش اسلوبی سے مل لیا کرتی تھی۔ دلکش نے لائبریری میں قدم رکھا وجہ یہ تھی کہ کسی لڑکی نے اس سے کہا تھا پروفیسر تمہیں لائبریری میں بلا رہیں ہیں دلکش قدم اٹھاتی اس خالی لائبریری میں پروفیسر کو ڈھونڈ رہی تھی اتنے میں دلکش اپنے پیچھے آہٹ سنتے ہوئے پلٹی جب اس نے اپنے سامنے دلشاد کو کھڑا پایا دلشاد کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی دلشاد نے قدم اٹھاتے دلکش تک پہنچتے اس کا دائیاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولتے دلکش کے ہاتھ پر گرایا اور اسے مسلتے دھونے لگا دلکش نے ناسمجھی سے دلشاد کی کاروائی دیکھی۔

"تم مجھے اگنور کرتی ہو میں برداشت کر لیتا ہوں تمہیں کچھ کہ نہیں سکتا کیونکہ تم سے

محبت کرتا ہوں لیکن اگر تمہارے آس پاس مجھے کوئی اور نظر آیا تو سر پھرا خانزادہ ہوں اس کی ہڈیاں توڑ ڈالوں گا" دلشاد نے دلکش کا ہاتھ نرمی سے چھوڑتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جس پر دلکش کو دلشاد کے اس عمل کی وجہ سمجھ آئی اور دلشاد کی آنکھوں میں لہو کی ڈوریاں دیکھ دلکش نے تھوک نگلا اور پھر خود کو کمپوز کرتی ہوئی دلشاد کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"میری زندگی ہے میری مرضی ۔۔ تم مجھ سے دور رہو" دلکش نے کہتے وہاں سے جانے کی کوشش کی جب دلشاد نے بنا موڑے دلکش کی کلائی تھامی اور پھر سیدھا ہوا۔

"تمہاری زندگی ہے لیکن تمہاری زندگی سے مجھے محبت ہے" دلشاد نے کہتے دلکش کا ہاتھ نرمی سے چھوڑا دلشاد کی بات پر دلکش نے اپنے دل پر ضبط رکھتے دلشاد سے کہا۔

"مجھے نہیں ہے تم سے محبت نہ کبھی ہوگی مجھ سے دور رہو۔۔ تم کچھ ۔۔ کچھ بھی نہیں جانتے میرے بارے میں اور نا میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں" دلکش کہتی وہاں سے پلٹی۔

"دلکش فاطمہ۔۔ تمہیں پالنے والے اسی ملک کے رہائشی مسلم جوڑا تھا مسٹر اینڈ مسز ہاشم انھیں تم سڑک پر تب ملی جب تم دس سال کی تھیں انھوں نے تمہیں پالا، پڑھایا اور بلکل اپنی بیٹی بنا کر رکھا کیونکہ شاید اللہ نے اسی لیے انھیں بے اولاد رکھا تھا تاکہ وہ تمہاری کفالت کر سکے اور ان میں سے اب صرف مسز ہاشم بچی ہیں۔۔ اور تم یونیورسٹی کے بعد کسی ہاسپٹل کے خلاف ثبوت اکھٹا کرتی ہو رات کو نو بجے گھر جاتی ہوں۔۔ اور اس کے علاوہ اگر کوئی بات ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو میری محبت تمہارے لیے کچھ بھی جاننے کے بعد کبھی کم نہیں ہوگی میرا وعدہ ہے تم سے" دلشاد نے کہتے اپنے ہاتھ سینے پر فولڈ کیے دلکش پلٹتی بے یقینی سے دلشاد کو دیکھنے لگی وہ اس کے بارے میں یہ معلومات نکلوا چکا تھا لیکن کیسے دلشاد دلکش کے دو قدم آگے

ہوتے قریب آیا۔

"بتاؤ دلکش میں جانتا ہوں تم مجھ سے محبت کرتی ہو لیکن کوئی بات ہے جو تمہیں مجھ سے دور رکھتی ہے میں تمہاری مومی سے بھی مل چکا ہوں۔۔" دلشاد کچھ آگے بھی کہتا کہ اس نے دلکش کی آواز سنی۔

"میری ماں ایک مسلم عورت تھی یا ہے اب بھی زندہ مجھے نہیں پتا اور میرا باپ۔۔ میری ماں کو رکھ۔۔رکھیل بنا کر رکھا تھا میں ان کی ناجائز اولاد ہو میں نے جب بھی دیکھا تھا وہ شخص جو میرا باپ تھا وہ ہمیشہ میری ماں کو مارتا تھا اسے بار بار رکھیل بولتا تھا مجھے گندگی لیکن میری ماں نے مجھے نام دیا تھا دلکش فاطمہ۔۔میں ہمیشہ ڈری سہمی رہتی تھی میری ماں بہت بہادر تھی وہ اللہ کو پکارتی تھی صرف اللہ سے مدد مانگتی تھیں کیونکہ وہاں ان کی مدد کرنے والا کوئی بھی نہیں تھا اس شخص سے ہمیشہ بولتی تھی" جسے تو گندگی کہتا ہے یہ تجھے تیری گندگی بھری دنیا کو آگ لگائے گی اور تو

دیکھا گا اللہ کی پکڑ کتنی سخت ہوتی ہے جتنا ظلم تو نے کیا ہے ہر ایک کا حساب تو دے گا اس دنیا میں بھی اور روز محشر بھی"۔۔مجھے نہیں پتا وہ کس بارے میں بات کرتیں تھیں میں نا اپنی ماں کے بارے میں وہ کس طرح میرے باپ کے جنگل میں پھنسی میں کچھ بھی نہیں جانتی ۔۔وہاں بہت سے سیکیورٹی گارڈز ہوتے تھے ہم پر نظر رکھنے کے لیے لیکن ایک دن میری ماں نے مجھے وہاں سے کسی بھی طرح کر کے نکال دیا اور کہا "تو اللہ کا نام لیتی رہنا میں نے آج تک بہت سے مظلوم لوگوں کے لیے آواز اٹھائی ہے اللہ میری بیٹی کی حفاظت کرے گا میں تجھے اللہ کے حوالے کرتی ہو میری بیٹی"۔۔آج بھی مجھے اندھیرے میں میرا چہرہ چومتے ہوئے ان کے یہ الفاظ یاد ہیں مجھے میرے باپ کا غلیظ چہرہ یاد ہے مجھے میری ماں کی مظلوم آنکھیں ظلم و ستم کا شکار ان کا چہرہ یاد ہے میں جب بھی خود کو آئینے میں دیکھتی ہو مجھے میری ماں یاد آتی ہے میں بلکل ان کی ہی طرح ہوں وہی آنکھیں وہی چہرہ۔۔میں نہیں جانتی میرے باپ کا نام کیا ہے کیونکہ اس نے مجھے کبھی نام ہی نہیں دیا وہ مجھے میری ماں سے دور کرتے کسی دوسرے ملک بھیجنا چاہتا تھا شاید جس کی وجہ سے میری ماں نے مجھے وہاں سے نکلا اور یہ میری ماں کے شاید نیک اعمال تھے جسکی وجہ سے میں مومی

ڈیڈی کو ملی انھوں نے مجھ سے بہت محبت کی ڈیڈی کو دیکھتے میں سوچتی تھی اکثر ایک میرا سگا باپ تھا جو مجھے تھتکارتا تھا اور ایک یہ شخص تھا جو بنا کسی رشتے کے مجھے بیٹی مانتے بیٹی کا مان دیتے مجھ پر اپنی جان وارتا تھا انھوں نے مجھے بہت پیار دیا اچھی پرورش دی اسلامی تعلیمات دیں میری ہر ضروت کا خیال رکھا میں ان کے ساتھ زندگی میں آگے بڑھنے لگی کہ اپنی ماں اور باپ کو بھی بھول گئی لیکن پھر ڈیڈی کو ایک دن سر درد ہوا جس کی وجہ سے ہم نے ایک ہاسپٹل سے ان کا چیک اپ کروایا وہ ایک عام سر درد اور بخار تھا جس کی وجہ سے ان لوگوں نے ڈیڈی کو تین دن ہاسپٹل میں رکھا اور مومی اور مجھے بہت کم ان سے ملنے دیتے تھے جب وہ ڈسچارج ہوئے تو اکثر ان کی طبیعت خراب رہتی تھی اور ہم لوگوں نے بھی اسی ہاسپٹل سے علاج کروایا لیکن پھر ایک دن ڈیڈی لمبی بیماری کے بعد ہمیں چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلے گئے مجھے اکثر ان ڈاکٹرز پر شک ہوتا تھا لیکن میں ڈیڈی کی وجہ سے پریشان رہتی تھی تو زیادہ اس طرف توجہ نہیں دے پائی میں نے ڈیڈی کی موت کے بعد اس ہاسپٹل کے بارے میں جاننا شروع کیا وہ بہت نامور ہاسپٹل تھا لیکن وہاں انسانیت کا خون ہوتا تھا وہاں اکثر پیشنٹ کو ایسی ڈوز دی جاتی تھیں کہ وہ بیمار رہتے اور جب ان پوائزن کا

اثرزائل ہوتا اور موت کی وادی میں چلے جاتے تو وہاں سے یہی ظاہر کرتے یہ ہڈیوں لی بیماری، مسل بریک، اور تھائیرائیڈ ھارمون کی وجہ سے موت واقع ہوئی ہے ان لوگوں کا اصل مقصد ارگینز نکالنا ہوتا تھا اور وہ پوائزن ارگینز کو نہیں بلکہ اس انسان کی ہڈیوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور یہی سب میرے ڈیڈی کے ساتھ ہوا اب سب ثبوت میں جمع کرچکی ہو لیکن وہ ہاسپٹل ٹرسٹی ہے اس لیے ان لوگوں تک نہیں پہنچا جارہا جو اس سب کے اصل مجرم ہیں اور اب بہت جلد ان تک پہنچ کر یہ سارے ثبوت میں پولیس تک پہنچاؤں گی اور اپنے ڈیڈی کو انصاف دلاؤگی میں شاید اپنی ماں کے دعوے تو پورے نہیں کرپاؤں گی اس شخص کو اس کی جرموں سے بھری دنیا کو تو آگ نہیں لگا پاؤں گی شاید ان کی کہانی کی کتاب وہی بند ہوگی لیکن میں اپنے ڈیڈی کو انصاف ضرور دلاؤگی" دلشاد اور دلکش لائبریری میں آمنے سامنے بیٹھے تھے دلکش کا چہرے آنسوؤں سے تر تھا وہ وقفہ وقفہ سے اپنی زندگی کے تمام حالات سے دلشاد کو واقف کر گئی تھی اور دلشاد وہ اسکے آنسوؤں کو گرتے دیکھ رہا تھا دلشاد نے دلکش کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا دلکش نے نظریں اٹھائیں بھیگی پلکوں سے دلشاد کو دیکھا وہ اس بات سے انجان تھی کہ جس کتاب کو وہ بند سمجھتی ہے اس کے پنے

اسی کی وجہ سے پلٹے جائے گے اپنی ماں کے دعوے وہ ہی پورا کرے گی یہ کہانی ختم تب ہوگی جب اس کی ماں کا کامل یقین مقابل کو منہ کے بل گرائے گا جب اللہ کی پکڑ ان دشمنوں کی گردنوں میں طوق ڈالے گی دلکش فاطمہ اس کہانی کا انجام تھی یہ کہانی بہت سے کرداروں کا امتحان تھی اور انجام تو امتحان سے گزرنے کے بعد ہی ملا کرتے ہیں۔

"میں یہ سب جاننے کے بعد بھی تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں" دلشاد نے آنکھوں میں محبت لیے دلکش سے کہا۔

"تمہارے گھر والے کبھی۔۔ کبھی نہیں مانے گے وہ ایسی لڑکی" دلکش آگے کچھ کہتی کے دلشاد اپنی جگہ سے اٹھتے دلکش کے پاس آتے اس کے آنسوؤں کو اپنی انگلی کے پوروں سے صاف کیا اور دلکش کے سامنے ہی تھوڑا سائیڈ پر ٹیبل پر ٹیک لگائے کھڑا ہوا۔

"میرے گھر والوں کا مجھے معلوم ہے میری فیملی مجھ سے بہت محبت کرتی ہے اور انھیں میری محبت سے بے تحاشہ محبت ہوگی مجھے یقین ہے اور ایک فیملی ممبر کو تو میں بتا ہی چکا ہوں دلشاد نے ہالے کو یاد کرتے کہا اور نوریز کی تو آنکھوں کے سامنے ہے سب اور باقی جو بچے ہیں انھیں جلد بتا دوں گا میں تم کہتی ہو تو آج ہی۔۔"دلشاد اپنی ہی دھن میں کہے جا رہا تھا جب دلکش مسکراتی ہوئی بولی۔

"نہیں میں پہلے اپنے ڈیڈی کو انصاف دلاؤں گی پھر" دلکش نے کہا تو دلشاد نے سر کو خم لیا جیسے جو آپ کا حکم۔

"میں تمہاری مدد کرو گا اور۔۔"دلشاد نے دلکش کو اٹھتے دیکھ مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ لڑائی میری ہے میں ایک بیٹی ہونے کا فرض ادا کرنا چاہتی ہو۔۔اور امید

کرتی ہوں تم میرے فیصلے کو اہمیت دو گے" دلکش نے کہا تو دلشاد نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔

"ویسے تم مومی سے کیا بول کر ملے اور انھوں نے تمہیں میرے بارے میں سب کیسے بتا دیا" دلکش نے دلشاد سے پوچھا تو دلشاد مسکرایا۔

"آہ۔۔ اب تم تو پٹ نہیں رہیں تھیں تو میں نے تمہاری مومی کو ہی پٹا لیا" دلشاد نے کہا تو دلکش نے سامنے رکھی بک اٹھاتی دلشاد کے کندھے پر ماری۔

"شرم کرو کچھ" دلکش نے کہا تو دلشاد نے قہقہہ لگاتے اس کے ہاتھ سے کتابیں پکڑتے واپس ٹیبل پر رکھا۔

"اس نام کی بھی دنیا میں کوئی چیز ہوتی ہے؟؟" دلشاد نے دلکش کو ایک آنکھ ونگ

کرتے کہا تو دلکش نے نفی میں سر ہلایا۔

"ویسے ابھی تک تم نے مجھ سے محبت کا اظہار نہیں کیا" دلشاد نے لائبریری سے دلکش کے ساتھ نکلتے جیسے دلکش کو یاد کروانا چاہا جس پر دلکش نے رک کر دلشاد کو دیکھا۔

"اب بھی گنجائش ہے میں نے سب بتا دیا تمہیں کیونکہ میں تمہاری محبت کے سامنے کمزور پڑتی اپنی محبت کا اقرار کر چکی ہوں" دلکش نے کہا تو دلشاد نے اسے دیکھا۔

"ہاں لیکن میں تم سے محبت کا اظہار کرنا اور سننا چاہتا ہوں تو کل کیا تم مجھ سے مل سکتی ہو" دلشاد نے کہا تو دلکش مسکرائی اور سر اثبات میں ہلا گئی۔

دلکش دلشاد کی بتائی گئی جگہ پر پہنچی وہ ایک خوبصورت سی گارڈن ایریا کی جگہ تھی اتنی

اونچی کے وہاں کے منظر سے امریکہ کی خوبصورتی نظر آتی تھی دلکش پیچ کلر کے لانگ سکرٹ اور شرٹ میں کریم کلر کا اسٹولر لیے چہرے پر آئی اپنی آوارہ زلفوں کو سنبھالتے ہوئے قدم بڑھا رہی تھی مخصوص جگہ پر پہنچتے دلکش نے اپنے اطراف میں دلشاد کو ڈھونڈنا چاہا لیکن دلکش کو دلشاد کہی نظر نا آتے دیکھا تو دلکش نے اپنا موبائل نکالتے دلشاد کو کال کی جو ایک ہی رنگ میں پک کر لی گئی۔

"کہاں ہو تم دلشاد؟؟" دلکش نے کہا۔

"آسمان پر" دلشاد نے مسکراتے کہا۔

"میں مزاق نہیں کر رہی دلشاد" دلکش نے ناگواری سے کمر پر دوسرا ہاتھ ٹکاتے ہوئے کہا کیونکہ دوسرے ہاتھ سے وہ موبائل کان سے لگائے ہوئے تھی۔

"تمہاری قسم "دلشاد نے کہا تو دلکش نے آنکھوں میں حیرت لیے آسمان کی سمت دیکھا دلشاد چوپر میں انٹرنس پر کھڑا دلکش کو دیکھ رہا تھا دلکش کے اوپر دیکھتے ہی دلشاد کے چوپر سے گلاب کے پھول زاروقطار دلکش پر گرنے لگے ہوا کے دوش سے گلاب کی پتیاں دلکش کے گالوں کو چھوتی مزید اس کی سرخ و سفید رنگت کو سرخ کر گئیں دلکش باہیں کھولے ان گلاب کی پتیوں کو خود پر محسوس کرتے گھوم رہی تھی اور دلشاد اس منظر کو محوت سے آنکھوں میں بسائے دیکھ رہا تھا۔

"دلکش فاطمہ تم سے دلشاد وہاب خانزادہ بے انتہا محبت کرتا ہے" دلشاد نے وہی سے دلکش کو دیکھتے ہوئے بلند آواز میں دلکش سے اظہار محبت کیا تو دلشاد کی آواز سنتی دلکش کے دل کے ساتھ لب بھی مسکرا گئے۔

"مجھے بھی تم سے بے پناہ محبت ہے" دلکش نے بھی دوبدو ک بلند آواز میں دلشاد سے باہیں کھولے محبت کا اظہار کیا۔

"مجھے تم سے اتنی محبت ہے کہ میں تمہیں دنیا سے چھپا کر اپنی پناہوں میں رکھنا چاہتا ہوں ہمیشہ "دلشاد نے دلکش کے اظہار محبت پر کہا۔

"مجھے تم سے اتنی محبت ہے دلشاد میں تمہارے لیے اس دنیا کو ٹھوکر مار سکتی ہوں"دلکش نے دلشاد کے محبت بھرے لفظوں پر اپنے محبت کے لفظ ادا کیے۔

"تم میری زندگی، میری سانسیں، میری زندگی کا خوبصورت پل ہو جسے میں ہمیشہ جینا چاہتا ہوں "دلشاد نے پھر کہا تو دلکش نے مسکراتے دلشاد کو چوپر سے نیچے آنے کا کہا تو دلشاد مسکراتے اپنے آدمی کو چوپر نیچے کرنے کا کہ گیا جس پر وہ آدمی لبیک کہتا چوپر نیچے کی سمت کر گیا زمین سے تھوڑا اوپر چوپر کا فاصلہ کم رہتے دلشاد نے چھلانگ لگائی چوپر واپس ہواؤں میں اپنا مقام طے کر گیا جبکہ دلشاد قدم اٹھاتا دلکش کے روبرو آکر کھڑا ہوا وائٹ پینٹ سکائے بلیو شرٹ میں ماتھے پر بکھرے بال لیے کالی آنکھوں میں

محبت کی چمک لیے وہ دلکش کے دل کے تار ہلا رہا تھا دلکش نے آگے بڑھتے دلشاد کا ہاتھ تھاما اور کہا۔

"تم میرے سکون قلب کی وجہ ہو دلشاد۔۔میں جب سے تم سے محبت کرنے لگی ہوں مجھے یہ دنیا محبت بھری لگنے لگی ہے میں اپنے ماضی کی تمام حقیقتوں کو نظر انداز کر کے تم سے جڑنا چاہتی ہو" دلکش نے نم آنکھوں سے کہا تو دلشاد نے مسکراتے اسکی نم آنکھوں ے موتی اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنے۔

"میں تمہیں اتنی محبت دوں گا کہ تمہاری زندگی خوشیوں سے بھر جائے گی تم ماضی کی تمام خوفناک یادیں بھولا دوگی" دلشاد نے کہا تو دلکش مسکرائی دلشاد کی نظریں دلکش لی آنکھوں سے ہٹنے کو تیار ہی نہیں تھیں وہ کرسٹل گرے آنکھوں میں دلکشی تھی اسے دلکش کی آنکھوں سے محبت ہوئی تھی اور وہ محبت اس کی روح میں اترنے لگی تھی دلکش کی کرسٹل گرے آنکھوں سے زیادہ حسین منظر دلشاد نے اپنی زندگی

میں کبھی نہیں دیکھا تھا کرسٹل گرے آنکھوں میں دلشاد کو اپنا عکس دیکھنا اتنا اچھا لگتا تھا کہ دنیا میں وہ اگر کہیں اپنا عکس دیکھنا چاہتا تھا تو وہ تھیں دلکش کی دلکش آنکھیں لیکن وہ اس بات سے انجان تھا دلکش کی آنکھیں وہ آخری دفعہ دیکھ رہا تھا آج کے بعد اس کے نصیب میں ہجر لکھا جائے گا اور اس ہجر کی آگ میں وہ سالوں جلے گا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟؟" دلکش نے دلشاد کو خود کو دیکھتے پا کر سوال کیا جس پر دلشاد مسکرایا اور دلکش کی آنکھوں سے نظریں ہٹا کر اس کے ہاتھوں کو نرمی سے چھوڑتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا اور اپنے دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کر گیا۔

"میں اللہ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنی محبت میں بھی سرخروع رکھا میں نے اللہ کے سامنے ہمیشہ سجدہ شکر ادا کیا ہے کبھی کچھ مانگا نہیں کیونکہ اللہ نے مجھے ہمیشہ میری اوقات سے بڑھ کر نوازا ہے لیکن میں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کچھ مانگا تھا

میں نے تمہیں مانگا تم وہ عورت ہو جسے دلشاد وہاب خانزادہ نے اللہ سے دعاؤں میں مانگا ہے۔۔جب تم نے مجھے منع کیا تھا مجھے اگنور کیا مجھ سے دوری اختیار کی تھی تو میں بہت ٹوٹ گیا تھا میں سوچنے لگا تھا کہ میری پوری زندگی شاید ادھوری ہی رہے گی تم نہیں ملی مجھے تو میں کسی اور کو بھی اپنی زندگی میں آنے نہیں دونگا مجھے جو عورت مکمل کرے گی وہ صرف تم ہوگی دلکش فاطمہ ہوگی اس کے علاوہ کوئی نہیں" دلشاد نے کہا تو دلکش مسکرائی۔

"میں بھی اللہ کی شکر گزار ہوں کہ اس نے تمہیں میری زندگی میں بھیجا مجھے مکمل کرنے مجھے خوشیوں سے سرشار کرنے کے لیے" دلکش نے بھی دلشاد کی طرح آسمان پر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم مجھ سے ایک وعدہ کرو گے دلشاد؟" دلشاد نے دلکش کو کہتے سنا تو وہ دلکش کو دیکھنے لگا۔

"وعدہ؟؟تمہارے لیے تو یہ خانزادہ جان بھی دے سکتا ہے"دلشاد نے کہا تو دلکش مسکرا گئی۔

"دلشاد تمہاری زندگی میں جس عورت کو اللہ لائے تم اس سے بے انتہا محبت کرنا اسے عزت ،مان دینا اسے اتنا چاہنا کہ اس عورت کی قسمت پر دنیا رشک کرے ، کبھی اس سے بے وفائی نہیں کرنا ،ہر قدم اس کے ساتھ چلنا اس کا ہاتھ تھام کر اسے ہمیشہ تم عزیز رکھنا "دلکش نے پتا نہیں کیوں یہ وعدہ دلشاد سے لینا چاہا شاید وہ جانتی تھی کہ اگر وہ نہیں آئی اس کی زندگی میں تو دلشاد کبھی آگے نا بڑھ پائے کچھ انجانے خوف تھے اسے وہ دلشاد سے بے انتہا محبت کرتی تھی اور جس سے محبت ہو تو اپنے سے پہلے اس کی زات کو رکھ کر سوچنا چاہیے یہ ہی تو محبتوں کے تقاضے ہوتے ہیں اور دلکش فاطمہ محبت کے تقاضوں میں پوری اترنے والی تھی وہ ظلموں کی شکار لڑکی محبت کے ظالم تقاضوں کو پورا کرنے لگی تھی دلکش کی بات پر

دلشاد مسکرایا وہ سمجھ گیا تھا کہ دلکش اس کے بارے میں سوچتی یہ وعدہ چاہتی ہے دلشاد کو یقین تھا کہ اس کی زندگی میں آنے والی عورت صرف دلکش فاطمہ ہوگی لیکن وہ وقت کے کھیلوں سے انجان تھا اسی لیے بولا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں تم سے" دلشاد کے وعدے پر دلکش نے آسمان کو دیکھا وہ آسمان اسے ہی دیکھتے جیسے مسکرا رہا تھا یہ کہانی دلکش فاطمہ کی تھی اور جس پر کہانی لکھی جائے اسکا کردار تو قابل مثال ہوتا ہے وہ اس کہانی کی وہ کردار تھی جو کہانی سے نکلنے کے باوجود کسی کی خوشیوں کا سبب بنے والی تھی وہ باوقار ماں کی باوقار بیٹی تھی جبکہ دلشاد جو وعدہ کر چکا تھا یہ نہیں جانتا تھا یہ وعدہ اسے اپنی محبت سے ہمیشہ کے لیے شاید دور کر دے۔

"تمہیں کیسا لگا میرا پرپوز کرنے کا سٹائل" دلشاد نے پھر دلکش کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو دلکش کھلکھلا کر ہنس دی۔

"یونیورسٹی میں لڑکیوں کو پتا چل گیا نا تم میرے پیچھے پاگل ہو گئے ہو وہ مجھے زندہ جلا دیں گی" دلکش کی بات پر دلشاد کا قہقہہ گونجا۔

"ان کا بھی دل نہیں توڑنا تھا نا میں نے اسی لیے تو تمہیں اکیلے میں پرپوز کیا" دلشاد دلکش کو آنکھ ونگ کرتے چھیڑتے ہوئے بولا تو دلکش نے دلشاد کے بازو پر ہلکی سی چت رسید کی اور اسے گھور کر دیکھا۔

"اچھا۔۔سوری" دلشاد نے دلکش کے گھورنے پر دونوں ہاتھ سلینڈر کرتے ہوئے کہا تو دلکش مسکرائی جس پر دلشاد نے اپنی پینٹ کی پوکیٹ میں ہاتھ ڈالتے مخملی نیوئی بلیو کلر کا چھوٹا سا باکس نکالا تو دلکش بھی دلشاد کو دیکھنے لگی دلشاد نے باکس کھولتے اس میں سے ایک پینڈنٹ نکالا جس پر باریک ڈائمنڈ سے دل بنا ہوا تھا وہ سلور کلر کا ڈائمنڈ پینڈنٹ تھا دل کے بیچ میں ایک ہیرے کی طرح گول چیز چمکتی تھی جیسے وہ ہیرا ہو لیکن

وہ ہیرا نہیں کچھ اور تھا۔

"یہ تمہارے لیے" دلشاد نے کہا۔

"لیکن میں یہ نہیں رکھ سکتی" دلکش نے اس پینڈنٹ کی قیمت کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا تو دلشاد نے ہلکا سا اسے گھورا اور مسکرایا۔

"یہ تمہارے لیے ہی بنوایا ہے میں نے اور اگر تم نہیں لوگی تو میں تم سے پھر کبھی بات نہیں کرنے والا" دلشاد نے کہا اس بات سے انجان کے آج کے بعد وہ دلکش کو دیکھنے اور اس سے بات کرنے کو ترسے گا۔

"تھینک یو" دلشاد کی بات پر دلکش اسے گھورتی پھر بے بس ہوتی دلشاد کی دھمکی پر بس

اتنا ہی بولی۔

"میں پہنادوں؟؟"دلشاد نے اجازت مانگی تو دلکش شرماتی نظریں جھکائے سر اثبات میں ہلا گئی جس پر دلشاد مسکراتا دلکش کو وہ پینڈنٹ پہنا گیا جسے بعد میں دلشاد کے دور ہوتے دلکش نے اپنے بالوں سے نکالتے گلے میں ٹکایا۔

"بہت خوبصورت ہے" دلکش نے پینڈنٹ پر اپنی شہادت کی انگلی پھیرتے ہوئے اعتراف کیا جس پر دلشاد نے بھی اس پینڈنڈ اور پھر دلکش کو دیکھتے کہاں۔

"ہاں اب واقعی بہت خوبصورت ہے"دلشاد نے کہا تو دلکش اس کی بات کا مطلب سمجھتی مسکرائی۔

"یہ پینڈنٹ میں دل تمہارے اور میرے نام کا ہے دلشاد❤️دلکش "دلشاد نے کہا تو

دلکش پینٹنڈ پر بنے دل کو چھونے لگی اور مسکرائی۔

"یہ پینٹنڈ گھر سے نکلتے وقت ہمیشہ تمہارے گلے میں ہونا چاہیے سمجھی" دلشاد نے دلکش سے کہا تو دلکش مسکرائی۔

"اوکے" دلکش نے کہا وہ دونوں یوں ہی موسم اور اپنے محبت کے پل انجوائے کرتے رہے دلشاد نے وہی سے کچھ دور ڈنر کا انتظام بھی کروایا تھا دلکش اور دلشاد نے خوشگوار ماحول میں ڈنر کرتے دلشاد نے دلکش کو اس کے گھر کے سامنے ڈراپ لیا تو مسز ہاشم گیٹ کھولتی دلکش اور دلشاد کو ساتھ دیکھتی مسکرائی انھیں دلکش کے لیے دلشاد پہلی نظر میں ہی پسند آگیا تھا۔

"اندر آؤ بیٹا" مسز ہاشم نے دلشاد سے کہا تو دلشاد نے معزرت کرتے وہاں سے جلدی نکلا کیونکہ نوریز اور سارے دوستوں نے آج یونیورسٹی کے لاسٹ ڈے کی خوشی میں

رات میں پارٹی رکھی تھیں اور دلشاد کو اب تک کئی کالز آچکی تھیں جسے سمجھتے مسز ہاشم نے بھی اسے فورس نہیں کیا دلشاد نے دلکش کو دیکھا جو گیٹ پر کھڑی اسے دیکھ رہی تھی دلشاد نے مسکراتے ہوئے دلکش کو دیکھتے ہاتھ کے اشارے سے بائے کیا تو دلکش نے بھی دلشاد کو بائے کیا جس پر دلشاد نے مسکراتے اپنی کار آگے سمت بڑھا لی۔ طلوع آفتاب کا پہر تھا جب دلشاد کی آواز اپنے موبائل پر بیپ کی آواز سے کھلی آواز سمجھتے دلشاد کی آنکھیں ایک دم کھلی وہ بیپ دلکش کو آج دیے پینٹنڈ کی تھی اس پینٹنڈ میں دلشاد نے ایک کیمرہ لگوایا تھا وجہ دلکش کی پروٹیکشن تھی جن کاموں میں وہ پڑ چکی تھی دلشاد کو اس کی فکر ہونے لگی تھی اور ایک تو دلکش نے دلشاد کو مدد کرنے سے بھی تو منع کر دیا تھا وہ اگر سامنے سے کہتا تو دلکش کبھی نا مانتی اسی لیے اس نے دلکش کو بنا بتائیں اس پینٹنڈ میں کیمرہ فٹ کروایا اور یہ بیپ اس کیمرے کہ بند ہونے کا الارم تھی دلشاد نے جلدی اس کیمرے کی ریکارڈنگ آن کی دلشاد کے دلکش کو ڈراپ کرنے کے چار گھنٹے بعد دلکش نے وہ پینٹنڈ دوبارہ پہنا اور قدم باہر بڑھا گئی وہ جاتے وقت مسز ہاشم کو کہہ رہی تھی اپنا خیال رکھئیے گا وہ ہاسپٹل جا رہی ہے ہر طرف رات کا سناٹا اور وہاں آج وہ لوگ آنے والے ہیں جو اس گینگ

کے لیڈر ہیں مسز ہاشم نے اسے نم آنکھوں سے الوداع کیا وہ ان کی بیٹی تھی جو اپنے پالنے والے باپ کو انصاف دلانے کے لیے نکلی تھی اب دلکش اس ہاسپٹل کے پچھلے دروازے سے چھپتی چھپاتی وہاں گھس چکی تھی کافی دنوں سے ریسرچ کی وجہ سے دلکش وہاں کے چپے چپے سے واقف ہو چکی تھی دلکش ہاسپٹل کے ایک اسٹور روم میں موجود تھی جس کے ساتھ ایک روم تھا جو کانفرنس روم کی طرح ڈیکیور کیا گیا تھا دلکش کے ساتھ وہاں کا ایک ورڈبوائے اور ایک ڈاکٹر اور کچھ اس ہی ظلم کے شکار پندرہ لوگوں کی ٹیم تھی وہ لوگ بھی دلکش کے ساتھ ہوشیاری سے کام لے رہے تھے ان کا مقصد ان لوگوں کو جان کر ان کے خلاف ثبوت اکھٹا کر کے انھیں سزا دلوانا تھا وہ سٹور روم میں تھی اور پھر اسے قدموں کی آواز سنائی دی دلکش نے سٹور روم کی جالی نما کھڑکی سے ان لوگوں کو دیکھنا چاہا وہ لوگ اس روم میں بیٹھ چکے تھے اور وہاں قہقہہ لگائے جا رہے تھے وہ ہاسپٹل میں کمائے گئے اپنے ناجائز پیسوں پر بات کر رہے تھے دلکش کی لاکھ کوششوں کے باوجود وہ ناسہی سے کچھ دیکھ پا رہی تھی نا سن پا رہی تھی اور اس ہی جدوجہد میں دلکش کا پینڈنٹ اس کی شرٹ میں الجھ گیا جس کی وجہ سے دلشاد کو وہاں کا آدھا منظر نظر آ رہا تھا دلکش کی کوشش میں وہاں کی

چیزوں کے ٹکرانے کی وجہ سے ہونے والی آہٹ پر وہ لوگ چوکنا ہوتے آواز کی سمت سٹور روم کی طرف بڑھے ان کے پہنچنے کا اندازہ کرتی دلکش نے چھپنے کی کوشش کی لیکن دلکش کی کوشش بے سود رہی وہ لوگ دلکش تک پہنچتے شاید اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے باہر لائے تھے اور دلکش کو پھینکنے کے انداز میں فرش پر پھینکا تھا کیمرے کے آگے دلشاد کے بال آگے تھے شاید زور سے فرش پر پھیکنے کی وجہ سے دلکش کا چہرہ بالوں سے ڈھانپ چکا تھا پھر کیمرے سے بال ہٹے شاید دلکش نے بال جھٹکے تھے لیکن دلشاد کو اب بھی وہ منظر آدھا نظر آرہا تھا شاید پیننڈ دلکش کی شرٹ کے بٹن میں مضبوطی سے ہٹکا ہوا تھا جو اب بھی نہیں نکلا تھا پھر دلشاد نے سامنے بیٹھے لوگوں کے پیروں کو دیکھتے ان کی آواز سنی اور دلکش کی بھی ایک شخص دلکش کو دیکھتا قدم بڑھاتا دلکش کے سامنے آیا۔

"واہ کیا اتفاق ہے تم میرے سامنے آگئی مجھ سے دور بھگایا تھا تمہیں تمہاری ماں نے اور سالی___ وہ خود بھی بھاگ نکلی لیکن دیکھو تم تو خود چل کر میرے پاس آئی

ہو اور تمہاری ماں اور اپنی رکھیل کو بھی میں جلد ڈھونڈ نکالو گا" وہاں موجود شخص میں سے ایک شخص اٹھتے ہوئے دلکش کے قریب آتے ہوئے بولا دلکش اب بھی فرش پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ وہ شخص دلکش کے سامنے کھڑا تھا دلشاد کو ان کے پیروں سے تاثر ملتا تھا کہ وہ لوگ تھری پیس سوٹ میں ملوث تھے شاید کوئی بزنس مین تھے۔

"میری ماں --میری ماں کہاں ہے--بتاؤ" دلشاد نے دلکش کی کرب میں ڈوبی آواز سنتے اپنی مٹھیاں بھینچ لی۔

"فکر نہیں کرو بہت جلد وہ بھی میری دسترس میں ہوگی" اس آدمی نے دلکش سے کہا۔

"سر یہ دلکش فاطمہ ہے یہ ہمارے ہاسپٹل کے خلاف ثبوت اکھٹا کر رہی ہے-- اور اس کے ساتھ اور بھی لوگ شامل تھے جنہیں ہمارے آدمی پکڑ چکے ہیں-- ان کا بتائیں کیا کرنا ہے" ایک آدمی اس شخص کے قریب ہوتا ہوا بولا شاید اسکا ملازم

تھا۔

"جانتا ہوں میں اور پہچانتا بھی اسے نہیں پہچانوں گا تو کسے پہچانوں گا یہ میری رکھیل کی کاربن کاپی ہے وہی آنکھیں وہی چہرہ وہی بال اس کی ماں بھی بلکل اس کی ہی طرح تھی اور اسے میں کیسے بھول سکتا ہوں اس کی خوبصورتی پر تو اسے رکھیل کا خطاب دیا تھا میں نے۔۔ہاہاہا۔۔" وہ شخص خباثت سے کہتا گویا ہوا جس پر دلکش نے اسے نظریں اٹھا کر دیکھا یہ اسکا باپ تھا جو کمینگی کی اس حد پر پہنچ چکا تھا کہ دلکش کا دل چاہا آج اس شخص کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر دے اور وہی یہ باتیں سنتے دلشاد کے کان کی لوئیں سرخ ہو گئی۔

"یہ تو تمہاری بیٹی۔۔" صوفے پر بیٹھا شخص بولنے والا تھا کہ جب اس شخص نے پلٹ کر اسے دیکھا تو باقی الفاظ اس کے منہ میں ہی دم توڑ گئے۔

"یہ گندگی کا ڈھیر ہے بس JR ۔۔ اور کچھ نہیں میری صرف ایک سگی جائز اولاد ہے" اس شخص نے دھاڑتے ہوئے کہا تو اپنے باپ کی بات پر دلکش کے آنسوؤں گالوں پر بہنے لگے۔

"چھوڑو J کیا منہ لگ رہے ہو اس ___ کے دفعہ کرو میرے آدمی سنبھال لے گے اور چلو یہاں سے پاکستان بھی جانا ہے اور ڈیوڈ میرا بھائی بھی مجھے یاد کر رہا ہے ایک صدیقی اور ملک سے بھی میٹنگ ہے ہماری " وہ شاید اس شخص کا پارٹنر تھا جو اس شخص سے کرسی سے اٹھتے دلکش کے قریب آتے ہوئے بولا اور باقی سب وہاں کھڑے لوگ ان دونوں کے کارندے تھے۔

"نہیں اس گندگی کو آج میں خود اپنی آنکھوں کے سامنے ختم کروگا دردناک موت دونگا اسے میں ۔۔ اس کی ماں وہ رکھیل کہتی تھی کہ یہ میری دنیا کو آگ لگائے گی اور آج اس نے وہی کرنے کی کوشش کی ہے میں اس ______ کی بات کو آج زمین میں

دفن کردونگا" وہ آدمی دھاڑتے ہوئے بولا۔

"مجھے ماردو گے دفن کردو گے لیکن پھر بھی اس رب پاک کی پکڑ سے نہیں بچ پاؤ گے وہ تمہیں میری موت کی طرف نہیں تمہارے انجام کی طرف دھکیل رہا ہے" دلکش نے چیختے ہوئے کہا تو اس شخص نے دلکش کے منہ پر شاید نیچے جھکتے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا جس سے دلکش کا منہ زور سے فرش پر لگا دلکش نے جب خود کو سنبھالتے رخ سیدھا کیا تو اس کیمرے کے سامنے خون کی بوندیں گری دلکش کے منہ سے خون نکل رہا تھا یہ منظر دیکھتے دلشاد کی آنکھوں میں لہو اتر آیا پھر اس شخص نے دلکش کو بالوں سے پکڑتے اپنے روبرو کھڑا کیا جس پر شاید اب دلشاد اس شخص کا چہرہ دیکھ پاتا لیکن نہیں کیمرے پر دلکش کے خون کی بوند کی وجہ سے دلشاد کو اس شخص کا چہرہ سہی سے نظر نہیں آرہا تھا۔

"چل تجھے تیرے انجام تک پہنچاتا ہوں___ تیرے وجود کی گندگی کا سفر یہی تک

تھا۔۔ہاہاہا" اس شخص نے کہتے دلکش کو جھٹکا دیا تو آدمیوں نے دلکش کو بازوں سے پکڑا اس شخص نے آگے بڑھتے اپنے پیچھے دلکش کو لانے کا اشارہ کیا وہ لوگ دلکش کو لے کر کسی ویرانے میں آئے تھے جہاں ہر طرف مٹی تھی یہ جگہ دلشاد نے نا امریکہ میں دیکھی تھی نا اسکے بارے میں سنا تھا گاڑیوں سے اترتے وہ دونوں شخص اپنی نشستوں پر براجمان ہو گئے تھے اور اپنے آدمیوں کو ایک قبر کھودنے کا حکم دے گئے قبر کھود چکی تھی تو دلکش کا باپ قدم اٹھاتا دلکش کے پاس آیا صبح کی پھیلی ہلکی ہلکی روشنی میں دلشاد کو وہ منظر دھندلا نظر آرہا تھا۔

"تو میری دنیا کو آگ لگانے والی تھی آج میں تجھے زمین میں دفن کر دونگا اور رہی تیری ماں کی بات تو وہ مجھے ملی تو اسے بھی تیرے پاس جلدی پہنچا دونگا اور وہ تجھے پالنے والی ماں اس کا کام اب تک میرے ادمی تمام کر چکے ہونگے وہ بھی تیرا ویٹ کر رہی ہے جا اور اپنی سگی ماں کو زیادہ مس مت کرنا" اس آدمی نے دلکش سے کہا تو دلکش نے مسکراتے اس کی آنکھوں میں دیکھا دلشاد کو اس کے مسکرانے کا پتا اس

لی آواز سے چل گیا تھا۔

"تو مجھے دفن کر دے لیکن اپنے کرما سے کیسے بچے گا میں مر جاؤں گی تو یہ مت سمجھنا یہ کہانی ختم ہو گئی یہ کہانی آج ابھی یہی سے شروع ہو گی اور اس کا انجام تیری موت ہو گی۔۔میں تجھے بددعا دیتی ہوں تو زلیل و رسوا ہو گا تیری جائز اولاد تجھ پر تھوکنا پسند نہیں کرے گی تو خود کو اپنے ہاتھوں سے ختم کرے گا ان ہی ہاتھوں سے جن سے تو نے لاکھوں لوگوں کی زندگیاں تباہ کی ہیں" دلکش نے کہا تو اس شخص نے دلکش کے منہ پر پھر ایک زوردار تھپڑ دے مارا جس کی وجہ سے دلکش زمین بوس ہوئی پھر دلشاد نے دیکھا اس شخص نے شاید دلکش کو سیدھا کیا اور اسے گھسیٹتے ہوئے اس قبر تک لے کر آیا دلشاد نے لہو ہوتی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا۔

"پانی لاؤ" اس شخص نے کہا تو اس کے ایک آدمی نے اسے پانی لا کر دیا جسے اس شخص نے دلکش کے منہ پر دے مارا اس پانی کی وجہ سے دلکش کے پینڈ پر کیمرہ تو

صاف ہو گیا لیکن دلشاد کی جان حلق میں آئی وہ شخص ہاتھ میں چاقو پکڑے دلکش کے سامنے اس کے دائیاں ہاتھ لہراتے اس کی کلائی کاٹ چکا تھا جس سے خون زاروقطار نکلنے لگا یہ ہی عمل اس شخص نے دلکش کے بائیں ہاتھ پر کیا دلکش کی دونوں ہاتھوں کی نسیں کٹ چکی تھیں دلشاد ابھی دلکش سے قدمیں بڑے اس شخص کا چہرہ نہیں دیکھ پارہا تھا پھر دلشاد نے سنا۔

"تیرے منہ پر پانی اس لیے مارا ہے کہ اپنی موت کو صاف دیکھ سکے یہ ہے تیری موت اور یہ ہے تجھ جیسی گندگی کی جگہ" اس شخص نے دلکش کی کلائیوں کو اس کے سامنے لہراتے پھر قبر کی طرف اشارہ کرتے کہا اور کہتے ہی دلکش کو دھکا دیا دلکش اس قبر میں پیٹ کے بل جا گری دلکش کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہہ رہے تھے اسکی آنکھوں میں کچھ احوالے لہرا رہے تھے جن میں سب سے پہلے اسکی ماں پھر اس کے ڈیڈی اور پھر اسکی مومی کا تھا اور آخری احوالا دلشاد کا تھا جو مسکراتی آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اس کا ہاتھ تھام رہا تھا اور بس پھر

احواسے غائب ہوئے اور ان کی جگہ تاریخی نے لے لی لیکن تبھی ایک آواز سنائی دی دلشاد کو۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" وہ آواز سنتے دلشاد نے اس منظر کو دیکھا اپنی روکتی سانسوں کے ساتھ شاید اب کوئی وہاں ایسا ہو جو اس کی دلکش کو بچا لے لیکن پھر دلشاد نے اسکرین کی طرف دیکھا وہاں ریت کے ذرے گر رہے تھے اور وہ محسوس کر سکتا تھا اس کی دلکش زندہ تھی اس کی سانسیں چل رہیں تھیں لیکن اس کی دلکش کو دفنایا جا رہا تھا۔

دلشاد نے یہ دیکھتے ہی فون کی سکرین کو سائیڈ پر کیا اور نوریز کے روم کی طرف بڑھا دلشاد نے نوریز کو ساری معلومات بتاتے دلکش کو ڈھونڈنے میں ساتھ دینے کا کہا نوریز اور دلشاد نے اس ہاسپٹل سے لے کر ساری ان جگھوں پر دیکھا جہاں وہ لوگ دلکش کو لے کر جا سکتے تھے جہاں کے رستے ویران تھے پھر دلشاد نے مسز ہاشم کو سوچتے

دلکش کے گھر کی طرف گیا وہاں جا کر دیکھا تو وہ لوگ مسز ہاشم کو مار چکے تھے اور گھر کی حالت دیکھتے اندازہ لگایا جا سکتا تھا وہاں کی تلاشی لی گئی ہے وہ لوگ اپنے خلاف دلکش نے جو ثبوت اکھٹا کیے تھے وہ لے جا چکے ہیں وہاں سوسائٹی کے لوگ پہلے ہی پولیس کو انفارم کرتے مسز ہاشم کے گھر میں کچھ لوگوں کے گھسنے اور انھیں قتل کرنے کی ساری واردات بتا چکے تھے مسز ہاشم کی باڈی کو تحویل میں لیتے پولیس والے اپنی طرف سے انوسٹیگیشن شروع کر چکے تھے اس انویسٹیگیشن میں دلشاد نے اپنا نام کچھ سوچتے ہوئے منظر عام پر نہیں آنے دیا تھا لیکن پورا دن گزرتے دلشاد دلکش کی تلاش میں تھک چکا تھا اسی لیے رات کو دلشاد نے وہاں ایک مسجد میں روک کر اللہ کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلائے دلکش کے لیے اپنی بے بسی کا اظہار کیا نوریز نے دلشاد کو کئی دفعہ بھی کہا کہ شاید اب دلکش زندہ نہیں ہو لیکن دلشاد کا یقین تھا وہ زندہ ہے۔

"وہ میری سانسوں میں، میری روح میں اتر چکی ہے میرے احساسات محبت سے

دور عشق کی منزل طے کر چکے ہیں وہ میرا عشق میرا جنون بن چکی ہے ! !

میں تیرا کمزور، گنہگار بندا ہوں، میں مر رہا ہوں اس کے بغیر آج میں تیرے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہوں مجھے دلکش فاطمہ سے نوازدے۔۔ مجھے کوئی امید دلادے میرے اللہ اس آزمائش میں مجھے ایک راہ دکھادے تو نے مجھے یہ آزمائش دی ہے مجھے میرے مولا اس قابل سمجھا ہے میں اس میں تجھے سرخروع ہو کر دیکھاؤ گا بس تو میری مدد کر مجھے کوئی امید دکھادے یہ نا امیدی مجھے ماردے گی میری مدد کر میرے اللہ" دلشاد نے سسکتے ہوئے اپنے رب سے دعا کی دلشاد رات کے تین بجے جب اپنے فلیٹ پہنچا تو کسی جزبے کے تحت وہ دوبارہ وہی کیمرے کی ریکارڈنگ دیکھنے لگا اور دوبارہ دیکھتے بھی دلشاد کو کچھ بھی ایسا نہیں ملا کہ وہ دلکش کو تلاش کر سکے وہ اتنا ٹوٹ گیا تھا کہ اب اس کی امید ختم ہونے لگی تھی دلشاد ریکارڈنگ ایسے ہی چھوڑتے شاور لینے چلا گیا اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا آنکھیں لہو ہوتی جل رہیں تھیں وہ باہر نکلا تو اسے اپنے موبائل کی سکرین میں کچھ منظر دور سے حوالے کی صورت میں نظر آئے دلشاد نے

موبائل کی سمت قدم بڑھاتے جلدی موبائل تھاما وہ اسکرین کی طرف دیکھ رہا تھا اس کیمرے کے سامنے سے مٹی ہٹ رہی تھی یہ ریکارڈنگ دلشاد نے پہلے نہیں دیکھی تھی شاید اب بھی نہیں دیکھتا لیکن اللہ نے اسے رستہ دکھانا تھا اللہ کو اس کی آزمائش میں اس کی مدد کرنی تھی پھر دلشاد نے دیکھا ایک ہاتھ کو جس کی آخری انگلی میں ایک چاندی کی پرانے طرز کی مگر یونیک اسٹائل کی انگوٹھی تھی وہ انگلی وہ ہاتھ مردانہ تھا وہ شخص کچھ کہ رہا تھا دلکش کو کہ اٹھو تم سن رہی ہو مجھے پھر اس شخص نے اپنے ساتھ آدمی کو آوازدی کہ یہ زندہ ہے جلدی ڈاکٹر کو بلاؤ پھر دلشاد نے دیکھا وہ پینٹنڈ دوبارہ ریت کے ذروں پر گرا شاید وہ جو بھی تھا دلکش کو اپنی باہوں میں لیے اس پر سے مٹی جھٹک رہا تھا اور اسی بے دھیانی میں وہ پینٹنڈ زمین بوس ہوا تھا اور اس کے بعد ہر چیز بلینک تھی شاید وہ لوگ دوبارہ اس قبر کو ویسے ہی رکھنے کے لیے مٹی ڈال رہے تھے اور اسی قبر میں وہ پینٹنڈ بھی دفن ہو چکا تھا دلشاد نے اس انگوٹھی کے بارے میں امریکہ کے ہر جیولر سے معلوم کروایا دلکش کے بعد دلشاد مسز ہاشم کی باڈی ملتے ان کی تدفین کروا چکا تھا اور پاکستان چلا گیا کیونکہ اسکی ڈگری کمپلیٹ ہو چکی تھی اور وہاب صاحب بھی اسے واپس پاکستان آنے پر زور دے رہے تھے دلشاد کی

محبت سے صرف دو ہی لوگ واقف تھے نوریز اور ہالے پھر دلشاد وہاب خانزادہ نے اپنا امپائر وسیع کرتے بزنس کی دنیا میں شارپ بزنس مین کا خطاب حاصل کرتے انٹرنیشنل لیول پر ٹرسٹ بنوائے اپنی سکیورٹی ٹیم کو بلٹ کیا اور سی بی آئی سے جڑا دلشاد کی اس قدر کامیابی کے پیچھے صرف دلکش سے جدائی تھی اس نے زمین آسمان ایک کردیا دلکش کو تلاش کرنے کے لیے اس انگوٹھی والے شخص کو ڈھونڈنے کے لیے لیکن قسمت کا کھیل تھا کہ جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا اس کا سوراخ اسے تب ملا جب اس کی زندگی میں اس کی محرم نے قدم رکھا۔

حال:-

"وہ ہاتھ زین کمال تمہارا تھا میں تمہیں اپنی شادی پر پہچان گیا تھا کیونکہ میں تمہاری انگلی میں وہ انگوٹھی دیکھ چکا تھا لیکن تمہاری شکل نہیں دیکھ پایا لیکن جب تم سے

پہلی ملاقات ہوئی میں نے تمہارے بارے ساری معلومات نکلوائی جو خود میرے لیے بھی بہت مشکل تھا لیکن پھر بھی میں اپنی کوشش میں کامیاب ہو ہی گیا" دلشاد نے کہا تو ڈیول دلشاد کو ہی دیکھ رہا تھا دلکش سے وہ شخص اتنی محبت کرتا تھا جو اس کا بہنوئی تھا وہ تو سمجھتا تھا دلشاد اس کی بہن کو کبھی خوش نہیں رکھ پائے گا لیکن یہ تو وہ شخص تھا جو اپنی محبت کے ایک وعدے کے لیے اپنی محبت فراموش کرتے خود کو خطروں میں گھیر گیا تھا اور آج اپنی بیوی کے لیے اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ دلکش کہاں ہے یا وہ کون شخص تھا جسے نا صرف تم جانتے ہو بلکہ مجھ سے چھپانے کی بھی کوشش کر رہے ہو دلکش میری محبت نہیں ہے اب وہ میرا لاحاصل عشق بن گئی ہے میں اس کے ہر زخم ہر درد ہر تکلیف کا بدلہ لونگا میں دلکش کو انصاف ضرور دلاؤ گا اور وہ جو بھی شخص ہے ان کو تو ایسی سزا دلواؤ گا کہ لوگوں کہ لیے مثال قائم ہوگی ۔۔ لیکن اس وقت میرے لیے میرا وعدہ میرا فرض سب سے زیادہ ضروری اور اہم ہے میرے لیے میری بیوی میری محرم اہم اور

عزیز ہے" دلشاد نے نظریں اٹھائے لہو آنکھوں سے ڈیول کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہشام دلکش کہاں ہے؟" ڈیول نے ہشام کو دیکھتے دلشاد کو بنا جواب دیئے سوال کیا عنایہ ڈیول کے پاس نہیں تھی اور وہ جہاں تھی وہ دلشاد کو نہیں بتا سکتا تھا وہ دلشاد کو اس تک نہیں پہنچنے دے سکتا تھا لیکن دلکش تو اسی کے پاس تھی تو ڈیوڈ نے دلشاد یہ کیوں کہا کہ عنایہ اس کے پاس ہے جس کے پاس دلکش ہے لیکن اگر اس نے ایسا کہا ہے تو یقیناً دلکش کی جان کو خطرہ ہوگا۔

"اور فنیج میں ڈیول" ہشام نے نا سمجھی سے ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کال کر کے پوچھو" اس دفع ڈیول نے غصّے سے دھاڑتے ہوئے کہا جس پر ہشام ہڑبڑاتا کھڑا ہوتا نمبر ڈائل کرتے فون کان سے لگا گیا لیکن جیسے ہی ہشام نے سامنے کی بات سنی تو جیسے وہ خود سناٹوں کے زد میں آگیا۔

"دلکش کو وہاں سے دو دن پہلے ہی شفٹ کر دیا گیا تھا اور کرنے والے تمہارے کراچی کے گارڈز تھے ڈیول" ہشام نے ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کب ہوا۔۔ میری ناک کے نیچے میرے ہی بندوں کو استعمال کر کے وہ ایسا کیسا کر سکتے ہیں "ڈیول دھاڑا دلشاد بڑی گہری نظروں سے ڈیول اور ہشام کو دیکھ رہا تھا۔

"عنایہ، دلکش، کراچی، ہاسپٹل ڈیول کس شخص کو مجھ سے چھپا رہا تھا وہ کون ہو سکتا ہے، وہاں بس دو شخص تھے جن کو لوگ JR لیکن JR کا نام میں جانتا ہوں جاوید رؤف اور اسے ڈیول کیوں چھپائے گا اور دوسرا شخص J اس کا مطلب ؟" دلشاد نے ہر کڑی جوڑنے کی کوشش کی اور پھر دلشاد کی آنکھوں میں حیرت بے یقینی در آئی۔

"جمال حفیظ" دلشاد کی زبان نے اتنی آہستہ یہ نام ادا کیا کہ وہ خود ہی بہت مشکل سے

خود کو سن پایا۔

"ڈیول تم نے کہاں تھا بتاؤ گے کہ میری بیوی کہاں ہے۔۔بتاؤ مجھے اب" دلشاد دھاڑا دلشاد صرف شک کے بنا پر تو دعویٰ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ جمال حفیظ بھی یا نہیں ڈیول نے دلشاد کو دیکھتے ہشام اور جیک کی طرف دیکھا جو بلکل چپ ہو گئے تھے ڈیول نے دلشاد کو ایک نظر دیکھتے پھر کمرے سے نکلنے کے لیے قدم بڑھائے وہ کیا جواب دے سکتا تھا دلشاد کو اس لیے وہ دلشاد سے نظریں چرائے وہاں سے نکلنے کی سعی کی لیکن دلشاد کی آواز نے اسے دروازے پر ہی روکا۔

"زین کمال میری بیوی کہاں ہے؟؟" دلشاد نے پھر لہو آنکھوں سے مٹھیاں بھینچے ڈیول کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتے پوچھا لیکن اس دفعہ دلشاد کو جواب مل گیا تھا لیکن جواب دینے والا ان تینوں میں سے کوئی بھی نہیں تھا۔

"جمال حفیظ کے پاس" آیت دروازے پر ڈیول کے سامنے کھڑی ہوتی بولی ڈیول نے ہی نہیں آیت کو دلشاد، ہشام اور جیک نے بھی بے یقینی سے دیکھا آیت کو جمال حفیظ کا نام کیسے معلوم ؟۔

****

ہر طرف روشنی پھیل چکی تھی سورج پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا یہ منظر تھا کراچی کے ایک بنگلے کا جہاں صوفے پر ڈیول اور اس کے ساتھ والے صوفے پر دلشاد بیٹھا تھا پھر انھوں نے نظریں اٹھائے سیڑھیوں سے اترتے جمال حفیظ کو دیکھا جو انھیں ہی دیکھتے ہوئے ان کے سامنے صوفے پر براجمان ہوئے آج دلشاد کو ان کا چہرہ کسی بھیڑیے کے جیسا لگ رہا تھا دلشاد اور ڈیول صبح ہی کراچی کے لیے ڈیول کے چوپر میں آئے تھے ڈیول کا یہاں آنے کا مقصد جمال حفیظ کا اسے دھوکے لی وجہ اور دلکش کو ڈھونڈنا تھا جبکہ دلشاد اس وقت صرف اپنی بیوی کا سوچ رہا تھا۔

"میرا داماد اور بھتیجا ایک ساتھ "جمال حفیظ مسکراہٹ سجائے جانچتی نظروں سے انھیں دیکھتے ہوئے بولے۔

"مجھے میری بیوی کا دیدار کرنا ہے سسر جی" آج کئی دنوں بعد دلشاد کے چہرے پر وہی طنزیہ مسکراہٹ تھی جو اس کی مخصوص شخصیت کا حصّہ ہوا کرتی تھی۔

"اور اگر میں تمہیں دیدار نا کرواؤ تو داماد جی" جمال حفیظ نے مسکراتے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"حق حلال کی بیوی ہے سسر جی آپ کا ٹکلا تھوڑی نا ہے جو آپ جب چاہے اپنی کھیتی کو کٹوا دے اور جب چاہے آگا لیں" دلشاد کے طنز پر ڈیول نے رخ بدلتے اتنی سیریس سیچویشن میں بھی اپنی ہنسی چھپائی جبکہ حفیظ صاحب کے تو سر پر لگی تو پیروں

پر بجھی۔

"اپنی شکل لے کر دفعہ ہو جاؤ میری بیٹی تمہیں نہیں ملے گی" جمال حفیظ نے خود پر ضبط کرتے ہوئے غصّے سے دلشاد کو دیکھتے ہوئے کہا وہ جانتے تھے ڈیول اور دلشاد مار دھاڑ یہاں شروع نہیں کر سکتے وہ بھی جب تب عنایہ اور دلکش ان کے قبضے میں ہیں اور اب انھیں دلشاد سے کوئی خوف بھی نہیں تھا جاوید رؤف کے ساتھ مل کر انھوں نے اس کہانی کے سب سے اہم کردار کو ٹھکانے لگوانے کا بندوبست جو کر لیا تھا لیکن اس وقت اپنے پلین کے تحت وہ عمل کر رہے تھے۔

"سسر جی بی پی شوٹ ہو جائے گا غصّہ نہیں کرے۔۔لیکن آپ فکر نا کرے جیل جا کر آپ کی خاطر تو ازہ اور آپ کی صحت کا خیال بھرپور رکھا جائے گا" دلشاد نے اطمینان سے کہا تو جمال حفیظ انھیں غصے سے دیکھنے لگے۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟" جمال حفیظ نے کہا تو دلشاد مسکرایا۔

"یقین مانیں سسر جی اگر آپ کس لینے والے کام کرتے تو میں نے آپ کے لیے عمران ہاشمی کو بھی پیچھے چھوڑ دینا تھا" دلشاد نے کہا تو ڈیول کا قہقہہ گونجا وہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کب سے اپنی ہنسی کنٹرول کیے ہوئے تھا۔

"یہ وقت بتائے گا کہ کون کس کو جیل پہنچاتا ہے" جمال حفیظ نے ناگواری سے ڈیول کو دیکھتے پھر واپس دلشاد کو دیکھتے کہا۔

"میری بیوی کو بلاؤ سسر جی یہ نا ہو یہ سر پھرا خانزادہ اپنی بیوی کے لیے آپ کے اس محل کو آگ لگا دے" دلشاد نے کہا اور صوفے کی پشت پر ٹیک لگائے پیر پر پیر جما لیا۔

"میری بیٹی تمہیں اب کبھی نہیں ملے گی دلشاد وہاب خانزادہ ۔۔ میری بیٹی کو بھول جاؤ تم" جمال حفیظ نے بھی دلشاد کے انداز میں اسے جواب دیا۔

"میری بیوی ہے کوئی کھلونا نہیں جو مجھے وہ نہیں ملے گی تو میں بھول جاؤ اسے" دلشاد نے کہا۔

"تم بھول ہی جاؤ تو یہی بہتری ہے تمہارے لیے کیونکہ اب میں وہ جمال حفیظ نہیں رہا جو تم سے تمہاری دولت سے امپریس تھا آج میرے پاس ملک ، صدیقی اور رؤف بزنس کی طاقت اور دولت ہے میں آج اتنا طاقتور ہو کہ مجھے نا تم سے بنا کر رکھنے کی ضرورت ہے نا ہی اپنے اس ڈیول کے لباس میں فرشتہ صفت بھتیجے کی" جمال حفیظ نے مغرور ہوتے ہوئے اپنی طاقت کی دھونس جمائی چاہی دلشاد اور ڈیول پر۔

"آپ نے اب تک جو بھی کیا میں چپ رہا صرف اپنی پرنسس کے لیے میں نہیں

چاہتا کہ میری پرنسس آپ کا مقرو چہرہ دیکھے ورنہ میں آپ کی ہر عمل ہر راز سے واقف ہوں لیکن اگر آپ نے عنایہ اور دلکش کو میرے حوالے نہیں کیا تو میں ہر لحاظ بلائے طاق رکھ کر آپ کے سامنے آپ کے خلاف کھڑا ہونگا" اب ڈیول بولا جو کب سے چپ تھا ڈیول کی بات پر جمال حفیظ کا قہقہہ گونجا۔

"تم بھی کیا ڈیول ۔۔ اس گندگی کے ڈھیر کو برسوں مجھ سے چھپائے رکھا جسے میں نے ختم کرنے کے لیے دفنایا تھا اور اب بھی تمہیں اسی کی پڑی ہے دل تو نہیں آگیا تمہارا اس پر ویسے خوبصورت ہی اتنی ہے وہ اس کی ماں پر بھی تو میر۔۔" جمال حفیظ اپنی خباثت میں کچھ اور بھی کہتے کہ دلشاد اور ڈیول کی رگیں تن گئ اور ڈیول کی دھاڑ کی آواز اس بنگلے کی دیواروں نے سنی۔

"میرا رشتہ ہے تم سے جمال حفیظ اسی لیے لحاظ کر رہا ہوں لیکن یہ مت بھولنا کہ میں زین کمال سے ڈیول اپنی ماں کی تزلیل کا بدلہ لینے کے لیے بنا تھا میرے دل میں

عورت کا مقام اتنا اونچا ہے کہ میں عورت کے ٹوٹے ہوئے سر کے بال پر بھی پیر نہیں رکھ سکتا یہ گندے رشتے یہ عورتوں کے ساتھ غلاظت زین کمال حفیظ کے خون میں نہیں "ڈیول نے کہا تو جمال حفیظ نے دلشاد اور ڈیول کی تنی رگوں کو دیکھتے محتاط انداز اختیار کیا۔

"تم دونوں نکل جاؤ یہاں سے۔۔ڈیول اگر تم نے دلشاد کا ساتھ دیا تو مجھ سے میری بیٹی سے تمہارا کوئی رشتہ کوئی بھی تعلق نہیں رہے گا اور تم دلشاد خلاء کے پیپرز تم تک پہنچ جائے گے میں اپنی بیٹی کی شادی اب جاوید رؤف کے بیٹے۔۔"جمال حفیظ کچھ اور بھی بولتا کہ دلشاد نے کھڑے ہوتے سامنے پڑی ٹیبل پر زور سے کک مارتے ٹیبل کو دور کرتے صوفے سے ٹکرانے پر مجبور کر دیا۔

"میری بیوی کا نام اگر کسی بھی غیر مرد کے ساتھ لیا تو سسر جی کفن نصیب نہیں ہونے دے گا یہ سر پھرا خانزادہ تمہیں "دلشاد کی دھاڑ اور غصے سے پھولی تنی رگوں کو

دیکھتے جمال حفیظ نے بے جاں تھوک نگلا۔

"میں تمہارا الحاظ صرف تمہاری بیٹی اور اپنی بیوی کے لیے کر رہا ہوں ورنہ تجھ جیسے گرے ہوئے انسان کی ہڈیوں کا سرما بنانا میرے لیے کوئی مشکل نہیں" دلشاد نے کہا دلشاد کی بات پر جمال حفیظ کچھ کہتے کہ انھیں دلشاد کے پیچھے دیوار پر لگے مرر سے عنایہ کا عکس نظر آیا وہ عنایہ کو پہلے ہی اپنے جال میں پھنسا چکے تھے دلشاد کے خلاف کرنے کے لیے وہ عنایہ کے دل میں زہر مسلسل گھولے جا رہے تھے لیکن ایک وہ معصوم پری تھی جسے اپنے شہزادہ پر یقین تھا کہ وہ اپنے باپ کی بھی بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہو رہی تھی اور یہی وقت تھا جمال حفیظ کا کہ وہ عنایہ کو دلشاد سے بدظن کر سکے۔

"تم میری بیٹی سے محبت نہیں کرتے دلشاد تم نے صرف اس کا استعمال کیا ہے اپنی پہلی محبت کو پانے کے لیے دلکش کے لیے اس غلیظ لڑکی کے لیے جو ڈیول

کے پاس تھی میری بیٹی کے جزباتوں کے ساتھ کھیلا ہے مانتا ہو یہ شادی تم نے میری عزت بچانے کے لیے اپنے باپ کے کہنے پر کی تھی لیکن مجھے جیسے ہی اس لڑکی کا پتا چلا میں اپنی بیٹی کو لینے اسلام آباد پہنچا اور وہاں دیکھا کہ تمہارے گھر پر حملہ ہو رہا ہے میں نے بہت مشکل سے اپنی بیٹی کو بچایا ہے وہاں سے اور اس میں میرا اور میری بیٹی کا کوئی قصور نہیں جاوید رؤف میرا بزنس پارٹنر ہے اور میں نے بھی غلط کام کیے ہیں میں مانتا ہو تم مجھے سزا دینا چاہتے ہو تو دو لیکن میری بیٹی کے جزباتوں کے ساتھ مت کھیلو اور زین تم تم تو میرے بیٹے کی طرح ہو میرے مرحوم بھائی کی آخری نشانی تم تو اسے سمجھاؤ تم کیوں اس لڑکی کے چکر میں پڑ کر اپنی پرنسس کی زندگی برباد کر رہے ہو وہ بہت معصوم ہے دلشاد اسے طلاق مت دینا وہ مر جائے گی وہ تو جب سے یہاں پر آئی ہے تمہارا ہی نام لیے جا رہی ہے بیٹا" جمال حفیظ دلشاد اور ڈیول سے یہ کہتے ہی دلشاد کے سامنے ہاتھ جوڑ گئے جبکہ دلشاد اور ڈیول نے ایک دوسرے کو دیکھا کہ یہ شیطان اچانک فرشتہ کیسے بن گیا؟ تب ہی عنایہ سیڑیاں اترنے لگی آہٹ پر دلشاد اور ڈیول نے نظریں اٹھائیں تو عنایہ کو دیکھتے جیسے دلشاد کی نظریں ٹھہر گئی اتنے دنوں کی بے قراری کو جیسے آج سکون مل گیا تھا دلشاد نے عنایہ کی طرف

قدم بڑھائے۔

دلشاد نے عنایہ کہ سمت قدم بڑھائے عنایہ بھی دلشاد کو دیکھتے قدم بڑھا رہی تھی دلشاد عنایہ کے بلکل قریب آکر دو قدم کے فاصلے پر روکا دلشاد کو اپنے اتنے قریب دیکھتے عنایہ کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹے ڈیول چپ چاپ کھڑا دلشاد اور عنایہ کو دیکھتے سوچتی نظروں سے جمال حفیظ کو دیکھنے لگا ڈیول سمجھ گیا تھا کہ جمال حفیظ نے جو بھی سب کہا ہے وہ عنایہ کی نظر میں دلشاد کو غلط ثابت کرنے کے لیے کہا ہوگا یقیناً جمال حفیظ نے عنایہ کو وہاں کھڑا دیکھ لیا ہوگا اس کی معصوم پرنسس کو اپنی باتوں میں الجھانے کی بھی کوشش کی ہوگی لیکن وہ معصوم ان کی بات کو ماننے سے انکار کر رہی ہوگی تبھی اسے دلشاد کے خلاف کرنے کے لیے یہ ناٹک کیا ہوگا۔

"عنایہ۔۔ تم ٹھیک ہو" دلشاد نے ایک قدم آگے لیتے کہا تو عنایہ نے دو قدم پیچھے لیے عنایہ کی حرکت پر دلشاد نے لہو ہوتی آنکھوں سے عنایہ کی طرف دیکھا جبکہ جمال حفیظ

کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ در آئی۔

"دور۔۔رہیے مجھ سے" عنایہ نے کپکپاتی آوازیں دلشاد سے کہا۔

"آپ۔۔مجھے۔۔طلاق دینا چاہتے ہیں" عنایہ نے ٹوٹے الفاظ میں کہا۔

"نہیں۔۔کبھ۔۔" دلشاد نے عنایہ کی طرف ایک اور قدم بڑھاتے اپنی صفائی دینی چاہیے عنایہ کے چہرے پر گرتے آنسو کپکپاتی آواز دلشاد کو تکلیف میں بتلا کر رہے تھے جبکہ دلشاد کی تکلیف کسی کے چہرے پر بے جاں مسکراہٹ کا باعث بنی اور عنایہ پھر دلشاد سے ایک قدم پیچھے لے گئی اور دلشاد کی بات سرعت سے کاٹی۔

"آپ نے مجھے استعمال کیا اپنی۔۔اپنی پہلی محبت کو حاصل کرنے کے لیے آپ نے مجھے استعما۔۔استعمال کیا" عنایہ اب کی دفعہ روتی ہوئی چیختی ہوئی بولی جبکہ اس

لی بات پر دلشاد کے جسم کا سارا خون دماغ پر سوار ہوا وہ تو عورت کی کبھی تزلیل نہیں کر سکتا تھا ہاں طنز اور دھمکی وہ دیتا تھا سب کو کیونکہ وہ اس کے اپنے تھے اس کا مان رکھتے تھے اور دلشاد کو روعب رکھنے کا حق بھی تھا لیکن عنایہ کو تو اس نے تب عزت کا درجہ دیا جب وہ اس کی زندگی میں آن چاہی عورت کے طور پر آئی تھی کبھی کسی کو ظاہر تک نہیں ہونے دیا کہ وہ دلشاد کی آن چاہی بیوی ہے اس نے تو عنایہ پر اپنی محبتیں لوٹائی تھیں لیکن استعمال کا لفظ سنتے دلشاد کا ہاتھ اٹھا اور عنایہ کے منہ پر نشان چھوڑ گیا۔

"استعمال۔۔ میں تمہیں استعمال کروگا تمہیں۔۔ تم میری بیوی ہو میری عزت۔۔ میں نے کبھی تم پر اک انچ نہیں آنے دی میں پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا ہو تمہیں کب سے اور میں تمہیں استعمال کرونگا" دلشاد اب کی دفعہ ہر ضبط توڑتا دھاڑا اور عنایہ کو دیکھتے اپنے سینے پر انگلی رکھتے کہا۔

"سب دھوکا تھا میرے زریعے اپنی پہلی محبت تک جو پہنچا تھا آپ کو" عنایہ نے اپنے گال پر ہاتھ رکھتے آنسوؤں سے تر چہرے سے کہا جبکہ عنایہ کی بات اور حالت کو دیکھتے دلشاد کا دل کچھ نرم پڑا۔

"بکواس بند کرو عنایہ میری بیوی ہو تم میری زندگی میں تمہارے علاوہ کسی بھی دوسری عورت کی گنجائش نہیں ہے میں نے کبھی کسی کی حق تلفی نہیں کی میری محبت ، میرے ساتھ ، میرے نام پر صرف تمہارا حق ہے ۔۔ اور تم دلکش کی بات کر رہی ہو میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں لیکن اس کے لیے میں نے تمہیں استعمال نہیں کیا اور اگر میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں تو صرف اس لیے کہ دلکش اور اپنے دشمنوں کو سزا دلوا سکو" دلشاد نے اب کی دفعہ ایک ہی جست میں عنایہ تک پہنچتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کے آنسو صاف کرتے کہا عنایہ نے نظریں اٹھائے دلشاد کو دیکھا عنایہ کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے دلشاد کی نظریں عنایہ کے گال پر گئی جہاں دلشاد کی انگلیوں کا نشان بن گیا تھا دلشاد نے اس

نشان کو عنایہ پر جھکتے اپنے لبوں سے چھوا دلشاد کے محبت کے احساس کو محسوس کرتے عنایہ کا دل بھر آیا جبکہ عنایہ اور دلشاد کو اتنا قریب دیکھتے جمال حفیظ نے غصّے سے اپنا رخ پھیر لیا وہ اپنے طیش میں آتے عنایہ کو اپنے خلاف نہیں کر سکتے تھے جبکہ ڈیول کے لبوں پر جمال حفیظ کا چہرہ دیکھتے مسکراہٹ آئی اور وہ دلشاد اور عنایہ کو نہیں بلکہ جمال حفیظ کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ سمجھتے۔۔کیا ہیں خود کو دور۔۔ ہٹیں مجھ سے" عنایہ نے گھبراتے ہوئے کہا تو دلشاد کے لب مسکرائے دلشاد نے اپنی ناک عنایہ کی ناک سے مس کی دلشاد کے عمل پر عنایہ کا چہرہ سرخ ہوا جسے دیکھتے دلشاد عنایہ کے ہونٹوں کو اپنے لبوں سے چھو لیا اور پیچھے ہٹا جبکہ عنایہ شرم سے نظریں بھی نا اٹھا پائی۔

"تمہارا دہشتی شوہر" دلشاد نے عنایہ کے نچلے ہونٹ کو اپنے انگوٹھے سے رب کرتے خمار آلودہ لہجے میں سرگوشی نما انداز میں کہا۔

"میری بیٹی سے دور ہو جاؤ" جمال حفیظ اب غصّے سے بولے تو دلشاد نے گردن موڑ کر ان کا سرخ چہرا دیکھا۔

"ایسے کیسے دور ہو جاؤ سسر جی شادی کرواتے وقت تو بڑے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے آپ کے۔۔ اب آپ کو نانا بھی تو بنانا ہے اور نانا بننے پر لڈو بھی تو کھلانا فرض بنتا ہے میرا" دلشاد نے طنزیہ مسکراہٹ لیے عنایہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تو عنایہ اپنے اس ڈھیٹ اور بے شرم شوہر کو دیکھنے لگی کیسی بے باکی سے اس کے باپ سے بات کر رہا تھا جبکہ ڈیول نے بھی رخ دلشاد اور عنایہ کی طرف کیا جبکہ دلشاد کی بات پر جمال حفیظ نے دلشاد کو خونخوار نظروں سے گھورا لیکن پھر اپنی بیٹی کو دیکھتے آنکھوں میں نمی لے آئے۔

"تم میری بیٹی کو ابھی طلاق دینے والے تھے اور اب کیا مقصد رہ گیا ہے تمہارا جو

اسے استعمال کرنا چاہتے ہو؟"جمال حفیظ نے ایک بار پھر نم آنکھوں سے اپنی اداکاری جاری رکھتے کہا تو عنایہ کے دل میں پھر بدگمانی جگہ بنانے لگی۔

"دلشاد نے ایسا کچھ نہیں کہا پرنسس۔۔یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے اور دلکش میرے پاس تھی لیکن اب اس شخص کے پاس ہے یہ دلکش کے ذریعہ ہمیں بلیک میل کرنا اور اپنے گناہ جلانا چاہتا ہے"ڈیول نے غصّے سے کہا تو عنایہ نے پہلے ڈیول اور پھر اپنے باپ کو دیکھا عنایہ یہ جانتی تھی کہ ڈیول کی اور جمال صاحب کی بنتی نہیں ہے وہ یہ سمجھتی تھی کہ ڈیول جمال حفیظ سے اس لیے کٹا ہوا رہتا ہے کیونکہ انھوں نے ڈیول کو اپنے ساتھ رہنے نہیں دیا لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی ڈیول جمال حفیظ سے اس کے گناہوں اس کے مقرو چہرے کی وجہ اس سے زیادہ بات کرنا اور ملنا پسند نہیں کرتا تھا اور عنایہ کی سوچ ڈیول اور جمال حفیظ دونوں ہی جانتے تھے لیکن ڈیول اسے تکلیف نہیں پہچانا چاہتا تھا اسی لیے اس کی غلط فہمی کو کبھی دور نہیں کیا۔

"جھوٹ کیوں بولتے ہو ڈیول میں اپنے تمام غلط کاموں کا اعتراف اپنی بیٹی کے سامنے کر چکا ہو اور دلشاد کی سچائی بھی بتا چکا ہو اور تم ۔۔ تمہارے بارے میں تو سب ہی جانتے ہے کہ تم کیا چیز ہو اور اس لڑکی کو بھی تم نے اپنی رکھیل ۔۔۔" جمال حفیظ غصّے سے کہتے کہ دلشاد اور ڈیول دھاڑے ۔

"بکو اس بند کرو ذلیل انسان "ڈیول اور دلشاد کی دھاڑ پورے بنگلے میں گونجی تو عنایہ سے اپنے باپ کے لیے اپنے بھائی اور اپنے شوہر کا چلانا اور گالی برداشت نہیں ہوئی عنایہ ایک بیٹی تھی وہ اپنے باپ کو غلط کیسے سمجھ سکتی تھی وہ بھی اس باپ کو جس نے اس کے لیے اپنی پوری زندگی گزار دی تھی اور جب اس کا باپ اسکے سامنے اپنے غلط کاموں سے کمائے پیسے کے گناہ کو قبول کر سکتا ہے تو وہ ڈیول اور دلشاد کے معاملے میں اس سے جھوٹ کیوں بولے گا جبکہ اس کے باپ کو پتا ہے کہ عنایہ رشتوں کے لیے کتنا ترستی رہی ہے پوری زندگی لیکن دلشاد کے استعمال اور طلاق والی بات پر عنایہ کو اپنے باپ کی بات پر بھی یقین نہیں تھا نایہ کہ ڈیول کسی عورت

کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھ سکتا ہے وہ اپنے بھائی کو جانتی تھی وہ اپنے شوہر کو بھی جانتی تھی جس شخص نے زندگی کی نئی شروعات کرتے ہوئے ہی عنایہ کو سب کلیر کر لیا تھا تو وہ اپنی پہلی محبت کے لیے اسے کیسے استعمال کر سکتا تھا لیکن وہ تھی تو عورت اپنے شوہر کے نام کے ساتھ دوسری عورت کا نام جڑتا دیکھ بدگمان ہونے لگی تھی تمام حقائق کو جھٹلاتے ہوئے بھی عنایہ الجھن کے بھور میں پھنسی تھی ان تین مردوں کی بیچ جن میں ایک اس کا باپ تھا جس نے بچپن سے لے کر اب تک اسے بے انتہا پیار دیا تھا دوسرا اس کا بھائی جو اس پر جان چھڑکتا تھا اور تیسرا اس کا شوہر جو اپنی ماضی کی محبت کو بلائے طاق رکھ کر اس پر محبتیں نچھاور کرتا تھا لیکن شاید آج قسمت دلشاد اور ڈیول کے لیے اچھی نہیں تھی اسی لیے تو عنایہ نے نا چاہتے ہوئے بھی اپنے باپ کی باتوں پر لبیک کہنا ضروری سمجھا۔

"آپ لوگوں کو کوئی حق نہیں میرے ڈیڈ سے ایسے بات کرنے کا۔۔ آپ لوگ چلے جائیں یہاں سے" عنایہ دلشاد کا ہاتھ دھاڑنے کی وجہ سے اپنے کندھے سے ہٹتے ہی

بھاگتی ہوئی جمال حفیظ تک پہنچتی ان کے سینے پر اپنے بازو پھیلا گئی اور چلا کر گویا ہوئی۔

"پرنسس۔۔"ڈیول نے کچھ کہنا چاہا جب عنایہ نے ڈیول کی بات کاٹی۔

"زی بھائی آپ کی وجہ سے انھوں نے مجھ سے بدلہ لیا مجھ سے شادی کی ڈیڈ سہی کہتے ہیں۔۔۔مجھے نہیں ملنا نا ہی جانا ہے آپ کے ساتھ کہی بھی آپ لوگ چلے جائیں یہاں سے "عنایہ نے کہا تو دلشاد غصّے سے آگے عنایہ کی سمت بڑھا جب سے ہر طریقے سے وہ اس بے وقوف لڑکی کو سمجھا چکا تھا لیکن ایک عنایہ تھی جسے سمجھ ہی کچھ نہیں آکر دے رہی تھی اب تو دلشاد کا صبر بھی جواب دے گیا تھا لیکن کچھ سوچتے ہوئے ڈیول نے عنایہ کو دیکھا جو نم آنکھوں سے اپنے باپ کے سینے پر بازو پھیلائے کھڑی تھی اور جمال حفیظ اپنی فتح پر مسکرا رہا تھا اور پھر ڈیول آگے ہوا ڈیول نے دلشاد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے دلشاد کو روکا جس پر دلشاد نے گردن موڑے

ڈیول کو دیکھا۔

"دلشاد ابھی عنایہ کو تم یہی رہنے دو جمال حفیظ اس کا باپ ہے عنایہ کو نقصان نہیں پہنچائے گا میں جانتا ہوں اور عنایہ کی حالت دیکھو یہ اگر اس حالت میں تمہارے ساتھ گئی تو اور اپنے باپ کی وجہ سے اپنی طبیعت خراب کر لے گی اور ابھی وہ بہت بدگمان ہے ہم سے سمجھو میری بات کو۔۔میں وعدہ کرتا ہو تم سے۔۔تمہاری بیوی کو تم تک پہنچا دوں گا لیکن ابھی تم یہاں سے چلو" ڈیول نے دلشاد سے بہت آہستہ آواز میں کہا تو دلشاد نے ناگواری سے پہلے جمال حفیظ کو اور پھر نرم دل سے عنایہ کو دیکھتے اس کے بارے میں سوچا پھر ڈیول کی طرف رخ کرتے سر اثبات میں ہلا گیا۔

"میں جا رہا ہوں لیکن یاد رکھنا میری بیوی پر اگر نامحرم کا سایہ بھی پڑا تو تمہارا نام صفائے ہستی سے مٹا دے گا دلشاد وہاب خانزادہ" دلشاد نے کہا تو عنایہ نے دلشاد کو

اور پھر اپنے باپ کو نا سمجھی سے دیکھا کیونکہ وہ نامحرم والی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی اس نے صرف اتنا سنا تھا جتنا جمال صاحب نے اسے سنانا چاہا تھا جبکہ ڈیول نے ایک طنزیہ نظر جمال حفیظ پر ڈالتے دلشاد کے پیچھے قدم بڑھائے دلشاد اور ڈیول پورچ میں آکر رکے تھے جب جمال حفیظ کی آواز نے انھیں اپنی طرف متوجہ لیا۔

"دلشاد وہاب خانزادہ اور ڈیول کنگ اپنی پہلی ہار مبارک ہو" جمال حفیظ نے کہا تو دلشاد اور ڈیول سیدھا ہوتے اسے دیکھنے لگے۔

"ڈیول کنگ تم سے اب تمہاری سلطنت چھننے والی ہے اور دلشاد وہاب خانزادہ تمہاری بربادی آج سے شروع ہوتی ہے" جمال حفیظ نے کہا تو دلشاد مسکرایا۔

"سسر جی میری بربادی شروع ہوتی ہے یا آپ کی تباہی یہ وقت بتائے گا" دلشاد نے

کہا تو جمال حفیظ کا قہقہہ گونجا۔

"تم نے چھ سال لگا دیے دلشاد وہاب خانزادہ سنجیدگی سے مجھے ڈھونڈنے میں کیا ملا تمہیں بیوی بھی تمہاری میرے پاس ہے اور تمہاری پہلی عاشقی بھی "جمال حفیظ نے کہا تو دلشاد نے قدم اٹھاتے جمال حفیظ سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا۔

"میں نے سنجیدگی سے چھ سال تمہیں ڈھونڈنے میں نہیں اپنا نام اپنا مقام بنانے میں لگائے ہیں اور میرا لاحاصل عشق وسیلہ تھا میرے لیے اللہ کی طرف سے تم جیسے درندوں کو ان کے انجام تک پہچانے کے لیے اب صرف تمہارا انجام باقی ہے سسر جی ۔۔اور یہ انجام کا کھیل تو دلشاد وہاب خانزادہ اب مزاحیہ ہو کر کھیلے گا اور تمہارے چھکے نا چھڑا دیئے تو میں بھی سر پھرا خانزادہ نہیں کمینے سسر جی "دلشاد نے کہا تو جمال حفیظ اپنے لیے گالی سنتا غصّے سے آگ بگولا ہوتا دلشاد پر ہاتھ اٹھانے لگا جسے ڈیول نے پکڑا جبکہ دلشاد خاموشی سے مسکراتے ہوئے جمال حفیظ کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈالے اسے للکار رہا تھا۔

"میرے بہنوئی کا اگر بال بھی بیکا ہوا تو تمہارا خون میرے جوتے کے تلوں کو دھوئے گا تم ڈیول کنگ کا وہ روپ دیکھو گے جس سے ایک دنیا کانپتی ہے" ڈیول نے کہتے جمال حفیظ کا ہاتھ جھٹکا۔

"تم ڈیول کنگ تم ۔۔ تم میرے بھتیجے ہو لیکن افسوس پہلے تم نے ایک گندگی کو مجھ سے چھپاتے مجھے دھوکا دیا اور پھر اپنی بیوی کی فرمائش پر صرف اس کے باپ کی ڈائری کے لیے تم نے قاسم رؤف کو موت کے گھاٹ اتارا اتنا ڈراما کروایا میں نے بھی تمہاری باتوں میں آتے تمہارے کھیل کا حصہ بن گیا لیکن اصل بات تو مجھے اب بتا چلی صدیقی نے اس ڈائری کے کور میں چپ چھپائی تھی جس میں نا صرف اس کے گناہوں کے ثبوت تھے بلکہ سلطان ملک ،قاسم رؤف ،جاوید رؤف اور میرے خلاف بھی ثبوت تھے اور اب جاوید رؤف مجھ سے تمہاری وجہ سے غصّہ ہے وہ

چپ تو جاوید رؤف تمہاری بیوی کے ہاتھ لگنے سے پہلے اس ڈائری سے نکلوا چکا تھا کسی کو بنا بتائے اور اسے تو میں نے سنبھال لیا یہ کہ کر کے میں تمہاری سلطنت ختم کرنے میں اس کی مدد کرو گا اب جاوید رؤف کو امریکہ میں اپنی دہشت جمانی ہے اور پھر مجھے اور اسے پاکستان میں شرافت کا لبادہ اوڑھتے اپنی سلطنت بنانی ہے۔۔۔ اور اب تم دیکھنا کیسے تم لوگ بھیک مانگو کے اپنی زندگی کی ہمارے سامنے اسی لیے اب بھی کہتا ہو۔۔ چھوڑو یہ خدمت خلق ہاتھ ملا لو ہمارے ساتھ بیٹی بھی دے دوں گا تمہیں اور اپنے بزنس میں حصّہ داری بھی" جمال حفیظ نے کہا تو دلشاد اور ڈیول خاموش رہے پہلے انھوں نے جمال حفیظ کو دیکھا پھر گردن موڑے ایک دوسرے کو اور پھر ان کا قہقہہ ایک ساتھ فضا میں گونجا۔

"تیرے باپ کا ہے پاکستان؟؟ اپنے آپ کو پٹواری اور ہمیں زرداری سمجھا ہے لیا..."کمینے سسر جی" دلشاد نے کہا تو دلشاد کی بات پر ڈیول کا منہ بن گیا جبکہ جمال حفیظ نے دلشاد کے طنز کو سنتے غصے سے پہلو بدلہ۔

"اس کا باپ میرے دادا ہے" ڈیول نے منہ بناتے کہا تو دلشاد کو جیسے افسوس ہوا۔

"اووہ" دلشاد نے سیٹی کی شیپ میں ہونٹ کرتے کہا تو ڈیول نے بھی اپنا منہ سہی لیا۔

"تم لوگوں کو دیکھ لونگا میں اور فی الحال تو کل کا سورج تم لوگوں کی زندگیوں میں بربادی کی شروعات لے کر طلوع ہوگا" جمال حفیظ نے اپنا غصّہ ضبط کرتے انھیں دیکھتے کہا۔

"دیکھتے ہیں" جمال حفیظ کی بات کا جواب اب ڈیول نے دیا تھا جبکہ دلشاد خاموش تھا اور جمال حفیظ ڈیول کی بات سنتے ان دونوں کو گھورتے وہاں سے چلے گئے۔

"تم میری سائیڈ پر کیوں ہو؟؟ سالے صاحب" دلشاد نے آئبرو ریز کرتے پوچھا۔

"کیونکہ مجھے تم اچھے لگنے لگ

گئے ہوں" ڈیول نے سادگی سے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے قدم کار کی سمت لے لیا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا تمہاری نیت خراب ہے مجھ پر" دلشاد نے اپنا کوٹ سہی کرتے کہا تو ڈیول نے گردن موڑے دلشاد کی حرکت کو دیکھا۔

"میری نیت نہیں تیرا دماغ خراب ہے کمینے" دلشاد کی حرکت پر ڈیول جل کر بولا جبکہ

اس کی بات پر دلشاد کا قہقہہ گونجا اور ان دونوں نے قدم گاڑی کی سمت بڑھا لیے۔

ڈیول اور دلشاد کراچی آتے ہی پیلس کا رخ کر گئے دلشاد عنایہ اور تمام مسلوں کی وجہ سے سو نہیں پایا تھا دلشاد پورے رستے چوپر میں بھی غیر آرام دہ حالت میں سوتا رہا اور ڈیول شکر کا کلمہ پڑھ رہا تھا کیونکہ دلشاد اسے آج تپا تپا کر جل بھن جانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا پھر ڈیول سر جھٹکتے آنے والے وقت کے بارے میں پلان ترتیب دے رہا تھا دلشاد اب بھی کار میں بھی سو رہا تھا اور ڈیول اپنے برابر میں سوتے دلشاد کو دیکھتے بے جان ڈمپل کی نمائش کرتے سوچ رہا تھا شکل سے کتنا سنجیدہ انسان لگتا ہے خانزادہ لیکن سوتے وقت بلکل معصوم بچہ پیلس کے پورچ میں کار کھڑی کرتے ڈیول نے دلشاد کو جگایا اور کیز گارڈ کے حوالے کیں اور پھر دونوں نے پیلس کے اندر قدم رکھے۔

پیلس میں داہم ، نوریز، ہالے، نمل ، جیک ، عائشہ ،ہشام ، مہک اور آیت موجود تھے

داہم لوگوں کو ہشام نے ڈیول کی کال پر سب کو ہی پیلس بلایا تھا اور اب وہ سب کوئی بات کر رہے تھے جب ڈیول اور دلشاد کو آتا دیکھتے داہم نے دلشاد کو دیکھتے اپنے ماتھے سے نا آنے والے پسینے صاف کیے تو ہشام اور جیک نے ڈیول کو دیکھتے تھوک نگلا اور باقی خواتین اور نوریز تو ان تینوں کی بنے والی درگت کو انجوائے کرنے کا ارادہ کرتے سیدھے ہو کر بیٹھے تھے اور وہی آیت ڈیول کو دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"کیا ہوا ڈارلنگ ایسے کیوں گھور رہی ہو؟" آیت کو دیکھتے ڈیول کی ساری تھکن دور ہوئی تو ڈمپل کی نمائش کرتے اپنی غنڈی آفت کو دیکھتے پوچھنے لگا جبکہ دلشاد اپنا کوٹ صوفے کی پشت پر رکھتا صوفے پر اپنی نشست سنبھال گیا۔

"دیکھ رہی ہو کتنے بڑے کمینے ہو تم ڈیول" آیت نے گھورتے ہوئے ڈیول سے کہا تو ڈیول نا سمجھی سے آیت کو دیکھتے ہوئے آرام سے چلتا اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

"شکریہ.... لیکن اتنی عزت ! ! خیریت تو ہے میری جان "ڈیول کے اطمینان میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی جبکہ ہشام اور جیک ایک دوسرے کو دیکھتے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو مرنے کا اشارہ کیا آج تو وہ دونوں گئے کیونکہ داہم کی شرارت میں ساتھ دیتے ان دونوں نے ڈیول کے بارے میں اتنی لڑکیوں کا ذکر آیت کے سامنے کر ڈالا تھا کہ اگر ڈیول کو پتا چل جاتا تو آج وہ ڈیول کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرماتے۔

"ڈیول کتنی لڑکیوں کے ساتھ منہ کالا کیا ہے اب تک تم نے "آیت نے ڈیول کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو جیک اور ہشام کا حلق خشک ہونا شروع ہوگیا لیکن ڈیول اپنے ڈمپل کی نمائش کرتے گلا کھنکھارتا آیت سے گویا ہوا۔

"میری جان --- تم واحد ہو جس کا منہ لال کیا ہے میں نے ---- میں اپنے بہنوئی کی قسم کھاتا ہوں "ڈیول نے بے باک ہوتے آیت کو اپنی نگاہوں کے حصار میں لیتے

کہا تو آیت کے گال دھکنے لگے جبکہ دلشاد نے ڈیول کو گھور کر دیکھا۔

"بھابھی گن لوڈ کر کے دوں یا آپ خود کر لیں گی اور ایک گولی میری طرف سے بھی ماریں گا کمینے نے میری جھوٹی قسم کھائی ہے بھری جوانی میں میری بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہے" دلشاد نے کہا تو ڈیول کے ساتھ سب کا قہقہہ گونجا جبکہ آیت اب بھی ڈیول کو مشکوک نظروں سے گھور رہی تھی جس پر اب ڈیول نے منہ بنایا اور آیت کے پیچھے صوفے کی پشت سے اپنے ہاتھ ہٹایا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا لیکن اب بھی بیٹھا آیت کے پاس ہی تھا اور ڈیول کا یہ سب کرنے کا مقصد آیت کے لیے ناراضگی کا اعلان تھا جس کو سمجھتے آیت نے ایک آہ بھری۔

"سڑے ہوئے سالے۔۔جلدی بولو جو بولنا ہے مجھے ویسے ہی اپنی بیوی پر بے تحاشہ غصّہ ہے جس کی وجہ سے میری نیندیں حرام ہو چکی ہیں۔۔اور میں مزید یہاں بیٹھ نہیں سکتا مجھے میری بیوی لا کر دو ورنہ میں نے اس ویلن سسر جی پر کراچی کے کتے

چھوڑ دینے ہیں ویسے بھی سنا ہے کراچی میں کتوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے ان بچاروں کو چلو ایک وقت کا کھانا تو نصیب ہوگا" دلشاد نے بے زاریت سے اپنے پرانے روپ میں آتے ڈیول سے کہا تو ڈیول کو تو واقعی اس وقت وہ سرپھرا شخص ہی لگا لیکن اپنی بے عزتی بھی ڈیول کو کہا برداشت تھی چلو بیوی کرتی ہے الگ بات ہے لیکن اب بہنوئی کو تو ڈھیل نہیں دے سکتا نا۔

"تم تمیز سے بات نہیں کر سکتے اور بیوی تو ایسے مانگ رہے ہو جیسے میری بہن تمہاری بیوی نا ہوئی کوئی چاکلیٹ ہو" ڈیول نے دلشاد کو طنز کرتے تیوری چڑھا کر کہا تو دلشاد مسکرایا جبکہ باقی سب یہ سین بڑے شوک سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔

"اوہ۔۔ اوکے" دلشاد کو جیسے واقعی ڈیول کی بے عزتی کرتے افسوس ہوا اور دلشاد کے چہرے کو دیکھتے ڈیول نے کے تاشرات نوٹ کرتے آنکھوں کو سکیڑتے دلشاد کو دیکھا یقیناً اب کوئی طنز ڈیول کو پڑنے والا تھا۔

"سڑے ہوئے سالے صاحب ۔۔جلدی بکو جو بکنا ہے" دلشاد نے مسکراتے ہوئے ڈیول کا دل جلایا جبکہ آیت نے اپنی ہنسی پر مشکل سے قابو کیا تو باقی سب نے قہقہہ روکنے کے لیے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے باتیں شروع کردی کیونکہ ڈیول نے پہلے سب کو دیکھتے پھر آیت کے کھلکھلانے کی آواز سنتے ہی کینہ توڑ نظروں سے رخ آیت کی طرف پھیرتے اسے دیکھا تھا جس پر آیت نے منہ پر ہاتھ رکھتے کندھے اچکاتے دلشاد کو دیکھتے دونوں کانوں کو ہاتھ لگایا جیسے کہنا چاہتی ہو آپ اللہ کو مانے دلشاد بھائی میرے شوہر سے کیسی بات کر رہیے ہیں جس پر ڈیول نے جل کر روخ سیدھا کیا اور دلشاد کو دیکھا جو اسے ہی دیکھتے مسکرا رہا تھا۔

"تم اگر میرے بہنوئی نہیں ہوتے نا تو میں تمہیں کب کا شوٹ کر دیتا" ڈیول نے جل کر جیسے کھا جانے والی نظروں سے دلشاد کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اور میں تو جیسے شوٹ ہونے کی خوشی میں تیری گن کے سامنے بسنتی بنا گھنگرو پہن کر مجرا کرتا" دلشاد نے کہا تو آیت کو اپنی ہنسی روکنا مشکل ہوا تو باقیوں کا قہقہہ ضبط کرتے چہرہ سرخ ہونے لگا تو پیلس کے لان میں سب کے ایک ساتھ قہقہے اور کھلکھلانا ایک دم گونجا کافی وقت بعد وہ لوگ ایسے مسکرا رہے تھے لیکن جیسے ہی ڈیول نے سب کو باری باری گھورنا شروع کیا اور گن نکال کر اپنے ہاتھ میں لیتے گولیاں چیک کرنے لگا تو سب کی ہنسی کو یک دم بریک لگی اگر اب بھی ہنستے تو امریکہ کا ڈون اپنی بیوی کو تو بخش دیتا اور بہنوئی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا جو کہ ڈیول کو باتوں سے ہی جلا دیتا تھا لیکن باقی سب کی سمادھی وہ اپنے پیلس میں بنا ہی دیتا۔

"ڈیول میں وشروم ۔۔ وشروم سے آتا ہو" ڈیول نے سب سے پہلے جیک کو گھورا جس کے دانت سب سے زیادہ دلشاد کے طنز پر باہر نکل رہے تھے جیک نے کہتے ہی اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگائی اور عائشہ کو بھی نہیں دیکھا جو اس کو خطرے میں چھوڑ کر بھاگتے دیکھ جیک کو کوس رہی تھی بیچارہ پہلے اپنی جان تو بچاتا۔

"جیک کے روم میں میرا موبائل رہ گیا تھا میں لے کر آتا ہوں" اب کی دفعہ ڈیول نے نوریز کو دیکھا جو بیچارہ گڑبڑاتا جلدی بولا اور وہاں سے جیک کی سمت بھاگا جبکہ نمل نے نوریز کو دیکھتے پھر ڈیول کی گن کو دیکھتے دل میں سوچا یہ نوریز کتنے بڑے دھوکے باز نکلے جو اس زندگی اور موت کی مشکل گھڑی میں مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے نمل دل میں دہائیاں دیتی آیت الکرسی پڑھنے لگی۔

"وہ نوریز کو فون میرے پاس ہے ڈیول میں اس کو بتا کر آتا ہوں" ہشام نے کہا تو ڈیول اسکے بہانے پر جل کر بولا۔

"یوسفزئی کا فون جیک کے روم میں اور پھر یوسفزئی کا فون تمہارے پاس سستہ نشہ کر رکھا ہے یا میرے منہ پر بے وقوف لکھا ہے؟" ڈیول نے گن کی نوک پیر پر رکھتے پیر جھلاتے ہشام سے کہا تو ہشام نے ڈیول اور پھر گن کو دیکھتے تھوک نگلا۔

"وہ۔۔وہ میرے فون ڈیڈ تھا نا تو بس اس لیے وہ ڈھونڈ رہا ہو گا میں آیا" ہشام نے ایک اور بہانا بناتے ڈیول سے کہا اور وہاں سے دوڑ لگا دی جبکہ ہشام کے جانے سے مہک کو کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسکا زی بھائی اپنی گڑیا کو کچھ نہیں کہنے والا لیکن یہ اس کی خوش فہمی ہی تھی جو جلد ختم ہونے والی تھی۔

"ڈیول بھائی آئی لو یو۔۔" داہم نے اپنی بتیسی کی نمائش کرتے کہا کیونکہ ہشام کے جاتے گن کا رخ داہم کی طرف تھا۔

"تم نے مجھے کیا سمجھا ہوا ہے چھوٹے خانزادہ؟؟ میں آئی لو یو اپنی کوئین سے سنے کا عادی ہوں نا کہ تم سے" ڈیول نے دانت پیستے داہم کو کہا تو داہم نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"میں بھی بے انتہا خوبصورت ،ہینڈسم اور نوجوان ڈاکٹر ہو ۔۔" داہم نے کہا تو ڈیول کا ایک ڈمپل داہم کی بات اور منہ بنانے پر واضح ہوا جس کو ڈیول نے بڑی سرعت سے چھپایا کیونکہ وہ ان سب کو خود پر ہنسنے کے لیے آج بخشنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا اور غصّہ سے الگ پاگل ہو رہا تھا ان سب کی حرکتوں سے ۔

"لیکن تم عورت نہیں ہو چھوٹے خانزادہ" ڈیول نے داہم کو گھورتے ہوئے کہا اور اُن کا رخ ہوا میں کرتے داہم کی طرف کرتے واپس اپنے جلاتے پیر پر کر گیا صاف اشارہ تھا آج تم اپنی ہنسی کی وجہ سے گئے چھوٹے خانزادہ جسکو سمجھتے داہم نے جلدی سے کہا ۔

"اچھا ۔۔میں عورت نہیں ہو ۔۔ہائے یہ دنیا کا سب سے بڑا غم ہے میں اس غم میں رو کر آتا ہو اوکے" داہم نے کہتے ہی جیک کے روم کی طرف دوڑ لگائی جس پر دلشاد کا قہقہہ گونجا داہم دنیا کا پہلا مرد تھا جو عورت نا ہونے کے غم میں آنسو بہانے جا

رہا تھا جبکہ داہم کے پہنچتے ہی نوریز، جیک اور ہشام جو پیٹ پکڑ کر اب بھی وہ سین یاد کرتے ہنس رہے تھے داہم بھی ان میں شامل ہو گیا جبکہ داہم کی بات پر تمام خواتین نے اپنی ہنسی چھپائی کیونکہ اب ڈیول داہم کی بات اور حرکت پر ایک ڈمپل کی نمائش کو چھپاتا ان کی طرف متوجہ تھا اور جس کو لگتا تھا اس کا زی بھائی اس سے کچھ نہیں کہے گا سب سے پہلے گن پوائنٹ پر وہی آئی ڈیول نے اپنی گڑیا کو ایک آئبرو ریز کرتے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو ہنسی تھی اب کیوں منہ بند ہے جسے سمجھتے مہک نے نا صرف ہشام کو کوسہ بلکہ آج کمرے سے بے دخل کرنے کا عہد کرتے وہاں سے غائب ہونے کے لیے بہانا بنا گئی۔

"میں پانی پی کر آتی ہو" مہک نے اپنے ڈوپٹہ اپنے منہ کے آگے رکھتے ڈیول کو خود کو دیکھتے پا کر جلدی بولتی وہاں سے بھاگی جبکہ مہک کے اس طرح بھاگنے پر ڈیول نے سر جھٹکا اور غائب ہونے تک اس کی پشت کو گھورا۔

"بھائی میں آپ کے لیے پانی لاتی ہو" عائشہ نے ڈیول کو اب خود کو دیکھتے پا کر جلدی سے مہک کے پیچھے ڈیول سے کہتے دوڑ لگائی اب ڈیول کا رخ ہالے کی طرف تھا۔

"دلشاد بھائی میں آپ کے لیے پانی لاتی ہوں" ہالے ڈیول کو خود کو گھورتا پا کر جلدی بولتی وہاں سے نو دو گیارہ ہوتی کچن میں غائب ہوئی۔

"آپ بھی جائیں پانی پینے یا پلانے" ڈیول نے نمل کو بہانے کی تلاش میں وہاں بیٹھتے دیکھ کر کہا جبکہ ڈیول کی بات پر نمل کی آنکھیں چمکی بہانا جو مل گیا تھا اسے۔

"میں پانی کا جگ ہی لے آتی ہو۔۔ شاید کسی اور کو بھی پانی پینا ہو" نمل یہ کہتی مسکرانے کی کوشش کرتی جلدی وہاں سے کھسک لی اب ڈیول نے اپنے برابر میں بیٹھی بیوی کو دیکھ جو سب کی حالت دیکھتے بے آواز ہنستی ہوئی پیٹ پکڑ کر دوہری ہو رہی تھی لیکن ڈیول کو خود کو گھورتا پا کر آیت کو جیسے بریک لگی۔

"میں ۔۔میں تمہاری گن رکھ کر آتی ہوں روم میں کافی بھاری ہو گئی میرا بیچارہ شوہر تھک گیا ہو گا اسے کیری کرتے" آیت نے ڈیول کے ہاتھ سے گن لی اور وہاں سے بھاگی وہ جانتی تھی کہ ڈیول اسے کیا کسی کو بھی ان میں سے نہیں مار سکتا لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ڈیول کو اس وقت جتنے غصّے سے پاگل ہو رہا ہے وہ گولی دل پر نہیں تو پیر پر تو لازمی مار سکتا تھا اس کے بھی اور کسی کے بھی اپنے پر ہنسنے کی سزا کے طور پر اور سب نے ڈیول کا مزاق جو بنایا تھا وہ امریکہ کا ڈون تھا جسے اس کے گھر کے افراد نے مل کر غصّے سے پاگل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

""سڑے ہوئے سالے بول رہے ہو کچھ یا میں جاؤ" دلشاد ان سب کی حالت سے محفوظ ہوتا اور ڈیول کی جلی بھنی شکل دیکھتا دوبارہ ڈیول کو تپا گیا۔

"میرے لے کر جہنم میں جاؤ کمینے۔۔ اور اب تو کوئی پلان ڈسکس نہیں کرنے والا

میں تم سے جب تک تم مجھ سے معافی نہیں مانگتے اور ریکویسٹ نہیں کرتے" ڈیول نے دھاڑتے ہوئے کہا تو دلشاد نے اسے گھورا لیکن ڈیول اسے اگنور کرتا وہاں سے باہر نکل گیا۔

"اب اس سڑے ہوئے سالے سے معافی اور ریکویسٹ کرنی پڑے گی۔۔یا اللہ اور کیا کیا دیکھنا رہ گیا ہے" دلشاد نے ڈیول کی پشت کو گھورتے ہوئے دل میں کہا جبکہ ڈیول کو وہاں نا دیکھتے کچن سے باہر خواتین اور جیک کے روم سے باہر مرد حضرات نے دیکھتے سب ایک ایک کر کے باہر نکلے اور دلشاد کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے جس پر دلشاد نے کندھے اچکائے۔

"یار ڈیول تو جلالی روپ میں آگیا" نوریز نے ہشام اور جیک کو دیکھتے کہا تو سب نے ہی نوریز کی بات پر تاکید کی سیڑھیوں سے اترتی آیت نے بھی وہاں آتے اپنی نشست سنبھالی۔

"دلشاد بھائی کراچی میں کیا ہوا تھا؟؟" آیت نے دلشاد کو دیکھتے پوچھا تو دلشاد نے ساری بات ان لوگوں کو بتاتے صوفے کی پشت پر سر ٹکا کر لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کردی۔

"واہ میرے باپ کی پہلی اولاد کی کہانی میں ویلن بھی ہے۔۔مزہ آگیا" داہم نے چہکتے ہوئے کشن اپنے اندر بھینچتے ہوئے کہا تو دلشاد نے بے زاریت سے داہم کو دیکھا۔

"ویلن کی ایسی کی تیسی مجھے بس میری بیوی چاہیے اور ایک دفعہ میری بیوی اجائے میرے پاس اس بڈھے کی تو۔۔" دلشاد نے چھت کو گھورتے ہوئے کہا تو دلشاد کی حالت پر سب کا قہقہہ بلند ہوا تو خواتین بھی مسکرانے لگی دلشاد نے ناگواری سے مرد حضرات کو دیکھا تو سب کی ہنسی کو خود ہی بریک لگ گئی وہ ڈیول نہیں تھا وہ دلشاد تھا اس کی زبان ہی کافی تھی ان لوگوں کی بولتی بند کرنے کے لیے۔

"بھابھی ڈیول کا روم کہا ہے؟؟" دلشاد نے ان سب کو بریک لگتے دیکھ پوچھا تو سب نے گردن موڑے دلشاد کو اس طرح دیکھا جیسے اس نے روم کا نہیں کسی بھوت کا پوچھ لیا ہو۔

"کیا ہوا یار۔۔میں آرام کرنا چاہتا ہوں دو دن سے نہیں سویا۔۔اور جب تک میں آرام کرو تم لوگ میرے سڑے ہوئے سالے کو منا لینا منہ پھاڑ کر دانت اس طرح دیکھا رہے تھے جیسے زندگی پہلی دفعہ برش کیا ہو اور اپنے دانتوں کی نمائش کر رہے ہو" دلشاد کے طنز پر اور سارا الزام ان پر ڈالنے پر سب نے منہ کھولے دلشاد کو ایسے دیکھا جیسے وہ ایلین ہو جن میں آیت بھی شامل تھی۔

"بھابھی روم؟؟" دلشاد نے آیت کو دوبارہ مخاطب کیا تو ہشام اور جیک نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوش میں آنے کی سعی کی۔

"دلشاد تم میرا روم لے لو یا گیسٹ روم اوپن کروا دیتا ہو تمہیں ۔۔ڈیول کا روم اس میں تو ہمیں جانے کی بھی اجازت نہیں ڈیول کی مرضی کے بنا" ہشام نے جلدی کہا تو دلشاد مسکرایا۔

"میں ڈیول کنگ کا بہنوئی ہو۔۔مجھے ڈیول کی بھی اجازت کی ضرورت نہیں" دلشاد نے جیسے یاد کروایا ہو جس پر داہم نے منہ بنایا۔

"میں بھی ہینڈسم نوجوان ڈاکٹر ہو چلو مانا میری سٹوری میں کوئی ویلن سسر یا ڈون سالا نہیں ۔۔لیکن میری بھی کوئی عزت ہے اگر میرے باپ کی پہلی اولاد زین بھائی کے روم میں آرام کرے گا تو میں بھی کروں گا میں بھی تھک گیا ہو بیٹھ بیٹھ کر اور مجھے بھی دیکھنا ہے ڈون کا روم کیسا ہوتا ہے" داہم نے منہ بناتے کہا تو دلشاد طنزیہ مسکرایا جس پر جیک ،ہشام اور نوریز نے داہم کو دیکھتے دل میں اس کو پڑنے والے دلشاد کے

طنز میں دلچسپی لی۔

"ہالے میری بہن۔۔" دلشاد نے داہم کی جگہ ہالے کو مخاطب کیا تو ہالے نے اپنے بھائی کے پکارنے پر لبیک کہا۔

"جی بھائی" ہالے نے کہا تو دلشاد نے اپنا فون نکالا اور ہالے کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا یہ منظر داہم بھی سب کے ساتھ بڑی حیرت سے دیکھ رہا تھا دلشاد کیا کرنے والا تھا۔

"جب تم کڈنیپ ہوئی تھیں میری بہن جب تمہارے اس ہونے والے ہینڈسم نوجوان ڈاکٹر شوہر نے تمہاری فکر کرنے کے بجائے اپنی ایک کولیک کی شادی کی تصویر پر کمینٹ کیا تھا پڑھ لو خود" دلشاد نے ہالے کے سامنے فون کرتے کہا تو ہالے نے فون لیتے کمینٹ پڑھا جبکہ داہم نے تھوک نگلتے وہاں سے بھاگنے کے لیے ادھر

ادھر نظریں دوڑائیں ہمیشہ بیچارے کو اپنے باپ کی آخری اولاد سے پنگے لینا مہنگا ہی پڑتا تھا لیکن وہ بھی تو عادت سے مجبور تھا کرتا بھی کیا اپنے نام کا مطمئین ڈھیٹ جو تھا چھوٹا خانزادہ۔

"کچھ اور انتظار کر لیتی تو ہینڈسم نوجوان ڈاکٹر بھی مل سکتا تھا تمہیں پرٹی گرل" ہالے نے کمنٹ پڑھتے داہم کو گھورا تو سب نے داہم کا کمینٹ سنتے داہم کے زبردستی مسکرانے والے چہرے کو دیکھتے اور ہالے کے چہرے پر خونخوار تیور دیکھتے دل سے داہم کے لیے دعا کی لیکن جیک نے نہیں کی وہ اٹھ کر کچھ فاصلے پر ڈائننگ ٹیبل کے قریب کھڑا ہوا یہ ہی تو بدلے کا وقت تھا کڈنیپنگ پر داہم نے بھی تو اسے زچ کیا تھا۔

"کوئی روم بتا دو یار میرے سڑے ہوئے سالے کا" دلشاد نے سب کو داہم اور ہالے کے سین میں گم دیکھتے باآواز بلند کہا تو ہشام، جیک، عائشہ، مہک اور آیت نے سین

میں گم ہوتے ناگواری سے سب نے ایک ساتھ اوپر کی طرف اشارہ کیا جبکہ نوریز اور نمل تو سین میں بلکل گم ہوئے تھے ان سب کی حرکت دیکھتے سر جھٹکتے دلشاد ہالے کے ہاتھ سے آہستہ سے اپنا موبائل نکالتے داہم کو آنکھ ونگ کرتے اپنا کوٹ اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا دلشاد اپنے باپ کی آخری اولاد کی تمام حرکتوں سے پر وقت واقف رہتا تھا تو یہ کمنٹ کیسے اس کی نظروں سے اوجھل رہ پاتا۔

"ہینڈسم ،نوجوان ڈاکٹر تمہارا قتل میرے ہاتھوں لکھا ہے" ہالے نے کہا تو داہم نے مسکرانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔

"میں تمہاری یہ خواہش پوری کرتے دنیا سے بے انتہا خوبصورت اور حسین بندہ کم نہیں ہونے دے سکتا۔۔ مجھ سے کم حسین، شکل سے ٹھیک دیکھنے والی عورت" داہم جان گیا تھا ہالے اب اسے بخشنے نہیں والی تو داہم کیوں پیچھے رہتا داہم نے اپنی موت کو خود دعوت دی۔

"داہمممم۔۔۔میں تمہارا خون پی جاؤں گی" ہالے نے یہاں وہاں دیکھتے داہم کو مارنے کے لیے کوئی چیز ڈھونڈی۔

"دیکھا دیا نا اپنا اصل۔۔۔لگتی ہی خون پینے والی چڑیل ہو" داہم نے کہا اور وہاں سے بھاگا کیونکہ جیک ہالے کو ایک پلیٹ داہم کو مارنے کے لیے تھما چکا تھا داہم کو بھاگتا دیکھ ہالے پلیٹ لیتی داہم کے پیچھے بھاگی۔

"ہالے آفریدی میں تمہارا ہونے والا شوہر ہو یار داہم وہاب خانزادہ" داہم بھاگتے ہوئے ہالے کے ہاتھ میں پلیٹ دیکھتے اسے یاد کرواگیا جبکہ داہم کی بات پر ہالے کو کچھ یاد آیا۔

"اچھا مجھے لگا ہالے سلطان کے ہو چکے شوہر ہو عمر حیات" ہالے نے یہ کہتے ہی داہم

کو پلیٹ دے ماری جس پر داہم اپنا سر پکڑتا کراہ اٹھا شاید داہم کو سر پر ہالے کے پلیٹ مارنے کی وجہ سے بہت درد ہوا تھا لیکن یہ بات الگ تھی کہ پلیٹ ماری تو ہالے نے داہم کے بازوں پر تھی خیر داہم کے کراہنے پر ہالے پریشان ہوتی داہم تک پہنچی اور غصّہ بھولائے خود کو کوسنے لگی۔

"سوری داہم ۔۔میں تو بس" ہالے بولی تو ہالے کی حالت دیکھتے داہم نے اپنی اداکاری پر خود کو داد دیتے مسکراہٹ چھپائی۔

"ہالے میرا سر" داہم نے پھر سر پکڑتے کہا تو ہالے نے پلٹ کر پیچھے دیکھا کہ کوئی اس کی مدد کو آئے لیکن یہ منظر ملاحظہ فرماتے سب داہم کی اداکاری اور ہالے کی عقل پر ماتم کرنے لگے جبکہ داہم نے سب کے تاثرات سمجھتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو سب نا چاہتے ہوئے بھی خاموش ہوگئے ہالے داہم کے ساتھ صوفے پر اسے بیٹھاتی خود اس کو فکرمندی سے دیکھنے لگی جس پر داہم نے ہالے کا غصّہ بھولا دیکھتے شکر کا کلمہ

پڑھتے ہالے کو خود کو ٹھیک ہونے کی تسلی دی کچھ وقت ایسے ہی سب نے نوک جھوک میں پھر ڈنر کرتے گزرا کہ جب ڈیول پیلس میں داخل ہوا نمل، نوریز، داہم، ہالے کے گھر میں سب کو پتا تھا وہ اس وقت کہا ہے اور کس لیے وہاں موجود ہے تو وہ لوگ بھی بے فکر تھے لیکن جس کام کے لیے وہ لوگ یہاں آئے تھے وہ تو ہوا نہیں بلکہ سب تو یہاں پکنک کی طرح انجوائے کر رہے تھے۔سب کو دیکھتے وہاں آیت کو نا دیکھتے ڈیول نے سب کو گھورتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھائے ہشام اور جیک تو بیچارے ڈیول کی گھوری کی وجہ سے یہ بھی نا بتا پائے کہ دلشاد اس کے روم میں ہے اور آیت ڈیرس پر ڈیول کے لیے سرپرائز پلان کر رہی ہے کیونکہ اسے اپنے کنگ کو منانا بھی تو تھا۔ڈیول نے اپنے روم میں قدم رکھا تو کمرہ پورا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ڈیول نے آگے بڑھتے اپنا کوٹ اتار کر ہینگ کیا اور لف کے بٹن کھولنے لگا ایک پل کے لیے تو ڈیول کو آیت کے اتنی جلدی سونے پر آیت کی طبیعت کی وجہ سے فکر بھی ہوئی لیکن وہ جلدی خود پر قابو کر گیا کیوں پوچھتا اس سے جب آیت کو ہی اس کی ناراضگی کی پرواہ نہیں ڈیول نے اندھیرے میں ہی اپنے ڈریسنگ میں گھستے فریش ہونے لگا ڈیول شاور لیتا بلیک ٹروزار میں باہر نکلا اس کا

ارادہ اپنے بازو پر بندھی پٹی چینج کروانے کا تھا ڈیول اس وقت آیت پر اتنا غصہ تھا

لہ ناتو وہ اپنے روم میں دلشاد کے پرفیوم کی خوشبو پہچان پایا نا ہی ڈریسنگ میں پڑے

دلشاد کے کپڑوں کو دیکھنے کی اور پہچانے کی سعی کی دلشاد تو ڈیول کے روم میں آتا فریش

ہوتا ڈیول کی وارڈروب سے اس کی ٹروزار نکال کر پہن گیا دلشاد بنا شرٹ پہنے

تھکاوٹ کے باعث بیڈ پر نیند کے مزے لوٹ رہا تھا ڈیول باہر آیا تو ایک لمبی سانس

کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتا بیڈ پر آیا اس کا ارادہ آیت کو تنگ کرنے کا تھا اس بات سے

انجان وہاں لیٹا وجود اس کے بہنوئی کا ہے۔

"یہ کچھ زیادہ موٹی نہیں ہوگئی ایک رات کی جدائی میں ہی" ڈیول نے کنفرٹ اوڑھے

دلشاد پر اپنا بائیاں بازو پھیلاتے ہوئے کہا اپنے اوپر تھوڑا وزن محسوس کرتے دلشاد

نے نیند میں اپنا وجود ہلایا دلشاد کی حرکت پر ڈیول کی ناسمجھی میں اور اضافہ ہوا ڈیول کو

لگا آیت الٹا اس سے ہی ناراضگی دیکھا رہی ہے وہ تو ابھی تک ڈیول نے ہمیشہ کی

طرح آیت کے منہ کے ارد گرد ہاتھ نہیں رکھتے اس پر جھکا نہیں تھا وہ ابھی بیڈ کی

ایک سائیڈ پر ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے کروٹ لیے لیٹا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ لنفرٹ پر پھیر رہا تھا۔

"میری جان کیا ہوا منانا تمہیں چاہیے اور مجھے الٹا نخرے دیکھا رہی ہو"ڈیول نے اپنے حصار میں دلشاد کو آیت سمجھتے لیا تو دلشاد کی آنکھیں نیند کے خمار اور ڈیول کے بازو کے بوجھ سے کھلی دلشاد پہلے سب سمجھنے کی سعی کرنے لگا لیکن جیسے ہی سمجھ میں آیا دلشاد کی آنکھیں حیرت سے پوری کھلی لیکن وہ ہنوز خاموش رہا۔

"کیا ہوا بول بھی لو غنڈی آفت ابھی تو تمہارے ہونٹ بھی آزاد ہیں"ڈیول نے کہا تو دلشاد نے ڈیول کی حالت اور گھمبیر آواز پر بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا آج واقعی ڈیول کی زندگی کا سب سے برا دن تھا ڈیول نے دلشاد کو اپنے حصار میں لیتے پلٹنے کی کوشش کی جبکہ ڈیول کی کوشش بے سود رہی کیونکہ اگر آیت ہوتی تو کٹی پتنگ کی ڈور کی طرح اس کی سمت آجاتی لیکن وہاں تو بلکل اس کے وجود کی طرح ہی وجود تھا ڈیول کی آنکھیں

حیرت سے پہلی ڈیول نے جھٹکے سے دلشاد کے بازو پر ہاتھ رکھتے اس کا رخ اپنی طرف کیا اور اسی وقت کمرے کے دروازے کا ہینڈل گھوما اور آیت کمرے میں داخل ہوئی جسے کچھ دیر پہلے ہی مہک نے ڈیول کے گھر آنے پر انفارم کرتے سب ہی آیت کے پیچھے ڈیول اور دلشاد کو ایک روم میں دیکھنے کے لیے آیت کے پیچھے آئے تھے آیت نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارتے لائیٹس اوون کی تو پورا کمرا روشنیوں میں نہا گیا جبکہ دلشاد کو دیکھتے ڈیول کرنٹ کھا کر دلشاد سے دور بیڈ پر بیٹھا جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو اور ان دونوں کو بنا شرٹ کے بیچ میں کنفرٹ دیکھتے ہالے نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تو داہم نے ہالے کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے دوسرا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا جبکہ نمل کے دونوں ہاتھ اس کے منہ پر تھے تو نوریز کی مشکوک نظریں دلشاد اور ڈیول پر جبکہ ہشام اور جیک نے تو منہ کھولے یہ منظر دیکھا تو مہک اور عائشہ بھی بھیڑ سائیڈ پر کرتی کمرے کے اندر داخل ہوتی آپنے منہ پر ہاتھ رکھ گئی اور دونوں کانوں کو باری باری چھونے لگی اور جن کو اتنی حیرت سے دیکھا جا رہا تھا وہ دونوں تو ایک دوسرے کو دیکھنے میں مصروف تھے ڈیول تو خونخوار نظروں سے دلشاد کو گھور رہا تھا جبکہ دلشاد جو پہلے ڈیول کی حالت پر مسکرا رہا تھا اب ان سب کو یہاں دیکھتے ناگواری سے ڈیول کو

دیکھنے لگا جبکہ خواتین کو وہاں رکنا جرم لگا تو وہ ایک ایک کر کے وہاں سے کھسک لیں وجہ ڈیول اور دلشاد کا شرٹ لیس ہونا تھا۔

"کمینے تو میرے کمرے میں کیا کر رہا ہے" ڈیول نے کہا۔

"آرام" دلشاد نے یک حرفی جواب دیا ڈیول دلشاد کے جواب پر گردن موڑے ہشام اور جیک کو خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا جو ڈیول کے دیکھنے پر مسکینوں جیسی شکل بنا گئے دلشاد کو جب ڈیول نہیں روک سکتا تو ان بیچاروں کی کیا اوقات تھی۔

"تو میرا ہی کمرا ملا تھا" ڈیول نے گردن سیدھی کرتے دلشاد سے کہا تو دلشاد نے طنزیہ مسکراہٹ اچھالی۔

"اور تجھے لوٹے کو میری عزت سڑے ہوئے سالے۔۔۔بھابھی تو واقعی تجھے منہ

نہیں لگاتی آج تو نے یہ ثابت بھی کر دیا "دلشاد ڈیول کو آگ لگاتا بولا۔

"میرے اتنے برے دن نہیں آئے کہ تجھے منہ لگانا پڑے "ڈیول نے بھی حساب بے باک کیا۔

"جب ہی مجھے باہوں میں لینے کے لیے تڑپ رہے تھے "دلشاد نے طنزیہ کہا تو ڈیول نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی وہ ایک دنیا پر دہشت رکھتا تھا لیکن اس کا بہنوئی اس کے ضبط کو ہر بار آزماتا اسے تپانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑتا تھا جبکہ دلشاد کے طنز پر داہم نور یز ہشام اور جیک نے اپنا قہقہہ اس دفعہ ضبط کر ہی لیا اور ڈیول کے اوپر ہنسنے سے اس کے سامنے توبہ کیونکہ وہ لوگ بھری جوانی میں ڈیول کی گولی کا شکار نہیں ہونا چاہتے تھے تو داہم بنا شادی کیے مرنا نہیں چاہتا تھا۔

"تیری تو "ڈیول ضبط سے بس اتنا ہی بولا لیکن دلشاد ڈیول کو اگنور کرتا بیڈ سے اٹھتا

ڈریسنگ میں گم ہوا تو ڈیول بھی وارڈروب سے شرٹ نکال کر پہن گیا دلشاد اپنے کپڑے پہنے باہر آیا تو ڈیول اور سب کو اسی پوز میں کھڑا دیکھتے ان تک پہنچا۔

"ہم کیا سمجھتے تھے آپ لوگوں کو" داہم نے آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھتے کہا۔

"کیا سمجھتے تھے؟" دلشاد نے آبرو ریز کرتے پوچھا جبکہ ڈیول دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کر گیا اور داہم کو دیکھنے لگا۔

"گبرو مرد اور آپ لوگ تو ایک دوسرے کے ساتھ چچ چچ میری بھابھی کی سوتن تو ان کا بھائی نکلا۔۔۔" داہم نے احتیاط سے کہا کیونکہ ڈیول سے وہ مار جو نہیں کھانا چاہتا تھا۔

"ہم کس منہ سے اب لوگوں میں دہشت جمائے گے" جیک نے بھی دہائی دی تو ڈیول

نے خونخوار نظروں سے دونوں کو گھورا۔

''پٹواری بھائی آپ کی شکل سے تو چڑیلیں ڈر جائے بس یہی منہ دیکھا دینا'' داہم نے گردن موڑے کہا تو دلشاد اور ڈیول کا جیک کی حالت پر نوریز اور ہشام کے ساتھ قہقہہ گونجا کیونکہ جیک کا منہ کڑوے بادام جیسا ہوا۔

''اب اپنی نوٹنکی بند کرو سب اور میرے روم سے دفعہ ہو جاؤ کیونکہ میں نے اس وقت تم لوگوں کی شکل نہیں دیکھنی'' ڈیول نے کہا تو جیک ،ہشام ،داہم اور نوریز نے ڈیول سے اپنے ہنسنے کی وجہ سے معزرت کرتے وہاں سے نکلنے لگے کیونکہ ڈیول نے ایک آہ بھرتے سب کی معزرت قبول کی اور اپنے ڈھیٹ بہنوئی پر ناگوارسی نظر ڈالی۔

''لیکن پلان ؟؟''نوریز نے جیسے یاد کرتے کہا تو ڈیول نے دلشاد کو دیکھتے کہا۔

"یہ تو دلشاد وہاب خانزادہ پر ڈیپینڈ کرتا ہے کہ جتنی جلدی وہ مجھ سے معزرت اور ریکویسٹ کرے گا اتنی ہی جلدی ڈیول پلان بتائے گا" ڈیول نے کہا تو دلشاد مسکرایا۔

"سوچتے ہیں اس بارے میں" دلشاد نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہتے کندھے اچکاتے وہاں سے واک آؤٹ کیا تو باری باری سب ہی ڈیول کے روم سے نکل گئے جبکہ ڈیول دلشاد کے انداز پر ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کر گیا۔

ہالے، داہم اور دلشاد وہاب ولا پہنچے تو نمل اور نوریز جنت ولا۔ دلشاد گھر آتے ہی زریش بیگم اور وہاں صاحب سے ملتا کافی کا کہتے اپنے روم کی طرف آیا دلشاد روم میں

آتے ہی فریش ہونے چلا گیا جب آیا تو کافی سے اڑھتے بھاپ کو دیکھتے دلشاد اپنے بال خشک کرتا کافی کا مگ لیے موبائل لے کر بالکونی میں آیا دفعتاً پہلا سیپ لیتے دلشاد کے موبائل پر ایک میسج ٹون بیپ ہوئی دلشاد کے لب بے ساختہ مسکرائے دلشاد نے موبائل کی سکرین سامنے کی تو ہشام نے جمال حفیظ کے گھر کا لینڈ لائن نمبر سینڈ کیا تھا دلشاد نے مسکراتے نمبر پر کال کی وہ نمبر عنایہ کے روم کے لینڈ لائن پر سیٹ تھا دوسری رنگ پر کال ریسیو کر لی گئی تھی۔

"ہیلو۔۔" عنایہ کی آواز سنتے دلشاد نے ایک لمبا سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کیا دلشاد کی روح میں جیسے ٹھنڈک اتر گئی ہو۔

"ہیلو۔۔بولو بھی کیا گونگے ہو اگر ہو تو پھر کال کیوں کی" عنایہ جھنجھلا کر گویا ہوئی اور دلشاد عنایہ کی جھنجھلاہٹ بھری آواز سنتے بے ساختہ مسکرایا وہ عورت کب اس کے روح کا سکون بن گئی دلشاد کو خود نہیں معلوم ہوا تھا۔

"بیگم زبان کے بڑے جوہر دیکھا رہی ہو" دلشاد کی آواز سنتے عنایہ نے فون کرنٹ کھا کر کان سے دور کیا اور پھر فون کو گھورتے اپنے سر پھرے خانزادہ کا سوچتے اپنی زبان پر ہونٹ پھیرتے واپس فون کان سے لگایا۔

"آپ۔۔آپ اس وقت کال کر رہیں ہیں شرم نہیں آتی آپ کو" عنایہ نے نا سمجھی سے الفاظ کھڑکی سے باہر اندھیرا دیکھتے ادا کیے تو دلشاد کے چہرے پر ناگواری پھیلی۔

"اپنی بیوی کو کال کی ہے معشوقہ کو نہیں جو شرماتا پھرو" دلشاد نے کہا تو عنایہ نے آنکھیں گھومائی یہ شخص طنز مارنے سے کبھی باز نہیں آسکتا۔

"نہیں کرو بیگم۔۔تمہاری آنکھیں گھومانے کی عادت نہیں پسند مجھے وہ بھی میری بات پر" دلشاد نے کہا تو عنایہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی وہ دور ہوتے ہوئے

بھی کیسے عنایہ کی حرکتوں سے واقف تھا جبکہ ابھی اس نے دلشاد کے ساتھ بہت کم وقت گزارا تھا۔

"آپ نے اس وقت کیوں کال کی" عنایہ نے اپنے جذبات پر قابو پاتے کہا تو دلشاد عنایہ کی بات پر مسکرایا۔

"اپنی بیگم کی آواز سننے کے لیے" دلشاد نے محبت پاش لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی" عنایہ نے ہمت جما کرتے نم آنکھوں سے کہا دلشاد کا محبت بھرا لہجہ سنتے صبح کا رویہ یاد کرتے عنایہ کی آنکھیں نم ہوئی۔

"بڑی ہمت آگئی ہے تم میں میری جان۔۔ بچا کر رکھو یہ ہمت میری بے باکیاں سہنے کے کام آئے گی" دلشاد نے عنایہ کی بات پر پہلے ناگواری سے اور پھر ذو معنی لہجے میں

کھا۔

"سہوگی تو جب۔۔جب آپ کے پاس آؤگی" عنایہ نے دلشاد کی بات سنتے آنکھوں سے آنسو صاف کرتے کہا تو دلشاد کا دل کیا اگر عنایہ سامنے ہوتی تو اس کی زبان کھینچ لیتا لیکن وہ عنایہ کے الفاظ میں نمی محسوس کرتے خود کو سخت لفظوں سے باز رکھتے پھر عنایہ سے گویا ہوا۔

"خانزادہ کی بیوی ہو تم۔۔دنیا تنگ ہے تم پر تمہاری جگہ صرف اور صرف خانزادہ کی دسترس ہے" دلشاد نے کہا تو عنایہ نے ایک سسکی لی۔

"آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔آپ بہت برے ہیں مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی مجھے دوبارہ کال مت کریں گا" عنایہ نے کہتے کال کاٹ دی اور دلشاد تو عنایہ کی ہمت پر عش عش کر اٹھا جبکہ اس کی بات پر دلشاد کا غصّہ عروج پر تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری کال کاٹنے کی نرمی سے بات کر رہا ہو تو سمجھ نہیں آتی میری بات تمہیں ۔۔ اور رہی ہاتھ اٹھانے کی بات تو اگر دوبارہ وہی سب بولوگی تو ہاتھ لیا زندہ زمین میں گاڑ دوں گا" دلشاد دوبارہ کال ملاتے دھاڑا تھا اور دلشاد کی غصّے میں ڈوبی آواز سنتے عنایہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی اور ایک دفعہ پھر آنسو گالوں پر لڑکھڑا گئے لیکن دلشاد بھی کیا کرتا اس کی بیوی نا اس کے احساسات کی پرواہ کر رہی تھی اور اپنے باپ کے کالے کارناموں کو جانتے ہوئے بھی اس سے ہی دور تھی بلکہ الٹا دلشاد سے ہی حد درجہ بدگمان ہو رہی تھی ۔

"آؤ گی تو میری ہی دسترس میں ۔۔ اپنے چھوٹے سے دماغ میں یہ بات اچھے سے بیٹھا لو مسز عنایہ دلشاد خانزادہ" دلشاد نے عنایہ کی رونے کی آواز کو اگنور کرتے کہا اور کال کاٹ دی وہ مزید عنایہ کی نم آواز نہیں سن سکتا تھا اور نا ہی اس کا رویہ اور بدگمانی برداشت کر سکتا تھا جبکہ دلشاد کی بات اور غصّے پر عنایہ نے فون رکھتے کھڑکی کی طرف

رخ کر لیا جبکہ آنسو اب بھی گالوں پر بہہ رہے تھے عنایہ اپنے روم کی کھڑکی سے چاند کو دیکھتی دلشاد کو یاد کرتے اپنا سر کھڑکی کے سہارے لگا گئی جبکہ دلشاد بھی موبائل سائیڈ کرتا اب آسمان میں خوبصورتی سے دمکتے چاند کو دیکھنے لگا چاند کی خوبصورتی میں دلشاد کو عنایہ کا چمچماتا چہرہ یاد آیا وہ دونوں ایک دوسرے کو یاد کر رہے تھے ایک دوسرے کے قریب نا ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی زندگی اور دل میں تھے۔

کافی پل یوں ہی گزر گئے پھر دفعتاً دلشاد نے دوبارہ اپنا موبائل اٹھاتے ایک کال ملائی جو دوسری مرتبہ اٹھا لی گئی اور پہلی دفعہ کال نا اٹھنے پر دلشاد کی زبان سے بے ساختہ "کمینہ" نکلا کال ملتے ہی ڈیول کی کاٹ دار آواز دلشاد کو سننے کو ملی۔

"کیا مسئلہ ہے اب گھر جا کر بھی سکون نہیں ہے تجھے" ڈیول نے ناگواری سے اپنے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے موبائل کان سے لگاتے کہا وہ پہلی دفعہ جان بوجھ کر دلشاد کی کال ریسیو نہیں کی وجہ اس وقت وہ کوئی ضروری کام کرنے میں مشغول تھا

اور اپنے بہنوئی کی زبان کے جوہر نہیں سننا چاہتا تھا۔

"مجھے میری بیوی تیری بہن کل تک اپنے پاس چاہیے" دلشاد سیدھا مدعی پر آیا تو ڈیول نے ایک لمبی سانس کھینچتے خود کو جیسے پر سکون کرنا چاہا۔

"تو سمجھتا کیا ہے خود کو ہاں تیرا اکلوتا شریف بہنوئی" دلشاد ڈیول کے ضبط کرنے پر طنزیہ اسے دوبارہ تپا گیا۔

"اور مجھے کیا سمجھ رکھا ہے تو نے یہ بھی بتا دے" ڈیول نے ناگواری سے فون کو گھورتے کہا وہ دلشاد کے شریف لفظ پر سخت بدمزہ ہوا تھا۔

"غنڈہ، بدمعاش سڑا ہوا امریکہ کا ڈون + میرا سالا" دلشاد نے آسمان کو دیکھتے پر سکون

لہجے میں کہا جبکہ دلشاد سے ڈیول کو اسی قسم کے جواب کی امید تھی۔

"وہی سالا جس کے نام کا سکہ چلتا ہے امریکہ میں اور تم سب کو فخر سے بتاتے ہو "ڈیول نے جتایا تو دلشاد نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"مجھے کل میری بیوی چاہیے" دلشاد نے ڈیول کی بات پر جیسے اپنے نام سے مکھی اڑاتے مدعی پر آتے بات بدلی۔

"اور یہ اسی صورت ممکن ہے جب تم اپنے غنڈے، بدمعاش سڑے ہوئے امریکہ کے ڈون + تمہارے سالے سے معافی مانگو اور ریکویسٹ کرو گے سمجھے" ڈیول نے دلشاد کے لفظوں کو یاد کرواتے کہا تو دلشاد نے فون کو گھورا اور پھر دوبارہ کان سے لگایا۔

"سوچ لو میں تمہاری بہن کو اٹھوا بھی سکتا ہوں ۔۔تمیز سے بات کر رہا ہوں تو تم بھی شرافت کا مظاہرہ کرتے جو کہ تمہارے پاس ہے تو بلکل نہیں خیر مجھے اپنی بہن دے دو سمجھے" دلشاد نے کہا تو ڈیول کا قہقہہ گونجا دلشاد ڈیول کے قہقہہ پر سخت بدمزہ ہوا۔

"تم جب سے تمیز سے بات کر رہے تھے مجھ سے سیریسلی ؟؟" ڈیول نے قہقہہ لگاتے ایک آئیبرو ریز کرتے اپنے مخصوص سٹائل میں کہا تو دلشاد کے چہرے پر ناگواری پھیلی۔

"خیر مجھ پر تمہاری دھمکی کا کوئی اثر نہیں ہونا تو چپ کر کے سو جاؤ اور مجھے اپنا کام کرنے دو اور ویسے بھی آج کے بعد تو تمہاری نیند حرام ہونے والی ہیں بقول تمہارے ویلن سسر کے" اس دفعہ ڈیول نے دلشاد کو اچھا خاصا تپایا کیونکہ ڈیول کی بات پر دلشاد واقعی تپ ہی تو چکا تھا۔

"کریمنلوں کا خاندان "دلشاد نے بڑبڑاتے کال کاٹ دی تو ڈیول دلشاد کی بڑبڑاہٹ سنتے ایک اور دفعہ قہقہہ لگاتے اپنا موبائل ٹیبل پر رکھنے والا تھا جب آیت کا میسج دیکھتے ڈیول نے موبائل کے ساتھ لیپ ٹاپ بھی بند کرتے سائیڈ پر رکھتے اپنے قدم کمرے کے باہر لیے۔

****

ڈیول نے قدم پیلس کے ٹیرس کی طرف لیے جیسے ہی ڈیول ٹیرس پر آکر رکا تو ڈیول نے ہر طرح سفید اور لال گلاب سے پورے ٹیرس کو سجا پایا ٹیرس نے آگے قدم لیے چاند کی پڑنے والی اور وہاں مدھم گولڈن لائیٹس کی روشنی نے اس منظر کو بے انتہا خوبصورت اور معنی خیز بنا دیا تھا ٹیرس کی سائیڈ پر سفید اور لال پردے ہوا کے دوش سے اڑ رہے تھے اور ٹیرس کے بیچوں بیچ رکھے گول سائیز نما سفید فوم کا بیڈ جس پر گول سٹینڈ سے کافی اوپر لال اور سفید پردوں کی وجہ سے وہ بیڈ ڈھکا چھپا تھا ڈیول

نے یہ منظر دیکھتے دل سے اعتراف کیا تھا اس کی کوئین اس سے زیادہ رومینٹک تھی یہ سوچتے ہی ڈیول کے ڈمپل واضح ہوئے لیکن وہ اپنی کوئین کو آج بہت نخرے دیکھانے کا ارادہ رکھتے ہوئے اپنے ڈمپل کو چھپاتے واپسی کے لیے پلٹا کہ تب ہی سائیڈ پر چھپی ڈیول کو دیکھتی اس کی کوئین ڈیول کے پلٹنے پر جلدی ڈیول کے سامنے آتی اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر بنا پلکیں جھپکائیں اسے دیکھنے لگی اور ڈیول تو اتنے دنوں بعد اپنی غنڈی آفت کو سجے سنورے روپ میں دیکھتے بے خود سا ہونے لگا ریڈ گاؤن پہنے جس میں سیلویس کے نام پر کندھوں پر ٹیکی ڈوری تھی کانوں میں ڈائمنڈ ٹوپس بالوں کو کرل بنا کر پشت پر ڈالے آنکھوں میں کاجل اور ریڈ لیپ اسٹک میں ڈوبے ہونٹ ڈیول کے ضبط کو آزما رہے تھے آیت کے وجود کی رعنائیاں ڈیول کی آنکھوں میں خمار لے آئی اور آیت اپنے کنگ کو دیکھ رہی تھی جو بلیک ٹراؤزر اور شرٹ میں ماتھے پر بکھرے بال ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں نیلی آنکھوں میں خمار لیے اس کے دل کے تار چھیڑ رہا تھا۔

"ہٹو سامنے سے مجھے جانا ہے" ڈیول خود پر قابو رکھتے ہوئے یکدم گویا ہوا تو آیت کی آنکھوں میں حیرت در آئی اس نے اتنا سب کچھ کیا اتنی سجاوٹ اتنی تیاری کے ڈیول اسے دیکھتے ہی پل میں پگھل جائے لیکن وہ واقعی اپنے نام کا ایک تھا اپنے جذبات پر کنٹرول کرتے دوسرے کو حیرت میں ڈالنے والا لیکن سامنے بھی تو اسی کی ہی کوئین کھڑی تھی ہار کیسے مان لیتی بھلا وہ۔

"اور اگر میں جانے نا دو تو۔۔مجھے میرے کینگ سے کچھ باتیں کرنی ہیں" آیت نے ڈیول کی بڑی شیو کو اپنے سیدھے ہاتھ سے چھوتے ہوئے کہا تو ڈیول نے رخ پھیرا جس پر آیت نے ڈیول کو نا صرف گھورا بلکہ دوسرا ہاتھ بھی ڈیول کی گردن پر رکھ کر ڈیول کا رخ اپنی جانب کیا۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی" ڈیول نے آیت کی آنکھوں سے اپنی نظریں ہٹاتے ہوئے کہا تو آیت مسکرائی۔

"چلو پھر پیار کر لو" آیت نے ڈیول کو آفر دی جس پر ڈیول نے سخت تاثرات سجائے آیت کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں کرنا۔۔میں ناراض ہوں تم سے" ڈیول نے آیت کو یاد دلایا تو ڈیول کے انداز پر آیت کھلکھلا کر ہنس دی جسے ڈیول نے گھورا۔

"بھاڑ میں گئی تمہاری ناراضگی" آیت نے ڈیول کے گرد باہوں کا حصار بنایا اور اس کے گھورنے پر الٹا اسے ہی گھورتی اس کے قریب ہوئی جس پر ڈیول کو اپنے جذبات قابو کرنا مشکل ہو گیا۔

"دور ہٹو مجھ سے غنڈی آفت۔۔۔ورنہ ایک لگاؤ گا کان کے نیچے" ڈیول کا جب خود پر بس نہیں چلا تو وہ آیت کو دھمکانے لگا۔

"لگاؤ گے۔۔۔ہاتھ تو لگاؤ ذرہ قیمہ نا بنا دیا نا تمہارا تو میرا نام بھی آیت زین کمال نہیں" آیت کی دھمکی اور اتنا قریب آنے پر ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا۔

"اچھا ؟؟" ڈیول نے آیبرو ریز کرتے کہا تو ڈیول کے ڈمپل کو دیکھتے آیت بے خود سی ہوتی ڈیول کے دونوں ڈمپل پر کس کر گئی جس سے ڈیول کے ڈمپل مزید گھیرے ہوئے۔

"میرا قیمہ بعد میں بنانا پہلے میری قربتوں کو تو سہہ لو جاناں" ڈیول نے خمار آلودہ لہجے میں آیت کے بالوں میں اپنا ہاتھ پھنساتے کہا اور آیت کا چہرہ اپنے قریب کرتے اس کے ہونٹوں کو فوکس بناتے اس پر جھکا لمحہ لمحہ آیت کی سانسوں میں اپنی سانسیں انڈھیلتے ڈیول خود کو سیراب کرنے لگا جب آیت کی اکھڑتی سانسوں اور آیت کے ناخنوں کی مزاحمت اپنے کندھے پر محسوس کرتے آیت کو آزادی بخشی آیت ڈیول کی

آزادی پر اپنی سانسیں ہموار کر رہی تھی کہ ڈیول نے جھٹکے سے آیت کو اپنی باہوں میں اٹھاتے بیڈ کا رخ کیا پردوں کو آیت کو باہوں میں بھرے ہٹاتے ڈیول نے آیت کو بیڈ پر لٹاتے پردے صحیح کرتے خود گھٹا کی طرف آیت پر چھا گیا آیت کے اعتراف میں دونوں ہاتھ رکھے آیت کی گردن پر جھکا آیت کی گردن پر اپنی شدتیں نچھاور کرتے ڈیول آیت کے گاؤں کی ڈوری کو کندھے سے سرکاتے آیت کی شہہ رگ پر اپنے ہونٹ رکھے تو آیت نے ڈیول کی شرٹ کو کندھوں سے تھاما ڈیول سر اٹھاتے آیت کی بند آنکھیں اور سرخ پڑتے چہرہ کو دیکھتے مسکراتے ہوئے اپنی شرٹ اترتا لنفرٹ کھولے اپنے اور آیت کے اوپر صحیح کرتا بڑھتی رات کے ساتھ آیت کو اپنی شدتوں میں بھیگاتا چلا گیا اور آیت بھی اپنے کنگ کی محبت میں خود کو سرشار کرتے ہوئے اپنے شوہر کے رحم و کرم پر خود کو اس کے حوالے کر گئی۔

صبح آیت کی آنکھ کھلی تو ہر سو صبح کی مدھم سی روشنی پھیلنے لگی تھی اور آیت ڈیول کے سینے پر سر رکھے ہوئے تھی اور ڈیول آیت کے گرد اپنے بازو کے حصار میں

سکون فرما رہا تھا آیت نے سر اٹھاتے اپنے کنگ کو دیکھا جو نیند کی وادی میں کھویا ہوا تھا پھر آیت کی نظر ڈیول کی بازوں پر گولی کے نشان اور ہلکے سے زخم پر پڑی تو آیت اپنی جگہ سے زرا سا کھسکتی ڈیول کے بازو پر اس گولی کے نشان پر کس کر گئی ڈیول نے بھی نیند میں ڈوبی آنکھیں کھولتے آیت کو دیکھا تو آیت کی حرکت پر ڈیول دل وجان سے مسکرایا ڈیول نے جھٹکے سے کروٹ لیتے آیت کے اوپر چھا گیا تو اچانک آفت پر آیت گڑبڑاتی ڈیول کو دیکھنے لگی جو ڈمپل کی نمائش کرتا آیت کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"میرے زخم سے محبت کر رہی ہو میری کوئین ۔۔ مجھ سے ہی کر لو یقین کرو تمہاری محبت میں تمہارا کنگ بھرپور ساتھ دے گا" ڈیول نے کہا تو آیت ڈیول کو رات والے روپ میں دیکھتے آیت کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی ڈیول آیت کے ہونٹوں پر جھکتا کہ آیت نے فورا ڈیول کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"زین مجھے نیند آرہی ہے اور رات بھی تم نے مجھے سونے نہیں دیا اب دور ہٹو اور سونے دو مجھے" آیت نے جلدی ڈیول کو حکم دیا تو ڈیول نے آنکھیں سکیڑتے آیت کو دیکھا اور آیت کا ہاتھ ہٹاتے اپنے دونوں ہاتھوں میں آیت کے ہاتھوں کو تھامتے اوپر پن کر گیا۔

"ایسی کی تیسی تمہاری نیند کی" ڈیول نے آیت کو کل رات اسکا جملا اس پر آزماتے ہوئے راہ فرار کے سارے راستے بند کرتے آیت کے ہونٹوں پر جھکتے دوبارہ اپنی من مانیاں کرنی شروع کی تو آیت نے بھی ڈیول کے تیور دیکھتے اسکے گلے میں اپنے دونوں بازوں ڈالتے خود کو ڈیول کے سپرد کر دیا ڈیول آیت کی ہر بات مان سکتا تھا لیکن یہ تو بلکل بھی نہیں۔

****

"نوریز مجھے کوئی بات نہیں کرنی آپ سے جائیں مجھے ناشتہ لگانے دیں" نمل نے نوریز سے کہا جو بیچارہ کب سے نمل کو کل رات والے ڈیول کے سین پر منا رہا تھا اور ایک نمل تھی جو کل سے اب تک اس سین کو یاد کرتے نوریز کو طعنے دے دے کر جینا حرام کر رہی تھی نوریز نے اپنی بیوی کو دیکھتے ہوئے مسکینوں جیسی شکل بنائی جو جوس ڈائیننگ ٹیبل پر رکھ رہی تھی کہ جب ہی احان صاحب وہاں تشریف لائے انھوں نے نوریز کو شکل بناتے بلکہ اپنی شکل بگاڑتے اور پھر اپنی معصوم سی بیٹی کا غصّے میں لال ہوتا چہرہ دیکھا۔

"کیا ہوا بھئی؟؟" احان صاحب نے انھیں اپنی موجودگی کا احساس دلاتے اپنی نشست سنبھالتے ہوئے پوچھا تو نوریز نے اپنے چاچو کو دیکھتے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی اور اپنے چاچو کے پاس والی کرسی کھسکاتے براجمان ہوا۔

"چاچو آپ کی بیٹی کے منہ میں زبان نہیں قینچی ہے قینچی "نوریز نے نمل کو گھورتے

ہوئے منہ بناتے کہا تو احان صاحب نے اپنی ہنسی چھپائی اور اپنی بیٹی کو نوریز کی شکایت پر گھورا جبکہ نوریز کی اس طرح کے جواب پر نمل منہ کھولے نوریز کو دیکھنے لگی ایک تو غلطی خود کی اور اگر اس نے چلو کل سے سو دو سو طعنے اپنے دلشاد بھائی کا ہلکا سا اثر لیتے ہوئے دے بھی دیں تو اتنی بڑی بات تو بلکل نہیں تھی کہ نوریز اس کی زبان کو قینچی ہی بول ڈالے۔

"اور بابا آپ کے داماد کی زبان شہد لگا چاقو ہے چاقو" نوریز کو گھورتے اور جتاتے نمل نے بھی نوریز کی طرف اپنا حساب بے باک کیا تو نمل کی فرانٹے بھرتی زبان پر جہاں نوریز عش عش کر اٹھا وہی احان صاحب کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔

"چاچو آپ ہنس رہیں ہیں" نوریز نے برا منایا تو احان صاحب نے اپنے بھتیجے اور داماد لی ناراضگی نا برداشت کرتے ہوئے نمل کو گھورا۔

"نمل فورا معافی مانگو میرے بھتیجے اور داماد سے ورنہ لڑکی میں ناشتہ نہیں کرونگا" احان صاحب نے دھمکی دی تو نمل نے منہ بناتے نوریز کو "سوری" کہا جس پر نوریز نے اپنا دل بڑا کرتے نمل کو معاف کیا تو نمل نے آنکھوں سے نوریز کو اشارہ کیا کمرے میں تو آئے گے دیکھ لونگی اپ کو جا پر نوریز نے سر جھٹکا اتنے میں ہی سب نے کاشان صاحب کو پریشانی کے عالم میں لان میں آتے نیوز چینل لگاتے دیکھا ان کے پیچھے جنت بیگم بھی پریشان سی کھڑی تھیں سب کی نظر دیوار پر بڑی سکرین کی طرف ہوئی جہاں دلشاد وہاب خانزادہ کے آریسٹ ہونے کی نیوز چل رہی تھیں سب نے دیکھا نیوز رپورٹرز کے بیچوں بیچ ٹی آئی جی اور آئی جی پولیس کے درمیان کھڑا اس کہانی کا ایک شہزادہ قیدی بنے ہاتھ میں ہتھکڑیاں ڈالے کھڑا تھا لیکن آج بھی سر اسی طرح سرخروع تھا اور آنکھوں میں دنیا کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھنے کی چمک تھی کیا واقعی آج کی صبح دلشاد وہاب خانزادہ کی زندگی میں تباہی لانے والی تھی کیا آج سے دلشاد وہاب خانزادہ کی تباہی کا آغاز ہونا تھا؟؟۔

ہر طرف دلشاد وہاب خانزادہ کے آریسٹ ہونے کی نیوز سوشل میڈیا پر پہنچتی تہلکا مچا رہی تھی وہاب ولا، خانزادہ امپائر کو نیوز رپوٹرز نے گھیرے ہوئے تھا یہ نیوز آج کے لیے بزنس ورلڈ میں سنسنی خیز نیوز تھی ہر طرف بھرمار تھی دلشاد وہاب خانزادہ اس وقت پولیس ہیڈ کوارٹر میں ڈی آئی جی کے سامنے بیٹھا تھا پولیس اہلکاروں نے ڈی آئی جی اور آئی جی کے ساتھ صبح دلشاد کو خانزادہ امپائر سے آریسٹ وارنٹ دیکھاتے آریسٹ کیا تھا وہاب صاحب کو خبر ملتے ہی ان کے وکیل اس وقت دلشاد کے برابر میں بیٹھے ڈی آئی جی سے گفتگو فرما رہے تھے اور ڈی آئی جی انھیں تمام الزامات اور ممکنہ حقائق کر رہے تھے جب وہاب صاحب، نوریز، کاشان صاحب اور داہم ڈی آئی جی آفس میں داخل ہوئے۔

"ہاؤ ڈئیر یو۔۔۔ آریسٹ مائے سن" وہاب صاحب آفس میں داخل ہوتے ہی

دھاڑے تو ڈی آئی جی نے ہڑبڑا کر اپنی نشست سے اٹھتے وہاب صاحب کی عقیدت میں کھڑے ہوئے۔

"سر آپ کے بیٹے کے خلاف اتنے کیسس آج اوپن ہوئے ہیں کہ ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہمیں فوراً دلشاد وہاب خانزادہ کو آریسٹ کرنے کا آرڈر عام عدالتوں سے نہیں بلکہ سپریم کورٹ سے ملا ہے۔۔آپ بتائیں سر ہم کیا کرتے ہم تو صرف اپنی ڈیوٹی کر رہے ہیں" ڈی آئی جی نے کہا تو کاشان صاحب اور احان صاحب آگے بڑھتے وہاب صاحبِ کو جیسے کام ڈاؤن ہونے کا کہا۔

"سر پلیز آپ سب بیٹھیے ہمیں تو آرڈر ہے کہ دلشاد وہاب خانزادہ کو فوراً جیل میں ڈالا جائے وہ بھی ریڈ لائنز کیبنٹ پر وہ تو آئی جی سر اور آپ کے اچھے تعلقات کی بنا پر ہم نے ابھی تک ایسا نہیں کیا آپ لوگوں کے پاس بس پندرہ منٹس ہے سر میں اس سے زیادہ اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتا باقی معلومات میں آپ کے وکیل کو بتا چکا ہوں"

ڈی آئی جی نے کہتے آفس سے باہر قدم رکھا تو سب کی نظریں وکیل کی طرف ہوئیں۔

"سر۔۔دلشاد سرپر ٹرسٹ کے نام پر غلط کام کرنے، بزنس کی آڑ میں ڈرگز کی سمگلنگ اور پاکستان کے ٹرسٹ کے نام پر ہیومن ارگینز کے تبادلے کے چارجز لگے ہیں، بزنس پارٹنر کے ساتھ فراڈ اور یہ ہی نہیں بلکہ ایک لڑکی کا ریپ اور مڈر کے بھی چارجز ہیں" وکیل نے کہا تو وہاب صاحب نے سرخ ہوتی آنکھوں سے وکیل کو دیکھا جس نے وہاب صاحب کو دیکھتے تھوک نگلا۔

"کیا بکواس ہے" جمال حفیظ نے ضبط سے کہا۔

"ریپ اور مڈر۔۔نان سینس" نوریز نے ناگواری سے ماتھے پر بل ڈالے کہا۔

"لڑکی کا نام ؟؟" یہ احان صاحب تھے جنھوں نے سب سمجھتے ہوئے یہ سوال کیا۔

"دلکش فاطمہ" وکیل نے کہا تو سب کے چہرے پر بے یقینی در آئی دلکش فاطمہ دلشاد کا عشق تھی وہ عشق جس کے پیچھے وہ اس کہانی سے جڑا تھا اور آج اسی لڑکی کے ساتھ زیادتی اور مڈر کا الزام لگایا گیا تھا اس پر جب کہ دلشاد کا دلکش کے بارے میں پختہ یقین تھا کہ وہ زندہ ہے۔

کس نے لگائیں ہیں یہ چارجز" داہم نے پوچھا تو داہم کو دیکھتے وکیل نے ایک نظر پیپرز پر پھر دلشاد کو دیکھتے بولنا شروع کیا۔

"دلشاد سر کے سسر نے جمال حفیظ نے۔۔ اور ایک اور چارج ہے سر" وکیل نے کہا۔

"کیا ؟؟" کاشان صاحب نے حیرت سے وکیل کو دیکھتے پوچھا اب اور بھی کچھ رہتا ہے کیا ؟ اس پوری کہانی سے تو اب تک تمام بڑے بھی واقف ہو چکے تھے اس لیے بنا خود کو کسی تعجب میں لائے سب نے وکیل کی طرف دیکھا۔

"مسز دلشاد وہاب خانزادہ کو ہیریس اور زبردستی دلشاد سر کے ساتھ نکاح میں رکھنے کا" وکیل نے کہا تو دلشاد نے سارے معاملے اور الزامات پر اس وقت ایک ریکشن دیا تھا وہ صبح سے صرف خاموش تھا بنا کسی بات کا اثر لیے ایسے جیسے کچھ سوچ رہا ہو کچھ بہت گہری سوچ لیکن اس وقت اپنی بیوی کے نام پر دلشاد تمام سوچوں سے باہر نکلا تھا اور وہ ریکشن تھا ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچنا۔

"سر آپ کا وقت ختم ہوگیا ہے ہمیں سر کو شفٹ کرنا ہے پلیز کوپریٹ کیجیے۔۔ اس کے بعد آپ کی ملاقات دلشاد سر سے کوٹ میں ہو سکتی ہے کسی کو بھی دلشاد سر سے ملنے کی اجازت نہیں ہے آپ میں سے" ڈی آئی جی نے واپس آتے کہا تو دلشاد چپ

چاپ بنا کسی سے ملے ڈی آئی جی کے ساتھ چل پڑا لیکن پھر دروازے پر رکا اور پلٹا۔

"ڈیڈ موم کا خیال رکھیں گا" دلشاد اس دفعہ مسکرایا تو داہم اور نوریز نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دلشاد کو جو گردن اونچی کرے مسکرا رہا تھا۔

"داہم میرے پاس آو" دلشاد نے داہم کو دیکھتے کہا تو داہم نے دلشاد کی سمت قدم بڑھائے تو دلشاد بھی اپنی جگہ سے دو قدم آگے ہوتے داہم کے گلے لگا۔

"ڈیول سے کہنا اس کا بہنوئی اسے بلا رہا ہے اور جب آئے تو دلشاد کی ملکہ کو ساتھ لے کر آئے" دلشاد نے داہم کے قریب آتے داہم کو گلے لگاتے سرگوشی نما انداز میں کہا۔

"بھائی کسی کو آپ سے ملنے کی اجازت

نہیں ہے جب تک آپ کو کورٹ میں پیش نہیں کیا جاتا ۔۔۔یہ ناممکن ہے یہ کوئی بھی نہیں کر سکتا" داہم نے حیران ہوتے ہنوز دلشاد کے گلے لگے کہا تو دلشاد کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی وہ جانتا تھا اس کا سالا کیا چیز ہے شاید داہم یہ بات بھول گیا تھا مستی مزاق کرتے کے ڈیول کنگ اپنی مرضی اپنی سلطنت ساتھ لے کر چلتا ہے اس کا چارم ایک دنیا میں مقبول ہے زین کمال رشتوں کا جہاں لحاظ کرتے دلشاد کے طنز اور سب کی بچکانہ حرکتوں میں ان کا ساتھ کبھی غصّے تو کبھی مسکراتے ہوئے دیتا ہے وہی وہ مجرموں کے لیے سفاک درندہ اور ہر غلط طریقے سے صحیح کام کرنے کا ہنر بھی رکھتا ہے وہ تو وہ شخص ہے جو اپنوں کے لیے جان دے بھی سکتا ہے تو باقی دنیا کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کی جان لے بھی سکتا ہے۔

"اسی لیے تو کہا ہے کیونکہ یہ کوئی بھی نہیں کر سکتا یہ صرف وہی کر سکتا ہے"ڈیول

لنگ" دلشاد نے کہا تو داہم نے اپنے بھائی کے الفاظ پر مسکراتے اس سے جدا ہوا وہ سمجھ گیا تھا دلشاد اگر ڈیول سے امید رکھتا ہے تو صرف زین بھائی ہی یہ کام کر سکتے ہیں۔

"اور سیریس بلکل نہیں ہونا کیونکہ میں نے اپنے ویلن سسر سے وعدہ کیا تھا اس جنگ کا اختتام ہم ہنستے ہوئے کرے گے" دلشاد نے داہم کی آنکھوں میں دیکھتے مسکراتے ہوئے آنکھ ونگ کی تو داہم نے بھی اپنے بھائی کے سامنے "جو حکم "کہتے سر کو خم لیا۔

وہاب صاحب ، احان صاحب وکیل کے پاس کورٹ گئے تھے اور تفصیلات نکلوانے کے لیے جبکہ نوریز اور کاشان صاحب آفس سنبھالنے کے لیے تو داہم

وہاب ولا آتے اپنی ماں کو تسلی دینے آیا وہ جانتا تھا اس کی ماں بہت مضبوط عورت ہے اور وہ آنسو بہاتے اپنے شوہر اور بیٹوں کو پریشان ہرگز نہیں کرنا چاہیے گیں انھیں یقین تھا کہ جب انھوں نے ان کے شوہر اور بیٹے نے آج تک کسی کے ساتھ کوئی ظلم کوئی زیادتی نہیں کی تو اللہ ان کے ساتھ کچھ بھی برا نہیں ہونے دے گا ان کا بیٹا تو ایسی راہ پر تھا جس پر کوئی بھی والدین اللہ کا جتنا شکر ادا کرتے اتنا کم تھا دلشاد نے ہمیشہ ان کا سر فخر سے بلند کیا تھا اور اگر یہ آزمائش اللہ نے ان کے بیٹے کی زندگی میں لکھی ہے تو وہ اس میں بھی اپنے رب کے حضور سرخروع ہوگا داہم زریش بیگم کو اپنے بھائی کے بارے میں تفصیلات اور اچھے کی امید دیتے ان کے کمرے سے باہر نکلا تو ہالے سامنے سے آتی دیکھائی تھی داہم اس کے چہرے سے بتا سکتا تھا وہ نہایت پریشان ہے اور پریشانی کی وجہ دلشاد کا آریسٹ ہونا ہے۔

"بھائی کو آریسٹ کر کے کہاں لے کر گئے ہیں" ہالے نے داہم کے قریب آتے داہم کے بازو کو اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑتے نم آنکھوں سے سوال کیا داہم کا دل

چاہا کے وہ ہالے کی آنکھوں میں اتری نمی کے ہر قطرے کو اس کی زندگی سے کوسوں دور کردے اسے اپنی ہالے ہمیشہ مسکراتی، الٹے سیدھے سوال کرتی اور غصّہ میں ہی اچھی لگتی تھی داہم نے ہالے کی آنکھوں سے نظریں ہٹاتے اپنی آنکھوں میں ہالے کی آنکھوں سے نمی غائب کرنے کے لیے شرارت سے کہا۔

"آئیس کریم پارلر" داہم کے جواب پر ہالے نے نا سمجھی سے داہم کو دیکھا اور بڑبڑائی "آئیس کریم پارلر" ہالے واقعی پریشان ہوئی اس جواب پر۔

"لیکن آریسٹ کرکے تو پولیس اسٹیشن لے کر جاتے ہیں" ہالے نے اپنی عقل کو استعمال کرتے داہم سے شاید کنفرم کرنا چاہا جس پر داہم نے دل میں اپنے سامنے کھڑی اس کی ہونے والی بیوی کی بات پر دل میں جل کر اس کی سمجھداری پر عش عش کر اٹھا۔

"ہیں ! ! واقعی سچ بتاؤ ہالے۔۔۔مجھے لگا آئیس کریم پارلر لے کر جاتیں ہیں" داہم جل کر بولا تو ہالے نے جیسے داہم کی عقل پر ماتم کیا اور داہم کو گھورتے اپنے ہاتھ داہم کے بازو سے ہٹاتے کمر پر لڑاکا عورتوں کی طرح ٹکائے۔

"بھائی آریسٹ ہیں اور تم میرے ساتھ کھڑے چغلیاں مار رہے ہو" ہالے نے کہا تو داہم ہالے کے انداز پر دل وجان سے مسکرایا۔

"شروع کس نے کیا تھا؟؟" داہم نے سینے پر اپنے دونوں بازو فولڈ کرتے ہالے کو جتایا جس پر ہالے کو اپنا پہلا جملہ یاد آیا اور شرمندہ سی ہوتی منہ بنا گئی۔

"ہاں تو میں پریشان تھی۔۔لیکن دلشاد بھائی ٹھیک ہیں نا" ہالے نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے دلشاد کے بارے میں پوچھا تو داہم نے اسے شانوں سے تھامتے آنکھوں میں محبت بھری چمک لیے کہا۔

"وہ بلکل ٹھیک ہیں اور دلشاد وہاب خانزادہ کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے" داہم نے کہا تو ہالے مسکرائی ہالے کی مسکراہٹ دیکھتے داہم نے ہالے کے گال کو اپنے دائیں ہاتھ سے تھپتھپاتا۔

"مسکراتی رہا کرو میری جان اچھی لگتی ہو" داہم نے کہتے قدم آگے کی سمت بڑھائے جبکہ اس بات سے انجان کہ داہم کی حرکت پر ہالے کے دل نے ایک بیٹ مس کی اور داہم کی پشت کو دیکھتے ہالے کے گال شرم سے لال ہوئے ہالے نے ٹرانس کی کیفیت میں داہم کے گال تھپتھپانے پر اس جگہ اپنا ہاتھ رکھا۔

"افف یہ لڑکا" ہالے مسکراتی شرماتی جھرجھری لیتی کچن کی سمت بڑھ گئی زریش بیگم کے لیے جوس لینے۔

یہ منظر تھا ڈیول کے پیلس کا جہاں سب کو دلشاد کے آریسٹ ہونے کی خبر مل چکی تھی تو سب ہی پریشان سے بیٹھے تھے جبکہ ڈیول تو لان کے صوفے پر اپنی ٹانگ پر ٹانگ جمائے بلیک فور پیس سوٹ میں سب کے پریشان سے چہرے دیکھتے تو کبھی اپنے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے ڈمپل کی نمائش کر رہا تھا ہشام ،جیک ، عائشہ ، مہک اور آیت تو ایک دوسرے کی شکلیں ہی دیکھ رہے تھے کہ یہ بندا اتنا مطمئن کیسے بیٹھا ہے اور بار بار دلشاد کے جیل جانے کے زکر کرنے پر ڈیول نے سب کو ہی اپنے سامنے بیٹھاتے ٹیبل پر گن رکھتے کہا تھا اگر اب کسی نے کوئی بات کی دلشاد کے بارے میں تو میری گولی ہوگی اور تم لوگوں کی کھوپڑی تو سب بیچارے اپنی جان کی پرواہ کرتے خاموش بیٹھے تھے جبکہ دوسری طرف داہم نے بھی پیلس کے اندر قدم رکھتے یہ منظر دیکھا تھا۔

"زین بھائی میرے باپ کی پہلی اولاد اریسٹ ہوگیا" داہم نے دھائی دیتے ڈیول کی طرف قدم بڑھائے جبکہ اچانک داہم کی اتنی اونچی آواز پر سب خواتین نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تو جیک اور ہشام نے بھی کرنٹ کھا کر داہم کو دیکھا داہم کو اپنے قریب آتا دیکھ ڈیول نے بھی لیپ ٹاپ سائیڈ پر کرتے مسکراتے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا اور داہم تو تھا ہی ڈیول کنگ کا فین کیسے موقع مس کرتا۔

"تو تم کیوں اس کی بیوہ بنے ہائے ہائے کر رہے ہو" ڈیول نے داہم کے انداز پر اسے گھورتے ہوئے کہا تو داہم نے ڈیول کو بے یقینی سے دیکھا مطلب اس کا بہنوئی جیل میں ہے اور اس بندے کو کوئی فرق نہیں پڑتا الٹا مسکرا رہا ہے۔

"زین بھائی وہ میرا بھائی ہے" داہم نے ڈیول کی بات پر برا مانا تو ڈیول نے داہم دیکھتے سر جھٹکتا قہقہہ لگا گیا۔

"تو میں نے کب کہا چھوٹے خانزادہ وہ تمہاری بہن ہے" ڈیول داہم کے منہ بنانے پر قہقہہ لگاتے بولا تو سب کے منہ حیرت سے ہی کھل گئے۔

"بھائی دلشاد بھائی جیل میں ہیں اور آپ ہنس رہیں ہیں" مہک نے صدمے سے اب اپنی زبان سے شکوہ نکالا۔

"جائے نماز لاکر دو میں چلا کاٹ لیتا ہوں" ڈیول نے مہک کی بات پر اسے گھورتے ہوئے کہا تو داہم سمیت سب کا قہقہہ گونجا جبکہ مہک نے اپنے شوہر ہشام خان کو جن نظروں سے قہقہہ لگاتے دیکھا تو بیچارہ منہ بناتا اپنا قہقہہ آدھا تو اندر ہی ضبط کر لیا۔

"دلشاد بھائی نے آپ کے لیے ایک پیغام دیا ہے" داہم نے کہا تو ڈیول نے ایک آیبرو ریز کرتے اس سے جیسے پوچھا کیا؟۔

"ڈیول سے کہنا اس کا بہنوئی اسے بلا رہا ہے اور جب آئے تو دلشاد کی ملکہ کو ساتھ لے کر آئے" داہم نے کہا تو ڈیول مسکرایا۔

"اور میں ایسا کیوں کروگا جبکہ نا اس نے مجھ سے ابھی تک معافی مانگی ہے اور نا ہی ریکویسٹ کی ہے بس پیغام بھجوایا ہے" ڈیول نے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتے کہا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے سر کے پشت پر لے جاتے دونوں ٹانگیں قینچی بناتے سامنے رکھے شیشے کے چمچماتے ٹیبل پر رکھ گیا۔

"کیونکہ میرے باپ کی آخری اولاد نے کہا تھا یہ کام صرف آپ ہی کر سکتے ہیں" داہم نے ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا تو ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا۔

"تاج محل گیا ہے نا کمینہ جو ملکہ ساتھ لے کر جاؤ اس کے لیے۔۔ اور لے کر تو جب

جاؤگا نا جب میں خود جاؤ گا" ڈیول نے طنزیہ انداز میں کہا تو داہم نے ہی کیا سب نے ہی ڈیول کی بات پر منہ بنایا پھر کیا تھا سب کی ایسی حرکتیں دیکھتے ڈیول کو غصّہ آنا شروع ہوا۔

"جب وہ کمینہ میرا بہنوئی مجھ پر طنز کرتا ہے جب تو بڑے قہقہہ لگتے ہیں تم لوگوں کے اور آج اگر اسے کچھ کہ دیا تھا میت کے چوتھے کی طرح منہ بنا رکھا ہے" ڈیول نے جل کر بولا تو سب سے پہلے آیت نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ڈیول کو گھورا اور اس کے ساتھ ہی عائشہ اور مہک بھی آیت کی عقلیت میں کھڑی ہوئیں جیسے وہ بھی آیت کے ساتھ ہیں۔

"ڈیول وہ ہمارا ابھی کچھ لگتا ہے تمہیں اس کی مدد کرنی چاہیئے" ہشام اور جیک بھی کھڑے ہوتے ڈیول سے بولے جن کی ہمت پر ڈیول نے سر کو سائیڈ پر کرتے جیسے داد دی۔

"اور ہم بھی ساتھ دیں گے" عائشہ نے کہا تو مہک نے بھی اس کی عقلیت میں سر اثبات میں ہلایا۔

"دلشاد بھائی کی مدد کرو ڈیول ورنہ" آیت نے انگلی اٹھاتے ڈیول کو تنبیہ کرنی چاہی جب ڈیول کے ہاتھ میں پسٹل دیکھتے آیت کی چلتی زبان اور انگلی کو بریک لگا۔

"ورنہ ڈارلنگ؟؟" ڈیول نے ایک آیبرو ریز کرتے کہا تو آیت نے مہک اور عائشہ کو دیکھا جو وہاں سے کھسک چکی تھیں اور اب آیت ہی اکیلی اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔

"کچھ نہیں میں۔۔۔میں دلشاد بھائی کے لیے دعا کرونگی" آیت نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے کیا کرنا چاہیے جیک اور ہشام "ڈیول نے آیت کی اڑی ہوئی رنگت کو مسکراتے ہوئے دیکھتے پھر جیک اور ہشام کی طرف دیکھا اور کہا اور اپنی پسٹل کو ہوا میں لہراتے جیک کے سر کے تھوڑا سا اوپر پیچھے دیوار میں لگے وال فانوس پر فائر کیا تو جیک ہی نہیں ہشام کے بھی چودہ طبق روشن ہوئے جبکہ ان کی شکل دیکھتے داہم نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

"ہم کیسے بتا سکتے ہیں ڈی۔۔ڈیول تم بتاؤ ہم۔۔ہم کیا کرے" جیک نے لڑکھڑاتے ہوئے کہا تو ڈیول دل کھول کر مسکرایا اور اب رخ داہم کی جانب کیا۔

"زین بھائی میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا" داہم خطرہ اپنی طرف دیکھتے مسکینوں کی شکل بنائے بولا تو ڈیول نے سر جھٹکا۔

"فکر مت کرو میرا بہنوئی ہے جب تک میں زندہ ہو اس کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا "ڈیول نے کہا تو سب کھلے دل سے ڈیول کی بات پر مسکرائے۔

"تو ہماری جان کے کیوں دشمن بن جاتے ہو جب ہم دلشاد بھائی کی سائیڈ لیتے ہیں تو" آیت نے ڈیول سے منہ بناتے کہا۔

"کیونکہ تم لوگ ناجائز فائدہ اٹھاتے ہو میری نرمی کا۔۔مجھے وہ بہت عزیز ہے دلشاد وہاب خانزادہ جیسا شخص کروڑوں میں ایک ہوتا ہے جسے اللہ نے میری پرنسس کے نصیب میں لکھا ہے اس کی حفاظت کے لیے تو میں اپنی جان سے کھیل جاؤ وہ میری پرنسس کا پرنس ہے۔۔۔لیکن دلشاد سمیت تم سب ہی میرے رشتے کے احترام کو ہلکے میں لیتے اس کے سامنے اور پھر اس کے لیے میرے سر پر ناچنے لگتے ہو تو ڈوز دینی ہی پڑتی ہے تم لوگوں کو" ڈیول نے سب کو دیکھتے جتا کر کہا تو سب ہی شرمندہ سے ہوتے مسکرا گئے جس پر ڈیول نے سر جھٹکا وہ جانتا تھا اس کے یہ رشتہ کبھی

نہیں سدھرے گے۔

"ہمیں اپ سے بہت محبت ہے بھائی" ہشام نے ڈیول کو دیکھتے کہا تو ڈیول دل کھول کر مسکرایا۔

"اور تم سب میں ان رشتوں میں تو ڈیول کنگ کی جان بستی ہے" ڈیول نے کہا تو ہشام اور جیک نے آگے بڑھتے ڈیول کے گلے لگے تو ڈیول نے انھیں گلے لگاتے ان کی پیٹ تھپتھپائیں اور پھر داہم کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا پھر ڈیول نے داہم کو ہاتھ سے اشارہ کرتے اپنے پاس بلایا تو داہم بھی ڈیول کے گلے لگا۔

"مجھے آپ پر کرش ہے زین بھائی" داہم نے مسکرا کر کہا تو ڈیول قہقہہ لگا اٹھا۔

"اور مجھے چھوٹے خانزادہ کی شرارتوں پر ناز" ڈیول نے کہا پھر ڈیول کی نظر آیت پر

پڑی جو اسے دیکھتی مسکرا رہی تھی۔

"ڈارلنگ تمہیں ہگ رات میں ملے گا" ڈیول ایک آنکھ ونگ کرتے آیت سے کہا تو آیت کے گال لال ہوئے۔

رات کا وقت تھا ہر سو اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور پیلس میں عائشہ چکر کاٹ رہی تھی ڈیول ہشام کے ساتھ گیا تھا تو جیک سیدھا کرمنل آفس سے پیلس آیا اور دیکھا کہ عائشہ بڑبڑاتی چکر کاٹ رہی ہے۔

"کیا ہوا میری جان کیوں خود کو تھکا رہی ہو؟؟" جیک نے اپنا کوٹ صوفے پر رکھتے ہوئے پوچھا تو عائشہ نے اپنے مجازی خدا کو دیکھتے اپنے دل نہیں اپنے پیٹ کی بات

زبان پر لانی چاہی۔

"مجھے کچھ چاہیے ابھی" عائشہ نے آنکھوں میں چمک لیے کہا تو جیک کو اپنے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دی کیونکہ اکثر عائشہ کسی کی چیز کی فرمائش کرتی تو وہ گول گپے ہوا کرتے تھے اور اب تو جیک بھی آیت کی طرح عائشہ کی اس فرمائش سے بے زار تھا کیونکہ عائشہ خود کھاتی تو ٹھیک بھی تھا لیکن وہ اپنے ساتھ موجود ہستی کو بھی کھلانے سے باز نہیں آتی تھی لیکن وہ بیچارہ کیا کر سکتا تھا سامنے بیوی جو کھڑی تھی۔

"بولو میری بیوی کو کیا چاہیے ؟؟" جیک نے عائشہ کی آنکھوں میں معصومیت کو دیکھتے کہا۔

"گول گپے" عائشہ نے آنکھوں میں چمک لیے کہا تو جیک کا خطرہ واقعی صحیح ثابت ہوا۔

"گول گپوں کو سائیڈ پر رکھ کر بتاؤ۔اب کیا چاہیے" جیک نے ضبط سے زبردستی مسکراتے ہوئے پوچھا کہ شاید عائشہ کو اس پر رحم ہی آجائے اور کسی اور چیز کی فرمائش کردے۔

"سائیڈ پر رکھے گول گپے" عائشہ نے معصومیت سے کہا جبکہ جیک کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے اسکی بیوی کبھی نہیں سدھرنے والی تھی۔

"کچھ اور؟؟" جیک نے آخری خواہش کی جبکہ عائشہ نے نفی میں اتنی زور سے سر ہلایا کہ جیک کو عائشہ کی گردن ٹوٹنے کا خطرہ ہونے لگا تو لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتا اپنا کوٹ اٹھاتے ہاتھ سے لیڈیز فرسٹ کا سائین دے گیا جس پر عائشہ خوشی سے اچھلتی تالیاں بجا گئی جبکہ پیچھے سے آتی آیت کو سیڑھیاں اترتے انھیں دیکھنے لگی۔

"کہاں جا رہی ہے سواری ؟؟" آیت نے پوچھا تو جیک نے اپنی بھابھی کو دیکھا جیک کی شکل دیکھتے آیت کو اندازہ ہو گیا تھا کہ بیچارہ گول گپے ہی کھلانے لے جا رہا ہو گا جس پر آیت نے اپنی ہنسی چھپائی۔

"گول گپے کھانے۔۔آیت تم بھی چلو" عائشہ نے آیت کو ہنستے ہوئے کہا تو آیت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں بھائی تم لوگ جاؤ مجھے ویسے بھی آئسکریم کھانی ہے میں چلی کچن میں" آیت نے کہا تو عائشہ کو حیرت کا جھٹکا لگا آیت آئسکریم۔

"تم آئسکریم ؟؟" عائشہ نے حیرت سے پوچھا کیونکہ آیت کو تو آئس کریم کبھی پسند ہی نہیں تھی جبکہ جیک کا موبائل رنگ ہوا تو وہ کال سننے کے لیے چلا گیا۔

"ہاں۔۔کیوں ؟؟" آیت نے نا سمجھی سے پوچھا تو عائشہ نے اس کے قریب آتے آیت کے ماتھے پر اپنا ہاتھ الٹ پلٹ کرتے چیک کیا اس کی طبیعت ٹھیک تو ہے۔

"کیا ہو گیا ہے عائشہ تمہیں "آیت نے عائشہ کی حرکت پر اسے گھور کر دیکھا۔

"تم کب سے آئس کریم کھانے لگ گئی" عائشہ نے آیت کو آنکھیں سکیڑتے ہوئے پوچھا تو آیت کو خود بھی تعجب ہوا لیکن خود کو کمپوز کرتے مسکراتی ہوئی بولی۔

"اب ضروری نہیں کہ اب جو چیز پہلے نہیں کھاتی تو زندگی میں کبھی نا کھاؤ" آیت نے کہا تو عائشہ مسکرائی۔

"میں نے اپنی آپی سے سنا تھا کہ ایسی حالت میں لڑکیوں کو وہ کھانے کا دل کرتا ہے جو انھیں کبھی نہیں پسند" عائشہ نے اپنی بہن کو یاد کرتے کہا تو آیت نے نا سمجھی سے عائشہ کو دیکھا۔

"کیسی حالت؟؟" آیت نے نا سمجھی سے پوچھا تو عائشہ مسکرائی۔

"وہی جس میں لڑکیاں موٹی ہو جاتی ہیں، ان کو ویمٹنگ ہوتی ہے اور الٹی سیدھی چیزیں کھاتی ہے" عائشہ نے شرماتے ہوئے آیت کو ہینٹ دی لیکن آیت کہا عائشہ کی طرح ڈرامے دیکھتی تھی اور اس کے پاس کونسی بڑی بہنیں تھی جو اسے یہ سب پتا ہوتا اور جو تھی وہ دشمن سے کم تھوڑی تھی۔

"عائشہ جو بولنا ہے صاف بولو بلکہ رہنے دو میں آئس کریم کھا آؤ پھر بتا دینا میرا بہت دل کر رہا ہے" آیت نے کہتے ہی قدم کچن کی طرف بڑھانے چاہے تو عائشہ کا دل کیا

اپنی دوست کا سرپیٹ لے اب وہ اپنا سر کیوں پیٹتی بھلا۔

"آیت تم پریگننٹ تو نہیں ؟؟" عائشہ نے ایکسائیڈڈ ہوتے جوش وخروش سے کہا تو آیت بلکل ساکت سی کھڑی ہوگی جبکہ عائشہ گھوم کر آیت کے پاس آئی جو بلکل شل سی عائشہ کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں۔۔ائس۔۔۔آئسکریم پر تم۔۔۔ایسے کیسے کہ سکتی ہو" آیت نے خود کو کمپوز کرتے نا سمجھی اور شرماتے ہوئے عجیب تاثرات سے عائشہ کو دیکھتے کہا۔

"تمہیں چکر آئے ؟؟" عائشہ نے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتے ہوئے جلدی سے پوچھا تو آیت نے گزرے دن یاد کرتے اثبات میں سرہلایا۔

"ویمٹنگ ؟؟" عائشہ نے پھر ایک سوال کیا تو آیت ابھی کچھ دیر پہلے کا منظر یاد آیا تو

پھر اثبات میں سر ہلا گئی۔

"مبارک ہو میں خالہ بننے والی ہوں" عائشہ نے خود کو ہی مبارک بات سے نوازتے آیت سے ہاتھ ملایا جس پر آیت نے منہ کھولے حیرانی سے عائشہ کو دیکھا۔

"تم ڈاکٹر ہو کیا کچھ بھی" آیت نے کہا تو عائشہ کچھ کہنے ہی والی تھی جب جیک وہاں حاضر ہوا جیک کچھ بولتا کہ عائشہ بول اٹھی۔

"جیک آیت کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تم ڈاکٹر کو بلاؤ" عائشہ نے کہا تو جیک ناسمجھی سے اپنی بھابھی کو دیکھنے لگا جیک کچھ کہتا کہ عائشہ آیت کا ہاتھ تھامتی اسے اس کے روم میں لے کر آگئی جبکہ آیت کچھ سوچے سمجھے بغیر عائشہ کے ساتھ کھینچتی چلی گئی۔

یہ منظر جیل کا تھا جہاں جیل کنٹرولر آفیسر اپنے آفس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا جبکہ اندر قدم رکھتے ہی وہ آفیسر ٹھٹکے۔

" اندر کیسے آئے تم؟؟" آفیسر نے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھتے ہوئے پہلے حیرت اور پھر غصّے سے پوچھا جو اس کی چیر پر بیٹھا ایک ہاتھ سے ٹیبل پر انگلیاں چلا رہا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی جانگ پر تھا۔

"اطمینان سے" اس شخص نے مسکراتے ہوئے کہا تو آفیسر دیکھ سکتا تھا مسکراتے ہوئے اس شخص کے گال پر ایک ڈمپل بنا تھا۔

"کون ہو تم؟؟" آفیسر نے ٹیبل پر ہاتھ مارتے دھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ڈیول کنگ" ڈیول نے نیلی آنکھوں کو آفیسر پر مرکوز کیے سیدھے ہوتے کہا تو ڈیول کے دونوں ڈمپل آفیسر کو نظر آئے۔

"ڈیو۔۔ڈیول کنگ۔۔۔ امریکہ ک۔۔۔" آفیسر پہلے بات کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا لیکن پھر جیسے اس کے دماغ میں ایک جھماکا ہوا اور حیرت سے اپنے قدم پیچھے لیتے آفیسر نے یہ الفاظ بے یقینی سے ادا کیے۔

"ہاں۔۔ امریکہ کا ڈون" ڈیول کے ڈمپل آفیسر کی حالت دیکھتے مزید گھیرے ہوئے۔

"آپ یہاں۔۔یہاں کیسے" آفیسر پل میں تم سے آپ پر آگیا۔

"میرا ایک عزیز ہے اس سے ملنا ہے سنا ہے تمہاری اجازت کے بغیر کوئی اس سے نہیں مل سکتا تو بس اجازت ہی لینے آیا ہو جیلر صاحب" ڈیول نے کہتے گن نکالتے سامنے ٹیبل پر رکھی جیسے اجازت لینے کے لیے گن پر اشارہ تھا۔

"اجازت۔۔۔میں خود لے جاتا۔۔ہوں آپ کو۔۔کس سے ملنا ہے " آفیسر نے ہڑبڑاتے ہوئے کہا تو آفیسر کی ہڑبڑاہٹ دیکھتے پیچھے صوفے پر بیٹھے ہشام کا قہقہہ گونجا آفیسر نے پیچھے دیکھا تو ہشام ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک بازو صوفے کی پشت پر پھیلائے قہقہہ لگا رہا تھا۔

"دلشاد وہاب خانزادہ "ڈیول نے دلشاد کا نام لیتے ہشام کو دیکھتے آفیسر کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"سر وہ ریڈ لائٹ کیبنٹ ۔۔ میں ہے وہاں کوئی نہی ۔۔۔" وہ آفیسر دلشاد کا نام سنتے ہی حیرت سے اور پھر ہمت جما کرتے تھوک نگلتے کہ ہی رہا تھا کہ ڈیول نے گن کی طرف ہاتھ بڑھایا ۔

"سر میں ۔۔ میں لے چلتا ہوں ۔۔" ڈیول کے سلو موشن میں گن تک جاتے ہاتھ کو دیکھتے آفیسر نے کہا تو ڈیول پھر ڈمپل کی نمائش کرتا ہاتھ روکتا کھڑا ہوتا اپنے کوٹ کے بٹن لگا گیا آفیسر سوچتا ہی رہ گیا کہ ڈیول کنگ اتنی شاندار شخصیت رکھتا ہے کہ کوئی بھی اسے ڈیول نہیں بلکہ ایک معزز آدمی سمجھنے پر مجبور ہو جائے لیکن اس کی دہشت کے چرچے تو پاکستان میں بھی ان کو اکثر سننے کو ملتے تھے لیکن آج ڈیول کنگ کا دیدار اس آفیسر نے سامنے روبرو کیا تھا یا یوں کہنا درست ہوگا کہ ڈیول کی فرمابرداری کرتے اموت کو سامنے دیکھتے پلٹا تھا ۔

"اوہ ۔۔۔ تم نے تو امریکہ کے ڈون کو دیکھ لیا ہے ؟؟" ڈیول نے آفیسر کے قریب

آتے گردن ٹیڑھی کرتے افسوس سے پوچھا جس پر آفیسر نے دل پر ڈیول کے خوف سے قابو پاتے کہا۔

"نہیں میں نے کسی کو نہیں دیکھا میں تو اپنے آفیس میں تھا" آفیسر نے کہا تو ڈیول نے سر اثبات میں ہلاتے مسکراتے ہوئے ہشام کو دیکھا۔

"ڈیول ۔۔ سمجھدار ہے آفیسر" ہشام نے کہا تو ڈیول کا قہقہہ گونجا جبکہ آفیسر ان کے قہقہہ پر بھی بے جاں خوف میں تھا۔دلشاد ایک سلور لوہے کی دیواروں کی جیل میں قید تھا جس میں ایک دروازہ نما جیل کی سلاخیں تھیں ہمیشہ شان وشوکت سے رہنے والا خانزادہ امپائر کا شہزادہ آج جیل کی سلاخوں میں مقید تھا اور ایسی جیل جو ایک کمرے میں تھی جہاں باہر کی ہوا بھی اندر نہیں آسکتی دفعتاً سر جھکائے سلور لوہے کے بینچ پر بیٹھے شرٹ کے دو بٹن کھولے پیروں کو آگے کی طرف قینچی کے سٹائل میں پھیلائے دلشاد کو قدموں کی آواز سنائی دی دلشاد نے گردن کا رخ سلاخوں کی

طرف کیا تو دیکھا دور سے جیلر کے آگے چلتے اپنے سالے کو پایا دلشاد بے جاں مسکرایا تو اس کا سالا اس کے بلانے پر لبیک کہتا یہاں آچکا تھا جیلر صرف وہاں تک آیا کیونکہ ڈیول نے گردن موڑے جیلر کو دیکھا جو اشارہ سمجھتے ہی وہاں سے الٹے پاؤں چلا گیا ہشام ڈیول کے ساتھ نہیں تھا وہ جیل کے سی سی ٹی وی روم میں بیٹھا ریکارڈ اور فوٹیج چیک کرتے کچھ ڈھونڈ رہا تھا اور ڈیول کے وہاں سے جانے پر ریکارڈ مٹانے کے لیے اپنے بندوں کو ہدایت دے رہا تھا وہ پاکستان کی ریڈ لائٹ کیبنٹ جیل تھی وہاں تک کی رسائی وہاں کے ریکارڈز کو مٹانا عام بات ہر گز نہیں تھیں۔

"کیسے ہو جیل میں میرے شریف بہنوئی" ڈیول نے سلاخوں کے قریب آتے اپنے ڈمپل کی نمائش کرتے دلشاد پر طنز چلایا۔

"کیا زمانہ آگیا ہے غنڈے شریفوں کی جبکہ شریف غنڈوں کی جگہ پر کھڑے ہیں" وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی طنز باز تھا کیسے ہار مان جاتا دلشاد کے جوابی طنز پر ڈیول نے سر

جھٹکا۔

"مجھے کیوں بلایا یہاں ؟؟" ڈیول نے دلشاد کو ہنوز بیٹھے ہوئے دیکھتے کہا تو دلشاد اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ڈیول کے سامنے آتے دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کر گیا جبکہ ڈیول کے دونوں ہاتھ جیبوں میں تھے۔

"تمہاری سڑی ہوئی شکل کا دیدار کرنا تھا" ڈیول کی بات پر دلشاد نے جل کر کہا اور رخ دوسری طرف کرتے دروازے کی طرف دیکھنے لگا اور ڈیول جانتا تھا وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔

"میری ملکہ کو ساتھ نہیں لائے؟؟" دلشاد نے ناگواری سے ڈیول کو دیکھتے کہا تو ڈیول دلشاد کی بے قراری پر مسکرا اٹھا۔

"میرا دماغ خراب ہے اپنی پرنسس کو بھوکے شیر کے سامنے کرنے کا جو اس کے باپ کے لگائے الزامات پر سزا اسے دینے والا تھا" ڈیول بولا تو دلشاد نے ڈیول کو خونخوار نظروں سے دیکھا وہ ڈیول تھا اسے یقیناً آج دلشاد کی گرفتاری اور اس پر لگنے والے الزامات سے پہلے سے ہی وہ واقف تھا اور اسی لیے اس نے کل سب کو پلان میں شامل کرنے کے لیے بلایا تھا لیکن پھر کل جو کچھ بھی ہوا ڈیول کو نا موقع ملا اور کچھ سوچتے ہوئے پلان ڈسکس نہیں کر گیا جبکہ دلشاد یہ سب سوچتے ہی ہاتھ سیدھے کرتے جیبوں میں پھنساتے ایک قدم آگے ہوا۔

"تمہاری پرنسس کی جگہ تو ہے ہی اس شیر کی دسترس --اور الزامات کی سزا نہیں دیتا بلکہ جو سائین کیے ہیں ان الزامات پر اس گناہ پر سزا دیتا" دلشاد نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا دلشاد ڈیول کے انداز پر بلکل حیران نہیں ہوا اسے معلوم تھا ڈیول ہر چیز سے باخبر اور اس دفعہ اپنے قدم دلشاد سے چار قدم آگے رکھے ہوئے ہے۔

"جو بھی ہے میں اپنی پرنسس کو تب تک تمھارے پاس نہیں لاؤ گا جب تک تم وعدہ نہیں کرتے کہ تم میری پرنسس پر دوبارہ ہاتھ کیا اس سے سخت لہجے میں بات بھی نہیں کرو گے"ڈیول نے بھی دلشاد کو جتا کر کہا کہ وہ بھی اب تک کراچی میں عنایہ پر ہاتھ اٹھانے والی بات اور اس پر دھاڑنا نہیں بھولا ہے جبکہ ڈیول کی بات پر دلشاد نے جبڑے بھینچے۔

"اور جیسے تم نے بولا اور میں نے وعدہ کر لیا"دلشاد نے ڈیول کی بات پر ناک سے مکھی اڑائی۔

"خیر وہ بات بتاؤ جو بتانا چاہتے تھے مجھے"ڈیول نے مدعی پر آتے دلشاد کی بات اگنور کرتے کہا تو دلشاد خود کو کمپوز کرتا ڈیول سے وہ بات کرنے لگا جس کے لیے اس نے ڈیول کو یہاں بلایا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد:-

"اب دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔اس وقت مجھے تمہاری سڑی ہوئی شکل مزید نہیں دیکھنی" دلشاد ساری بات ختم کرتے ڈیول کو گھورتا ہوا بولا جو سلاخوں کا سہارا لیتے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"میں تو جیسے مرا جا رہا تھا اپنی بیوی کو جو میرے پاس ہے اور پیلس جہاں ہر شان و شوکت ہے چھوڑ چھاڑ کر یہاں اس جیل میں اپنے شریف جیل کے قیدی بہنوئی سے ملنے کے لیے" ڈیول نے بھی دلشاد کی دھکتی رت پر ہاتھ رکھتے جتا کر ڈبو ڈبو کر دلشاد کا دل تیزاب میں جلایا۔

"تو بھول گیا ہے شاید میں کون ہوں" دلشاد نے ضبط سے ایبرو ریز کرتے جیل کی سلاخوں کو تھامتے کہا تو ڈیول کا قہقہہ گونجا۔

"یاد آیا تم وہ شہزادے ہو جو روز آئینے سے پوچھتا ہے میں ہوں کون میں ہوں کون اور آئینہ کہتا ہے دفعہ ہو سالے دجال کا چمچہ لگ رہا ہے اور تجھے دیکھ کر مجھے اپنی قسمت پر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا دل کر رہا ہے" ڈیول کو دلشاد کی بات پر کچھ عرصہ پہلے دلشاد سے پہلی ملاقات پر دلشاد کے لفظ اور انداز یاد کرتے آج اپنا حساب برابر کیا لیکن ڈیول کے انداز اور جوابی طنز پر دلشاد رخ پھیر گیا۔

"کمینہ" دلشاد نے آگے قدم لیتے ڈیول کو گالی سے نوازہ۔

"کمینہ ہونا بہتر ہے جیل کا قیدی بننے سے" ڈیول اب بھی باز نہیں آیا جبکہ دلشاد کی بس ہو چکی تھی دلشاد پلٹتا ڈیول کو کوئی جواب دیتا کہ ڈیول کا فون رنگ ہونے لگا جسے دیکھتے

ڈیول نے ہاتھ سر تک لے جاتے دلشاد کو خدا حافظ کہا اور قدم باہر کی طرف لے گیا۔

ڈیول نے پیلس میں قدم رکھا تو ہر طرف سناٹا ہشام بھی ڈیول کے پیچھے قدم رکھ رہا تھا جیک نے ہشام کو جلدی گھر آنے کا کہا تھا اور وجہ وہ انھیں گھر آتے تب کی بتاتا ڈیول اور ہشام پریشان سے قدم آگے بڑھاتے گئے جب جیک نے اوپر سے انھیں دیکھتے جلدی ڈیول کے کمرے کی طرف آنے کا اشارہ کیا اشارہ سمجھتے ہی وہ دونوں نا سمجھی سے سیڑھیاں چڑھتے ڈیول کے روم آئے تو مہک اور عائشہ آیت کے اردگرد بیڈ پر بیٹھی سامنے بیٹھی لیڈی ڈاکٹر کی ہدایات سن رہی تھی لیکن جیسے ہی ڈیول پر نظر پڑی دونوں ہی اپنی جگہ سے اٹھتی اپنے اپنے شوہروں کے پاس پہنچی جبکہ آیت جو بیڈ پر کراون کے ٹیک لگائے لیٹی تھی ڈیول کو دیکھتے پلکیں جھکا گئی ڈیول نا سمجھی سے سارہ منظر دیکھا عائشہ کے جگہ چھوڑنے پر آیت کے پاس بیٹھتا اسے فکر مندی سے

دیکھنے لگا اور کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر آیت کو اپنے کندھے سے لگاتے بالوں میں بوسہ دے گیا جبکہ ڈاکٹر ڈیول کو دیکھتی مسکراتی ہوئی جیک کو ڈسکرپشن تھاماتے باہر قدم بڑھا گئی تو جیک بھی انھیں چھوڑنے سیڑھیوں تک آتے اپنے گارڈز کو بلاتے ڈاکٹر کو ہاسپٹل چھوڑ کر آنے کا کہتے واپس قدم لے گیا۔

"کیا ہوا ہے میری جان کو" ڈیول نے آیت کا چہرہ اپنے روبرو کرتے آنکھوں میں فکر مندی اور محبت لیے پوچھا۔

"ہوا نہیں ہونے والا ہے" عائشہ نے کھلکھلا کر مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیول نے عائشہ کو نا سمجھی سے دیکھا۔

"اللہ جی میں تو بہت ایکسائیڈڈ ہو خالہ جو بننے والی ہو" عائشہ نے تالی بجاتے کہا تو کمرے میں داخل ہوتے جیک کو اپنی بیوی کی خوشی پر بے انتہا پیار آیا۔

"ہائے اور میں پھوپھو" مہک نے بھی چہکتے ہوئے کہا تو ہشام نے رخ جیک کی طرف کیا جس نے ہشام کو دیکھتے ہشام کی گردن میں ہاتھ ڈالے۔

"اور ہم چاچو۔۔" جیک نے کہا تو ہشام بے اختیار مسکرایا جبکہ ڈیول کنفیوز تاثرات کے ساتھ پہلے ان سب کے بولنے پر باری باری سب کو اور پھر سمجھ آنے پر آنکھیں پوری کھولے آیت کو۔

"میں پاپا۔۔" ڈیول نے آیت کو دیکھتے ہوئے کہا تو آیت نے نظریں جھکائے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا تو ڈیول نے آیت کو خود میں بھینچا۔

"اہم اہم۔۔۔ ہم لوگ ہیں یہاں پر ابھی" ہشام نے مسکراتے ڈیول کو چھیڑا جس پر ڈیول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو دفع ہو جاؤ کا نے کہا ہے میاں بیوی کے رومینس دیکھو ما شاء اللہ خود شادی شدہ ہو" ڈیول بے اختیاری میں کہا تو آیت جہاں شرم سے پانی پانی ہوئی وہی ڈیول کی طرف سے ہری جھنڈی دیکھاتے ہی ہشام اور جیک نے اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ باہر کا رخ کیا۔

"زین" آیت نے ڈیول کو مخاطب کیا جو کہ اسے گلے لگائے بے اختیار کب سے مسکرائے جا رہا تھا آنکھوں میں باپ بننے کی چمک لیے اپنی زندگی کو گلے لگائے ہوئے تھا۔

"بولو جان زین" آیت کے مخاطب کرنے پر ڈیول جیسے ہوش میں آتے کو خود سے الگ کرتا آیت کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے گیا۔

"تم باپ بننے والے ہو" آیت نے نظریں جھکائے شرم سے لال ہوتے چہرے کو دیکھتے کہا تو ڈیول کو آیت پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"اور تم ماں ۔۔۔تمہارا بہت بہت شکریہ اتنی بڑی خوشی دینے کے لیے مجھے" ڈیول کی بات پر آیت مسکراتی ڈیول کے سینے میں چھپائی گئی تو ڈیول نے بھی آیت کے گرد نرمی سے حصار بنایا۔

"چاہو تو تم بھی میرا شکریہ ادا کر سکتی ہو۔۔آفٹر آل میں نے بھی تمہیں ماں بنایا ہے" ڈیول نے شرارت سے کہا تو آیت ڈیول کی بات پر ڈیول کے سینے پر ایک نازک سا مقع مارتی سر اٹھائے اسے گھورنے لگی۔

"ڈیول تمہیں شرم نہیں آتی" آیت نے ڈیول کو شرم دلانے چاہی یہ سوچے بغیر کے جسے شرم دلا رہی ہے وہ تو پیدائشی بے شرم ہے۔

"شرم تو عورت کا گہنا ہے میری جان" ڈیول نے شرارت سے کہا۔

"ہاں۔۔۔اور ٹھرک مرد کا" آیت بھی دوبدوک بولی تو آیت کی بات پر ڈیول قہقہہ لگا اٹھا۔

"اچھا مجھے پرنسس چاہیے بلکل پری جیسی تمہاری اور عنایہ کی طرح" ڈیول نے آیت کو دیکھتے فرمائش کرڈالی جس پر آیت نے ڈیول کے ڈمپل کو دیکھتے الجھتے ہوئے ڈیول کو گھورا۔

"مجھے تو پرنس چارمنگ چاہیے جس کے تم سے بھی پیارے ڈمپل ہو" آیت نے ڈیول کے ڈمپل پر اپنے لب رکھتے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیول کے ڈمپل مزید گہرے ہوئے۔

"مجھ سے بھی پیارے ؟؟" ڈیول نے آیت کو ایک آئیبرو ریز کرتے کہا۔

"بلکل ۔۔تاکہ میں اس سے بہت زیادہ پیار کر سکو" آیت نے بھی ڈیول کو اتراتے ہوئے بتانا ضروری سمجھا۔

"تمہارے پرنس چارمنگ کی تو ایسی کی تیسی میری غنڈی افت کے پیار پر سب سے زیادہ حق اس کے اسٹائلش لفنگے کا ہے" ڈیول نے آیت کو گھورتے ہوئے اس کے لبوں کو چھوتے نرمی سے پیچھے ہوا تو ڈیول کی بات آیت کھلکھلا کر مسکرا دی۔

"ڈیول مجھے آئسکریم کھانی ہے۔۔ میرا بہت دل کر رہا ہے اور عائشہ نے اپنا شک لنفرم کرنے کے چکر میں مجھے آئسکریم ہی نہیں کھانے دی" آیت نے ڈیول سے عائشہ لی شکایت کی تو ڈیول بے اختیار مسکراتا ہوا اٹھا۔

"میں لے کر آتا ہو اپنی کوئین کے لیے" ڈیول نے کہتے مسکراتے ہوئے قدم باہر کی طرف لیے اور فون نکالتا ایک نمبر پریس کرتے کان سے لگاتا سیڑھیاں اترتا کچن کی سمت جانے لگا۔

"ہیلو" عنایہ کی آواز ڈیول کے کان میں پڑی تو مسکراتے ہوئے ڈیول نے کہا۔

"پرنسس" ڈیول کی آواز پر عنایہ مسکرائی۔

"بھائی آپ کیسے ہیں اور وہاں سب کیسے ہیں موم، ڈیڈ، ہالے اور داہم سے ملے آپ وہ لوگ پریشان ہونگے بھائی اور آپ مجھ سے خفا تو نہیں" عنایہ آنکھوں میں نمی لیے اپنے دل کی بے چینی پر دلشاد کو یاد کرتی پھر وہاب ولا کے مکینوں کا سوچتی تڑپتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"دلشاد کے پیرنٹس اور دا ہم سب لوگ ٹھیک ہیں اور جو تم نے کیا ہے اس کی وجہ سے میں خفا ہو تم سے لیکن میری زندگی میں اتنی بڑی خوشی آنے والی ہے کہ میں تمہیں اپنی خوشی میں شامل کرنا چاہتا ہوں" ڈیول نے عنایہ کی کارکردگی کو اگنور کرتے ہوئے کہا تو عنایہ کے آنکھوں سے آنسو گالوں پر بہہ گئے جنھیں صاف کرتی وہ اپنے بھائی کی خوشی سننا چاہتی تھی۔

"خوشی ؟؟" عنایہ نے پوچھا۔

"تم پھوپھو بننے والی ہو پرنسس" ڈیول بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا تو عنایہ تو جیسے یہ الفاظ سنتے ہی بے اختیار خوشی سے چہکی۔

"واقعی بھائی۔۔بہت بہت مبارک ہو آپ کو" عنایہ نے کہا۔

"تمہیں بھی ۔۔ اور پرنسس تم کوئی ایسا غلط فیصلہ مت لینا جس سے پوری زندگی پچھتانا پڑے جمال حفیظ نے جو اپنے گناہوں کا اعتراف کیا ہے وہ آدھا سچ ہے اور دلشاد کے لیے کہا ہے تم سے وہ مکمل جھوٹ "ڈیول نے عنایہ کو سمجھانے والے انداز میں کہا تو عنایہ کی خوشی پل میں غائب ہوئی۔

"دلشاد بے قصور ہے پرنسس اس نے کچھ غلط نہیں کیا" ڈیول نے ایک بار پھر عنایہ لی خاموشی پر کہا۔

"انھوں نے میرا استعمال کیا ہے بھائی میرے احساسات کا مزاق اڑایا ہے" عنایہ نے سسکتے ہوئے کہا۔

"تمہارا جو استعمال کر رہا ہے وہ تمہارا باپ ہے پرنسس" ڈیول نے ضبط سے کہا۔

"بھائی۔۔۔" عنایہ یہ حقیقت سامنے ہوتے ہوئے بھی اپنے باپ کی محبت میں جھٹلاتے ہوئے بے بسی سے چیخی۔

"اگر تم نے دلشاد سے رشتہ ختم کرنے کے بارے میں سوچا بھی تو اپنے بھائی سے رشتہ بھی ختم سمجھو" ڈیول نے بھی دل پر پتھر رکھتے ہوئے کہا اور کال کاٹ دی جبکہ عنایہ بے بسی سے فون کو دیکھتی رہ گئی۔

****

یہ منظر ہے صبح پیلس کا جہاں آیت کو سامنے بیٹھاتے ڈیول ڈائنگ ٹیبل پر ناشتہ لگ بھگ کروا چکا تھا تو سب ہی آیت کی پریگنینسی کو لے کر بہت خوش تھے اور بار بار کوئی نا کوئی بات کرتے اپنی ایکسائیٹمنٹ بتا رہے تھے جبسے ڈیول اور آیت دیکھتے

مسکرا رہے تھے اور اتنا خوشی کا موقع ہو اور داہم کی اینٹری نا ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے بھئی۔

"زین بھائی۔۔۔آپ باپ بننے والے ہیں" داہم نے پیلس میں قدم رکھتے ڈائننگ ٹیبل سے اٹھتے ہوئے ڈیول کی طرف قدم بڑھاتے ڈیول کے گلے لگتے بولتے نہیں چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔لیکن تم ماں نہیں بننے والے جو ایسے چینخ رہے ہو داہم" ہالے نے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتے کہا اور قدم آیت کی طرف لے گئی جبکہ آیت کی بات پر ہشام، جیک، نوریز اور ڈیول کا قہقہہ گونجا جبکہ نمل بھی جو داہم، نوریز اور ہالے کے ساتھ آئی تھی آیت سے ملنے لگی۔

"آپ باپ بننے والے ہیں یہاں کھڑے باقی مرد شادی شدہ ہیں ایک میں ہی کنوارہ رہ

کیا ہو" داہم نے منہ بناتے ہوئے اپنی دہائی دی جبکہ داہم کی دہائی پر سب مرد حضرات نے ہی داہم کا کندھا تھپتھپاتے اسے حوصلہ دیا اور اپنی نشست سنبھال گئے جبکہ داہم بھی منہ بناتا صوفے پر بیٹھ گیا تو ساری خواتین بھی بیٹھی آج ڈیول نے سب کو ہی اپنی طرف بلایا تھا وہ سب سے اہم بات کرنا چاہتا تھا جو دلشاد سے تعلق رکھتی تھی۔

"دلشاد کی پرسوں کوٹ میں پیشی ہے" ڈیول نے بولنا شروع کیا تو سب غور سے ڈیول کی بات سننے لگے آج صبح ہی یہ نوٹس منظر عام پر آیا تھا۔

"ہمیں جتنے ثبوت اکھٹے کرنے ہیں کل تک ہی کرنے ہیں کل ہم کراچی جا رہیں ہیں۔۔ کراچی جانے کی سب سے اہم وجہ دلکش ہے جس کو جمال حفیظ اور جاوید رؤف نے کسی ایسی جگہ پر چھپایا ہے جہاں ہمارے لوگ بھی معلوم نا کر سکے لیکن وہ یہ نہیں جانتے ڈیول کنگ ان کو منہ کے بل گرانے کے لیے اس جگہ کو معلوم کر چکا

ہے ۔۔ دلشاد پر لگایا ہر الزام بہت پختہ ہے اور اگر پرسوں ہی ہم لوگوں نے یہ سب نہیں کیا تو سپریم کورٹ اپنا فیصلہ دلشاد کے خلاف سنائے گی دلشاد کو میں آج بھی جیل سے فرار کر سکتا ہوں لیکن اس سے نا تو دلشاد کی کھوئی ہوئی ساکھ واپس آئے گی اور نا ہی یہ ریکٹ یہ جرموں کی دنیا کا خاتمہ ہو گا اور دلشاد بھی یہی چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو بے نقاب کیا جائے اور یہ سب کرنے کی ایک اور وجہ ہے کسی منو مٹی تلے سوئے ہوئے کو انصاف دلانا ہے ۔۔ دلکش کی جان کو خطرہ ہے دلشاد کے کورٹ میں پیشی سے پہلے ہی وہ لوگ دلکش کو ختم کردے گے جو کہ ہر گز نہیں ہونا چاہیے اور اگر دلشاد کے خلاف پرسوں کسی بھی وجہ سے فیصلہ نہیں ہوا تو وہ لوگ دوسری پیشی ہونے سے پہلے ہی دلشاد کو جیل میں مروانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور دلشاد کی موت کو خودکشی قرار دے دیں گے ۔۔ دلشاد کے پاس جتنے بھی ثبوت تھے انھیں میں نکلوانے کی کوشش کر چکا ہو لیکن دلشاد نے بتانے میں دیر کر دی وہ لوگ ان ثبوتوں کو دلشاد کے خاص آدمی تک پہنچتے ختم کر چکے ہیں کیونکہ دلشاد کی ساکھ ایک دم سے اس لڑکھڑا ہی ہے کہ اس کی ٹیم ممبرز پر بھی پریشر ہوتے ہوئے لوگ ان کی جانوں کے پیچھے پڑ چکے ہیں اب دلشاد کو آزادی دلکش کی گواہی سے ہی مل سکتی

ہے۔۔میں نے جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے خلاف ثبوتوں کا اکھٹا کرنا شروع کردیا ہے کیونکہ اگر دلکش مل بھی گئی اور اس نے گواہی دے بھی دی تو اس کی گواہی پر بھی کچھ ایسے جرم ہیں ہمارے دشمنوں کے جن کا دلکش کو بھی نہیں معلوم اور میں اب یہ کہانی ختم کرنا چاہتا ہوں ہر لحاظ سے جن میں کچھ گواہ ہے ہمارے پاس مسز ملک، مسز صدیقی اور ملک اور راحیل ہونگے "ڈیول نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن عنایہ بھابھی نے بھی تو کیس۔۔" داہم نے ادھوری بات چھوڑتے ہوئے ڈیول کی طرف دیکھا۔

"اس کہانی کا خاتمہ دلشاد اور دلکش کے لیے ہی نہیں بلکہ عنایہ کے لیے بھی ضروری ہے ہم اگر یہاں بیٹھے سب مل کر دلشاد کو بچا رہیں ہیں تو وہاں میری پرنسس اکیلی تمہارے بھائی کی اولاد کو" ڈیول نے کہا تو سب نے کرنٹ کھا کر ڈیول کو بے یقینی

سے دیکھا۔

یہ منظر تھا دوسرے دن صبح کا جہاں ڈیول اپنا کوٹ پہنے ڈریسنگ کے سامنے کھڑا تھا دفعتاً آیت جو ابھی اٹھی تھی بیڈ سے اترتی ڈیول کے قریب آئی ڈیول نے آیت کو دیکھتے اپنے حصار میں آیت کی کمر پر دونوں ہاتھ باندھے لیا تو آیت بھی ڈیول کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ گئی اور ڈیول کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں تمہیں مس نہیں کرونگی" آیت کی اچانک اس بات پر ڈیول نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے آیت کو دیکھا اور پھر اپنے ڈمپل کی بھرپور نمائش کی۔

"اس گستاخ سے ایسی کیا گستاخی ہوگئی جان من۔۔۔جو آپ یہ ظلم کرے گی"

ڈیول نے محبت پاش لہجے میں آیت سے کہا۔

"میرے پاس تو اب بے بی ہے نا تو ڈیول کو کیوں یاد کرونگی بھلا؟؟" آیت نے ڈیول کے ڈمپل پر انگلی رکھتے مسکراتے ہوئے شرارت سے کہا تو ڈیول کا ڈمپل مزید گہرا ہوا۔

"مطلب یہ گستاخی کی نہیں محبت کی سزا دے رہی ہے میری کوئین" ڈیول کے کہنے پر آیت کھلکھلا کر ہنس دی ڈیول آیت کی انگلی جو کے اس کے ڈمپل پر تھی اسے اپنے ہاتھ میں لیتے اپنے لبوں سے چھو گیا۔

"لیکن جان من بے بی بھی تو اس ڈیول کا ہی دیا گفٹ ہے" ڈیول کے شرارت سے کہنے پر آیت کے گال شرم سے دھکنے لگے آیت نے نظریں جھکائیں تو ڈیول بے خود سا ہوتا آیت کے ہونٹوں پر جھکنے لگا آیت اور ڈیول اپنے خوبصورت لمحوں میں گم ہی

ہونے والے تھے کہ اچانک ڈیول کے روم کا ڈور ناک ہوا ڈیول بدمزہ ہوا جبکہ آیت ڈیول کی شکل انجوائے کرتے اپنی ہنسی چھپا گئی ڈیول نے آیت کو سائیڈ پر کرتے روم لاک اوپن کیا تو سامنے ہالے کو کھڑا پایا اس وقت اگر داہم وہاں ہوتا تو ڈیول کو اتنی پریشانی نہیں ہوتی لیکن ہالے کو دیکھتے ڈیول سوچ میں پڑ گیا کل ہی تو سب کو ہر چیز سے واقف کرتے ہوئے پلان کا بتایا تھا۔

"زین بھائی" ہالے نے آج پہلی دفعہ ڈیول کو عنایہ کی طرح مسکراتے ہوئے مخاطب کیا تھا ڈیول کو اچانک عنایہ کی یاد آئی تو مسکراتا ہالے کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ لیا۔

"بولو ہالے" ڈیول نے بولا تو ہالے آگے ہوئی۔

"مجھے آپ سے کہنا تھا کہ میں نے دلشاد بھائی کے بعد اگر کسی کو بھائی کہا ہے تو وہ آپ

ہیں ۔۔میں جانتی ہو آپ دلشاد بھائی کی حفاظت کرے گے اور وہ جلد ہمارے ساتھ ہونگے لیکن میں چاہتی ہو آپ اپنا بھی خیال رکھیں گا آپ کو کڈنیپنگ پر بھی دلشاد بھائی کو بچاتے گولی چھو کر گزری تھی اور اب تو آپ کے بے بی آنے والا ہے تو آپ اپنا بہت خیال رکھیے گا" ہالے نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیول ہالے کے چہرے کی معصومیت اور مسکراہٹ دیکھتے سر اثبات میں ہلا گیا۔

"اور آپ پلیز داہم کا بھی خیال رکھیں گا وہ غنڈوں کو دیکھتے خود کو تیس مار خان سمجھنے لگتا ہے" ہالے کی یہ بات سنتے جبکہ پیچھے آتے داہم کو دیکھتے ڈیول مزید گہرا مسکرایا جبکہ ہالے کی بات داہم بھی سن چکا تھا۔

"میں کہی صدمے سے مر ہی نا جاؤ۔۔میری ہونے والی بیوی کو اتنی فکر ہے میری" داہم کی آواز پر ہالے نے پلٹ کر دیکھا وہ تو سب سے چھپا کر یہ بات ڈیول سے کرنا چاہتی تھی جانتی جو تھی کہ اگر غلطی سے بھی داہم کو یہ بات پتا چل گئی تو وہ تو ہالے کو

بار بار اس کی فکر یاد دلا کر مار ہی ڈالے گا لیکن اب تو تیر کمان سے نکل چکا تھا ڈیول بھی ہالے کی سیچویشن اور چہرے کے بگڑے زاویوں سے بات سمجھتا قہقہہ لگا اٹھا جبکہ آیت تو ڈورناک ہوتے ہی فریش ہونے چلی گئی تھی اور اب فریش ہو کر باہر نکلی تھی۔

"میں تو بس ویسے ہی کہ رہی تھی خود کو تیس مار خان سمجھنے جو لگتے ہو تم" ہالے نے خود کو کمپوز کرتے کہا تو داہم آنکھیں سکیڑتے اسے دیکھنے لگا جبکہ آیت بھی تیار ہوتی ان کی طرف متوجہ تھی۔

"اور تم خود کو میری بیوی جو ابھی سے اتنی فکر دیکھا رہی ہو" داہم نے بھی دو بدو کہا تو ڈیول نے ان دونوں کو دیکھتے سر جھٹکتے موبائل نکال کر کچھ ٹائل کرنے لگا۔

"میرے لے کر جہنم میں جاؤ" ہالے نے داہم کی بات پر داہم کو گھورتے ہوئے

کہا۔

"جہنم نہیں جنت میں چلنا ساتھ میرے جاناں" داہم نے بھی ڈیول اور آیت کو اپنے کاموں میں بزی دیکھتے ہالے کے قریب آتے سرگوشی نما انداز میں کہ کر ایک آنکھ ونگ کی اشارہ ہالے کے روم سے داہم کے روم تک جانا تھا داہم کی حرکت اور بات پر ہالے نے گڑبڑاتے ہوئے چور نظروں سے ڈیول اور آیت کو دیکھا کہی وہ اس طرف متوجہ تو نہیں۔

"بے شرم" ہالے کہتی سر جھٹک کر آیت کی طرف قدم بڑھا گئی جبکہ داہم منہ کھولے ہالے کو دیکھنے لگا ابھی کچھ دیر پہلے تو داہم کی فکریں گھلی جا رہی تھی اور اب میڈم۔

" صحیح ہے پھر میں بھی واپس نہیں آؤں گا" داہم نے بھی باآواز بلند کہا تو ہالے کے قدم رکے پھر وہ پلٹی اور انگلی اٹھا کر داہم کو تنبیہ کرتے ہوئے بولی۔

"داہم اپنا خیال رکھنا اور جلدی واپس آجانا" ہالے کی بات پر داہم کی آنکھوں میں شرارت چمکی اور وہی ہوا جس کا ہالے کو ڈر تھا اب داہم اسے مزید ایسی باتیں بول کر تنگ کرے گا جبکہ پیچھے ان سب کو بلانے کے لیے آتا جیک داہم کے برابر میں کھڑا ہوا۔

"میں اگر شہید ہوگیا ہالے تم مجھے بھول جانا" داہم نے معصومیت سے دل پر ہاتھ رکھتے بھرپور اداکاری کی۔

"داہم ایسے نہیں کہو۔۔۔" ہالے نے بھی داہم کو دیکھتے اور اس کی اداکاری کو سمجھتے ہوئے کہا تو داہم کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

"کیوں نا کہو ہالے۔۔۔کیوں ؟؟" داہم نے جیک کے کندھے پر دونوں ہاتھ رکھتے سر ٹکا

کر اور ایکٹنگ کرڈالی جبکہ ڈیول اور آیت تو مسلسل ان دونوں کی باتوں اور داہم کی حرکت پر مسکرائے جارہے تھے جبکہ جیک نے منہ بناتے ہوئے داہم کی اداکاری کو دیکھا۔

"کیونکہ تم جیسے تھرڈ کلاس ایکٹر کو یاد رکھ کے میں نے اپنا موڈ خراب نہیں کرنا۔۔۔اب دفع ہو جاؤ" ہالے نے پہلو میں ہاتھ فولڈ کرتے اطمینان سے کہا اور جھٹکے سے پلٹی جبکہ ایک آنکھ چوروں کی طرح کھولے داہم نے ہالے کی حرکت کو دیکھتے اور پھر ڈیول اور جیک کا قہقہہ سنتے خود کو کمپوز کرتے سر اٹھایا اور جھوٹے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

"بس کر پگلی ناگن اتنی محبت رلائے گی کیا؟؟" داہم کا کہنا تھا کہ اپنے لیے ناگن کا لفظ سنتے ہالے نے خونخوار نظروں سے داہم کو گھورا اور پھر لمبی سانس لیتی مسکراتی ہوئی ڈیول کی طرف متوجہ ہوئی۔

"زین بھائی کیا آپ اس شخص کا دماغ ٹھیک کر سکتے ہیں ؟؟ میرے لیے" ہالے نے معصومیت سے ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا تو ڈیول نے داہم کو دیکھا جو منہ بناتے ہوئے کسی چھوٹے بچے کی طرح معصوم لگ رہا تھا اور پھر دونوں ہاتھ ہالے کے سامنے اٹھا گیا۔

"ہالے میں چھوٹے خانزادہ کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں لیکن اسے کچھ نہیں کر سکتا "ڈیول کی بات پر داہم بے ساختہ دل کھول کر مسکرایا جبکہ ہالے نے منہ بناتے آیت کو دیکھا جو کندھے اچکاتی اسے تسلی دینے کے لیے تھپکی دے گئی۔

"میری بہن اس ڈرامے کا تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا" جیک نے بھی کہتے داہم کی طرف اشارہ کرتے ہالے کو تسلی دی کومہ داہم کو تو بہت بری لگی۔

میں ایک پٹھان مرد ہوں تم نے کیا سمجھ رکھا ہے مجھے" داہم نے اپنا کوٹ درست کرتے اپنے لیے ڈرامہ لفظ سنتے جیک کو گھورتے ہوئے کہا۔

"وہی پٹھان مرد جو بذات خود پٹھانی عورت بن کر پیدا نا ہونے پر آنسو بہاتا ہے" جیک نے کہا تو داہم نے کڑوے بادام جیسا منہ بنایا اسے اس دن ان لوگوں کو اپنا بہانا بتانا ہی نہیں چاہیے تھا اب یہ لوگ زندگی بھر پتا نہیں کس کس طرح طعنہ دے گے اسے جبکہ جیک کی بات کو سنتے ہالے اور آیت کھلکھلا کر ہنس دی تو ڈیول بھی مسکرائے بنا وہ پل یاد کرتے نا رہ سکا جبکہ داہم اب ڈیول کی طرف اپنی سائیڈ لینے پر متوجہ ہوا۔

"زین بھائی آئی لویو" داہم ڈیول کی طرف فلائنگ کس اچھالتے ہوئے بولا تو ڈیول نے داہم کی حرکت پر اسے گھورا۔

"چھوٹے خانزادہ میں باپ بننے والا ہوں" ڈیول نے گن تھامتے ہوئے اپنے کوٹ میں ہولڈ کرنے کے حوالے سے رکھتے ہوئے داہم کو یاد کروایا۔

"تو زین بھائی میں کونسا آپ کو ماں بنانے والا ہوں" داہم نے منہ بنا کر بولا جبکہ ڈیول کی پسٹل کا رخ اپنی طرف ہوتے دیکھ جلدی وہاں سے غائب ہوا جبکہ داہم کے غائب ہونے پر جیک کا قہقہہ گونجا۔

"چلیں بھی آپ سب۔۔ سب لوگ نیچے انتظار کر رہیں ہیں" جیک ہنستے ہوئے بولا تو سب ہی نیچے قدم بڑھا گئے۔

سب لوگ نیچے آئے تو نمل، نوریز، مہک، عائشہ اور ہشام ان سب کا ہی انتظار کر رہے تھے ساتھ میں ناشتہ کرتے سب ہی پلان سے متعلق محو گفتگو تھے۔

"اپنا خیال رکھنا" نوریز نے نمل کو دیکھتے ہوئے کہا تو نمل مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا گئی جبکہ داہم نے نوریز کو گھور کر دیکھا۔

"کبھی مجھے تو اتنی محبت سے نہیں کہا میں بھی کتنی دفعہ امریکہ گیا ہوں جبکہ نمل بھابھی تو یہیں پر ہیں تم بھول گئے ہو مجھے نوریز" داہم کی بات اور جیلسی پر سب ہی مسکرا دیں۔

"تم میری بیوی کی طرح خوبصورت نہیں ہو نا" نوریز نے اتراتے ہوئے داہم کو مزید آگ لگائی۔

"ہننننہ ۔۔۔ میری خوبصورتی پر ایک دنیا مرتی ہے" داہم نے بھی گردن اکڑاتے داہم کو جواب دیا۔

"کبھی اپنی خوبصورتی سے نکل کر چھوٹے خانزادہ اپنی ہونے والی بیوی کی بھی تعریف کر دیا کرے" آیت نے شرارت سے داہم سے کہا تو ہالے کنفیوز ہوتی پلکیں جھکا گئی۔

"اب ان کی خوبصورتی کی کیا تعریف کروں" داہم نے کہا محبت پاش لہجے میں لیکن ہالے کو یہ بات اپنے خلاف محسوس ہوئی تو ہالے بنا کوئی تاثر لائے داہم کو دیکھنے لگی جو ہالے کی آنکھوں کو پڑھتے سمجھ چکا تھا کہ ہالے اس کی بات کو غلط سمجھ رہی ہے۔

"تم بس اتنی ہی خوبصورت ہو ہالے کہ میں تمہیں سانسیں روکے زندگی ختم ہونے تک دیکھ سکتا ہوں" داہم نے ہالے کے قریب قدم لیتے سینے پر ہاتھ فولڈ کرتے مسکراتے ہوئے ہالے کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تو ہالے کے ہونٹ بے ساختہ مسکرائے جبکہ باقی سب نے ہوٹنگ کی تو ڈیول بھی ان دونوں کو دیکھتا مسکرایا۔

"چلیں" ڈیول نے کہا تو سب نے کار کی طرف قدم بڑھائے جبکہ خواتین نے ان لوگوں کو دیکھتے اللہ سے دل میں ان کی حفاظت اور کامیابی کی دعا کی۔

****

سب لوگ کراچی کی سرزمین پر قدم رکھے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے وہ ایک پلازہ نما جگہ تھی جہاں ان لوگوں کی گاڑیاں رکی تو ڈیول کو دیکھتے وہاں کے آدمیوں میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی ڈیول کی سفاکیت سے تو سب ہی واقف تھے وہ لوگ جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے آدمی تھے آج تک ڈیول کو جمال حفیظ سے کبھی کبھی ملتے دیکھا تھا لیکن آج تو ڈیول کو دیکھتے ان کے پسینے چھوٹنے لگے تھے ان کو بتا دیا گیا تھا کہ ڈیول ویسے تو یہاں تک نہیں پہنچ سکتا لیکن اگر ڈیول کو اگر یہاں یا اس کے لوگوں کو دیکھا جائے تو حملہ کر دیا جائے لیکن یہ لوگ اچھے سے واقف تھے کہ ڈیول کا مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی جمال حفیظ اور جاوید رؤف نے وہاں آدمیوں کی

اتنی فوج اکھٹا کر رکھی تھی اور ڈیول کے بھی کراچی کے کچھ آدمیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا دھوکے سے کہ ڈیول نے دلکش کو کراچی شفٹ کرنے کا کہا ہے اب اگر وہ دھوکے میں آ ہی چکے تھے تو اگر ڈیول کے پاس جاتے تو انھیں ڈیول مار دیتا اور ڈیول کے پاس جانے کا سوچتے بھی تو جمال اور جاوید اسی لیے وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے اور ان لوگوں کو دل میں اتنی تسلی تھی کہ اتنی فوج کا شاید ڈیول سامنا نا کر پائے لیکن یہ بس ان لوگوں کی خوش فہمی ہی تھی وہ لوگ ڈیول کو اندر قدم لیتا دیکھ ڈیول کی سمت بڑھے اور حملہ کرنے لگے جب ان میں سے ہی کچھ لوگوں نے ان پر حملہ کرنا شروع کر دیا یہ وہی لوگ تھے جنھیں جمال نے دھوکے سے اپنے ساتھ ملایا تھا لیکن ان کے ایک لیڈر نے ڈیول کو دلکش کی یہاں موجودگی کی خبر دیتے اپنے آدمیوں کو دھوکے کا شکار ہونے کا ڈیول کو بتایا جس پر ڈیول نے انھیں خاموشی سے اپنا کام کرنے کہتے ان کو اپنی ٹیم کا ہی حصہ رکھا۔

ڈیول کے آدمی ان آدمیوں پر حملہ کر رہے تھے اور ڈیول اندر قدم بڑھا رہا تھا ڈیول

کے پیچھے ہشام اور جیک تھے اور ان کے سائیڈ پر نوریز اور داہم ڈیول نے اندر قدم رکھا جب اندر جمال کے خاص آدمی سہیل کو دیکھا سہیل حیرانی سے خود پر قابو رکھتے آگے بڑھا۔

"ڈیول اگر اپنی بھلائی چاہتے ہو تو نکل جاؤ یہاں سے" سہیل اندر آتے ڈیول سے کہنے لگا ڈیول تو اس کے تیور دیکھتا ایک آیبرو ریز کر گیا۔

"تو مجھے میری بھلائی سیکھائے گا؟؟تو؟؟" ڈیول نے مزاق اڑانے والے انداز میں سہیل سے کہا۔

"تیری اتنی اوقات نہیں کتے کہ تو ڈیول پر بھونک سکے تو جمال حفیظ کا کتا ہے میرا باپ نہیں جو میں تیری بکواس سنو سمجھا" ڈیول نے کہا تو سہیل کا قہقہہ گونجا۔

"جمال حفیظ نے جیسے تجھے پالا ہے ویسے ہی مجھے پالا ہے کیا فرق ہے تجھ میں اور مجھ میں بتا" سہیل نے کہا تو ہشام اور جیک اس پر جھپٹنے لگے جن کو ڈیول نے ہوا میں ہاتھ لہراتے روکا۔

"تجھ میں اور مجھ میں بڑا فرق ہے تجھے جمال حفیظ نے کتا بن کر پالا تو کتا ہی رہا اور مجھے اپنے بھائی کا خون سمجھ کر پالا تو میں ایک شیر بن گیا پتا ہے کیوں کیونکہ مجھے میرے ماں باپ نے تربیت دی تھی شیر بن کر صحیح اور غلط میں فرق کرتے جینے کی "ڈیول نے اپنے ڈمپل کی نمائش کرتے مقابل کو آگ لگا دی جس پر سہیل نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔

"مجھے جمال سر نے تمہیں کوئی بھی نقصان پہچانے سے منع کیا ہے کیونکہ ان کی خواہش ہے تمہاری اور دلشاد وہاب خانزادہ کی بربادی تمہیں دیکھنے دی جائیں لیکن اگر تم چپ چاپ یہاں سے نہیں گئے تو میں یہ حکم بھی بھول جاؤ گا سمجھے جاؤ ویسے بھی

میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا" سہیل ضبط سے دھاڑا۔

"میرے اتنے برے دن بھی نہیں آئے کے تیرے منہ لگو" ڈیول نے سہیل کی دھاڑ پر کانوں میں شہادت کی انگلی ڈالے ناگواری سے کہا تو ہشام ،داہم ،جیک اور نوریز قہقہہ لگا اٹھے۔

"نکلو یہاں سے ویسے بھی جس مقصد کے لیے آئے ہو وہ پورا نہیں ہو سکتا تمہارا نا ثبوت ملے گے تمہیں نا ہی وہ زندہ وجود" سہیل نے ان کو ہنستے دیکھ کر اب ڈیول پر نظریں جمائے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیول نے جیسے آنکھوں سے سہیل کا مزاق اڑایا۔

"وہ تو وقت بتائے گا" جیک نے مسکراتے ہوئے کہا تو سہیل نے طیش میں آتے گن نکال کر ڈیول پر تانی جس کو ڈیول نے سائیڈ پر کرتے اس کے ہی دو بندوں پر فائر

کرتے گن چھینتے سہیل کو کک رسید کی جس سے سہیل دور کا کر شیشے کی ٹیبل سے ٹکراتے زمین پر الٹا جا گرا اور شیشہ اس کے آس پاس چکنا چور ہو گیا ڈیول نے قدم آگے رکھتے گن سے فائر کرنا شروع کیا سب لوگ ہی لڑنے میں مصروف تھے لیکن ہمارا داہم تو سب کی شکلیں دیکھ رہا تھا وجہ یہ تھی کہ ڈیول ، ہشام ،جیک اور نوریز تو ان لوگوں پر اس طرح حاوی ہو چکے تھے کہ داہم کو کسی کو مارنے کا موقع نہیں مل رہا تھا لیکن پھر داہم نے ایک غنڈے کو ہشام پر وار کرتے دیکھتے وہاں پہنچتے اسے کک رسید کی جس سے وہ غنڈے دور جا کر گرا اور داہم کو دیکھنے لگا۔

"سواگت نہیں کرو گے ہمارا؟" داہم نے باہیں پھیلائے ڈائیلاگ زیر سماعت کیا تو ہشام بھی پلٹ کر داہم کو دیکھتے اور ڈائیلاگ سنتے جل بھن کر بولا۔

"تم تو انھیں چومیاں دینے آئے ہو نا جو یہ سواگت کرے گے تمہارا" ہشام نے کہا اور اس آدمی پر فورا فائر کیا کیونکہ وہ داہم پر فائر کرنے والا تھا داہم ہشام کی بات پر

منہ بناتا سائیڈ پر ہوتا ڈیول کے پاس پہنچا جو کہ داہم کو دیکھتے ٹھٹکتے داہم کو گھورتے ہوئے دوسری طرف فائر کرنے لگا۔

"کیا مسئلہ ہے چھوٹے خانزادہ پارک میں آئے ہو جو ٹھل رہے ہو" ڈیول نے کہا تو داہم نے بنا ہوا منہ اور بنایا۔

"ہر کوئی مجھے ڈانٹتا رہتا ہے میری کوئی عزت نہیں جا رہا ہوں میں" داہم نے کہا تو سہیل پلر کی سائیڈ پر ڈیول پر فائر کرنے لگا جسے دیکھتے جیک نے الٹا اس پر فائر کیا اور ڈیول پر ایک آدمی حملہ کرنے والا تھا جب داہم کو غصّے آیا۔

"دیکھ نہیں رہا ہم بات کر رہیں ہیں" داہم نے برہمی سے کہا تو اس آدمی کا ہاتھ ہوا میں ہی لہرا گیا۔

"اب تو کون ہو ؟؟" وہ آدمی داہم کو دیکھتے ہوئے بولا تو ڈیول سر جھٹک کر خونخوار نظروں سے داہم کو گھورتے ہوئے وہاں سے دوسرے آدمیوں کی طرف نکلا جو کہ دلکش تک اسے پہچانے والے تھے۔

"داہم وہاب خانزادہ نام تو سنا ہو گا ؟؟" داہم نے مسکراتے ایک ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے بولا تو وہ آدمی داہم کے ایٹیٹیوڈ پر اسے گھورنے لگا۔

"نہیں" اس آدمی نے کہا تو نوریز کا قہقہہ گونجا جو کہ داہم سے کچھ فاصلے پر کھڑا لڑ رہا تھا لیکن کان داہم کی طرف متوجہ ہی تھے داہم نے پہلے اس آدمی کو گھورا پھر نوریز کو۔

"لتا تجھے کچھ نہیں پتا" داہم نے کہتے سامنے آدمی کے منہ پر اسے بنا سمجھنے کا موقع دیے ایک کک رسید کی وہ آدمی سیدھا ہوتا داہم کی طرف بڑھتا کہ جیک نے اس پر

فائر کیا سب ہی لوگ کامیابی سے اپنے دشمنوں کا مقابلہ کر رہے تھے جب ڈیول نے اپنے آدمیوں کے ساتھ چلتے ایک کمرے کی طرف قدم روکا۔

"ڈیول سر یہی وہ روم ہے جہاں دلکش بی بی کو رکھا گیا ہے اور آپ کے آنے سے پہلے شاید جمال اور جاوید کو خبر ہو گئی تھی اسی لیے سہیل نے ان کے حکم پر وہ ثبوت اپنی جگہ سے غائب کر دیے ہیں اور دلکش بی بی کی بھی ٹریپس ہٹا دی تھیں انھیں پل پل مرنے کے لیے وہ تو میں نے اور ایک اور ساتھی نے مل کر مشکل سے سہیل کا دھیان بٹاتے دلکش بی بی کے روم میں پہنچتے انھیں ٹریپس لگائیں ہیں" ڈیول نے اندر قدم رکھتے سر اثبات میں ہلایا اندر دلکش کا وجود بلکل ویسا ہی تھا جیسا آج تک ڈیول نے دیکھا تھا دلکش کو دیکھتے ڈیول کو تکلیف کے احساس نے آگھیرا وہ بھی تو اس کی بہن ہی تھی تو کیا ہوا وہ جمال حفیظ کی ناجائز اولاد تھی دلکش سے ڈیول کو اپنائیت تو پہلے دن سے ہی محسوس ہوتی تھی اس نے ہر ممکن کوشش کی تھی دلکش کا علاج کروانے اور اسے ٹھیک کرنے کی لیکن ڈیول کی کوئی بھی کوشش دلکش کو ہوش کی دنیا

میں نا لا سکی لیکن ایک اور بھی تو سچائی تھی دلکش کی کہ وہ اس کے بہنوئی کی پہلی محبت تھی یا یوں کہے پہلا لاحاصل عشق ڈیول کے دماغ میں بہت سی سوچیں تھیں کہ اگر دلکش دوبارہ دلشاد کی زندگی میں آئی تو عنایہ اس سے بدگمان نا ہو جائے یا پھر دلشاد اگر دلکش کو بھی اپنانے گا تو عنایہ پر کیا گزرے گی اور اگر دلشاد نے دلکش سے کنارہ کر لیا تو دلکش اپنے واحد محبت بھرے رشتے کا منہ موڑنا کیسے برداشت کر پائے گی وہ لڑکی آج تک کتنی مصیبتوں کا سامنا کر چکی ہے یہ بھی تو وہ جانتا تھا وہ دونوں اس کی کزن بہنیں تھیں جو ایک ہی شخص سے محبت کرتی تھیں اور اس شخص کے انتخاب میں کسی ایک کا دل تو بری طرح زخمی ہونے والا تھا لیکن اس وقت یہ سب نا سوچنے کا وقت تھا نا ہی ان باتوں پر دھیان دینے کا دلکش کی کوٹ میں زندہ صحیح سلامت پیشی بہت ضروری تھی ڈیول نے اپنی سوچوں کو جھٹکتے احتیاط سے اپنے آدمیوں کی مدد سے دلکش کو اپنی باہوں میں اٹھائے باہر کا رخ کیا باہر قدم رکھتے لاشوں کا ڈھیر تھا جیک ،نوریز، ہشام اور داہم ڈیول کا ہی انتظار کر رہے تھے دلکش کو ڈیول کی باہوں میں دیکھتے سب نے دیکھا دلکش سانس لے رہی تھی وہ زندہ تھی سب نے ہی بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا ایک مظلوم لڑکی کس قدر حیوانوں میں گھیری ہوئی

سانسیں لے رہی تھی اور اس کی زندگی کا قدر ضروری تھی یہ تو سب ہی جانتے تھے لیکن دلکش کو دیکھتے داہم کچھ وقت کے لیے سٹل ہوا تھا جیسے داہم کو کچھ یاد آیا ہو اس نے دلکش کو پہلے بھی دیکھا تھا اور جو وہ جانتا تھا شاید اور کوئی نہیں جانتا تھا داہم کے چہرے کے آڑے رنگ ڈیول کی آنکھوں سے چھپے نہیں ہوئے تھے لیکن ڈیول کی خود پر نظر محسوس کرتے داہم نے خود کو کمپوز کرتے ہر تاثر سے باز رکھا داہم کی حرکت پر ڈیول نے بھی حیرانی سے داہم کو خود کو کمپوز کرتے دیکھتے اپنا دھیان دلکش کی طرف کیا۔

وہاں کے حالات پر قابو پا لیا گیا تھا لیکن سہیل ان سب کے ہاتھ نہیں آیا تھا ڈیول کے کچھ آدمی اسے ہی ڈھونڈ رہے تھے سب لوگوں نے باہر کی طرف قدم بڑھائے دلکش کو ڈیول اور داہم نے گاڑی میں احتیاط سے بیٹھاتے ڈیول پلٹتا سیدھا ہوا ہی تھا جب کسی نے ڈیول پر فائر کرنا چاہا وہ شخص سہیل ہی تھا لیکن ڈیول کو گولی چھوتی لہ نوریز ایک دم ڈیول کے آگے ہوتے وہ گولی اپنے اوپر لے گیا سہیل دوبارہ فائر کرتا

لہ جیک اور ہشام نے گن نکالتے وہی سہیل کو بھون ڈالا گولی نوریز کے کندھے پر لگی تھی اور خون ابل ابل کر باہر نکل رہا تھا جب داہم دلکش کے پاس سے اٹھتا نوریز کی طرف بڑھا ڈیول بھی اس سبز آنکھوں والے اپنے بہنوئی کے دوست کو دیکھ رہا تھا اور شانوں سے پکڑا ہوا تھا ڈیول تو آج اپنے لیے نوریز کی جان کی بازی لگانے پر حیران پریشان تھا۔

"نوریز ٹھیک ہو تم" داہم نے پریشانی سے نوریز کو دیکھا جبکہ ڈیول بھی نوریز کو دیکھے جا رہا تھا۔

"کمینے گولی کھائی ہے پینا ڈول نہیں جو پوچھ رہا ہے ٹھیک ہو میری میت لے کر جاؤ گے کیا گھر ہاسپٹل لے کر چلو مجھے "نوریز نے سرخ پڑتے چہرے سے داہم کو دیکھتے سلواتے سنانا شروع کیا تو داہم کی تو آج اتنی بے عزتی ہو رہی تھی کہ اسے آج کا دن اپنی زندگی کا منحوس دن لگ رہا تھا جبکہ ہشام اور جیک تو قہقہہ لگا اٹھے چلو ایک دن

ہی سہی چھوٹے خانزادہ کی بھی بے عزتی ہوئی تھی جبکہ داہم اپنی بے عزتی پر منہ بنائے اپنے محبوب دوست کو دیکھنے لگا صدمہ سے کیونکہ ایک دنیا جانتی تھی داہم نوریز کی مردانہ محبوبہ تھا اپنے محبوب کا رویہ دیکھتا صدمہ میں کیوں نا جاتا بھلا جبکہ نوریز داہم کو ڈھیٹ بنا دیکھ گھورتا ڈیول کو دیکھنے لگا جو اسے ہی یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

"ڈیول بھائی مانا آپ ڈون ہو لیکن میری بھی کوئی عزت ہے اور آپ باپ بننے والے ہیں ایسے مت دیکھے مجھے میری دوست کی عزت پر ہاتھ مارا تھا آپ نے لیکن میں اپنی عزت کے معاملے میں ایسا نہیں ہونے دوں گا" نوریز نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان کہا تو ڈیول کی ایک آیبرو ریز ہوئی جبکہ اس دفعہ جیک اور ہشام کے ساتھ داہم کا بھی قہقہہ گونجا۔

"میرا موڈ نہیں ہے میں جا رہا ہوں" ڈیول کہتا اٹھ کر اپنا بازوں جھاڑتا ہوا بولا تو نوریز ڈیول کے یک دم اسے شانوں سے چھوڑنے اور جھٹکا لگنے پر کراہ گیا اور منہ کھولے

ڈیول کو دیکھنے لگا جو کار کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے اس شخص کے لیے گولی کھائی تھی اور وہ کتنا بے مروت نکلا۔

"اور میں بھی ایسے محبوب کے لیے کچھ نہیں کر سکتا جو مجھے کمینہ بولے۔۔ہنننہ۔۔" داہم بھی کہتا وہاں سے ڈیول کی سمت پلٹا جبکہ ہشام اور جیک نوریز کو سہارا دیتے کھڑا کر گئے۔

"ہم لے چلتے ہیں ہمارا بہت بڑا دل ہے یوسفزئی صاحب" جیک اور ہشام نوریز کی حالت سے محفوظ ہوتے قہقہہ لگا اٹھے جبکہ نوریز نے انھیں گھورا تو وہ دونوں ایبرو ریز کرتے نوریز کو آنکھوں میں دھمکا گئے کہ اگر تم نے ہمیں گھورنا بند نہیں کیا تو ہم بھی تمہیں یہی چھوڑ کر چلے جائیں گے جس پر نوریز زبردستی مسکراتا دل میں انھیں بھی سلواتے سنانے لگا کیونکہ اگر منہ پر بولتا تو جان سے جاتا۔

وہاں سب لوگ نوریز کو ہاسپٹل پہنچاتے ہوئے وہی رکے تھے ڈیول دلکش کے ساتھ تھا تو وہ تینوں نوریز کے ساتھ نوریز کے سینے پر لگی گولی نکال دی گئی تھی اب نوریز انجیکشن اور ادوایات کے زیر اثر سویا ہوا تھا نوریز کے ڈسچارج تک وہ لوگ یہاں سے اسلام آباد کا سفر نہیں کر سکتے تھے دفعتاً ڈیول دلکش کو چھوڑے نوریز کے روم میں داخل ہوا تھا جہاں نوریز بیڈ پر جب کہ داہم اور ہشام صوفے پر اڑے ترچھے لیٹے ہوئے تھے تو جیک نوریز کے بیڈ کے قریب کرسی لگائے بیڈ کے کنارے پر سر ٹکائے آرام فرما رہا تھا۔

"نمل لازمی خفا ہوگی نوریز سے لیکن چونکہ اسے گولی لگی ہے تو وہ اسے معاف کر دے گی لیکن جیک عائشہ تمہارا تو قیمہ بنا دے گی وہ بھی بنا ہڈی کا جو نوریز کے ساتھ محبوبہ بیوی والا انداز اپنایا ہوا ہے تم نے" ڈیول کی بھاری بھرکم آواز پر سب اچھل کر اپنی جگہ سے کچی نیند میں بیدار ہوتے ڈیول کو دیکھنے لگے جو مسکرا رہا اپنی نیلی آنکھوں میں چمک لیے جبکہ نوریز بھی آنکھیں کھولیں ہوش میں آنے کی سعی کر رہا تھا ڈیول کی

بات پر جیک ہڑبڑاتا اپنی جگہ سے اٹھتا ہشام اور داہم کے درمیان آبیٹھا ڈرتا جو تھا اپنی بیگم سے اور اگر یہ بات ان لوگوں میں سے کسی نے عائشہ کو بتادی تو وہ تو اسکا جینا حرام کردے گی کہ کبھی میری تو اتنی فکر نہیں کی تم نے جیک کی حالت سے محفوظ ہوتے داہم ،ڈیول اور ہشام قہقہہ لگا اٹھے۔

"کیسے ہو یوسفزئی ؟؟"ڈیول نے اب نوریز کو جیک کی حالت پر مسکراتے دیکھ کر پوچھا۔

"ٹھیک ہو الحمدللہ "نوریز نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیول جیک کی چھوڑی ہوئی نشست کو سنبھال گیا۔

"میں تم لوگوں سے اب آگے کا پلان ڈسکس کرنے والا ہوں اس وقت اس لیے نہیں کیا کیوں کہ ہماری بیویوں پر جمال اور جاوید کے لوگ نظر رکھیں ہوئے ہیں

ہماری بیویوں کا ریکشن انھیں پلان بنانے میں مدد دے گا بزدل لوگ ہمیشہ عورتوں کا سہارا جو لیتے ہیں اور جواب میں کرنے والا ہو اس سے وہ لوگ ہمارے پلان میں پھنسے گے۔۔ لیکن اس سے پہلے داہم تم دلکش کے بارے میں کیا جانتے ہو؟؟"

ڈیول نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا تو داہم پہلے ڈیول کو دیکھتے پھر ہر بات ڈیول کو بتانی شروع کی سب لوگ پہلے داہم کی بات پھر ڈیول کے پلان کی طرف متوجہ ہوتے اپنے آگے کے لاحقہ عمل پر غور کرنے لگے دفعتاً ڈیول کے موبائل پر ایک رنگ ہوئی ڈیول نے کال کان سے لگائی سامنے کی بات سنتے ڈیول کے لبوں پر مسکراہٹ آٹھری جیک ،ہشام ،نوریز اور داہم نے نظریں ڈیول پر جمائے رکھی دفعتاً روم کا ڈور کھلا اور ایک وجود اندر داخل ہوا وہ کوئی اور نہیں عنایہ دلشاد خانزادہ تھی عنایہ کو دیکھتے سب ڈیول کو دیکھنے لگے ڈیول نے آگے بڑھتے عنایہ کو نرمی سے اپنے حصار میں لیا عنایہ اتنے دونوں سے لڑنے والی اپنے ضمیر اور رشتوں کی جنگ میں جیسے ایک چیز ہار بیٹھی تھی جس کے لیے وہ پھوٹ پھوٹ کر ڈیول کا حصار پاتے ہی رو دی۔

"بھائی۔۔" عنایہ سسکتی ہوئی بولی تو ڈیول نے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا اور جھک کر عنایہ کے پیشانی پر بوسہ دیا۔

"بھائی کی جان" ڈیول نے کہا اور عنایہ کے آنسو اپنے انگلیوں کے پوروں سے صاف کرنے گا اپنے بھائی کے لمس پر عنایہ کی آنکھیں پھر سے جھلک اٹھی جب ڈیول نے نرمی سے عنایہ کو صوفے پر بیٹھاتے خود اس کے پاس بیٹھا داہم ،ہشام اور جیک وہاں سے اُٹھتے پہلے ہی جگہ خالی کرتے داہم اور ہشام نوریز کے بیڈ کے پیروں کی سائیڈ بیٹھے تو جیک بیڈ کے ساتھ رکھی چیئر پر اپنی سابقہ نشست سنبھال گیا۔

"بھائی مجھے وہاں نہیں رہنا پلیز بھائی۔۔ میں آج تک ڈیڈ کے ہر غلط کام کو جانتے ہوئے بھی خاموش رہی صرف اس لیے کیونکہ وہ میرے باپ ہیں لیکن بھائی میں کل ہاسپٹل گئی تھی وہاں میں نے دیکھا ڈیڈ کے ہائیر کیے ڈاکٹر ایک بچے میں غلط انجیکشن

لگا رہے تھے صرف اس لیے کہ اس بچے کو امریکہ کے کسی امیر بچے کے کام لایا جا سکے میں آج تک ایک بیٹی بن کر سوچتی رہی اپنے باپ کے ہر گناہ پر آنکھیں بند کیے رہی ۔۔ لیکن بھائی میں اب ماں کے رتبے پر فائز ہونے والی ہوں میں ماں بننے والی ہوں میں کسی ماں سے اس کی کوکھ کیسے چھینتے دیکھ سکتی ہوں بھائی میں نے اس بچے لی حقیقت بہت مشکلوں سے چھپائی ہوئی ہے ڈیڈ سے ۔۔ میں نے سنا تھا وہ کہ رہے تھے اپنے بزنس پارٹنر سے کہ دلشاد سے طلاق ملتے وہ میری شادی ان کے بیٹے سے کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر دلشاد نے مجھے طلاق نہیں دی تو اسے مار دے گے وہ اب اپنی راہ میں کسی بھی رکاوٹ کو برداشت نہیں کرے گے بھائی اگر انھیں میرے بچے کا پتہ چل گیا وہ ۔۔ وہ میرے بچے کو ۔۔" عنایہ آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ بولی تو ڈیول نے اسے بات ہی مکمل نہیں کرنے دی ۔

"مجھے پتا ہے پرنسس تم کس تکلیف سے گزر رہی ہو میں سب جانتا ہوں تمہاری پریگننسی کے حوالے سے بھی ۔۔ تمہارے بھائی کے ہوتے نا کوئی تمہیں نا ہی

تمہارے شوہر اور نا ہی تمہارے بچے کو نقصان پہنچا سکتا ہے پرنسس "ڈیول نے کہا تو عنایہ اپنے بھائی کی آنکھوں میں دیکھتے سر اثبات میں ہلا گئی لیکن وہ کنفیوز تھی اس نے تو اپنی پریگنینسی کی خبر کسی کو بھی نہیں بتائی تھی پھر ڈیول کو کیسے معلوم تھا۔

"جس دن دلشاد کو جمال حفیظ کا معلوم ہوا تم صبح ہاسپٹل گئی تھیں میرے ایک آدمی جسے میں نے تمہارے لیے کراچی میں جمال حفیظ کی نظروں سے بچتے ہوئے ہائیر کیا تھا اس نے مجھے بتایا پھر ہاسپٹل سے معلومات نکلواتے مجھے تمہاری ہاسپٹل آنے کی وجہ کا معلوم کرتے پتا چلا۔۔ اور اسی وقت میں نے تمہاری پریگننسی کا رکارڈ وہاں سے مٹا دیا کیونکہ میں جانتا تھا تم جان چکی ہوگی کہ تمہارے بچے کو سب سے زیادہ خطرہ تمہارے باپ سے ہے اور اسی لیے تم اپنی پریگننسی کی خبر جمال حفیظ کو کبھی نہیں بتاؤگی "ڈیول نے کہا تو عنایہ کو وہ منظر یاد آیا وہ اس دن اپنی طبیعت خرابی کی وجہ سے ہاسپٹل گئی تھی لیکن اپنا شک کی تصیح کرتے وہ اس حسین احساس سے روشناس ہوئی تھی۔

"بھابھی بھائی کو پتا ہے؟؟" داہم کی آواز پر عنایہ نے اپنے آنسو صاف کرتے داہم کو دیکھا جیسے وہ اب ہوش میں آئی ہو وہ تو اپنے بھائی کو اپنے دکھ سناتے سب کی موجودگی کو فراموش کر گئی تھی۔

"نہیں" عنایہ نے داہم کو دیکھتے ہوئے کہا اور اپنی پریگننسی کا پتا لگتے دوسرے دن دلشاد کا کراچی میں آنا اور جمال حفیظ کے سامنے ہوئی ملاقات یاد آئی اسے سب ناٹک کرنا پڑا کیونکہ وہ دلشاد کو اور کسی کو بھی کسی بھی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی اور اسی ناٹک میں تو وہ دلشاد سے تھپڑ بھی کھا چکی تھی وہ تو دلشاد کے گلے لگتے اپنا ہر دکھ تکلیف اور اپنی اولاد کی خوشی اس کی باہوں میں منانا چاہتی تھی پر قسمت کے کھیل ہی نرالے تھے عنایہ نے اپنی سوچوں کو جھٹکتے نظر نوریز کی طرف کی وہ تو ڈیول کو کال کرتے ڈیول کے بتائے ایڈریس پر اس سے ملنے کے لیے آئی تھی کیونکہ اب جمال حفیظ عنایہ کے ناٹک سے متاثر ہوتے اور اس پر بھروسہ کرتے اسے باہر

جانے اور موبائل کی بھی اجازت دے چکے تھے نوریز کو دیکھتے عنایہ نے نا سمجھی سے ڈیول کو دیکھا۔

"نوریز کو گولی لگی ہے۔۔۔۔"ڈیول نے ساری بات عنایہ کو تفصیل سے بتانا شروع کی عنایہ نے ساری بات سنتے شرمندگی سے سب کی طرف دیکھا اس کے باپ کی وجہ سے سب لوگ کتنی تکلیف میں تھے وہ سب لوگ جو اس سے محبت اور دلی عقیدت کا رشتہ رکھتے تھے۔

"بھابھی آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ان سب میں آپ کی تو کوئی غلطی نہیں"نوریز نے عنایہ کی شرمندگی کو دیکھتے کہا تو عنایہ نے سر اٹھا کر نوریز اور داہم کو باری باری دیکھا۔

"مجھے معاف کردے میری وجہ سے آپ سب لوگوں کو اتنی تکلیفیں اٹھانی پڑی"

عنایہ نے کہا تو داہم مسکراتا عنایہ کے پیروں میں آکر گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

"آپ معافی کیوں مانگ رہی ہیں بھابھی بھائی پر اور آپ کے آنے والے ننھے مہمان کے لیے تو ہم اپنی جان بھی قربان کر دے" داہم نے کہا تو عنایہ شرماتی ہوئی داہم کے بالوں پر اس کی محبت کا صدقہ اتارتی شفقت سے ہاتھ پھیر گئی یہ تو وقت بتانے والا تھا کہ وہ کس جان کی قربانی سے اس کہانی کا صدقہ اتارے گا وہ سب لوگ انجان تھے ان لوگوں کی طرف بڑھتی ہوئی ایک وجود کی موت سے جو ان میں سے کسی ایک کو ان سب سے دور کر دے گی۔

"بھابھی آپ ابھی ہمارے ساتھ چلیں گھر" نوریز نے کہا تو عنایہ نے نوریز کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں نوریز بھائی اگر میں اس وقت آپ لوگوں کے ساتھ چلی تو ڈیڈ غصے میں وہاب

ولا، پیلس اور جنت ولا پر حملہ کردے گے انھوں نے سب خواتین پر نظر رکھی ہوئی ہے۔۔۔" عنایہ نے اپنے باپ کی تمام باتوں کو انھیں بتاتے ان حقیقت سے روشناس کرانا چاہا جس کو ڈیول ان سب کو پہلے بتا چکا تھا اور عنایہ اس بات سے بے خبر تھی ڈیول مسکراتا اپنی پرنسس کو دیکھنے لگا اس کی چھوٹی سی پرنسس کس قدر خوفزدہ ہو کر ہمت جما کرتے ہوئے ان سب کی جانوں کی حفاظت کرنا چاہتی تھی۔

"میں یہ سب پہلے سے جانتا ہوں پرنسس اور میں تمہیں اس لیے ساتھ آنے کا نہیں کہہ رہا کیونکہ مجھے خواتین اور گھر پر حملے کی فکر ہے بلکہ۔۔ تمہارا اس وقت یہاں رکنا ضروری ہے اور وہ تمہیں بہت جلد پتا چل جائے گا کیوں ضروری ہے بس ایک بات یاد رکھنا پرنسس اپنے کان اور آنکھیں کھول کر رکھنا اور اپنے بھائی پر بھروسہ رکھنا کبھی اگر موت کو اپنے نزدیک دیکھوں تو اپنے محافظ کو یاد کرنا میں وعدہ کرتا ہو اپنی پرنسس سے تمہارا بھائی تم پر آنچ بھی نہیں آنے دے گا" ڈیول نے کہا تو سب ہی عنایہ سمیت حیرت سے ڈیول کو دیکھنے لگے۔

"مجھے یقین ہے اپنے بھائی پر" عنایہ نے مسکراتے ماں سے کہا تو سب ہی عنایہ کی ہمت پر دل کھول کر مسکرائے وہ سب جانتے تھے وہ معصوم سی لڑکی دلشاد کی ایک گھوری پر ہی سمٹ جاتی تھی اور اب اپنی اولاد اور دلشاد سے جڑے رشتوں کے لیے کتنی ہمت دیکھا رہی تھی۔

"پرنسس مجھے تمہیں کسی سے ملوانا ہے" ڈیول نے عنایہ کی طرف دیکھتے کہا تو عنایہ نے ناسمجھی سے سر اثبات میں ہلایا پھر ڈیول اور عنایہ روم سے باہر نکلتے دلکش کے روم کی طرف بڑھے ڈیول نے دروازہ کھولتے عنایہ کو اندر آنے کا کہتے ڈور لاک کیا عنایہ نے قدم اٹھاتے بیڈ کے قریب اس لڑکی کو دیکھتے اپنے قدم روکے۔

"یہ دلکش ہے پرنسس" عنایہ نے یک ٹک دلکش کے وجود اس کی کرسٹل گرے آنکھوں کو دیکھے گئی وہ بیماری میں بھی کس قدر حسین تھی یہ وہ لڑکی تھی جو اس کے

باپ کی ناجائز بیٹی تھی اس کی سوتیلی بہن تھی اور ایک اور بھی تو سچائی تھی اس وجود کی وہ یہ تھی کہ وہ دلشاد وہاب خانزادہ کی محبت تھی عنایہ نے دلکش کو دیکھتے تکلیف سے سب سوچتے اپنے گالوں پر بہنے والے آنسوؤں کو صاف کرتے اٹھتے ہوئے ڈیول کو دیکھا جو عنایہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"بھائی مجھے اس تکلیف سے مت گزاریں میں برداشت نہیں کر پاؤگی میں ابھی قیامت سے گزر رہی ہو اس لڑکی کے ساتھ بہت برا ہوا لیکن یہ تکلیف میری جان لیتی ہے کہ میرے خانزادہ کی زندگی میں اس کی محبت یہ لڑکی تھی جو میری بہن ہے میرے باپ کے ظلموں کی شکار ہے۔۔بھائی میں کیا کرو میں کس طرح اس تکلیف سے خود کو آزاد کرو ادلشاد سے جدائی میری جان لے رہی ہے میرا بچہ اگر نا ہوتا تو شاید کب کا مر بھی چکی ہوتی" عنایہ روتی ہوئی شکوہ کناں آنکھوں سے ڈیول کو دیکھنے لگی کہ وہ کیوں اسے یہاں لایا تھا جو مرنے والی بات پر تکلیف سے اپنی پرنسس کو دیکھ رہا تھا۔

"بھائی مجھ سے پوچھیں جدائی کی تکلیف کس قدر عزاب میں بتلا کرتی ہے میں تو دلشاد سے کچھ دنوں کی جدائی برداشت نہیں کر پا رہی تو یہ ۔۔ اس کی تکلیف کا اندازہ میں کیسے لگا سکتی ہوں وہ بھی اس شخص کی جدائی کا جس کی جدائی کی آگ میں ۔۔ میں جھلس رہی ہوں" عنایہ روتی ہوئی ڈیول سے بولی جس نے قدم آگے لیتے اپنی پرنسس کو گلے لگایا اور اس کی کمر سہلانے لگا ڈیول عنایہ کو دلکش کے پاس صرف اس لیے لایا تھا کہ شاید عنایہ کی باتیں اسے ہوش میں لے آئے کچھ دیر پہلے ہی تو داہم نے بتایا تھا دلکش صرف اس صورت میں رسپونس کرے گی جب اس سے محبت کرنے والا شخص اس کے سامنے آئے یا کوئی ایسی بات ہو جس پر دلکش خود رسپونس کرنا چاہے تمام ڈاکٹر کے مطابق دلکش چھ سال کے عرصے میں اس کے سامنے ہونے والی ہر بات کو سنتی ہے لیکن رسپونس نہیں کر پا رہی وہ کومہ میں ہے لیکن داہم کی بات سنتے ڈیول کو جیسے شاک لگا تھا وہ کومہ میں نہیں تھی اس کا مسئلہ بس رسپونس کرنا تھا اور وہ اچانک ہی کسی جزبے کے تحت عنایہ کو دلکش کے پاس لے آیا

دلکش کو اگر اس حالت میں بھی کوٹ میں پیش کر دیتے تو صرف دلشاد سے مڑ کے

چارجز مٹتے ریپ کے نہیں اور اس کے لیے اور جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے خلاف ثبوتوں کے لیے بھی دلکش کا ہوش میں آنا ضروری تھا لیکن عنایہ کی تکلیف پر لب بھینچتے ڈیول نے ایک نظر دلکش پر ڈالتے اپنی پرنسس کی پیٹھ سہلاتے باہر کی طرف قدم بڑھائے اس بات سے انجان کے اس بے حس وجود میں حرکت ہوئی تھی اچانک لیکن پھر دروازے تک جاتے ڈیول اور عنایہ کے قدموں کو ایک آواز نے روکا۔

"کوئی۔۔ مجھ سے پوچھے۔۔جدائی۔۔کی تکلیف ک۔۔کیسی ہوتی۔۔ہ ہے۔۔میں بتاؤں گی۔۔میں نے ب۔۔۔بنا پلکیں۔۔جھ۔۔۔جھپکائیں کسی۔۔کے انتظار میں۔۔ہجر کاٹا ہے۔۔"ڈیول اور آیت نے پلٹ کر دیکھا دلکش کا چہرہ ان کی طرف تھا اور آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اس کے ہونٹ خشک پڑ رہے تھے وہ ہوش میں آچکی تھی اور اب اس کہانی کے اختتام کا وقت آن پہنچا تھا۔

عنایہ ہاسپٹل سے تیزی سے نکلتی ایک کیب روکے جو پہلے سے ہی وہاں موجود تھی بیٹھی اور ڈرائیور کو ایڈریس سمجھانے لگی ڈرائیور نے سر اثبات میں ہلاتے سامنے شیشے سے عنایہ کے چہرے کو دیکھا اس شخص کی آنکھوں میں عنایہ کے لیے بے جان نفرت تھی وہ شخص کوئی اور نہیں راحیل ملک تھا جو ڈیول کی قید سے فرار پاتے اپنا بدلہ لینے کے لیے عنایہ کا پیچھا کرتے وہاں تک پہنچا تھا یہ بات ڈیول بھی جانتا تھا کہ راحیل سب سے پہلے نقصان عنایہ کو پہچانا چاہے گا کیونکہ اس پورے عرصے میں راحیل کی آنکھوں میں عنایہ کے نام پر صرف نفرت جو دیکھی تھی ڈیول نے شاید اسی لیے ہی عنایہ کو مضبوط رہنے کا کہا تھا ڈیول نے اور اپنے کان اور آنکھیں کھولنے کا بھی لیکن عنایہ نے نا تو ڈرائیور کی شکل دیکھنا ضروری سمجھا نا کچھ اور اسے بس اس وقت جمال حفیظ کے کسی بھی قسم کے شک میں بتلا ہونے سے پہلے گھر پہنچنا تھا کار اب مین روڈ کی شاہراہ پر گامزن ہوئی عنایہ نے اپنے خیلات جھٹکتے ڈرائیور

لی پشت کو حیرت سے دیکھا یہ اس کا بتایا ہوا ایڈریس نہیں تھا۔

"یہ آپ کہاں لے جا رہیں ہیں یہ ایڈریس نہیں ہے" عنایہ نے اپنی بڑھتی دھڑکنوں کو قابو کرتے کہا تو راحیل مسکراتے ہوئے گردن موڑے پلٹا راحیل کو دیکھتے عنایہ کو یک دم گھٹن کا احساس ہوا۔

"را۔۔راحیل تم" عنایہ نے سیٹ کی پشت میں خود کو گم کرنے کی کوشش میں لڑکھڑاتے ہوئے نم آنکھوں سے اپنے الفاظ ادا کیے تو راحیل کا جاندار قہقہہ کار میں گونجا۔

"ڈیول کی بہن اتنی کمزور اتنی بزدل۔۔۔تمہارے بھائی نے مجھے قید رکھا تمہارے باپ نے ہمیں بے عزت کیا تمہارے بھائی نے پل پل میری آنکھوں کے سامنے موت کا منظر لہرایا۔۔اب میں بتاؤ گا موت کا منظر کیسا ہوتا ہے عنایہ۔۔ڈیول کی

پرنسس "راحیل نے تمسخر سے کہا تو عنایہ نے خوف میں بہنے والے آنسو اپنے ہاتھ کی پشت سے رگڑے وہ جان گئی تھی راحیل کا یوں اچانک سامنے آنا اور اس بات کا یہی مطلب تھا راحیل اسے نقصان پہچانا چاہتا ہے جمال حفیظ اور ڈیول سے بدلا لینے کے لیے ڈیول نے ہی اسے قید میں رکھا ہو گا عنایہ نے خوف کے مارے راحیل کی پشت کو دیکھتے ڈور اوپن کرنے کی کوشش کی لیکن راحیل عنایہ کے کار میں بیٹھتے ہی ڈور لاک کر چکا تھا ڈور کو لاکڈ دیکھتی اب عنایہ نے وینڈو کا شیشہ کانپتے ہاتھوں سے نیچے کیا۔

"جتنی مرضی کوشش کر لو ڈیول کی پرنسس آج موت کی آغوش میں تم سسکتے ہوئے اترو گی "راحیل نے عنایہ کی حرکت پر چوٹ کرتے کہا تو عنایہ بے بسی سے رو دی عنایہ کو دفعتاً ڈیول کی بات یاد آئی اس کے بھائی نے وعدہ کیا تھا اس کا محافظ اسے بچانے آئے گا۔

"راحیل گاڑی روکو" عنایہ چیخی جس پر راحیل نے جاندار قہقہہ لگایا۔

"گاڑی رکے گی نہیں بلکہ تمہارے وجود کے ساتھ جلے گی ڈیول کی پرنسس۔۔ اپنے باپ کی منتوں مرادوں سے مانگی گئی بیٹی" راحیل نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"میری ایک اور بھی پہچان ہے راحیل ملک۔۔میں ایک سرپھرے خانزادے کی بیوی ہو۔۔مجھے اگر خراش بھی آئی ناتو وہ تمہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا" عنایہ اس دفعہ اتنے اعتماد سے گویا ہوئی کہ راحیل کی آنکھوں میں حیرت اتر آئی وہ نہیں جانتا تھا عنایہ کی شادی کس سے ہوئی ہے یا ہوئی بھی ہے یا نہیں عنایہ کی شادی کی رات کو ہی تو وہ کڈنیپ کر لیا گیا تھا اور اب اسے کوئی پرواہ بھی نہیں تھی۔

"موت کے گھاٹ تو جب اتارے گا جاناں جب تم زندہ بچوگی اور میں اس کے ہاتھ آؤ گا" راحیل نے کہتے ہی دفعتاً کار کی سپیڈ بڑھائی عنایہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے

موت نظر آنے لگی عنایہ نے ونڈو سے باہر دیکھنا چاہا وہ سنسان سڑک تھی دور دور تک نا کوئی ٹرانسپورٹ تھی نا کوئی انسان نا آبادی تبھی عنایہ نے دیکھا اپنے پیچھے ایک کار کو اتے جو اس کی کار سے ڈبل اسپیڈ میں اس طرف آرہی تھی عنایہ نے کار کے شیشے سے گردن موڑے دیکھا زرا غور سے آنکھیں سکیڑتے ہوئے دیکھا یک دم اس لی آنکھوں میں آنسو کی دھند کے ساتھ چمک ابھری وہ جانتی تھی کون اس کار کو ڈرائیو کر رہا ہے وہ ماہر تھا مہک کا بھائی ڈیول کا وفادار ساتھی ماہر نے سر پر ہاتھ لے جاتے عنایہ کی طرف سر کو خم کیا اور مسکرایا۔

لیکن راحیل نے اس کار کو دیکھتے تعجب سے پھر سمجھ آنے پر کے وہ کار اس کی کار کو اورٹیک کرنے کی کوشش کر رہی ہے شاید اس میں موجود شخص عنایہ کو بچانے کے لیے آیا ہے تبھی راحیل نے کار ایک دم سے گھومائی تو ماہر نے بھی کار گھومائی اب ماہر اور راحیل کی کار آمنے سامنے تھی یہ سب اتنی اچانک ہوا کے عنایہ نے جھٹکے سے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے دوسرے ہاتھ سے سامنے کی سیٹ کو مضبوطی سے تھاما اور

پھر باہر کی طرف دیکھنے لگی پھر عنایہ نے کار کے دروازے سے ایک وجود کو دروازہ کھولتے اور اس کی کار کی چھت پر لپکتے دیکھا وہ کوئی اور نہیں اس کا سر پھرا خانزادہ تھا بلیو جینز اور وائٹ شرٹ میں ہوا کے دوش سے بکھرے بال کالی آنکھوں میں غصے کے امڑتا طوفان لیے عنایہ کا دل دھڑکا گیا اس کا محافظ اسے موت کے منظر سے بچانے کو آپہنچا تھا اس کے بھائی نے اپنا وعدہ نبھایا تھا راحیل نے اس شخص کو دیکھتے کار کو جھٹکے سے دوبارہ تیزی میں گھومایا جس سے دلشاد کا ہاتھ عنایہ کی کار پر جو رکھنے والا تھا پھسلا لیکن وہ خانزادہ تھا خطروں میں خطرے کو مات دے کر نکلنا اسے اچھے سے آتا تھا وہ کھلاڑی نہیں وہ اس کھیل کا بادشاہ تھا ماہر نے بھی راحیل کی سپیڈ میچ کرتے کار کو گول پوزیشن میں ڈالا دلشاد نے دوبارہ بیلنس بناتے کار پر ہاتھ جمایا اور اتنے میں ہی عنایہ نے راحیل کے منہ پر اپنا ہاتھ پیچھے سے مارتے اس کا منہ اسٹیرنگ پر اپنی پوری طاقت سے جمایا اس عافت کے لیے راحیل تیار نہیں تھا اس لیے عنایہ کی حرکت سے اس کا بیلنس بگڑتے عنایہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتی آگے جھک کر ڈور اوپن بٹن پریس کر گئی بٹن پریس ہوتے ہی عنایہ سیدھی ہوتی کار کا ڈور اوپن کر گئی جس پر دلشاد نے عنایہ کی کار کے کھلے دروازے پر اپنا پیر ٹکاتے عنایہ کے سامنے

ہاتھ پھیلایا عنایہ نے اپنے محافظ کے ہاتھ کو آنکھوں میں نمی لیے تھاما عنایہ کے ہاتھ تھامتے ہی دلشاد نے عنایہ کو جھٹکا دیتے اپنے سینے سے لگایا اور عنایہ کی کمر پر اپنے بازو سے حصار بنا گیا عنایہ دلشاد کی شرٹ کو مٹھیوں میں تھامے دلشاد کی محفوظ گرفت میں تھی عنایہ نے نظریں اٹھا کر دیکھا دلشاد غصّے اور نخوست سے راحیل ملک کو گھور رہا تھا عنایہ نے دلشاد کے خود کو اتنے قریب محسوس کرتے سانسیں روک لی اب منظر کچھ ایسا تھا کہ ماہر اور راحیل کی گاڑیوں کے وسط میں دلشاد باہوں میں اپنی ملکہ کو سینے سے لگائے کھڑا تھا وہ واقعی اس کہانی کا بادشاہ کہلانے کے لائق تھا۔

راحیل کار کو سیدھا کرنے کے لیے ریس دے گیا مقصد دلشاد کو گرانا تھا لیکن دلشاد نے راحیل کے مقصد میں کامیابی سے پہلے ہی اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیتے اپنی کار کی طرف گھومایا اور دوسرا پیر بھی اپنی کار میں رکھ گیا عنایہ کی کمر کار سے نہیں ٹکرائی تھی اگر ایسا ہوتا تو شاید عنایہ کے بچے کو نقصان پہنچتا عنایہ کی کمر پر دلشاد کا دوسرا ہاتھ ہونے کی وجہ سے عنایہ اس تکلیف سے بھی بچ گئی پھر راحیل ملک کی کار کو وہاں

چھوڑتے ماہر نے فل سپیڈ میں کار کو بھگایا اور اتنی دور لے آیا کہ راحیل کی کار کا منظر بھی وہاں سے غائب ہونے گا ماہر پر سکون ہوتا مسکرایا۔

"دلشاد میں گاڑی شاہراہ سے نیچے اتار رہا ہوں تم عنایہ کو سنبھال لینا جمال حفیظ پہنچتا ہی ہو گا راحیل کے پاس" ماہر کی آواز پر دلشاد نے۔

" اوکے" کہتے راحیل کی کار کو دیکھتے عنایہ کو دیکھا دلشاد کی آنکھیں یک دم نرم پڑی روح میں جیسے سکون اتر گیا ہو عنایہ تو کب سے دلشاد کو ہی یک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔

"بیگم کتنا مس کیا مجھے" دلشاد نے عنایہ کو یک ٹک دیکھتے مسکراتے ہوئے پوچھا عنایہ نے دلشاد کی بات پر آنکھوں میں نمی لیے چہرہ آگے کرتے دلشاد کے لبوں کو اپنے لبوں سے چھوا عنایہ کی حرکت پر دلشاد بے جان مسکرایا۔

"جواب اچھا دیا ہے بیگم ۔۔ لیکن سزا تو ملے گی تمہیں مجھ سے دور رہنے کی اپنے منہ سے غلط الفاظ بولنے کی اور الزامات پر سائن کرنے کی" دلشاد نے عنایہ کے چہرے پر آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پہلے مسکرا کر پھر غرا کر کہا تو عنایہ کو اپنے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔

"وہ ۔۔میں ۔۔۔نے سب ۔۔ مجبوری ۔۔میں ۔۔ڈیڈ پیلس اور ۔۔ وہاب ولا پر اٹیک ۔۔ کروا دیتے ۔۔ اور مجھے اپنے بچ ۔۔" عنایہ کی بات پوری ہوتی کے دلشاد نے عنایہ کی بات ناگواری سے کاٹی۔

"تمہیں ضرورت نہیں تھی یہ سب سوچنے کی تمہیں بس میرے ساتھ چلنا تھا ۔۔ تمہارے باپ کو خود دیکھ لیتا میں تمہاری اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کرنی اچھے سے آتی ہے مجھے تمہارے باپ کی طرح بزدل نہیں ہو جو عورتوں کا استعمال کرو ۔۔ سمجھی دل تو کر رہا ہے یہیں تمہیں گاڑدوں زندہ" دلشاد غصّے سے عنایہ کے

چہرے پر دبا دبا سا دھاڑا عنایہ کی آنکھوں سے آنسو گالوں پر بہنے لگے اتنے میں ہی کار روکی۔

وہ درختوں سے ڈھکا ہوا جنگل تھا جس پر شاہراہ سے کچی سڑک نکلتی تھی کار کے روکتے ہی دلشاد نے ایک قدم نیچے رکھتے نرمی سے عنایہ کو بھی اتارا ماہر بھی دروازہ کھولے باہر اترا۔

"گڑیا ٹھیک ہو تم ؟؟" ماہر نے عنایہ کے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا تو عنایہ اپنے آنسو صاف کرتی مسکراتی سر اثبات میں ہلا گئی۔

"یہ سب ڈیول کے پلان کا حصہ تھا گڑیا۔۔ تم اگر ڈیول سے بات نہیں کرتی اس سے ملتی نہیں تب بھی راحیل کو آج ہی تمہیں اس سیچویشن میں ڈالنا تھا راحیل فرار نہیں ہوا بلکہ اسے دیکھایا گیا ہے کہ وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا ہے کیونکہ ہمیں

معلوم تھا وہ سب سے زیادہ نفرت تم سے کرتا ہے اور ڈیول اور جمال سے بدلہ لینے کے لیے تمہیں ہی نقصان پہنچائے گا ہم لوگ راحیل کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے اب جمال حفیظ راحیل کے پاس پہنچتے اپنے ہاتھوں سے اسے مارے گا یہ بھی جمال حفیظ کے خلاف ثبوت اکھٹا کرنے کے لیے ہی ایسے حالات پیدا کیے گئے ہیں"

ماہر نے عنایہ کو سمجھانے والے انداز میں بتایا عنایہ کو ڈیول نے پہلے ہی جمال حفیظ کے انجام سے آگاہ کرتے اسے مضبوط رہنے کا کہ دیا تھا اب عنایہ کو بھی اپنے ضمیر کو چنتے دل کو مضبوط رکھنا تھا اسی لیے ماہر کی بات پر سر اثبات میں ہلا گئی لیکن پھر دلشاد کو دیکھنے لگی جو گردن ایک طرف کیے اس جنگل کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا شوہر بہت سر پھرا ہے بھئی اس نے صاف کہ دیا تھا اگر اس کی بیوی کو اس خطرے میں ڈال رہیں ہیں تو اس کے سامنے ڈالے وہ اپنی بیوی کے معاملے میں اس کے بھائی اور امریکہ کے ڈون پر بھی یقین نہیں کرتا اسی لیے کیبنٹ میں چکما دے کر تمہارے شوہر کو یہاں لانا پڑا ۔۔ لیکن فکر نا کرو قیدی کی جگہ تو جیل ہی ہے وہی

پہنچائے گے تمہارے شوہر کو" ماہر نے مسکراتے ہوئے کہا تو دلشاد گردن سیدھی کیے ماہر کو دیکھتے طنزیہ مسکرایا اب دلشاد کا طنز کا تیر چلنا تھا اور ماہر اس کا شکار ہونے والا تھا۔

"اور تم جیسے کریمنلوں کی جگہ جلاد کی گود" دلشاد نے کہا تو ماہر نے گردن دلشاد کی طرف کیے دلشاد کو دیکھا وہ جب سے دلشاد سے ملا تھا دلشاد صرف چپ تھا لیکن ڈیول نے اس سے کہا تھا میرے بہنوئی کی زبان سے بچ کر رہنا اتنے خطرناک طنز برساتا ہے کہ بندہ اپنے پیدا ہونے پر افسوس کرنے لگتا ہے ڈیول کی بات کو سنتے ماہر بھی چپ ہی رہا تھا سارے رستے لیکن اسے ڈیول کی بات ہضم نہیں ہوئی اسی لیے اپنی گڑیا کو ہنسانے کے لیے اس کے شوہر کو نشانہ بنا گیا اور اب ڈیول کی بات نا مانتے خود کو کوستے خود کو کمپوز کرنے لگا۔

"اور اسی کریمنل نے تمہیں جیل سے نکالا ہے" ماہر نے بھی دو بدو ک خود کو کمپوز

کرتے دلشاد کو جتایا۔

"وہ بھی دو نمبری کر کے" دلشاد بھی کہا پیچھے ہٹنے والا تھا دلشاد کے انداز پر ماہر منہ کھولے رہ گیا ماہر کچھ کہتا کے اس کا موبائل رنگ ہونے لگا کال ڈیول کی تھی جسے دیکھتے ماہر سائیڈ ہوتا اٹھا گیا۔

"پرنسس ٹھیک ہے" ڈیول کی آواز سنتے ماہر بے ساختہ مسکرایا۔

"ٹھیک ہے فکر نہیں کرو" ماہر نے کہا تو ڈیول نے جیسے سکون کا سانس لیا۔

"اور میرا وہ منحوس بہنوئی" ڈیول نے ناگواری سے کہا تو ماہر دلشاد کو دیکھتے قہقہہ لگا اٹھا جس پر دلشاد نے ائیبرو ریز کرتے ماہر کو دیکھا۔

"وہ بھی ٹھیک ہے تم سہی کہتے ہو تمہارے بہنوئی کی زبان سے بچنا چاہیئے" ماہر نے اعتراف کرتے کہا تو ڈیول قہقہہ لگا اٹھا یقیناً ماہر کو طنز پڑ چکا ہوگا ڈیول کے قہقہہ پر ماہر نے بھی خجلت میں سر کھجایا لیکن اتنے میں ہی دلشاد نے ماہر سے فون لیتے سپیکر پر ڈال چکا تھا اپنے خلاف اپنے سامنے سرپھرا خانزادہ کیسے باتیں سنتا بھلا۔

"خیر شکر ہے مجھ سے ملاقات نہیں ہوئی اس کی ورنہ شکل نا صورت کیا سمجھتا ہے خود کو بندہ میری طرح حسین ہو تو ایٹیٹیوڈ دیکھاتا بھی اچھا لگے" ڈیول نے کہا تو ماہر نے پہلے دلشاد پھر عنایہ کو دیکھا جو خود روہانسی ہوتی ماہر اور پھر موبائل کو دیکھ رہی تھی۔

"بلکل۔۔تیری شکل پر تو فرعون بھی عاشق ہو جائے میرے سالے" دلشاد کے طنز پر ڈیول نے منہ بناتے موبائل کو گھورتے اونچی آواز میں کہا۔

"ماہر جلدی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچو پھر مجھے ان سب کو لے کر اسلام آباد بھی نکلنا ہے میں اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتا کسی قیدی کے منہ لگ کر سمجھ گئے" ڈیول نے کہا تو دلشاد تو ڈیول کی زبان پر ایبرو ریز کرتا داد دے گیا۔

"ماہر جاؤ ویسے بھی یہ قیدی اس وقت اپنی بیوی کے منہ لگنا چاہتا ہے یو نو پرایسوسی ۔۔سڑے ہوئے سالے کے منہ کون لگے" دلشاد نے بھی کندھے اچکاتے کہتے ہی کال ڈسکنیکٹ کی جبکہ مقابل ڈیول جل کر موبائل کو گھورتے ہوئے دو سو سلواتے دلشاد کو سنا چکا تھا لیکن دل میں کیوں کہ کال تو ڈسکنیکٹ تھی نا۔دلشاد نے موبائل ماہر کی طرف اچھالا جسے ماہر نے کیچ کرتے وہاں سے کچھ دوری پر سے آتی اپنی جیپ اور خاص آدمی کو دیکھتے قدم اس طرف بڑھائے۔

"صرف ایک گھنٹہ ہے تمہارے پاس جلدی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچنا اور عنایہ سے نرمی

سے پیش آنا ورنہ ڈیول کا اب تک عزت دینے والا روپ دیکھا ہے تم نے کیونکہ تم اسکی پرنسس کے پرنس ہو۔۔ورنہ "ماہر نے قدم روکتے پلٹ کر دلشاد کو یاد دلایا۔

"ورنہ؟؟" دلشاد نے بھی ائیبرو ریز کرتے سینے پر ہاتھ فولڈ کرتے ماہر سے کہا جس پر ماہر دلشاد کے قریب قدم لیتا آیا۔

"درندے سے رحم کی امید کرنا بے وقوفی کہلاتی ہے" ماہر نے مسکراتے ہوئے کہا تو دلشاد بھی مسکرایا اور آنکھوں سے اشارہ دیا جیسے کہنا چاہتا ہوں دیکھتے ہیں ماہر دلشاد کو دیکھتے سر جھٹکتے قدم پیچھے لے گیا ماہر کی پشت کو دیکھتے دلشاد کو جیل کا منظر یاد آیا جب ڈیول نے اس کے سامنے جمال حفیظ کے دلشاد کو ڈرانے کے لیے جیل میں بھیجے گئے دو غنڈوں کو دلشاد کے سامنے بے دردی سے آری سے کاٹا تھا پورا فرش خون سے بھر گیا تھا لیکن ڈیول ان کو ایسے کاٹ رہا تھا جیسے وہ کسائی ہو لیکن اتنی صفائی سے کہ ڈیول کے کپڑوں پر ایک بھی خون کا داغ نہیں تھا اور ماہر نے ان آدمیوں کے پیسوں کو

پولیتھین کے بیگ میں پیک کیا تھا اور دلشاد چہرے پر بنا کوئی تاثر سجائے اپنے سالے کے درندہ صفت روپ کو نا صرف دیکھ رہا تھا بلکہ پہلی دفعہ دلشاد کا دل کیا وہ اپنے سالے سے خوف کھاتے اس جیل کی لوہے کی دیواروں میں انارکلی کی طرح چنوا دیا جائے لیکن وہ اپنے سالے کے سامنے اتنا ایٹیٹیوڈ دیکھا چکا تھا کہ اپنے دل پر ضبط کرتے ہمت سے وہ منظر دیکھتا رہا بنا چہرے پر کوئی تاثر لائے دلشاد وہ منظر یاد کرتے ہی دل میں بے ساختہ جھر جھری لے گیا۔

ماہر کے جاتے ہی دلشاد نے رخ عنایہ کی طرف کیا جو دلشاد کے دیکھنے پر سرعت سے تھوک نگلتی ادھر ادھر دیکھنے لگی دلشاد عنایہ کی طرف خونخوار نظروں سے اسے گھورتے ہوئے قدم بڑھایا۔

"بتاؤ کیا سزا دوں میں تمہاری زبان درازی کی تمہاری بے یقینی کی ۔۔ میرا کہا نا ماننے

لی" دلشاد نے عنایہ کے قریب آتے چار قدم کے فاصلے پر رکتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے معاف۔۔۔ معاف ن۔۔۔ میرا مطلب ہے معاف کر دے۔۔۔ پلیز "عنایہ نے رکی سانس سے سانس اندر لیتے سر جھکائے کہا عنایہ کی بات سنتے دلشاد نے ناگواری سے عنایہ کے جھکے سر کو دیکھا۔

"تم نے مجھ پر ایک دفعہ بھی یقین نہیں کیا" دلشاد نے ایک اور شکوہ عنایہ کے پیش نظر کیا۔

"وہ میں۔۔۔ نے کہا نا کہ۔۔ میں ڈیڈ سے ڈر گئی تھی" عنایہ نے لڑکھڑاتے الفاظ کے ساتھ اپنی صفائی دینی چاہی۔

"تمہیں میرے۔۔۔؟ میرے ہوتے ہوئے کسی سے ڈرنے کی ضرورت تھی؟؟" دلشاد

نے عنایہ کی بات سنتے دو قدم آگے لیتے اپنے سینے پر انگلی رکھے دھاڑتے ہوئے کہا دلشاد کی دھاڑ پر عنایہ اچھل کر دلشاد سے دو قدم پیچھے ہوتی گالوں پر بہنے والے آنسو صاف کرتی ایک نظر پھرے ہوئے شیر کو دیکھتی واپس سر جھکا گئی کیونکہ دلشاد کی شعلہ برساتا چہرہ اور لہو دیتی آنکھیں عنایہ کو سہمنے پر مجبور کر گئی اور غلطی بھی تو اس کی تھی وہ دلشاد وہاب خانزادہ تھا اسے دشمن کو اسی کے جال میں پھنسانا اچھے سے آتا تھا لیکن پھر بھی ہماری عنایہ نے دیدہ دلیری سے ایک جنگ کا سامنا کیا حالانکہ وہ اس جنگ میں نا جنگی تھی نا چنگی چچ چچ۔۔

"نہ ن۔۔ نہیں۔۔۔ پر میں۔۔" عنایہ نے اپنی عقل پر ماتم کرتے اور خود کو اپنی دیدہ دلیری پر کوستے ہوئے پھر اپنی وضاحت پیش کرنی چاہی لیکن دلشاد نے سرعت سے عنایہ کی بات کاٹ دی۔

"یہ ہکلا کر مت بولو میرے سامنے۔۔۔ مجھے ایک وجہ بتا دو کہ میں تمہیں معاف کر سکو

"دلشاد مزید دو قدم آگے لیتے ہوئے بولا تو ایک وجہ کے نام پر عنایہ کی آنکھیں چمکی لیکن سر جھکائے رکھا وہ دنیا کی پہلی عورت تھی جو پریگننسی سے زیادہ خوش یہ سوچ کر ہو رہی تھی کہ اس وجہ کی وجہ سے وہ اپنے سر پھرے شوہر کے جلالی روپ سے بچ سکتی ہے اور اس کے اندر پلنے والا ننھا سا وجود صدمے میں جا چکا تھا اپنی گھنی میسنی ماں کی سوچ پر اس بیچارے کا استعمال اس کی ماں اس کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی کرنے لگی تھی۔

"بولو" عنایہ کو سر ہنوز جھکائے دیکھتے ہوئے دلشاد اس دفعہ اور قوت سے دھاڑا اور قدم آگے لینے والا تھا جب عنایہ نے فٹ سے گردن اٹھاتے دلشاد کو دیکھتے کہا۔

"آپ باپ بننے والے ہیں" عنایہ نے آنکھیں بند کرتے ایک ہی سانس میں کہتے اپنے سر پھرے خونخوار شیر کو روکنا چاہا عنایہ کی بات سنتے دلشاد اپنی جگہ ساکت ہو گیا لیکن بات سمجھ آنے پر عنایہ کو آنکھوں میں خوشی کی چمک لیے دیکھنے لگا اور جلدی سے

آگے دو قدم کا فاصلہ ختم کرتے عنایہ کو شانوں سے تھاما۔

"میں باپ ۔۔۔تم تم سچ کہ رہی ہو؟؟" دلشاد نے چہرے پر خوشی کی لہر لیے عنایہ سے لڑکھڑاتے الفاظ میں جیسے کنفرم کرتے ہوئے پوچھا جس پر عنایہ دل میں شکر ادا کرتے اپنے خانزادہ کے چہرے کے تاثرات دیکھتے شرم کی زد میں چہرے کو اثبات میں ہلاتی نظریں جھکاتی دلشاد کے سینے سے جا لگی عنایہ کی کنفریشن پر دلشاد بے ساختہ مسکراتے عنایہ کے گرد باہوں کا حصار بنا گیا۔

"اس وجہ پر تو خانزادہ تمہارے قدموں کی دھول بن جائے" دلشاد نے کہا تو عنایہ دل کھول کر مسکرائی پھر سر اٹھا کر دلشاد کو دیکھنے لگی دلشاد نے عنایہ کی آنکھوں کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوتے عنایہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

"ابھی کچھ وقت پہلے آپ مجھے زمین میں زندہ گاڑھنے کی بات کر رہے تھے" عنایہ نے

دلشاد کو دیکھتے ہوئے معصومیت سے یاد دلایا تو دلشاد قہقہہ لگا اٹھا۔

"بڑی تیز ہو گئی ہو بیگم" دلشاد نے ائبرو ریز کرتے عنایہ کے میٹھے طنز اور وار کو مسکراتے ہوئے سراہا جس پر عنایہ بھی کھلکھلا کر ہنس دی اور دوبارہ دلشاد کے سینے پر سر ٹکا گئی کچھ لمحے اس جنگل میں ویسے ہی موجود ایک دوسرے کو محسوس کرنے لگے عنایہ کے جیسے دل کو قرار ملا تھا تو دلشاد کی لہو دیتی آنکھوں کو ٹھنڈک۔

"مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے" عنایہ نے کہا تو کار کے بونٹ پر لیٹے دلشاد نے عنایہ کو دیکھا جسے اس نے خود میں بھینچا ہوا تھا اور وہ سر دلشاد کے سینے پر ٹکائے دلشاد کو دیکھ رہی تھی دلشاد نے سر کو جنبش دیتے عنایہ کو بولنے کا اشارہ دیا۔

"آپ کی زندگی میں اگر دلکش۔۔میرا مطلب ہے آپ جانتے ہیں وہ میری بہن ہے۔۔اور آپ بھی تو اس سے۔۔تو کیا آپ اسے واپس" عنایہ نے دلشاد کو دیکھتے

ہوئے عجیب سے احساس میں بولتے بولتے ٹھہرتے ہوئے کہا اور بات ادھوری چھوڑ گئی دلشاد نے عنایہ کو بخوددیکھا اور ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی دلشاد کو دلکش کے نام پر تکلیف ہوئی تھی اور ہمیشہ ہوتی تھی جب سے جب سے وہ اس سے بچھڑی تھی۔

"کچھ باتیں وقت پر چھوڑدو عنایہ۔۔دلکش کا ہونا میرے لیے بہت ضروری ہے باقی کے تمام معاملات دیکھے جائے گے۔۔مجھے دلکش کو اپنے ساتھ کھڑا دیکھنا ہے اور میں اس کے لیے اپنی جان کی بازی بھی لگادوں گا" دلشاد نے بہت محتاط طریقے سے الفاظ ادا کیے تھے اس بات سے انجان یہ الفاظ عنایہ کے دل کو خوف اور دہشت میں جھڑ گئے تھے عنایہ کی آنکھیں پل میں نم ہونے لگی دلشاد ان پر غور کرتا کہ ماہر کی جیپ واپس آتی دور سے دلشاد کو دیکھائی دی تو وہ عنایہ کو تھامے احتیاط سے کار کے بونٹ سے اترا اور عنایہ کو بھی اپنے روبرو کھڑا کیا اتنے میں ہی ماہر ان تک پہنچا۔

"ڈیول نے تم سے کچھ کہا تھا اور میں بھی تمہیں یاددھانی کروا کر گیا تھا۔۔اور اب مجھے خود واپس آنا پڑا" ماہر نے سنجیدگی سے دلشاد کی طرف قدم لیتے کہا تو جیسے دلشاد ماہر کی بات پر بے زار ہوا۔

"مجھے میری بیوی کے ساتھ وقت گزارنا زیادہ ضروری لگا اور اب تو ماشاء اللہ باپ بھی بننے والا ہوں میں تو۔۔ وقت تو بنتا تھا نا بیگم کے لیے" دلشاد نے ایک آہ بھرتے عنایہ کو دیکھتے ماہر کو آنکھ ونگ کرتے آگ لگائی جبکہ ماہر دلشاد کے اس لب و لہجہ پر رخ بدلتا رہ گیا بھلا بھائیوں کے سامنے تو بندے کو لحاظ کرنا چاہیے جبکہ عنایہ اب آنکھوں میں نمی کی بجائے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ زمین کو دیکھنے لگی اس کا بس نہیں چلا کہ وہ زمین میں شرم کے مارے دھنس جائے جبکہ ماہر کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتا دلشاد خاصا محفوظ ہوا تھا۔

"اب چلو اور گڑیا کو میں ڈراپ کر دوں گا تم میرے آدمیوں کے ساتھ جاؤ" ماہر نے کہا تو دلشاد نے گردن موڑے عنایہ کو دیکھا اور اس کی سمت قدم بڑھائے۔

"اپنا خیال رکھنا بیگم اور میری ننھی سی جان کا بھی" دلشاد عنایہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اور پھر عنایہ کے ناف کی جگہ پر ہاتھ رکھتے کہا تو عنایہ نے نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا دلشاد نے عنایہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے جیپ کی سمت قدم بڑھائے عنایہ نے دلشاد کو غائب ہونے تک دیکھتے پھر ماہر کے ساتھ اپنے گھر کا رخ کیا۔

****

رات دھیرے دھیرے گہری ہو رہی تھی اسلام آباد پر رات کی تاریکی کے ساتھ روشنیوں کی جگہ جگہ جگمگاہٹ تھی ایسے میں اچانک وہ خانزادہ ہاسپٹل کے سامنے

ڈرائیور کو کار پارکنگ میں لگانے کا کہتی رکی وہ اندر جانے لگی تھی کہ اس نے ہاسپٹل میں پہنچتے ہوئے کال اٹھائی سامنے کی بات سنتے ہی جیسے

ساری دنیا پتھرا گئی ہوں وہ کال مہک کی تھی اور وہ کہ رہی تھی کہ ڈیول لوگوں کے کراچی سے اسلام آباد آتے ہی ان کی کار پر اٹیک ہوا ہے مہک کچھ اور بھی کہ رہی تھی لیکن وہ جیسے اس کے آگے کچھ سن ہی نہیں پا رہی تھی اس کے سامنے ایک منظر لہرایا جہاں وہ تھی اور اس سے محبت کرنے والا پھر اس نے دفعتاً ایک ایمبولینس کو اپنے قریب دور سے آتے دیکھا اور اس ایمبولینس سے اترنے والے پہلے شخص کو وہ جانتی تھی وہ ڈیول تھا ڈیول سٹریچر تھامے ڈاکٹرز کے عملے کے ساتھ تیزی سے ہاسپٹل کی جانب بڑھ رہا تھا اس نے دیکھا تھا اسٹریچر پر پڑا وجود کسی لڑکی کا تھا شاید وہ دلکش تھی لیکن وہ سانس لے رہی تھی وہ زندہ تھی لیکن پھر اس نے دیکھا ڈیول کو دوبارہ ایمبولینس کی طرف جاتے وہ وجود سفید چادر سے مکمّل ڈھکا ہوا تھا شاید وہ وجود بے جان تھا دفعتاً اس کے چہرے سے ہوا کے دوش سے چادر ہٹی

وہ وجود "داہم وہاب خانزادہ" کا تھا اچانک ۔۔ہالے آفریدی کی ساری دنیا ویران ہوگئی ڈیول سٹریچر تھامے مضبوط قدم لیتے اندر کی سمت بڑھا داہم وہاب خانزادہ اس کے پاس سے گزارا تھا وہ یقین نہیں کر پارہی تھی وہ بے جان وجود داہم کا تھا دفعتاً ہالے کو اپنے کندھے پر کسی کا مضبوط حصار محسوس ہوا وہ نوریز تھا سرخ ڈوریوں جیسی آنکھوں سے وہ ہالے کو شکستہ وار دیکھ رہا تھا ہالے نے پلکیں جھپکائیں شاید یہ خواب ہو اور اس حقیقت کو خواب کی نظر کرنے کی کوشش میں کئی آنسو اس کے گالوں پر بہہ نکلے تھے اور اچانک وہ لہرا گئی اس سے پہلے کے وہ زمین بوس ہوتی نوریز نے ہالے کو تھاما۔

ہالے کو ہوش آیا تو خود کو ہاسپٹل کے روم میں پایا پتا نہیں کتنی دیر وہ بےہوش رہی رات کا کونسا پہر تھا زریش بیگم سرخ پڑتی آنکھوں سے آنسو خشک کرتے ہوئے جنت بیگم

کے حصار میں صوفے پر بیٹھی تھیں۔جبکہ نمل ہالے کے پاس رکھی چیر پر ہالے کو ہوش میں آتا دیکھ نمل نے ہالے کے بائیں ہاتھ کو سہلایا۔

"ہالے اب ٹھیک ہو تم" نمل نے بھیگی پلکوں کی باڑ کو اٹھاتے ہوئے کہا تو زریش بیگم اور جنت بیگم اسی طرح متوجہ ہوئی۔

"نمل وہ۔۔وہ داہم نہیں تھا۔۔نہیں تھا نا وہ داہم۔۔وہ مجھے پریشان" ہالے سسکتی ہوئی خود کو سہارا دیتی اٹھی اور نمل کے ہاتھ کو مضبوطی سے دائیں ہاتھ سے تھاما زریش بیگم تڑپ کر ہالے کے نزدیک ہوئیں۔

"میری بچی۔۔"زریش بیگم نے ہالے کا سر اپنے سینے سے لگتے ہوئے زاروقطار آنسو بہانا شروع کردیا جبکہ نمل اور جنت بیگم اس منظر کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی نمل کا تو دل کٹ کر رہ گیا تھا داہم جو ہمیشہ شرارتوں اور مسکرانے میں مگن رہتا تھا وہ

اچانک کیسے ان سب کو آنسو بہانے کے لیے اپنی جدائی پر چھوڑ گیا تھا۔

"ممانی آپ کہیں نا وہ۔۔ وہ ہمارا داہم نہیں تھا نا وہ تو کراچی گیا تھا دلشاد بھائی کے لیے وہ واپس آنے۔۔۔آنے والا تھا ممانی آپ کچھ کہیں میرا دل بند ہو جائے گا داہم۔۔داہم کو بلائیں میرے سامنے" ہالے نے زریش بیگم کے حصار میں انھیں جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں میری بچی۔۔وہ اب کبھی تمہارے سامنے نہیں آئے گا وہ جا چکا ہے ہمیں ہمیشہ کے لیے تنہا چھوڑ کر" جنت بیگم نے زریش بیگم کا کندھا تھامتے ہوئے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"وہ مجھے چھوڑ کر کیسے۔۔کیسے جا سکتا ہے" ہالے نے یک دم اپنی بائیں ہاتھ میں لگی ڈرپ کو کھینچ کر اتارا تو زریش بیگم اور نمل نے اسے روکنا چاہا لیکن ہالے ڈرپ اتارتی

زریش بیگم کے دونوں بازوؤں کو تھام چکی تھی اتنے میں ہی نوریز وہاب صاحب اور کاشان صاحب اندر داخل ہوئے۔

"ابھی تو اس نے مجھ سے محبت کا اظہار کیا تھا" ہالے نے آنسوؤں سے تر چہرے سے کہا۔

"میں بھی تو اس سے محبت کرنے لگی تھی۔۔ وہ ایسے کیسے جا سکتا ہے" ہالے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنی ہتھیلی کی پشت سے رگڑ کر اپنے آنسو صاف کیے۔

"نہیں۔۔ نہیں وہ میری زندگی میں شامل ہونے والا تھا" نوریز نے زخمی اور شرمندہ نظروں سے اپنی دوست کی یہ حالت دیکھتے جن قدموں سے اندر آیا تھا ان سے ہی واپس خاموشی سے چلا گیا جبکہ کاشان صاحب اور وہاب صاحب کی بھی آنکھیں نم تھیں وہاب صاحب نے تو اپنا جوان بیٹا کھویا تھا۔

"مجھے اس کے لیے سجنا، سنورنا تھا خود کو اس کے نام کرنا تھا" ہالے نے زریش بیگم کے عکس کو اپنی دھندلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا دفعتاً اس کمرے میں ڈیول کی آمد ہوئی ڈیول کے پیچھے ہی مہک اور ہشام تھے مہک کو ہشام نے کال کر کے سارے معاملات سے باخبر کرتے ہوئے سب کو ہاسپٹل پہنچنے کا کہا تھا یہ اتفاق تھا کہ ہالے داہم کی غیر موجودگی میں اس کے سٹاف مینیجر کی کال پر سیلری پیمنٹ کے لیے سائن کرنے اتنی رات گئے آئی تھی کیونکہ کل صبح سب کی سیلری جو ایشو کرنی تھی لیکن یہاں تو ایک قیامت اس کا انتظار کر رہی تھی ہالے نے زریش بیگم کو مسلسل روتے ہوئے دیکھتے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تب ہالے کی نظر ڈیول پر جا کر رکی ہالے لڑکھڑاتی ہوئی بیڈ سے اترتی ڈیول کے پاس پہنچی۔

"زین بھائی میں نے کہا تھا آپ سے داہم کا خیال رکھیں گا" ہالے نے ڈیول کو دیکھتے ہوئے کہا جو سرخ نیلی آنکھوں سے شرمندگی اور ندامت کے احساس میں ہالے سے

نظریں بھی نہیں ملا پا رہا تھا لیکن ڈیول کے نظریں نا ملانے سے ہالے کا جیسے ضبط جواب دے گیا داہم کا وجود اس کے سامنے لہرایا دل کو کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو۔

"مجھے میرا داہم چاہیے۔۔مجھے داہم لا کر دے ابھی "ہالے حواس باختہ ہوتے حلق کے بل یک دم چیخی تھی ڈیول کے بازوؤں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے جھنجھوڑتے ہوئے نمل اور مہک نے آگے بڑھتے ہوئے جیسے اسے سنبھالنا چاہا لیکن ان کے سنبھالنے سے پہلے ہی ہالے بے ساکت ہو چکی تھی ہالے کو وہاب صاحب نے آگے بڑھتے ہوئے اپنی باہوں میں تھاما ڈیول نے نظریں اٹھائے ہالے کے نم چہرے کو دیکھتے باہر جا کر ڈاکٹر کو اندر بھیجا سب لوگ کمرے سے باہر نکل آئے تھے ہالے کو نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا اور اب پتا نہیں کتنی دیر اس کو ہوش نہیں آنا تھا۔

ڈیول نے اب وہاب صاحب اور کاشان صاحب کو دیکھتے ہوئے نرمی سے انھیں

اپنے ساتھ چلنے کا کہا نوریز اور ہشام البتہ وہی تھے جبکہ جیک کا کوئی اتا پتا نہیں تھا عائشہ آیت کے ساتھ پیلس میں تھی اسے بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی اور داہم کا سوچتے آیت کی طبیعت خراب ہونے لگی تھی اس لیے ڈیول نے اسے یہاں آنے سے سختی سے منع کیا تھا۔

کچھ دیر بعد کا منظر ہے کہ ڈیول اب دلشاد کی ریڈ لائٹ کیبنٹ جیل کی طرف بڑھ رہا تھا ماہر نے عنایہ کو گھر چھوڑتے ہوئے اپنے آدمیوں کے ساتھ دلشاد کو واپس جیل منتقل کر دیا تھا عنایہ تک بھی داہم کے موت کی خبر پہنچ چکی تھی لیکن اسے بتانے والا شخص جمال حفیظ تھا اور اپنی اس فتح پر بے حد خوش تھا جبکہ عنایہ یہ خبر سنتے ہی اپنے کمرے میں لاک ہو گئی تھی اور داہم کی باتوں اور شرارتوں کو یاد کرتے اپنے گالوں کو آنسوؤں سے بھیگوئے جا رہی تھی اس کے باپ کی مکاری منافقت اور گناہوں کا خمیازہ کتنے لوگ بھگت رہے تھے اور اس جنگ میں کوئی اپنی زندگی ہار بھی چکا تھا آہٹ پر دلشاد نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہاب صاحب تڑپ کر اپنے بیٹے کے

پاس ہوئے جبکہ کاشان صاحب اور ڈیول ان کے پیچھے کھڑے تھے دلشاد سے کسی کو بھی ملنے کی اجازت نہیں تھی یہاں تک کہ پہلی پیشی سے پہلے اگر اس کے گھر میں کسی کی موت ہو جاتی تو تب ہی اس کے ساتھ رعایت کرنے کی ممنوع تھی ہاں پہلی پیشی کے بعد وہ لوگ جج کے سامنے اپیل کرتے ہوئے دلشاد کو گھر لا سکتے تھے اور یہ ہی بتانے کے لیے وہ لوگ یہاں آئے تھے سب کچھ سمجھنے اور سوچنے کے بعد داہم کی تدفین کل دوپہر میں رکھی گئی تھی کیونکہ صبح دلشاد کی سپریم کورٹ میں پیشی تھی وہاب صاحب کے نم آنکھوں کو دیکھتے اور اچانک یہاں ان کی موجودگی دلشاد کو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"ڈیڈ۔۔ ائی یو اوکے" دلشاد نے سلاخوں پر رکھے اپنے باپ کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا تو وہاب صاحب نے ضبط توڑتے ہوئے دلشاد کو دیکھا۔

"تمہارے باپ کی آخری اولاد تمہیں واحد اولاد کر گیا ہے میرے بیٹے۔۔داہم ہمیں

چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے۔۔چلا گیا" وہاب صاحب نے کہا لیکن ان کے الفاظ تھے کہ سیسہ جو اس وقت دلشاد کے کانوں میں پگھلایا جا رہا تھا وہ ان الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن جیسے ہی اسے سمجھ آئی اس کے ہاتھ اپنے باپ کے ہاتھوں سے پھسلے قدم لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوئے داہم کا ہنستا مسکراتا منہ بناتا چہرہ اس کے سامنے لہرایا دلشاد کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا بے انتہا مشکل امر لگا۔

"ڈی۔۔ڈیڈ نہیں۔۔آپ" دلشاد کی آنکھوں سے دو قطرہ پانی لڑکھڑا کر اسکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں جذب ہوا وہ جب سے یہاں آیا تھا اپنی آنے والی اولاد کے بارے میں سوچتے ہوئے پر سکون ہو رہا تھا لیکن اب اپنی اولاد کی طرح پالے ہوئے بھائی کی موت کی خبر یہ انکشاف دلشاد وہاب خانزادہ پر عزاب کی طرح نازل ہوا تھا وہاب صاحب نے دلشاد کو ایک نظر دیکھتے قدم پیچھے لیے ان کے دل میں دلشاد کو اس طرح دیکھتے ہوئے تکلیف ہونے لگی تھی وہ ان کا مضبوط باہمت بیٹا تھا جو اپنے اوپر اتنے گھٹیا الزامات کے لگتے ہوئے بھی ڈٹ کر کھڑا رہا جو کئی لوگوں کا مسیح تھا

اس کی آنکھوں میں انھوں نے کبھی بھی آنسو نہیں دیکھا اور یہ سچ تھا دلشاد زندگی میں پہلی دفعہ دلکش کے لیے رویا تھا اور دوسری دفعہ اپنے جان سے بھی زیادہ عزیز بھائی کے لیے اس کی آنکھیں خود با خود نم ہو گئی تھیں۔ وہاب صاحب کے ہٹتے ڈیول آگے ہوا ڈیول نے ایک نظر اٹھا کر دلشاد کو دیکھا ڈیول کے دل میں دلشاد کو دیکھتے ہوئے ایک ٹھیس پہنچی چھوٹا خانزادہ صرف اس کے لیے اپنی زندگی کو سب کے سامنے بے جان کر گیا تھا اور اسے زندگی بخش گیا تھا۔

"تمہاری پیشی کے بعد تدفین ہو گی چھوٹے خا۔۔۔" ڈیول نے داہم کو پکارنے والا نام ادھورا چھوڑتے ہوئے دلشاد کو دیکھا دلشاد کی آنکھوں میں ڈیول کی بات پر جیسے بے یقینی سے سرد مہری اتر آئی۔

"میں نے تمھیں اپنے گھر والوں کی زمیداری دی تھی ڈیول۔۔۔" دلشاد نے وہی کھڑے ہوتے ڈیول کو دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا جبکہ جیلر تو دلشاد کا

ڈیول کے لیے انداز دیکھ کر اسے دیکھتا ہی رہ گیا کہ اس شخص میں اتنی ہمت ہے کہ ڈیول کنگ سے اس طرح بات کر رہا ہے کیا یہ شخص نہیں جانتا وہ چلتی پھرتی موت ہے جسے سب ڈیول کنگ کہتے ہیں۔

"اگر یہ مزاق ہے ڈیول تو یہ بہت گھٹیا مزاق ہے" دلشاد نے کہتے قدم اٹھاتے ڈیول کے بلکل سامنے کھڑا ہوا۔

"میرا بھائی ۔۔ میرا دا ۔۔ داہم نہیں ڈیول میں جان سے ماردوں گا تمہیں" دلشاد نے بے یقینی سے کہتے پھر غصے سے دھاڑتے ہوئے ڈیول کا گریبان پکڑا تھا جبکہ ڈیول سر جھکائے کسی مجرم کی طرح بے حس و حرکت کھڑا رہا دلشاد اتنی قوت سے دھاڑا کے پاس کھڑے جیلر نے اپنے کانوں پر برجستا دونوں ہاتھ رکھے جیلر کو اب دلشاد سے بھی خوف آنے لگا وہ مزید ان لوگوں سے دو قدم پیچھے ہوا۔

"دلشاد اس کا کوئی قصور نہیں ہے ان سب میں یہ تو تمہارے لیے وہاں گیا تھا اسے نہیں معلوم تھا یہ سب ہو جائے گا خود کو مضبوط بناؤ میرے بیٹے خود کو اس طرح بکھیر کر دشمنوں کے سامنے جاؤ گے تو وہ اپنی ادھوری جیت کا جشن منائے گے اور داہم کی قربانی رائے گاہ چلی جائے گی" وہاب صاحب نے آگے بڑھتے ہوئے دلشاد کے ہاتھ سے ڈیول کا گریبان چھڑوانے ہوئے کہا تو دلشاد ڈیول کا کوٹ جھٹکا دیتا چھوڑ گیا۔

"ڈیڈ۔۔آپ لوگ پلیز جائیں یہاں سے" دلشاد نے نم لہجے میں اپنے پر قابو رکھتے ہوئے پیٹھ موڑے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے درخواست کی جس پر ڈیول کاشان صاحب اور وہاب صاحب ایک نظر دلشاد کو دیکھتے ہوئے وہاں سے نکلے۔

داہم وہاب خانزادہ اپنے ساتھ کئی وجود کو ساکت کر گیا تھا اور سب سے بڑا نقصان تو ہالے کا ہوا تھا جو ہوش و حواس سے بیگانہ بیڈ کے بستر پر سانسوں کے ہوتے ہوئے

بھی بے جان پڑی تھی ، دلشاد جو جیل کی دیواروں میں اپنے غم کو چھپاتے ہوئے اپنے باپ کی آخری اولاد کی یادوں میں گم تھا ، زریش بیگم جو اپنے بیٹے کی قربانی پر ہمت جما کرتی خود کو سنبھالے ہوئے تھیں ، نوریز جو اپنی مردانہ محبوبہ کے گھر والوں کو نم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا ، ڈیول جو سب کو سنبھالتے ہوئے ٹوٹتا جا رہا تھا ، عنایہ جو بھائی جیسے دیور کو یاد کرتی اللہ سے شکوہ کر رہی تھی ، مہک آیت اور عائشہ جو ہمیشہ شرارتوں میں مگن رہنے والے داہم کے لیے آنکھیں نم کیے ہوئیں تھیں۔

" وہ اس کہانی کا ہمیشہ ہنستا ، مسکراتا کردار آج موت کی آغوش میں جا سویا تھا سب کو ہنسانے والا اپنی کہانی کے اختتام پر سب کی آنکھیں نم کر گیا تھا داہم وہاب خانزادہ اپنی زات کے ساتھ تمام کرداروں کو بنا روح کی جان کر گیا تھا ہالے آفریدی کو خالی ہاتھ ، شکستہ دل کر گیا تھا کبھی نا ختم ہونے والا نقصان دے گیا تھا دلشاد کو اپنے باپ کی واحد اولاد کر گیا تھا رزین کمال کو اپنی زندگی بخش گیا تھا ۔۔ وہ زندگی جسے ڈیول اب کبھی جینا نہیں چاہتا تھا "۔

صبح کا وقت تھا اسلام آباد میں ہر سو سورج کی روشنی بکھری ہوئی تھی یہ وقت زندگی کے معمالات کی طرف رواں دواں تھا لیکن یہ وقت اس کہانی کے لیے نہایت اہم تھا آج اس کہانی کے اہم کردار کا فیصلہ ہونا تھا اس کہانی کے ہر راز کو افشاں ہونا تھا یہ کہانی اپنے ساتھ کئی کرداروں کی قسمت کا فیصلہ کرنے والی تھی "یہ کہانی اتنی آسان نہیں تھی جتنی نظر آتی تھی محبت سے ابتداء تھی اس کہانی کی لیکن انجام ابتداء سے الگ آج اس کہانی کے تمام لوگ گھروں سے نکلے تھے آج ایک شخص کے انتقام میں اس کہانی کے معصوم کرداروں کی دھجیاں اڑنے والی تھیں۔

"ڈیول، ہشام، مہک، جیک اور عائشہ ڈیول کے ساتھ پیلس سے نکلے تھے جبکہ وہاب ولا کے مکین زریش بیگم اور وہاب صاحب رات ایک بیٹے کے غم کو کندھوں پر ڈالے دوسرے بیٹے کے لیے کورٹ کی طرف رواں دواں ہوئے تو جنت ولا کے مکین

نمل، نوریز، کاشان صاحب اور جنت بیگم بھی کورٹ کی سمت بڑھ رہے تھے جبکہ جمال حفیظ، جاوید رؤف اور عنایہ بھی کورٹ کی سمت بڑھ رہے تھے وہ صبح کی فلائیٹ سے اسلام آباد آئے تھے کورٹ پہنچتے چار گاڑیاں ایک ساتھ روکی تھیں دروازہ کھولے سب ہی باری باری اترے تھے جمال حفیظ کو دیکھتے وہاب صاحب نے قدم جمال حفیظ کی سمت بڑھائے جو اپنے کوٹ کے بٹن باندھتے مسکراتے ہوئے سب کو دیکھ رہے تھے۔

"مسکرا لو جمال حفیظ آج تمہارے چہرے سے ہر نقاب اترے گا آج تمہارا تماشہ دنیا دیکھے گی تم نے ایک شیر کو للکارا ہے" وہاب صاحب نے جمال حفیظ کو مسکراتے ہوئے دیکھتے کہا تو جمال حفیظ اور جاوید رؤف قہقہہ لگا اٹھے۔

"ایک جوان بیٹا رات کو موت کی وادی میں سو چکا ہے دوسرا آج پھانسی کی سزا سنے والا ہے بدولت ہمارے پھر بھی ہمارے سامنے اتنی اکڑ واہ بھئی" جمال حفیظ

نے ہنستے ہوئے کہا تو ڈیول جو جب سے ضبط کیے کھڑا تھا آگے ہوا۔

"اکڑ نہیں تمہارے انجام سے واقف کروا رہیں ہیں تمہیں ہم "ڈیول نے کہا تو جاوید رؤف آگے ہوا اس کی آنکھوں میں لہو تھا کیونکہ اسکے بھائی کو جو ڈیول نے مارا تھا۔

"انجام کس کا آج ہونا ہے وہ تو وقت بتائے گا ڈیول کنگ "جاوید رؤف نے تمسخر سے کہا ڈیول نے ایک آیبرو ریز کرتے گردن ایک طرف ڈھلکاتے اپنے ڈمپل کی نمائش کی یہ ڈیول کا مخصوص سائن تھا کسی کو تباہ کرنے یا موت کے گھاٹ اتارنے سے پہلے جاوید رؤف کچھ کہتا کہ ان کا اسسٹینٹ وکیل ان تک پہنچا اور انھیں اندر چلنے کا کہا کیونکہ میڈیا آنا شروع ہو چکی تھی ان کے جانے کے بعد ڈیول وہاب صاحب کی طرف پلٹا۔

"آپ فکر نا کریں فیصلہ دلشاد کے حق میں ہو گا "ڈیول نے انھیں اطمینان دلانا چاہا۔

"اللہ تمہیں کامیاب کرے گا زین تم نے جو کچھ بھی اپنے خونی رشتوں کے بجائے ان کا ساتھ دینے کے بجائے ہمارے لیے کیا ہے اللہ اس سب کو رائے گاہ نہیں جانے دے گا تم سب کی محنت، کوشش ضرور رنگ لائے گی۔۔ اللہ تمہیں آباد رکھے ہمیشہ۔۔ لوگ کہتے ہیں ڈیول شیطان کو کہتے ہیں لیکن تمہیں دیکھے سمجھے تو کوئی جانے ڈیول مسیح کو بھی کہا جا سکتا ہے۔۔ میرا بیٹا لوگوں کی نظروں میں ایک شریف با کردار آدمی اور مسیح ہے لیکن تم تو مجرم بنتے ہوئے بھی سب کے لیے فرشتہ ہو میرے بیٹے" وہاب صاحب نے شفقت سے ڈیول کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا تو اتنی شفقت پر ڈیول کی آنکھیں یک دم اپنے باپ کے تصور پر نم ہوئی جسے ڈیول نے جلد ہی چھپا لیا۔

"سر آئیے آپ لوگ اندر" ڈیول نے پاس آتے اسسٹینٹ وکیل کے کہنے پر سب کو اندر چلنے کا اشارہ کیا کیونکہ میڈیا لگ بھگ اپنی خبروں کے لیے وہاں پہنچ ہی چکی

تھی۔

کمرہ عدالت میں جہاں وہاب ولا ،جنت ولا ،پیلس کے لوگ اور جمال حفیظ ،جاوید روؤف اور عنایہ اپنی نشست سنبھال چکے تھے اور پیچھے بیٹھے صحافی جو جسٹس افتخار چوہدری کی آمد کا انتظار کر رہے تھے اور اس کمرہ عدالت میں ہلکی ہلکی سرگوشیاں ہو رہی تھی کوئی دلشاد وہاب خانزادہ کے خلاف بات کر رہا تھا تو کوئی دلشاد کے فیور میں پھر جیسے تمام آوازیں بلند ہونے لگی کیونکہ پولیس کے ہمراہ وہ بے قصور شخص کمرہ عدالت میں داخل ہوا تھا لیکن آج اس کی آنکھوں میں چمک تھی آج اس کی محبت اس کے پیچھے تھی وہ "بیوی" نہیں تھی اس کی وہ اس کی "محبت" تھی بیوی تو نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی لیکن جیسے ہی محبت سب کے سامنے آئی نم آنکھوں میں خوف تباہی در آیا عنایہ کو اپنے دل میں ٹھیس اٹھتی محسوس ہوئی کیونکہ دلکش سے وہ اب بھی تمام ہمدردیوں کے ہوتے ہوئے بھی خائف تھی وہ ڈر میں جی رہی تھی کہ جمال حفیظ کے گناہوں کی سزا اسے دلشاد سے دور ہو کر تو نہیں ملے گی

ایک وقت تھا جب عنایہ کی خوش بختی پر لوگ رشک کیا کرتے تھے اور ایک یہ وقت تھا جب عنایہ اپنی بد بختی پر بنا آواز اور آنسو کے رو رہی تھی دلکش دلشاد کے پیچھے ہی کمرہ عدالت میں داخل ہوئی تھی آیت کے ساتھ اور دلکش کو دیکھتے اور دلشاد کی آنکھوں میں کل رات کے آنسو کے بجائے اب چمک دیکھ کر جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے رنگ بدلے تھے دلشاد کو پولیس کے ہمراہ کٹھراء مجرم میں کھڑا کیا گیا دلشاد نے ایک نظر سب پر ڈالتے ڈیول کو دیکھا جس نے دلشاد کے دیکھتے ہی دو انگلیوں کو پیشانی پر لاتے دلشاد کو ڈمپل کی نمائش کرتے سلام کیا تھا جبکہ دلکش اور آیت کو ڈیول نے اپنے برابر میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور سرگوشیوں بڑھنے لگی تھیں لیکن یہ سرگوشیاں جلد ہی دم توڑ گئی جب جسٹس صاحب کی آمد ہوئی جسٹس افتخار چوہدری اپنی انصاف کی نشست کی طرف مغرورانہ چال چلتے ہوئے آرہے تھے ان کی آمد پر سب احتراماً کھڑے ہوئے اور پھر ان کے نشست سنبھالتے ہی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے ۔

جسٹس صاحب نے اپنی قلم اٹھاتے ایک تحریر لکھتے وکلا کو کاروائی شروع کرنے کا اشارہ دیا جسے سب سے پہلے جمال حفیظ کے وکیل صداقت نے شروع کیا۔

"معزز جج صاحب اور اس کمرہ عدالت میں موجود ہر فرد آج دلشاد وہاب خانزادہ کے جرموں اور ان جرموں کے انصاف کے لیے یہاں موجود ہے تو کچھ لوگ دلشاد وہاب خانزادہ کی پردہ پوشی کے لیے" وکیل نے کہنا شروع کیا تو دلشاد کے لیے ایسے ذلالت کے الفاظ پر نوریز نے مٹھیاں بھینچی لیکن ڈیول اور دلشاد پر سکون ہوتے ہوئے مسکرا رہے تھے جبکہ باقی سب ضبط سے صبر سے وہاں بیٹھے تھے ڈیول کی مسکراہٹ جمال حفیظ کو بہت کھٹک رہی تھی جبکہ جاوید رؤف نے انھیں اطمینان رکھنے کی تسلی دی وکیل نے کہتے حبیب سوری کی طرف دیکھا جو کہ دلشاد کا وکیل تھا کہ اپنے کلائنٹ کی تزلیل پر کچھ بولے لیکن وہ خاموش تھا اور پوری توجہ سے جسٹس صاحب کی طرف متوجہ تھا جنھوں نے صداقت کی خاموشی پر اسے آگے بولنے کا اشارہ کیا تو صداقت نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔

"جج صاحب دلشاد وہاب خانزادہ پر بزنس میں پارٹنر کے ساتھ گھپن، غیر قانونی سکیورٹی سسٹم بنانے، سی بی آئی میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے غیر قانونی کام کرنے، ہاسپٹل کے نام پر ہیومن ار گینز کا نامناسب غیر قانونی تبادلہ اور تو اور دلکش فاطمہ کے ریپ اور مڈر کا اندیشہ، اور اپنی بیوی عنایہ جمال حفیظ کے ساتھ زور زبردستی کرنے، ان پر تشدد کرنے اور زبردستی اس رشتہ کی قید میں رکھنے کے چارجز ہیں۔۔ اگر میرے کلائنٹ جمال حفیظ اور جاوید رؤف بر وقت دلشاد کے جرموں کی معلومات نکالتے ہوئے ان پر کیس نا کرتے تو پتا نہیں وہ شخص ہمارے پاک ملک کو اور کس کس طرح دھوکا دیتا" صداقت بول رہا تھا صحافی اپنی قلم چلا رہے تھے جبکہ پاکستان کا انصاف پسند وکیل حبیب سوری خاموشی سے ساری باتیں سن رہا تھا۔

"جج صاحب یہ الزامات نہیں حقیقت ہے اور ان تمام الزامات کو حقیقت ثابت

کرنے کے لیے میرے پاس بے تحاشہ ثبوت ہیں آپ کی اجازت سے میں پیش کرنا چاہوں گا" صداقت نے کہا تو جج صاحب نے ثبوت پیش کرنے کا اشارہ دیا جس پر صداقت نے ثبوت دینا شروع کرے جس میں سب سے پہلا ثبوت خانزادہ امپائر کے فراڈ ہونے کا تھا وہ ایک چارٹ شیٹ فائیل تھی جس میں جمال حفیظ کے ساتھ فراڈ کے باحیثیت اصلی لیکن نکلی دستاویز تھے اور جو آگے تمام ثبوت پیش کیے گئے وہ بھی سکیورٹی سسٹم کے کچھ بیانات تھے جنھیں فائنل اور دلشاد کے دشمنوں سے ہاتھ ملاتے ہوئے جمال حفیظ اور جاوید رؤف نے بنوایا تھا لیکن ان سیکیورٹی فائلز کو جج صاحب نے دیکھتے ہی مسترد کر دیا کیونکہ وہاں سی بی آئی کی بات ہو رہی تھی اور وہ کوئی عام سسٹم تو نہیں تھا اور ان کے پاس دلشاد کا سی بی آئی کو دھوکا دینا کا کوئی پائیدار ثبوت اور الزام نہیں تھا لیکن باقی تمام ثبوت قابل غور سمجھے گئے اور کچھ گواہ بھی پیش ہوئے جنھوں نے جمال حفیظ اور جاوید رؤف کی دھمکیوں پر دلشاد کے خلاف بیان دیا تھا اور دلکش کے معاملے میں مسٹر اینڈ مسز ہاشم کے پڑوسیوں کو پیش لیا گیا جنہوں نے دلشاد کے خلاف مسز ہاشم کے مرڈر (جو کہ چوروں نے کیا تھا بظاہر) والے دن ریپ کرنے اور اسے اپنے ساتھ وہاں سے لے جانے کی گواہی دی

گواہوں کی موجودگی میں یہ کیس دلشاد کے خلاف سی بی آئی کا ہتھکنڈا ناچلتے ہوئے بھی اتنا مضبوط ہو چکا تھا کہ دلشاد کو پہلی ہی پیشی میں عمر قید کی سزا سنائی جا سکتی تھی دلکش کے مرڈر پر جمال حفیظ اور جاوید رؤف کو اس لیے اتنا یقین تھا اور زور دیا کیونکہ کل ڈیول کی کاروں پر حملہ ڈیول اور دلکش کی موت کے لیے کروایا تھا ان کے دشمنوں نے جس میں موت داہم کی ہوئی اور اس پر بھی وہ لوگ خوش تھے تو کیا ڈیول کو نہیں مار پائے جو دلشاد وہاب خانزادہ کے لیے زمین آسمان ایک کر رہا تھا اور دلکش اس کو تو ان لوگوں نے رات کو ہی ہاسپٹل سے غائب کرتے ہی اپنے آدمیوں سے کہتے مارتے ہوئے زندہ دفنا دیا تھا اور ہیکنگ کرتے ہوئے ہاسپٹل کے تمام ریکارڈ مٹا چکے تھے یہ سب رات کے اس پہر ہوا جب ڈیول دلشاد کے پاس جیل میں گیا تھا اور وہ لوگ ڈیول کی ہر حرکت پر نظر رکھ رہے تھے اور عنایہ کے حوالے سے تمام الزامات بھی فائنل کی ہی صورت میں پیش کیے گئے دلشاد کے خلاف تمام ثبوت پیش کیے جا چکے تھے۔

"معزز جج صاحب میرے دوست وکیل کے پاس شاید نا کوئی گواہ ہے نا کوئی ثبوت تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ کورٹ کا قیمتی وقت ضائع نا کرتے ہوئے فیصلہ سنا دیا جائے۔۔دیسٹ آل یور آنر" صداقت سر کو خم کرتے پر سکون ہوتے ہوئے اپنی نشست سنبھال چکے تھے جبکہ جمال حفیظ اور جاوید رؤف دلشاد اور ڈیول کو دیکھتے ہوئے تمسخر سے مسکرا رہے تھے اپنی ادھوری جیت کی خوشی میں۔

"اپوزیشن کچھ کہنا چاہتی ہے تو کہیے۔۔۔" جج صاحب نے حبیب سوری کو دیکھتے ہوئے کہا جو مسکراتے ہوئے سر کو خم کرتے اپنا کوٹ سیدھا کرتے اٹھے تھے جسٹس افتخار چوہدری حبیب سوری کو اچھے سے جانتے تھے حبیب سوری نے کئی کیس ان کی موجودگی میں لڑے تھے اور انصاف پسند ہوتے ہوئے جیتے بھی تھے حبیب سوری وکالت کی دنیا میں ایک جگمگاتا نام تھا حبیب سوری آج پانچ سال بعد دلشاد کے کیس کے لیے وہاب صاحب سے کنٹیکٹ کرتے خود سامنے آئے تھے ڈیول ان کو دیکھ کر بے تحاشہ خوش تھا کیونکہ حبیب سوری ڈیول کے گرویدہ تھے آج سے

سات سال پہلے ڈیول کنگ نے حبیب سوری کی نا صرف جان بچائی تھی بلکہ ان کے اپوزیشن سے امریکہ میں رہتی ان کی بیٹی کی عزت بھی جس کے بدلے میں حبیب سوری نے ڈیول کنگ سے وعدہ کیا تھا میں ایک دن یہ احسان تمہارا ضرور اتاروں گا ڈیول کنگ۔ حبیب سوری کو پیغام پہنچانے والا بھی ڈیول کنگ تھا اس سے پہلے دلشاد اکیس کوئی اور وکیل لڑنے والا تھا لیکن حبیب سوری کے خود سامنے آنے پر یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ ان پر کسی کو فوقیت دی جائے حبیب سوری کی وکالت کا اسٹائل تھا کہ جب اپوزیشن وکیل سب رائے اور ثبوت پیش کرتے ہوئے اپنی بات اور الزامات مکمل کرتے حبیب سوری اس وقت اپوزیشن کو منہ کے بل گراتے تھے۔

"یور آنر۔۔میرے معزز دوست وکیل کے تمام الزامات اور ثبوت مکمل ہو چکے ہیں تو اب میں پہلے ان تمام الزامات اور ثبوتوں کا جواب دینا چاہوں گا" حبیب سوری نے کہتے ہی جسٹس صاحب کی اجازت طلب کی جنھوں نے انھیں اجازت دی۔

"میں آخر سے شروع کرتا ہویور آنر۔۔میں بقول اپنے معزز دوست کے عنایہ جمال حفیظ کو میرے کلائنٹ دلشاد وہاب خانزادہ پر لگائے ان کے الزامات پر کٹھرے میں بلوانے کی اجازت چاہتا ہوں" حبیب سوری کے کہتے ہی عنایہ کو کٹھرے میں آنے کا حکم دیا گیا جس پر جمال حفیظ نے مسکراتے ہوئے اپنی کے شانے پر ہاتھ رکھتے اسے جانے کا کہا جبکہ عنایہ نے اپنے باپ کو پلٹ کر سرد مہری سے دیکھتے کٹھرے کی سمت قدم بڑھائے۔

"عنایہ جمال حفیظ یہی نام ہے آپ کا" حبیبِ سوری نے عنایہ کو دیکھتے پوچھا جس پر عنایہ مسکرائی۔

"میرا نام عنایہ دلشاد خانزادہ ہے" عنایہ نے ہمت سے جواب دیتے جمال حفیظ کی آنکھوں میں بے یقینی کو جنم دیا جبکہ ڈیول اور دلشاد عنایہ کے تعارف پر مبہم سے مسکرائے جبکہ حبیب سوری نے ایک جتاتی نظر صداقت پر ڈالتے دوبارہ سیدھا ہوا

اور عنایہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کے حوالے سے جو یہ الزامات پیش کیے گئے ہیں یہ درست ہیں؟؟" جیب سوری نے عنایہ سے کہا۔

"میں نے اپنے شوہر دلشاد وہاب خانزادہ پر نا کوئی الزام لگایا ہے نا کبھی لگانا چاہو لی۔۔ میرے شوہر مجھے بہت عزت اور مان دیتے ہیں اور یہ جن الزامات کی آپ بات کر رہیں ہیں یہ میں نے نہیں میرے والد نے میرے شوہر سے دشمنی کے طور پر لگائیں ہیں اور میں خاموش صرف اس بنا پر رہی کیونکہ مجھے میرے باپ سے اپنی ہونے والی اولاد کی جان کا خطرہ تھا" عنایہ نے جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے سر پر جیسے دھماکا کیا۔ عنایہ ہمت سے اپنے ایک ایک لفظ کہ چکی تھی جس پر جیبب سوری نے عنایہ کو جانے کا کہتے ایک یو ایس بی پلے کرنے کا کہا عنایہ جمال حفیظ کے بجائے زریش بیگم کے قریب آئیں جنھوں نے محبت سے اپنے پاس بٹھاتے اسکا

ماتھا چوما۔ وہ یو ایس بی پلے ہوئی اس میں جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے دلشاد کے خلاف پلین بناتے ہوئے اور ویڈیو تھی جو عنایہ نے اپنی عقل مندی کا ثبوت اور اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے بنائی تھی جمال حفیظ کو اب تک یقین نہیں ہوا کہ یہ ان کی بیٹی تھی جبکہ جاوید رؤف عنایہ کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا جس کو دیکھتے دلشاد نے اپنی مٹھیاں ضبط سے بھینچی تو ڈیول نے بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں دلشاد کو کام ڈاؤن رہنے کا اشارہ دیا۔

"اب میں جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے بزنس پارٹنر اور فائیننس مینیجر کو کٹھرے میں بلانے کی اجازت چاہتا ہوں" حبیب سوری نے دلشاد پر لگے ایک اور الزام کی طرف قدم بڑھایا تو جمال حفیظ کے ایک مشہور بزنس پارٹنر نے اور فائیننس مینیجر نے بھی جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے خلاف گواہی دیتے بزنس کے گھپن کے الزامات کو غلط ثابت کیا تو دوسری طرف حبیب سوری نے ثبوت پیش کرتے ان الزامات سے دلشاد کی بری ہونے کی مہر لگوائی جبکہ جمال حفیظ اور جاوید رؤف ان

کے بیان پر ہڑبڑا گئے انھیں یہ علم نہیں تھا کہ ڈیول ان کے وار کو ان پر ہی آزماتے ہوئے انھیں منہ کے بل گرائے گا ڈیول ان دونوں کی زرد پڑتی رنگت کو دیکھتے جتاتی نظر سے جتا گیا کہ وہ نام کا ہی ڈیول کنگ نہیں ہے وہ اپنے رشتوں کے لیے نرم اور دشمنوں کے لیے جلتا لاوا ہے جبکہ صداقت تو اپنے کلائنٹس کو دیکھتے ہوئے ہی اس کیس کا پاسا پلٹنے پر خود جز بز بیٹھا تھا۔

"اب میں خانزادہ سیکیورٹی سسٹم کے ہیڈ اور سی بی آئی ہیڈ کو یہاں بلانا چاہو گا یور آنر" جمال حفیظ اور جاوید رؤف ابھی دوسرے وار سے نہیں سنبھلے تھے کہ جب حبیب سوری نے ایک اور نشانہ باندھا جس پر جج صاحب کی اجازت ملتے ہی باری باری سی بی ہیڈ نے خود دلشاد کے لیے وہاں آتے نا صرف دلشاد کے فیور میں بیان دیا تھا بلکہ دلشاد کی ادارے سے وفاداری کا بھی ذکر کیا تھا تو خانزادہ سیکیورٹی ہیڈ نے اپنے لیڈر کے حق میں بیان دیتے جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے ان کے سسٹم پر اور خاص لوگوں پر حملوں کے بارے میں بتایا تھا تو حبیب سوری نے ان کی گواہی کو

سچ ثابت کرتے ثبوت پیش کیے جمال حفیظ اور جاوید رؤف اس بازی کے اس طرح پلٹنے اور واقعی ڈیول کنگ سے بگاڑنے پر افسوس میں تھے کیونکہ دلشاد کے ساتھ اگر ڈیول نہیں کھڑا ہوتا تو وہ یہ جانتے تھے کہ دلشاد پر جتنے الزامات اور ایموشنلی طور پر گھر والوں پر حملے کر کے وہ اس سیچویشن کو دلشاد کے حق میں اتنا کمزور کر چکے تھے کہ دلشاد اس سے باآسانی نہیں نکل سکتا تھا جبکہ ڈیول وہ اپنے نام ایک تھا بربادی میں تباہی شامل کر کے دشمنوں کو منہ کے بل گرانے کا ماہر اور یہ سچ تھا یہ سب کچھ ڈیول نے کیا تھا اور ڈیول کی شہہ اور مات پر دلشاد وہاب خانزادہ ہی نہیں حبیب سوری بھی کھلے دل سے متاثر تھے اب حبیب سوری اپنے اگلے قدم کی طرف بڑھنے کے ارادہ رکھتے تھے۔

"یور آنر اب تک جتنے بھی میں نے گواہ اور ثبوت پیش کیے ہیں ان میں سے اگر میرے معزز دوست وکلا کو کوئی اختلاف رائے ہے تو وہ پیش کر سکتے ہیں کیونکہ اب میں آخری دو اور نہایت ہی گھنونے الزامات کی طرف قدم بڑھاؤں گا" حبیب سوری

نے جسٹس افتخار چوہدری سے کہا تو انھوں نے صداقت کی طرف اشارہ کیا جو جز بز سا حبیب سوری اور جج صاحب کو دیکھ کر نفی کر گیا بیچارہ ثابت ہی کیا کرتا جمال حفیظ اور جاوید رؤف نے کراچی کے بیسٹ لائر صداقت مرزا کو چنا تھا اور صرف الزامات لگانے اور ان کے ثابت کرنے کا کھیل رچا تھا جبکہ ڈیول کنگ نے ان سے چھ قدم آگے سوچتے نا صرف ان الزامات کو غلط ثابت کرنے کی ٹھانی تھی بلکہ ڈیول کنگ جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے ماضی کے گناہوں کی سزا کی بھی مکمل تیاری کر چکا تھا دوسری طرف جمال حفیظ اور جاوید رؤف ہشاش بشاش بیٹھے اپنی تباہی کے انتظار میں تھے۔

"یور آنر میری اگلی گواہ دلکش فاطمہ ہے جن کے ریپ اور میرے معزز دوست کے مطابق مڈر کے چارجز میرے کلائنٹ دلشاد وہاب خانزادہ پر لگائے گئیں ہیں میں انھیں کٹھرے میں لانے کی اجازت چاہتا ہوں" حبیب سوری کے کہتے ہی جج صاحب کی اجازت سے دلکش کو کٹھرے میں بلایا گیا دلکش اور دلشاد اب آمنے سامنے تھے دلشاد

نے نظریں اٹھا کر دلکش کو دیکھا اور جیسے اس کی پوری دنیا تھم گئی کرسٹل گرے آنکھوں میں محبت کی چمک اور نمی لیے وہ دلشاد کو ہی دیکھ رہی تھی کیا کچھ نہیں تھا اس وقت ان دونوں کے اندر غم ،درد، جدائی، لاحاصل محبت کی خراشیں، حجر کا تکلیف دہ وقت وہ یک ٹک ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور ان دونوں کیا آنکھوں میں محبت کو عنایہ اپنی آنکھوں میں محبت اور تباہی کے ملے جلے نم تاثرات کو لیے لیکن پھر جیب سوری کی آواز نے ان تینوں وجودوں کو ہوش کی دنیا میں لوٹایا۔

"دلکش فاطمہ آپ ہیں کون ؟؟ اور آپ کے مڈر جو کہ ناممکن ہے کیونکہ آپ ہمارے سامنے زندہ سلامت اللہ کے فضل سے کھڑی ہیں تو اس الزام سے تو دلشاد وہاب خانزادہ بری الزمہ ہیں لیکن آپ کے ریپ کے چارجز اب بھی ہیں آپ کی گواہی سب سے ضروری ہے آپ ہمیں بتائیں کیا یہ سچ ہے ؟؟" جیب سوری نے کہا تو دلکش کی آواز کمرہ عدالت میں گونجی۔

"میرا نام دلکش فاطمہ ہے میں آج سے ساڑھے چھ سال پہلے امریکہ میں رہتی تھی اپنے مومی ڈیڈی (مسٹر اینڈ مسز ہاشم) کے ساتھ وہ میرے رئیل پیرنٹس نہیں تھے" دلکش نے اکھڑتی ہوئی لمبی سانسوں میں بات مکمل کی عرصہ دراز سے ساکت رہنے کی وجہ سے اسکا وکل لینتھ کمزور ہو چکا تھا جس کا اثر اس کے بولنے پر نمایاں ہو رہا تھا۔

"آپ اپنے خونی رشتوں کے بارے میں جانتی ہیں اپنے رئیل پیرنٹس کے بارے میں "جبیب سوری نے دلکش کے وقفہ لینے پر ایک اور سوال کیا۔

"میرے خونی رشتے بلکل۔۔میں جمال حفیظ کی ناجائز بیٹی ہو میری ماں کا نام بیریسٹر الماس قیوم ہے" دلکش نے جمال حفیظ پر نفرت سے نگاہ ڈالتے ہوئے بتایا یہ سن کر سب سے پہلا جھٹکا جج صاحب کو لگا یہ نام یہ نام پاکستان کی تاریخ میں کوئی کیسے بھول سکتا تھا بیریسٹر الماس قیوم انصاف کی دنیا کا جگمگاتا نام تھی تیس سال پہلے اور تیس سال پہلے وہ ایک کیس لڑ رہی تھی ہیومن ار گینز اور لڑکیوں کی باہر ممالک فروخت

کا وہ کیس انھوں نے خود اوپن کروایا تھا پاکستان ہائی کورڈ میں جس کے چلتے ہی وہ اچانک غائب ہوگئی تھیں اور ان کے ہمدردوں اور خیر خواہوں نے ملک میں سخت قسم کا احتجاج کیا تھا تو کیونکہ وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھیں اور ان کے والدین کی وفات ہوچکی تھی لیکن وہ غریبوں محتاجوں کو اپنی دریا دلی سے مقروض کر گئی تھیں وہ ایک نڈر انصاف پسند پاکستانی تھیں دوسری طرف جمال حفیظ اور جاوید رؤف بے یقین ہوئے ان کے پیروں سے جیسے زمین کھسک گئی ہو انھوں نے تو دلکش کو الماس کے ساتھ ہمیشہ اس لیے رکھا تھا کہ وہ کبھی اسے اپنا اور اس کے باپ کا نام نہیں بتائے گی لیکن جمال حفیظ کا نام دلکش آج سے ساڑھے چھ سال پہلے ہی جان چکی تھی لیکن اپنی ماں کا نام وہ کیسے جان سکتی تھی اس کہانی کے ہر ثبوت کو جمال حفیظ اور جاوید رؤف ختم کر چکے تھے اور الماس خود فرار تھی کیا الماس زندہ تھی ؟؟ کیونکہ وہی ہو سکتی ہے جو دلکش کو اپنا نام بتائے جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے پسینے چھوٹنے لگے تھے اور ڈیول نے انھیں دیکھا جمال حفیظ کی نظر ڈیول پر گئی ڈیول نے پھر اپنا مخصوص سائن دیا جمال حفیظ اور جاوید رؤف کی آنکھیں پھیل گئی ڈیول کنگ ناصرف دلشاد کو آزاد کروا رہا تھا بلکہ ڈیول کنگ سے

الجھنے کے لیے ان کے لیے قبر کھود چکا تھا۔

"بیریسٹر الماس قیوم ؟؟" جہاں جج صاحب شاکٹ تھے وہی جیبب سوری دلشاد یہاں تک کے وہاب صاحب اور کاشان صاحب بھی یہ ان کے زمانے کا ایک تباہ کن کیس تھا وہ سب اس نام کو جانتے تھے جیبب سوری نے نا سمجھی سے دلکش کو دیکھا یہ ان کے کیس کا حصّہ نہیں تھا لیکن یہ پاکستان کے انصاف کا تقاضا تھا کہ وہ جانے کہ ان کے ساتھ ہوا کیا تھا۔

"جی میں بیریسٹر الماس قیوم کی بیٹی ہو جو جمال حفیظ کے ان کے ساتھ زیادتی کے نتیجے میں اس دنیا میں آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

دلکش نے کہتے ہی الماس کے اسے وہاں سے بھگانے اور مسٹر اینڈ مسز ہاشم کے ساتھ پانے سے لے کر دلشاد سے ملاقات اور پھر جمال حفیظ کے اسے پہچاننے اور

مارنے کی کوشش سے لے کر جمال حفیظ کے بھتیجے زین کمال کے بچانے کی ہر تفصیل بیان کی اور اس الزامات کو بھی غلط کہا کہ نا تو اس کا کبھی ریپ ہوا تھا اور نا ہی دلشاد نے اسے مارنے کی کوشش کی تھی صحافی اور جج صاحب ہر بات پر غور کرتے اپنی قلم چلا رہے تھے۔

"آپ کی تمام بیان کو مدعی نظر رکھتے ہوئے میں جج صاحب سے جمال حفیظ کے خلاف اپیل کرتا ہو کہ بیرسٹر الماس قیوم کا کیس اوپن کیا جائے اور اس بارے میں مکمل تحقیق کی جائے لیکن میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا بیرسٹر الماس قیوم زندہ ہے" حبیب سوری نے جج صاحب سے اپیل کرتے ہوئے کہا جس پر جج صاحب نے فوراً رضامندی ظاہر کرتے ایک پرچہ انصاف ڈی آئی جی اور سی بی آئی ہیڈ کے حوالے کرتے ہوئے عدالت کی کاروائی کو مزید آگے بڑھانے کا حکم دیا۔

حبیب سوری کی بات پر دلکش نے نفی میں سر ہلایا جمال حفیظ اور جاوید رؤف حد درجہ

پریشان ہوئے تو پھر کون ہے جو بیریسٹر الماس قیوم کے بارے میں اتنی معلومات رکھتا ہے کیونکہ وہ ڈیول کے ہاتھ نہیں لگ سکتے تھے ڈیول الماس قیوم کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا وہ سارے ثبوت مٹا چکے تھے اور اتنی صفائی سے ڈیول کو بھی اس بارے میں پہلے علم نہیں تھا ان دونوں کی سوچ پڑھتے ڈیول ڈمپل کی نمائش کرتا اپنے پاس بیٹھی آیت کو دیکھتے مسکرایا تھا جو نم آنکھوں سے دلکش کو دیکھ رہی تھی دلکش کو جیب سوری کی اجازت پر واپس اپنی نشست سنبھالی پڑی۔

"یور آنر آپ کے سامنے ہر چیز پیش کی جا چکی ہے گواہوں سے لے کر ثبوتوں تک میرے کلائنٹ پر لگے الزامات بے بنیاد ہیں بلکہ جمال حفیظ اور جاوید رؤف پر ہی جرم ثابت ہو رہیں ہیں اب میں آپ کے فیصلے کا منتظر ہو" جیب سوری نے کہا تو صداقت مرزا اپنی جگہ سے مسکراتا ہوا اٹھا یقیناً اسے کوئی پینترا مل گیا تھا اب کراچی کا مشہور وکیل چنے بیچ کر تو نہیں بنا تھا خیر جمال حفیظ اور جاوید رؤف نے صداقت کو ناسمجھی سے دیکھا۔

"یور آنر میرے معزز دوست یہ بھول گئے ہیں تو کوئی بات نہیں میں یاد دلا دیتا ہوں کہ ہم سب جانتے ہیں بیرسٹر الماس قیوم جس کیس پر کام کر رہی تھیں وہ ہیومن ار گینز کے غیر قانونی تبادلے کا بھی تھا اور جو کیس دلشاد وہاب خانزادہ پر لگایا گیا ہے وہ بھی ہیومن ار گینز کے غیر قانونی تبادلے کا ہے اور یہ کڑی ان دونوں کیس کے درمیان کومن ہے اور اب تک میرے کلائنٹ پر نا کوئی ایسا کیس لگا ہے بلکہ اس ملک کا زمہ دار شہری ہونے کے ناطے انہوں نے دلشاد کے خلاف یہ کیس دائر کروایا ہے اور ثبوت بھی ہے جو میں نے پیش کیے ہیں آپ کو تو صاف ظاہر ہوتا ہے ہر الزام سے بری الزماں صحیح لیکن دلشاد وہاب خانزادہ اس کیس سے نہیں بچ سکتے اور کیا پتا میرے کلائنٹ پر لگے یہ الماس قیوم کے حوالے سے الزام اس گینگ کی ہی چال ہے جس نے الماس قیوم کو انصاف کے حق سے روکنا چاہا اور کیا پتا اب دلشاد وہاب خانزادہ بھی اسی گینگ کا حصہ ہو" صداقت نے کہا تو جہاں وہاب صاحب ،دلشاد اور دلکش آیت ،عنایہ سب لوگ ہی بازی پلٹنے پر پریشان ہوئے وہی جمال حفیظ اور جاوید رؤف اپنے وکیل کو دیکھتے مسکرائے جس نے بروقت

پاسا پلٹا جبکہ اس پورے معاملے میں ڈیول اور جیب سوری اس قدر پر سکون تھے کہ جیسے وہ صداقت مرزا کے اس حملہ کے لیے پہلے سے تیار ہو جمال حفیظ اور جاوید رؤف نے اب ڈیول کو دیکھا تو جس پر ڈیول نے باقاعدہ ایک آنکھ ونگ کی جس پر جمال حفیظ اور جاوید رؤف نے غصّے سے اسے دیکھا تو دلشاد بھی اپنے سالے کی حرکت کو ناگواری سے دیکھتے بڑبڑایا "یہاں اتنا سیریس سیچویشن ہے اور یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا"۔ جبکہ صداقت کے بیٹھتے ہی حبیب رؤف کھڑے ہوئے۔

"یور آنر میرے معزز دوست نے جو بھی اپنے خدشات اور الزامات پیش کیے ہیں وہ سراسر بے بنیاد ہیں اور میرے معزز دوست نے تو بس الزام ہی لگائے ہیں کیس شروع ہونے سے لے کر اب تک خیر لیکن میں بات اور الزامات ثبوتوں اور گواہوں پر چلتے لگاتا ہوں یہ ایک بہت سنگین الزام ہے جسے پاکستان اپنے ساتھ غداری سمجھتا ہے اور اس کا ثابت ہونا میرے کلائنٹ کی زندگی برباد کر سکتا ہے

لیکن اس کے لیے میرے پاس ایک گواہ اور ثبوت ہے اور وہ گواہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے اس کہانی میں پہلے میں اپنے گواہ کو پیش کرنا چاہوں گا" حبیب صاحب جج کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے جبکہ دلشاد، زریش بیگم، جنت بیگم، آیت، دلکش، عنایہ، مہک اور عائشہ بھی بے چین ہوئے تو جمال حفیظ اور جاوید رؤف اطمینان میں تھے کیونکہ ان کے وکیل نے جو پلوٹ تیار کیا تھا اب دلشاد وہاب خانزادہ کسی بھی چھوٹی سی گواہی سے تو نہیں بچ سکتا تھا اور یہ کہانی اب ایک پلوٹ کے انتہائی سنگین حصے میں پھنس چکی تھی۔

لیکن حبیب سوری مسکراتے ہوئے جسٹس افتخار چوہدری کو دیکھ رہے تھے جنھوں نے انھیں مطلوبہ اجازت دی۔

"وہ کون ہے؟؟" آیت نے ڈیول کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر ڈمپل دیکھتے نا سمجھی سے پوچھا۔

"وہ جو اس کہانی کا plott changer ہے" ڈیول نے کہا تو دوسری طرف کورٹ کے باہر کسی کی آمد ہوئی۔

****

"سب رپورٹرز بے زار بیٹھے تھے جب اچانک ان کی نظر وہاں لینڈ کروزر سے اترتے شخص پر گئی یہ وہی شخص تھا جس کی موت کی خبر منظر عام پر پھیلی ہوئی تھی اور وہ شخص اس وقت ان کے سامنے تھا زندہ سلامت ایک دم تمام رپورٹرز حرکت میں آتے ہوئے اس شخص کے پیچھے بھاگے اور وہ کورٹ کی سیڑھیاں چڑھتا شخص اپنی منزل پر قدم رکھتا پلٹا اس شخص نے سب رپورٹرز کو دیکھتے ہوئے سر کو خم کرتے بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو پیشانی پر رکھتے سلام کیا اور پلٹ گیا جبکہ ہر طرف ایک ہی نام گونج رہا تھا"

"داہم وہاب خانزادہ"۔۔۔

"جس کو سب ایک معمولی کردار سمجھ رہے تھے وہ اس کہانی کا plott changer تھا

"داہم وہاب خانزادہ نام تو سنا ہی ہو گا 😉

داہم نے قدم آگے لیے کورٹ روم کی طرف جبکہ حبیب سوری اپنی جگہ پر کھڑے
مسکرا رہے تھے ان کی آواز پورے کورٹ روم میں گونج رہی تھی۔

"یور آنر میرے گواہ ہیں ڈاکٹر داہم وہاب خانزادہ" حبیب سوری نے نام ادا کیا تو وہی
داہم نے کورٹ میں قدم رکھا جہاں حبیب سوری کی بات پر دلشاد، عنایہ، زریش اور
جنت بیگم، نمل، آیت، عائشہ اور مہک کی آنکھیں کھولیں رہ گئیں حیرت سے
صدمے سے اور خوشی سے وہی جمال حفیظ اور جاوید رؤف کو لگا انھوں نے نام

غلط سنا ہے تو جج صاحب بھی حبیب سوری کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ڈاکٹر داہم وہاب خانزادہ ان کی رات کو ڈیتھ ہو چکی ہے" جج صاحب نے بھی حیرت سے پوچھا کیونکہ یہ کوئی عام خبر تو نہیں تھی تو حبیب سوری کھلے دل سے مسکرائے۔

"نو یور آنر داہم وہاب خانزادہ کی بس موت کی خبر پھیلائی گئی تھی کیونکہ دلشاد کو انصاف دلانے کے لیے ان کے بھائی، سالے صاحب اور دوست ثبوت اکٹھا کر رہے تھے اور دشمنوں کی نظروں میں اچکے تھے اور ان دشمنوں نے ان پر کل رات حملہ کروایا تھا جس کے چلتے داہم وہاب خانزادہ کی موت کو منظر عام پر پھیلانا پڑا اور وہ دشمن کوئی اور نہیں جمال حفیظ اور جاوید رؤف ہیں لیکن میں یہاں پہلے میرے معزز دوست کے تمام الزامات کو رد کرتے ہوئے پھر ان کے کیے کو دنیا کے سامنے لانا چاہوں گا" حبیب سوری نے کہا تو جج صاحب نے بھی داہم کو عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیا۔

کمرہ عدالت میں داہم نے قدم رکھتے جیسے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا داہم نے سب

سے پہلے ڈیول کو دیکھتے سر کو خم کیا تو اپنی ماں کو فلائنگ کس کے لیے ہونٹ واہ کیے

زریش بیگم ساکت سی اپنی جگہ سے اٹھنے لگی جب وہاب صاحب نے ان کے

جزبات سے لیس آنکھوں میں بیٹے کے وجود کی چمک دیکھتے انھیں روکا جبکہ دلشاد نے

داہم کو نم آنکھوں سے پھر ڈیول کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے داہم کو بھی جتا

دیا کہ بیٹا جو ناٹک کیا ہے تو نے تیرا اتیجا تو میں گھر جا کر کروں گا داہم کی نظر جیسے ہی

دلشاد پر گئی دلشاد کو دیکھتے داہم نے اکڑ سے اپنے باپ کی پہلی اولاد کے خوف سے خود

کو کمپوز کرتے ہوئے گردن اکڑا کر قدم آگے لیے اور دلشاد کو مکمل فراموش کر دیا

دلشاد کا تو صدمہ سے منہ ہی کھل گیا یہ اس کا بھائی تھا دلشاد کے منہ کو دیکھتے

ڈیول ،ہشام اور نوریز اور وہاب صاحب اور کاشان صاحب نے اپنی ہنسی چھپائی

داہم کی موت کی خبر پھیلانا ضروری تھا یہ حملہ ڈیول کو مارنے کے لیے کیا گیا تھا لیکن

داہم نے یہ ہی سب سے کہا کہ ناٹک مرنے کا وہ کرے گا اس کی صرف دو وجہیں

تھیں پہلی کیونکہ ہاسپٹل میں ارگینز کے تبادلے کے غیر قانونی کاموں کا ثبوت داہم

کے پاس تھا جو اسے ہر صورت میں کورٹ تک پہنچانا تھا اور دوسرا یہ کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کے گھر والے دوست اور اس کے باپ کی پہلی اولاد اور سب سے بڑھ کر اس کی ہونے والی بیگم اور دس سالہ بہت اس سے کتنا پیار کرتے ہیں خیر یہ پیار کے سمندر میں غوطے تو دلشاد اور ہالے داہم کو گھر جا کر ہی لگوائیں گے آفٹر آل اتنا بڑا سرپرائز دیا ہے داہم نے اب چھوٹا سا خیراج تو بنتا ہے داہم کے لیے ان کی طرف سے۔

داہم نے آگے قدم لیے تو جمال حفیظ اور جاوید رؤف کو خود کو دیکھتے پایا وہ داہم کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو انھوں نے جبکہ ان کی شکل دیکھتے داہم کو گد گدی ہوئی۔

"کیسا لگا پھر میرا چھوٹا سا مزاق میرے باپ کی پہلی اولاد کے ویلن سسرالیوں" داہم نے جمال حفیظ اور جاوید رؤف کو دیکھتے کہا اور ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے

لٹھرے کی طرف قدم لیے جبکہ داہم کی بات اور حرکت پر جمال حفیظ اور جاوید رؤف اپنی حیرت پر قابو پاتے ڈیول کے ایک وار سے اور جال میں پھنستے صبر کے گھونٹ پینے لگے۔

"سب سے پہلے آپ اپنا تعارف جس کی ضرورت تو نہیں لیکن پھر بھی دے دیں" حبیب سوری نے کہا تو داہم مسکرایا۔

"میرا نام ہے" داہم وہاب خانزادہ" عرف "چھوٹے خانزادہ "میں اس کہانی کا plott changer ہوں۔۔۔دشمنوں کی اینٹ سے اینٹ بجانے.... ہم آئے ہیں تمہیں منہ کے بل گرانے....." داہم نے کہا تو داہم کے تعارف اور آخر میں شیر پر حبیب سوری نے داہم کو گھور کر دیکھا تو جج صاحب بھی سخت نظروں سے داہم کو دیکھنے لگے جبکہ داہم کی بات اور شیر پر ڈیول نے جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے فق ہوتے چہرے دیکھتے کھانستے ہوئے اپنا قہقہہ ڈائیورٹ کیا تو دلشاد جہاں داہم کے شیر

پر مسکرایا وہی اس کے چھوٹے خانزادہ بولنے پر سخت بدمزہ ہوا اور اوپر سے ڈیول کا قہقہہ داہم اپنے باپ کی آخری اولاد بھی تو بول سکتا تھا لیکن نہیں اسے تو اس کے سڑے ہوئے سالے سے ناجائز محبت ہو گئی تھی کمینے کہیں کے۔

"ڈاکٹر داہم وہاب خانزادہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کس طرح ہیومن ارگینز کے غیر قانونی تبادلے جو کہ پاکستان سے امریکہ کی طرف کیا جاتا ہے اس میں گواہی کیا دینا چاہتے ہیں" حبیب سوری نے داہم کو کہا جو حبیب سوری کی گھوری کو نظر انداز کرتا اب ان کی بات پر متوجہ ہو۔

"میں نے امریکہ سے ڈاکٹر اور سرجن کی سندلی ہے میں نے امریکہ کے ہاسپٹل میں ہاؤس جاب کی ہے اور جس ہاسپٹل میں کی ہے وہ وہی ہاسپٹل ہے جس کے خلاف دلکش فاطمہ جی ثبوت اکھٹا کر رہیں تھیں لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں ہے اس ہاسپٹل میں اور بھی بہت سے غیر قانونی کام کیے جاتے ہیں میں ہر ایک ثبوت

آپ کو دے چکا ہوں اس ہاسپٹل کے ٹرسٹی جمال حفیظ اور جاوید رؤف ہیں وہاں کا اونر قاسم رؤف تھا جس کی کچھ عرصے پہلے ہی ڈیتھ ہو چکی ہے وہاں صرف ہیومن ار گینز کے تبادلے نہیں پاکستان سے لائے گئے لوگوں کے جسموں کے اندر ڈر گز چھپا کر مردہ حالت میں پاکستان میں تسکری کی جاتی ہے اور پاکستان کی لڑکیوں وہاں پر لے جا کر آرٹیفیشل پریگننسی کے لیے غیر قانونی طور پر یوز کی جاتی ہیں۔۔۔یہ سب میں کچھ عرصہ پہلے سے جانتا ہوں لیکن ثابت نہیں کر پایا اس لیے میں نے وہاں ایک ایک ثبوت اکھٹا کیا ہے لیکن جمال حفیظ ،جاوید رؤف اور قاسم رؤف کے بارے میں نہیں جانتا تھا کہ یہ لوگ اس ہاسپٹل کے اونر ہیں یہ تو مجھے دلکش فاطمہ سے ملنے کے بعد پتا چلا وہ بھی اسلام آباد میں اتفاق سے کیونکہ دلکش فاطمہ کی باڈی میں وہی انجیکشن کے اثرات پائے گئے تھے جو وہاں اس ہاسپٹل میں یوز ہوتا تھا میں دلکش فاطمہ جی کو خود اس حوالے سے ڈھونڈنا چاہتا تھا جب وہ اچانک میرے ہاسپٹل سے لے جائیں گئی چونکہ ان کی حفاظت زین کمال حفیظ کر رہے تھے لیکن ہم اس چیز سے بھی لا علم تھے۔۔ قسمت کا کھیل دیکھے جس لڑکی کو میرا بھائی انصاف دلانے کے لیے ڈھونڈ رہا تھا اس لڑکی کو میں بہت سے بے گناہوں کے ثبوت اور دشمنوں کو

جاننے کے لیے ڈھونڈ رہا تھا میرے اور میرے بھائی کے دشمن ایک ہی تھے" داہم نے کہا تو دلشاد اپنے سامنے اپنے بھائی کو دیکھنے لگا وہ واقعی اس کہانی کا معمولی نہیں اہم کردار تھا آج اس کہانی کے تمام رازوں سے پردہ اٹھ رہا تھا اور ایسے کہ جمال حفیظ اور جاوید رؤف چاروں کھانے چت ہونے والے تھے داہم کی بات مکمل ہوتے ہی حبیب سوری نے تمام ثبوت پیش کرتے ہوئے داہم کو واپس جانے کی اجازت دی کیونکہ تمام ثبوت داہم کے اتنے عرصے کی محنت کو کامیاب کر گئے تھے سارے ثبوت لیگل تھے اور اب وار جمال حفیظ اور جاوید رؤف پر ہونے والا تھا۔

"یور آنر یہ تو وہ تمام الزامات تھے جو کہ میرے بے گناہ کلائنٹ پر لگائے گئے تھے جن میں نا کوئی سچائی تھی نا ہی حقیقت ۔۔۔ اب چلتے ہے جاوید رؤف اور جمال حفیظ کے کالے کارناموں کی طرف" حبیب سوری نے جسٹس افتخار چودھری سے اجازت لیتے ہوئے کہا تو انھوں نے اجازت دیتے ہوئے حبیب سوری کی طرف

متوجہ ہوئے۔

"یور آنر میں ایک اور گواہ کو کٹھرے میں بلانے کی اجازت چاہتا ہوں جو کہ جمال حفیظ کے خلاف کچھ کہنا چاہتی ہیں" جبیب سوری نے کہا تو سب ہی جبیب سوری اور جج صاحب کو دیکھنے لگے جنھوں نے انھیں اجازت دے دی تھی ان کی اجازت ملتے ہی جبیب سوری کے منہ سے ایک نام ادا ہوا وہ نام جوڈیول کے برابر سے اٹھتے کٹھرے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا سب ہی پریشانی سے اس کردار کو دیکھ رہے تھے جب وہ کٹھرے میں اپنی جگہ لے گیا۔

"آپ کا نام اور تعارف" جبیب سوری نے اس کردار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام آیت زین کمال ہے۔۔میں رمضان صدیقی کی بیٹی ہوں لیکن میری ایک اور بھی پہچان ہے۔۔میری ماں کا نام بیریسٹر الماس قیوم ہے" وہ نام وہ کردار کوئی

اور نہیں بلکہ آیت تھی جہاں آیت کو دیکھ کر سب پریشان تھے وہی آیت کے منہ سے یہ نیا اعتراف دلشاد، وہاب اور کاشان صاحب ، نوریز، نمل ، مہک ، ہشام ، عائشہ ، زریش اور جنت بیگم ، عنایہ کے لیے ہی نہیں جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے لیے شاکنگ تھا جبکہ ڈیول ، دلکش اور داہم پر سکون بیٹھے آیت کو دیکھ رہے تھے۔

"جی میں بیریسٹر الماس قیوم کی بیٹی ہوں ۔۔ میرا باپ رمضان صدیقی جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے ساتھ پارٹنر تھا میرا باپ بھی ان کے کالے کارناموں میں ملوس تھا لیکن میرے باپ نے اتنی شیطانیت کے باوجود ایک نیکی کی تھی اور وہ تھی میری ماں بیریسٹر الماس قیوم میرا باپ میری ماں سے کالج کے زمانے سے محبت کرتا تھا لیکن کبھی اظہار نہیں کرپایا اور یہ محبت کالج میں ہی دم توڑ گئی آہستہ آہستہ دن گزرتے گئے اور میری ماں نے انصاف کی دنیا میں قدم رکھا اور جیسے کے سب جان چکے ہیں کہ پھر جمال حفیظ نے میری ماں کو قید کیا ان کے ساتھ زیادتی۔۔۔ میرے باپ کو اس حوالے سے کچھ نہیں معلوم تھا ان کی بھی شادی ہوگئی لیکن

جب ایک دن امریکہ میں میری ماں کو جمال حفیظ کی قید میں دیکھا تو سارا معاملہ سمجھتے ہوئے میرے باپ کے ہاتھوں اللہ نے ایک نیکی کروائی جمال حفیظ میرے باپ سے زیادہ طاقتور تھا اس لیے میرے باپ نے اس سے تو نہیں الجھ سکا لیکن وہ میری ماں کو وہاں سے فرار کروا کر اپنے ساتھ پاکستان لے آیا دلکش فاطمہ کو تو میری ماں میرے باپ کے ملنے سے پہلے ہی فرار کر چکی تھیں اس قید سے ۔۔ میرے باپ نے ہزاروں گناہ کیے لیکن ایک نیکی کی جس نیکی کی وجہ سے میں اپنے باپ کی موت پر بے تحاشہ روئی تھی میرے باپ کی نیکی تھی ایک شخص کی زیادتی اور بدنام کردہ عورت سے میرے باپ نے نکاح کیا تھا میری ماں سے دیوانہ وار محبت کی تھی لیکن یہ میری بدقسمتی تھی کہ میرے اس دنیا میں آتے ہی میری ماں کا انتقال ہو گیا مجھے میرے باپ سے ہمیشہ شکایت تھی کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا تھا شاید کبھی کی بھی نا ہو ۔۔۔ میری ماں نے ایک ڈائری لکھی تھی اور وہ ڈائری میں نے کبھی اپنے باپ کی زندگی میں کچھ پنوں سے آگے نہیں پڑھی تھی لیکن میرے باپ کی موت کے بعد مجھے احساس ہوا کہ مجھے پوری سچائی جاننی چاہیے میں نے اس لیے اس ڈائری کو حاصل کیا جس میں میری مدد میرے شوہر زین کمال حفیظ نے کی تھی اس

بات سے انجان کہ یہ ڈائری انھی کے خونی رشتوں کی درندگی کا ثبوت ہے۔۔۔۔۔۔

میں اب بس اتنا چاہتی ہوں میری ماں کا یقین تھا کہ اس کہانی کو ختم دلکش فاطمہ ہی کرے گی اور دیکھے یہ کہانی دلکش فاطمہ کے ملتے ہی ختم ہونے جا رہی ہے ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا اور معصوموں کو انصاف کی صورت میں۔۔ہم سب کا گنہگار شخص صرف ایک ہے جمال حفیظ اور اس کا ساتھی جاوید رؤف" آیت نے کہا تو وہ ڈائری جج صاحب کے سامنے پیش کی گئی جسے انھوں نے رائیٹنگ ٹیسٹ کے لیے پریفر کیا جمال حفیظ اور جاوید رؤف اتنی بڑی بات سے انجان تھے کہ الماس قیوم کو نکالنے والا صدیقی تھا اور یہ قسمت کا کھیل تھا کہ اس کہانی کا ہر کردار دلکش فاطمہ سے جڑا تھا حبیب سوری نے آیت کو واپس بھیجتے ہوئے ایک نظر اپنے مخالف وکیل پر ڈالی جو خفیف سے بیٹھے تھے اور پھر ایک اور وار کی طرف قدم بڑھایا جو کہ تھا ایک ویڈیو جس میں جمال حفیظ درندگی سے راحیل ملک کو مار رہا تھا اس ویڈیو کے پلے ہوتے ہی کمرہ عدالت میں موت کا سناٹا چھا گیا ویڈیو کے منظر میں جمال حفیظ کے ساتھ جاوید رؤف کا بھی چہرہ تھا اور یہ بھی ڈیول کے پلان کا حصہ بلا آخر ڈیول نے اپنے دشمنوں کو منہ کے بل گرا دیا تھا جبکہ اب حبیب سوری نے مسز ملک، مسز

صدیقی، تنا وش اور سلطان ملک کو کمرہ عدالت میں باری باری پیش کیا جن کو لانے والے ماہر اور جیک تھے اور ان لوگوں کو یہ بات اچھے سے سمجھ آگئی تھی کہ ڈیول کی سفاکیت سے بھرے ٹارچر برداشت کرنے سے اچھا یا تو جیل میں سکون سے تا عمر گزاریں یا پھر ایک ہی بار میں روز مرنے سے اچھا رسی سے جھول جائیں اس لیے انھوں نے باری باری اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے جمال حفیظ اور جاوید رؤف کے کالے کارناموں کا بھی اعتراف کیا جس کی وجہ سے اب پولیس تحویل میں انھیں لے لیا گیا تھا کمرہ عدالت میں یک دم خاموشی چھا گئی جبکہ اب سب جج صاحب کے فیصلے کے منتظر تھے جبکہ جاوید رؤف اپنے ہاتھ سے سب جاتا دیکھ کر وہی اپنی جگہ پر کھڑا چیخا۔

"ہمارے تو سارے کارنامے بتا دیں ہیں لیکن اس کا بھی بتاؤ جسے تم لوگ زین کمال حفیظ کہ رہے ہو وہ ہے کیا وہ کس قدر سفاک ہے اس نے میرے بھائی کو مارا یہ درندہ صفت انسان اپنے تمام روعب سے ان شریفوں کے بیچ بیٹھا ہے" جاوید رؤف کو

جہاں جج صاحب نے سخت نظروں سے دیکھا اور وارنگ دی تو ڈی آئی جی نے جاوید رؤف کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اپنے کانسٹبل سے اسے ہتھکڑیاں پہنوائی جبکہ اب حبیب سوری بھی ناچاہتے ہوئے جاوید رؤف کی بدمزگی کو سمٹنے لگے تو جمال حفیظ بھی اب ڈیول کو تباہ دیکھنا چاہتے تھے تو مسکرادیں اور ڈیول پر لگے الزام سے لطف اندوز ہونے لگے حبیب سوری نے ڈیول کو کٹھرے میں بلانے کی اجازت چاہی تو جج صاحب نے بھی اجازت دی۔

"آپ کا نام ؟؟" حبیب سوری نے مسکراتے ہوئے ڈیول سے پوچھا جبکہ دلشاد طنزیہ مسکرا رہا تھا مطلب صاف تھا کہ کریمنل آج کٹھرے میں کھڑا ہو ہی گیا جبکہ ڈیول نے حبیب سوری کو دیکھتے بھرپور اپنے ڈمپل کی نمائش کرتے شرارت سے ایبروریز لی کہ بتانے کی ضرورت تو نہیں جس پر حبیب سوری نے بھی ناک سے مکھی اڑاتے ڈیول کو جتایا کہ اوہ پلیز وہ انٹرو یہاں نہیں چلے گا اور چلا تو تم بھی اپنے تایا کے ساتھ جیل میں جاؤ گے ڈیول نے بھی حبیب سوری کے اشارے اور انداز پر دل کھول کر

مسکراتے بامشکل اپنا قہقہہ روکا وہ ایک درندہ سفاکیت سے بھرپور انسان تھا لیکن غلط نہیں تھا نا کبھی غلط کرتا تھا وہ غلط رستے کو چننے والا بہترین شخص تھا جسے اللہ نے بہت سے نیک کاموں کے لیے چنا تھا اور جب سے ڈیول پاکستان آیا تھا اور آیت اس کی زندگی میں۔۔ وہ مسکرانے لگا تھا دل کھول کر رشتوں پر تو ہمیشہ سے جان وارنے کو تیار ہوا کرتا تھا لیکن اب زندگی میں ہر طرف خوشیاں تھیں سچے رشتے تھے لوگوں کی دعائیں تھیں اب اس کا مسکرانا بنتا تھا ایک جنگ جیتی تھی اس نے جس میں دونوں طرف اس کے اپنے تھے اور اس نے صحیح کو چنا۔ڈیول نے جیب سوری کو دیکھتے دلشاد کو دیکھا جو اسے طنزیہ دیکھ رہا تھا جس کا مطلب سمجھتے ڈیول نے بھی دلشاد کو اپنا کوٹ سیدھا کرتے اشارے سے جتایا کہ کریمنل تو میں ہی سہی لیکن دیکھوں مجرم کے کٹھرے میں میرا شریف بہنوئی کھڑا ہے جس پر دلشاد نے ضبط کرتے رخ دوسری طرف موڑا تو ڈیول بھی سیدھا ہوتا ہوا بولنے لگا۔

"میرا نام زین کمال حفیظ ہے۔۔میں ایک انتہائی شریف انسان ہوں" ڈیول نے

بس اتنا ہی کہا تھا کہ دلشاد، داہم ، وہاب اور کاشان صاحب ،ہشام ،جیک ،ماہر اور سب خواتین نے ایک دم گردن موڑ کر اسے دیکھا سب کے منہ کھولے ہوئے تھے جس کو ڈیول نے سرعت سے اگنور کرتے بس اپنی بیوی کو دیکھا تھا جو دونوں کانوں کو استغفر اللہ کے انداز میں چھو رہی تھی ڈیول نے بھی ہنسہ کرتے سر جھٹکا جبکہ حبیب سوری نے اپنا قہقہہ ضبط کرتے ڈیول کو آگے بولنے کی طرف اشارہ کیا جبکہ دلکش بھی سب کے ریکشن پر مسکرائی تھی ۔

"میں درندہ توبہ توبہ استغفر اللہ ۔۔۔ سفاکیت میں جج صاحب یہ سب کیسے کر سکتا ہوں میں تو خون دیکھتے ہی بے ہوش ہونے لگتا ہوں" ڈیول نے کہا تو دلشاد کی آنکھیں باہر آنے کو تھیں جبکہ سب لوگوں نے ڈیول کو ایسے دیکھا کہ یہ اتنا جھوٹ بول کر جہنم کی ٹکٹ کنفرم کروا رہا ہے۔

"میں تو بہت معصوم ہوں" اور یہاں دلشاد کی انتہا تھی دلشاد کو صدمے سے کھانسی کا

وہ دورہ پڑا کے پولیس آفیسر نے آگے بڑھتے دلشاد کو پانی پیش کیا پانی پیتے ہوئے دلشاد نے ڈیول کو دیکھا جو معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کندھے آچکا رہا تھا دلشاد کا بس نہیں چل رہا تھا کہ چینخ چینخ کر ڈیول کی معصومیت پر قصیدے سنائے۔

"ہاں آپ اپنی بات کنٹینیو کرے" حبیب سوری نے بھی قہقہہ ضبط کرتے کہا تو ڈیول نے فوراً سر اثبات میں ہلاتے فرمابرداری کا تابڑ توڑ وہ ثبوت دیا کہ حبیب سوری دل میں عش عش کر اٹھے۔

"جی تو جج صاحب جی میں تو شریف بندہ ہو مانا امیر ہو لیکن وہ میری حق حلال کی کمائی ہے امریکہ اور پاکستان میں بزنس سیٹ کیا ہے میں نے بہت خون پسینہ بہا کر" ڈیول بول رہا تھا اور داہم نے آیت کے کان میں سرگوشی کی سہی تو کہ رہیں ہیں زین بھائی خون پسینہ بہت بہایا ہے لیکن اپنا نہیں دوسروں کا جبکہ داہم کی بات پر آیت

نے اپنی ہنسی مشکل سے ضبط کرتے کہا کہ اور تمہارا خون اور پسینہ گھر جا کر ہا لے نکالے گی جس پر داہم بدمزہ ہوتا چھوٹے بچے کی طرح منہ بنا گیا۔

"مجھے پتا تھا میرے تایا اور ان کے پارٹنر مجھ پر میرے بہنوئی کا ساتھ دینے پر الزامات لگائیں گے تو میں نے پہلے ہی سارے ثبوت جما کروا دیے ہیں آپ دیکھ لیں میری شرافت کی تو دنیا قسمیں کھاتی ہے اور میں نے اپنی جان کی بازی لگا کر عدالت کے سامنے ثبوتوں کو پیش کیا ہے ان لوگوں کے جرموں کے خلاف" ڈیول نے فخریہ کالر جھاڑتے اوسکر وینگ پرفارمینس پر سب کے صدمے والے منہ وصول کرتے اجازت ملنے پر پھر فرمابرداری کا تابڑتوڑ ریکارڈ توڑتے ہوئے اپنی نشست سنبھالی۔

"زین بھائی جہنمی بھی لعنت بھیج رہیں ہونگے خود پر سیدھا ہاتھ کیے کہ جب جہنم ہی آنا تھا تو ایسا جھوٹ کیوں نہیں بولا انھوں نے" ڈیول کے بیٹھتے ہی داہم نے ڈیول

کے کان میں سرگوشی کی تو ڈیول نے داہم کو گھورتے ہوئے جتایا۔

"چھوٹے خانزادہ جہنم رسید تو تمہیں ہالے کرے گی وہ بھی اپنے دونوں ہاتھوں سے" ڈیول نے جتایا تو پھر داہم منہ بناتا چپ کرتا سیدھا ہوا جبکہ اب پورے کورٹ روم سناٹا چھا گیا کیونکہ اب جسٹس افتخار چودھری اپنا فیصلہ سنانے والے تھے۔

"سارے ثبوتوں اور گواہوں کے بیانات کو مدعی نظر رکھتے ہوئے دلشاد وہاب خانزادہ کو جسٹس افتخار چوہدری کی موجودگی انصاف نشست پر تمام الزامات سے بری کیا جاتا ہے اور ان الزامات کی سنگینی اور بے بنیاد پر دلشاد وہاب خانزادہ کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لیے انصاف کا ادارہ ان سے ندامت کرتا ہے اور ان الزامات کو لگانے والوں کو ہر قسم کی رعایت سے عاری کرتے ہوئے فوراً آریسٹ کرنے کا حکم دیتا ہے ہم بحیثیت انصاف کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے دلشاد وہاب خانزادہ، دلکش فاطمہ، داہم وہاب خانزادہ اور زین کمال حفیظ کے تہہ دل سے شکر

گزار ہیں کہ انھوں نے پاکستان میں چلنے والے اتنے بڑے اور پرانے ریکٹ کو پکڑوا دیا بلکہ اپنی جانوں کی بھی پرواہ کیے بنا بہت سے معصوم لوگوں کو انصاف دلایا اور کئی خاندانوں کو مستقبل میں اجڑنے سے بھی محفوظ رکھا۔۔ عدالت جمال حفیظ ، سلطان ملک اور جاوید رؤف کو سزائے موت کا حکم سناتی ہے اور ان کی تمام پراپرٹیز کو تحویل میں لیتے ہوئے ان پر مڈررز ،ڈرگز اور ہیومن ار گینز کے غیر قانونی کام کی ہی نہیں بلکہ ہمارے ملک کی بیٹیوں کو غلط کاموں میں ملوس کرتے ہوئے اور بیریسٹر الماس قیوم کے ساتھ ریپ ، کڈنیپنگ کے چارجز لگاتے ہوئے بھی اب ان کو ریٹ لائیٹ کیبنٹ جیل میں پھانسی تک تحویل میں رکھنے کا حکم دیتی ہے اور مسز صدیقی، مسز ملک اور تناوش کو ایک خاص مدت تک تحویل کی سزا۔۔۔۔"یہ اس کہانی کے ایک کردار کا انصاف تھا جو آج بہت سے معصوم لوگوں کو انصاف اور مستقبل کے کئی معماروں کو تباہی سے بچا گیا بیرسٹر الماس قیوم کے الفاظ سچ ہو چکے تھے دلکش فاطمہ نے جمال حفیظ کو اس کی اوقات دیکھائی تھی اور ایسے دولت کے، نفس کے اور جرموں کے نشے میں دھت لوگوں کی یہی تو اوقات ہوتی ہے کہ زمانہ ان پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتا اور وہی ہوا تھا آج ان دشمنوں کے

گردن میں طوق ڈال دیا تھا اللہ نے آج عدل کی جیت اور نا انصافی کا گلا گھونٹا تھا بیریسٹر الماس قیوم کو ہی نہیں بہت سے لوگوں کو آج انصاف ملا تھا اور وجہ صرف ایک تھی "دلکش فاطمہ" تمام مجرموں کو حراست میں لیتے ہوئے کورٹ کو برخاست کردیا گیا تھا وہ سب بھی کورٹ کے باہر کوریڈور میں کھڑے ہوگئے تھے اور دلشاد کا انتظار کررہے تھے جو ضروری دستاویز پر حبیب سوری کے ہمراہ کمرہ عدالت میں سائین کررہا تھا۔

دلشاد اب قدم اٹھاتے باہر کی سمت آیا اور وہاں سب سے پہلے ڈیول کے گلے لگا تھا وہ جانتا تھا ڈیول کے بنا کچھ نہیں ہو پاتا جو آج سے کئی عرصہ پہلے ایک دوسرے کے سامنے مقابل کھڑے تھے وہ آج ایک دوسرے کے گلے لگے ہوئے تھے پہلی ملاقات میں دلشاد تو سمجھا تھا ڈیول غلط انسان ہے وہی ڈیول نے بھی عنایہ کے لیے دلشاد کو غلط ہی اندازہ لگایا تھا پہلی ملاقات میں وہ دلوں میں باتیں لیے سامنے کھڑے تھے اور آج دلوں کے ملائے دلشاد پھر وہاب صاحب، کاشان صاحب، زریش

بیگم ،نوریز ،ہشام ،جیک اور ماہر سب سے ملتا ہوا داہم کے ناگواری سے گلے لگا تھا اسے جتا گیا تھا تمہارے کیے کا ابھی حساب باقی ہے جبکہ اب سامنے دلکش اور عنایہ دونوں ساتھ کھڑی تھیں اور دونوں ہی دلشاد کو دیکھ رہیں تھیں دلشاد نے دلکش کو دیکھتے آگے قدم بڑھائے آج کئی سالوں بعد وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے ایک لمبے ہجر کے بعد کئی لمحے یوں ہی گزگئے جب عنایہ اپنے آنسو اندر پیتے ہوئے وہاں سے جانے لگی تو عنایہ کو اپنے ہاتھ پر دلکش کا ہاتھ محسوس ہوا عنایہ نے گردن موڑ کر دیکھا دلکش اپنی کرسٹل گرے آنکھوں سے عنایہ کو ہی دیکھ رہی تھی دلکش نے عنایہ کا ہاتھ تھامتے دلشاد کے ہاتھ میں دیا۔

"یہ تمہارا خانزادہ ہے عنایہ۔۔ اور تمہارا ہی رہے گا" دلکش نے مسکرا کر کہا وہ سمجھ لئی تھی وہ جمال حفیظ کی وجہ سے ندامت اور دلشاد کی پہلی محبت یعنی دلکش کو لے کر غم کی شکار تھی تو عنایہ کو اپنا ہاتھ جو کہ دلشاد کے ہاتھ میں تھا اس پر گرفت مضبوط ہوتی محسوس ہوئی دلشاد نے عنایہ کا ہاتھ تھامتے اسے اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں

لیا۔

"میں تمہارا شکر گزار ہوں دلکش کے تمہاری وجہ سے میں اس کہانی سے جڑا اور اتنے لوگوں کو انصاف مل سکا۔۔ تمہارا وجود مقدس ہے میں کہتا تھا نا تم سے یاد ہے" دلشاد نے دلکش کو دیکھتے کہا تو دلکش مسکرائی۔

"اور اپنا وعدہ یاد ہے" دلکش نے بھی دو بدو ک سرہلاتے ہوئے کہا تو دلشاد نے عنایہ کے ماتھے پر اپنے لب رکھے عنایہ کی آنکھوں سے کئی آنسو پلکوں کی باڑ توڑے بہنے لگے۔

"تمہارے سامنے ہے پوچھ لو۔۔ اپنی بیوی کو خانزادہ جنون کی حد تک چاہتا ہے" دلشاد نے عنایہ کے گال سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو عنایہ نے مشکور آنکھوں سے دلکش کو دیکھا اس کی آنکھوں میں کوئی حسد نہیں تھی اپنی محبت کھونے کا غم

نہیں تھا وہ اعلیٰ ظرف تھی وہ باوقار ماں کی باوقار بیٹی تھی اور دلشاد یہ بات ہمیشہ سے جانتا تھا کہ اگر دلکش اب اسے کبھی مل بھی گئی تو نا وہ اسے اپنے ساتھ بندھنے دے گی نا دلشاد اپنی بیوی کو چھوڑ کر اس کی طرف قدم بڑھا پائے گا محبت میں پانا نہیں ایک دوسرے کے لیے جینا ہوتا ہے چاہے ساتھ رہ کر ہو یا دور رہ کر دلکش دلشاد کی زندگی میں اب کبھی نہیں آنا چاہتی تھی کیونکہ اس کی زندگی میں اللہ نے ایک ہمسفر لکھ دیا تھا اور وہ ہمسفر دلکش نہیں تھی اور دلشاد اپنی بیوی کو تو کبھی چھوڑنا ہی نہیں چاہتا تھا وہ دلکش سے اس کے وجود کے لیے محبت نہیں کرتا تھا ان دونوں کی محبت لاحاصل تھی اور یہ بات وہ لوگ سمجھ چکے تھے اور اب وقت آگے بڑھنے کا تھا۔

"کچھ محبتیں ادھوری ہی جچتی ہیں"

"عشق کو نام دینے کے لیے"

"اپنوں کو مان دینے کے لیے"

"صحرا میں طلسم کے لیے"

"ایک کہانی کو صحرائے محبت کا

خطاب دینے کے لیے" ************************

وہاب صاحب نے ڈیول کے پاس آتے اسے محبت و شفقت سے گلے لگایا تو زریش بیگم نے دلکش کو وہ پھول سی لڑکی کیا قیامت سہتی گزری تھی یہاں تک تو جیبب سوری بھی ڈیول کے پاس آکر کھڑے ہوئے۔

" گڈ ٹائم ٹو میٹ یو زین کمال حفیظ " حبیب سوری نے ڈیول کے گلے لگتے کہاں تو ڈیول کھلے دل سے مسکرایا جبکہ اب سب آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

"شکریہ حبیب سوری آپ نے یہ کیس میرے کہنے پر لڑا ہی نہیں بلکہ جیتا بھی "ڈیول نے بھی کھلے دل سے کہا تو حبیب سوری نے مسکراتے ہوئے ڈیول سے کہا۔

"جو تم نے میرے لیے کیا تھا اس کا قرض تو میں جان دے کر بھی نہیں چکا پاتا تو یہ کیس کیا چیز تھی اور اس کیس کی کامیابی کا سہرا بھی تمہارے سر جاتا ہے " حبیب سوری نے کہتے سب سے اجازت لیتے آفس کی طرف قدم بڑھا گئے آیت اب دلکش کے پاس آئی جو سب کو دیکھتی مسکرا رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو دلکش ؟؟" آیت دلکش کو ساتھ دیکھتے ڈیول بھی ان تک آیا اور دلکش اور

پھر عنایہ اور دلشاد کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"میں ٹھیک ہو زین بھائی" دلکش نے مسکرا کر کہا تو ڈیول نے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے سب لوگ اب ڈیول اور دلکش کی طرف متوجہ تھے وہاب صاحب نے دلکش کے سر پر آگے بڑھتے ہوئے ہاتھ رکھا۔

"آپ لوگ یہ نہیں سمجھیں کے اتنی تکلیفوں سے گزرنے کے بعد بھی میں نے کچھ حاصل نہیں کیا دلشاد کو کھو دیا۔۔ میں نے آپ سب کو حاصل کیا ایک رشتہ ایک محبت کھوئی ہے جو کبھی میری تھی بھی نہیں میں ہمیشہ دلشاد سے کہتی تھی تو اس پر افسوس کیسا۔۔ مجھے تو اتنے رشتے ملنے کی خوشی ہے اور ہمیشہ شکر گزار رہوں گی دلشاد وہاب خانزادہ کی کے اس نے اتنے پیارے رشتوں سے مجھے ملوایا۔۔ اللہ کے ہر کام میں بے شک بہتری اور مصلحت ہوتی ہے اس پاک رب کی زات سے کوئی نا امید کیسے ہو سکتا ہے اتنی نعمتیں پا کر" دلکش نے سب کے چہرے پر اپنے لیے فکر

مندی دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو عنایہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی وہ کس قدر بہترین لڑکی تھی جس کے ساتھ اس کے باپ نے کیا کچھ نہیں کیا اور وہ واقعی دلشاد وہاب خانزادہ کی محبت کہلانے کے لائق تھی جیسے عنایہ آن چاہی بیوی ہوتے ہوئے بھی دلشاد نے عنایہ پر جنونی محبت لوٹائی تھی ویسے ہی دلکش نے اپنی محبت کو فراموش کیے اتنے لوگوں کی دعائیں پائیں تھی وہ اس کی بہن تھی اور سب سے زیادہ دعاؤں کی حقدار عنایہ کی طرف سے تھی۔

"بیٹا آپ ہمارے ساتھ چلیں" زریش بیگم نے کہا تو ڈیول بولا۔

"آنٹی یہ میری زمیداری ہے مجھے آپ کو منع کرتے ہوئے میں معذرت خواہ ہوں پر۔۔ اب سے دلکش ہمارے ساتھ ہمارے پیلس میں رہے گی" ڈیول نے کہا تو دلکش مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلاتی زریش بیگم سے معزرت کرنے لگی۔

"کتنا اچھا بچا ہے ماشاء اللہ "زریش بیگم نے ڈیول کو دیکھتے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا اور دلشاد کو دو منٹ کا گہرا صدمہ لگا یہ سڑا ہوا سالا ہر کسی کو اتنا اچھا کیوں لگتا ہے۔

"بلکل" وہاب صاحب نے بھی اپنی بیگم کی تاکید کی تو کاشان صاحب اور جنت بیگم نے بھی کھلے دل سے ڈیول کی تعریف کی۔

"میرے تو کرش ہے زین بھائی آئی لو یو سو مچ" داہم نے بھی چہکتے ہوئے زین کو گلے لگا کر کہا تو ڈیول کے ڈمپل واضح ہوئے جبکہ کوئی جل بھن کر راکھ ہوا۔

"میرے زی بھائی تو ہیں ہی سب سے اچھے" اب عنایہ مسکراتی ہوئی اپنے بھائی سے ملنے کے لیے قدم بڑھانے لگی جب دلشاد کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"بیگم۔۔ اس سڑے ہوئے توپ سے اچھا میں ہوں ریمیمبر اٹ "دلشاد نے اپنا جبڑا بھینچ کر کہا تو عنایہ نے معصوم سی شکل بناتے اپنے بھائی کو دیکھا جو دلشاد کے انداز سے بے حد مزے میں تھا۔

"کوئی جل رہا ہے "ڈیول نے ایک آنکھ ونگ کرتے کہا تو سب کا قہقہہ گونجا۔

"ہنننہ۔۔۔ شکل دیکھی ہے؟" دلشاد نے سرخ پڑتے چہرے سے کہا۔

"اتنی حسین ہے کہ دنیا مر مٹے ماشاء اللہ "ڈیول کا آج پلڑا بہت بھاری تھا جو اب زریش بیگم کی طرف سے آیا تھا۔

"استغفرُللہ "دلشاد بڑبڑایا تو ڈیول کا قہقہہ گونجا دلشاد نے سر جھٹکتے ہوئے سب کا رخ گاڑیوں کی سمت کیا تو وہاب صاحب نے بھی ڈیول کو فلحال وہاب ولا چلنے کا کہا کیونکہ

آج رات سب کو وہ دعوت دے رہے تھے پیلس کے لوگوں کو بھی اور جنت ولا والوں کو بھی دلشاد، نوریز اور داہم نے میڈیا کے سوالات کے جواب دیتے سب کے ساتھ گھر کا رخ کیا جہاں کوئی انکا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔

یہ منظر تھا وہاب ولا کا جہاں لاؤنج میں صوفے پر ہالے بیٹھی ہوئی تھی ناک اور ہونٹ بے حد لال تھے وہ یقیناً روتی رہی تھی اسے صبح ہی سب کے کورٹ جانے کے بعد ہوش آیا تھا اور جب تک داہم کی کورٹ میں دھماکہ خیز اینٹری کی نیوز ہر نیوز چینل پر تھی اور ہالے کو بھی ایک ڈاکٹر خوش دلی سے اطلاع دے چکی تھی اور ہالے نے کئی لمحے اس ٹی وی اسکرین کو محوت سے دیکھا تھا جہاں اس کی زندگی تھی خوشی، شکر، سانسوں کا چلنا ہالے کو محسوس ہونے لگا تھا لیکن ایک شکوہ بھی تھا کہ اس سے یہ بات کیوں چھپائی کیا سب کو یہ بات پتا تھی ؟؟؟ اب ہالے کسی کو نا

معاف کرتے ہوئے فوراً وہاب ولا گھر کے فی می میل اسٹاف کی موجودگی میں پہنچی تھی اور کافی حد تک بہتر محسوس کر رہی تھی اور دلشاد کی جیت کی طرف سے بھی آگاہ ہو چکی تھی ہر میڈیا چینل پر دلشاد وہاب خانزادہ کی بے گناہی کا اعلان کیا جا رہا تھا۔

اچانک تمام گاڑیاں وہاب ولا کے پورچ میں رکی تھیں اور ہالے جان گئی تھی کہ وہ لوگ آگئیں ہیں ہالے قدم اٹھاتی آکر کی سمت آئی سب لوگوں گاڑیوں سے اترتے انٹرنس کی طرف قدم بڑھا رہے تھے لیکن ہالے کو دروازے پر کھڑا دیکھ ہالے سے کچھ فاصلے پر رکے ہالے کی حالت دیکھتے دلشاد کے پیروں پر لگی تو سر پر بجھی اس نے اپنی بہن کی طرح رکھا تھا ہالے کو اور اس کے بھائی کی شرارت نے کیا حال کر دیا تھا اس کا دلشاد خونخوار نظروں سے داہم کو دیکھنے لگا جبکہ داہم ہالے کی سرخ ہوتی ناک کو دیکھتے چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان، کھلے بے ترتیب ہوئے بال سفید سلوار سوٹ میں ہم رنگ ڈوپٹہ لیے وہ سیدھا داہم کے دل میں کسی جنت کی حور کی طرح اتر رہی تھی جبکہ نمل، نوریز، عنایہ، دلشاد، ڈیول، دلکش،

آیت، ہشام، مہک، عائشہ، جیک اور ماہر وہی کھڑے تھے انھیں بھی ہالے کی حالت پر بے حد افسوس تھا جبکہ وہاب صاحب، کاشان صاحب بزنس کانفرنس کے لیے

گئے تھے دلشاد کے حوالے سے تو زریش بیگم اور جنت بیگم جنت ولا گئی تھیں زریش بیگم جنت بیگم کے ساتھ کے لیے ان کے ساتھ گئی تھیں آرام کرنے کے

حوالے سے ان سب کو شام کو وہاب ولا پہنچنا تھا۔

داہم نے آگے قدم لیتے ہالے کے قریب آیا ہالے کی نظروں میں صرف اس وقت داہم کا عکس تھا اور داہم کے آنکھوں میں تو ہالے دس سال سے بستی تھی داہم نے آگے بڑھتے ہالے کا پہلو میں گرا ہاتھ تھاما ہالے کو لگا جیسے زندگی نے اسے چھوا ہو ہالے کی سانسیں تھمی

" میرا دل بند کرنے کے لیے اپنی آنکھوں کو کیوں تکلیف دی ۔۔ تم مجھے قتل بھی تو کر سکتیں تھیں" داہم نے ہالے کا ہاتھ تھامتے سہلاتے ہوئے کہا تو داہم کے الفاظ پر ہالے تلخی سے مسکرائی۔

"بے وفائی دھوکا دینا نہیں ہوتی داہم۔۔بے وفائی اپنے ہمسفر کا ساتھ چھوڑ جانا بھی ہوتی ہے۔۔اور تم نے تو مجھے اس تکلیف سے جان بوجھ کر گزار کر میری سانسیں۔۔"ہالے آگے بھی کچھ بولتی کے داہم نے سر جھکا کر نفی میں سر ہلایا۔

"تم میں سانسیں بستی ہیں میری۔۔کوئی اپنی سانسوں سے بے وفائی کرتا ہے بھلا" داہم نے ہالے کے دوسرے ہاتھ کو تھامتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا ہالے نے داہم کے کو دیکھا داہم کی بات اور محبت بھرے مان اور لہجے پر ہالے کی آنکھیں نم ہوتی ہالے کا چہرہ بھگو گئیں۔

"آئی لو یو داہم۔۔میرے ساتھ پھر مت کرنا ایسا ورنہ میں مر۔۔"ہالے روتے ہوئے کچھ اور بھی کہتی کے داہم نے اس کے ہاتھوں پر دباؤ دیا ہالے کو داہم کے ہاتھوں میں سختی محسوس ہوئی اور گلے کی پھولی ہوئی نس دیکھ کر ہالے سمجھ گئی کے اسے یہ بات پسند نہیں آئیں داہم جس کے دل نے محبت کے اتنے خوبصورت

اقرار پر ایک بیٹ مس کی تھی وہی ہالے کی اگلی بات پر داہم کی رگیں تن گئی تھی۔

"آئی لو یو ٹو داہم کی جان۔۔۔ لیکن فضول بات کیے بنا بھی یہ بول سکتی تھیں تمہیں تو محبت کا اظہار کرنا بھی نہیں آتا" داہم نے شکوہ کرتے ہوئے کہا تو پیچھے کھڑے سب لوگ ہی مسکرائے جبکہ ہالے بھی داہم کے شکوے پر مسکرائی داہم نے آگے بڑھتے ہالے کے آنسوؤں کو اپنی انگلی کے پوروں سے چنا سب کچھ بہت اچھا چل رہا تھا جب دلشاد نے آگ کی چنگاری لگائی۔

"میری بہن فضول بات نا کرے اور تم فضول کے جج منٹ کرو اور مجھے جیک نے بتایا تھا کہ تمہارے یہ ناٹک کرنے کی دوسری وجہ میں اور ہالے تھے اور تم نے ایک کیمرہ بھی لگوایا تھا ڈیول کے کوٹ میں جس میں تم نے اپنے جہنم واصل ہونے کی خبر پر میرے اور ہالے کے ریکشن دیکھنا چاہتے تھے۔۔ہالے تم نے کیا کہا تھا کہ مجھے میرا داہم لا کر دے ابھی اور تمہیں پتا ہے تم نے یہ بات روتے ہوئے کہی تھی

اور اس تمہارے ہینڈسم نوجوان ڈاکٹر ہونے والے تھرٹ کلاس ایکٹر شوہر نے یہ بات پیزا کھاتے ہوئے سنی تھی ۔۔۔ ایم آئی رائیٹ ارسلان میر ؟؟" دلشاد نے دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کیے پلر کے ٹیک لگائے اپنی جمائی روکتے ہوئے کہا اور آخر میں جیک سے پوچھا جس نے اتنے زور سے سر ہلایا اثبات میں کے سب کو اس کے گردن ٹوٹنے کا خدشہ ہوا تو ڈیول نے جیک کو گھورا جبکہ دلشاد کی بات سنتے ہالے کی آنکھوں میں پل میں خون اتر آیا جہاں داہم دلشاد کے طنز کے صدمے میں تھا ابھی وہاں اب ہالے کی خونخوار نظروں کو دیکھتے تھوک نگلا تھا داہم نے جیک کو دل میں بہت پیار بھرے لفظوں سے نوازہ سمجھ رہیں ہیں نا آپ لوگ ؟؟۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا زین ۔۔ زین بھائی سے پوچھو وہ تو ان کے کہنے پر ناٹک کیا اور یہ ضروری تھا ثبوتوں کے لیے بھی اور اگر زین بھائی یہ ناٹک کرتے تو میں تو زندہ ہو ابھی تک لیکن بھابھی کی بھابھی انھیں جہنم ۔۔ میرا مطلب ہے طبیعت خراب ہو جاتی ان کی اس لیے بس" داہم نے ہالے کی خونخوار نظروں سے بچتے ہوئے خود کو

بچانا چاہا اور سچ بولتا کہ ڈیول نے اسے گھورا پھر کیا تھا داہم نے اپنا جملہ درست کیا تو اب دلشاد کا رخ ڈیول کی طرف ہوا جسے آیت دیکھ رہی تھی محبت سے کہ اس کے شوہر کو اسکی کتنی قدر اور فکر ہے لیکن یہ بات آیت جانتی تھی کہ اگر ڈیول اس کے ساتھ ایسا ناٹک کرتا تو آیت نے ڈیول کی وہ درگت بنانی تھی کہ دنیا دیکھتی لیکن دلشاد کو تو دیکھنی تھی وہ درگت تو کیسے ہاتھ سے موقع جانے دیتا بھلا۔

"لیکن بھابھی آپ تو داہم کی خبر پر بھی بہت روئی تھیں آپ کی طبیعت بھی خراب ہو گئی تھی میں نے سنا کیا تب بھی آپ کو میرے سڑے ہوئے سالے نے کچھ نہیں بتایا اتنی تو فکر رکھنی چاہیں تھی اسے۔۔ واہ بھابھی کیا بیوی ہیں آپ ورنہ آپ کی جگہ کوئی اور ہوتی تو اب تک اس کے ٹکلے میں ایک بال نہیں چھوڑتی خیر مجھے کیا " دلشاد نے کہتے کندھے اچکاتے جب کہ دلشاد کی باتوں کو سنتے اور پھر سمجھ آنے پر آیت خونخوار نظروں سے ڈیول کو گھورنے لگی جبکہ ڈیول نے دلشاد کو خونخوار نظروں سے دیکھتے زبردستی آیت کو دیکھتے مسکرانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔

"ارے نہیں بھابھی ایسی کوئی بات نہیں تھی وہ تو بس پلان کا حصہ تھا اور آپ لوگوں پر نظر بھی تو رکھی ہوئی تھی ہمارے دشمنوں نے اس لیے اور کچھ نہیں۔۔ ڈیول بہت اچھا ہے اگر یہ اچھا نا ہوتا تو میں اس کے لیے اپنے سینے پر گولی کیوں کھاتا "یہ نوریز تھا جس نے آج ڈیول کے حق میں بولنا ضروری سمجھا جبکہ دلشاد نے ایک آئیبرو ریز کرتے اپنے غدار دوست کو دیکھا میرے کہنے پر تو کبھی پیناڈول نہیں لی اور میرے سڑے ہوئے سالے کے لیے گولی۔۔ ہمم دلشاد کی توپوں کا رخ نوریز نے اپنی جانب موڑا تھا۔

"نمل بھابھی آپ کو پتا ہے میں نے آج تک اپنی بیوی سے کوئی بھی بات نہیں چھپائی حالانکہ میری اور عنایہ کی شادی تو اوریج میرج تھی لیکن آپ کی تو لو میرج تھی وہ بھی نوریز کی طرف سے اور پھر بھی گولی والی بات کو نہیں بتائی یا پھر بتا دی ہوگی میرا دوست ایسا تو بلکل بھی نہیں ہے کہ آپ سے کچھ چھپائے۔۔" دلشاد نے ایک

اور کپل کے بیچ میں چنگاری لگائی اور ہاتھ کھینچے جبکہ نمل نے شرمندگی سے نفی میں سر ہلا کر پھر نوریز کو دیکھا جیسے کہ رہی ہو بتاتی ہوں آپ کو تو نوریز کو ڈیول کے حق میں بولنے پر بے حد افسوس ہوا جبکہ جیک ،ہشام اور ماہر ان تینوں کی شکل دیکھتے ہوئے جو اپنی بیویوں کی خونخوار نظروں کے سائے میں تھے قہقہہ ضبط کرنا مشکل ہو گیا اب دلشاد کے پیچھے جیک ،ہشام اور ماہر کھڑے تھے جیسے وہ ڈیول کے نہیں دلشاد کے خاص ہوں تو مہک اور عائشہ کو بھی اپنی تینوں سہیلیوں کو دیکھتے بہت افسوس ہوا جبکہ دلکش اور عنایہ نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا پھر دلشاد کو عنایہ سمجھ گئی تھی اس کا پھپھ کٹنا شوہر کیا کر رہا ہے جبکہ دلکش نے سر جھٹکا اور مسکرائی اسے نہیں پتا تھا اس کا زین بھائی اپنی بیوی سے اتنا ڈرتا ہے۔

"خیر ہالے میری پیاری بہن اور پیاری پیاری بھابھیوں میں جا رہا ہوں اندر اپنی بیگم کے ساتھ اور باقی سب بھی آپ لوگ انجوائے کرو۔۔۔مسٹ کیری آن" دلشاد نے ہشام لوگوں کو اندر چلنے کا اشارہ کیا اور عنایہ کا ہاتھ تھامتا اندر کی سمت قدم بڑھا

لیا جبکہ ہالے کے ہاتھ میں پاس پڑا ایک ڈنڈا دینا نہیں بھولا تھا۔

"ہالے داہم کمزور ہو گیا ہے تم ایک کام کرو اس ڈنڈے سے خدمت کرتے ہوئے اسے سوجھا دو۔۔ ائی مین موٹا کر دو" دلشاد نے کہتے ہی اندر کی طرف قدم بڑھائے جب کے ہالے اب ہاتھ میں ڈنڈا لیے داہم کی سمت بڑھ رہی تھی جو کہ اپنے باپ کی پہلی اولاد کو مسکینوں کی طرح شکلیں بنائے دیکھ رہا تھا جسے دلشاد نے اگنور کیا۔

"میری جنت کی ملکہ" داہم نے قدم پیچھے لیتے کہا۔

"بولو جہنم کے لوفر قیدی" ہالے نے بھی دو بدو ک کہا اور ایک قدم مزید آگے لیا۔

"تم مجھے ماروں گی مجھے۔۔میں تمہارا ہونے والا سر تاج ہو" داہم نے دہائی دی۔

"سرتاج کی عقیدت میں خیراج تو بنتا ہے" ہالے نے کہتے ہی ڈنڈا اسے داہم پر وار کیا جسے داہم نے ناکام کرتے ہوئے حیرت سے ہالے کو دیکھنے لگا۔

"جہنمی عورت۔۔ہاتھ میں ڈنڈا لے کر کالیا کافی میل ورشن لگ رہی ہو" داہم نے منہ بناتے ہالے کو اب آگ لگائی۔

"داہمممم۔۔۔ تم نے مجھے عورت کہا" ہالے صدمے سے چیخی۔

"صرف عورت نہیں۔۔کالیا کا فیل میل ورشن بھی کہا" اور بس یہ انتہا تھی ہالے نے ڈنڈا اٹھایا اور داہم کے پیچھے بھاگی وہ دونوں پورے لان میں گھوم رہے تھے داہم مسکراتا ہوا آگے آگے اور ہالے چیختی ہوئی پیچھے پیچھے۔ جبکہ دوسری طرف نمل اور نور یز آمنے سامنے تھے۔

"میری میٹھی چھری کیوں نظروں کا وار چلا کر اپنے یوسفزئی کو ڈھ رہی ہو" نوریز نے مسکراتے ہوئے کہا اور نمل کے قریب ہونے گا جسے نمل نے سرعت سے ناکام بناتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے نوریز کو دور رہنے کا کہا۔

"یہ اپنی شہد لگے چاقو جیسی زبان میرے سامنے تو چلائیں گا بھی مت" نمل نے ایبرو ریز کرتے نوریز کا ہمیشہ کی طرح مکھن لگانے والا ارادہ جانتے ہوئے وارنگ دی۔

"ارے میرا شہد لگا پان مٹھائی کی دوکان۔۔۔" نوریز اپنی بیوی کی غصّے سے سرخ ہوتی ناک کو دیکھتے ہوئے مکھن لگاتا بولا لیکن اس کی بات کو نمل نے کاٹا۔

"نہیں چاہیے آپ کا یہ احسان، اٹھائیے اپنا سامان اور جائیں حلوائی کی دوکان۔۔ ہنننہ" نمل نے بھی دوبدو ک کہتے یہ جا اور وہ جا والا کہا نا کیا سامان سے مراد نوریز کا

مکھن لگاتا تھا اور ایسے میٹھے وار کرتے ہوئے نوریز کو جتا گئی کہ اب تو کمرے میں گھس کر دیکھنا آپ اور نوریز بیچارہ مظلوم شوہر سالا بہنوئی کو سلواتوں سے نوازتا جن کی وجہ سے اس سیچویشن میں پھنس چکا تھا رات کو گیسٹ روم میں سونے کے لیے اپنے دل کو سمجھا گیا۔

جبکہ تیسری طرف اب ڈیول اور آیت تھے اور اب ڈیول کی درگت بننے والی تھی اس کے بہنوئی کی وجہ سے ایک خانزادے نے تین محبت میں ڈوبے کپل کے درمیان چنگاری لگائی تھی اور خود اندر بیٹھا سب کے ساتھ سنیکس انجوائے کر رہا تھا۔

آیت ڈیول کو گھور رہی تھی جبکہ ڈیول مسکراتا ہوا آیت کے قریب ہوا ڈیول نے جھک کر آیت کے کمر پر ہاتھ ڈالتے اسے اپنے حصار میں لیا اور آگے جھکتا آیت کی غصے سے سرخ ہوئی ناک کو اپنے لبوں سے چھو گیا جہاں آیت اتنے غصے میں تھی

وہی اب ڈیول کی حرکت پر شرم سے نظریں جھکا گئی۔

"ہائے میری ڈیول کوئین۔۔مجھے ماردوں گی تم یوں پلکیں جھکا کر"ڈیول نے گھمبیر لہجے میں کہا تو آیت نے پل بھر کی شرم پر لعنت بھیجتے ہوئے نظریں اٹھاتے ہوئے ڈیول کو گھورا جو آیت کے پہلے غصّے اور پھر شرم اور اب گھوری کو دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا جبکہ آیت اب ڈیول کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی لیکن بے سود کیونکہ ڈیول کا آیت کو آزاد کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا آیت بے بس سی ہوتی ڈیول کو پھر گھورنے لگی۔

"ہائے لیڈی۔۔۔ایسے مت دیکھو میری نیت خراب ہو جائے گی"ڈیول نے شرارت سے کہا۔

"تمہاری تو شکل خراب کروگی میں" آیت نے ڈیول کو کک اور پنچ مارنے کے لیے ہاتھ

پیر ہلائے لیکن ہلتے تو تب جب ڈیول انھیں اجازت دیتا۔

"ہاؤ رومینٹک میری جان۔۔۔لیکن یہ ہمارا گھر نہیں ہے یہ رومینس گھر جا کر کریں گے ہم "ڈیول نے آیت کو مسلسل ہلتے جلتے دیکھ کر معنی خیزی سے کہا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا جہاں داہم کے پیچھے ہالے بھاگ رہی تھی تو نمل کے پیچھے نوریز جا رہا تھا اسے منانے کے لیے ڈیول نے رستہ صاف دیکھتے آیت کے لبوں پر جسارت کی اور اسے آزادی بخشتے اسے آزاد کر گیا۔

"تم ہو ہی ڈیول۔۔۔لفنگے" آیت نے خود کو سنبھالتے اور ڈیول کی حرکت پر خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"غلط میری جان۔۔۔تمہارا اسٹائلش لفنگا" ڈیول نے ایک آنکھ ونگ کر کے کہا تو آیت بھی پیر پٹختی واپس مڑ گئی جبکہ ڈیول قہقہہ لگاتا آیت کے پیچھے آیا تو کچھ ہی دیر میں

داہم بھی ہالے کو مناتا ہوا لاؤنج میں پہنچا اسے ہالے سے معافی مل گئی تھی ملتی بھی کیوں نا ہالے نے منہ پھیر لیا تھا تھک کر تو داہم کو ناچار و چار ہالے سے معافی مانگنے لگا تو ہالے نے بھی پوری پچاس اٹھک بیٹھک لگوائی تھیں جب جا کر مانی تھی۔

****

سب لوگ لاؤنج میں پہنچے تو دلشاد، ماہر، ہشام اور جیک آپس میں باتیں کر رہے تھے جبکہ عنایہ، مہک، دلکش اور عائشہ فریش ہوتے ہی کچن میں چلی گئیں تھیں رات کو کھانے کی تیاری بھی تو کروانی تھی ڈیول، داہم اور نوریز بھی ان کے پاس آ کر بیٹھے جبکہ ہالے، آیت اور نمل نے بھی کچن کا رخ کیا۔

"زین بھائی ۔۔ اب تو سارے دشمنوں کی بینڈ بج چکی ہے اور سب ہی اپنی منزلوں پر پہنچ بھی چکے ہیں تو اب شروع کریں" داہم نے چہکتے ہوئے کوئی بات یاد آنے پر

ڈیول سے کہا تو ڈیول کے ساتھ سب ہی سوالیہ نظروں سے داہم کو دیکھنے لگے۔

"میری شادی پر ڈانس کی پریکٹس" داہم نے سب کو گھور کر بولا تو ڈیول نے ایک لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی ڈیول کچھ بولتا کہ دلشاد نے بولنا شروع کیا۔

"شادی تو جب ہو گی جب میں ہونے دوں گا" دلشاد نے اپنی جگہ پر بیٹھے ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔

"کیوں ؟؟ اب کیا مسئلہ ہے میرے باپ کی پہلی اولاد کو" داہم نے بھی آنکھیں سکیڑ کر دلشاد کو دیکھا۔

"کسی نے مجھے اگنور کیا تھا کورٹ میں اور یہ بات دلشاد وہاب خانزادہ بدلہ لیے بغیر تو چھوڑ نہیں سکتا" دلشاد نے ایبرو ریز کرتے صوفے سے پشت لگاتے کہا تو داہم کو

اچانک یاد آیا تو دلشاد کے سامنے مسکینوں جیسی شکل بنا گیا۔

"بھائی۔۔آپ ایسا کرے گے اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ میں نے جان پر کھیل کر آپ کو جیل سے نکالا ہے۔۔"داہم نے امیوشنل بلیک میلنگ شروع کرتے ہوئے سارا کریڈٹ خود لینے لگا جب ہشام نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھا اور داہم کو دیکھنے لگا جیسے کہنا چاہتا ہے"ہم نے تو تالیاں بجائیں تھیں ہے نا؟؟"تو جیک بھی سیدھا ہوتا داہم کو گھورنے لگا جیسے کہنا چاہتا ہے"شکل دیکھی تھی صبح آئینے میں؟؟"جبکہ ڈیول نے بھی آنکھیں سکیڑ کر داہم کو دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہوں"اوہ سیریسلی؟؟"جبکہ نوریز نے تو اپنے کندھے پر شہادت کی انگلی رکھتے ایک ائیبرو ریز کی جیسے کہنا چاہتا ہو"میں نے تو شوٹنگ میں گولی کھائی تھی ہے نا کمینے؟"جبکہ ماہر نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں پیوست کر کے داہم کو نارمل انداز سے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو"میری معشوقہ تھی جیل میں غلطی سے تمہارا بھائی کو نکال دیا میں نے ہے نا؟؟" سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے اور سب کے تاثرات سمجھتے داہم دونوں ہاتھ

کھڑے کرتے سلینڈر کر گیا ابھی تو صرف دلشاد اسے دھمکی دے رہا تھا یہ نا ہو پوری بادشاہوں کی سلطنت ہی حملہ کر دے جبکہ دلشاد نے داہم پر سب کے تاثرات سمجھتے اپنا قہقہہ روکا۔

"اوکے اوکے۔۔سوری" داہم نے سب سے صلح کی تو سب ہی سر جھٹک کر اپنے کام دوبارہ کرنے لگے لیکن دلشاد اب بھی جتاتی نظروں سے داہم کو دیکھ رہا تھا اب واقعی داہم کو اپنی شادی کی فکر ہوئی تو جلدی روہانسا ہوا۔

"بھائی میں بتا رہا ہوں میں خودکشی کر لوں گا" داہم نے فوراً دھمکی دینی چاہی جس پر کسی نے بھی اپنا کوئی کام نہیں روکا ہشام چائے بسکٹ انجوائے کر رہا تھا تو ماہر موبائل میں مصروف جبکہ نوریز اور جیک سموسوں سے انصاف کر رہے تھے تو ڈیول نے ریموٹ اٹھاتے چینل سفرینگ شروع کر دی اور داہم صدمے سے سب کی شکلیں دیکھ رہا تھا کہ کوئی تو کچھ بول دے لیکن بے سود دلشاد نے دوبارہ اپنا قہقہہ بامشکل

ضبط کیا۔

"پنکھے سے لٹک کر کرو گے یا چھت سے کود کر؟؟" داہم ابھی سب کے صدمے سے نہیں سنبھالا تھا جب دلشاد نے ال سی ڈی پر نظریں جماتے نہایت مصروفیت سے پوچھا۔

"میں سیریس ہوں بھائی میں تین تک گنو گا" داہم نے شہادت کی انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتے پھر سب کو چور نظروں سے گھورا لیکن کوئی فرق ہی نہیں پڑا کسی کو۔

"می ٹو داہم۔۔۔ اور گنتی میں گن لیتا ہوں ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین" دلشاد نے کہتے ایک پل کے لیے داہم پر احسان کرتے اپنی نظریں ال سی ڈی سے ہٹائی اور جلدی گنتی گنی داہم کا منہ حیرت کے صدمے سے کھل گیا۔

"کیا ہوا خودکشی نہیں کرنی کھڑے کیوں ہو جاؤ" دلشاد نے جتایا اور باقاعدہ ہاتھ کا اشارہ بھی دیا۔

"ارے بھائی مجھے یاد آیا خودکشی تو حرام ہے" داہم نے کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا تو اس دفعہ سب نے داہم کو ایک ساتھ دیکھا تھا اور پھر دلشاد کو۔

"وہ انسانوں کے لیے ہے تم تو جانور ہو نا داہم ... نیور مائینڈ" اور بس دلشاد کا طنز اور داہم کو منہ بن گیا اور سب کا قہقہہ گونجا سب کا قہقہہ اتنا اونچا تھا کہ کچن میں موجود خواتین نے ڈر کر اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھتی سر جھٹک کر کام میں مصروف ہو گئی۔

"مجھے نہیں کرنی آپ سب لوگوں سے بات جا رہا ہوں میں" داہم نے اب بے بس ہوتے قدم آگے بڑھائے لیکن جیک کی چہکتی آواز پر رکا۔

"گھر چھوڑ کر؟؟" جیک نے خوش اخلاقی سے لیکن دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں پٹواری بھائی کچن میں۔۔۔ہننہ" داہم بھی اپنے نام کا اصل ڈھیٹ تھا داہم نے مسکرا کر کہا جبکہ جیک بدمزہ ہوتا واپس اپنے کام میں مصروف ہوا۔

"دو کو چھوڑ کر ساری میری بھابھیوں۔۔کیسی ہیں آپ سب؟؟" داہم نے کچن کے اندر قدم رکھتے ہوئے سب سے اجتماعی حال احوال سنایا جبکہ سب نے مسکرا کر داہم کو جواب دیا تو داہم کرسی کھسکاتا دلکش کے پاس بیٹھا جسے عنایہ نے کچھ دیر پہلے تازہ جوس بنا کر دیا تھا جسے وہ مشکل سے پی رہی تھی۔

"آپ بہت خوبصورت ہیں میں ابھی سنگل ہوں چانس مل سکتا ہے؟؟" داہم نے

شرارت سے کہا تو دلکش کو پھندا پڑا جبکہ ہالے کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا یہ آدمی کبھی نہیں سدھر سکتا۔

"تمہارے لیے تو میری دیورانی چن لی گئی ہے اور اب میں اپنی بہن کے لیے کوئی شہزادہ چنوں گی" عنایہ نے داہم کے پاس آتے داہم کے سر پر چت لگاتے کہا تو داہم نے منہ کے زاویے بگاڑے جبکہ داہم کی معصوم شکل بنانے پر دلکش کھلکھلا دی۔

"ہنسی تو پھنسی" داہم نے ایک آنکھ ونگ کرتے عنایہ کو دیکھتے دلکش کی طرف اشارہ لیا۔

"وہ تمہاری جوکر جیسی شکل دیکھ کر ہنسی ہیں" ہالے نے کباب فرائی کرتے ہوئے داہم کی خوش فہمی دور کی تو سب ہی کھلکھلا دیں۔

"کوئی جل رہا" داہم نے ہانک لگائی۔

"بندہ کتا پال لے مگر خوش فہمی نا پالے" ہالے نے بھی دو بدوک کہا۔

"داہم کچھ کہتا ہی کہ عنایہ کا سر ایک دم چکرایا" دلشاد جو کہ داہم کو کچن میں اب کونسی خرافات کر رہا ہے یہ دیکھنے آیا تھا عنایہ کو دیکھتے ماتھے پر بل لیے لمبے ڈنگ بھرتے اسے اپنے حصار میں جلدی سے لے گیا سب ہی پریشان ہوتے عنایہ کی طرف لپکے جو مشکل سے آنکھیں کھولے دلشاد کو دیکھ رہی تھی جو خاموشی سے مگر سخت تاثرات سجائے عنایہ کی جان ہوا کر رہا تھا۔

"بھابھی ٹھیک ہیں آپ؟؟" داہم نے کہا تو آیت نے پانی کا گلاس لیتے دلشاد کی طرف بڑھایا جسے دلشاد نے عنایہ کو اپنے حصار میں ہی کھڑے رکھتے اس کے لبوں سے

لگایا۔

"بھابھی میں چیک اپ کرتا ہوں آپ کا" داہم نے کہا تو عنایہ نے اسے منع کیا کہ آرام کروگی تو ٹھیک ہو جاؤنگی دلشاد بھی کچھ سوچتا عنایہ کو اپنی باہوں میں بھرے کسی کی بھی پرواہ کیے بنا کمرے کی طرف قدم بڑھا گیا جہاں دلکش، آیت اور باقی سب نے اپنی ہنسی چھپائی تو داہم نے اس سیچویشن میں بھی ہوٹنگ کرڈالی جس پر عنایہ شرم سے پلکیں جھکا گئی تو دلشاد عنایہ کے شرم سے لال ہوتے چہرے کو دیکھتا مسکرا گیا دلشاد عنایہ کو لیے باہر آیا تو نوریز، جیک، ہشام، ماہر اور ڈیول کی نظر دلشاد پر پڑی ڈیول کو دیکھتے ہی دلشاد نے ایک آنکھ ونک کی تو ڈیول نے اپنا جبڑا بھینچتے ہوئے رخ دوسری طرف کیا۔

"اس کو جیل سے نکالنا ہی نہیں چاہیے تھا کمینہ" ڈیول نے باآواز بلند کہا تو عنایہ بھی اپنے بھائیوں کو دیکھتی چھنپ گئی اور دلشاد کو گھورنے لگی جو اب ڈیول کی بات کا

جواب نہیں طنز برسانے والا تھا۔

"جب کریمنلوں کا خاندان باہر ہے تو میں تو پھر بھی شریف عزت دار انسان ہوں کب تک دوسروں کی جگہ پر رہتا ؟؟" دلشاد نے کہتے ہی عنایہ کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھی اور پھر کیا تھا دلشاد کی ایک گھوری نے عنایہ کو ڈرا دیا اور وہ نظریں جھکا گئی جب کے دلشاد کے طنز پر تو ڈیول کا خون ہی کھول گیا۔

"کریمنل ہونا اچھا ہے مظلوم ابلا ناری بننے سے" ڈیول نے بھی دلشاد کو اس کے جیل میں ان سب کے رہا کروانے کا انتظار کرنے پر چوٹ کی تو وہاں بیٹھے سب نے اپنا قہقہہ روکا جبکہ دلشاد کے پیچھے کھڑے داہم نے ایسا کچھ نہیں کیا اور وہ اپنے لیے ایک اور گڈھا کھود گیا دلشاد نے گردن موڑے داہم کو ایک نظر دیکھا تو داہم کا قہقہہ اس کے گلے میں ہٹکا۔

"یہ تمہیں مجھ میں ہمیشہ عورت ہی کیوں نظر آتی ہے بھابھی منہ نہیں لگاتی کیا ؟؟" دلشاد بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

"تمہاری بات کا جواب یہ ہے کہ تم پھوپھا بننے والے ہو" ڈیول نے بھی ڈمپل کی نمائش کرتے دلشاد کو جتایا دلشاد کے چہرے پر یک دم خوشی آئی اور پھر خود کو کمپوز کرتا ہوا بولا۔

"اور تم ماموں" دلشاد نے بھی جتاتی نظروں سے بتایا تو ڈیول کا ڈمپل مزید گھیرا ہوا۔

"پرانی خبر ہے ۔۔ اور تمہیں بتاتا چلو تمہارے باپ بننے کی خبر سے پہلے مجھے میرے ماموں بننے کی خبر ملی تھی اور تم آخری انسان ہو جسے یہ خبر سب سے آخر میں ملی" ڈیول نے کہا تو دلشاد کے چہرے پر بے یقینی کے ساتھ غصّہ در آیا اور وہ کھا جانے والی نظروں سے عنایہ کو دیکھنے لگا۔

"میں ۔۔ وہ ۔۔ آپ جیل میں تھے ۔۔ تو کیسے بتاتی" عنایہ نے ٹکروں میں گھبرا کر اپنی صفائی دی ۔

"خبردار جو میری بہن کو ایسے دیکھا" ڈیول نے دلشاد کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا ۔

"تو روکے گا مجھے سڑے ہوئے سالے ؟؟" دلشاد کا غصّہ عروج پر تھا ڈیول بھی اپنی جگہ سے اٹھتا آگے بڑھا جبکہ دلشاد نے بھی عنایہ کو وہی آرام سے کھڑا کرتے ہوئے ڈیول کی طرف قدم بڑھائے وہ لوگ لڑنے والے تھے جب عنایہ نے داہم کو دیکھا تو داہم نے عنایہ کو اشارہ کرتے چکرانے کا کہا اور باقی سب ان دونوں کو دیکھ رہے تھے وہ لوگ ایک دوسرے کا گریبان پکڑتے کے عنایہ نے دوبارہ سر پر ہاتھ رکھا تو داہم نے بھابھی کہتے عنایہ کو سنبھالا تو دلشاد اور ڈیول دونوں ہی عنایہ کی طرف متوجہ

ہوئے دلشاد اور ڈیول وہی سے بھاگتے عنایہ کے پاس پہنچے۔

"میری جان پرنسس۔۔۔ٹھیک ہو تم "ڈیول نے کہا تو دلشاد نے اسے گھورا۔

"میرے بچے اور بیوی کو کچھ ہوا نا تو دیکھنا کیا کرتا ہوں "دلشاد نے ڈیول کو گھورتے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والا محاورہ انجام دیا۔

"تم سے زیادہ فکر ہے مجھے اپنی بہن اور اپنے داماد کی "ڈیول نے بھی کھا جانے والی نظروں سے کہا تو جہاں دلشاد کو صدمہ لگا وہی عنایہ کا منہ حیرت سے کھل گیا جسے خود کو کمپوز کرتے داہم نے جلدی بند کیا کیونکہ اگر عنایہ کا ناٹک کرنا پتا لگ جاتا ان کو تو پھر لڑتے ہی لیکن داہم اور عنایہ کو بھی نہیں چھوڑتے وہ دونوں جبکہ تمام خواتین بھی آواز سنتی وہاں پہلے پہنچ چکی تھیں تو مرد حضرات بھی ڈیول کو دیکھ کر رہ گئے۔وہ دنیا کا پہلا باپ تھا جس نے اپنے داماد کو تب چنا تھا جب اس کا داماد اپنی ماں کے

پیٹ میں صرف چند دنوں کا ہی تھا۔

"لیکن اگر بیٹی ہوئی تو؟؟" ہالے کو اچانک خیال آیا تو ڈیول بھی سوچ میں پڑ گیا۔

"تو وہ میری بہو بنے گی" ڈیول نے دو سیکنڈ میں جواب دیا۔

"غلط۔۔تیرا بیٹا میرا گھر جمائی بنے گا" دلشاد نے بھی ڈیول سے دو بدو ک کہا تو سب کے منہ حیرت سے کھل گئے وہ دونوں سالے بہنوئی پاگل تھے جو ابھی دنیا میں نا آئے اپنے بچوں کے رشتے کر رہے تھے۔

"شکل اچھی نا ہو تو منہ نہیں کھولتے" ڈیول نے جل کر کہا۔دلشاد کچھ کہتا کے اب عنایہ کی بس ہو گئی تھی تو سیدھی ہوتی ہوئی لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکا گئی۔

"بس کریں آپ دونوں ۔۔ اگر اب لڑنا شروع کیا نا تو ہم سب خواتین نمل کے گھر چلی جائیں گی مما اور آنٹی کے پاس ۔۔ اور رہیں گا آپ سب یہاں" عنایہ نے دھمکی دی تو سب خواتین نے زور و شور سے عنایہ کی تاکید کی تو سب مردوں نے بھی ان دونوں سالا بہنوئی کو گھورا جو اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی لٹیا ڈوبنا چاہتے تھے تو دلشاد اور ڈیول نے منہ بناتے ان سب کے سامنے ہار مانی تو داہم نے بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے اور آیت کے قریب ہوتا کان میں کچھ کہ گیا ۔

"اور دلشاد بھائی اگر آپ نے ہمارے چھوٹے خانزادہ کی شادی کو رکوانا چاہا تو میں آپ سے کبھی بات نہیں کروگی بلکہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں کرے گا اور آپ کی بیوی کو بھی میں اپنے ساتھ لے جاؤگی" آیت نے بھی دلشاد کو دیکھتے کہا تو اپنی شیرنی کی دھمکی پر اور داہم کی چلاکی پر ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا تو دلشاد نے ضبط سے داہم کو گھورا جو خواتین کا سہارا لیتے اس سے بچ نکلا تھا کیونکہ دلشاد نے بھی خواتین سے

الجھنے کے بجائے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

وہاں کا ماحول کچھ بہتر ہوا تو وہاب اور کاشان صاحب ،زریش اور جنت بیگم کے ساتھ کچھ ہی دیر بعد وہاں حاضر ہوئے تو سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھاتے ہوئے داہم کی شادی کی پلیننگ بھی شروع کردی کیونکہ داہم کو اپنی شادی پر بہت سارا ہلا گلا چاہیے تھا کل سے داہم کی شادی کی رسمیں شروع ہونی تھیں کل مایوں رکھی گئی تھی دوسرے دن مہندی اور اس سے اگلے دن نکاح اور پھر ولیمہ جبکہ دلشاد اور عنایہ کا بھی ولیمہ داہم اور ہالے کے ساتھ رکھا گیا زریش بیگم تو اتنی جلدی اتنی ساری تیاریاں کرنے کے حوالے سے پریشان ہوئی تو جنت بیگم اور سب نوجوانوں کی ٹیم نے انھیں بے فکر کرتے ہوئے رضا مند کر ہی لیا۔

"ڈیڈ میری اور ہالے کی مہندی پر صرف ہم سب پرائیویٹ فنکشن کرے گے اور سب لوگوں نے ہی ڈانس کرنا ہے۔۔ اور خبردار جو کسی نے رومینٹک ڈانس کیا تو

وہ تو میں اور ہالے کرے گے بس آپ سب کو دھوم دھڑکے والے گانے پر ڈانس کرنا ہے" داہم کی الگ ہی فرمائش تھی تو دلشاد نے داہم کو ہری جھنڈی دیکھائی کے میں ڈانس نہیں کروگا تو عنایہ نے کہا میں تو کروگی میرا ایکلوتا دیور ہے تو جہاں عنایہ کی چلتی زبان پر دلشاد نے ایبرو ریز کی تو داہم نے بھی یا ہو کا نارہ لگایا جبکہ دلشاد نے عنایہ کو آنکھوں سے اشارہ کیا کہ کمرے میں تو چلو بتاتا ہوں۔

سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھاتے ہوئے شادی کے حوالے سے اپنے اپنے کام طے کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کا رخ کیا۔تو اب وقت ہوا جاتا ہے داہم ❤️ ہالے کی شادی کا۔

دلشاد روم میں آیا تو عنایہ ڈریس چینج کیے فریش ہو کر ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی تھی دلشاد قدم اٹھاتا عنایہ کے قریب ہوتا عنایہ کے پیٹ پر ہاتھ باندھتا اسے حصار میں لے گیا دلشاد کے اچانک آنے پر عنایہ نے ہڑبڑا کر دلشاد کو دیکھا جو اپنا چہرہ عنایہ

کے بالوں میں چھپا گیا۔

"آپ ۔۔" عنایہ کچھ بولنے لگی جب دلشاد نے عنایہ کے کندھے بال سائیڈ کرتے اپنے لب رکھے دلشاد کی ہلکی بڑھی شیو کی چبھن سے عنایہ کسمسائی تو دلشاد نے نرمی سے عنایہ کو اپنے سامنے کیا دلشاد عنایہ کے چہرے پر جھکنے لگا جب عنایہ نے دونوں ہاتھ دلشاد کے سینے پر رکھتے دلشاد کو روکا عنایہ کی آنکھیں نم تھیں دلشاد دیکھ سکتا تھا۔

"مجھے آپ سے معافی مانگنی ہے ۔۔ میرے ڈیڈ کی وجہ سے آپ لوگوں کو اور دلکش کو کتنی تکلیف ہوئی اور اگر میرے ڈیڈ وہ سب نا کرتے تو یہ میری جگہ نہیں تھی دلکش یہاں ۔۔" عنایہ نم آنکھوں سے دلشاد کو دیکھتے ہوئے دل کی بات کرنے لگی جب دلشاد نے عنایہ کے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھتے اسے کچھ بھی بولنے سے روکا۔

"تم میری بیوی ہو عنایہ اور تمہیں اللہ نے میرے نصیب میں لکھا ہے اور میں کافر

نہیں جو اللہ کے فیصلے سے انکار کرو۔۔ اور رہی تمہارے ڈیڈ کی بات تو ان کو انکے کیے کی سزا مل جائے گی اور تمہارا ان کے جرموں سے کوئی واسطہ نہیں ہے تم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ پڑھا ہے۔۔ اس میں صاف کہا گیا ہے کہ بیٹے کے جرم کی سزا کے لیے باپ زمیدار نہیں اور باپ کے جرم کی سزا کے لیے بیٹا زمیدار نہیں۔۔۔ تو یہ سب سوچنا اور شرمندہ ہونا چھوڑدو دلشاد وہاب خانزادہ کی بیوی ہو تمہاری جگہ نا کوئی لے سکتا ہے نا یہ خانزادہ کسی کو دے گا دلکش کا صفحہ میرے زندگی میں بس یہی تک ہی تھا" دلشاد نے عنایہ کی آنکھوں میں دیکھتے اس کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنتے ہوئے کہا تو عنایہ دلشاد کے سینے سے لگ لگئی دلشاد نے بھی نرمی سے عنایہ کے گرد اپنا حصار بناتے عنایہ کے بالوں پر بوسہ دیا عنایہ وہاب صاحب اورزریش بیگم سے بھی معافی مانگنے گئی تھیں لیکن انھوں نے عنایہ کو ڈانٹ دیا کہ آئندہ ایسی بات کی تو ہم بلکل بات نہیں کرے گے تم سے اللہ نے اسے اعلیٰ بخت سے نوازہ تھا تبھی تو ایسے مخلص رشتے اس کی زندگی میں تھے۔

"میں تمہارا شکر کیسے ادا کرو میری جان۔۔ جو تم مجھے اتنا انمول تحفہ دینے والی ہو"

دلشاد نے اب عنایہ کو خود سے الگ کرتے عنایہ کی کمر پر دونوں ہاتھوں سے حصار بناتے عنایہ کی ناک سے اپنی ناک مس کرتے کہا تو دلشاد کی سانسوں کی تپش عنایہ کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئی عنایہ دلشاد کی بات پر مسکرائی۔

"جو بولونگی وہ کرے گے؟؟" عنایہ نے معصومیت سے پوچھا تو دلشاد کو عنایہ پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"خانزادے کی بیوی کچھ بولے اور خانزادہ پورا نا کرے ایسا ہو سکتا ہے" دلشاد نے الٹا عنایہ سے پوچھا تو عنایہ کھلکھلادی۔

"لیکن جو بولونگی وہ شاید آپ انکار کردے تو یہ بات بھی غلط ثابت ہوجائے گی" عنایہ نے کہا تو دلشاد نے ایک ایبرو ریزکی۔

"چیلنج دے رہی ہو مسز" دلشاد نے عنایہ کے بالوں کی ایک لٹ کو کھینچ کر عنایہ کا چہرہ اپنے قریب کیا تو عنایہ نے بھی دلشاد کی بات پر اثبات میں سر ہلایا۔

"پھر چیلنج قبول ہے آپ کا بیگم" دلشاد نے خمار آلودہ لہجے میں کہتے عنایہ کے لبوں کو فوکس میں لیا اور ان پر جھکنے لگا۔

"آپ کو داہم کی شادی میں ڈانس کرنا پڑے گا" عنایہ نے کہا اور دلشاد کی آنکھیں پوری واہ ہوئیں داہم کا نام اور ڈانس کی بات سنتے ہی دلشاد سیدھا ہوتا منہ کے زاویے بگاڑ گیا جبکہ دلشاد کے تاثرات پر عنایہ کھلکھلا دی۔

"اب تو چیلنج خود قبول کیا ہے آپ نے" عنایہ ہنستے ہوئے بولی تو دلشاد نے عنایہ کو گھورا۔

"روکو تمہیں بتاتا ہوں میں زیادہ ہی دیور کی سائیڈ نہیں لے رہی تم" دلشاد نے عنایہ کو گھورتے قدم عنایہ کی سمت بڑھائے جبکہ عنایہ کھلکھلاتی ہوئی وہاں سے کاوچ کی سمت بھاگی تو دلشاد نے فوراً ایک ہاتھ بڑھا کر عنایہ کو اپنی سمت کھینچا اور عنایہ کو بنا سمجھنے کا موقع دیے اس کے لبوں پر جھکا دلشاد شدت اختیار کرتے ہوئے عنایہ پر اپنی محبت برسانے لگا لیکن عنایہ کی اکھڑتی سانسوں کی پرواہ کرتے نرمی سے اسے سنبھلنے کا موقع دیا۔

"خانزادہ جدائی کے سارے حساب بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے میری جان۔۔۔تو گھبرانا مت" دلشاد نے ذو معنی لہجے میں کہتے عنایہ کو اپنی باہوں میں اٹھاتے بیڈ کی سمت قدم بڑھانے لگا تو عنایہ نے بھی شرماتے ہوئے اپنا سر دلشاد کے کندھے پر ٹکا دیا وہ دونوں اب مکمل تھے ان کا رشتہ مکمل تھا ان کی زندگی خوشیوں سے بھری ہوئی تھی۔

****

رات کا کونسا پہر تھا جب ڈیول کی آنکھ کھلی وہ آیت کو اپنے حصار میں لے رہا تھا لیکن پاس آیت کو نا محسوس کر کے نیند سے بھری پر سکون آنکھیں کھول دیں۔ آیت جو لب سے ڈھل رہی تھی اچانک ڈیول کے لائٹ اون کرنے پر ڈیول کو دیکھنے لگی جو شرٹ لیس بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتا اٹھتا آیت کے پاس بے چینی سے آیا تھا۔

"کیا ہوا میری جان۔۔ طبعیت ٹھیک ہے تمہاری ؟؟" ڈیول نے آیت کو اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لیتے آیت کا ٹیمپریچر اپنے دوسرے ہاتھ کی پشت سے چیک کیا تو آیت تکلیف سی میں مسکرائی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔" آیت نے کہا تو ڈیول نے آیت کی پیشانی چومتے اپنے سامنے

لیا۔

"بتاؤ میری غنڈی آفت ۔۔کیا ہوا ہے میری جان تمہارے چہرے پر تکلیف صاف نظر آرہی ہے مجھے "ڈیول نے کہا تو آیت نے ڈیول کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اپنے پیٹ پر رکھا ڈیول نا سمجھی سے آیت کو دیکھنے لگا لیکن جلد ہی سمجھ گیا۔

"اس کی وجہ سے تکلیف میں ہو ؟؟"ڈیول نے ناگواری سے آیت کے پیٹ کو دیکھتا آیت سے بولا۔

"کیا ہو گیا ہے زین ۔۔عنایہ نے کہا تھا کہ ایسی حالت میں یہ تکلیفیں ہوتی ہیں " آیت نے بھی ڈیول کو گھور کر ڈانٹا تو ڈیول لب بھیجتا آیت کے لبوں کو نرمی سے چھو گیا لیکن ماتھے پر ابھی بھی فکر کی لکیریں موجود تھیں۔

"زیادہ پین ہو رہا ہے؟؟" ڈیول نے پوچھا تو آیت لاچار سی سر اثبات میں ہلا گئی تو ڈیول نے آیت کو کاوچ پر بیٹھاتا موبائل نکالتا عنایہ کو کال کرنے لگا جو دلشاد کے سینے پر سر رکھے اس کے حصار میں سو رہی تھی۔

"ہیلو۔۔پرنسس" سامنے سے کال ریسیو ہوتے ہی ڈیول بے چینی سے بولا جبکہ کال دلشاد نے پک کی تھی۔

"سڑے ہوئے سالے کون سا وقت ہے میاں بیوی کو رات کے اس پہر پریشان کرنے کا؟؟" دلشاد نے ناگواری سے کہا تو ڈیول نے جبڑے بھینچے۔

"عنایہ سے بات کرواو جلدی۔۔" ڈیول نے کہا تو دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تو سمجھت۔۔" دلشاد کچھ کہتا کہ ڈیول نے اس کی بات کاٹی تو عنایہ بھی نیند میں ڈوبی

آنکھیں وا کرتی دلشاد کو دیکھنے لگی جو اب بھی اسے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا۔

"میری بیوی کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔عنایہ کو بولو جلدی ہاسپٹل پہنچے میں آیت کو وہی لے کر آرہا ہوں" ڈیول نے سرعت سے دھاڑتے ہوئے کال کاٹ دی سارے مستی مزاق ایک طرف لیکن وہ آیت کے معاملے میں کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا تھا اور آیت کو تکلیف میں دیکھتے تو ڈیول کو اپنے ہونے والے بچے پر بھی غصّہ آرہا تھا۔ڈیول کی بات سنتے اور لہجے پر دلشاد خود پریشان سا ہوتا عنایہ کو ساری بات بتاتا ہوا خود عنایہ کو لیے ہاسپٹل پہنچا جب کہ داہم رات کے پہر ایک ایمرجنسی کیس کی وجہ سے پہلے ہی وہاں موجود تھا ڈیول آیت کو لیے ہاسپٹل پہنچا تو ایک قدم بھی آیت کو نہیں چلنے دیا آیت کو اپنی باہوں میں ہی وہاں نرسوں اور اسٹاف کی پرواہ کیے بنا ہی آگے بڑھا جو رشک سے آیت کو دیکھ رہے تھے جب داہم ڈیول کو دیکھتا اس کے پاس آیا جب ڈیول نے پریشانی سے ساری بات داہم کو بتائی تو داہم نے ایک وارڈ کی طرف اشارہ کرتے آیت اور ڈیول کو لیے وہاں آیا تو عنایہ اور دلشاد بھی جلدی سے

فریش ہوتے ہوئے ہاسپٹل پہنچے عنایہ نے ڈیول کو باہر جانے کا کہتے آیت کا چیک اپ سٹارٹ کیا جبکہ ڈیول پریشانی سے وارڈ کے باہر ڈھل رہا تھا اس کا دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا وہ ایک لمحے کے لیے بھی آیت کی تکلیف برداشت نہیں کر پا رہا تھا داہم اور دلشاد بھی پریشان تھے لیکن دلشاد نے آگے بڑھتے ڈیول کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ڈیول کو حوصلہ دیا لیکن ڈیول تو کسی صورت بھی پر سکون ہونے کو تیار ہی نہیں تھا اتنے میں عنایہ ایک اور فی میل ڈاکٹر کے ہمراہ باہر آئی تو ڈیول فورا عنایہ کے پاس پہنچا اور پیچھے دلشاد اور داہم بھی۔

"پرنسس۔۔"ڈیول نے بے چینی سے سرخ پڑتی آنکھوں سے عنایہ کو دیکھا۔

"بھائی ریلکس گھبرانے کی بات نہیں ہے بھابھی بلکل ٹھیک ہیں۔۔ اور یہ تکلیف بھی ایک خوشی کی علامت تھی" عنایہ نے کہا۔

"کیسے نا پریشان ہو پرنسس آیت سو نہیں پا رہی تھی اسے تکلیف ہو رہی تھی اس کی وجہ سے "ڈیول نے غصّے پر قابو رکھتے کہا لیکن پھر بھی سب ڈیول کا غصّہ محسوس کر رہے تھے عنایہ کے ساتھ فی میل سٹاف تو ڈیول کی خون برساتی آنکھوں کو دیکھتی ہی ایکسکیوز کرتی وہاں سے فوراً نکل لی کیسا شخص تھا یہ بھی نہیں سمجھ رہا تھا ایسی حالت میں یہ سب نارمل ہے۔

"بھائی ایسی حالت میں ہوتا ہے پلیز اٹس نارمل اور اس کی وجہ سے نہیں۔۔ ان کی وجہ سے "عنایہ نے مسکرا کر کہا تو ڈیول اور دلشاد نے نا سمجھی سے عنایہ کو دیکھا جبکہ داہم نے تو آگے بڑھتے عنایہ کو شانوں سے تھامتا ہوا مسکراتا اسے گول گول گھوما گیا جبکہ ڈیول اور دلشاد ان دونوں دیور بھابھی کو پریشانی سے دیکھ رہے تھے تو دلشاد کو یک دم اپنے بچے کی فکر ہوئی ۔

"بس کر دو دونوں پاگل خانے کے مریضوں ۔۔ میرے بچے کی دنیا گھوما دی ہے تم

دونوں نے" دلشاد نے داہم کو عنایہ سے الگ کرتے فکر سے عنایہ اور داہم کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے بتاؤ کیا مطلب ہے۔۔"ڈیول کا غصّہ پھر عروج پر تھا۔

"بھائی میرا بھتیجا نہیں بلکہ بھتیجے آنے والے ہیں" عنایہ نے خوشی سے چہک کر بتایا تو دلشاد کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور وہ عنایہ کو اپنے سینے سے لگا گیا جبکہ داہم تو دونوں ہاتھ اوپر کیے اب اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا کہ کوئی اس کے بھی گلے لگے اور جلد ہی اس کا انتظار دلشاد نے ہی ختم کیا کیونکہ ڈیول تو صدمے میں جا کر واپس آیا تھا اور فورا اندر داخل ہوا جہاں آیت سکون سے لیٹی ہوئی تھی آیت ڈیول کو دیکھتی مسکرائی ڈیول آیت کے پاس آتے اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لے کر فکر مندی سے آیت کو دیکھنے لگا۔

"آئی ایم سوری مائے لیڈی ۔۔میں تمہیں تکلیف سے نہیں بچا۔۔"ڈیول کچھ اور کہتا کہ آیت نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا وہ سمجھ گئی تھی ڈیول کی اب برداشت سے باہر ہو رہی تھی اس کی تکلیف ۔

"زین ۔۔یہ تکلیف بہت چھوٹی سی ہے ہماری آنے والی خوشیوں کے سامنے اور دیکھو اللہ ہمیں ایک ساتھ دو خوشیوں سے نوازنے والا ہے تم اس خوشی کو تکلیف کہ کر اللہ کی ناشکری اور میرے دل دکھا رہے ہو" آیت نے کہا تو ڈیول نے آیت کی پیشانی پر اثبات میں سرہلاتے بوسہ دیا۔

"اور اب تمہیں صرف اور صرف مجھے اور ہمارے بچوں کا خیال رکھنا ہے ورنہ میں تمہیں گنجا کردوں گی" آیت نے کھلکھلاتے ہوئے غنڈی کا روپ لیا تو ڈیول اپنے ڈمپل کی نمائش کر گیا اور سر دوبارہ اثبات میں ہلا گیا تو اب عنایہ،داہم اور دلشاد بھی اندر داخل ہوئے۔

"بہت بہت مبارک ہو بھابھی "دلشاد، عنایہ اور داہم نے ڈیول اور آیت کو مبارک باد دی تو ڈیول اور آیت نے بھی مسکراتے ہوئے ان کی مبارک باد وصول کی۔

"میرے دو داماد آنے والے ہیں۔۔" دلشاد نے ڈیول کو دیکھتے ہوئے ایک آنکھ ونک کر کے کہا تو ڈیول نے دلشاد کو گھورا مطلب جو سمجھ گیا تھا تو آیت اور عنایہ جھینپ گئی دلشاد کی بات پر جبکہ داہم کو دلشاد کی بات ہضم نہیں ہوئی۔

"یہ کیا بات ہے زین بھائی کے بچے آپ کے ہی داماد اور بہو کیوں بنے گے ہمیں بھی موقع دیں میرے بھی تو بچے ہونے ہیں" داہم نے دلشاد کی بات پر منہ بناتے ہوئے کہا تو اب ڈیول کا قہقہہ گونجا کیونکہ اب ضبط سے دلشاد کا منہ لال ہو چکا تھا جس پر عنایہ اور آیت نے اپنی ہنسی چھپائی تو داہم بھی وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اور

زیادہ دلشاد کے غصے سے لال ہوتے چہرے کو دیکھتا وہاں سے کھسک لیا ورنہ یہ ہوتا کہ داہم ویل چیئر پر نکاح پڑھوا رہا ہوتا۔

****

آج داہم اور ہالے کی مایوں کی رسم تھی تو سب پیلس میں آیت اور ڈیول کے آنے والے دو شہزادوں کا سن کر بے تحاشہ خوش تھے اور آیت کے گرد ہی چکر کاٹ رہے تھے جبکہ داہم نے تنگ آکر سب کو اپنے گھر روکوانے کا انتظام کر لیا تھا اور ساتھ ہی نمل اور نوریز کو بھی کیونکہ وہ لوگ اپنی تیاریوں میں ایسے مگن تھے کے داہم کو ہی ساری تیاریاں کرنی پڑ رہی تھیں داہم کو دلہے والی نہیں پنڈال لگانے والے کی فیلنگ آرہی تھی اب سب وہاب ولا میں اس کی شادی تک رہنے والے تھے تو مطلب صاف تھا داہم ساری زمیداری ان پر ڈال سکتا تھا پیلس کے تمام افراد سمیت دلکش اور ماہر کے بھی وہاں آئے تو نمل اور نوریز بھی۔

دلکش تو اپنی دونوں بہنوں کی خوشیاں سنتے ہوئے بے حد خوش تھی اور دونوں کو ہی بڑی بہن کی طرح ڈانٹ رہی تھی اور خیال کر رہی تھی دلکش کو بہت پیارے رشتے ملے تھے جن کے ساتھ بتانے والا ہر پل اسے نئی دنیا سے متعارف کروا رہا تھا لیکن کوئی تھا جو دلکش کی خوشی کو دیکھتے خود ایک دنیا سے متعارف ہو رہا تھا۔

"وہ اس کہانی کا اہم کردار تھی کرسٹل گرے آنکھوں والی مقدس وجود رکھنے والی اپنوں کی محبتوں سے محروم رہی تھی ہمیشہ اور اس کہانی کے اختتام پر اپنی محبت کو صحرائے محبت کا خطاب دے گئی تھی دلکش فاطمہ اس کہانی کی شہزادی تھی اور کہانی ختم ہونے پر تو ہر شہزادی کو ایک شہزادہ ملتا ہے تو کہا ممکن تھا کہ اس شہزادی کی کہانی میں کبھی خوشیوں کا سویرا نا ہوتا ایک اور بھی کردار تھا اس کہانی کا وہ جو جرم کی دنیا میں رہتا تھا لیکن انصاف کے لیے زندگی میں تین عورتوں کو چاہنے والا اپنی ماں، بہن اور ایک انجان لڑکی خاموش طبعیت، خوش اخلاق اور گہرائی کی حد تک

برسوں سے ساکت وجود کو چاہنے والا کسی کے علم میں لائے بغیر ایک سانسیں لینے والی مگر مردہ لڑکی پر دل ہارنے والا اس لڑکی کی صحرائے محبت سے واقف خود کو ہمیشہ کے لیے اس کے نام کردینے والا اب وقت تھا ان دونوں کرداروں کے ہاتھ تھامنے کا ماہر راشد خلیل کو اپنی محبت حاصل کرنے کا دلکش فاطمہ کو اپنے شہزادے کے ملنے کا ان دونوں کی زندگیوں میں خوشیوں کے قدم رکھنے کا ہر رشتہ محبت سے جڑے ضروری تو نہیں۔۔۔ کچھ رشتے محبت سے بھی خاص ہوتے۔۔۔"

ماہر سمجھتا تھا کہ اس کے دل سے کوئی واقف نہیں لیکن وہ کیسے بھول گیا وہ جس کا ساتھی تھا وہ اس کی وفاداری سے ہی نہیں بلکہ دل اور دماغ سے بھی واقف تھا ماہر دلکش سے چھ سال پہلے سے محبت کرنے لگا تھا اس کے بارے میں سب کچھ جاننے کے باوجود بھی لیکن کبھی یہ بات اپنی زبان پر نہیں لایا وہ اللہ سے ہمیشہ اس کی صحت اور زندگی کی دعائیں مانگتا تھا اور ڈیول اس بات سے واقف تھا اسی لیے تو جب دلشاد نے ساری کہانی ڈیول کو بتائی تو ڈیول سب سے زیادہ ماہر اور عنایہ کے لیے

پریشان ہوا تھا لیکن اس نے سب اللہ پر چھوڑ دیا تو دیکھوں اللہ نے بھی کیسے آسان راستے بنا دیے اسکے لیے ڈیول نے آج صبح ہی ماہر سے دلکش کے حوالے سے بات کی تھی تو ماہر نے دلکش کے بارے اپنے تمام فیلنگز کھول کر ڈیول کے سامنے رکھی ڈیول یہ بات سب کو بتا چکا تھا سوائے دلکش کے۔ دلشاد کو بھی ڈیول نے یہ بات بتائی تھی جس پر دلشاد نے کہا تھا کہ دلکش کو پورا حق ہے آگے بڑھنے اپنی زندگی نئی طرح سے شروع کرنے کا اور میں خوش ہوں دلکش کے لیے اب داہم کی شادی پر سب کا ایک اور مشن تھا دلکش اور ماہر کو ملوانے کا۔

سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے تھے تھک ہار کر جبکہ خواتین بھی ملازمین سے کام کروانے اور اپنی تیاریوں میں مصروف تھیں جب دلکش ہلدی کا پیالا لیتی ہوئی کچن سے باہر نکلی تو ماہر جو کچن میں جا رہا تھا اچانک دلکش کے ٹکرانے سے لڑکھڑاتی ہوئی دلکش کو ایک دائیں ہاتھ سے تھام گیا جبکہ دلکش کے ہاتھ میں پیالا گرتا کے ماہر نے اور دلکش نے ایک ایک ہاتھ سے پیالے کو تھام لیا جبکہ ان دونوں کی انگلیوں ہلدی میں ڈوب

چکی تھیں دلکش کی آنکھیں بند تھی شاید ڈر سے جبکہ ماہر محوت سے دلکش کے ایک ایک نقش کو دیکھ رہا تھا۔

"ایکسکیوزمی۔۔مجھے لگتا ہے شادی میری ہے لیکن ہلدی کسی اور کی جا رہی ہے" یہ ہمارا داہم تھا جو لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ڈالے ماہر کے پشت پر کھڑا تھا تو ماہر ہڑبڑا کر سیدھا ہوا تو دلکش بھی آنکھیں کھولتی ماہر کے سیدھے کرنے پر سیدھی ہوئی جبکہ اب پیالا ماہر نے پکڑا ہوا تھا تو دلکش کی ہلدی میں ڈوبی انگلیاں ماہر کے کہنی کے نیچے ہاتھ پر لگتی ہلدی لگا گئی جبکہ ماہر کے کھڑے کرنے پر دلکش ایک دفعہ ڈوپٹہ سے پھر الجھتی گرتی کے ماہر نے دلکش کو تھاما جس کی وجہ سے ماہر کی ہلدی میں ڈوبی انگلیاں بھی دلکش کے ہاتھ پہ پیلا رنگ چھوڑ گئیں۔

"وہ میں پانی پینے جا رہا تھا تو یہ محترمہ گرنے لگی" ماہر نے جھٹ اپنی صفائی پیش کی تو سارا الزام خود پر ڈلتا دیکھ دلکش نے منہ کھولے ماہر کو گھورا۔

"میں نہیں گری آپ کے یہ فولادی سانڈ جیسے وجود سے ٹکرائی ہوں آپ جو اندھے ہو کر چل رہے تھے" دلکش نے تیور چڑھا کر کہا تو ماہر تو صدمے میں چلا گیا جبکہ لاؤنج میں بیٹھے مرد حضرات نے قہقہہ لگایا ماہر نے تو دلکش کو بولتے ہوئے بھی نہیں سنا تھا اور وہ اس کی عزت افزائی کر چکی تھی جبکہ داہم اب گھوم کر دلکش کے برابر کھڑا ہوا اپنا قہقہہ ضبط کرتے ہوئے۔

"میری بندی ہے یہ۔۔ نئی نئی یونو کل ہی پٹایا ہے بچ کر رہنا میں بلکل برداشت نہیں کرو گا میری بندی کے آس پاس بھی تمہیں" داہم نے دلکش کے کندھے پر اپنا بازوں سے ٹیک لگاتے کہا تو ماہر نے داہم کو گھور کر دیکھا جبکہ داہم ماہر کی گھوری سے کافی محفوظ ہو رہا تھا جبکہ داہم کی بات پر دلکش مسکرائی۔

"شکل دیکھی ہے اپنی کوئی چلا کاٹنے والے لگتے ہو ایسی شکل پر تو چڑیلیں بھی نا

مرے۔۔۔اور ہالے تم سے شادی کر رہی ہے نا تو یہ احسان ہے اس کا تم پر "
دلکش نے اپنا کندھا نیچے کرتے داہم کو سنائی اور ماہر کے ہاتھ سے پیالے لیتی اسے گھورتی ہوئی وہاں سے نکل گئی جبکہ لڑکھڑاتے داہم کا منہ صدمے کی حیرت سے کھل گیا تو باقی مرد حضرات بھی حیران تھے۔

"بہنوئی۔۔یہ ہماری دلکش تھی ؟؟"ڈیول نے بھی حیرت سے دلشاد سے پوچھا جو خود حیران پریشان تھا۔

"ہاں میرے سڑے ہوئے سالے۔۔لگتا ہے اسکا دماغ پر دائیوں کا الٹا اثر ہو رہا ہے"دلشاد نے کہا تو سب کو دیکھتے اور داہم کو اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھوتا دیکھ ماہر اور جیک کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔

(ہالے❤️داہم شادی اسپیشل)

شام ہو چکی تھی اور مہمان آنا شروع ہو چکے تھے جنھیں وہاب صاحب اور زریش بیگم خوش دلی سے رسیو کر رہے تھے جبکہ دلشاد اور ڈیول سمیت تمام مرد افراد نے آج وائٹ کرتے پاجامہ کے ساتھ ملٹی گولڈن واسکٹ پہنا تھا تو داہم میاں نے لائیٹ گولڈن کلر کا کرتا پجامے کے ساتھ مہرون ویلوٹ واسکٹ وہ سب فوٹو گرافر کے ساتھ اپنے اپنے فوٹو سیشن کرا رہے تھے گروپ میں پھر وہاب صاحب اور کاشان صاحب نے انھیں فنگشن شروع کرنے کا کہتے ان کا دھیان اس طرف کیا تو سب ہی انتظامات دیکھنے لگے۔ ہالے اور داہم کی مایوں کی رسم اکٹھے کی جا رہی تھی ابھی خواتین کا آنا باقی تھا تمام مرد حضرات نے انتظامات سمنبھالتے ہوئے اسٹیج کا رخ کیا جہاں داہم بہت خوش و خرم ہو کر ہالے کا انتظار کر رہا تھا آج اس کی خوشی دیکھنے لائق تھی اور سب ہی داہم کی نظر دل میں اتار رہے تھے۔

"بھائی میں کیسا لگ رہا ہوں؟؟" داہم نے دلشاد کو دیکھتے پھر ڈیول کی طرف یک دم گردن موڑ کر کہا جو اس کے بائیں جانب براجمان تھا دلشاد جیسے لگا داہم اس سے پوچھ رہا ہے داہم کی حرکت پر جل کر رہ گیا جبکہ اپنی زبان کے جوہر دیکھانے سے کہا باز آنا تھا دلشاد نے ڈیول جو داہم کی شرارت پر مسکراتا کچھ کہتا کہ دلشاد کا طنز داہم کو پڑا اور وہ بھی اس کے صبح کے زخم تازہ کر گیا۔

"صبح کسی عظیم ہستی نے کہا تھا "چلا کاٹنے والا" قسم سے داہم بلکل ویسے ہی لگ رہے ہو" دلشاد نے صبح دلکش کی بات یاد کرتے کہا تو جیک نے دلشاد کو ہائے فائے لیا جس میں دلشاد نے بھرپور اس کا ساتھ دیا جبکہ ہمارا داہم منہ بسور کر ہی رہ گیا جسے ڈیول نے تسلی دی چھوٹے خانزادہ اس کا جب ڈون کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو تم بھی بس صبر کرو فنگشن اپنے عروج پر تھا زریش بیگم اور وہاب صاحب تو اپنے چھوٹے بیٹے کے صدقے اتار رہے تھے تو کاشان صاحب اور جنت بیگم بھی وہاں بکھری تمام

خوشیوں کی نظر اتار رہے تھے سب مرد حضرات باتوں میں مصروف تھے جب ہلکی سی لائٹنگ اور پھولوں کی برسات کے ساتھ میں ہالے کے ساتھ تمام خواتین کی اینٹری ہوئی داہم تو محوت سے سر تا پاؤں ہالے کے روپ کو دیکھ رہا تھا ہالے نے گولڈن کلر کا لہنگا کرتی پہنی تھی جس میں بے حد خوبصورتی سے تمام ملٹی رنگوں کی کڑھائی کروائی گئی تھی پھولوں سے سجے گہنے ہاتھوں میں گلاب کے گجرے اور میک اپ سے پاک چہرہ جس پر صرف ہونٹوں پر گلابی لپ گلوز لگایا ہوا تھا اور سر پر داہم کے واسکٹ کلر کا ڈوپٹہ سیٹ تھا ہالے نے بے جاں داہم کے دل کے تار چھڑ دیے تو وہی ڈیول ہالے کے دائیں طرف آیت کو دیکھتا سٹل ہو گیا تمام خواتین نے شرارے پہنے تھے وائٹ کلر کے بس ڈوپٹہ کے کلر چینج تھے سوائے دلکش کے۔ ڈوپٹے زریش بیگم اور جنت بیگم نے تحفے کے طور پر اپنی بیٹیوں کو دیے تھے آیت نے ہلکے سے میک اپ میں مناسب جیولری کے ساتھ ہاتھوں میں لال اور سفید موتیے کے گلاب کے گجرے پہنے تھے اور سر پر گلابی رنگ کا ڈوپٹہ ٹکایا ہوا تھا اور ہالے کا ایک ہاتھ تھامتی وہ ہر قدم کے ساتھ اسٹیج کے قریب ہو رہی تھی تو دلشاد بھی لئی لمحے اپنی جگہ ساکت رہا عنایہ کو دیکھ کر جو تمام خواتین کی طرح ہی تیار ہوتی سر پر

کرمزی رنگ کا ڈوپٹہ ٹکائے ہوئے ہالے کا دوسرا ہاتھ تھامتی اسٹیج کی طرف بڑھ رہی تھی تو ہشام اور جیک عنایہ اور آیت کے دائیں بائیں طرف عائشہ اور مہک کو دیکھتے فریز ہو گئے تھے عائشہ نے سر پر ہرے رنگ کا ڈوپٹہ لیا ہوا تھا تو مہک نے لائیٹ پیچ کلر کا تو دلکش جو ہلدی کا تھال سجائے ہاتھوں میں تھامے چوڑی دار ٹخنوں کو چھوتی لائیٹ گولڈن فراک میں جس کے گھیرے پر ملٹی رنگوں سے کڑھائی ہوئی تھی ہاتھوں میں گجرے مناسب سا میک اپ اور کندن کے جھمکے پہنے شانوں پر ملٹی کلر کا ڈوپٹہ ڈالے ماہر کو ساکت کر گئی ماہر دلکش کی آئی لائنر لگی کرسٹل گرے آنکھوں سے نظریں ہی نہیں ہٹا پا رہا تھا سب مرد حضرات کو خواتین نے چاروں کھانے چت کر دیا تھا خواتین نے اسٹیج کے قریب پہنچتے ہوئے ٹھہر گئی کیونکہ داہم مسکراتا ہوا آگے بڑھتے ہالے کا ہاتھ تھام گیا تھا ہالے نے نظریں اٹھا کر داہم کو دیکھا تو وہ ہینڈسم نوجوان ڈاکٹر آج ہالے کو دنیا کا واحد حسین مرد لگا تھا خود پر ہالے کی نظریں محسوس کرتے داہم نے ایک آنکھ ونک کی تو ہالے گڑبڑاتی لیکن خود کو کمپوز کرتی جلدی داہم کو گھورنے لگی جس پر سب کے قہقہہ بلند ہوئے ان دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا داہم نے آگے بڑھتے ہالے کو اسٹیج پر کیا تو تمام مرد افراد نے بھی باری باری اپنی بیگمات کو

اسٹیج پر آنے میں مدد دی جب دلکش اسٹیج پر آنے لگی تو ماہر نے ہاتھ آگے بڑھایا جس پر دلکش ماہر کو گھورنے لگی دلکش کو لگا جیسے وہ اس کے ساتھ فری ہو رہا ہے تو ماہر نے دلکش کی گھوری کو سمجھتے ہوئے اسے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اشارہ کیا کہ تھال اسے تھما دے ماہر کا اشارہ سمجھتے دلکش خفیف سی ہوتی تھال ماہر کو تھما گئی اور اسٹیج پر اپنی فراک سنبھالتی ہوئی آئی تو ماہر بھی تھال تھامے داہم اور ہالے کے سامنے ٹیبل پر رکھ گیا اور سیدھا ہوا جب ڈیول نے ماہر کی کچھ دیر پہلے کی حرکت پر ائیبرو ریز کی تو ماہر نے آنکھیں گھومائی جبکہ دلشاد ڈیول اور ماہر کو دیکھتا مسکرایا مایوں کا فنگشن جلدی شروع ہوا تو سب نے کپل کی صورت میں تمام رسمیں ادا کی جن کی شروعات زریش بیگم اور وہاب صاحب نے کی تھی تو اختتام دلکش اور ماہر نے کیونکہ وہی سنگل تھے تو آیت نے کہا کے دونوں ایک ساتھ رسم کر لے جس پر دونوں نے آیت کی بات مانتے سر اثبات میں ہلاتے رسم ادا کی اس کے بعد تمام لوگوں نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھاتے ہوئے تمام مہمانوں کو رخصت کیا تو اب ہالے اتنا تھک چکی تھی کہ لاؤنج میں آکر ہی ڈھ گئی کیونکہ داہم کے اترنگی فوٹو شوٹ نے ہالے کو سخت چڑچڑا کر دیا تھا اور وہ سارے بدلے فنگشن ختم ہونے کے بعد لینے والی تھی

سب لوگ ہی باری باری لاؤنج میں آ کر بیٹھے جبکہ زریش بیگم اور وہاب صاحب سونے کی غرض سے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے کچھ کام رہتے تھے جو ان مرد حضرات کے زمہ تھے جو وہ ختم کرتے صوفوں پر ڈھ گئے جبکہ ہالے سمیت ساری خواتین بھی وہی موجود تھی۔

"داہم اگر کل تم نے کوئی الٹا سیدھا پوز کروایا نا مجھ سے میں وہی تمہارا منہ توڑ کر رکھ دوں گی" ہالے داہم کو آتا دیکھ جیسے یک دم پھٹ پڑی۔

"ہالے میری بات سنو" داہم نے اپنے شرارتی لب و لہجے سے ہٹتے ہوئے تحمل سے ہالے کے پاس بیٹھتے ہوئے اسے کچھ سمجھانا چاہا۔

"دیکھوں جو خوبصورت ہوتا ہے وہ پوز کے بنا بھی تصویر میں خوبصورت لگتا ہے لیکن جو خوبصورت نہیں ہوتا اسے پوزز اور کیمرے کے فیلٹر سے خوبصورت بنایا جاتا

ہے میں یہ سب تمہارے لیے کر رہا ہوں" ہالے جو داہم کے اتنے سیریس ہونے پر اس کی بات غور سے سن رہی تھی لیکن جیسے ہی سمجھ آئی وہی داہم کو خونخوار نظروں سے گھورنے لگی۔

"شکل دیکھی تھی صبح اپنی ؟؟" ہالے نے جیسے داہم کو کھا جانے والے انداز میں جل کر بولا۔

"ہاں اور ماشاء اللہ سے آئینہ تو فلرٹنگ بھی کر رہا تھا مجھ سے اب میں اتنا سندر ہوں میں کیا کرو" داہم نے فخریہ کالر جھاڑتے ہوئے کہا۔

"ڈوب کر مر جاؤ" ہالے نے دوبدو کہا۔

"ہاں اور جب ہاسپٹل میں کیسے کہ رہی تھی زین بھائی مجھے میرے داہم لا کر دے ابھی

تب" داہم نے بھی صوفے کی پشت پر بیٹھتے ہالے کے سر پر لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکا کر بولا تو ہالے کا دل کیا اپنا سر دیوار میں مار لے کیونکہ جب سے ہاسپٹل میں اس نے داہم کے لیے یہ سب کہا تھا جب سے داہم ہر بات پر ہالے کو جتا جاتا اور ہالے اسے کچھ بھی نہیں کہہ پا رہی تھی ہالے پیر پٹختی ہوئی وہاں سے اٹھ کر جانے لگی تو عنایہ اور سب نے ہی داہم کو گھورا جو ہالے کو دیکھتا مسکرا رہا تھا اور اتنے میں ہی دلشاد اور ڈیول کی وہاں آمد ہوئی۔

"بھائی آپ اسے سمجھا لے ورنہ میں اسے جان سے مار دوں گی" ہالے نے دلشاد کو دیکھتے ہی کہا تو دلشاد داہم کو گھورتا ہوا ہالے کو شانوں سے تھامتا ہوا صوفے پر بٹھا گیا اور اس کی غصّے سے سرخ ہوتی ناک کو دیکھتے ہوئے داہم کو بازوں سے کھینچتا سائیڈ کرتا ہالے کے برابر میں بیٹھا تو داہم منہ بناتا ڈیول کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

"ہالے کیوں اپنا خون جلاتی ہو۔۔تمہارا بھائی ہے نا اب یہ کچھ بول کر دیکھائے ہم

دونوں مل کر اس کا خون کرے گے" دلشاد نے ہالے کو پیار سے پچکارتے ہوئے اس کا غصّہ کم کرنے کی کوشش کی تو جیک نے لقمہ دیا۔

"اور پھر ہم داہم کی برات والے دن داہم کے تیجے کی بریانی کھائے گے" جیک نے بولا تو ہالے اور دلشاد سمیت سب کا قہقہہ گونجا جبکہ داہم نے اب بدلہ لینا شروع کیا۔

"بریانی تو تمہارے تیجے پر بھی کھائی جا سکتی ہے پٹواری بھائی" داہم نے کہا تو جیک کچھ بولنے والا تھا کہ ڈیول نے کہا۔

"اب تم لوگ شروع مت ہوجانا۔۔میں تھک گیا ہوں اور میں سونے جا رہا ہوں اب" ڈیول نے دونوں کو جھڑکا تو دلشاد نے ڈیول کو دیکھا۔

"جانے دو ویسے بھی آج انسانوں والے کام کیے ہیں تو واقعی تھک گیا ہوگا میرا سڑا ہوا سالا" دلشاد کے طنز پر ڈیول کا خون کھول گیا صبح سے اس کے حصے کے کام بھی وہ بیچارہ ڈون کر رہا تھا کیونکہ دلشاد صاحب کا کہنا تھا کہ اگر کل مجھ سے ڈانس کروانا ہے تمہارے چھوٹے خانزادہ کے لیے تو میں کوئی کام نہیں کروگا تو ڈیول کو دانت پیستے ہوئے اس کے حصے کا کام بھی کرنا پڑا وہ شخص ایک خطرناک ڈون تھا جسے اس کا سالا آسانی سے بلیک میل کر لیتا تھا۔

"ہاں کیوں کے کچھ لوگ نئے نئے جیل سے آئے ہیں اور رعب بادشاہوں والے جھاڑ رہیں ہیں" ڈیول نے بھی دلشاد کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کچھ لوگ جل رہیں ہیں ویسے جانا انھیں کو چاہیے تھا" دلشاد نے بھی ہانک لگائی۔

" شکل دیکھی ہے اپنی۔۔ہننہ" ڈیول نے بھی دو بدو کہا تو دلشاد گہرہ مسکرایا۔

"اتنی اچھی ہے کی تمہاری بہن روز مارننگ کس دیتی ہے" دلشاد نے کہا تو عنایہ کو جوس پیتے یک دم پھندہ پڑا تو ڈیول کا چہرہ غصّہ برداشت کرتے سرخ پڑا اور سب کو اپنی ہنسی ضبط کرنا نہایت مشکل امر لگا لیکن وہ ڈیول کی گن کا سامنا دوبارہ نہیں کرنا چاہتے تھے تو بس ضبط ہی کرتے رہے جبکہ ماہر اور دلکش تو ان لوگوں کو لڑتے ہوئے پہلی دفعہ دیکھ رہے تھے حیرت سے منہ کھول کر۔

"حالانکہ مارنا اسے تھپڑ چاہیے۔۔" ڈیول نے کہا تو سب نے اپنی ہنسی چھپائی کیونکہ دلشاد وہاب خانزادہ کے طنز کا رخ اپنی طرف ہونے سے ڈرتے تھے لیکن دلکش کی ہنسی چھوٹ گئی وہ کب سے ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی لیکن اب تو اس کا ضبط جواب دے گیا جبکہ دلشاد نے دلکش کو گھورا لیکن وہ دلکش تھی عنایہ نہیں جو دلشاد کی ایک گھوری پر رک جاتی جبکہ دلکش نے دلشاد کو اگنور کرتے اپنے بھائی کو دیکھا تو دلشاد نے عنایہ کو دیکھا جو آنکھوں سے کہ رہی تھی میری بہن بہت بہادر ہے

آپ کی گھوری بے کار ہے جسے سمجھتے دلشاد نے عنایہ کو ایک آنکھ ونگ کرتے گڑبڑانے پر مجبور کردیا تو ڈیول دلشاد کی حرکت کو دیکھتے ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا بے شرم انسان خود کو شریف کہتا ہے حرکتیں پوری لوفروالی ہیں۔

"حاسدوں کا جلنا بنتا ہے۔۔جو فرسٹ نائیٹ کو اپنی بیوی سے موقعلات کھا چکا ہو اس کا حسد کرنا بنتا ہے" دلشاد نے ڈیول کے ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کو فوکس کیے کہا تو ڈیول نے ہشام کو دیکھا کیونکہ یہ بات ہشام ،جیک اور آیت اور خود ڈیول کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا جبکہ سب نے حیرت سے ڈیول کو اور پھر آیت کو دیکھا جبکہ دلکش تو آیت کو باقاعدہ گھور رہی تھی جس پر آیت نے کہا "وہ تو پیار پیار میں مارا تھا غلطی سے" تو آیت کے جواب پر عائشہ کی ہنسی چھوٹ گئی وہ جانتی تھی پیار سے بھی کیسے کیسے مار سکتی ہے اس کی دوست جسے آیت نے گھورا لیکن بے سود۔

"زین بھائی دیکھ آپ غلط بندے کو رہیں پیٹ کا کچا پٹواری ہے آپ کا غدار" داہم

نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیک نے ڈیول کو دیکھتے سرعت سے تھوک نگلا۔

"یہ تو ہے کس کی ٹیم میں اور خبر کسی اور کو دیتا ہے" ڈیول نے جیک کو گھورتے چبا چبا کر کہا۔

"ڈیول وہ۔۔تو بس فلو۔۔فلو میں منہ۔۔سے نکل گیا" جیک نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کسی دن فلو فلو میں۔۔میں بھی ایک ہی گولی ماروں گا تجھے اور سیدھا موت کے فرشتے سے ملنا پھر" ڈیول نے کہا تو داہم کا قہقہہ گونجا جبکہ سب ہی مسکرا دیں۔

"زین بھائی آئی لو یو یار اگر میں عورت ہوتا نا تو آپ کی بیوی بننے کے لیے میں زمین آسمان ایک کر دیتا" داہم نے مسکراتے ہوئے ڈیول کے گال پر کس کی تو ڈیول کا

چہرہ سرخ ہوا تو دلشاد ڈیول کو دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا۔

"اور میں تمہاری محبت کو نا سہتے ہوئے خودکشی کر لیتا" ڈیول نے بھی داہم کو گھور کر اس کی حرکت پر خفیف سا ہوتے ہوئے کہا تو سب قہقہہ لگا اٹھے جبکہ داہم نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے رخ پھیرا ایک وہ اتنی محبت کرتا ہے کہ اپنا جینڈر بھی چینج کر کے سوچتے ہوئے بھی کہ دیا اور ایک زین بھائی ہیں جسے قدر ہی نہیں جبکہ ڈیول کو جتنی قدر تھی داہم کی اتنی شاید کسی کو ہی ہو سکتی تھی تبھی تو ڈون ہوتے ہوئے بیچارہ اپنے سالے کو ڈانس کے لیے منوانے کے لیے صبح سے کھجل خوار ہو رہا تھا۔

****

آج داہم اور ہالے کی مہندی کا فنکشن تھا جس میں صرف مہمانوں کے طور پر خواتین کو ہی آنا تھا وجہ آج داہم اور ہالے کی مہندی کے فنکشن پر ڈانس پرفامینس جو تھی

صبح سے سب ہی لوگ تیاریوں میں مگن تھے جبکہ داہم نے منہ زاویے بگاڑے

ہوئے تھے وجہ تمام مرد حضرات کا اسے روم میں داخل نا ہونے دینا تھا جہاں وہ

لوگ اپنی اپنی بیگمات کے ساتھ ڈانس کی پریکٹس کر رہے تھے تو داہم بھی اب کسی

سے نا بات کرنے کا ارادہ کرتا خود تیار ہونے چلا گیا صبح سے شام ہوگئی ہر کوئی گھن

چکر بنا ہوا تھا تیاریوں میں پھر اپنی تیاری کرنے میں جبکہ دلکش آیت اور عنایہ کو ڈانٹتی

ہوئی کھانا اور میڈیسن ٹائم پر دے رہی تھی جس کا ساتھ زریش بیگم اور جنت بیگم

بھی دونوں کو گھورتی ہوئی دے رہیں تھی زریش بیگم تو عنایہ کی طرف سے خوش خبری

سنتے ہی صدقے واری ہوئی جا رہیں تھیں تو آیت کو تو سب نے ہی ہاتھ کا چھالا بنایا

ہوا تھا وہ ٹیونس پریگنینسی جو ایکسپکٹ کر رہی تھی ان کی حالت کو مد نظر رکھتے

زریش بیگم اور جنت بیگم نے سب کو تاکید کی تھی کہ بہت طریقے سے ڈانس کرے

کہ انھیں پریشانی نا ہو جس پر سب نے ہی سر کو خم کیا تھا ویسے ہی اب مہندی کا

فنگشن شروع ہو چکا تھا مہمان آنا شروع ہو گئے تھے جبکے بلیک کرتا پجامے میں گرین

ملٹی شیڈ شیروانی ٹائپ لانگ کوٹ پہنے گلے میں بلیک کلر کے کرتے پجامے کے ساتھ

مفلر لیے داہم کسی سلطنت کا شہزادہ لگ رہا تھا تو باقی تمام مرد حضرات نے بھی داہم

لی فرمائش پر بلیک کرتا پجامہ اور بیلک کی واسکٹ پہنا ہوا تھا اور اپنی شخصیت سے سب کے دلوں پر چھا رہے تھے تو ہالے بھی گرین کلر کے لہنگے میں پنک کلر کا ڈوپٹہ سر پر ٹکائے مناسب میک اپ اور جیولری میں کسی پری کی طرح لگ رہی تھی تو باقی تمام خواتین نے لانگ فراک جو آج سب کی ایک جیسی ہی تھی لیکن رنگ مختلف تھے میک اپ اور جیولری میں اپنے اپنے شوہروں کے دلوں میں قیامت ڈھا رہیں تھیں ہالے کو لا کر داہم کے ساتھ سٹیج پر بیٹھایا گیا تو کئی لمحے داہم محوت سے ہالے کو دیکھتے ہوئے اس کے کان کے قریب سرگوشی کر گیا کیونکہ ہالے کل کی بات پر ابھی تک داہم سے ناراض تھی۔

"پریوں سے بھی زیادہ خوبصورت ہو تم۔۔ اوپر سے یہ بناؤ سنگھار خانزادہ پر زرہ رحم نہیں آتا تمہیں" داہم نے مسکراتے ہوئے معنی خیزی سے کہا تو ہالے نے نظریں اٹھا کر داہم کو دیکھا جو کہ آنکھوں میں محبت لیے ہالے کی تمام ناراضگی کو لمحوں میں اپنے لفظوں کے جادوں سے اڑن چھو کر گیا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے

تھے جب اچانک ڈانس فلور پر یک دم اندھیرا چھا گیا اور ایک گانے کی دھن کو سب نے سننا شروع کیا تو داہم اور ہالے بھی اسٹیج کی طرف متوجہ ہوئے۔

ڈھولک میں تال ہے

پائل میں چھن چھن.....

فلور کی دونوں سائیڈ سے ہشام اور ارسلان نکلے اور لرکس پر سٹیپ کرنے لگے جبکہ دلہا بنا داہم حیرت سے انھیں دیکھنے لگا۔۔

گھونگھٹ میں گوری ہے

سہرے میں ساجن....

اب نوریز اور ماہر اعتراف سے نکلتے اسٹیج پر تہلکا مچانے لگے لوگوں کی ہوٹنگ میں مزید اضافہ ہوا جبکہ خواتین دل تھام کر رہ گئیں۔۔

جہاں بھی یہ جائے

بہاریں ہی چھائیں....

اب ڈیول اسٹیج کے وسط سے آتا سٹیپ کرتا آیت کا دل ہلا گیا جبکہ داہم تو اب اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا منہ میں انگلیاں ڈالے سیٹی بجانے لگا۔۔

یہ خوشیاں ہی پائیں

میرے دل نے دعا دی ہے....

دلشاد بھی ڈیول کی سمت آتا ڈیول کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ڈانس کے سٹیپ کرنے لگا جبکہ عنایہ اپنے سر پھرے خانزادہ کو دیکھتے دونوں ہاتھ کی مٹھی بنائے تھوڑی کے نیچے ٹکا گئی۔۔

میرے یار کی شادی ہے....

میرے یار کی شادی ہے....

اب وہ مرد حضرات اپنی پوزیشن سنبھالتے گانے کے مین لرک پر اسٹیپ کرنے لگے جبکہ داہم ہالے کے ساتھ بیٹھا زور وشور سے ان کی پرفارمینس کو داد دینے لگا۔

داہم تو اپنے باپ کی آخری اولاد اور زین بھائی اور تمام مرد حضرات کی پرفارمینس پر زور وشور سے سیٹیاں بجاتے ہوئے انجوائے کر رہا تھا جبکہ ہالے بھی سب کو دیکھتی بے حد خوش تھی تو زریش بیگم اور وہاب صاحب ،کاشان صاحب اور جنت بیگم نے تو تمام نوجوانوں پر پیسے وارے تھے ہالے اور داہم کی شادی کو سب نے بے حد خوشگوار اور گولڈن ویڈنگ بنا دیا تھا اور پھر اچانک میوزک بند ہوا اور فلور پر ملٹی لائیٹس اون ہوئی ڈیول فلور سے اترتا سیدھا اسٹیج پر گیا اور داہم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے ڈیول داہم کو فلور پر لے کر آیا اور پھر ایک اور میوزک بجا جس پر سب نے اپنا دل تھام لیا فلور بلکل خالی تھا وہاں ڈیول اور داہم کے علاوہ کوئی نہیں تھا پھر ڈیول بھی داہم کا ہاتھ چھوڑے فلور سے اتر گیا اور ایک دفعہ پھر فلور اندھیرے میں ڈوب گیا۔

🎶🎶🎶🎶🎶

Make some noise for the Desi boyz...

Desi boyz...

Desi boyz....

جیک اور ہشام داہم کے دائیں بائیں آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے گانے پر اسٹیپس کرنے لگے تو داہم نے بھی پہلے نا سمجھی سے اور پھر خوش دلی سے اپنے فیورٹ سونگ پر ان کا ساتھ دینا شروع کیا تو ہالے اور وہاں موجود سب لوگ ہی محوت سے انھیں دیکھنے لگے۔

Let's go come on

Kudiyan ta Dil utay rule karangay

Aye he bazaran Wich phali hai hawa...

Todanga Romeo da love da record vi..

Likhan hai ishaq da paath navaa...

جیک ،ہشام اور داہم ابھی ان لرکس پر ڈانس کر رہے تھے کے پھر ماہر اور نوریز بھی

وہاں پہنچے اور ان کا ساتھ دینے لگے اب نوریز اور ماہر آگے تھے تو جیک اور ہشام دونوں پیچھے جبکہ داہم وسط میں تھا۔

Humyarrobigharyhai Dilapnahai ShareefBada...

Makesomenoiseforthe Desiboyz...1..2...3..Go!!!

English thumka Dilki rhythmpe marajumjumka Desi boyz...

Sona Monabankachatti doletanke nachyjumjumka Desi boyz..

وہ پانچوں محفل لوٹ کر لے جانے ہی والے تھے کہ اچانک اینٹری ماری دلشاد اور ڈیول نے جو کے داہم کے دائیں بائیں آکر رکے اب داہم وسط میں تھا جبکہ ڈیول اور دلشاد دائیں بائیں اور نوریز، ہشام جیک اور ماہر ان کے پیچھے اور ایسے کہ سب لوگوں کو ان کے چہرے اور ڈانس سٹیپ نظر آرہے تھے۔

Hum to yaaro hanga Pyaar da viyapari soniya manga sada

Ghar da pata..

Kandan hai lady Gaga fan humri us sakho kadi mil ja Zara ho

kuriyon ko hai Khush rakhna APNA to hab s asool sada

ڈیول ہاتھ جوڑے سٹیپس پر ڈانس کر رہا تھا اور واقعی کوئی ہیرو لگ رہا تھا تو آیت کا

دل بار بار زور سے دھڑک رہا تھا ڈیول تو وہاں موجود کئی لڑکیوں کا کرش بن گیا تھا(اور دو آنٹیوں نے تو اپنی بیٹیوں کے حوالے سے زریش بیگم سے پوچھا تھا یہ کون ہے تب زریش بیگم نے ان کا مقصد سمجھتے ہوئے انھیں بتا دیا تھا کہ وہ شادی شدہ ہے جس پر ان آنٹیوں کو خاصا افسوس ہوا اور یہ بات دلشاد صاحب کے نظروں سے اوجھل نہیں اور اب وہ اس بات کا کہا استعمال کرنے والے تھے یہ تو وہی جانتے تھے) وہ لوگ اتنی مہارت سے ڈانس کر رہے تھے ان کی بیگمات کا دل کیا بس وہ انھیں دیکھتی ہی رہیں جبکہ سٹیپس پر ڈانس کرتے ماہر کی نظر دلکش پر گئی جو ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی اس کا دھیان ڈیول کی طرف تھا جب ماہر نے اچانک سٹیپ بدلتے ڈیول کی سمت آتے دلکش کو دیکھا اب دلکش کی بھی نظر ماہر پر تھی تو ماہر نے دلکش کو ایک آنکھ ونک کی جس پر دلکش کا منہ حیرت کے صدمے سے کھل گیا تو ماہر اپنا کام کرتا پیچھے ہوا لیکن ڈیول نے اسے گھورے بنا جانے نہیں دیا تھا جس پر ماہر نے مسکراتے اسے بھی ایک آنکھ ونک کی جیسے کہنا چاہتا ہو (بہنوئی صاحب کیوں فکر کرتے ہو تم بھی لے لو) ڈیول تو ماہر کو دیکھتا رہ گیا یہ کب سے لوفر بن گیا تو دلکش جلدی خود کو کمپوز کرتی ماہر کو دل میں سلواتیں سناتی زریش بیگم کے پاس چلی گئی۔

Jisko khaty hai badmashi kar layty hai achi khasi ...

Apni tu ha zimadari jha bi dakhi kuri kawari ..

Isko Ghar tk chorna Jana adhi Raat ko lout ke ana bella ...

???????

اب داہم نے آگے وسط میں کھڑے ہوتے اپنے کالر کو جھاڑتے ہوئے اسٹیپ کیے تو دلشاد اور باقی مرد حضرات نے بھی داہم کا ساتھ دیا لیکن داہم اگلے لرکس کا ویٹ کر رہا تھا کہ وہ لرکس آیا نہیں کیونکہ دلشاد نے وہ لرک پہلے ہی کٹ کروا دیا تھا

کیونکہ ہالے کو نہیں پسند تھا تو داہم نے وہی کھڑے گردن موڑے سب کو گھورا کیونکہ وہ لرک داہم کا فیورٹ تھا داہم کے گھورنے پر سب نے چھت پھاڑ قہقہہ لگایا لیکن جلد ہی مین لرک بجا تو ڈیول نے داہم کا شانا تھپتھپاتے ہوئے اسے ڈانس کرنے کا کہا تو داہم بھی سر جھٹک کر مسکراتا آخری اسٹیپس کرنے لگا۔

Ni aja thalley

English thumka Dil ki rhythm pe mara jumjumka Desi

boyz...

Sona Mona ban ka chatti dole tan ke nachy jumjumka Desi

boyz..

🎶🎶🎶🎶🎶

میوزک بند ہوا تو سب نے ہوٹنگ کی لیکن پھر سب نے ہالے کو اسٹیج سے اترتے اور تمام خواتین کے ساتھ فلور پر چھڑتے دیکھا تو مرد حضرات نے سب نے ایک ساتھ ایک آئیبرو ریز کی مطلب صاف جو تھا اب باری گرلز ٹیم کی ہے تو سب مرد حضرات ایک سائیڈ ہو گئے اور ان کے لیڈر کے طور پر داہم آگے تھا جبکہ گرلز ٹیم ایک سائیڈ پر اور ان کی لیڈر کے طور پر ہالے سب سے آگے تھی اب فلور دو ٹیمز میں تقسیم تھا پھر ایک اور میوزک بجا۔۔

🎶🎶🎶🎶

لڑکوں کی انگلی پہ ناچے ہے زمانہ

اااااوووو۔۔۔

لڑکوں کی انگلی پہ ناچے ہے زمانہ

(داہم آگے ہوتے سونگ پر ڈانس کرتے ہوئے ہالے کے سامنے آتے ہوئے ایک آنکھ ونگ کرگیا جس پر ہالے نے ہنس کہ کر سر جھٹکا)

سمپل یہ فنڈا ہے کڑیوں کو بتانا

(اب سائیڈ سے داہم کے پیچھے ہوتے ہی ماہر اور جیک آگے آتے ہوئے دلکش اور عائشہ کے سامنے سٹیپ کرنے لگے دلکش نے جل کر منہ دوسری طرف کیا تو عائشہ نے ہنس کہ کر سر جھٹکا)

لوٹے نہیں لوٹ جائیں

(ماہر کے پیچھے ہوتے نوریز اور ہشام مہک اور نمل کے سامنے آتے ہوئے ڈانس کر گئے جنھوں نے ان کو دیکھتے ناک سے مکھی اڑائی)

جیتے نہیں پٹ جائیں

کڑیاں ہیں جیبوں میں رکھ لے

(اب ڈیول اور دلشاد نے عنایہ کے سامنے آتے سٹیپس کیے تو عنایہ اور آیت نے انھیں دیکھتے ایک ہاتھ سے اپنے چہرے پر ہوا کی جسے دیکھتے دلشاد مسکرایا تو اپنی

غنڈی افت کو دیکھتے ہوئے ڈیول کا ڈمپل واضح ہوا)

کڑیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

کڑیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

کڑیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

کڑیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

(اب سب مرد حضرات اپنے لیڈر کے پیچھے ہوتے ہوئے مین لرکس پر ڈانس کرنے لگے تو لڑکیاں اپنی باری کا انتظار جبکہ محفل میں موجود زریش اور جنت بیگم تو اپنے

بچوں پر جان نثار ہو رہیں تھیں تو وہاب صاحب اور کاشان صاحب گھرا مسکرا رہے تھے اور اپنی شہزادیوں کی باری کا انتظار کر رہیں تھے)

لڑکوں کو لگتا ہے ایزی جیت جانا

اووووو۔۔۔۔

لڑکوں کو لگتا ہے ایزی جیت جانا

(اب ہالے داہم کے قریب آتی اس کے سامنے ایٹیٹیوڈ سے سٹیپ کر گئی تو داہم گھرا مسکرایا لیکن خود کو کمپوز کرتا ہنہ کر گیا)

اس بار ان کو ہرا کے ہے دیکھانا

(اب دلکش اور عائشہ جیک اور ماہر کے سامنے آتی فل ایٹیٹیوڈ میں سٹیپ کر کے اپنے بال جھٹک کر پیچھے ہوئی تو ماہر نے سر جھٹکتے دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے تو جیک نے ہنہ کیا جس پر عائشہ نے جل کر اپنی ہیل جیک کے پیر پر ماری اور وہاں سے بھاگی جبکہ تمام مرد حضرات کا قہقہہ گونجا تو جیک عائشہ کو گھورنے لگا جس پر کوئی اثر نہیں ہوا)

بڑی بڑی ہانکے ہیں یوں ہی ہوا پھانکے ہیں

(اب نمل اور مہک آگے ہوتے ہی سٹیپ کر گئی تو ہشام اور نوریز نے بھی ان کے ہی انداز میں ناک سے اڑائی)

جیبیں بھری کھالیں ہیں عقلیں

(اب نمل اور مہک کے پیچھے ہوتے ہی عنایہ اور آیت ڈیول اور دلشاد کے سامنے آتی سٹیپ کر گئی تو عنایہ کو دیکھتے تو دلشاد نے اسے ایک آنکھ ونک کی جس پر عنایہ سٹیپ بھول گئی لیکن پھر جلد ہی خود کو کمپوز کر گئی تو آیت کو دیکھتے ڈیول نے سرعت سے دل پر ہاتھ رکھا جیسے کہنا چاہتا ہو سہی کہ رہی ہو لیکن پھر ہاتھ ہوا میں لہراتا تخلیہ کر لیا اور آیت منہ بسور کر رہ گئی)

منڈیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

منڈیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

منڈیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

منڈیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

(اب تمام خواتین ہالے کی عقلیت میں سٹیپس کرنے لگی تو محفل میں موجود تمام خواتینک کی ہوٹنگ گونجی)

جتنی گھاس ڈالوں تعاریفیں نکالو

اتنے ہی انکے بھاؤ بڑھتے ہیں

(داہم آگے ہوتے ہوئے اپنے پورے گروپ کے ساتھ سٹیپ کرگیا تو سب کی

ہوٹنگ پر عروج پر تھی)

موقع تاڑتے ہیں چوکا مارتے ہیں

ہاتھ پکڑادوں سرپہ چھڑتے ہیں

(ہالے بھی اب اپنی گرلز ٹیم کے ساتھ سٹیپ کرتی ٹکر کا مقابلہ دے گئی)

تھوڑی ان کی چالیں۔۔

شہہ میں مات دے ڈالے۔۔۔

یہ مزہ مزہ لے کہ چھک لیں۔۔۔

(لڑکوں کے پھر سٹیپس عروج پر تھے تو وہاں موجود ہر لڑکی ان مرد حضرات کو دیکھتی دیوانی ہوئی جا رہی تھی)

منڈیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

منڈیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

منڈیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

(اب لڑکیاں بھی پورا بدلہ لیتی ہوئیں اپنے سٹیپ کر کے محفل لوٹ کر لیں گئیں)

🎶🎶🎶🎶

کڑیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

کڑیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

کڑیاں نوں ڈھگ لے۔۔۔

(اب مرد حضرات بھی اب اپنی اپنی بیویوں کے گرد چکر کاٹتے ہوئے سٹیپ کرنے لگے تو ماہر بھی دلکش کے گرد چکر کاٹتا سٹیپ کرنے لگا سب لڑکیوں نے بھی خوش دلی سے ساتھ دیتے گانے کا مکمل کیا)

🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶🎶

گانا ختم ہوتے ہی فلور پر گلیٹر پیپر فائر ہوئی تو سب کپلز نے بہترین پوز دیتے سب کی تالیاں وصول کی تو ماہر اور دلکش بھی ایک دوسرے کی پشت سے بنا ٹچ کیے کھڑے ہوئے۔پھر سب ہی اسٹیج سے اترتے ہوئے مسکراتے ہوئے سب سے ملنے لگے تو داہم اور ہالے کو واپس اسٹیج پر بیٹھایا گیا زریش بیگم اور جنت بیگم تھال تھامتے ہوئے اسٹیج پر رسم شروع کرنے آرہیں تھیں۔ سب لوگوں نے کل کی ہی طرح کپل بنائے رسم ادا کی تھی تو دلکش اور ماہر نے بھی ساتھ ہی رسم کی تھی رسم ادا ہونے کے بعد سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھاتے ہوئے سب ہی باتوں میں مصروف تھے جب داہم ایکسکیوز کرتا وہاں سے غائب ہوا اور پھر کچھ ہی دیر میں فلور پر اندھیرے میں ایک جگہ روشنی ہوئی جہاں ہالے کی ایک بہت بڑے پورٹریٹ میں پینٹنگ رکھی تھی پھر ایک اور جگہ روشنی ہوئی جہاں ایک اور ہالے کی پینٹنگ تھی

ایسے ہی ہر پینٹنگ پر روشنی ہوتی گئی سب ہی اس طرف متوجہ ہوئے ہالے تو وہ پینٹنگز دیکھتی نظریں پھیرنا ہی بھول گئی وہ پینٹنگز ہالے کے جب وہ وہاب ولا میں آئی تھی جب سے اب تک کی اس کی بہترین مومینٹس کی پینٹنگز تھی بچپن کی ٹین ایج کی اور اب کی اور تاریخ دن اور مہینے کے ساتھ سب ہی جانتے تھے داہم پینٹنگز بہت اچھی کرتا ہے لیکن ایک بات حیران کن تھی کہ داہم کسی کے لیے بھی دس سال سے پینٹنگ نہیں کرتا تھا اور داہم کو بہت سے لوگوں نے ان کی پینٹنگ بنانے کا کئی دفعہ کہا تھا حالانکہ ہالے نے بھی تو داہم ہر کسی کو ایک ہی بات کہتا تھا

"میں اپنے ہنر میں صرف ایک شخص کا مقروض ہوں اور میرا ہنر اسی پر تمام ہے
"لیکن یہ کسی کو بھی نہیں پتا تھا کہ داہم دس سال سے صرف ایک ہی لڑکی کی پینٹگ کرتا ہے اور وہ لڑکی کوئی اور نہیں ہالے آفریدی تھی ہالے سانس روکے ہر پینٹنگ کو محوت سے دیکھ رہی تھی تو دلشاد عنایہ ،ڈیول آیت ،ہشام مہک ، عائشہ اور جیک ، نوریز نمل ،ماہر دلکش یہاں تک کے وہاں موجود ہر لڑکی اور وہاب صاحب کا شان

صاحب جنت بیگم اور زریش بیگم بھی وہ ہمیشہ شرارتوں میں مگن شخص دس سال سے ایک لڑکی کی محبت میں گمنام تھا اور پھر سب نے سپوٹ لائٹ کی عقلیت میں داہم کو پینٹنگز کے قریب سے آتے اور ہالے کے نزدیک اسٹیج پر جاتے دیکھا لیکن وہ ہاتھ میں مائیک پکڑے ہوئے تھا اتنے میں میوزک کی آواز سب کو سنائی دی۔

ہے تیری عنایت ..🎶

تجھ سے ملی ہے ..🎶

ہونٹوں پہ میرے ..🎶

ہنسی جو کھلی ہے ..🎶

اسے میرا چہرہ ..🎶

چھپا بھی نا پائے..🎶

تجھے پا کے حاصل

ہوئی جو خوشی ہے..🎶

تجھے پا کے حاصل

ہوئی جو خوشی ہے..🎶

ہاں تو ہے

ہاں تو ہے..🎶

میری باتوں میں ہاں تو ہے

میرے خوابوں میں تو یادوں میں تو

ارادوں میں تو ہے..🎶

ہاں تو ہے

ہاں تو ہے.. 🎶

میری باتوں میں ہاں تو ہے

میرے خوابوں میں تو یادوں میں تو

ارادوں میں تو ہے.. 🎶

داہم مسکراتا گاتا ہوا ہالے کے قریب پہنچا داہم کی آواز سب نے گاتے ہوئے پہلی مرتبہ سنی تھی اور سب ہی اس آواز کے فضو میں کھوئے ہوئے تھے جبکہ ہالے کو تو یہ سب کوئی خواب لگا تھا اس نے کتنی دفعہ داہم سے کہا تھا اس کی پینٹنگ بنائے لیکن

داہم ہر بار اسے چیڑا دیتا تھا اور چیڑ کر غصّہ ہو جاتی تھی یہ جانے بغیر کہ وہ شخص دس سال سے اسے ہی تو اپنے ہنر میں تخلیق کر رہا ہے اور پھر داہم کی آواز داہم نے ایک ہاتھ سے ہالے کا ہاتھ تھامتے ہوئے اپنے قریب کر گیا پھر سب نے ان دونوں کو دیکھا اور پھر داہم نے ہاتھ کا اشارہ کیا جس پر ان پینٹنگز کے بیچ جو ابھی تک ایک پینٹنگ رکھی تھی جس پر سے پردہ نہیں ہٹا تھا اس کا پردہ ہٹایا گیا اور سب کی نظریں جھپکنا بھول گئیں وہ پینٹنگ داہم اور ہالے کے کل ہونے والے نکاح کی عکاسی تھی جس میں ہالے داہم کے نکاح کے ڈریس میں دلہن کی طرح سجی سنوری داہم کے سامنے کھڑی تھی تو داہم بھی ہالے کے ڈریس سے میچنگ وائٹ گولڈن شیروانی میں اس کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے اپنے حصار میں لیے کھڑا تھا وہ جنون کی حد تک پاگل شخص تھا جو اپنے ہنر کو بھی اپنی محبت کا مقروض سمجھتا تھا ہالے کی آنکھوں سے خوشی کے باعث آنسو گالوں پر لڑھک گئے تو داہم نے مسکراتے ہوئے اپنی انگلیوں کے پوروں سے وہ آنسو چنے سب نے انھیں دیکھتے "ہاؤ رومینٹک" کی ہوٹنگ لی تو ہالے چھینپ گئی تو داہم نے مسکراتے ہوئے ہالے کو واپس صوفے پر بیٹھایا اور خود اس کے قریب بیٹھا ایک بار پھر زریش بیگم نے ان کی نظر اتاری۔

دلکش انھیں بہت پیار سے دیکھ رہی تھی جسے خود ماہر بڑے پیار سے دیکھتا اس کے پاس آیا تو ماہر نے شرارت سے دلکش کے کندھے کو مس کیا جس پر دلکش نے رخ پھیرے ماہر کو گھورا وہ کب سے نوٹ کر رہی تھی کہ ماہر کچھ زیادہ فری ہو رہا ہے اس کے ساتھ۔

"آپ سمجھتے کیا ہے خود کو؟؟" دلکش نے تیور چڑھا کر کہا۔

"آپ کا عزیز اور ماہر راشد خلیل" ماہر نے بھی دو بدو ک اس کے تیور کو دیکھتے کہا۔

"میں نے اگر آپ کی یہ حرکتیں زین بھائی کو بتا دی نا...تو وہ سیدھا آپ کے منہ پر وار کرے گے" دلکش نے ایبرو ریز کرتے ماہر کو وارن کیا۔

"خوشی سے چومنے کے لیے؟؟" ماہر نے مسکراتے سر کھجاتے ہوئے ایک ہاتھ سوال کیا۔

"منہ میں سیدھا گولی مارنے کے لیے" دلکش نے دھمکی دی تو دلکش کی دھمکی پر ماہر نے مسکراتے سر جھٹکا جبکہ ڈیول نے ماہر کو اپنی جگہ سے ہی گھورا تو ماہر نے ہنہ کرتے سر جھٹکا اور بڑبڑایا "دلشاد صحیح کہتا ہے یہ ہے ہی سڑا ہوا سالا"۔

اور دلشاد کو یاد کیا جائے اور وہ کوئی دھماکا نا کرے ایسے تو حالات ہی نہیں۔۔بس کیا تھا اب ایک دفعہ پھر اندھیرا چھایا اور اس دفعہ دلشاد اور عنایہ پر لائیٹ پڑی جو کہ ڈیول سے کچھ ہی فاصلے پر تھے دلشاد کی ایک سپیشل پرفارمینس کے لیے ہی تو ڈیول نے اس کے حصے کے کام کیے تھے وہ اپنے چھوٹے خانزادہ کے لیے واقعی کچھ بھی کرسکتا تھا لیکن یہ جانے بغیر کے وہ پرفارمینس داہم کے لیے نہیں ڈیول کے لیے

سب سے زیادہ شوکنگ ہوگی اتنے میں میوزک بجنے لگا۔

🎶🎶🎶🎶

میری رام کلی میں تجھ پہ

دل وجان سے مرتا ہوں.....

دلشاد عنایہ کا ہاتھ تھامے لرکس پر عنایہ کو سنبھالتے ہوئے ڈانس کر رہا تھا جبکہ سب ہی انھیں محبت سے دیکھ رہے تھے تو داہم منہ کھولے حیرت سے جس کا منہ ہالے نے کھلکھلاتے ہوئے بند کیا تھا تو ڈیول کی تو جیسے دنیا ہی گھوم گئی وہ اپنے دشمن کی ہر حرکت سے واقف رہتا تھا لیکن اپنے منحوس بہنوئی کے جال میں ہمیشہ پھنس جاتا تھا ڈیول کی شکل دیکھتے آیت کی تو زریش بیگم کے ساتھ بیٹھتے ہنسی قابو میں نہیں آرہی تھی

تو دلکش بھی کھلکھلا رہی تھی اور یہی حال سب کا تھا دلشاد وہاب خانزادہ شارپ بزنس مین ہی نہیں شارپ مائینڈڈ بھی تھا۔

لیکن یہ سچ ہے تیرے

بھائی سے ڈرتا ہوں.....

اب دلشاد عنایہ کو ڈیول کے سامنے لاتا ڈانس کرنے لگا تو ڈیول نے دلشاد کو گھور کر دیکھا (ایسا تو ڈرنے والا)

چھوڑو بھی یوں ڈرنا آجاؤ

پاس میں.....

اب عنایہ کی باری تھی تو عنایہ بھی لرکس پر ڈانس کے سٹیپس کرنے لگی جبکہ دلشاد نے لرکس پر ڈیول کے حیرت سے کھلتے منہ پر قہقہہ ضبط کیا

مرجائے نایوں ہی ملنے کی

پیاس میں.....

جبکہ ڈیول تو اپنی لاپرواہ بہن کو دیکھتا دلشاد کو خونخوار نظروں سے گھورنے لگا (اس گانے پر ڈانس ضرور دلشاد کی خرافات تھی)

کوئی دیکھ لے نا ہمیں یہاں

کہی گھوم کے آئے ہم.....

اب دلشاد عنایہ کا ایک ہاتھ تھامے گھومتے ہوئے ڈیول کی پشت سے سامنے لے کر آیا اور عنایہ کے ساتھ سٹیپس کرنے لگا

چلو عشق لڑائیں

چلو عشق لڑائیں

چلو عشق لڑائیں صنم....

اب تو آیت سمیت سب کی ہنسی نہیں روک رہی تھی اور دلشاد اور عنایہ اتنے پیارے لگ رہے تھے کہ داہم نے اسٹیج سے اترتے ہوئے ان پر سے پیسے وار کر ملازم کو دیے تو گانا بند ہونے پر دلشاد داہم کے گلے لگا اور پھر کچھ فاصلے پر آتے ڈیول کے پھر کیا تھا ڈیول اور داہم کے ساتھ ان کے اشارہ کرنے پر مرد حضرات ہی اپنی اپنی بیگمات کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسٹیج پر پہنچے تھے اور داہم اور ہالے کے اعتراف میں بیٹھتے ہوئے تصویر کھنچوا گئے ہالے کے برابر میں دلشاد اور داہم کے برابر میں ڈیول بیٹھا تھا تو آیت ڈیول کے پاس صوفے سے ٹیک لگاتے تو عنایہ دلشاد کے پاس صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے جبکہ ماہر اور نوریز دلشاد اور ڈیول کے آگے ان کے گھٹنوں سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے تو جیک اور ہشام داہم اور ہالے کے جبکہ

مہک، عائشہ نمل اور دلکش صوفے کی پشت پر کھڑی تھیں وہ ایک یادگار مومنٹ تھا جسے وہ لوگ زندگی بھر یاد رکھنے والے تھے۔ داہم نے ڈیول کے کان کے قریب سرگوشی میں "شکریہ" کہا وہ جانتا تھا یہ سب کچھ ڈیول نے کیا ہے داہم کی بات پر ڈیول نے مسکراتے ہوئے داہم کے گلے میں ہاتھ ڈالا تو داہم نے دوبارہ کل والی

حرکت کرتے ڈیول کو کس کی اور ایسے ایک اور تصویر کلک ہوئی۔

داہم اور ہالے کا مہندی کا فنگشن ختم ہوا تو سب ہی مہمان جا چکے تھے زریش بیگم اور وہاب صاحب بھی تھکاوٹ کے باعث آرام کرنے اپنے کمرے کا رخ کر چکے تھے تو تمام خواتین ہالے کے روم میں تھیں کل کی پلائینگ کرنے کے لیے تو داہم اپنے روم میں۔جب اچانک داہم کے روم میں ڈیول آیا داہم جو بیڈ پر چت لیٹا اپنے موبائل میں مصروف تھا ڈیول کو دیکھتے سیدھا ہو کر خوشی سے بیٹھا تو ڈیول کے پیچھے دلشاد اور پھر دلشاد کے پیچھے جیک پھر ماہر پھر ہشام اور پھر نوریز داخل ہوا وہ تمام مرد حضرات نائٹ سوٹ کے طور پر شرٹ اور ٹراؤزر میں ملوس تھے جیسے کے داہم بھی تو ڈیول داہم کے برابر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بیٹھا جبکہ ہشام اور جیک کاوئچ پر جا کر بیٹھے تو نوریز اور ماہر داہم کے بیڈ کے آخر سروں پر دائیں بائیں جانب تو دلشاد داہم کی ڈریسنگ کے ساتھ رکھے سٹول پر داہم نے باری باری سب کو دیکھا جو آج ایسی شکل بنائے ہوئے تھے کہ جیسے کسی چیز پر افسوس ہے انھیں البتہ ماہر میاں

خوش باش بیٹھے تھے اور وہ سب بھی چپ چاپ داہم کو افسوس سے دیکھنے میں مشغول تھے جب داہم نے تنگ آکر پوچھا۔

"کیا ہوا ہے آپ سب ایسے کیوں دیکھ رہیں ہیں مجھے ؟؟" داہم نے چڑ کر کہا۔

"دیکھ رہیں ہیں تو بھی قربانی چڑھنے والا ہے" نوریز نے نہایت افسوس سے داہم کو جواب دیا تو داہم کے دماغ میں یک دم جھماکا ہوا اس نے سب کو ایک نظر دوبارہ دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو پھر داہم نے ناسمجھی سے نوریز کو دوبارہ دیکھا۔

"یوسفزئی کا مطلب ہے تم بھی کل شادی کی سولی پر چڑھنے والے ہو چھوٹے خانزادہ "ڈیول نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے نوریز کی بات کی تشریح کی۔

"تو آپ لوگ تو ایسے کہ رہیں ہیں جیسے آپ کو اب پتا چلا میری شادی ہے کل حالانکہ آپ لوگوں نے آج خوب ناچ ناچ کر جشن منایا ہے اس بات کا" داہم نے سب کو گھور کر کہا تو نوریز کا دل چاہا اپنا ماتھا پیٹ لے وہ لوگ کیا سمجھانا چاہتے ہیں اسے اور یہ کیا سمجھ رہا ہے۔

"اور اب اسی بات کا دکھ منانے آئیں ہیں ہم سب" اب ہشام نے کہا تو داہم نے ایک آیبرو ریز کی دکھ کیسا دکھ جس کو سمجھتے جیک آگے ہوا اس چھوٹے خانزادہ کو اب وہ سمجھائے گا۔

"داہم تیری کل شادی ہے شادی "جیک نے داہم کے سامنے ہاتھ جھلا کر کہا۔

"اچھا مجھے لگا آپ کے ایڈوانس بچے کا عقیقہ ہے" داہم نے بھی مسکرا کر جیک کو آگ لگائی جبکہ داہم کے جواب پر سب کا قہقہہ بلند ہوا تو جیک بھی داہم کو گھورتا

واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"میرے باپ کی آخری اولاد آج تیری آزادی کا آخری دن ہے ہم اس غم میں شریک ہونے آئیں ہیں" اب دلشاد نے کہا تو داہم پورا دلشاد کی طرف گھوما۔

"کیا مطلب آزادی کا آخری دن؟؟" داہم کے تو جیسے آزادی کے نام پر ہی کان کھڑے ہو گئے تو دلشاد کھلے دل سے مسکرایا وہ اپنے بھائی کو پٹڑی پر لانا اور بات سمجھانا اچھے سے جانتا تھا۔

"کیونکہ کل سے تم چھوٹے خانزادہ ایک غلام بن جاؤ گے وہ بھی بنا تنخواہ کے پرمینینٹ" ڈیول نے کہا تو اب داہم دلشاد کی طرف سے موڑ کاٹتا ڈیول کی طرف جھٹ سے بیڈ پر بیٹھا بیٹھا ہی سیدھا ہوا تو داہم کی حرکت پر سب نے اپنا قہقہہ ضبط لیا کیونکہ وہ لوگ آج داہم سے سارے حساب کتاب مکمل کرتے ہوئے اس کو ڈرانا

چاہتے تھے۔

"استغفرُللہ میں کیوں بننے لگا غلام اور کس کا" داہم نے پھر نا سمجھی سے منہ بسور کر پوچھا تو آج تو سب کو داہم کی اس نا سمجھی پر رہ کر غصّہ آنے لگا اتنا تو نا سمجھ نہیں تھا وہ جسے ان کی بات سمجھ نا آئے۔

"کیونکہ کل سے ہالے کی حکومت چلے گی تمہارے اوپر جیسے کہ ہم سب پر ہماری بیویوں کی چلتی ہے" نوریز نے کہا تو داہم نے نوریز کو دیکھا اور ہنسنے لگا۔

"مزاق کر رہیں ہیں آپ سب لوگ میری بھابھیاں تو اتنی اچھی ہیں ساری" داہم نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر داہم کو جو مسکرا رہا تھا پھر ماہر نے کچھ سوچتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھتے اپنے موبائل کو داہم کے ٹیبل پر رکھے لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کرتے ہوئے ایک گانا پلے کیا سب لوگ

سمجھ گئے تھے گانا کونسا ہے اور داہم بھی لیکن ماہر نے داہم کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتے ہوئے اس سیچویشن کے حساب سے لرکس سیٹ کیے اور واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا اور گانے کے لرکس کمرے میں گونجنے لگے تو ہشام نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

آج ہنس لے تو کل رونا پڑے گا

سکھ چین تجھے سب کھونا پڑے گا

(ہشام نے داہم کے روم میں موجود کاوچ پر چڑھ کر گانا شروع کیا پلے میوزک کے ساتھ تو داہم ہونک بنا اسے دیکھنے لگا)

جب وہ کہے گی آٹھ جائے گا تو

جب وہ کہے گی تجھے سونا پڑے گا

(جیک نے بھی اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے داہم کے کندھے جھنجھوڑتے ہوئے پلے میوزک کے ساتھ گانا شروع کیا)

آج ہنس لے تو کل رونا پڑے گا

سکھ چین تجھے سب کھونا پڑے گا

(ڈیول نے بھی داہم کی ہونکوں بھری شکل دیکھتے خود مسکینوں والی شکل بنائے گایا

اور افسوس سے سر بیڈ کرون سے لگا گیا جس پر داہم نے حیرت سے ڈیول کو دیکھا)

جب وہ کہے گی آٹھ جائے گا تو

جب وہ کہے گی تجھے سونا پڑے گا

(دلشاد نے بھی ٹریسنگ سے ٹیک لگائے داہم کو برش پھینک کر گاتے اپنی طرف متوجہ کیا جو کہ ڈیول کو حیرانگی سے دیکھے جا رہا تھا اور اب دلشاد کو کیونکہ دلشاد اب ڈریسنگ پر سر ٹکائے افسوس سے گا رہا تھا دلشاد کو دیکھتے ماہر کو ہنسی آئی وہ ہنس بھی لیا کیونکہ یونو نا وہ ابھی سنگل تھا اس پر اس پورے ڈرامے میں دکھ کی ایکٹنگ فرض نہیں تھی)

کرنی ہونگی غلامیاں

دینی ہونگی سلامیاں....

(نوریز نے بھی دکھ سے داہم کے کندھے پر اپنا سر رکھتے گایا داہم کی شکل دیکھنے والی تھی)

آلوٹ کے بندھو آجا۔۔۔

ماہر نے سب سے ہٹ کر گاتے دھم کے لیے باہیں پھیلائی اور اس کے سامنے کھڑا ہوا جیسے کہنا چاہتا ہو (اب بھی وقت ہے مت کر شادی) جس رداہم نے پریشانی سے تھوک نگلا لیکن اٹھا پھر بھی نہیں اپنی جگہ سے

🎶🎶🎶

کل تیری شادی تیرا بج گیا باجا

🎶🎶🎶

(اب تمام مرد حضرات نے داہم کے سامنے کھڑے ہوتے ماہر کے ساتھ جگہ لیتے ہوئے دکھ سے سٹیپس کرتے ڈانس شروع کیا)

🎶🎶🎶

کل تیری شادی تیرا بج گیا باجا

🎶🎵🎶🎵🎶🎵

(داہم کو اپنے مستقبل کی فکر ستانے لگی ان سب کی حالت دیکھتے اور ماہر کو خوش دیکھتے تو بیچارے بیڈ پر وہی ڈھ گیا اور سب کے قہقہہ بلند ہوئے)

وہ سب داہم کو بیڈ پر چت لیٹا دیکھ ایک دوسرے کو تھمز اپ کرتے وہاں سے باری باری نکلے تو سب کے جاتے ہی داہم ایک دم سیدھا ہوتے مسکرایا اور موبائل ہاتھ میں لیتے ایک جگہ پریس کیا۔

"آئے تھے مجھے ڈرانے میں بھی اپنے نام کا ایک ہی پیس ہو اب دیکھنا بھائی لوگ کیا کرتا ہے یہ دلہا تمہارے ساتھ ۔۔ خود تو مزے سے شادی کا لٹو کھا کر بیٹھے ہیں اور

میری باری ہضم نہیں ہو رہی اور وہ ماہر میری نئی نئی بندی کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔۔

ہننہہہ" داہم نے اپنے موبائل کو اپنے سامنے لہراتے ہوئے شرارت سے خود سے مخاطب ہوتے کہا کیونکہ داہم تو نوریز کی پہلی لائین پر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ لوگ داہم کو ڈرانا چاہتے ہیں اس لیے اس نے اپنے موبائل پر وائس ریکارڈنگ شروع کردی تھی اور اب وہ اس کا استعمال کہا کرے گا یہ تو داہم ہی جانتا تھا۔

****

(ہالے❤️داہم نکاح اسپیشل)

آج کی صبح دو زندگیوں کو ایک کرنے والی تھی آج داہم اور ہالے کا نکاح کا دن تھا اور سب ہی لوگ صبح سے اپنی تیاریوں میں مشغول تھے اور صبح سے عصر کی روشنی پھیل گئی تھی ایک الگ سی رونق اور شور مچا ہوا تھا ہالے کو اس کے روم

میں سجایا جا رہا تھا تو داہم اپنے روم میں ڈریسنگ کے سامنے کھڑا خود کو نہار رہا تھا۔

"یا اللہ کیوں بنایا مجھے اتنا حسین افففف...." داہم جو تیار ہوتے ہوئے خود سے مخاطب تھا تو دلشاد، ماہر، ہشام اور جیک اس کے روم میں داخل ہوئے آج سب نے سفید شلوار قمیض پر اپنی بیگمات کے لہنگوں سے میچنگ واسکٹ پہنی تھی عنایہ نے مہرون کلر کا لہنگا پہنا تھا تو آیت نے نیوی بلیو تو عائشہ نے پیرٹ گرین تو مہک نے لائیٹ براؤن جبکہ نمل نے سکائے بلیو کلر تو دلکش نے کرسٹل گرے اپنی آنکھوں سے مشابہت رکھنے والا کلر پہنا تھا جبکہ ماہر نے واسکٹ نہیں پہنی تھی وہ مکمل سفید کاٹن کے سلوار قمیض میں تھا۔

"تاکہ تم چاندنی کی جگہ پارٹ ٹائم ٹھمکے لگا کر محفل لوٹ سکو" دلشاد نے داہم کی بات سنتے لقمہ دیا تو داہم نے منہ بسورا۔

"نہیں دلشاد بھائی تاکہ داہم کو گبر پرپوز کر سکے" یہ جیک تھا جو داہم کے ایکسپریشن سے محفوظ ہوتا رائے دے گیا جبکہ داہم کو تو منہ ہی حیرت سے کھل گیا۔

"ارے نہیں جیک تاکہ داہم کو دیکھ کر مریض دوائی نہیں زہر مانگے" یہ ماہر تھا جو مسکراتے ہوئے جیک کی بات پر داہم کے کھلے منہ کو دیکھتا بولا تھا۔

"اب آپ لوگ میری بے عزتی کر رہے ہیں" داہم نے سب کو گھورتے ہوئے احتجاج کیا۔

"چلو اس بات پر تمہاری زارہ سی خودکشی تو کرنی بنتی ہے داہم" ہشام نے داہم کے سامنے اپنی رائے پیش کی تو سب ہی داہم کے کچھ دن پہلے والی خودکشی کی دھمکی پر ہشام کی چوٹ کو سمجھتے قہقہہ لگا اٹھے کیونکہ داہم کے منہ کے زاویے بگاڑے تھے داہم انھیں کوئی جواب دیتا کہ دلکش نے روم ناک کیا تو داہم نے ان سب کو

ٹھورتے آنے کی اجازت دی تو اپنے روم میں دلکش کو دیکھتے ہوئے دا ہم حیران ہوا جبکہ مناسب میک اپ اور جیولری میں قیامت خیز حسن لیے تیار ہوئی دلکش کو دیکھتے ماہر کی نظریں ہی پلٹنا بھول گئیں تو ماہر کی بے اختیاری کو سب نے ہی نوٹ لیا۔

"وہ زین بھائی نے کہا ہے کہ آپ سب لوگ نیچے آجائیں اور اپنی اپنی بیگم کے ساتھ فوٹو سیشن کروا لے۔۔" دلکش نے سب کو پیغام دیتے ہوئے ماہر کی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتے ناگواری سے وہاں سے جانے کے لیے قدم پیچھے لیے جبکہ ماہر کی بات پر دلکش ک کے قدم رکے۔

"اور جن کی بیگم نہیں ان کے لیے کیا پیغام دیا ہے آپ کے زین بھائی نے" ماہر کو دلکش کا اس طرح جانا بلکل پسند نہیں آیا تو وہ بے اختیاری میں چہرے پر دلکش مسکراہٹ لیے بولا لیکن ماہر کی بات کو سنتے جہاں دلکش پوری ایڑیوں کے بل گھومی

تھی وہی داہم بھی حیرت سے ماہر کو دیکھنے لگا تو ہشام جو پانی پی رہا تھا اسے تو زور کا پھندا لگا جبکہ جیک اور دلشاد نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے ہشام کی پیٹھ کو تھپتھپایا تھا ماہر تو خاموش طبعیت رکھتا تھا اور آج تک کسی غیر لڑکی سے مخاطب بھی نہیں ہوا تھا وہ تو اس معاملے میں انتہائی شریف تھا یہ ماننا ڈیول اور اس کے تمام ساتھیوں کا تھا جبکہ دلشاد، نوریز اور داہم کو بھی تو یہی بتایا گیا تھا ہاں لیکن وہ جس طرح سے دلکش سے مخاطب ہوتا تھا دلکش کو اس معاملہ میں کوئی خوش فہمی نہیں تھی کہ ماہر شریف انسان ہے۔

"میرے بھائی نے تو ایسے افراد کے بارے میں کوئی پیغام نہیں دیا۔۔ لیکن میری رائے ہے کہ وہ لوگ اپنی جوکر جیسی شکل گم ہی رکھے تو بہتر ہوگا" دلکش نے بھی چبا چبا کر کہتے ہوئے ماہر کے چودہ طبق روشن کر دیے جبکہ دلشاد، ہشام جیک اور داہم نے تو منہ دوسری طرف پھیرے اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کی کیونکہ ماہر کے واقعی چودہ طبق روشن ہو چکے تھے ڈیول کی بہن کو چھیڑ کر۔

"آپ کو تمیز نہیں کسی شریف زادے کنوارے لڑکے سے بات کرنے کی" ماہر نے دلکش کو دیکھتے ہوئے مصنوعی غصّے سے کہا۔

"شریف جب آپ جیسے ہوں تو اللہ ہی خیر کرے غنڈے، بدمعاش اور چھچھورے.... ہنننہ" وہ بھی دلکش فاطمہ تھی اپنے نام کی ایک کیسے پیچھے رہتی دوبدو کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر تیور چڑھا کر بولی جبکہ دلشاد داہم، جیک اور ہشام تو یہ سین بنا پاپ کارن کے انجوائے کر رہے تھے۔

"اور اپنے بھائی کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا....وہ کس اقسام میں آتا ہے؟؟" ماہر تو غنڈہ، بدمعاش لفظ سنتا ہی صدمے سے بولا حالانکہ چھچھورے لفظ پر اسے دلکش کی رائے پر دلکش کے ہی حوالے سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

"میرا بھائی لاکھوں میں ایک ہے الحمد اللہ..." دلکش نے ماہر کو دیکھتے سر ہنننہ کرتے جھٹک کر دروازے کی طرف رخ کیا اور ماہر کی کوئی بات سنے بنا ہی واک آؤٹ کر گئی جبکہ دلکش کے جاتے ہی سب کا قہقہہ بلند ہوا ماہر کی حالت پر تو ماہر بھی با آواز بلند کرتے بڑبڑایا۔

"اور بہن کروڑوں احمقوں میں ماشاء اللہ..." سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا تو ماہر نے سب کو جل کر دیکھتے باہر کی طرف قدم بڑھائے تو دلشاد نے ڈریسنگ پر رکھا کلہ داہم کے سر پر سجایا اور اپنی جیب سے نوٹ نکالتے داہم کی نظر اتاری تو داہم دلشاد کے گلے لگا وہ دونوں بھائی ایک دوسرے سے جانثار محبت کرتے تھے یہ الگ بات تھی کہ ظاہر کبھی کبھی ہی کرتے تھے۔ سب ہی دلہے میاں کی عقلیت میں باہر آئے داہم نے سفید کرتے پجامے پر گولڈن وائٹ شیرانی پہنی تھی تو کرتے کے ساتھ کا ہم رنگ مفلر لیا ہوا تھا اور سر پر شیروانی کے ساتھ کا کلہ سجایا ہوا تھا وہ اپنی شخصیت اور خوبصورتی میں واقعی کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا داہم ڈیول،

دلشاد، نوریز، ہشام، جیک اور ماہر کے ساتھ اوپر سے سفید موتیے اور لیلی کے پھولوں کی برسات میں آیا تو زریش بیگم اور جنت بیگم نے داہم کی بار بار نظر اتاری۔ وہاب صاحب اور زریش بیگم نے ہالے کو لانے کے لیے قدم گھر کی سمیت بڑھائے اور کچھ ہی دیر میں پھولوں سے سجے سہرے میں جس کے چاروں کونوں کو دلشاد، ڈیول، ہشام اور ماہر نے تھاما ہوا تھا اور بیچ میں ہالے تھی اسی نکاح کے ڈریس میں جو داہم نے ہالے کو دیا تھا دلہن بنی برائیڈل میک اپ میں کندن کی برائیڈل جیولری کے ساتھ سر پر اپنی ماں کا گلابی رنگ کا نیٹ کا ڈوپٹہ ڈالے ہاتھوں میں لال اور سفید گلاب کے گجرے پہنے زریش بیگم اور وہاب صاحب کا ہاتھ تھامے اسٹیج کی طرف قدم بڑھا رہی تھی جہاں بیچ میں موتیوں اور پھولوں کا پردہ کیا ہوا تھا اور ایک طرف داہم اور دوسری طرف ہالے کو بیٹھنا تھا جبکہ تمام خواتین ہالے کے پیچھے پیچھے چل رہیں تھیں ہالے کو اسٹیج پر لا کر بیٹھایا گیا اور کچھ ہی دیر میں نکاح شروع ہوا۔

"داہم وہاب خانزادہ ولد وہاب خانزادہ آپ کا نکاح ہالے آفریدی ولد آفریدی قیوم کے ساتھ حق مہر سکہ رائج الوقت دس کرڑور روپے میں طے پایا ہے آپ نے قبول

لیا"

قبول ہے۔۔۔

قبول ہے۔۔۔

قبول ہے۔۔۔

مولوی صاحب نے داہم کی زندگی میں خوشیوں کی نوید کے لیے تین دفعہ اجازت مانگی

تھی جس پر داہم نے شکر الحمد کہتے تینوں دفعہ کھلے دل سے ان خوشیوں کا استقبال کیا تو اب باری ہالے کی تھی جو مسمرائزسی آنکھوں میں ٹھہروں خوشیوں کے آنسو لیے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"ہالے آفریدی ولد آفریدی قیوم آپ کا نکاح داہم وہاب خانزادہ ولد وہاب خانزادہ کے ساتھ سکہ رائج الوقت دس کڑور روپے میں طے پایا ہے آپ نے قبول کیا"

قبول ہے۔۔۔

قبول ہے۔۔۔

قبول ہے۔۔۔

ہالے کے سامنے بھی محبت اور خوشیاں دامن پھیلائے کھڑی تھیں جس پر ہالے نے بھی مولوی صاحب کے تین دفعہ پوچھنے پر کھلے دل سے اپنی زندگی میں محبت کا استقبال کیا تو نکاح نامے پر سائین کروائے گئے اور پھر پورے ہال میں مبارک باد کی صدا گونج اٹھی تمام مرد حضرات نے وہاب صاحب کے بعد داہم کے گلے لگتے ہوئے اسے مبارک باد دی تو تمام خواتین نے زریش بیگم کے ہالے کو گلے لگانے کے بعد بے حد خوشی سے ہالے کو مبارک باد دی۔

اب داہم کی اپنی بیوی کو مبارک باد دینے کی باری تھی جس پر سب نے کھلے دل سے داہم کے لیے آسانی پیدا کرتے اسٹیج کھالی کیا تو داہم موتیوں اور پھولوں کے پردے کو ہٹاتا ہالے کی سمت قدم بڑھا گیا جو گلابی نیٹ کے ڈوپٹے کے اوڑھ سے اپنے اس قدر ہینڈسم اور شہزادے جیسے لگتے شوہر کو دیکھتی مسکراتی پلکیں جھکا گئی داہم نے آگے ہوتے ہالے کے دونوں ہاتھوں کو تھاما اور اسے کھڑا کیا پھر داہم نے

نرمی سے ہالے کے دونوں ہاتھ پہلو میں چھوڑتے ہوئے اس کا گھونگھٹ کیا ڈوپٹہ پیچھا کیا اور اپنی نئی نویلی دلہن کو دیکھنے لگا کئی لمحے داہم نے ہالے کو محوت سے دیکھنے میں گزار دیے ہالے نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو جیسے داہم ہوش کی دنیا میں لوٹا اور آگے بڑھتے ہوئے ہالے کی پیشانی پر لب رکھ گیا اور ایسے ہی ایک تصویر دلشاد نے کیمرہ مین سے کیمرہ لیتے کلک کی جو داہم کی پینٹنگ کا نظارہ تھی وہ دونوں مکمل ہو چکے تھے وہ تصویر ان کی زندگی میں خوشیوں کی عکاسی کر رہی تھی ان پر اٹھنے والی ہر نظر انھیں دیکھتے محبت سے سرشار ہو رہی تھی کیا اتنا بھی مکمل لگتا ہے کوئی کسی کے ساتھ۔

(دودھ پلائی رسم اسپیشل ❤️)

مہمانوں کو کھانا کھلا دیا گیا تھا جبکہ دودھ پلائی کی رسم کے لیے دلکش ہاتھ میں دودھ پلائی کی ٹرے تھامے اسٹیج پر چڑھ رہی تھی جس کی مدد کے لیے اب بھی ماہر سب سے آگے آیا کیونکہ وہ بھی اسٹیج پر دلشاد اور ڈیول کے ساتھ باتوں میں مصروف کھڑا تھا

لیکن دلکش کو دیکھتے ہوئے وہ اپنے قدم دلکش کی سمت بڑھا گیا جسے دیکھتے دلکش نے اپنے منہ کے زاویے بگاڑے جبکہ ماہر نے دلکش کے چہرے کے بگڑے ہوئے زاویوں کا کوئی اثر نہیں لیا ماہر ہاتھ آگے بڑھانے لگا جب دلکش نے ڈیول کو آواز دی۔

"زین بھائی میری مدد کرے پلیز" دلکش نے کہا تو ڈیول اور دلشاد دونوں ہی بیک وقت مسکرائے ان کا دھیان بھی دلکش کی طرف تھا دلکش کے کہنے پر ماہر نے بھی اپنا کچھ آگے بڑھا ہوا ہاتھ بالوں میں پھنساتے ہوئے یہ ظاہر کیا کے وہ تو اپنے بال سیٹ کرنے لگا تھا جس پر دلکش کا حیرت سے منہ کھل گیا تو ماہر مسکراتا ہوا ادھر ادھر نظریں پھیر تا رستہ صاف دیکھ کر دوبارہ دلکش کو دیکھتا ایک آنکھ ونگ کر گیا دلکش کا منہ پل میں بند ہوا اور دلکش گڑبڑائی جس پر ماہر نے اپنا قہقہہ ضبط کرتے ہوئے ہشام کو آواز دیتے اسٹیج پر بلایا کیونکہ اب دودھ پلائی کے بعد پیسوں کی لوٹ بھی تو میچنی تھی جبکہ ڈیول کے پاس آتے ہی دلکش نے اسے ٹرے تھمائی اور خود اسٹیج پر

چڑھ کر ہالے کے برابر میں بیٹھی داہم نے دودھ پلائی کی رسم شروع کرتے ہوئے اپنے لبوں سے گلاس لگایا اور ایک گھونٹ پیتے ہی وہ گلاس ہالے کے لبوں کے پاس کیا جس پر اسٹیج پر موجود، دلشاد عنایہ ،ڈیول آیت ، ہشام
مہک ،ماہر، دلکش ،جیک عائشہ ،نوریز اور نمل نے ہوٹنگ کی تو ہالے شرم سے لال ہوتی ہوئی لبوں سے گلاس لگا گئی اور اب باری تھی پیسوں کی تو دلکش کی آواز سب سے پہلے گونجی۔

"اب میرا نیگ دو چھوٹے خانزادہ" دلکش نے خوش دلی سے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا تو داہم نے بھی سر اثبات میں ہلاتے دلکش کے ہاتھ پر اپنی جیب سے نکالتے ہوئے کچھ رکھا جسے دیکھ کر سب حیران ہوئے تو دلکش بھی نا سمجھی سے داہم کو دیکھنے لگی جو پر سکون ہوتا مسکرا رہا تھا ہالے نے بھی نا سمجھی سے گردن موڑے داہم کو دیکھا۔

"اس رومال کا کیا کروں ؟؟" دلکش نے اپنے ہاتھ میں داہم کا رومال دیکھ کر صدمے سے داہم کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تمہارا نیگ ہے کرسٹل باربی" داہم نے دلکش کو نئے نام سے نوازتے ہوئے بتایا جس پر جہاں دلکش کا نیا نام سب کو پسند آیا وہی دلکش کو اپنا نام تو پسند آیا لیکن نیگ نہیں۔

"یہ کیسا نیگ ہے اور اس کا میں کیا کرونگی بتاؤ ذرا چھوٹے خانزادہ؟؟" دلکش نے کمر پر ہاتھ ٹکا کر بولا تو داہم آگے ہوا اور سیریس بھی جو داہم کی اگلی کسی نئی شرارت کا سائن ہوتا ہے۔

"جب تم رات کو مجھے یاد کر کے روگی تو اس رومال سے اپنے آنسو صاف کر لینا میری کرسٹل باربی" داہم نے مسکراتے ہوئے افسوس سے کہا تو ماہر نے تو ایک

آئیبروریز کرڈالی وہ بات جو سمجھ گیا تھا داہم کی اور اسی کے سامنے اسی کی بندی پر لائن ۔جس کو داہم نے ہنہ کرتے آنکھیں گھوما کر اگنور کیا ۔

"چھوٹے خانزادہ چوتھا ہے تمہارا رات میں کیا جو میں نے تمہیں یاد کر کے رونا ہے ؟؟" دلکش نے داہم کی بات پر جل کر بولا تو ہالے کھلکھلادی تو سب ہی داہم کی ہونک بنی شکل دیکھتے ہنسنے لگے اور ماہر کے تو جیسے دل کو ڈھنڈک ملی وہ داہم کو جتا بھی گیا ایک ہاتھ اپنے دل پر رکھتا مسل کر جبکہ داہم اپنی فرسٹ نائیٹ کی رات کو اپنے چوتھے کی بات سنتا سخت بدمزہ ہوا اور ہالے کو گھورنے لگا جو اس کے بگل میں بیٹھی کھلکھلارہی تھی داہم کی گھوری پر ہالے نے منہ بناتے ہوئے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا وہ اگر اس وقت دلہن نا بنی ہوتی تو داہم کی اس گھوری کا جواب لازمی دیتی ۔

"ڈارلنگ میں ہینڈسم نوجوان ڈاکٹر آپ کے ہاتھ سے نکل گیا دکھ میں آنسو تو بہاؤگی نا آپ" داہم نے واپس دلکش کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

"شکر الحمد کہ تم جیسا چلا کاٹنے والی شکل جیسا میرے متھے نہیں لگا میں شکرانے کے نوافل ادا کر کے ضرور سو گئی آج رات" دلکش نے بھی داہم کو مسکراتے ہوئے آگ لگائی جس پر داہم نے منہ بنایا تو ہالے دوبارہ کھلکھلا دی جس پر داہم نے ہالے کے قریب جھکتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی "ہنس لو بیگم کیونکہ رات کو ہنسنے کا موقع نہیں دوں گا" داہم نے کہتے ہوئے ہالے کے شرم سے لال ہوتے چہرے اور یک دم جھکی پلکوں کو دیکھتے اپنے دانتوں تلے ہونٹ دبائے جبکہ ہالے کی ہنسی کو یک دم بریک لگتا دیکھ دلکش نے داہم کو اپنی طرف دوبارہ متوجہ کیا۔

"میرا نیگ دو چھوٹے خانزادہ وہ بھی ایک لاکھ ورنہ" دلکش نے داہم کو گھور کر کہا تو دلکش کی ڈیمانڈ پر داہم نے دونوں ہاتھ اپنے دل پر رکھتے ہارٹ اٹیک کی اداکاری کی۔

"آپ لوگ سب مرد حضرات یہاں میرے لوٹنے کا تماشہ دیکھنے کھڑے ہیں بولے

گے نہیں کچھ۔۔۔یہاں تو لوٹ مچی ہے دودھ میں ہیرے ڈال کر پلائے تھے کیا جو ایک لاکھ مانگ رہی ہیں آپ کرسٹل باربی؟؟" داہم نے پہلے سب مرد حضرات کو دیکھتے دوہائی دی اور پھر دلکش کی ڈیمانڈ پر دلکش کو گھور کر کہا۔

"کس بات کے ایک لاکھ؟؟ اس آدھا کلو دودھ کے؟؟ ایسے تو دودھ والے امیر ہو جائے گے جو آدھا کلو دودھ کے ایک لاکھ مانگنے لگ گئے تو" اب کی دفعہ ماہر بولا داہم کی سائیڈ لیتے ہوئے تو داہم نے ماہر کو مشکور نظروں سے دیکھا جبکہ ماہر کی نظریں تو اب بھی دلکش پر تھی جو ماہر کی بات پر منہ کے زاویے بگاڑ رہی تھی۔

"تو دودھ والوں کی بیٹی سے شادی کرنی تھی نا" اب کی دفعہ عائشہ بولی جس پر جیک آگے ہوا۔

"اب تو ہوگئی شادی اور ایک لاکھ بہت زیادہ ہے۔۔ہم نہیں دیں گے" جیک نے

بھی ہاتھ جھلا کر اس بحث میں حصہ لیا جس پر داہم کو پہلی دفعہ وہ پٹواری پسند آیا اور اسے فلائنگ کس دے گیا جس پر جیک نے اسے کیچ کرتے خوش دلی سے کس قبول لی۔

"کیوں نہیں دیں گے ہم دلہن دے رہیں ہیں اور آپ لوگ نیگ نہیں دے سکتے ؟؟"
اب نمل کو بھی غصّہ آیا جس کو دیکھتے جیک نے نوریز کو آگے کیا کہ اپنی والی کو خود جواب دے۔

"میری جان ہم بھی تو آپ کو دلہا دے رہیں ہیں ہم نے تو پیسے نہیں مانگے آپ سے"
نوریز نے اپنی بیوی سے محبت بھرے انداز میں بات کرتے کہا تو جیک ،ماہر، داہم نے نوریز کو لعنت پیش کی اتنی رن مریدی پر کہ نمل اتنا اکڑ کر بات کر رہی تھی تو وہ اتنی محبت سے جس پر نوریز نے انھیں آنکھوں سے سمجھایا بیٹا میری بیوی دیکھتی ہی معصوم ہے اگر میں نے تھوڑی سی بھی آواز اونچی کی نا یہ میرا بوریا بستر اٹھا کر گھر

سے باہر نکلوا دے گی جس کو سمجھتے سب نے سر جھٹکا۔

"بات سنو دلکش بہت زیادہ پیسے ہیں یہ اتنے کون مانگتا ہے اور شکل دیکھو میرے باپ کی آخری اولاد کی تمہیں لگتا ہے اس نے اتنے پیسے زندگی میں ایک ساتھ دیکھے ہونگے ؟؟" اب کی دفعہ دلشاد آگے بڑھا اور تحمل سے دلکش کو سمجھاتے ہوئے داہم کو ہی آگ لگا گیا جس پر داہم نے معصوم سی شکل بنائے ڈیول کو دیکھا تو ڈیول نے بھی اسے اطمینان دیا اور آگے ہوا۔

"اپنی شکل دیکھی ہے آئینے میں کبھی؟؟ فرشتے بھی لعنت بھیجتے ہونگے" ڈیول نے دلشاد کو گھور کر کہا۔

"تمہاری شکل پر تو جیسے فرشتے ڈالر برساتے ہیں ہے نا؟؟ میرے سڑے ہوئے سالے" دلشاد نے بھی مسکراتے ہوئے ڈیول پر طنز کیا اب ڈیول کچھ بولتا اور ان

دونوں کی پھر منہ سے گولہ باری شروع ہوتی کہ عنایہ بیچ میں بولی۔

"آپ کہیں نا داہم کو نیگ دے جلدی" عنایہ نے آگے بڑھتے ہوئے دلشاد کے سینے پر ہاتھ رکھتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہا تو دلشاد نے گردن موڑے ڈیول کو دیکھ کر جتایا جو اپنی بہن کو گھور رہا تھا اور عنایہ کی جیسے ہی نظر ڈیول پر پڑی تو عنایہ نے تھوک نگلتے ہوئے اپنی بے اختیاری پر خود کو کوستے فورا دلشاد کے سینے سے ہاتھ ہٹایا اور پیچھے کو کھسکی جبکہ دلشاد نے عنایہ کو گھور کر دیکھا لیکن عنایہ نے دلشاد سے نظریں نا ملاتے ہوئے رخ ہالے کی طرف کیا تو دلشاد نے جل کر ڈیول کو دیکھا۔

"میں کہ رہی ہو میرا نیگ دو جلدی ورنہ تم جانتے نہیں ہو مجھے ابھی" اب دلکش نے تنگ آتے ہوئے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر کہا یہاں رسم چل رہی تھی اور ان لوگوں کو اپنی ذاتی دشمنی کی پڑی تھی تو دلشاد پہلے ہی جلا بھنا ہوا تھا اب اپنی طنزوں کا رخ دلشاد نے دلکش کی طرف کیا۔

"ہاں یاد آیا تم وہ ہو جو روز آئینے سے پوچھتی ہے میں ہوں کون میں ہوں کون اور آئینہ کہتا ہے ایک سڑے ہوئے انسان کی بہن ہو جسے دیکھ کر میرا دل مرنے کو کرتا ہے اور ایک بزدل لڑکی کی بھی بہن ہی ہو جو بولتی کم اور ڈرتی زیادہ ہے اور ہاں کریمنلوں کے خاندان کی چڑیل ہو" دلشاد نے کہا تو دلکش، عنایہ اور ڈیول تینوں کے تو چودہ طبق روشن ہوئے عنایہ اور ڈیول تو دلشاد کے اس ڈائیلاگ سے گزر چکے تھے جبکہ اب دلکش کو بھی دلشاد پر غصّہ آیا لیکن باقی سب تو اتنے حیران ہوئے کے دلہا دلہن سمیت سب کے ہی منہ کھل گئے اور ظلم یہ کے ان کے منہ بند کرنے والا بھی کوئی نہیں تھا دلکش کی تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھی اور غصّہ عروج پر۔

"ہاں اور تم قید خانے کے قیدی جیل پلوٹ انسان، میرے بھائی کی منتیں کرنے والے مجھے میری بیوی سے ملوا دوں، میرے بھائی کے نام پر جیل سے نکلنے والے اور عورتوں کی طرح طنز کروا لوں نام کے شریف آدمی او وہ آدمی کیوں طنزیہ مردانہ

عورت" دلکش نے کہا تو دلشاد کی آنکھیں حیرت سے پوری کھل گئی اب ڈیول، داہم اور عنایہ کا تو ہنس ہنس کر برا حال ہوگیا دلشاد کی تو جیسے زبان تالوں سے چپک گئی اس نے غلط وقت پر غلط بندی سے پنگا لیا تھا دلشاد کو چپ دیکھتے دلکش نے ایک قدم دلشاد کی طرف لیتے دلشاد کو گھورا جبکہ دلشاد نے دو قدم پیچھے لیے اور جیک کے ساتھ پیچھے ٹکرایا جبکہ باقی سب اب بھی دلشاد کی اس عزت افزائی کو ہضم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"جیک یہ دلکش تھی؟؟" دلشاد نے حیرت سے جیک سے سرگوشی میں پوچھا تو جیک نے دلشاد کو شانوں سے تھامتے ہوئے تسلی دی اور سرگوشی نما انداز میں ہی بولا "جی بھائی" جس پر دلشاد نے جیک کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"بھائی روئیں گا مت پلیز۔۔ آپ کو دیکھ کر میں بھی رو دوں گا اور یقین مانے میں روتا ہوا بہت برا لگو گا" جیک نے معصومیت سے کہا۔

"مجھے یقین ہے جیک۔۔" وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے سرگوشی میں باتیں کر رہیں تھے کہ اب دلکش کو اور غصّہ آیا۔

"یہ رومینس ہو گیا ہو تو چپ ہو کر سائیڈ کھڑے ہو جائیں۔۔ سمجھے" دلکش نے جیک اور دلشاد کو گھورتے ہوئے کہا تو جیک اور دلشاد فوراً سیدھا ہوئے اور سر اثبات میں زور و شور سے ہلا گئے جبکہ ڈیول اور عنایہ کے دل کو ٹھنڈک ملی کے دلشاد کی بھی بولتی بند کی ان کی شیرنی نے۔

"اب جو میری سائیڈ ہیں وہ میرے پیچھے آکر کھڑے ہوں جائیں اور یہ بوئیز گرلز ٹیم ختم کریں ورنہ میں نے کسی کو نہیں بخشنا اتنی محنت سے میں دودھ تیار کیا اور آگے سب نیگ کے نام پر تقریر کرنے۔۔۔ اور اب کسی کو کچھ کہنا ہے یا پھر میں گن پوائنٹ پر نیگ لو" دلکش نے کہا تو سب نے ہی اس غصّے میں لال ہوتی شیرنی کو

دیکھتے داہم کے علاوہ سب نے ہی نفی میں سر ہلایا تو داہم تو بس تمام مرد حضرات کے ساتھ ڈیول اور دلشاد کے بھی نفی میں سر ہلتے دیکھتا منہ کے زاویہ بگاڑتا دل میں ان سب کو غدار کو لقب دے گیا جبکہ سب کو دیکھتی دلکش کا رخ اب داہم کی طرف گیا تو داہم واپس اپنی ڈھٹائی پر آگیا جس پر دلکش نے ایک آئیبروریز کرتے ڈیول کو دیکھا جو آیت کے پاس سے دلکش کے پاس آتا اسے اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں شانوں سے تھامتے ہوئے لے گیا اور پھر آیت ،جیک ، ہشام ، مہک ، عائشہ ،ماہر اور عنایہ بھی ڈیول اور دلکش کے پیچھے چلے گئے یعنی وہ دلکش کی طرف تھے جبکہ نمل اور نوریز بھی ڈیول کی سائیڈ پر جا کر کھڑے ہوئے تو اب صرف دلشاد ہی تھا جو داہم سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا لیکن چپ پل میں بوائیز اور گرلز کی ٹیم ختم کی تھی دلکش نے۔

"دے دوں چھوٹے خانزادہ ورنہ جو تمہارے باپ کی پہلی اولاد کا منہ بند کروا سکتی ہے وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔۔۔"ڈیول نے دلشاد کو دیکھتے جتا کر کہا تو داہم نے منہ بناتے ہوئے جیب سے ایک لاکھ کی گڈی نکالتے ہوئے دلکش کو دی جس نے فخریہ

کالر جھاڑتے ہوئے احسان کرنے والے انداز میں داہم سے وہ گڈی تھامی ہاں یہ الگ بات تھی کہ داہم وہ گڈی چھوڑ ہی نہیں رہا تھا جس پر دلکش نے ڈیول کو دیکھا جو بیچارہ اپنے دونوں عزیزوں کے بیچ میں پھنسا تھا اور اب دلکش کے دیکھنے پر بیچارگی سے کندھے آچکا گیا دلکش نے ڈیول کی طرف سے ناکامی دیکھتے ہشام کو دیکھا معصومیت سے تو ہشام نے بھی دل پر ہاتھ رکھتے سر کو خم کیا اور داہم کے برابر آکر بیٹھا اور اپنی ہر وقت ہولڈ کی گن کو نکالتا صوفے کی اڑھ میں داہم کی کمر پر رکھ گیا جس پر داہم نے منہ بناتے ہوئے اس گڈی پر سے گرفت ڈھیلی کی۔

"کسی معصوم سے رزق حلال چھینا ہے آپ نے کریمنل چڑیل اللہ پوچھے گا" داہم نے دہائی دیتے ہوئے دلکش کو ایک اور نام سے نوازہ۔

"معصوم شکل دیکھی ہے دلہا بنے بھی کسائی لگ رہے ہو" دلکش نے کہتے ہی سر جھٹک کر اسٹیج سے نیچے قدم رکھے لیکن دلکش کی بات پر دلشاد اور داہم کے علاوہ

سب ہی مرد حضرات قہقہہ لگا اٹھے تو خواتین بھی کھلکھلائی جن میں داہم کی دلہن بھی شامل تھی لیکن اس داہم کو صدمے کی کیفیت سے ہالے کو گھورنا بھی یاد نہیں رہا تھا اور دلکش گئی تو دلشاد واپس اپنے جلالی روپ میں آتا عنایہ کی طرف لپکا جس نے دلشاد کو اپنی طرف آتا دیکھ دلکش کو آواز لگائی تو دلشاد جل کر پیچھے ہوا اور اب ڈیول کو دیکھنے لگا جو اپنے ڈمپل کی نمائش کرتا دلکش کی شان میں قصیدے پڑھ رہا تھا جبکہ اب ہالے کو عنایہ نے مہک اور عائشہ کے ساتھ ملتے ہوئے اسٹیج سے اتارتے ہوئے گھر کے اندر لے گئی جبکہ سب ہی باری باری اسٹیج سے نیچے اترے تو داہم جو وہی بیٹھا ابھی بھی اپنے ایک لاکھ کی گڈی پر افسوس کر رہا تھا تو دلشاد بھی اس کے برابر میں آکر بیٹھا۔

"بھائی یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے میرے خون پسینے کی کمائی لے گئے آپ کے کریمنل سسرالیے" داہم نے دکھ سے کہا۔

"کریمنلوں کا خاندان جو ہے ۔۔ اور کون سی خون پسینے کی کمائی جیسے میں تمہیں نہیں جانتا رات کو نکلی نوٹ منگوائے تھے تم نے نیگ کے نام پر نالٹنے کے لیے" دلشاد نے داہم کو گھورتے ہوئے کہا تو داہم نے افسوس سے رخ دلشاد کی طرف کیا ۔

"وہ بھی تو خریدے ہی تھے ناپیسوں کے ۔۔ لیکن مزہ آیا مافیا خاندان کو الو بناتے" داہم نے پہلے افسوس سے کہا اور پھر چہکتے ہوئے جس پر دلشاد اور داہم دونوں ہی ہائے فائے کرتے قہقہہ لگا اٹھے وہ ایسے خانزادے تھے جو مافیا خاندان کو ایک پل میں الو بنانے کا ہنر رکھتے تھے ۔

****

ہالے کو داہم کے روم میں جو ہر طرف لال گلاب اور سفید موتیے کے پھولوں سے سجا تھا بیڈ پر دلہن کی طرح بیٹھایا گیا تھا ہر طرف پھولوں کی خوشبو اور جلتی ہوئی مدھم

روشنی کیے موم بتیوں نے داہم اور اب ہالے کے بھی روم کو معنیٰ خیز ماحول میں بتلا کردیا تھا ہالے جو دل تھامے دھک دھک کرتی دھڑکنوں کو لیے اپنے ہاتھ مسلتی ہوئی سر جھکائے حیا کی لالی میں ڈوبی بیٹھی تھی کہ اچانک دروازہ کھلتے دیکھ پلکیں اٹھاتی اور داہم کو اندر آتا دیکھ واپس پلکیں جھکا گئی داہم ڈور لاک کرتا ہالے کے سامنے آکر بیٹھا اور ہالے کو محوت سے دیکھنے لگا کئی لمحے گزر گئے پھر داہم نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہالے کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے اپنے لبوں سے لگایا ہالے داہم کے لمس کو اپنے ہاتھ پر محسوس کرتی داہم کو دیکھنے لگی جو اب ہالے کا ہاتھ تھامے اسے اپنے گال پر مس کر رہا تھا داہم کی اس حرکت پر ہالے کے ہاتھ میں ایک کرنٹ سا اسے محسوس ہوا اور دل نے ایک بیٹ مس کی داہم نے نظریں اٹھا کر ہالے کی آنکھوں میں دیکھا اور اسے خود کو دیکھتا پا کر مسکراتا ہوا ہالے کا ہاتھ نرمی سے آزاد کرتا اسے شانوں سے تھامتا بیڈ کے قریب کھڑا کر گیا اور پھر بیڈ سے کچھ فاصلے پر ڈریسنگ کی طرف لے کر آیا اور ہالے کو ڈریسنگ اسٹول پر بیٹھاتے خود ایک ایک کر کے ہالے کے ڈوپٹے کی پینز اتارنے لگا آخری پین کے نکلتے ہی ڈوپٹہ زمین بوس ہوا ہالے نے گھبراتے ہوئے پلکیں اٹھا کر داہم کے عکس کو آئینے میں دیکھا جو اسے ہی

دیکھتا اب ہالے کی جیولری اتار رہا تھا ہالے کو جیولری کے بوجھ سے آزاد کرتا داہم ہالے کے ہاتھوں کو تھامتا باری باری وہاں سے چوڑیوں کے علاوہ ہر زیور کو اتار گیا اور پھر ہالے کے قدموں میں جھکتا ہالے کی بنا آواز کی پازیب کو اتارنے لگا ہالے داہم کے ہاتھوں کو اپنے پیروں پر محسوس کرتے داہم کو روکنا چاہا جس پر داہم نے ہالے کے آگے بڑھے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے دوبارہ اپنے لبوں سے لگاتے اپنے کام میں مصروف ہوا ہالے کو ہر زیور سے آزاد کرتے داہم نے ڈریسنگ ڈرار کھولتے وہاں سے مہرون مخملی لاکٹ کا کیس نکالا اور اسے کھولتے ہوئے اس میں موجود پینڈ کو ہاتھ میں لیتے ہالے کی صراحی دار سفید شفاف گردن میں زیب تن کیا ہالے آئینے میں محوت سے اس پینڈ کو دیکھنے لگی جس پر دل کی شیپ میں صرف داہم لکھا تھا اور داہم کے نام کے نیچے تین چھوٹی سونے کی لڑیوں کے سروں پر دو میں باریک ڈائمنڈ تھے تو ایک پر H لکھا تھا وہ نہایت خوبصورت پینڈ تھا۔

"داہم یہ بہت خوبصورت ہے" ہالے نے بے اختیار کہا تو داہم گھیرا مسکرایا۔

"تم سے کم جان داہم" داہم نے کہتے ہی ہالے کی گردن پر پشت سے جھکتے ہوئے پینڈ لی چین پر سائیڈ سے اپنے لب رکھے تو ہالے کا دل زور و شور سے دھڑکا داہم نے سیدھے ہوتے ہالے کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔

"ابھی تو پوری رات پڑی ہے میری جان ۔۔ ایسے شرماؤ گی تو کیسے گزاروں گی یہ رات" داہم نے مسکراتے ہوئے ہالے کے سامنے آتے ڈریسنگ سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کرتے کہا تو ہالے کا دل اپنے کانوں میں بجنے لگا۔

"لیکن فی الحال جاؤ چینج کرو وضو کر کے آؤ شکرانہ ادا کرتے ہیں اور پھر اپنی نئی زندگی کی شروعات کریں گے" داہم نے ہالے کے شرم سے لال ہوتے گالوں دیکھتے شانوں سے تھام کر کھڑا کرتے کہا تو ہالے نے نظریں اٹھائیں۔

"شکرانہ؟؟" ہالے نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"کہا تھا نا تمہیں جو پالے اس پر سجدہ شکر فرض ہو جائے بس وہی فرض ادا کرنا چاہتا ہوں تمہاری موجودگی میں" داہم نے کہا تو ہالے کو یک دم یاد آیا یہ بات داہم نے ہالے کے سامنے جب کہی تھی جب وہ نوریز کے لیے آخری دفعہ روئی تھی ہالے کی آنکھیں پل میں اللہ کے شکر میں نم ہوئی اللہ نے اسے صالح مرد سے نوازہ تھا اور محبت سے بھری زندگی بے شمار خوشیاں جو استقبال کا رستہ سجائے اس کا انتظار کر رہیں تھیں بے شک اللہ بہتر لیتے ہوئے بہترین سے نوازتا ہے جیسے ہالے آفریدی کو داہم وہاب خانزادہ سے نوازہ گیا تھا۔

(ہالے داہم فرسٹ نائیٹ ❤️)

ہالے چینج کرتی ڈریسنگ روم سے باہر نکلی تو داہم بیڈ پر بیٹھا اسی کا انتظار کر رہا تھا

ہالے کو دیکھتے داہم کی آنکھیں پھر مسکرائی وہ ڈیپ ریڈ کلر کے سلوار سوٹ میں ملوس تھی اور گیلے بالوں کو ٹاول سے آزاد کرتے وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف ڈرائیر کے لیے بڑھنے لگی جب داہم نے بھی ہالے کو دیکھتے مسکراتے ہوئے وشروم کی طرف رخ لیا داہم بھی فریش ہوتا شاور لیتا سفید سلوار قمیض میں باہر آیا تو ہالے کو نماز کے سٹائل میں ڈوپٹہ باندھے کاوئچ پر بیٹھے اپنے انتظار میں پایا داہم نے جائے نماز نکالتے اپنے اور ہالے کے لیے جائے نماز قبلہ رخ کر کے بیچھائی اور ایک ہاتھ آگے کرتے ہالے کو آنے کا اشارہ دیا جو کب سے داہم کو ہی دیکھے جا رہی تھی بہت غور سے شاید محبت سے داہم کے اشارے پر ہالے کاوئچ سے اٹھتی داہم کا ہاتھ تھامتی داہم کی عقلیت میں رب کے حضور نوافل کے لیے نیت باندھ گئی داہم کی سربراہی میں نماز پڑھتے ہوئے ہالے نے بھی شکرانے کے نوافل ادا کیے داہم نے سلام پھیرتے ہالے کی طرف دیکھا جو سلام پھیرتے خود داہم کی طرف دیکھ رہی تھی پھر ہالے خود کو تھوڑا سا آگے کرتی داہم کے کندھے پر ویسے ہی بیٹھے ہوئے اپنا سر رکھ گئی ہالے کی اس حرکت پر داہم گھیرا مسکرایا اور آگے جھکتا ہالے کے سر پر عقیدت سے بوسہ دے گیا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا گیا ہالے نے بھی داہم کے لمس کو اپنے سر پر

محسوس کرتے مسکراتے ہوئے داہم کے شانے سے سر ٹکائے دعا کی دونوں نے اپنی آنے والی زندگی کو خوشیوں سے بھرنے کے لیے اللہ کے حضور یک سا ہاتھ پھیلائے اور اپنی خوشیوں کی دعائیں مانگنے لگے۔ دعا مکمل ہوئی تو داہم اور ہالے دونوں ہی جائے نماز فولڈ کرتے سائیڈ ٹیبل پر رکھ گئے ہالے نے دوپٹہ نماز اسٹائل سے کھولتے ہوئے اپنے شانوں پر پھیلایا اور بیڈ کی سمت بڑھنے لگی جب داہم نے ہالے کی کمر پر ہاتھ ڈالتے اسے اپنی سمت کھینچا داہم کا ہاتھ اپنے کمر سے پیٹ پر محسوس کرتی ہالے کی جان ہوا ہوئی اور وہ کسی کٹی ڈور کی پتنگ کی طرح ہالے کی پشت داہم کے سینے سے جا ٹکرائی اور اتنے میں ہی داہم نے دوسرا ہاتھ بھی ہالے کے پیٹ پر پہلے اپنے رکھے ہوئے ہاتھ کے اوپر باندھا۔

"کہا چلی میری نئی نویلی دلہن" داہم نے گھمبیر لہجے میں ہالے کے کان میں سرگوشی کرتے ہالے کی کان کی لو کو اپنے لبوں سے چھوا تو ہالے کے جسم میں جیسے سنسنی دوڑ گئی۔

"وہ۔۔۔میں سونے تھک گئی ہو" ہالے نے ٹکروں میں کہتے بات مکمل کی تو داہم ہالے کی گھبراہٹ کو سمجھتے ہوئے مسکرایا اور ہالے کو جھٹکا دیتے اپنے روبرو کیا ہالے کی پلکیں ہنوز جھکی ہوئیں تھی آج ہالے کا یہ شرم وحیاء کا روپ دیکھتے داہم کو ہالے سے نئے سرے سے محبت کا احساس ہوا۔

"اتنی جلدی۔۔۔مجھے محبت نہیں کرنے دوں گی خود سے؟؟" داہم نے شرارت سے مگر معنی خیزی سے کہتے اپنے ہونٹ کو دانتوں تلے دبایا اور ہالے کے دھکتے گالوں کو دیکھنے لگا جو داہم کی بات پر مزید لال ہو چکے تھے۔

"داہم مجھے نیند آرہی ہے سوتے ہیں نا پلیز۔۔۔" ہالے نے پلکیں اٹھائیں اور داہم سے التجا کر گئی۔

"جان داہم۔۔۔ سونے کو تو پوری رات باقی ہے مجھے اپنی محبت سے تمہیں سرشار تو کرنے دوں" داہم نے آگے جھکتے ہالے کی پلکوں پر اپنے لب رکھتے کہا۔

"داہم۔۔۔پلیز" ہالے داہم کی بات کا مطلب سمجھتی داہم کے حصار میں کسمسائی تو داہم نے ہالے کی جھکی پلکوں اور چہرے کو دیکھتے ہالے کو گھورا۔

"کوئی پلیز نہیں اب بس چپ رہو ہر وقت غصّہ ہی کیا ہے تم نے مجھ پر اب اگر پیار نہیں کر سکتی تو میرے پیار میں خلل بھی مت ڈالو" داہم یہ کہتے ہی ہالے کے بالوں کو اپنی مٹھی میں نرمی سے جکڑتا ہالے کے چہرے پر جھکا کیونکہ وہ ہالے کے چہرے کو اوپر کر گیا تھا جبکہ ہالے نے سختی سے آنکھیں میچی اور داہم کی قمیض کو پہلو سے سختی سے مٹھیوں میں دبوچا ہالے کو اپنے چہرے پر داہم کی سانسوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی لیکن داہم کی کوئی حرکت یا لمس نہیں تو ہالے نے آہستہ سے آنکھیں کھولی تو سامنے ہی ہالے کی آنکھیں داہم کی آنکھوں سے ٹکرائی داہم پل میں مسکراتا

ہوا ہالے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ہالے کے لبوں پر جھکا اور خود کو سیراب کرنے لگا داہم کے لمس میں اتنی شدت تھی کہ ہالے کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل امر لگا جس کی وجہ سے وہ لڑکھڑائی تو داہم نے ہالے کی پشت پر حصار تنگ کرتے ہالے کے وجود کا بوجھ اپنے اوپر ڈالا قطرہ قطرہ وہ خود کو سیراب کرنے کے بعد داہم ہالے کی اکھڑتی سانسوں کی پرواہ کرتا نرمی سے ہالے کو آزادی بخش گیا اور ہالے جو لمبے لمبے سانس لیتی اپنا تنفس بحال کرنے میں مصروف تھی داہم کے سینے پر سر رکھ گئی داہم نے ہالے کے بال پیچھے کرتے ہوئے جھٹکے سے ہالے کو اپنی باہوں میں بھرتے بیڈ پر لے کر آیا ہالے کی پلکیں ہنوز جھکی ہوئی تھیں داہم ہالے کو بیڈ پر لیٹتا خود ہالے کے اوپر گھٹا کی طرح چھایا اور ہالے کے ڈوپٹے کو نرمی سے اس سے جدا کرتا زمین بوس کر گیا ہالے کی گردن پر جھکتے داہم نے ہالے کے تنفس کو مزید بگاڑا جبکہ ہالے سہمی سی داہم کے حصار میں تھی ہالے کی شہہ رگ پر لب رکھتے داہم ہالے کو مزید خود کے قریب کر گیا تو اتنی بے باکی پر ہالے تڑپتی داہم سے دور ہونے لگی مگر بے سود داہم کی بڑھتی بے باکیوں نے ہالے کے تنفس کو مزید بگاڑا جبکہ داہم اب ہالے سے فاصلہ قائم کرتا اٹھتا ہوا اپنی قمیض کو اتارتا دور اچھال گیا جبکہ ہالے کی نظر جیسے

ہی داہم کے کشادہ سینے پر پڑی ہالے نے گھبراتے ہوئے جلدی اپنا رخ دوسری طرف کیا جس پر داہم مسکرایا اور روم کی لائٹ اوف کرتا ہالے کی پشت پر جھکا ہالے کی گردن پر جھکتا داہم ہالے کی کے سوٹ کی زپ کھولتا ہالے کی شفاف کمر پر اپنے لب رکھ گیا ہالے نے داہم کی حرکت پر تکیے کو دبوچا جس پر داہم ہالے کے ہاتھوں کو تھامتا جھٹکے سے اسے سیدھا کر گیا۔

"ہالے داہم خانزادہ، داہم خانزادہ اپنی زندگی میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہے" داہم نے کہتے ہی دوبارہ ہالے کے لبوں کو فوکس میں لیتے اپنی سانسیں ہالے کی سانسوں میں الجھائیں مدھم چاند کی آتی روشنی، ہلکی جلتی ہوئی موم بتیوں اور گلاب کی بھینی خوشبو اور اس پر ہالے کی چوڑیوں کی چھن چھن نے داہم وہاب خانزادہ کو اپنی تمام محبتیں ہالے پر نچھاور کرنے کے لیے مجبور کر دیا بڑھتی رات کے ساتھ داہم کی محبت بھری شدتوں کو سہتے ہالے بھی نڈھال سی خود کو داہم کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی جبکہ داہم کی لگائی آگ میں باقی مرد حضرات باہر جل رہے تھے۔

****

"میری جان میں ایسا کہ سکتا ہوں ؟؟" ڈیول کب سے آیت کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے ایسا کچھ نہیں کہا جب کے آیت اب ڈیول کو تکیہ اس کے منہ پہ مارتی کمرے سے باہر دھکیل رہی تھی۔

"ہاں" آیت نے یک لفظی جواب دیا۔

"یار میں ڈیول ہوں لوگ میرے منہ پر بات نہیں کرتے اور تم میرے منہ پر تکیہ مار کر کمرے سے باہر نکال رہی ہو بیوی "ڈیول نے صدمے سے آیت کو دہائی دی جو آخری دھکا مارتی ڈیول کو کمرے کے دروازے سے دو قدم باہر کر گئی اور ڈیول کو دروازے پر دونوں ہاتھ پھیلائے گھور کر دیکھنے لگی۔

"وہ کوئی اور ہی لوگ ہوں گے جو تمہارے منہ پر بات نہیں کرتے ہونگے سمجھے۔۔ اور مجھ سے شادی کرنے کے بعد تم تو سولی پر چڑھ گئے ہو نا اور کیا کہا تھا تم نے۔۔۔ہاں میں نے غلام بنایا ہوا ہے تمہیں اب مالکن کی بات مانو اور پوری رات باہر گزاروں" آیت نے ڈیول کو دیکھتے ہر لفظ چبا چبا کر بولا آیت کا غصّے سے چہرہ لال ہو رہا تھا اور ڈیول آیت کو دیکھتے روہانسا ہو رہا تھا۔ یہ سہی تا اس نے کیا کچھ نہیں کیا تھا اپنے چھوٹے خانزادہ کے لیے اور اس نے اس کی بیوی کو ہی ریکارڈنگ سنا دی ڈیول تو داہم کی چلاکی اور اس شرارت پر برا پھنسا تھا اب بیوی کمرے میں سونے نہیں دے گی اور باہر کسی نے دیکھ لیا خاص کر دلشاد نے تو اس کو طعنہ دے دے کر مار دے گا یہ جانے بغیر جس سے ڈر رہا ہے وہ خود کسی کے دروازے پر کھڑا اپنی بیوی کی منتیں کر رہا ہے۔

ڈیول کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے لگا جب دلشاد کی آواز نے ڈیول اور آیت کو اپنی

طرف متوجہ کیا۔

"دلکش مجھے میری بیوی سے بات کرنی ہے" دلشاد جو کہ سامنے ہی دلکش کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا دروازے پر کھڑی دلکش کو دیکھ کر بول رہا تھا جبکہ عنایہ دلکش کے کمرے میں اندر کھڑی غصّے سے اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی کیونکہ اگر دلشاد کو گھورتی تو وہ اسے الٹا گھورتا ہوا بے بس کر دیتا۔

"عنایہ کو نہیں کرنی تم سے بات" دلکش نے ناگواری سے کہا۔

"عنایہ فورا باہر آؤ ورنہ۔۔" دلشاد نے اب غصے سے کہا وہ اپنی بات مکمل کرتا کے دلکش نے اپنی آنکھیں ماتھے پر رکھتے ہوئے دلشاد کو گھورا جبکہ عنایہ تو دلشاد کے غصّے بھری آواز کو سنتی نظریں اٹھاتی اپنی جگہ سے اچھلی۔

"ورنہ کیا ہاں ؟؟" دلکش نے غصّے سے کہا تو اس کرینل چڑیل کو دیکھتے ہوئے دلشاد نے اپنے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجانے کی کوشش کی اور اپنے تاثرات نارمل رکھے جنھیں دیکھتی عنایہ بھی پرسکون ہوتی دوبارہ رخ پھیر گئی اور اپنی ڈھٹائی پر واپس ائی۔

"دیکھو دلکش میری بیوی کو میرے باپ کی آخری اولاد نے غلط ریکارڈنگ سنائی ہے میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تم مجھے جانتی ہو دلکش اپنی بہن کو سمجھاؤ پلیز۔۔روم میں واپس آئے یار" دلشاد نے صلح کا جھنڈا لہراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں میں جانتی اور تمہاری آواز کو پہچانتی بھی ہو اس ریکارڈنگ میں آواز تمہاری بھی ہے اور اگر عنایہ نہیں جانا چاہتی تمہارے ساتھ روم میں تو تم بھی شکل گم کرو اپنی سمجھے" دلکش نے بھی دوبدوک بولا۔

"یار میری بیوی ۔۔" دلشاد اپنی بات مکمل کرتا کے دلکش نے دلشاد کی بات کاٹی۔

"عنایہ اپنے شوہر کے ساتھ روم میں جانا چاہتی ہو تم ؟؟؟" دلکش نے باآواز بلند کر کے عنایہ سے پوچھا جس نے دلشاد کو ایک نظر دیکھتے دلکش کو دیکھا وہ دونوں اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

" مجھ سے شادی کر کے ان کی آزادی ختم ہو گئی ہے تو رہیں اب آزادی سے اپنے روم میں مجھے نہیں جانا ان کے ساتھ " عنایہ نے غصّے سے کہا اور اب دلشاد واقعی بے بس ہوتا داہم کو دل میں سلواتیں سنانے لگا اور اپنی صفائی میں کچھ کہتا کہ نوریز لڑکھڑتا دلکش کے دائیں جانب کمرے سے باہر نکلا جیسے اسے کسی نے دھکا دیا ہو اور وہ دھکا دینے والی یوسفزئی کی بیوی تھی جو سرخ پڑتی ناک کے ساتھ اپنے روم کے دروازے پر کھڑی نوریز کو گھور رہی تھی۔

"میری جاناں ۔۔۔میں نے کچھ نہیں کہا ایسا اس کمینے داہم نے جھوٹی ریکارڈنگ کی ہے یار یقین مانو" نوریز نے دہائی دی اور مسکینوں سی شکل بناتا نمل کو بول گیا۔

"ہاں آپ کے بھوت بول رہے تھے نا اس آڈیو میں ہے نا" نمل نے دوبدو ک تیور چڑھا کر کہا۔

"میری جاناں ۔۔پلیز یار" نوریز نے بے چارگی سے آخری کوشش کرنی چاہی مگر بے سود۔

"مجھ سے شادی کر کے تو قربانی دی ہے آپ نے ہے نا تو کیا یہ پلیز۔۔جائیں آزاد ہے جو چاہے کریں" نمل نے نوریز کی کوشش کو کسی خاطر میں نا لاتے ہوئے اچھی سنائی نوریز کچھ بولتا کہ ڈیول کے بائیں کمرے سے جیک بھی لڑکھڑاتا باہر نکلا تو ڈیول ، آیت ، دلکش ، دلشاد عنایہ ،نوریز اور نمل بھی اس طرف متوجہ ہوئے۔

"یار عائشہ میں تمہارا شوہر ہو پلیز" جیک نے عائشہ کے غصّے سے لال ہوتے چہرے کو دیکھتے کہا۔

"جو مجھ سے شادی کر کے قید ہو گئے ہیں" عائشہ نے بھی لڑکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکاتے ہوئے داہم کی بھیجی ہوئی ریکارڈنگ یاد کرتے کہا تو جیک نے اس چھوٹے خانزادہ کو دل میں خوب سلواتیں سنائی اور چہرے پر معصومیت لاتے اپنی بیوی سے پھر کچھ کہتا کے دلکش کے بائیں جانب کمرے سے ہشام بھی ان تمام لوگوں اور سوائے دلشاد کی طرح باہر نکلا تو اب سب لوگ ہشام کی طرف عائشہ اور جیک کے سمیت متوجہ ہوئے۔

"مہک کیا کر رہی ہو" ہشام نے اپنے کمرے سے دھکا مار کر مہک کو نکالنے پر چوٹ کرتے کہا تو مہک جو پہلے ہی غصّے میں تھی اور بھڑک اٹھی۔

"آپ کے لیے خوشیوں کے راستے کھولے ہیں خان جی ۔۔ مجھ سے شادی کر کے تو دکھ ملے ہیں نا آپ کو تبھی دوسروں کی شادیوں میں دکھ سے شامل ہوتے ہیں آپ"

مہک بھی غصّے سے بولی تو ہشام نے اپنے لب کچلتے ہوئے مسکینوں جیسی شکل بنائی جس پر مہک نے رخ ہی دوسری طرف پھیر لیا اتنے میں ہی ڈیول کے دائیں جانب روم کا ڈور اوپن ہوا اور ماہر دروازے پر کھڑا ہوا ماہر نے گرے کلر کا ٹراؤزر اور شرٹ پہنی ہوئی تھی اور شاید نیند سے بیدار ہوا تھا اور بیدار کرنے والے وہی سب لوگ تھے ۔

"کیا مسئلہ ہے یار اب تو سکون سے سونے دو کیوں میری نیند کے دشمن بنے ہو"

ماہر نے کہا تو ڈیول ،ہشام ،نوریز ،جیک ،دلشاد سب کو ہی ماہر کی بات ہضم نہیں ہوئی جبکہ ماہر کو دیکھتے دلکش کو یاد آیا ریکارڈنگ میں تو ماہر کی بھی آواز تھی لیکن اسے اس سے کیا خیر ۔

"تو سو جا جا کر ہم نے منع کیا ہے" ڈیول ماہر کی بات پر جل کر بولا۔

"سو تو جاؤ لیکن آپ لوگوں کی یہ آوازیں شور نہیں سونے دے رہا۔۔کیا مچھلی بازار بنایا ہوا ہے گھر کو" ماہر نے اپنی جمائی روکتے ہوئے ڈیول کی بات کا جواب دیا۔

"تو تم کیوں مگرمچھ بنے رینگ رہے ہو دفع ہو جاؤ" اب دلشاد کو بھی غصّہ آیا وہ لوگ یہاں اپنی بیویوں کی منتیں کر رہے تھے ان کی دنیا ہلی ہوئی تھی اور اس نواب کو سونے کی پڑی تھی تو دلشاد ماہر کی خدمت میں طنز رسید کر گیا جبکہ ماہر کے حلیے اور دلشاد کے مگرمچھ بولنے پر دلکش کی ہنسی چھوٹی۔

"تم کیوں ہنس رہی ہو اپنا کونڈا کی سالی صاحبہ" ماہر نے دلکش کو خود پر ہنستا دیکھ کر جل کر کہا تو جیسے دلکش کے ساتھ ساتھ ڈیول اور دلشاد کو بھی صدمہ ہوا اب دلکش تو ان

دونوں کی ہی سالی لگتی تھی ایک طرح سے تو ماہر نے اینا کونڈا کسے بولا تھا ؟؟۔

"ایک منٹ ماہر اینا کونڈا کس کو بولا تم نے دلشاد کو یا ڈیول کو ؟؟ اب نوریز بھی کنفیوز ہوا تو وہ دلشاد اور ڈیول کی دل کی بات خود پوچھ بیٹھا۔

"خیر کہا تو میں نے دلشاد کو ہی تھا۔ کیونکہ ڈیول تو شیر ہے میرا دوست ایک بس یہی ہے جو منہ جب بھی کھولتا ہے زہر ہی اگلتا ہے" ماہر نے دلشاد کو دیکھتے ہوئے تصحیح کی جس پر ڈیول مسکرایا اس کا ساتھی غدار نہیں تھا جبکہ دلشاد نے خونخوار نظروں سے ماہر کو گھورا اور پھر ڈیول کو جو ڈمپل کی نمائش کر رہا تھا دلشاد کے ڈیول کو دیکھتے ہی ڈیول نے دلشاد کو ایک آنکھ ونگ کی جس پر دلشاد نے ڈیول کو ناگواری سے دیکھا۔

"بیگم تمہارا بھائی لائن مار رہا ہے مجھ پر مجھے اپنی عزت کا خطرہ ہے پلیز مجھے اپنے سڑے ہوئے بھائی سے بچاؤ" دلشاد نے ڈیول کو دیکھتے عنایہ کو دہائی دی جس پر ڈیول

نے دلشاد کو گھورا تو دلکش کی ہنسی پھر چھوٹی۔

"میرا دماغ خراب نہیں لوٹے ہوئے کی عزت کو لوٹو۔ ہنننہ "ڈیول نے بھی دوبدوک کہا۔

"کیا مطلب ہے اس بات سے تمہارا" دلشاد کے ماتھے پر بل پڑے۔

"شکل دیکھ آئینے میں جا کر آئینہ بھی کہے گا کہا سے عزت لٹوائی ہے خانزادہ؟؟"ڈیول نے کہا تو سب مرد حضرات نے قہقہہ لگایا کیونکہ دلشاد کے چہرے پر بیرڈ پر واقعی سرخ نشان نظر آرہے تھے لیکن بہت ہلکے دلشاد نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے جب رب کیا تو ہاتھ میں ریڈ کلر آیا جس کو دیکھتے دلشاد نے گردن موڑے عنایہ کو دیکھا اور پھر ان ریڈ کلر یعنی لپ اسٹک کو جو کچھ دیر پہلے عنایہ نے دلشاد کو کس کرتے ہوئے اس کے گال پر چھوڑے تھے کیونکہ دلشاد اسے زبردستی دودھ اور

میڈسن لینے کا بول رہا تھا تو عنایہ دلشاد کو مکھن لگا رہی تھی لیکن جیسے ہی عنایہ کے موبائل پر داہم کا میسج رنگ ہوا ان کی خوشحال زندگی کو داہم کی بری نظر لگی خیر اب دلشاد گھیرا مسکرایا جبکہ عنایہ کی جاں حلق میں پھنسی۔

"تمہاری بہن نے ہی لوٹی ہے سڑے ہوئے سالے" دلشاد نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیول، ہشام، ماہر اور جیک کا قہقہہ حلق میں پھنسا جبکہ نوریز نے رخ دوسری طرف پھیرتے ان سب کے شکلوں کو دیکھتے اپنی ہنسی چھپائی جبکہ خواتین تو اب بھی تمام مرد حضرات کو غصّے سے گھور رہیں تھیں جو ان کا غصّہ بھولائے ایک دوسرے پر منہ سے گولہ باری کر رہے تھے سوائے عنایہ کے جو شرمندہ تھی اور دلکش کے جو واحد اس سیچویشن کو انجوائے کر رہی تھی تو ڈیول نے سختی سے جبڑے بھینچتے ہوئے دلشاد کو گھورا جس نے اب ڈیول کو ایک آنکھ ونک کی۔دلشاد کے آنکھ مارنے پر ڈیول نے اپنا رخ آیت کی طرف کیا جو بے زار سی کھڑی تھی۔

"کون کہتا ہے تم شریف انسان ہو دلشاد پورے کمینے ہو" ماہر نے بھی جل کر دلشاد کی تعریف میں جملہ پیش کیا۔

"شریف ہوں تبھی اس کریمنل چڑیل کے سامنے منتیں کر رہا ہوں میری بیوی مجھے واپس لوٹا دیں" دلشاد نے ڈیول کے ریکشن پر مسکراتے پھر ماہر کو دیکھتے اس کی بات کا جواب دیا۔

"کریمنل چڑیل میں ہوں۔۔حالانکہ جیل میں کوئی خانزادہ رہ کر آیا ہے۔۔ شریف کے نام پر کالا دھبہ" پھر دلکش بھی کیسے پیچھے رہتی بھیگو کر دلشاد کو طنز دے مارا جسے سنتا دلشاد دلکش کی طرف پورا گھوما۔

"یہ تم اور یہ بہن کا بھائی جیل جیل کیوں کرتے رہتے ہوں۔۔حالانکہ جیل بھی میں تم دونوں بہنوں کی ہی وجہ سے گیا تھا" دلشاد نے بھی گھور کر چبا چبا کر دلکش اور عنایہ کو

یاد کروایا جبکہ دلکش نے تو ہنننہ کہتے ایک کان سے سن کر دوسرے سے بات نکال دی جبکہ عنایہ نے منہ کے زاویے بگاڑتے اپنے بال جھٹکے تو ڈیول دلکش کے ریکشن پر پھر قہقہہ لگا اٹھا کیونکہ دلشاد نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں تھیں۔

"یہ تو تو میں میں بند کرو بتاؤ ہوا کیا ہے کیوں رات کے اس وقت انسانوں اور ہوائی مخلوق کو آرام نہیں کرنے دے رہے تم لوگ ۔۔آخر بات کیا ہے" ماہر نے بے زاریت سے کہا تو نوریز نے گلا کھنکھارتے ہوئے ماہر کو پوری بات بتائی جس پر سب مرد حضرات معصومیت سے کھڑے تھے تو خواتین کا غصّہ پھر عروج پر آیا اب دوبارہ سب کچھ یاد جو آگیا تھا یا یوں کہیے یاداشت واپس آگئی تھی پوری بات سننے کے بعد ماہر نے تمام مرد حضرات اور ان کی بیگمات کو ایک ایک کر کے دیکھا اور پھر ہنسی کا وہ دورہ پڑا ماہر کو کے وہ ہنس ہنس کر دورہ ہو گیا جبکہ اب تو ڈیول سمیت تمام مرد حضرات نے ماہر کو جل کر دیکھا خود تو کمینہ سنگل ہے آرام سے اپنے کمرے کے باہر کھڑا ہے جبکہ ہمارے حالات پر ہنس ہنس کر پاگل ہو رہا ہے تو دلکش کو ماہر کا یوں ہنسنا

بھی کچھ پسند نہیں آیا۔

"ہاہاہا۔۔۔ ویسے یہ چھوٹا خانزادہ بڑی توپ نکلا خود تو مزہ سے اپنی فرسٹ نائیٹ منا رہا ہوگا اور تم لوگوں کو تمہاری بیویوں کے ہاتھوں ذلیل کروا گیا۔۔ شکر الحمدللہ میری شادی نہیں ہوئی اور مجھے کوئی کمرے سے باہر نکالنے والی نہیں ہے" ماہر نے بامشکل اپنی ہنسی پر ضبط کرتے کہا تو سب مرد حضرات نے داہم کو پھر دل میں کوسا جبکہ دلکش اب ماہر کو ہنستا دیکھ کر اپنے کمرے سے ماہر کے کمرے کا فاصلہ طے کر گئی اور مسکراتی ہوئی خوشی سے ماہر کو دیکھنے لگی اور دلکش کا اس طرح مسکراتے ہوئے ماہر کو دیکھنا ماہر کو پل میں ساکت کر گیا ماہر جو کچھ دیر پہلے ہنس ہنس کر پاگل ہو رہا تھا اب دلکش کے مسکراتے چہرے کو دیکھتا دلکش میں کھو گیا پھر دلکش نے ماہر کو اپنے پاس آنے کا ہاتھ سے اشارہ کیا جس پر ماہر ٹرانس کی سی کیفیت میں دلکش سے دو قدم کے فاصلے پر دلکش کے سامنے آیا تو دلکش نے راؤنڈ سٹیپ لیتے خود بھی چلتی ہوئی دائرے کی سمت گھومی تو ماہر بھی ڈرانس کی سی کیفیت میں دلکش کے ساتھ گھوما پھر

دلکش روک گئی اب پوزیشن یہ تھی کہ دلکش ماہر کے روم کے دروازے کے سامنے پشت کیے کھڑی تھی تو ماہر دلکش کی دلکش آنکھوں میں دیکھتا دلکش سے دو قدم کے فاصلے پر اس کے سامنے پھر دلکش نے ایک قدم پیچھے لیا اور اپنا بائیاں ہاتھ اندر کی طرف دروازے کے لاک پر لے جاتی لاک کلک کرتی پھر وہی ہاتھ باہر نکالتی لاک پر رکھتی دھاڑ کی آواز سے کمرہ بند کر گئی اور ماہر یک دم دھاڑ کی آواز سے ٹرانس سے باہر آیا اور جیسے ہی سمجھ میں آیا اس کے ساتھ ہو کیا ہے تو دلکش کو بے یقینی سے دیکھنے لگا جو اس کا روم لاک کر چکی تھی اور ماہر کو کمرے سے بے دخل جبکہ دلکش کی چالاکی اور ان کی حالت سے کچھ دیر پہلے محفوظ ہوتے ماہر کی شکل دیکھتے اب قہقہہ لگانے کی باری تمام مرد حضرات کی تھی جبکہ دلکش دو قدم آگے ہوتی مسکراتی ہوئی اپنے بال جھٹکتی واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"چڑیل" ماہر بس بڑبڑا ہی سکا اور کرتا بھی کیا بے چارہ۔

"مبارک ہو ماہر تم بھی بے دخل ہو گئے اپنے روم سے اور تمہارے ساتھ تو ہم سے بھی بڑھ کر ظلم ہوا ہے ہمیں تو ہماری بیویوں نے نکالا اور تمہیں ۔۔" ہشام ہنستا ہوا بولا اور پھر بات ادھوری چھوڑ گیا جس پر ماہر نے سب کو دیکھتے جو اس پر ہنس رہے تھے پھر ہشام کی بات سنتے ہشام کی طرف قدم بڑھائے لیکن بیچ میں ڈیول کو ہنستا دیکھ کر ماہر ڈیول کی طرف جھک کر سرگوشی کر گیا "تمہاری بہن تو ابھی سے ہی بیویوں والے کام کر رہی ہے سالے صاحب" ماہر کی سرگوشی ڈیول کو کچھ خاص پسند نہیں آئی اسی لیے ڈیول نے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ ماہر کے پیر پر اپنا بھاری بھرکم پیر مارتے ماہر کی سسکی نکال دی ڈیول نے یہ کام اتنی صفائی سے کیا تھا کہ ماہر اور ڈیول کے علاوہ کوئی جان ہی نہیں پایا ماہر کو کہا پڑی ہے اور پڑی بھی ہے یا نہیں لیکن ماہر بھی ڈیول کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھتا مسکراتا ہوا بنا لڑکھڑائے (کیونکہ ڈیول نے پیر مارا تھا جو کے ہتھوڑے سے تو کم نہیں تھا اور ماہر کو درد بھی ہو رہا تھا) ہشام کی طرف آیا جو کہ سب مرد حضرات کے ساتھ ماہر کی سیچویشن پر ہنس رہا تھا پھر سرگوشی میں ہشام کے گلے میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا۔

"اور مجھے تیری ہونے والی بھابھی نے" ماہر نے کہا تو ہشام مسکرایا جبکہ دلکش نا سمجھی سے ماہر کی سرگوشی پہلے ڈیول اور اب ہشام سے دیکھنے لگی جبکہ ڈیول اب دوبارہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا۔

"میرے دو بچوں کی ماں ۔۔یار مت کرو یہ ظلم میری ڈیول کوئین" ڈیول نے آیت کے ہاتھ کو تھامتے محبت سے اس پر اپنے ہونٹ رکھتے کہا تو آیت کے دل نے پل میں ایک بیٹ مس کی لیکن پھر اپنے وہی جلالی روپ میں آگئی۔

"دفع ہو جاؤ ڈیول ورنہ میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی" آیت نے جھٹکے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔

"مائے لیڈی کمرے کے اندر کرتے ہیں نا یہ پیار یہاں حاسدوں کی نظر لگ جائے گی"

ڈیول نے ڈمپل کی نمائش کرتے کہا تو آیت کا دل کیا اپنا سر دیوار میں مار لے لیکن یہ تو نہیں کر سکتی تھی وہ اس لیے دروازہ ہی جھٹکے سے ڈیول کے منہ پر دے مارا اور ڈیول بیچارہ دروازہ ہی دیکھتا رہا۔

"حاسدوں کی بددعائیں لگیں ہے" دلشاد ڈیول کی شکل پر قہقہہ لگاتا بولا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا ڈیول کا حاسدوں سے اشارہ دلشاد ہی تھا جبکہ دلشاد کی بات پر ڈیول نے دکھ سے اپنے روم کے بند دروازے پر سر ٹکایا اور بڑبڑایا "کمینہ"۔

"نمل میری جاناں ۔۔" نوریز اپنی بات مکمل کرتا کے نمل نے بھی نوریز کے منہ پر دروازہ بند کیا اور جیک اور ہشام کو منہ کھولتا دیکھ مہک اور عائشہ نے بھی یہی کام سر انجام دیا جبکہ دلشاد اب بھی دلکش کو آس بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جس نے بے زاریت سے عنایہ کو دیکھا تو عنایہ نے قدم دلکش کے بیڈ کی طرف لیے۔

"دلکش دروازہ بند کر دوں مجھے آرام کرنا ہے" عنایہ نے باآواز بلند کہا تو دلکش نے

اپنی بہن کی بات پر لبیک کہتے دلشاد جو کے لب کھولے کچھ بولنا چاہتا تھا اس کے منہ

پر دروازہ بند کیا اب تمام مرد حضرات ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے پھر سر

جھٹکتے ہوئے اس فلور کے لاونج کی طرف آئے تو سامنے ہی داہم کے بند روم کو

سب نے غصّے سے دیکھا جبکہ دلشاد اب اپنے روم کی طرف قدم بڑھ گیا کیونکہ ان

تمام مرد حضرات میں وہی تھا جو کمرے سے بے دخل نہیں تھا دلشاد نے اپنے روم

میں قدم ہی رکھا تھا جب ایک ایک کر کے سب مرد حضرات ہی دلشاد کے روم میں

داخل ہوئے دلشاد نے پلٹ کر سب کو دیکھا ڈیول تو دلشاد کے بیڈ پر چت لیٹا تو نوریز

ڈیول کے برابر میں جبکہ ہشام دلشاد کے کاوئچ پر تو جیک اور ماہر خود سونے کے لیے

جگہ تلاش کر رہے تھے تو جیک نے دلشاد کو دیکھتے مسکراتے ہوئے کبرڈ کا رخ کیا اور

کبرڈ کھولتے ہی سامنے کنفرٹ نظر آیا جسے تھامتے ہوئے کاوئچ سے ہشام کے سر کے

نیچے سے کشن کھینچتے جیک اور ماہر نے بیڈ کے سائیڈ کارپٹ پر کنفرٹ پھیلایا اور کشن

رکھتے جیک تو چت لیٹا جبکہ ماہر نے بیڈ پر رکھے ایکسٹرا تکیہ اٹھاتے جیک کے برابر میں

رکھتے لیٹ گیا۔

"یہ سب کیا ہے تم لوگ میرے کمرے میں نہیں رہ سکتے" دلشاد نے سب کو سکون فرماتے دیکھ اپنے کمرے کی بکھری حالت کو دیکھتے صدمے سے کہا۔

"تو کہاں جائے منحوس بہنوئی؟؟" ڈیول نے دلشاد کو صدمے میں جاتا دیکھ اٹھتا اپنے سلیپرز جو کے وہ اتارنا بھول گیا تھا بیڈ پر ہی اتارتا دروازے کی سمت باری باری پھینک گیا جبکہ دلشاد نے خونخوار نظروں سے ڈیول کی اس حرکت پر ڈیول کو دیکھا واقعی وہ لوگ کہاں جاتے گیسٹ روم میں تو باہر ممالک سے آئے مہمان اور کچھ خاندان کے عزیز لوگ تھے وہاب ولا کے سارے روم ہی بک تھے دلشاد نے سمجھتے ہوئے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کی واقعی آج رات اسے ان تمام لوگوں کے ساتھ گزارنی تھی لیکن نظریں اب بھی ڈیول پر تھیں۔

"ایسے مت دیکھ پگلے پیار ہو جائے گا" ڈیول نے دلشاد کو آنکھ مارتے کہا۔

"اس پیار کے صدقے جان سے نا ماردوں تجھے سالے" دلشاد نے جبڑا بھینچے کہا۔

"تو مارے گا اور میں نے تو چوڑیاں پہن رکھی ہیں جو تجھے دیکھتا رہوں گا" ڈیول نے بھی ناک سے مکھی اڑائی۔

"پہن لے سالے چاندنی سے زیادہ حسین لگے گا" دلشاد نے بھی حساب بے باک کیا۔

"تیری تو نیت ہی خراب ہے مجھے پر منحوس بہنوئی" ڈیول نے دلشاد کو کہتے اپنی درست شرٹ کو دوبارہ درست کیا تو جیسے دیکھتے دلشاد جل اٹھا۔

"نہیں سالے تیرہ دماغ خراب ہے" دلشاد نے بھی طنزیہ مسکراتے جل کر ڈیول کی

تصیح کی۔

"اللہ کا واسطہ ہے سونے دو یار یہ سالے بہنوئی والا رومینس کل کے لیے چھوڑ دوں "نوریز نے منہ پر تکیہ رکھتے کہا تو ماہر، جیک اور ہشام نے نوریز کی بات پر قہقہہ لگایا جبکہ ڈیول نے نوریز کے بالوں کو مٹھی میں بھرتے نوچا تو نوریز نے درد سے کراہاتے ہوئے ڈیول کو معصومیت سے دیکھا جس پر ڈیول نے نوریز کے بال چھوڑے تو دلشاد بھی سر جھٹکتے ہوئے نوریز کو سائیڈ کرتے بیڈ پر چت لیٹتا لائٹ اوف کر گیا۔

****

یہ صبح کا وقت تھا آج دلشاد عنایہ، داہم اور ہالے کا ولیمہ تھا ابھی فجر کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی جب ماہر بے آرام سا اٹھتا سب مرد حضرات کو گھوڑے گدھے بیچتے ہوئے سوتا پا کر دیکھنے لگا ڈیول اور دلشاد نے نوریز پر اپنے ایک ایک پیر رکھا ہوا تھا تو

نوریز میاں نے اپنے دونوں بازوؤں ان دونوں کے سینوں پر جبکہ ہشام تو کاوئچ پر اڑھا ترچھا لیٹا تھا تو جیک بیڈ کے عین قریب تکیہ باہوں میں بھینچے ہوئے ماہر ان سب کو دیکھتا مسکرایا اور پھر دروازہ کھولتا نیچے آیا تو زریش بیگم جو کچن میں خان صامہ کو ناشتے کا بتا رہیں تھیں ماہر کو دیکھتی ہوئی مسکرائیں۔

"بیٹا اتنی جلدی اٹھ گئے آپ ناشتہ لگواو آپ کے لیے ؟؟" زریش بیگم نے ماہر سے پوچھا جس پر ماہر مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا۔

"آنٹی میرا روم لاک ہو گیا ہے مجھے ابھی اپنے کام سے جانا ہے ارجینٹ آپ روم ان لاک کروا دے گی پلیز؟؟" ماہر نے زریش بیگم سے اپنی پریشانی کا اظہار کرتے کہا اسے واقعی آج کریمنل آفس جانا تھا کچھ معاملات دیکھنے کے لیے ماہر کی بات پر زریش بیگم نے مسکراتے ہوئے ملازمین سے کہتے ماہر کا روم ان لاک کروایا تو ماہر فریش ہوتا ماہر کے منع کرنے کے باوجود زریش بیگم کے ناشتہ بھجوانے پر مسکراتا ہوا ناشتہ کر

کے نیچے آتا باہر قدم بڑھانے لگا جب زریش بیگم کی آواز نے اسے روکا۔

"ماہر بیٹے دلکش پرسکون فضا کے لیے باہر گئی ہے آپ اسے بھی دیکھ لی جئیں گا نئے راستے ہیں اس کے لیے کہی بھٹک نا جائے میں نے اتنا اسرار کیا تھا کہ کسی ملازم کو لے جائے ساتھ لیکن وہ نہیں مانی "زریش بیگم نے پریشانی سے کہا تو ماہر کے چہرے کے تاثرات دلکش کی لاپرواہی پر یک دم سخت ہوئے لیکن وہ خود کو کمپوز کرتا زریش بیگم کو تسلی دیتا باہر کھڑی اپنی جیپ میں ڈرائیونگ سیٹ سمنبھالتا ہوا وہاب ولا سے باہر نکل گیا۔

****

دلکش جو کے وہاب ولا سے نکلی تو پرسکون فضا کے لیے صبح کی یہ روشنی انجوائے کرنے کے لیے تھی لیکن وہاب ولا سے کچھ ہی دور کچھ غنڈوں سے ٹکرا بیٹھی جنھوں

نے گن نکالتے ہوئے نا صرف دلکش کو قیمتی سامان ان کے حوالے کرنے کی دھمکی دی بلکہ جان سے مارنے کی بھی دھمکی دی دلکش کی تو گن دیکھتے ہوائیاں اڑ گئیں اسے اب پکا لگنے لگا کے یہ داہم کی بدعا ہی لگی ہے اسے اس نے کل گن پوائنٹ پر داہم سے نیگ لیا تھا اور آج خود وہ گن پوائنٹ پر ہے دلکش نے ان غنڈوں کو بتایا اسکے پاس کوئی قیمتی سامان نہیں جس کا سنتے اب وہ غنڈے دلکش کو گھور رہے تھے جب کے دلکش بھیگی بلی بنے دل میں آیت الکرسی پڑھنے میں مشغول تھی اتنے میں دلکش نے ایک جیپ کو کچھ فاصلے سے اپنی طرف آتے دیکھا اور دلکش سے کچھ فاصلے پر وہ جیپ رکی تو ماہر نے جیپ کے باہر قدم رکھا تو ہوا کے دوش سے ماہر کے بال ماتھے پر بکھرے دلکش ماہر کو دیکھتی یک دم آنکھوں میں چمک لے آئی جبکہ ماہر دلکش اور ان تین آدمیوں کو دیکھتا فورا معاملہ سمجھ گیا اور ایک ہاتھ پیچھے لے جاتے اپنی پینٹ میں اڑسائی ہوئی گن باہر نکالی جبکہ دلکش اسے اپنے قریب آتا دیکھ پھر پلٹی اور سامنے کھڑے غنڈوں کو گھورنے لگی۔

"کوئی مسئلہ ہے محترمہ؟؟" ماہر نے پہلے بھیگی بلی اور اب اس کی شے پر بنی شیرنی کو دیکھتے مسکراہٹ دبا کر دلکش کے برابر کھڑے ہوتے پوچھا اسے دلکش پر غصّہ بھی تھا دلکش کی لاپرواہی پر لیکن پتا نہیں کیوں دلکش کے چہرے کے ایکسپریشنز کو دیکھتے ہوئے ماہر کا غصّہ اڑن چھو ہوا۔

"یہ مجھے چھیڑ رہیں ہیں" دلکش نے ہوا کے دوش سے اڑتے ہوئے بال سنبھالتے غصے سے کہا تو وہ غنڈے اس بھیگی بلی کو اچانک شیرنی بنے دیکھنے لگے اور اس کی غلط بیانی پر تو عش عش کر اٹھے۔

"او بہن جی ہم نے آپ کو کب چھیڑا اے؟؟ ہم تو چوری کے ارادے سے آئے تھے آپ کے پاس اور ہم بہت شریف چور ہیں ہمارے گھر میں بھی ماں، بہن ہیں ہم ایسے کام نہیں کرتے" دلکش کی بات پر چور نے برا مانتے ہوئے کہا تو دلکش گڑبڑاتی ماہر کو دیکھنے لگی جس نے اپنا رخ دوسری طرف کرتے اپنی ہنسی چھپائی۔

"تو گھور کیوں رہے تھے ہاں وہ بھی چھیڑنے کے زمرے میں آتا ہے جاہلوں" دلکش نے بھی لڑاکا طیارہ بنے کمر پر دونوں ہاتھ ٹکا کر کہا جس پر ان شریف غنڈوں کے منہ حیرت سے کھل گئے۔

"بھائی صاحب اپنی بہن کا علاج کروا آپ ۔۔ شریف آدمیوں پر بہتان لگا رہیں ہیں یہ" اب کے دوسرا غنڈہ آگے ہوتے ہوئے بولا تو ماہر کو اس کی بات بلکل پسند نہیں آئی جس پر ماہر نے گن کلک کرتے اس غنڈے کے پیر کا نشانہ باندھ کر بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے سڑک پر فائر کیا جس سے وہ غنڈہ اپنے ساتھی کی گود میں چڑھ دوڑا تو دلکش نے بھی دونوں ہاتھ فائر کی آواز پر اپنے دل کے مقام پر رکھے دلکش سمیت وہ تینوں غنڈے بھی ماہر کو نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

"میری بہن نہیں ہے یہ ۔۔پیار کرتی ہے مجھ سے سمجھے اور کھسک لو تم تینوں یہاں

سے ورنہ یہ نا ہوں تم تینوں کے جنازے کے لیے بارہ آدمی یہی بلانے پڑے "ماہر نے ناگواری سے کہا تو اپنے ساتھی کی گود میں چڑھے غنڈے نے دونوں سے کہا "چلو بھائی لوگ "جس پر اس غنڈے کے ساتھی نے اسے گود سے نیچے اتارتے ہوئے اپنی بائیک پر سوار ہوتے وہاں سے نو دو گیارہ ہوئے تو دلکش اب ماہر کی طرف غصّے سے دیکھنے لگی جس پر ماہر نے ایک ایبرو ریز کرتے پوچھا "کیا؟؟" اور انجان بن گیا۔

"میں تم سے پیار کرتی ہوں؟؟" دلکش نے بگڑے تیور سجائے پوچھا۔

"چلو کہتی ہو تو مان لیتا ہوں ارادہ نہیں ہے میرا شادی کا لیکن خیر کیا یاد رکھو گی ہاں کی میں نے "کیا شان بے نیازی تھی ماہر راشد خلیل کی احسان کرنے والے انداز میں گویا ہوا اور دلکش کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

"اووو عقل کے اندھے، بہرے آدمی میں بتا نہیں رہی پوچھ رہیں ہوں" اب دلکش

کو مزید غصہ آیا تو ماہر کو القابات سے نوازتی گویا ہوئی۔

"تو پوچھ مجھ سے کیا رہی ہوں خود سے پوچھو کیا تم مجھ سے پیار کرتی ہوں" ماہر نے دلکش کے غصّے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے دلکش کو مشورہ دیا۔

"بلکل نہیں۔۔۔ شکل دیکھی ہے اپنی ہنننہ۔۔" دلکش نے دونوں ہاتھ پہلو میں باندھتے ماہر کو جتا کر کہا۔

"تم نے دیکھی ہے اپنی ؟؟" دلکش کی بات پر ماہر نے بھی ایبرو ریز کرتے پوچھا مانا محبت کرتا ہے لیکن اتنی تو محبت اندھی نہیں ہوتی جتنی یہ دلکش فاطمہ اتنی خوبصورت آنکھیں لیے آندھی ہو رہی تھی ماہر راشد خلیل پر تو لڑکیاں مرتی تھیں چاہے وہ پھر امریکہ کی ہوں یا پھر پاکستان کی اور ایک دلکش فاطمہ تھی جو اس کی

شکل پر بات کر رہی تھی۔

"اتنی اچھی ہے کے ایک ہینڈسم نوجوان ڈاکٹر عرف چھوٹا خانزادہ مرتا ہے مجھ پر"
ماہر کی بات سنتے دلکش نے داہم کو یاد کرتے اترا کر کہا اور یہاں ماہر کو آگ لگی۔

"ہاں وہی خانزادہ نا جو تمہیں ہی کل کریمنل چڑیل کہ رہا تھا" ماہر نے بھی چبا چبا کر دلکش کو جتایا جس پر دلکش کو بہت برا لگا دلکش نے ہنننہ کرتے سر جھٹکا اور ماہر کی جیپ میں ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ سنبھال گئی جبکہ ماہر بھی دلکش کا پھولا ہوا منہ دیکھتا مسکراتا سر جھٹک کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا دلکش نے پورے رستے ماہر سے کوئی بات نہیں کی جبکہ ماہر بھی وہاب ولا دلکش کو ڈراپ کرتا گیٹ کے اندر جانے تک وہی کھڑا رہا اور پھر زن سے جیپ کو اپنی منزل کی طرف بڑھا گیا۔

ہالے کی صبح آنکھ کھلی تو خود کو داہم کے حصار میں داہم کے سینے پر سر ٹکائے پایا داہم ہالے کو خود میں بھینچے سو رہا تھا ہالے نیند سے بیدار آنکھیں کھولتی ہوئی پہلے اٹھنے کی کوشش کرتی رہی لیکن بے سود پھر ہالے نے داہم کے چہرے کو دیکھا ہمیشہ شرارتیں کرنے والا اب پرسکون چہرہ لیں ہالے کو رات بھر جگاتا خود اب نیند کے مزے لوٹ رہا تھا رات داہم کی بے باکیوں کو یاد کرتے اب خود ہالے کے چہرے پر شرم وحیاء کے رنگ بکھرنے لگے ہالے اب جلدی داہم کے حصار سے آزاد ہونے اور داہم کے جاگنے سے پہلے وہاں سے غائب ہونا چاہتی تھی کل جو ہالے داہم کو جان سے مارنے کی دھمکی بھی دے دیا کرتی تھی اب وہ ہالے شرم سے داہم کی بے باکیوں پر ہی داہم کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی ہالے نے داہم کا حصار توڑنے کی کوشش کرنے میں داہم کو ہی انجانے میں جگا گئی داہم مسلسل ہالے کی کوشش پر نیند کے خمار بھری آنکھیں کھولے ہالے کو دیکھنے لگا جو داہم کو دیکھتی کنفیوز سی نظریں جھکا گئیں۔

"داہم مجھے شاور لینے جانا ہے" ہالے نے نظریں جھکائے کہا تو ہالے کی شرم وحیاء کو دیکھتے داہم مسکراتا اپنی ناک کو ہالے کے گال پر مس کرنے لگا ہالے سٹپٹائی۔

"داہ۔۔داہم۔۔" ہالے نے داہم کو پکارا۔

"بولو داہم کی جان" داہم نے جھٹکے سے ہالے کو تکیے پر سیدھا کرتے خود ہالے پر جھکتا ہوا بولا۔

"داہم پلیز صبح ہو گئی ہے مجھے شاور۔۔" ہالے کچھ کہتی کے داہم نے بے خود ہوتے ہالے کے ہونٹوں کو فوکس بنائے ہالے پر جھکتا خود کو سیراب کرنے لگا۔

"داہم تم بہت۔۔بہت برے ہوں میں بات نہیں کروگی تم سے" داہم کے آزادی

بخشنے پر ہالے اپنا تنفس بحال کرتی منہ پھولا کر داہم کو گھورتی ہوئی بولی۔

"نہیں کرنا داہم کی جان ہم بات نہیں رومینس کریں گے" داہم نے ہالے کے پھولے گالوں کو دیکھتے ہوئے اپنے لب داہم کی بات پر غصّے سے سرخ ہوتی ناک پر رکھے۔

"داہم میں پیاری لگ رہی ہوں نا؟؟" ہالے نے داہم کو دوبارہ رات والی ٹون میں آتا دیکھ کچھ سوچتے ہوئے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا تو داہم ہالے کی بات کو سنتا اپنا چہرہ ہالے کے چہرے کے قریب کر گیا۔

"اتنی کے میرا دل دوبارہ بے ایمان ہو رہا ہے داہم کی جان" داہم اپنی بات مکمل کرتا ہالے کی پیشانی کو اپنے لبوں سے چھو گیا اور ایک آنکھ ونگ کرتا بولا۔

"خبردار داہم تم نے پہلے ہی مجھے ساری رات۔۔۔۔"داہم کی بات پرہالے نے داہم کو گھورتے ہوئے کہا لیکن پھر اپنی بات پر غور کرتے بات ادھوری چھوڑدی۔

"میں نے کیا کیا ساری رات ؟؟"داہم نے شرارت سے اپنی ہنسی چھپائے پوچھا جس پرہالے کا دل عش عش کر اٹھا۔

"تم بہت برے ہو داہم اور ٹھرکی بھی"داہم کی شرارت کو سمجھتی ہالے نے اپنے اوپر جھکے داہم کے سینے پر دل کے مقام پر انگلیاں چلاتے بے نشان اپنا نام لکھا داہم جیسے پل میں ساکت سا ہالے کی حرکت پر ہالے کو دیکھنے لگا۔

"تمہیں یہ کہنا چاہیے تھا تم بہت رومینٹک ہو داہم لیکن خیر اب ٹھرکی بول ہی دیا ہے تو اب نمونہ دیکھنا ناہی پڑے گا ورنہ ٹھرکی بابا کا شراپ لگے گا مجھے"داہم ہوش میں آتا ہالے کی بات پر اسے گھورتے ہوئے کہتا ہالے کے ہونٹوں پر جھکنے لگا جب

ہالے نے اپنی پوری طاقت لگا کر داہم کو دھکا دیتے بنا سمجھنے کا موقع دیے سائیڈ کیا اور خود اٹھ کر کنفرٹ میں اپنا وجود چھپائے بیڈ سے نیچے اتری اور داہم کی ہونک بنی شکل دیکھتے کھلکھلا اٹھی داہم جو ہالے کے ہونٹوں پر لب رکھنے والا تھا اب خود صدمے سے بیڈ پر ہالے کے دھکا دینے سے سائیڈ کروٹ پر لیٹا ہالے کو دیکھنے لگا پھر ہالے کی ہنسی کو دیکھتے پل میں اٹھا اور ہالے کی طرف لپکا۔

"رو کو تمہیں بتاتا ہوں میں" داہم ہالے کے پیچھے بھاگنے لگا تھا کہ ہالے نے جلدی ڈریسنگ روم میں گھستے لاک کیا اور ڈور کے پاس کھڑی ہوتی پھر کھلکھلا دی جبکہ داہم ہالے کی پھرتی کو دیکھتے اب ڈور ناک کر رہا تھا پھر جیسے لمبی سانس کھینچ کر ہوا کے سپرد کرتے ڈور سے سر ٹکا کر بولا۔

"بہت ظالم ہو بیگم" داہم نے کہا تو ہالے پھر دروازے کے پار کھلکھلا دی۔

****

ماہر دو گھنٹے بعد جیسے ہی وہاب ولا واپس آیا اپنے روم میں جانے کے بجائے اب بھی دلشاد کے روم کا رخ کیا دیکھے تو سہی تمام مرد حضرات اٹھے یا پھر نہیں ماہر جیسے ہی روم میں داخل ہوا سب کو اسی طرح سوتا پایا پھر کیا تھا صبح کا سورج پوری طرح طلوع تھا تو اس سورج کی عقیدت میں ماہر نے سب سے پہلے ڈیول کو جگایا اور باری باری پھر سب کو سب مرد حضرات اب آٹھ کر بیٹھے ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے جو ان میں سے صبح صبح کسی کو بھی پسند نہیں آرہی تھی۔

"کہا میں صبح اپنی بیوی کا حسین چہرہ دیکھا کرتا تھا اور کہا آج اس کے سڑے ہوئے بھائی کا دیکھنا پڑ ارہا ہے۔۔ لاحولا ولاقوتہ" دلشاد نے ایک آہ بھرتے ڈیول کو دیکھتے کہا جو خود اپنی جمائی روکنے میں لگا تھا دلشاد کا صبح صبح چہرہ دیکھتے اور اوپر سے طنز سنتے ڈیول کے پیروں پر لگی تو سر پر بجھی۔

"بلکل ۔۔ میرا سوچو جس کے چہرے پر نور کے فرشتے آتے بھی تمہارے منحوس چہرے کو دیکھتے تمہیں لعنت پیش کرتے غائب ہوئے ہیں" ڈیول نے بھی ڈمپل کی نمائش کرتے جل کر حساب بے باک کیا۔

"فرشتے وہ بھی ڈیول کے چہرے پر ۔۔ ہنننہ" دلشاد نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ ڈیول کی بات کو ہضم کرتے کہا۔

"کیوں ۔۔ جب خانزادہ امپائر کے چشم و چراغ کے اندر طنزیہ عورت پائی جا سکتی ہے تو ڈیول کے چہرے پر فرشتے عام بات ہے" ڈیول نے بھی دلشاد کو برابر دلکش کی بات کو یاد کرتے آگ لگائی اور یہ لگی بھی بڑے پیمانے پر۔

"کرمنلوں کا خاندان ۔۔ بہن چڑیل بہن کا بھائی کمینہ" دلشاد نے ڈیول کی بات پر ڈیول

کو گھور کر کہا تو اب نوریز جو کے ان دونوں کے بیچ بیٹھا تھا دائیں بائیں گردن ہلاتے اس کی بس ہو گئی تھی تو کاوئچ پر بیٹھے جیک ،ماہر اور ہشام بھی ان دونوں کے طنز کی برساتوں کو بامشکل صبح صبح ہضم کرنے کی کوشش میں تھے۔

"یار مانا میں نے کہا تھا باقی رومینس کل کر لینا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تم دونوں ہمیں منہ دھوئے بنا ہی اپنے رومینس کی فلم دیکھاؤ" نوریز نے اکتا کر کہا تو ڈیول نے نوریز کو گھورا جبکہ دلشاد نے نوریز کے سر پر تکیہ دے مارا نوریز بیچارہ ڈیول کی گھوری سے بچتا تو دلشاد کے وار نے اسے بری طرح متاثر کیا۔

"بس ہو گئی ہے مجھے مار لو گھور لو۔۔ اور وہ جو کمینہ ہمیں اپنے کمروں سے اور تمہیں بھابھی سے بے دخل کر کے اپنے بچوں کی پلیننگ کر رہا ہے اس پر کسی کا بس نہیں چلتا۔۔۔ مجھ معصوم پر ظلم ہوتے ہیں تمہارے" نوریز نے پہلے ڈیول کو دیکھتے کہنا چاہا لیکن ڈیول کے تاثرات بلکل نہیں بدلے تھے پھر کیا کرتا نوریز بیچارہ دلشاد کی

طرف گھوم کر چبا چبا کر کہا جس پر دلشاد نے نا صرف نوریز کو گھورتے ہوئے بلکہ ایک اور تکیہ ڈیول کے پیچھے بیڈ سے لیتے نوریز کو رسید کیا جسے نوریز نے خوش اخلاقی سے کیچ کیا تو سب کو واپس داہم کا کل رات کیا کارنامہ یاد آیا۔

"داہم اللہ کرے تیرے بچے تجھے گنجا کر دیں۔۔ امین "ڈیول نے دل سے آیت کا سوچتے اور اسے صبح صبح ہی مس کرتے داہم کو بددعا دی اور امین بھی کہا جس پر نوریز بھی واپس تکیہ باہوں میں بھینچے بیڈ پر بیٹھا تو دلشاد سمیت سب نے ہی ڈیول کی بددعا پر دل کھولے آمین کہا۔

"اور تیرے ٹکلے پر روز بنا تال کا تبلہ بجائے۔۔ امین " اب دلشاد نے اپنی معصوم بیوی کو یاد کرتے باقاعدہ ہاتھ اٹھائے سب مردوں کی موجودگی میں بددعا داہم کے حق میں پیش کی تو سب نے پھر باآواز بلند امین کہا۔

"تجھے بنا گھنگرو کے نچائے ۔۔ امین" نوریز نے بھی دل سے بددعا کی اور ایک بار پھر سب نے آمین کہا۔

"تجھے کالیا کہ کر بلائیں ۔۔ امین" اب ہشام نے بھی دلی بددعا دی تو سب مرد حضرات کے منہ سے ایک بار پھر بے ساختہ امین نکلا۔

"تیرے لیے روز نیا باوال مچائیں ۔۔ امین" جیک نے بھی دکھی دل سے بددعا دی اور سب نے جیک کے دکھ میں شمولیت اختیار کرتے امین اپنے لبوں سے ادا کیا۔

"تجھے روز ہالے سے پٹوائیں ۔۔ امین" ماہر نے بھی دلکش کی چلاکی کو یاد کرتے کل خود کے بے بس ہو جانے پر داہم کے حق میں بددعا کی اور اس بار سب نے دو دفعہ امین کہا وہ منظر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ لوگ شادی کے گھر میں نہیں کسی جماعت میں بیٹھے اجتماعی شیطان سے حفاظت کی دعا مانگ رہیں ہے یا جانے بغیر جس شیطان کو

بددعائیں دے رہیں ہے وہ وہی دروازے پر کھڑا اپنا قہقہہ روکے تمام مرد حضرات کی اتنی سخت بددعاوں سے ان کی کل کی ذلالت کا اندازہ لگاتے محفوظ ہو رہا ہے۔

"اپنے کمرے سے نکلنے سے پہلے میں نے آیت الکرسی پڑھی تھی تو بیویوں سے ذلیل ہونے والوں کی بددعائیں تو لگ ہی نہیں سکتی مجھے۔۔ہاہاہا" داہم کی آواز جیسے ہی سب نے یک دم سنی تو ایک ساتھ سب نے گردن موڑے آواز کی سمت دروازے کی طرف دیکھا جہاں داہم میاں سکائے بلیو ٹراؤزر اور شرٹ میں ملبوس ہنس ہنس کر دوہرے ہو رہے تھے داہم کو دیکھتے پل میں سب کی آنکھوں میں خون اتر آیا ڈیول نے سائیڈ ٹیبل سے ٹائم پیس اٹھایا تو دلشاد نے واس اور نوریز نے تو بیڈ کے پاس رکھے جوتوں میں سے ایک جوتا تو جیک نے کشن پکڑا جبکہ ماہر نے اپنی گن نکال لی تو ہشام نے وہاں رکھا ایک شوپیس اور وہ سب اب داہم کو خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے جبکہ داہم نے ان کی آنکھوں میں خون دیکھتے تھوک نگلتے لیکن پھر اپنی اصلی شکل میں واپس آتے سب کو دیکھتے ایک آنکھ ونگ کی تو سب کا جیسے ضبط

ایک پل میں ٹوٹا "ایک ۔۔دو ۔۔تین " بس پھر کیا تھا داہم نے قدم پیچھے لیے اور سب مرد حضرات نے آ گے ۔ داہم کے پیچھے ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے بھاگے داہم کی دوڑ اتنی تیز تھی کہ وہ لوگ اب داہم کو گھیرنے کے فراغ میں اسی فلور کے لاونج میں ائے اور داہم کی کمروں میں گھسنے کی کوشش کو ناکام کیا جانتے جو تھے یہ اگر ان میں سے کسی کے بھی روم میں گھسا تو پھر سب اپنی بیویوں سے ذلیل ہونگے اب سیچویشن یہ تھی کہ داہم صوفے کے پیچھے تھا تو ڈیول اور دلشاد اسی صوفے کے سائیڈ پر دائیں بائیں جبکہ ہشام داہم سے کچھ فاصلے پر پیچھے تو ماہر گن نکالتا داہم پر تانتا داہم کے سامنے کچھ آ گے تو نوریز اور جیک نے بھی اعتراف میں داہم کو گھیرا ہوا تھا ۔

"اب بول چھوٹے خانزادہ ، غدار کیا کچھ نہیں کیا میں نے تیرے لیے تیرے منحوس بھائی کے حصے کا کام بھی کیا صرف تیری شادی پر اس کی ڈانس پرفامینس کروانے کے لیے اور تو نے کیا کیا میرے ساتھ "ڈیول نے داہم کو گھورتے ہوئے کہا ۔

"میں نے تیرے لیے ڈانس کیا جو آج تک میں نے کبھی نہیں کیا میرے باپ کی آخری اولاد۔۔ اور تو نے مجھ سے میری بیوی اور میری پہلی ہونے والی اولاد کو ہی دور کیا" دلشاد نے بھی سخت تاثرات سے داہم کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اور میں نے کیا کیا تھا ہاں ؟؟ میری تو شادی بھی نہیں ہوئی جب بھی تیری وجہ سے اس کریمنل چڑیل نے مجھے میرے کمرے سے بے دخل کر دیا کمینے" ماہر کا تو دکھ ہی نرالہ اور سب سے ہٹ کر تھا تو داہم پر گن لہراتے ہوئے گھور کر بولا۔

"اور میں نے تو دودھ پلائی میں تیری سائیڈ لی تھی اور پھر بھی میری بیوی کے ہاتھوں مجھے ذلیل کروایا" جیک کو بھی غصّہ آیا اب تو داہم کو گھورتے ہوئے بولا۔

"اور تو تو مجھ سے محبت کرتا تھا اور پھر نمل کے ہاتھوں مجھے بے عزت کروا گیا

تو ۔۔ذلیل انسان "نوریز نے بھی سنائی۔

"اور میں نے تو کچھ کیا بھی نہیں بلکل نیوٹرل تھا میں اور پھر بھی تو نے چھوٹے خانزادہ ۔۔۔اج تجھے زندہ نہیں چھوڑے گے ہم "ہشام نے بھی پہلے داہم کو دیکھتے پھر تمام مرد حضرات کو دیکھتے پھر داہم کو گھورتے کہا تو اب داہم کو بھی ہشام کی بات پر تو بہت غصّہ آیا۔

"تم نیوٹرل تھے ہاں؟؟ اور جو کرسٹل باربی کے کہنے پر مجھ پر میری شادی والے دن گن تانی تھی وہ تمہارے بھوت نے کیا تھا ہاں ۔۔"داہم نے ہشام کی بات پر برا مانتے کہا باقی تمام مرد حضرات کے رونے تو ٹھیک تھے لیکن ہشام کا نیوٹرل کہنا داہم کو پسند نہیں آیا اس لیے جتا کر لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکا کر بولا جس پر ہشام نے منہ بناتے رخ دوسری طرف کیا۔

"اپنی بیویوں سے تو ذلیل ہوتے ہیں اور بس مجھ معصوم پر چلتا ہے لوگوں کا" داہم کی زبان میں کھجلی ہوئی جس پر اس نے موت کو خود دعوت دی جو اب تک صرف داہم کو گھور رہے تھے داہم کی بات سنتے سب نے غصّے سے ایک ایک کر کے داہم کی طرف قدم بڑھایا۔

"عنایہ بھابھی، بھابھی کی بھابھی، عائشہ بھابھی، مہک بھابھی، نمل بھابھی، کرسٹل باربی" داہم نے ان مرد حضرات کے قدم دیکھتے جلدی جلدی اعلان کر کے تمام بھابھیوں کے نام ادا کیے جو جلد ہی داہم کی پکار پر لبیک کہتی وہاں ہڑبڑاتی ہوئی حاضر ہوئیں لیکن وہاں اپنے شوہروں کے ہاتھوں میں ہتھیار کی طرح پکڑی چیزیں دیکھتی اور پھر داہم کی مسکینوں جیسی شکل دیکھتی فوراً اپنے شوہروں کو گھورنے لگی اور دلکش تو ماہر کی گن دیکھتے ماتھے پر آنکھیں رکھ گئی جسے دیکھتے ماہر نے فوراً گن نیچے کی تو تمام مرد حضرات نے بھی اپنی بیویوں کو دیکھتے گڑبڑاتے ہوئے ہاتھ پیچھے کیے۔

"بھابھیوں آپکے شوہر ہالے کو بیوہ کرنا چاہتے ہے کل جو میں نے آپ لوگوں کو ان کی سچائی سے آگاہ کروایا اس بنا پر" داہم نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا اور آہستہ آہستہ وہاں سے کھسکتا اپنی بھابھیوں کے پیچھے ہوا جہاں تمام مرد حضرات داہم کی چلاکی پر جبڑے بھینچے کھڑے تھے وہی اپنی بیویوں کی گھوریاں بھی برداشت کر رہے تھے سوائے دلشاد کے کیونکہ عنایہ اپنے دیور کو معصومیت سے دیکھ رہی تھی اور دلشاد کو مکمل اگنور کر رہی تھی۔

"خبردار جو کسی نے چھوٹے خانزادہ کو کچھ کیا ورنہ ابھی تو کمروں سے بے دخل ہوئیں ہیں آپ لوگ۔۔پیلس اور اپنے اپنے گھروں سے بڑوں کے سامنے بے دخل کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائیں گے ہم لوگ سمجھے" آیت نے غصے سے ڈیول اور پھر باری باری سب کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اور ماما ناشتے کے لیے بلا رہیں ہیں سب کو تیار ہو جائیں اور نیچے آئیں" عنایہ نے بھی

دلشاد کو ایک نظر دیکھتے پھر سب سے کہا داہم بھی اپنی بھابھیوں کے پیچھے مسکراتا ہوا ان سب کو پڑنے والی ڈانٹ سنتا بھابھیوں کے جانے سے پہلے ہی نیچے کھسک لیا ورنہ یہ نا ہو کہ بھابھیوں کے جاتے ہی پھر وار ہو جائے اس پر جبکہ تمام مرد حضرات تو بس داہم پر غصّہ پیتے اپنے اپنے کمروں کا رخ کر گئے۔

"ایک لاکھ کمینے مرے ہونگے تو یہ پیدا ہوا ہوگا" یہ خیال ماہر کا تھا جو بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

سب لوگوں نے ناشتہ خوشگوار ماحول میں کرتے اب ولیمہ کی تیاریوں کی طرف دوڑ لگائی داہم اور ہالے خود تیار ہونے میں مشغول تھے تو عنایہ بھی اپنے روم میں برائیڈل ولیمہ ڈریس میں بیوٹیشن کے ساتھ تیار ہو رہی تھی داہم کے تیار ہوتے ہی کمرے سے جانے پر اب آدھی لڑکیاں ہالے کے روم میں تیار ہو رہیں تھیں تو آدھی عنایہ کے جبکہ تمام مرد حضرات بھی اب تیار ہوتے ہوئے وہاب ولا کے وسیع

وعریض لان میں جہاں ہر فنکشن کی طرح ولیمہ کی بھی تقریب کا انتظام کیا گیا تھا وہاں آئے تمام مرد حضرات نے بلیک کلر کے ٹوپیس سوٹ پہنے تھے اور ان کی بیویوں نے انھیں پورے دن بلکل منہ نہیں لگایا تھا جب وہ کمرے میں تیار ہورہے تھے تو بیویاں روم خالی ہونے کا ویٹ کررہیں تھیں جبکہ وہاب صاحب اور کاشان صاحب کے آرڈر پر تمام مرد حضرات بھی جلدی تیار ہوتے نیچے آئے تھے تو داہم بھی مسکراتا ہوا ان کے پاس آیا داہم کو دیکھتے سب نے داہم کو اگنور کیا جس پر داہم اپنی ہنسی چھپاتا ہوا پہلے ڈیول کے زبردستی گلے لگا جس پر ناراضگی کے باوجود ڈیول کے ڈمپل نمائیاں ہوئے تو ڈیول داہم کا شانہ تھپتھپا گیا جس پر داہم ڈیول سے الگ ہوتا اسے گال پر کس کرگیا جس پر ڈیول نے قہقہہ لگایا تو اب داہم نوریز سے گلے ملا جس کی ناراضگی بھی پل میں ڈیول کی طرح اپنے دوست کو دیکھتے اور گلے ملتے اڑن چھو ہوئی تو پھر داہم دلشاد کے گلے لگا جو داہم کے گلے لگتے ہی بے ساختہ مسکرایا اور الگ ہوتے ہی داہم کے سر پر گھور کرچت رسید کرگیا داہم منہ بناتا اب ہشام جیک اور ماہر کے گلے لگا اور ان کی ناراضگی بھی پل میں ختم کرگیا۔

"جو فساد ہمارے اور ہماری بیویوں کے درمیان تم نے ڈالا ہے نا چھوٹے خانزادہ اس کو بھی تم ہی حل کرو گے سمجھے" ڈیول نے داہم کو دیکھتے جتا کر کہا وہ صبح سے ہی آیت کی بے رخی برداشت کر رہا تھا اور اب مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لیے اب جس نے آگ لگائی اب وہ ہی اسے بجھائے گا کے قول کو یاد کرتا داہم سے بولا جس پر سب مرد حضرات نے بھی داہم کو دیکھتے ڈیول کی بات سے اکتفا کیا تو داہم بھی گھیرا مسکرایا۔

"بلکل ۔۔ میرے پاس ایک پلان ہے" داہم نے مسکراتے ہوئے سب کو گھیرے میں لیتے پلان بتایا۔

تمام مرد حضرات بے صبری سے اپنی اپنی بیگمات کا انتظار کر رہے تھے اور اب ان کا انتظار جیسے ختم ہوا ہالے اور عنایہ انھیں آتی نظر آئیں تو ان کے ساتھ اعتراف

میں باقی خواتین بھی موجود تھیں ہالے نے مسٹرڈ کلر کا اویرل لہنگا پہنا تھا تو عنایہ نے بھی یک ساں لیکن مختلف رنگ کا لائیٹ پنک لہنگا وہ دونوں ولیمے کی دلہنیں ڈائیمنڈ کی جیولری میں برائیڈل میک اپ میں بے پناہ خوبصورت لگ رہیں تھیں جبکہ آیت نے بلیک کلر کی ساڑھی کے ساتھ میچنگ جیولری اور مناسب میک اپ میں وہ بھی بے حد حسین لگ رہیں تھیں تو مہک نے پیچ کلر کی ساڑھی جبکہ عائشہ نے نیوی بلیو ساڑھی اور نمل نے گولڈن لائیٹ براون ساڑھی پہنی ہوئی تھی اور وہ بھی بے حد حسین لگ رہیں تھیں تو دلکش میڈم نے پیروں کو چھوتی لہنگے نما وائٹ فراک جو بہت نفیس سے موتیوں میں جگمگا رہی تھی پہنی تھی اور شانوں پر بے تحاشہ رنگوں اور موتیوں سے سجا ڈوپٹہ پھیلایا ہوا تھا، کانوں میں جھمکے اور لائیٹ سے میک اپ میں بالوں کو پشت پر پھیلائے وہ بھی حسن کی ملکہ لگ رہی تھی تمام خواتین بے حد حسن لیس ہوتی اپنے اپنے شوہروں کے دلوں پر قیامت بن کر گر رہیں تھیں تمام مرد حضرات نے اپنی اپنی بیگمات کو دیکھتے پھر ایک دوسرے کو دیکھا اور مسکرائے اب داہم کے پلان پر عمل کرنے کا وقت تھا تو داہم بھی تمام مرد حضرات کو اوکے کا اشارہ کرتا میوزک پلیئر کو اشارہ کر گیا اور پھر ہال میں یک دم اندھیرا چھا گیا اور

ایک سپوٹ لائٹ کی روشنی دلشاد پر پڑی پھر دلشاد ایک ایک قدم اٹھاتا اپنی بیگم کے پاس پہنچا اور مسکراتا ہوا اس کا اپنے لہنگے کو تھاما ہوا ہاتھ تھام گیا اور عنایہ کو لیتا ہال کے وسط میں آیا پھر ایک لائیٹ ڈیول پر پڑی تو وہ بھی آیت کا ہاتھ تھامتا ہوا آیت کے پھولے ہوئے منہ کے ساتھ ڈمپل کی نمائش کرتا اسے ہال کے وسط میں لایا لیکن وہاں پہنچتے ہی آیت نے ڈیول سے اپنا ہاتھ چھڑایا تو جیک ،نوریز، ہشام اور داہم بھی ایک ایک کر اپنی اپنی بیگمات کو سپوٹ لائٹ کی روشنی میں وہاں لائے تو میوزک پلے ہوا تو ڈیول اور نوریز کی آواز سب نے سنی اور یک دم ان تمام کپلز پر گلاب کے پھولوں کی پنکھڑیوں اور ریڈ اور وائیٹ لائیٹس چھوٹے چھوٹے بلونز کی آہستہ آہستہ بارش ہونا شروع ہوئی تو تمام خواتین اس منظر میں کھو سی گئیں۔

آرام آتا ہے دیدار سے تیرے

مٹ جاتے ہیں سارے غم

ڈیول نے آیت کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس کی کمر پر دونوں ہاتھ ڈالے اپنے قریب کرتا گانے لگا تو آیت پل میں ڈیول کی آواز میں محوت سے گم سی ہو گئی ڈیول نے آیت کی محوت کو نوٹ کرتے مسکراتے ہوئے آیت کو ڈانس سٹیپ کروائے جبکہ دلشاد عنایہ کی پیشانی پر لب رکھے مسکراتا ہوا سکون سے ہلکے سٹیپس کر رہا تھا اور عنایہ جو کل رات سے دلشاد سے خفا تھی اب اپنے خوبرو شہزادے کی اتنی نزدیکی اور وجاہت پر مسمرائز ہوتی دھڑکتے دل کے ساتھ دلشاد کی حرکت پر بے ساختہ مسکرائی۔

ہے یہ دعا کہ تجھے

دیکھتے دیکھتے ہی نکل جائے دم

جبکہ داہم ہالے کو گھوماتے ہوئے مسکراتا ہالے کو سٹیپس کروا رہا تھا تو ہالے بھی داہم کی گردن میں اپنے دونوں ہاتھ ڈالے سٹیپس کرتی مسکرا رہی تھی تو عائشہ اور جیک بھی ایک دوسرے کو تھامے مسکراتے اپنی دنیا میں مگن تھے جیک عائشہ کی پل میں ناراضگی اڑن چھو ہوتے دیکھ بے ساختہ مسکرایا جبکہ عائشہ کو یہ لمحہ کوئی خواب محسوس ہوا تو جیک کی باہوں میں ناراضگی بھولائے اس لمحے کے فضو میں کھو گئی۔

شکرانہ چاہے میں جتنا بھی کر لو

لہ پھر بھی رہے گا وہ کم.......

جبکہ نوریز نمل کی کمر پر ہاتھ ڈالے گاتے ہوئے اسے مسکراتے ہوئے دیکھتا ڈانس کر رہا تھا تو نمل بھی ساری ناراضگی ختم کرتے نوریز کو دیکھتی مسکراتی اس لمحے اور اپنے شوہر کی آواز کو انجوائے کر رہی تھی تو ہشام اور مہک بھی دونوں خود میں گم

ڈانس کررہے تھے ہشام کی آنکھوں میں شوخی اور محبت دیکھتے مہک نے مسکراتے ہوئے ہشام کے کندھے پر سر رکھا تو ہشام بھی بے ساختہ مسکرایا۔

تیرا تصور مجھے دے کہ مولا نے

مجھ پہ کیا ہے کرم.....

جبکہ ماہر اور دلکش جو کے ان تمام کپلز کے اعتراف میں کھڑے تھے دلکش ان تمام کپلز کو محوت سے دیکھتی دل میں ان کی نظر اتار رہی تھی تو ماہر دلکش کو دیکھتا محوت سے اس میں گم تھا پھر اچانک دلکش کے پیر کے نیچے بے دھیانی میں خود کی لہنگے نما فراک آئی اور وہ اس میں الجھ گئی جبکہ ماہر دلکش کو لہنگے میں الجھتا دیکھ اسے گرنے سے بچاتا اس کا ہاتھ تھام گیا فورا اس کے پاس پہنچتا تو دلکش بھی گرنے سے بچتی ماہر کو دیکھنے لگی جس پر ماہر مسکرایا تو دلکش بھی خود کو سیدھا کھڑا پا کر ماہر کا ہاتھ

چھوڑتی رخ واپس تمام کپلز کی جانب کر گئی جو وہاں موجود تمام لوگوں سے تالیوں کی صورت میں داد وصول کر رہے تھے۔

ولیمے کا فنکشن بہت خوش اسلوبی سے طے پایا سب لوگ اس محبت بھرے پرسکون ماحول کو انجوائے کر رہے تھے تمام مہمانوں کو کھانا کھلا دیا گیا تھا تو سب ہی مہمانوں نے اپنے اپنے گھروں کا رخ کیا لیکن ہالے داہم، عنایہ دلشاد، جیک عائشہ، نمل نوریز ڈیول آیت، ہشام مہک اور وہاب صاحب کاشان صاحب، احان صاحب اور جنت بیگم اور زریش بیگم، ماہر اور دلکش اب بھی وہی ہال میں موجود تھے مہمانوں سے فارغ ہوتے کافی انجوائے کر رہے تھے اور وہاں اب تک بیٹھنے کا ایک اور اور بہت اہم مقصد بھی تو تھا جسے ان لوگوں نے اب مزید دیر کیے پائے تکمیل تک پہنچانا تھا جب اچانک دلکش سب سے ایکسکیوز کرتی چینج کرنے کا کہتی وہاں سے اٹھتی وہاب ولا کے اینٹر نس کی سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھانے لگی تو تمام مرد حضرات نے ماہر کو دیکھا جو ان سب کو دیکھتا مسکراتا ہوا ایک پروجیکٹر (جو

کے کچھ دیر پہلے ہی وہاں سیٹ کیا گیا تھا اور تمام خواتین نے دلکش سمیت تجسس سے پوچھا تھا اب کیا کرنے والے ہے وہ لوگ جس پر سب مرد حضرات نے یہی کہا بس دیکھتی جاؤ آپ لوگ تو تمام بزرگ حضرات مسکرائے تھے انھیں تو پہلے سے ہی جو معلوم تھا کیا ہونے والا ہے) کے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھتا چیئر کے ساتھ رکھے گٹار کو تھام گیا گٹار کی دھن کو سنتے دلکش کے قدم بھی مدھم پڑے دل کیا کے پلٹ کر دیکھے لیکن یہی سوچا کے ڈیول یا نوریز گانے والے ہونگے تو کپڑے چینج کرتی واپس آکر آرام سے سب کے ساتھ بیٹھ کر سنے گی یہ جانے بغیر کے ایک شخص اس کے لیے ہی پہلی مرتبہ اپنی آواز سب کو سنانے والا ہے دلکش فاطمہ کو اپنی آواز سے اپنی زندگی میں آنے کا پیغام دینا چاہتا ہے۔

تم سے کہنا ہے دل میں رہنا ہے

مجھ کو تیری قسم.... 🎶🎶🎶

ماہر نے گٹار تھامے سپوٹ لائیٹ کی روشنی میں دلکش کی پروجیکٹر پر مسکراتی تصویر کے سامنے بیٹھے گانا شروع کیا یہ تصویر ماہر نے داہم اور ہالے کی مایوں والے دن لی تھی اور یہ تصویر ماہر کو بے حد پسند تھی اتنی کے اس نے اپنے موبائل لیپ ٹاپ کے وال پیپر میں بھی یہی تصور اب سیٹ کر رکھی تھی۔

ہر وفاؤں میں..ہر دعاؤں میں

تم ہو پہلے صنم.....

جبکہ سیڑھیاں چھڑتی دلکش یہ آواز سنتی اپنی رفتار مدھم کرتی سیڑھیاں بے دھیانی میں چڑھنے لگی یہ آواز آواز نہیں ایک سحر تھا جو دلکش کے قدموں کی رفتار کو یک دم کانوں میں پڑتے ہی مدھم کر گئی دلکش پہچان بھی گئی تھی یہ آواز نا تو ڈیول کی ہے نا ہی نوریز

لی تو پھر کون ہے جو اس سحر کو پھونک رہا ہے ؟؟

لہتا منظر ہے..دل سمندر ہے

پھر بھی احساس ہے.....

وہ کچھ آگے بڑھتی کے ڈیول نے دلکش کا ہاتھ تھاما دلکش نے پلٹ کر دیکھا ڈیول اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا اور دلکش کو کچھ کہے بنا ہی اپنے ساتھ واپس سیڑھیوں سے نیچے لانے لگا دلکش بھی شل سی ہوتی اس آواز کو سنتی ڈیول کے ساتھ سیڑھیوں سے نیچے کی جانب قدم لینے لگی۔

دل کا دریا ہے.. عشق زریعہ ہے...

ہر خوشی پاس ہے...

آخری سیڑھی پر پہنچتے ڈیول نے دلکش کو دیکھتے جو نا سمجھی سے ڈیول کو ہی دیکھ رہی تھی ہاتھ کا اشارہ ماہر کی طرف کیا ماہر جو سب کو ایک نظر دیکھتا بے تحاشہ خوشیوں میں گھیری زندگی کی طرف گاتے ہوئے اشارہ کرتا دلکش کی تصویر کو دیکھتے پھر گانے لگا

باہوں میں مجھے بھر لو...

تھوڑا اعتبار کر لو...

دلکش ماہر کو گاتا دیکھ اور پھر اپنی بڑی سائیز پروجیکٹر پر تصویر دیکھتی ساکت سی ہو گئی یہ ماہر کی آواز تھی یہ سحر ماہر پھونک رہا تھا وہ بھی صرف اس کے لیے دلکش کے بال ہوا کے دوش سے یک دم لہرائے اور ایک پرسکون ٹھنڈی ہوا کا جھونکا دلکش کی روح تک کو جیسے چھو گیا دلکش کو اپنا وجود یک دم ہلکا لگنے لگا

دل سے بے قرار ہوں میں....

میری بے قراری سمجھو...

اور ماہر جو کہ پہلے دلکش کی تصویر کو دیکھتے گا رہا تھا اب ڈیول کے ساتھ دلکش کو دیکھتے مسکرایا اور پھر گانے لگا کیا کچھ نہیں تھا ان لفظوں میں چھ سال کی بے قراری لمبے عرصے کا ہجر محبت کا سمندر جو سب صرف ماہر نے دلکش کے لیے سمیٹ کر رکھا تھا۔

دل کی چاہتوں میں تم ہو..

تم بھی مجھ سے پیار کر لو...

آخری فقرہ گاتے ماہر کی نظریں دلکش کی نظروں سے ملی دلکش کو احساس ہوا ان آنکھوں میں اس کے نام کا ایک سمندر برپا ہے ماہر کی آنکھیں اپنی زندگی میں دلکش کو پکار رہیں تھیں اور دلکش ساکت سی ماہر کی محبت کے سمندر جیسی نظروں میں گم تھی یہ گانے کا آخری فقرہ تھا جو کے ماہر نے دلکش کی طرف آس سے گایا تھا جیسے اس فقرے میں ماہر کی زندگی کی امید ہے اور دلکش کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ دونوں ایک دوسرے میں گم تھے جب تمام لوگوں کی تالیوں نے انھیں ہوش کی دنیا میں واپس آنے پر مجبور کیا تو ڈیول نے دلکش کو شانوں سے تھامتے ہوئے اسکا رخ پورا اپنی طرف کیا دلکش نے نگاہیں اٹھا کر ڈیول کو دیکھا ڈیول مسکرا رہا تھا۔

"ماہر تم سے بے انتہا محبت کرتا ہے میری جان اور آج سے نہیں چھ سال پہلے سے جب اس نے میرے پاس تمہیں امریکہ میں پہلی دفعہ دیکھا تھا جب تم ساکت تھی جب تمہارے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی تب سے اس نے ہر لمحہ تمہاری زندگی کی دعائیں مانگی ہیں۔۔۔"ڈیول دلکش کو ماہر کی محبت کا ہر لمحہ ہر جزبہ بتاتا گیا اور دلکش سانس روکے ڈیول کی باتیں سنتی گئی۔

"میں بڑا بھائی ہونے کے ناطے تمہارے لیے ماہر کو پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں تم بھی اپنی رضامندی سے میرا مان رکھو چہرے پر مسکراہٹ لیے دل کو زخموں سے مت بھرو میں اب تمہیں راتوں کو روتا نہیں دیکھ سکتا تمہارا ظرف اعلی ہے دلکش تمہارا وجود ہم سب کے لیے بہت انمول ہے دلشاد کی طرح آگے بڑھو اور صحرائے محبت کو الوداع کہو"ڈیول نے دلکش کو اپنے ایک ہاتھ کے حصار میں لیتے اس کے بالوں پر عقیدت سے بوسہ دیتے کہا وہ جانتا تھا دلکش سب کے درمیان دل

سے خوش رہتی ہے نا وہ عنایہ سے حسد کرتی ہے نا اب دلشاد کی طرف لوٹنا چاہتی ہے مگر راتوں کو جاگتی اذیت میں لاحاصل محبت کے غم کو دل وجان میں بسائے روتی ہے تو دلکش کی آنکھوں سے دو موتی پھسل کر گالوں پر لڑکھڑائے یہ مان اسے ہی رکھنا تھا یہ ہی وقت تھا آگے بڑھنے کا صحرائے محبت کو خیر آباد کہنے کا دلکش نے ڈیول سے الگ ہوتے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں بھائی ۔۔آپ کا ہر فیصلہ اپنی رضا مندی سے میں دل وجان سے قبول کرتی ہو۔۔آج یہ دن ختم ہونے سے پہلے میں صحرائے محبت کو الوداع کر دوں گی بس مجھے آج وقت دے دیں" دلکش نے نم آنکھوں سے کہا تو ڈیول نے اپنی بہن کے پلکوں سے موتی اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنے اور اثبات میں سر ہلایا دلکش ڈیول سے الگ ہوتی سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے کا رخ کر گئی تو ڈیول نے بھی سب کی طرف قدم بڑھاتے دلکش کا جواب سب کو سنایا۔ڈیول کے دلکش کا جواب بتانے پر دلشاد کے لبوں پر ایک زخمی مسکراہٹ آئی ڈیول اور ماہر یہاں تک

کے عنایہ نے بھی دلشاد کے چہرے پر وہ مسکراہٹ نوٹ کی تھی لیکن وہ تینوں ہی جانتے تھے کہ دلشاد اور دلکش نے ان سب کے لیے کتنی بڑی قربانی دی ہے اپنی محبت کو ان سب لوگوں کی محبتوں کے لیے چھوڑا ہے۔ سب لوگوں نے ہی اپنے اپنے روم کا رخ کیا اور آج کی رات کے ختم ہونے کا بے صبری سے انتظار جبکہ آج کی رات چار لوگوں کے لیے بہت مشکل تھی دلشاد، دلکش، عنایہ اور ماہر حالانکہ وہ اس رات کا خوبصورت اختتام بھی جانتے تھے لیکن پھر بھی ایک عجیب سا نم احساس تھا دلوں میں کیا ہونا تھا اس رات میں محبت کا کیا انجام طے پانا تھا۔۔۔۔۔۔۔

طلوع آفتاب ❤️

(ولیمے کی رات کے بعد کی صبح)

آج سب لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کو لوٹنا تھا تو صبح ناشتے کی میز پر تمام نوجوان پارٹی موجود تھی اور سب ہی خوشگوار ماحول میں ناشتہ انجوائے کر رہے تھے۔

"اہمم۔۔۔یہ کرسٹل باربی کی شادی کا کیا پلان ہے بھئی؟؟" داہم میاں کو ناشتہ کرتے کرتے دلکش اور ماہر کو دیکھتے یاد آیا تو پوچھنے لگا۔

"اس جمعہ کو نکاح ہے ہمارا" دلکش نے بریڈ پر جیم لگاتے ہوئے داہم کو مسکراتے ہوئے جواب دیا جس پر ڈیول اور ماہر ایک ساتھ مسکرائے صبح ہی ڈیول نے دلکش کی مرضی پوچھتے ہی ماہر کے کہنے پر جمعہ کو دلکش اور ماہر کے نکاح کا فیصلہ کیا تھا پیلس میں وہاب ولا کے لاؤنج میں سب ہی بزرگ اور تمام مرد حضرات اور خواتین کی موجودگی میں لیکن ہمارے داہم میاں تو اس وقت گھوڑے اور گدھے سیل میں بیچ

کر سو رہے تھے ان کو اب فرشتے تو بتانے سے رہے تو جناب کو دلکش کے منہ سے اب پتا چلا۔

"یہ کب ہوا؟؟ میں کہاں تھا اور ہم لوگوں سے پوچھے بنا؟؟" داہم کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا جس کی وجہ سے بیچارے نے ناشتے سے بھی ہاتھ روک لیا لیکن اپنے علاوہ کسی کو نا چونکتا دیکھ داہم کو مزید حیرت ہوئی۔

"ہمیں نہیں صرف تمہیں اور تمہیں کیوں لگتا ہے میرے باپ کی آخری اولاد کے تمہاری موجودگی ہمارے لیے ضروری ہے؟" دلشاد نے داہم کے جلے پر نمک چھڑکتے عنایہ کے سامنے فوک میں پھنسا سیب کا ٹکڑا کرتے کہا جو بیچاری کب سے دلشاد کے زبردستی کھلانے پر منہ بنائے کھائے جا رہی تھی۔

"کیونکہ میں چھوٹا خانزادہ ہوں۔۔ میرے بغیر آپ لوگوں کی دنیا نہیں چل سکتی" داہم

نے بھی دلشاد کی بات پر منہ بناتے پھر فخر سے سب کو جتایا اور ہالے کے جوس کے گلاس سے ہالے کا ہاتھ تھامے جوس پیتے کہا اب دکھ ایک جگہ لیکن ناشتہ بھی تو ضروری ہے نا داہم کی حرکت پر ہالے نے داہم کو گھورا اور ٹیبل کے نیچے داہم کے پیر پر پیر مارا جس پر داہم نے ہالے کو گھورا لیکن بے سود۔

"بلکل چھوٹے خانزادہ۔۔۔چل نہیں دوڑ جو سکتی ہے" دلکش نے بھی دوبدو ک داہم کو آگ لگاتے گفتگو میں حصہ لیتے کہا جس پر داہم کا منہ حیرت سے کھل گیا تو سب کا ہی بزرگوں سمیت قہقہہ گونجا ہالے بھی داہم کی شکل دیکھتے کھلکھلا کر ہنسی جس پر داہم نے سب کو دیکھتے اور موقع پاتے ہالے کو آنکھ ماری جس پر ہالے کی ہنسی گلے میں پھنسی اور وہ اپنا رخ لال چہرے کے ساتھ ناشتے کی طرف کر گئی۔

"وہ بھی بنا پہیوں کے" ہشام نے بھی لقمہ دیا جس پر داہم نے جل کر ہشام کو دیکھا جو مزے سے ناشتہ کر رہا تھا۔

"اور بے انتہا سکون سے" جیک نے بھی اپنا حصہ ڈالتے داہم کو آگ لگائی تو داہم نے پٹواری کی بات پر دانت پیسے جو مزے سے چائے کے سیپ لے رہا تھا۔

"میرا تو بلکل گزارہ نہیں ہے بھئی اپنے چھوٹے خانزادہ کے بغیر" ڈیول جو آیت کو ہمیشہ کی طرح اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروا رہا تھا داہم کو دیکھتے ڈمپل کی نمائش کرتے کہا تو آیت بھی ڈیول کی بات پر داہم کو دیکھتی مسکرائی تو داہم کے چہرے پر بھی پل میں مسکراہٹ بکھری اور اس نے سب کو جتا کر دیکھا ہاں یہ الگ بات تھی کے کسی نے بھی داہم کو بلکل نہیں دیکھا۔

"اور میرا بھی نہیں ہے اپنے دیور کے بغیر" عنایہ نے بھی داہم کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو دلشاد نے عنایہ کو گھورا جس پر عنایہ نے شرارت سے کندھے اچکائے جبکہ داہم پھر مسکرایا تو دلشاد نے عنایہ کے کان میں سرگوشی کی "یہ جو ہمارا آنے والا

مہمان ہے نا اسکی وجہ سے رعایت کر رہا ہوں بیگم ۔۔ لیکن سنبھل کر بعد میں ہر بات کا حساب لینے کا ارادہ رکھتا ہے تمہارا سر پھیرا خانزادہ" دلشاد کی معنی خیز سرگوشی پر عنایہ کے گال دھکنے لگے اور پلکیں شرم سے جھک گئی تو دلشاد عنایہ کو دیکھتا بے ساختہ مسکرایا۔

"یہ فسادی خانزادہ پتا نہیں آپ دونوں بہن بھائیوں کو ہی کیوں پسند ہے" ماہر نے بھی داہم کو مسکراتا دیکھ آگ لگانی چاہی جو کے داہم کو تو بلکل پسند نہیں آئی۔

"کیونکہ میں دلوں میں بستا ہوں" داہم نے فخریہ کالر جھاڑتے ہوئے کہا۔

"شکل دیکھی تھی صبح آئینے میں؟؟" داہم کی بات پر نوریز نے ایک ابرو ریز کرتے پوچھا جس پر سب کا قہقہہ دوبارہ گونجا۔

"شکل کی بات تم تو نا ہی کرو یوسفزئی ۔۔تمہاری بیوی بھی میری طرح حسین میرا بھتیجا چاہتی ہے تبھی تو تمہاری شکل وہ دو دن سے نہیں دیکھ رہی" داہم نے کہا تو سب کے ہاتھ ناشتہ کرتے ایک دم رو کے جبکہ عنایہ اور نمل کے گلے میں کچھ ہٹکا اور نوریز تو داہم کی بات کو سنتا پوری طرح نمل کی طرف گھوما جو داہم کے اچانک راز فاش کرنے پر گڑبڑائی نوریز کو داہم کی بات پر یاد آیا کے واقعی نمل دو دن سے نوریز سے کترا رہی تھی اور کمرے سے نکالنے والی بات پر بھی نوریز کو بس جلدی کمرے سے بے دخل کرنے کے چکر میں تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا داہم ؟؟" نوریز نے نمل کو گڑبڑاتا دیکھتے پھر واپس داہم کو دیکھتے پوچھا جس پر سب لوگ ہی تجسس سے داہم کی طرف متوجہ ہوئے تو عنایہ نے داہم کو گھورا جس پر داہم نے کندھے اچکائے تو دلشاد نے بھی عنایہ کا داہم کو گھورنا نوٹ کیا۔

"یار اب مجھے بتاتے ہوئے شرم آرہی ہے" داہم نے سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر دونوں ہاتھوں میں منہ چھپایا جس پر عنایہ نے جل کر واقعی فسادی خانزادہ کو دیکھا تو نمل تو شرم سے لال ہوتی چہرہ ہی اوپر نہیں کر پائی۔

"کیوں تم ماں بننے والے ہو؟؟" نوریز نے داہم کی ایکٹنگ پر جل کر کہا جس پر داہم نے فورا ہاتھ چہرے سے ہٹائے اور شیطانی مسکراہٹ نوریز کو پاس کی۔

"میں تو ماں نہیں بننے والا لیکن تو باپ بننے والا ہے" داہم نے کہا تو کاشان صاحب، احان صاحب، جنت بیگم نے خوشی سے نمل کو دیکھا تو نوریز نے صدمے سے۔
جنت بیگم فورا اپنی جگہ سے اٹھتی نمل کے پاس پہنچی اور اس کے چہرے پر کچھ تلاشنے لگی۔

"داہم سچ کہہ رہا ہے بیٹا؟؟" جنت بیگم نے کنفرم کرنے کے انداز میں نمل کو دیکھتے

ہوئے پوچھا جس پر نمل نے مسکراتے سر جھکائے اثبات میں سر ہلایا تو جنت بیگم نے نمل کا سر چومتے ہوئے اس پر صدقے واری ہوئیں تو کاشان صاحب اور احان صاحب نے بھی نمل کے سر سے پیسے وار کر صدقہ کے لیے ملازمین کو دیے اور شل بیٹھے نوریز کے بھی سر پر ہاتھ رکھتے مبارک باد دی تو زریش بیگم اور کاشان صاحب نے بھی جنت ولا کے مکینوں کو مبارک باد پیش کی وہ لوگ ناشتہ ختم کر چکے تھے تو اب تمام بزرگوں نے لاؤنج کا رخ کیا تو نوریز اب تک نمل کو ہی دیکھے جا رہا تھا تو سب لوگ اب بھی اس تجسس میں تھے کہ جو بات نوریز کو نہیں پتا تھی کیونکہ نوریز کا ریکشن ہی سب کو چلا چلا کر بتا رہا تھا تو یہ بات داہم کو کیسے پتا چلی جس پر داہم اپنا ناشتہ ختم کرتے کب سے ایک پوزیشن پر بیٹھے نوریز کی طرف آیا۔

"زور کا جھٹکا ہائے زوروں سے لگا" داہم نے نوریز کے پاس کھڑے ہوتے گنگنایا جس پر ڈیول کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تو سب ہی مسکرائے یہ داہم کبھی باز نہیں آسکتا جبکہ نوریز نے داہم کو دیکھا اور کھڑے ہوتے داہم کے گلے لگنے جیسا ظاہر کیا تو داہم

نے بھی باہیں پھیلائے استقبال کیا لیکن غلط استقبال کیونکہ نوریز نے سیدھا داہم کی گردن میں ایک ہاتھ ڈالے داہم کو دبوچا داہم ہڑبڑایا جبکہ ہالے سب سے پہلے کھلکھلا کر ہنسی تو دلشاد کا قہقہہ گونجا تو عنایہ کے دل کو جیسے سکون آیا ۔

"کمینے تجھے یہ بات پہلے سے کیسے پتا ہے بتا ورنہ میرے بچے کہا کریں گے کہ ہم نے داہم چاچو کو رئیل لائف میں کبھی نہیں دیکھا" نوریز نے داہم کو دبوچے کہا تو داہم کو واقعی اپنی جان کے لالے پڑے ۔

"چھوڑے گا تو بتاؤ گا نا یار" داہم نے نوریز کی گرفت سے آزادی حاصل کرنے کے لیے کھانستے ہوئے کہا جس پر نوریز نے داہم کے گلے پر گرفت کم کی تو داہم نے نوریز کو شکوہ کناں آنکھوں سے برابر مگر نوریز کی گرفت میں کھڑے ہوتے دیکھا تو نوریز نے داہم کو سخت نظروں سے گھورا۔

"بتاتا ہوں یار" داہم نے نوریز کی گھوری پر منہ بناتے ہوئے کہا تو سب لوگ ہی اس طرف متوجہ ہوئے۔

"نمل بھابھی عنایہ بھابھی کے ساتھ میری اور ہالے کی مہندی والے دن ہاسپٹل گئیں تھی انھیں اپنی طبعیت کچھ دنوں سے ٹھیک نہیں لگ رہیں تھی تو چیک اپ کروایا تو پتا چلا نمل بھابھی کنسیو کر رہیں ہیں" داہم نے کہا تو اب بھی نوریز نے داہم کو گھورا۔

"اب کیا ؟؟" داہم نے منہ بناتے کہا۔

"لیکن تجھے کیسے پتا ؟؟" نوریز اپنی بات پر اڑتے ہوئے آئیبرو ریز کرتے دوبارہ پوچھنے لگا۔

"اس وقت میں ایک ضروری سائن کرنے کے لیے ہاسپٹل میں موجود تھا۔۔لیکن مجھے گھورنے کے بجائے اپنی بیگم کو گھورو۔۔ہنننہ۔۔انھوں نے تمہیں یہ بات نہیں بتائی "داہم نے نوریز کو بتاتے غصے سے کہا جس پر عنایہ اور نمل کے منہ حیرت سے کھل گئے انھوں نے پہلے ایک دوسرے کو اور پھر اس پھیھے کٹنے کو دیکھا کیونکہ عنایہ اور نمل کو اس دن منع کرنے والا بھی داہم ہی تھا کہ ہم یہ بات نوریز کو اسپیشل سرپرائز دے کر بتائیں گے بلکل فلمی اسٹائل میں میری شادی ختم ہونے کے بعد تو آپ لوگ ویٹ کرلی جئیں گا جس پر نمل اور عنایہ کو بھی یہ پلان پسند آیا تو انھوں نے بھی ہامی بھرلی اور اب یہ داہم کا بچہ نمل پر بل پھاڑ رہا تھا داہم کی بات سنتے سب نے حیرت سے نمل کو دیکھا جو بیچاری نوریز کی سخت نظروں سے روہانسی ہوگئیں تھی۔

"وہ۔۔مجھے تو۔۔داہم بھائی۔۔نے" نمل نے روہانسی ہوتے اتنا ہی کہا جبکہ اس لی بات کو عنایہ نے کاٹا۔

"نور یز بھائی یہ فسادی خانزادہ جھوٹ بول رہا ہے اس نے منع کیا تھا ہمیں بتانے سے کے آپ کو داہم اور ہالے کی شادی کے بعد اچھے سے سرپرائز دے کر بتائیں گے"

عنایہ کا بس نہیں چلا کے داہم کے ٹکڑے کر دے اس لیے چبا چبا کر ساری بات سب کو بتائی جس پر نور یز نے داہم جو کے اس سے کچھ دور جا چکا تھا اس کی طرف قدم بڑھانے لگا جبکہ داہم سے اپنی معصوم بھابھی کا یہ جلالی روپ زیادہ ہضم نہیں ہوا۔

"بھابھی آپ کے شوہر کم تھے دوسروں کی زندگیوں میں آگ لگانے کو جو آپ بھی ان کی صحبت کا اثر لے رہیں ہیں" داہم نے جل کر نور یز سے بچتے لاؤنج کی طرف بھاگتے ہوئے کہا تو دلشاد کو داہم کی بات پر تپ چڑھی۔

"تجھے تو آگ نہیں لگائی آج تک میں نے۔۔ اور کس کی زندگی میں آگ لگا دی ؟" دلشاد

نے جل کر کہا۔

"اچھا۔۔روکو زرا بتاتا ہوں" داہم لاؤنج سے نوریز سے بریک ٹائم لیتے واپس آیا تو اب سب کی طرح ہی نوریز بھی داہم کی بات کے تجسس میں اسے رعایت دے گیا تو داہم اب ٹائینگ ٹیبل کے سامنے وسط میں کھڑا ہوا اور کمر پر ہاتھ ٹکا گیا۔

"آپ آیت بھابھی کو یہ بات نہیں بتانے والے تھے کہ میری مہندی کے فنکشن میں زین بھائی کے لیے کچھ آنٹیوں نے رشتہ مانگا تھا زین بھائی کا اپنی بیٹیوں کے لیے موم سے" داہم نے کہا تو ڈیول کے ہاتھ سے فوک چھوٹا تو عنایہ نے دلشاد کو دیکھا جو اپنے پلان کا پردہ فاش ہوتے دیکھ داہم کو دیکھتے دانت پیس رہا تھا اور عنایہ کے غصّے سے دیکھنے پر عنایہ کو گھورنے لگا لیکن آج تو عنایہ کو پہلے داہم اور اب دلشاد پر اتنا غصّہ آیا کے اس نے دلشاد کی گھوری کی بھی پرواہ نہیں کی یہ دونوں بھائی دوسروں کی زندگیوں میں پھچھے کٹنے کیوں بنے رہتے ہیں آخر۔۔ عنایہ نے جل کر سوچتے دلشاد کو

گھوریوں سے نوازا تو ڈیول بیچارہ تو تھوک نگلتے مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ آیت اب فوک کو تھامتی ڈیول کو غصّے سے گھور رہی تھی ڈیول نے ایک نظر آیت کو اور پھر اس کے ہاتھ میں غصے سے تھامے فوک کو دیکھتے دلشاد کو گھورا جو عنایہ اور اب ڈیول کے گھورنے پر داہم کو دیکھتے جبڑے بھینچ گیا۔

"یہ تو ہے ہی منحوس بہنوئی کاٹے بونے والا فسادی ۔۔ لیکن میری جان مجھے یہ بات بلکل نہیں پتا تھی" ڈیول نے کہا تو داہم نے اپنے دونوں کانوں کو بے ساختہ ہاتھ لگایا استغفر اللہ کہتے ہوئے تو اس عزت افزائی پر دلشاد کو ڈیول پر تپ چڑھی۔

"اور تو نے تو جیسے گلستان میں پھول اگانے کا ریکارڈ توڑ رکھا ہے میرے سڑے ہوئے سالے" دلشاد نے ڈیول کی نظر اپنا طنز پیش کیا تو ڈیول نے دلشاد کو دیکھتے اس طنز پر مٹھیاں بھینچ لی ڈیول نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ داہم نے ڈیول کی کوشش ناکام کی۔

"لیکن زین بھائی موم نے تو آپ کو مہندی کے فنکشن پر ہی باخبر کر دیا تھا اور آپ نے اس بات پر ڈمپلز کی نمائش بھی زور و شور سے کی تھی ۔۔وہ ایکچلی کیا ہے نا جب آپ موم کے ساتھ بیٹھے تھے تو میں بلکل آپ کے پیچھے ہی تھا" داہم نے پہلے مسکراتے ہوئے پھر سر پر انگلی رکھتے سوچتے ہوئے معصومیت سے کہا تو آیت کا تو مانو چہرہ دھواں دھواں ہوا تو ڈیول نے بھی اب دلشاد کے بجائے اس فسادی خانزادہ کو دیکھا۔

"ڈیول مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی" ماہر نے بھی گفتگو میں حصہ لیتے ڈیول کو دیکھتے افسوس سے کہا تو ڈیول نے اپنے جلے پر نمک چھڑکتے ہوئے ماہر کو تپ کر دیکھا ایک منحوس بہنوئی کم تھا جو دوسرا ابھی اس جیسا ملنے لگا ہے تو داہم کو ماہر کے حوالے سے بھی کچھ یاد آیا۔

"ماہر ارے یاد آیا مجھے وہ جو تم نے مہندی کے فنگشن کی رات مجھے پارسل لا کر دیا تھا میں تمہارا شکریہ ادا کرنا ہی بھول گیا۔۔۔یار شکریہ" داہم نے کہا تو ماہر سمیت اب سب نے ہی داہم کو نا سمجھی سے دیکھا اور اچانک ماہر کو یاد آیا مہندی والی رات رات کے ایک بجے داہم نے اپنے کسی امپلوئی سے کچھ پارسل منگوایا تھا اور ماہر سے کہا تھا کہ وہ امپلوئی باہر کھڑا ہے تم وہ پارسل اس سے لے کر میرے روم تک پہنچادوں میں ٹیرس پر ٹھنڈی ہوا میں کافی انجوائے کر رہا ہوں اور کافی ختم کر کے آتا ہوں پلیز جس پر ماہر نے تمام ملازمین کے کواٹر میں جانے پر داہم کی مدد کرنا ضروری سمجھا اور یہ تو کوئی بڑی بات بھی نہیں تھی تو ماہر نے خوش دلی سے داہم کی مدد کی لیکن اس بات سے لاعلم کے یہ مدد ماہر کو آنے والے وقت میں مہنگی پڑے گی ماہر یاد کرتے ہی داہم کو دیکھتا مسکراتا ہوا سر کو جنبش دیتا ناشتے پر دوبارہ متوجہ ہوا جبکہ داہم کی اگلی بات پر ماہر کے اوسان خطا ہوئے۔

"اگر تم مجھے وہ نقلی نوٹوں کا پارسل نا دیتے تو میں کرسٹل باربی کو نیگ میں نقلی نوٹ

دے کر بے وقوف کیسا بناتا" داہم نے خوش اسلوبی سے ماہر کا شکریہ ادا کرتے کہا تو ماہر نے ایک دم گردن اٹھائے پہلے داہم اور پھر دلکش کو دیکھا جو اسے غصّے سے لال پیلی ہوتی گھور رہی تھی یہ جانے بغیر کے یہ آدھا سچ ہے جو اس فسادی خانزادہ نے بتایا ہے۔

"کیا۔۔۔چہ چہ ماہر" ہشام اور جیک نے یہ بات سنتے افسوس سے کہا جس پر اب داہم کو ان دونوں کے حوالے سے بھی کچھ یاد آیا۔

"ارے ہشام اور پٹواری بھائی مجھ سے زارہ اور نگینہ آپ دونوں کا نمبر مانگ رہیں تھیں میں نے سوچا پہلے آپ لوگوں سے پوچھ لو پھر دونگا" داہم نے کہا تو ہشام اور جیک کا چہرہ دھواں ہوا تو مہک اور عائشہ کو جیسے جھٹکا لگا۔

"کون زارہ اور نگینہ" مہک اور عائشہ نے یک زبان ہو کر پوچھا تو داہم نے ہشام اور

جیک کو دیکھتے اپنی ہنسی چھپائی اور نہایت افسوس سے گویا ہوا۔

"ارے آپ لوگوں کو نہیں پتا وہ بہت خوبصورت لڑکیاں ہیں میری ہلدی کے فنگشن پر ہشام اور پٹواری بھائی سے ٹکرائیں تھیں انھوں نے خوش دلی سے ان سے معزرت کی تھی اور اب وہ مجھ سے ان کا نمبر مانگ رہیں تھیں وہ ایکچولی میری کولیگس ہیں" داہم نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا تو ہشام اور جیک کی جان پر بنی کیونکہ اب وہ بھی اپنی بیویوں کی گھوری کے حصار میں آگے تھے انھیں تو عورتوں کی عزت کرنا مہنگا پڑا تھا۔

داہم سب مرد حضرات کی شکل دیکھتا خاصا محفوظ ہو رہا تھا جب نوریز نے دوبارہ اس فسادی خانزادہ کو گردن سے دبوچا۔

"تو نے میری بیوی کو منع کیا کہ وہ مجھے میری اولاد کا نا بتائے۔۔داہم کے بچے آج

میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوگا "نوریز پھر اپنے جلالی روپ میں آتا داہم کو کرہانے پر مجبور کر گیا نوریز کا غصّہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا داہم کو جا بجا اپنی جان کے لالے پڑے تو تمام

مرد حضرات نے وہ منظر دیکھتے دل میں نوریز کو داد پیش کی داہم اسی لائق ہے ابھی کچھ دیر پہلے ان کی زندگی کتنے سکون اور خوشیوں میں تھی اور داہم کی وجہ سے اب وہ اپنی بیویوں کے غصے اور گھوریوں کے حصار میں ہیں۔

"نمل ۔۔ نمل بھابھی دیکھ رہیں ہے آپ نوریز کو آپ کی اور میرے بھتیجے کی کوئی فکر نہیں ۔۔ جب ۔۔ جب ہی تو اس نے ایک دفعہ بھی آپ کو محبت سے گلے نہیں لگایا اتنی بڑی خوش خبری سننے کے بعد بھی الٹا ناراض ہو رہا ہے دیکھیں ۔۔ یقین مانے اگر نوریز کی جگہ میں ہوتا تو اب تک ہالے کے پیر بھی چوم چکا ہوتا "داہم نے کھانستے ہوئے نمل سے کہا تو نمل کی آنکھوں میں یک دم شرم و حیاء کو چھوڑ کر نمی اور

غصّہ چمکا اور نوریز بیچارہ تو برا پھنسا اب وہ داہم کو دبوچے نمل کو دیکھ رہا تھا جو اسے ہی آنکھوں میں غصّہ اور نمی لیے دیکھ رہی تھی جبکہ داہم کی اس بے باک بات کو سنتے ہالے کو جوس پیتے پھندا پڑا جس پر ہالے نے شرم و حیا سے نظریں جھکاتے ہوئے اور پھر انھیں نظروں میں غصّہ لیے داہم کو گھورا جو نوریز کی پکڑ میں ہالے کو شرم وحیاء کے روپ کو دیکھتا خاصا محفوظ ہوا تھا اور ہالے کے داہم کو دیکھنے پر اسے ایک آنکھ ونک کر گیا ہالے نے گڑبڑاتے ہوئے رخ دوسری طرف کیا۔

"آپ ۔۔آپ خوش ۔۔" نمل نے نم آنکھوں سے نمی اور غصے کے ملے جلے الفاظ میں یہ لفظ ادا کیے تو نوریز داہم کو جھٹکے سے چھوڑتا تڑپ کر نمل کی طرف لپکا اور داہم لڑکھڑاتا ہوا گردن تھامے سیدھا ہوا۔

"نہیں نہیں میری جاناں ۔۔۔میں بہت خوش ہوں تم مجھے انمول تحفہ دینے جا رہی ہو میں بے انتہا خوش ہوں لیکن یہ خبر تم سے جاننے کا سب سے پہلا حق میرا تھا ہے

نا۔۔مجھے اس بات کا برا لگا بس" نوریز نے نمل کے ہاتھوں کو تھامتے باری باری ان پر بوسہ دیتے کہا تو نوریز کی حرکت پر نمل کے دل نے ایک بیٹ مس کی اور وہ خوشی سے اب نوریز کو دیکھنے لگی جس کو تمام مرد حضرات نے اپنی بیویوں کی گھوریوں سے بچتے ہوئے دیکھا۔۔چلو نمل اور نوریز کے درمیان تو سب ٹھیک ہے ہم اپنی بیویوں کی گھوریوں میں ہے تو کم سے کم اتنی بڑی خوش خبری ملنے پر نوریز تو خوش ہے نا۔۔لیکن یہ بات ہمارے داہم میاں کو کچھ خاص پسند نہیں آئی۔

"نوریز شرم کرو اب بھی بھابھی کو شرمندہ کر رہے ہوں۔۔چہ چہ" داہم نے افسوس سے سر جھٹکتے کہا تو داہم کے یہ الفاظ نمل کو نوریز کو دوبارہ غصّے سے گھورنے اور اپنے ہاتھ نوریز سے چھوڑوانے پر مجبور کر گئے۔

"ڈیول اب اگر تم میرے آس پاس نظر آئے نا تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی" آیت کے ضبط کی انتہا تھی اس لیے آیت غصّے سے ایک دم ضبط کھوتی ڈیول کو گھورتی ہوئی

فوک زور سے پلیٹ میں پٹختی ہوئی بولی جبکہ اپنی کوئین کا جلالی روپ دیکھتے ڈیول نے معصوم شکل بنائی جسے آیت نے ایگنور کرتے فٹ سے وہاں سے اٹھتے اپنے کمرے کا پیکنگ کے حوالے سے رخ کیا تو ڈیول پہلے بے چارگی سے آیت کو جاتے دیکھتا رہا پھر آنکھوں میں شعلے لیے داہم کی طرف رخ کر گیا۔

"اور آپ سر پھرے خانزادہ جی جب تک یہ پھچھے کٹنے والی حرکتیں ترک کرنے کا نہیں سوچتے آپ تو کوئی ضرورت نہیں میرے پاس آنے کی بھی" عنایہ نے بھی دلشاد کو گھورتے ایک ایک لفظ چبا کر کہتے اپنے کمرے کا رخ کیا تو دلشاد پہلے صدمے سے اپنی بیوی کا جلالی روپ دیکھتا رہا لیکن پھر خود کو کمپوز کرتے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر بے سود اتنے میں عنایہ وہاں سے جا چکی تھی اور اب دلشاد غصّے میں لال ہوتا داہم کو گھورنے لگا۔

"اور تم مسٹر ماہر راشد خلیل تمہیں تو میں شادی کے بعد دیکھتی ہوں ۔۔مجھے بے وقف

بنایا۔۔ہنننہ ۔۔۔"دلکش بھی ماہر کو اپنی گھوریوں سے نوازتی اپنے کمرے کا رخ کر گئی اور ماہر بیچارہ جو دلکش کو پورا سچ بتانے کے لیے لب کھولنے لگا تھا دلکش کے جانے پر لب سلتا اپنے غصّے کا رخ داہم کی طرف کر گیا۔

"اور آپ تو اب مجھ سے بات ہی نہیں کیجیے گا نوریز" نمل بھی نوریز کو گھورتی وہاں سے اٹھتی اپنے کمرے کا رخ کر گئی تو بیچارہ نوریز پہلے اپنی بیوی کی پشت کو دیکھتا رہا پھر نوریز کا غصّہ دوبارہ عروج پر آیا اور وہ خونخوار نظروں سے داہم کو گھورنے لگا۔

"اور آپ دونوں اب سے زارہ اور نگینہ کے ساتھ رہیں گا سمجھے خبردار جو پیلس میں قدم بھی رکھا" مہک اور عائشہ بھی یک زبان ہشام اور جیک کو کہتی وہاں سے پلٹی تو جیک اور ہشام نے پہلے اپنی بیویوں کی پشت کو دیکھتے ہوئے پھر ایک دوسرے کو دیکھا پھر اپنا رخ غصّے وجلال سے داہم کی طرف کیا۔

اب منظر یہ تھا ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے تمام مرد حضرات داہم کو خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے تو ڈائیننگ ٹیبل سے کچھ فاصلے پر وسط میں کھڑا داہم ان تمام مرد حضرات کی شکل دیکھتا اپنا قہقہہ روکے لال ہوئے جا رہا تھا تو ہالے بھی وہاں تمام مرد حضرات کو دیکھتی اپنے فسادی شوہر کو افسوس سے دیکھنے لگی۔

"ہالے" اچانک دلشاد کی آواز وہاں گونجی تو ہالے دلشاد کی طرف متوجہ ہوئی تو داہم بھی لیکن تمام مرد حضرات اب بھی ہنوز داہم کو گھور رہے تھے۔

"جی بھائی" ہالے نے دلشاد کو جواب دیا۔

"اگر ہم سب آج تمہیں بیوہ کر دیں تو تمہیں کوئی اعتراض ہے میری پیاری بہن" دلشاد نے کہا تو ہالے دلشاد کی بات سنتی اور اس بات پر داہم کا حیرت سے کھلا ہوا منہ دیکھتی اپنی ہنسی چھپاتی گویا ہوئی۔

"نیور مائینڈ بھائی ۔۔۔ لیکن میرے شوہر کی لاش کو برف کھانے میں رکھوائیں گا کیونکہ
میں دلکش اور ماہر کی شادی میں وائیٹ سوٹ نہیں پہنا چاہتی تو ان کی شادی کے بعد
بیوہ ہونے کی سعادت اختیار کرنا چاہو گی ۔۔ آفیشلی "ہالے نے بال جھٹکتے کہا تو داہم
کی آنکھیں باہر ابلنے کو تھیں تو دلشاد طنزیہ مسکرایا ۔

"ڈن "دلشاد نے کہا تو ہالے آٹھ کر وہاں سے اپنے کمرے میں جانے کے لیے
سیڑھیاں چڑھنے لگی ۔

"تم ہی تھیں وہ بیگم جو کہ رہیں تھیں مجھے میرا داہم لا کر دے ابھی زین بھائی "داہم
نے ہاتھ جھلا کر لڑاکا طیارے بنے صدمے سے دوہائی دی جسے سنتے ہالے جو سیڑھیاں
چڑھ رہی تھی وہ پلٹی ۔

"ہاں ۔۔ اور تم ہی تھے وہ شوہر جو اس سین کو پزا کھاتے ہوئے انجوائے کر رہے تھے" ہالے نے بھی دوبدو کہتے اپنی منزل کی طرف قدم بڑھائے داہم نے گھور کر ہالے کی پشت کو دیکھا اور پھر ڈائننگ ٹیبل سے اٹھتے اور اپنے کف فولڈ کرتے باری باری تمام مرد حضرات کو اور بے ساختہ اپنے پاؤں پیچھے لیے۔

"رک" تمام مرد حضرات نے یک زبان ہو کر پیچھے قدم لیتے اور پھر بھاگتے ہوئے داہم کو دیکھ کر کہا اور داہم کے پیچھے دوڑ لگائی اب داہم پورے لان میں تمام مرد حضرات کو چکر کٹوا رہا تھا اور وہ تمام مرد حضرات داہم کے پیچھے پیچھے اسے پکڑنے کی فراغ میں دوڑ رہے تھے۔

ان تمام لوگوں کی زندگیوں میں خوشیوں نے بسیرا کر لیا تھا وہ تمام کردار ایک دوسرے کے ساتھ بہت محبت سے اپنی زندگیوں میں خوش تھے ہنستے مسکراتے اپنی زندگی کو گلے لگاتے ایک دوسرے کو چھیڑتے طنز کرتے، غصّے کی وجہ بنتے پھر

اپنے ہمسفروں اور ایک دوسرے کو مناتے، ہمیشہ خوش رہتے اور خوشیاں بھی ان کو گلے لگائے ان کی زندگیوں میں روشنی کی طرح ہر سو بکھری ہوئی تھیں۔

****

دو دن بعد جمعہ کا دن:-

پیلس کو پھولوں سے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا دلکش اور ماہر کے سادگی سے نکاح کے اسرار کے باوجود ہر طرف خوشیاں بکھری ہوئیں تھیں وہاب ولا اور جنت ولا کے مکین بھی وہاں موجود تھے آج پیلس میں ماہر اور دلکش کا نکاح وہاب ولا، جنت ولا اور پیلس کے مکینوں کی موجودگی میں ہونا طے پایا تھا ان کی چھوٹی سی بے حد خوبصورت اور محبت بھری دنیا میں دلکش کو اس کے روم میں ماہر کے پسند کے سرخ دلہن کے جوڑے اور جیولری میں سجایا جا رہا تھا تو ماہر کے روم کو آج رات ماہر اور دلکش کے

میلن کے لیے تو ماہر ہشام کے روم میں سفید کرتا پاجامہ پہنے اس پر وائیڈ ہی لانگ کوٹ شیروانی پہنے ڈریسنگ کے سامنے دلہا بن رہا تھا تو تمام بزرگ لاؤنج میں بیٹھے گفتگو میں مگن تھے تو تمام خواتین دلکش کے ساتھ اور مرد حضرات ماہر کے ساتھ ہشام کے روم میں کاوئچ اور بیڈ پر بیٹھے تھے بیڈ پر ہشام ،جیک اور نوریز تھے تو کاوئچ پر داہم ڈیول اور ساتھ والے سنگل صوفے پر دلشاد اور اس کے سامنے سنگل صوفے پر ماہر تیار ہو کر آکر بیٹھا وہ دلہا بنے وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا کسی ریاست کا بے لوس حسین شہزادہ ماہر کو دیکھتے ڈیول نے مسکراتے ہوئے دل میں اسکی نظر اتاری پھر کھڑے ہوتے ماہر کے سر سے پیسے وار کر اپنے ملازم کو بلا کر دیے اور واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھا تو ڈیول کے بڑے بھائیوں والی محبت پر ماہر کھلے دل سے مسکرایا وہ جرم کی دنیا میں رہتے انصاف کی راہ میں ایک دوسرے سے کوئی رشتہ نا رکھتے ہوئے بھی محبت کے رشتے میں بندھے تھے۔

"ہائے میری کرسٹل باربی" داہم نے ماہر کو دیکھتے صوفے پر بیٹھے ایک آہ بھرتے کہا تو

ماہر اور تمام مرد حضرات داہم کی طرف رخ کر گئے داہم سمیت تمام مرد حضرات نے آج سادہ سفید کاٹن کا شلوار کرتا پہنا تھا وہ سب لوگ ہی بے حد ہینڈسم لگ رہے تھے اور لگتے بھی کیوں نا چوائس جو داہم میاں کی تھی۔

"تمہاری نہیں میری" ماہر نے مسکراتے ہوئے داہم کو جتا کر کہا جس پر داہم نے منہ کے زاویے بگاڑے۔

"لنگور کے ہاتھ میں انگور" داہم نے منہ بنا کر کہا تو ماہر نے داہم کو گھورا۔

"جیسے تم جیسے لنگور کے ساتھ میری بہن ہالے" دلشاد بھی وہی موجود تھا داہم سے کچھ فاصلے پر بیٹھا داہم کو طنز مار گیا جس پر جیک ہشام نوریز ماہر اور ڈیول کا قہقہہ ایک ساتھ گونجا تو داہم بھی بیچارہ چپ ہوتا منہ بند کر گیا اسے یاد تھا کچھ دن پہلے ان سب لوگوں نے مل کر اسے اس اس جگہ پر مارا تھا کہ وہ رات کو سوتے ہوئے بھی کل تک کراہ

رہا تھا اور ظلم یہ کے اس کی بیوی اسکی ہر کراہٹ پر کھلکھلا کر ہنستی تھی اور داہم بیچارہ ضبط سے اپنا بویا کاٹ رہا تھا میرا مطلب ہے اپنے فسادی ہونے کی سزا جھیل رہا تھا اور دل سے کچھ دنوں کے لیے فسادی بننے سے توبہ کرلی تھی کیونکہ اس نے سب کو دوبارہ معصوم بننے کی کوشش کرتے خود پر وار کرنے سے روکنا چاہا تھا لیکن ان لوگوں نے بھی اس دن داہم سے توبہ کروانے کی قسم کھا رکھی تھی یہاں تک کے داہم کے کرش ڈیول نے بھی تو داہم کو بنا صرف ایکسل لگائے ان سب مرد حضرات نے دھو ڈالا تھا لیکن یہ وہ دھلائی تھی جس پر داغ غائب نہیں الٹا بنتے ہے۔

"ماہر تمہارے کہنے پر میں نے دلکش اور تمہارے عمرے پر جانے کی ساری تیاری کر دی ہے" ڈیول نے مسکراتے ہوئے ماہر کو بتایا تو ماہر کھلے دل سے مسکرایا یہ دلکش کی خواہش تھی اور ماہر کی بھی تو ان دونوں نے ہی محرم بنتے ہی عمرے پر جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

"واہ شیطان بھی نیک کام کرتے ہیں" دلشاد نے اپنے سالے کو چھیڑنے کے لیے سب کو آنکھ دبا کر کہا جس پر سب نے اپنی ہنسی چھپائی کیونکہ انھیں پتا تھا اب ڈیول کو تپ چڑھنی ہے اور ہوا بھی ایسا دلشاد کی بات پر ڈیول کو یک دم غصّہ آیا۔

"نیک کام کرنے کا اختیار اب جیل پلوٹ انسان کا تو فل رائیٹ نہیں نا" ڈیول نے بھی دلشاد کو دیکھتے آنکھ دبا کر کہا جس پر دلشاد طنزیہ مسکرایا۔

"واہ میری چاندنی اداؤں کے ساتھ زبان چلانا بھی آگئی ہے" دلشاد نے مسکراہٹ دبا کر ڈیول سے کہا جس پر ڈیول نے جبڑے بھینچے۔

"تجھے میں چاندنی کہا سے لگتا ہوں منحوس بہنوئی" ڈیول نے مٹھیاں بھینچے ضبط سے کہا۔

"ہر اینگل سے" دلشاد نے بھی ڈیول کو معنیٰ خیزی سے کہتے دیکھا تو ڈیول کے کانوں سے دھوئے نکلنے کی ہی کثر رہ گئی تھی اور باقی سب کو ہنس ہنس کر دورہ ہونے کی لیکن وہ لوگ یہ کام نہیں کر سکتے تھے نا کیونکہ ڈیول کا غصّہ دیکھتے مرنا تھوڑی نا تھا سب کو اور ماہر کو تو آج بلکل نہیں۔

"خبیث انسان تو اگر میرا بہنوئی نہیں ہوتا تو اس بات پر اپنے پیلس کے لان میں ابھی تیری صمادھی ضرور بناتا میں" ڈیول نے دانت کچکچا کر دلشاد کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا جس پر دلشاد پھر کھلے دل سے مسکرایا اسے مزہ آرہا تھا اپنے بہنوئی کو آگ لگاتے ہوئے۔

"اور میں تو جیسے صمادھی میں لیٹا تیرے مٹی گرانے پر تجھ پر الٹا پھول برسا رہا ہوتا میرے سڑے ہوئے سالے" دلشاد نے کہا تو سب لوگوں نے کھانستے ہوئے رخ

دوسری طرف پھیرتے اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

"تو میری ڈھیل کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے" ڈیول نے سب کو باری باری ان کی حرکت پر گھورتے ہوئے پھر دلشاد کو دیکھتے ہوئے جتایا۔

"میں تو تیرا ابھی فائدہ اٹھانے کو تیار ہو میری چاندنی "دلشاد نے کہا تو ڈیول کو اپنے اس شریف بہنوئی کی حرکتوں سے اپنی عزت کی فکر ہوئی اور اسی وقت عنایہ روم میں داخل ہوئی جو آئی تو ان سب کو باہر بلانے کے لیے تھی اور کچھ بولتی کے اس سے پہلے ڈیول نے اپنی بہن کو دیکھتے بولنا شروع کیا۔

"اپنے شوہر پر نظر رکھو کسی چاندنی نام کی عورت کے چکروں میں پڑا ہے یہ" ڈیول نے عنایہ کو دیکھتے پھر دلشاد کو گھور کر کہا جو اب بھی مسکرا رہا تھا تو باقی سب بھی کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ دلشاد کے لفظ چاندنی کا اصل مطلب کیا ہے جبکہ ڈیول نے تو اپنے

بہنوئی کے منہ سے یہ لفظ پہلی دفعہ سنا تھا اور اس معصوم ڈیول کو یہی لگا یہ کوئی لڑکی کا نام ہے لیکن ڈیول کی بات نا سمجھی سے سنتے پھر سمجھ آنے پر جیسے عنایہ بھی مسکرائی۔

"ارے بھائی وہ چاندنی کوئی عورت نہیں ہے" عنایہ نے دروازے پر کھڑے ہی اپنے بھائی کی تصیح کرنی چاہی جس پر ڈیول نے پہلے نا سمجھی سے دلشاد اور پھر تمام مرد حضرات کو دیکھا جو منہ نیچے کیے ہنسے جا رہے تھے اور پھر عنایہ کو دیکھا۔

"تو ؟؟" ڈیول نے پوچھا۔

"وہ خواجہ سرا ہیں ۔۔ موم بتاتی ہیں جب یہ چھوٹے تھے تو ان کی دوستی ہوئی تھی چاندنی نام کی خواجہ سرا سے اور وہ بہت خوبصورت تھی اور اس کے گال پر ڈمپل بھی پڑتے تھے تو ان کو وہ بہت پسند تھیں" عنایہ نے خوشی سے ایک ہی سانس میں

پوری کہانی بتائی تو دلشاد کا جان دار قہقہہ گونجا جبکہ اب تمام مرد حضرات کو بھی اپنے قہقہے پر ضبط کرنا مشکل تھا کیونکہ ڈیول کی تو یہ سنتے ہی دنیا گھوم گئی وہ امریکہ کا ڈون تھا بے حد حسین نیلی آنکھوں والا شہزادہ، وجیہہ مرد، جس کی ایک مسکراہٹ پر ڈمپل پڑتے تھے اور اس کا منحوس بہنوئی اسے خواجہ سرا میں تشبیہ دے رہا تھا چہ چہ ڈیول کی شکل ایسی ہو گئی جیسے کاٹوں تو خون نکلے۔

"کیا ہوا میری چاندنی "دلشاد نے بامشکل اپنے قہقہے پر ضبط کرتے دوبارہ ڈیول کو چھیڑا تو ڈیول ہوش کی دنیا میں واپس آیا جبکہ عنایہ ان سب لوگوں کو پاگلوں کی طرح قہقہہ لگاتے اور اپنے بھائی کو یک دم گم سم ہوتا دیکھ نا سمجھی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

"تو۔۔تو نے مجھے خواجہ سرا۔۔۔کمینے تو ہو گا خواجہ سرا آج میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا"ڈیول نے صدمے سے پھر اپنی جگہ سے اٹھتے دلشاد کی طرف دھاڑتے

ہوئے کہا تو دلشاد بھی کاوئچ پر کھڑا ہوتا پھر ایک چھلانگ لگاتا کاوئچ کے پیچھے سے عنایہ کی طرف ڈیول سے بچنے کے لیے بھاگا۔

"میرے سڑے ہوئے سالے میں اگر خواجہ سرا ہوتا تو تو ماموں کیسے بنتا" دلشاد نے عنایہ کے پیچھے چھپتے ہوئے کہا تو ڈیول بھی اب عنایہ کے سامنے کھڑا ہوا جبکہ دلشاد کی بات پر عنایہ شرم سے لال ہو چکی تھی۔

"کمینے میری بہن کے پیچھے کیا چھپتا ہے نکل باہر مرد بن۔۔طزیہ عورت "ڈیول نے دلشاد کی بات پر دھواں دھواں چہرے سے کہا تو دلشاد کو بھی اب ڈیول کا طزیہ عورت کہنا پسند نہیں آیا جبکہ ڈیول نے عنایہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے اسے اپنے پاس آنے کا کہا جس پر عنایہ اپنے بھائی کے غصّے سے لال ہوتے چہرے کو دیکھتی ڈیول کا ہاتھ تھامتی ڈیول کے پاس کھڑی ہوئی تو دلشاد اب عنایہ کو بھی غصّے سے گھورنے لگا۔

"آنکھیں نیچے کر کمینے اگر میری پرنسس کو دوبارہ غصّے سے گھورا تو تجھے غصّہ کرنے کے لیے زندہ نہیں چھوڑے گا یہ ڈیول کنگ" ڈیول نے دلشاد کو دیکھتے اس کی حرکت پر شہادت کی انگلی لہراتے تنبیہ کی تو عنایہ بھی ڈیول کی دھمکی پر دلشاد کو جتاتی نظروں سے دیکھتی ہوئی مسکرائی اجکل دلشاد کی بے لوث محبت نے عنایہ میں بہت ہمت پیدا کر دی تھی اور دلشاد کو بھی اپنی بیوی کی یہ حرکت اب پسند آنے لگی تھی لیکن کبھی کبھی ۔

"چاندنی کو غصّہ آگیا ۔۔" دلشاد نے ایک نظر عنایہ کو دیکھتے پھر ڈیول کو دیکھ کر اس کی دھمکی پر آنکھ ونک کرتے کہا تو ڈیول اب دوبارہ دلشاد کی طرف قدم بڑھانے لگا جبکہ وہاں بیٹھے مرد حضرات ان کی لفظوں کی گولہ باری پر ہنس ہنس کر دوہرے ہو رہے تھے ڈیول دلشاد کو پکڑتا اور دلشاد وہاں سے بھی بھاگنے والا ہی تھا کہ وہاب صاحب کمرے میں داخل ہوئے ۔

"کیا تم لوگوں کی سالا بہنوئی جنگ شروع ہو گئی دوبارہ باز آجاؤ دونوں باپ بننے والے ہو۔۔ اور باہر آؤ جلدی قاضی صاحب اچکے ہیں" وہاب صاحب نے ڈیول اور دلشاد اور باقی سب کو دیکھتے معاملہ سمجھتے ڈیول اور دلشاد کو جھڑکا اور عنایہ کو ساتھ لیے دلکش کو لانے کا کہتے باہر قدم بڑھا گئے تو تمام مرد حضرات بھی مسکراتے ہوئے باہر آئے جبکہ دلشاد ڈیول کو دوبارہ آنکھ مارتا باہر نکلا تو سب کے جانے کے بعد ڈیول بھی دلشاد کی حرکت پر سر جھٹکتا مسکراتا باہر آیا۔

(دلکش ❤️ ماہر نکاح اسپیشل)

اب تمام مرد حضرات پیلس کے لاونج میں محو گفتگو تھے وہاب صاحب، احان صاحب اور کاشان صاحب، قاضی صاحب کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے جب زریش بیگم اور جنت بیگم دلکش کے روم سے نکلتی وہاب صاحب اور کاشان

صاحب کے ساتھ لاونج میں براجمان ہوئیں اور اتنے میں ہی تمام خواتین باری باری سیڑھیاں اترتی لاؤنج میں آئی تمام خواتین نے آج شرارے پہنے تھے آیت نے سکائے بلیو کلر کا تو عنایہ نے گولڈن کلر کا جبکہ نمل نے لائیٹ پرپل کلر کا تو عائشہ نے سرمئی کرسٹل کلر کا تو مہک نے لائیٹ گولڈن اور ریبج کلر کا تو ہالے نے مہرون کلر کا اور مناسب میک اپ میں مناسب جیولری کے ساتھ وہ اپنے شوہروں کے دل ان کے اوپر پڑنے والی پہلی نظر میں ہی جیت چکی تھیں تمام خواتین نے لاونج میں پہنچ کر وہاں کے انتظام سنبھالے پھر ان کو ایک نظر دیکھتے مسکراتے ہوئے تمام مرد حضرات دوبارہ سوفٹ ڈرنکس پیتے کسی موضوع پر محو گفتگو ہوئے۔

کچھ لمحے گزرے تھے کہ دلکش دلہن بنے ایک ایک قدم اٹھاتی سیڑھیوں سے نیچے اترتی نظر آئی ماہر جو باتوں میں سب مرد حضرات سے مصروف تھا دلکش کو دیکھتے اپنی بات کہنا ہی بھول گیا وہ دلہن کے سرخ لباس میں خون سے کھیلنے والے کے اوسان خطا کرچکی تھی خود کو دلہن بنائیں وہ ہر قدم کے ساتھ ماہر کی زندگی میں خوشیاں

بکھیر رہی تھی دلکش کو دیکھتے ماہر کی پلکیں جھپکنا بھول گئیں تھی وہ سانس روکے اپنی زندگی کو دیکھ رہا تھا آج کرسٹل گرے آنکھوں والی شہزادی دلکش فاطمہ سے دلکش ماہر خلیل بننے والی تھی اور اس عظم میں وہ ماہر راشد خلیل کو ششدہ کر چکی تھی دلکش سیڑھیاں عبور کر چکی تھی اور اب آیت اور عنایہ اسے تھامے مسکراتی ہوئی مخصوص صوفے پر براجمان کر چکی تھیں تو ساکت کھڑے ماہر کو دیکھتے سب لوگوں نے اپنی ہنسی چھپائی یہاں تک کے بزرگ اور خواتین نے بھی تو داہم نے ماہر کے کندھے سے اپنا کندھا مس کیا تو ماہر جیسے اپنی دنیا سے ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور ھر تمام مرد حضرات کو باری باری دیکھنے لگا جو ماہر کے اڑے ہوئے ہوش دیکھتے قہقہہ لگا اٹھے تو ماہر بھی دائیں ہاتھ سے ہلکا سا سر کھجاتا اپنی بے اختیاری پر منہ نیچے کرتا مسکرایا تو تمام مرد حضرات نے بھی ماہر کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے اپنی سیٹ پر براجمان ہونے کی دعوت دی اور تمام مرد حضرات اور خواتین بھی اپنی اپنی جگہ سنبھال گئے تو قاضی صاحب نے نکاح پڑھوانا شروع کیا۔

"ماہر خلیل ولد راشد خلیل آپ کا نکاح دلکش فاطمہ ولد جمال حفیظ کے ساتھ سکہ رائج الوقت حق مہر عمرے اور حج کی ادائیگی پر طے پایا ہے آپ نے قبول کیا۔۔۔"

مولوی صاحب نے ماہر سے یہ الفاظ ادا کرتے اجازت طلب کی جس پر ماہر نے کھلے دل سے مسکراتے شکر الحمد اللہ کہتے تینوں دفعہ اجازت دی آج اس کی زندگی میں اس کی محبت قدم رکھنے والی تھی ہمیشہ کے لیے اس کی محبت اس کے نام ہونے والی تھی۔

قبول ہے۔۔۔

قبول ہے۔۔۔

قبول ہے۔۔۔

تو اب قاضی صاحب کا رخ دلکش کی جانب ہوا جو سر جھکائے بیٹھی تھی ۔

"دلکش فاطمہ ولد جمال حفیظ ۔۔۔"

الفاظ تھے کے کیا جس پر دلکش کی آنکھوں میں بے ساختہ نمی دوڑ گئی اپنے باپ کا نام اپنے ساتھ لگا پا کر اس کا دل تڑپا تھا ڈیول نے جیب سوری سے کہتے جیل میں جمال حفیظ سے کنفیشن اور سائین کرواتے ہوئے دلکش کو اپنے باپ کا نام دلوایا تھا یہ کورٹ کے آڈر اور سختی تھی جس نے جمال حفیظ کو اس بات پر مجبور کیا تھا جمال حفیظ نے دلکش کو گندگی کہا تھا اور وقت نے ثابت کیا تھا وہ گندگی نہیں وہ مقدس وجود رکھنے والی بہترین اعلیٰ ظرف ،بے مثال عورت کی بہترین اعلیٰ ظرف بیٹی ہے جو آج اسے گندگی کہنے والے سے بھی اپنا حق لے چکی تھی یہ الفاظ سنتے دلکش کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو نکلے تھے جو اسکا چہرہ بھگو گئے اس کے پاس بائیں جانب بیٹھی عنایہ کی بھی آنکھیں نم تھیں اس نے اپنی بہن کے آنسو تڑپ کر صاف کیے

ڈیول جو دلکش کے دائیں جانب بیٹھا تھا اپنی زخمی دل بہنوں کو خاموشی اور ضبط سے دیکھتا رہا یہ لمحہ اسے ضبط اور جبر سے ہی گزارنا تھا آخر کار جمال حفیظ اگر دلکش اور عنایہ کے باپ تھے تو اس نے بھی کبھی اپنے باپ کی جگہ انھیں دیکھا تھا باپ کا مقام دیا تھا قاضی صاحب بھی پل بھر کو ٹھٹک کر چپ ہو گئے اور یہ منظر دیکھتے دلکش کے زخمی دل سے سب ہی آشنا ہو گئے زخم تو ڈیول اور عنایہ کے بھی تازہ ہوئے تھے کل جاوید رؤف اور سلطان کو پھانسی کی سزا ہو چکی تھی اور وہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے جبکہ جمال حفیظ کو پھانسی تو ان سے پہلے ہونی تھی لیکن تمام بزنس اور چیزوں کو قانون کی حراست میں آنے کے لیے جمال حفیظ کی پھانسی کو جسٹس افتخار چوہدری نے آج کے لیے ملتوی کر دیا گیا تھا اور آج ارجنٹ بیس پر جمال حفیظ کو مزید تاخیر کے بنا پھانسی ہونی تھی جمال حفیظ نے حبیب سوری سے سائین کرتے وقت التجاء کی تھی کے عنایہ کو بس ایک دفعہ اس سے ملوا دے جس کی اطلاع حبیب سوری نے ڈیول کو کی تھی اور ڈیول نے دلشاد کے سامنے عنایہ کو اور یہ بات کسی سے چھپی نہیں تھی دلشاد اور وہاب صاحب یہاں تک کے ڈیول اور دلکش نے بھی عنایہ سے کہا تھا کہ وہ مل سکتی ہے تو عنایہ نے ایک ہی بات کہی "مجھے ان

سے کوئی غرض نہیں اور اب میں ان کی یا اپنی زندگی میں کبھی ان کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہوگی" اور عنایہ کی اس بات پر سب نے اپنے لب سل لیے اور ڈیول نے یہ عنایہ کا پیغام جمال حفیظ تک پہنچا دیا تھا دلکش کا زندگی میں پہلی دفعہ اپنے باپ کے نام سے پکارے جانے پر جہاں دل زخمی سا تھا تو عنایہ کا اپنے باپ کی زیادتیاں یاد کر کے۔

"تم ٹھیک ہو میری جان "ڈیول نے دلکش کو اپنے حصار میں لیتے پوچھا جس پر دلکش نے اپنے بھائی کو دیکھتے سر اثبات میں ہلایا تو ڈیول نے بھی دلکش کے دلہن کے ڈوپٹے سے ڈھانپے سر پر بوسہ دیا اور قاضی صاحب کو دوبارہ نکاح شروع کرنے کا کہا تو قاضی صاحب اپنے کام کی طرف دوبارہ متوجہ ہوئے۔

"دلکش فاطمہ ولد جمال حفیظ آپ کا نکاح ماہر خلیل ولد راشد خلیل سے حق مہر عمرے اور حج کی ادائیگی پر طے پایا ہے آپ نے نکاح قبول کیا۔۔" مولوی صاحب نے دلکش سے اجازت طلب کرتے پوچھا جس پر دلکش نے نظریں اٹھائیں ماہر کو

دیکھا جو کب سے دلکش پر ہی نظریں مرکوز کر کے بیٹھا تھا دلکش اور ماہر کا حق مہر ان دونوں کی رضا مندی سے طے پایا تھا اور اس حق مہر کی ادائیگی اور اپنی زندگی میں خوشیوں کا شکر ادا کرنے کے لیے ماہر اور دلکش نکاح کے بعد عمرے کے لیے جانے والے تھے توجہ کے لیے وہ اللہ سے دعا گو تھے کہ وہ انھیں یہ سعادت نصیب فرمائے اور اگلے سال یہ فریضہ بھی ادا کروائے دلکش کو ماہر کی آنکھوں میں نمی محسوس ہوئی شاید وہ اپنی محبت کو اپنی زندگی میں شامل کر کے بے انتہا خوشی سے اپنی آنکھیں نم کر گیا تھا دلکش نے ماہر کو دیکھتے پھر نظریں جھکائیں تینوں دفعہ اجازت دی ۔

قبول ہے ۔۔۔

قبول ہے ۔۔۔

قبول ہے ۔۔۔

ماہر اور دلکش سے نکاح نامے پر سائین کروانے کے بعد ہر طرف خوشیوں کی صدا گونج گئی تمام مرد حضرات نے آگے بڑھتے مولوی صاحب کے بعد ماہر کو مبارک باد پیش کی تو دلکش کو ڈیول نے سر پر دوبارہ بوسہ دیتے اور اپنے قدم ماہر کی طرف بڑھاتے تمام خواتین کو دلکش کو مبارک باد دینے کے لیے جگہ خالی کی تو تمام خواتین نے خوش دلی سے دلکش کو گلے لگائے مبارک باد دی اور مہک تو اپنی بھابھی پر صدقہ واری ہوئے جا رہی تھی وہ سب لوگ اپنی زندگیوں میں بے انتہا خوش تھے ہر طرف خوشیاں بکھری تھی پھر سب نے خوشگوار ماحول میں کھانے کھاتے ہوئے ماہر سے فرمائش کی کے وہ اپنی شادی کی خوشی میں اپنی بیگم کے لیے گانا گائے تو تمام نوجوان پارٹی اپنے اپنے ہمسفروں کے ساتھ پیلس کے لان میں آئی جہاں پیلس کے لان کو بھی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا تو وسط میں تمام کپلز کے لیے براجمان ہونے کے لیے کشنز رکھے گئے تھے تو ماہر بھی مسکراتا ہوا اپنی بیگم کا ہاتھ تھامتا ہوا یونیک اسٹائل دلہا دلہن کشن پر براجمان ہوا تو ہشام نے ماہر کا گٹار ماہر کو تھمایا ماہر نے ایک نظر اپنے پہلو میں بیٹھی اپنی نئی نویلی دلہن کو دیکھا جو اسے ہی

محبت سے دیکھے جارہی تھی اور دھن بنانی شروع کی ڈیول اور آیت ، دلشاد اور عنایہ ، جیک اور عائشہ ،نوریز اور نمل ، داہم اور ہالے ،ہشام اور مہک محوت سے اس نئے نویلے دلہا دلہن کے جوڑے کو دیکھنے اور دل میں نظر اتارنے میں مصروف تھے۔

🎶🎶🎶🎶🎶

تو ہی حقیقت خواب تو۔۔۔

دریا تو ہی پیاس تو۔۔۔

تو ہی دل کی بے قراری ۔۔

تو سکون تو سکون ۔۔۔

ماہر نے دلکش کو دیکھتے خوبصورتی سے گانا شروع کیا ماہر کے گانے کا ہر لفظ دلکش کو ماہر کی محبت کا اعتراف لگا جبکہ تمام کپلز بھی اب ان دونوں کو محوت سے دیکھ اور اس کے گانے میں کھوئے ہوئے تھے۔

جاؤیں اب جب ۔۔۔

جس جگہ ۔۔۔

پاؤیں تجھ کو اس جگہ ۔۔۔

ساتھ ہو کے نا ہو تو ہے۔۔

روبرو روبرو۔۔۔

تو ہم سفر تو۔۔۔

تو ہم قدم تو۔۔۔

تو ہم نواہ میرا۔۔۔

دلکش نے گانے کے ان لرکس پر مسکراتے ہوئے اپنا سر ماہر کے کندھے پر ٹکا دیا ماہر دلکش کی حرکت پر کھلے دل سے مسکرایا اور گانا بھولے گٹار سائیڈ پر کرتا گانے کا

فقرہ ادا کرتا دلکش کے گرد حصار بنا گیا اور اس کی پیشانی پر لب رکھتا دلکش کو پلکیں جھکانے پر مجبور کر گیا تو وہ گٹار ان کے قریب بیٹھے نوریز نے تھاما اور ڈیول کو گانے کا اشارہ کرتے گٹار پر دھن بنانے لگا تو اب ڈیول نے اپنی خوبصورت آواز کا جادو بکھیرا اور آیت کو اپنے حصار میں لے گیا اور گانے لگا۔

آ تجھے ان باہوں میں بھر کے۔۔۔

اور بھی کر لوں میں قریب۔۔۔

تو جدا ہو تو لگے ہیں۔۔۔

آتا جاتا ہر پل عجیب۔۔۔

ڈیول نے یہ فقرہ کہتے ہی سانس لیتے آیت کی پیشانی پر محبت سے بوسہ دیا آیت ڈیول کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی ڈیول کے بوسہ دینے پر آنکھیں بند کر گئی تو ڈیول مسکراتا ڈمپلز کی نمائش کرتا دوبارہ گانے لگا۔

اس جہاں میں ہے اور نا ہوگا۔۔۔

مجھ سا کوئی بھی خوش نصیب۔۔۔

تنے مجھ کو دل دیا ہیں۔۔۔

میں ہوں تیرے سب سے قریب۔۔۔

ڈیول گا رہا تھا اور دلشاد نے مسکراتے اپنی بیوی کے گرد حصار بناتے عنایہ کو اپنے بے حد قریب کیا اور اس کی ناک سے اپنی ناک مس کر گیا دلشاد کی حرکت پر عنایہ کھلے دل سے مسکرائی۔

میں ہی تو تیرہ دل میں ہوں۔۔۔

میں ہی تو سانسوں میں بسو۔۔۔

تیرہ دل کی دھڑکانو میں۔۔۔

میں ہی ہوں میں ہی ہوں۔۔۔

تو ہمسفر۔۔۔

تو ہم قدم۔۔۔

تو ہم نو اہ میرا۔۔۔

تو ہمسفر۔۔۔

تو ہم قدم تو ۔۔۔

تو ہم نو اہ میرا۔۔۔

سب کو محبت میں گم دیکھتے داہم نے بھی اپنی بیگم کو جھٹکے سے کھینچ کر اپنے قریب لیا ہالے جو سب کو محوت سے دیکھ رہی تھی داہم کی حرکت پر داہم کو گھورنے لگی جس پر داہم نے ہالے کو آنکھ مارتے ہوئے اپنے حصار میں لیتے اس کے گال پر بوسہ دیا تو ہالے شرم سے نظریں جھکا گئی تو داہم نے ہالے کو گلے لگایا اور ہالے بھی محبت سے داہم کے سینے پر سر رکھ گئی

کب بھلا اب یہ وقت گزرے۔۔۔

کچھ پتا چلتا ہی نہیں۔۔۔

جب سے مجھ کو تو ملا ہیں۔۔۔

ہوش کچھ بھی اپنا نہیں۔۔۔

اب جیک بھی اپنی پاس بیٹھی بیگم کا ہاتھ تھامتا اس پر عقیدت سے لب رکھ گیا اور عائشہ جو جیک کی حرکت پر مسکرا رہی تھی اسے اپنے حصار میں لے گیا اور وہ دونوں گانے کے الفاظ میں ایک دوسرے کی آنکھوں میں گم ہوئے۔

اف یہ تیری پلکیں گھانی سی۔۔۔

چھانو ان کی ہیں دلنشیں۔۔۔

اب کسے ڈر دھوپ کا ہے۔۔۔

کیوں کی ہیں یہ مجھ پے بیچی ۔۔۔

اب نمل نے بھی اپنے شوہر کے کندھے پر سر ٹکایا تو نوریز نے بھی مسکراتے ہوئے لٹارڈیول کو پاس کیا جس نے گٹار تھامتے دھن بنانا اور نوریز کو گانے کا اشارہ کیا جس پر نوریز مسکراتا اپنی بیگم کو حصار میں لیتا گانے لگا۔

تیرہ بنا نا سانس لو۔۔۔

تیرہ بنا نا میں جیو۔۔۔

تیرہ بنا نا ایک پل بھی۔۔۔

رہ سا کورے سا کو۔۔۔

ہشام اور مہک بھی ایک دوسرے میں گم اس گانے کے ہر لرکس میں کھوئے ہوئے تھے جب ہشام نے مہک کے بالوں میں بوسہ دیتے اسے پلکیں جھکانے پر مجبور کر دیا پھر نوریز نے تمام مرد حضرات کو متوجہ کرتے اب ہم آواز اس گانے کے آخری لرکس کو گانے کا کہا تو سب نے مسکراتے تائید کی۔

تو ہی حقیقت۔۔۔

خواب تو۔۔۔

دریا تو ہی۔۔۔

پیاس تو۔۔۔

تو ہی دل کے بے قراری۔۔۔

تو سکون تو سکون۔۔۔

تو ہمسفر۔۔۔

تو ہم قدم۔۔۔

تو ہمنواہ میرا۔۔۔

تو ہمسفر۔۔۔

تو ہمقدم۔۔۔

تو ہمنواہ میرا۔۔۔

تو ہمسفر۔۔۔

تو ہمقدم۔۔۔

تو ہم نو اہ میرا۔۔۔

تو ہمسفر۔۔۔

تو ہم قدم۔۔۔

تو ہم نو اہ میرا۔۔۔

ہم آواز تمام مرد حضرات نے گاتے اپنی بیگمات کا دل زور شور سے دھڑکایا جبکہ لان کے کنارے پر کھڑے وہاب صاحب احان صاحب ،کاشان صاحب ،جنت بیگم اور زریش بیگم تمام بچوں کو دیکھتے کھلے دل سے مسکراتے ان کی نظر اتار رہے تھے وہ سب لوگ اپنی زندگیوں میں بے پناہ خوش تھے اتنی تکلیفیں جھیلنے کے بعد بلاآخر کچھ دیر بعد سب نے پیلس کے اندر جانے کے لیے قدم بڑھائے کہ داہم کا موبائل رنگ

ہوا جیسے داہم نے نمبر دیکھتے فورا اٹھایا اور کان سے لگایا اور آگے کی بات سنتے داہم کے ماتھے پر کچھ لکیریں پڑی جسے داہم نے ہالے کو خود کو نا سمجھی سے دیکھتا پا کر جلد ہی غائب کر دیں اور سب سے ایکسکیوز کرتا کسی ضروری کام کا کہتے اپنی گاڑی میں سوار ہوتا پیلس سے نکلا تو سب لوگوں نے پیلس کے اندر قدم رکھتے دوبارہ اپنی خوشیوں میں مصروف ہونا ضروری سمجھا۔

****

یہ منظر تھا پھانسی کے تختے پر چڑھانے والے قیدیوں کی جگہ کا جہاں حبیب سوری داہم سے محو گفتگو تھے تو داہم بھی نا سمجھی سے جمال حفیظ کی داہم سے ملاقات کی التجاء سمجھنے سے قاصر پھر جمال حفیظ پولیس آفسران کی موجودگی میں وہاں آتے داہم کو دیکھائی دیے وہ شکستہ دل تھے اور بے جان زندہ لاش کی طرح خود کو گھسیٹتے ہوئے فاصلہ طے کر رہے تھے جمال حفیظ کو داہم کے سامنے لا کر کھڑا کیا گیا تو حبیب سوری

اور پولیس اہلکار نے ان سے کچھ دوری پر کنارہ کیا اب داہم اور جمال حفیظ آمنے سامنے کھڑے تھے لیکن جمال حفیظ کی گردن جھکی ہوئی تھی شاید ملال سے شاید ہار سے جبکہ داہم بہت غور سے ان کے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا۔

"کیوں بلایا ہے مجھے یہاں" جمال حفیظ نے داہم کو کہتے سنا۔

"تمھیں آگاہی دینی ہے" جمال حفیظ نے گردن جھکائے ہی کہا تو داہم کے ماتھے پر بل ڈالے۔

"کیا مطلب ہے تمہارا" داہم نے کہا۔

"میری بیٹی جسے میں نے اتنی محبت دی وہ مجھ سے نہیں ملنا چاہتی مجھے آخری دفعہ دیکھنا نہیں چاہتی، میری طاقت میرا روعب میرا دبدبہ سب چھن گیا مجھ سے،

میری برسوں کی ریاضت ضائع ہوگئی ۔۔"جمال حفیظ کہ رہے تھے اور داہم کو لگا شاید وہ اپنی غلطیوں پر ندامت ملال اور شرمندگی لیے ہیں شاید اسی لیے گردن جھکا کر اپنے خسارے کی تائید کر رہیں ہیں اور یہی داہم غلط تھا یک دم جمال حفیظ نے اپنا سر اٹھایا اور داہم دیکھ سکتا تھا ان کی آنکھوں میں کوئی غم کوئی ملال اور کوئی پچھتاوا نہیں تھا کچھ تھا تو صرف نفرت ۔

""کہتے ہیں کچھ آگاہی موت سے بھی زیادہ بدتر ہوتیں ہیں میں اپنی موت کی آگاہی سے پل پل خوف سے تڑپا ہوں میں چاہتا ہوں تم بھی ہر پل تڑپو میری تڑپ تو آج ختم ہو جائے گی لیکن تم زندہ رہو اور اس تڑپ کو پل پل جئیو اور آج میں تمہیں وہ آگاہی دینا چاہتا ہوں"جمال حفیظ نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہنا شروع کیا۔

"تم اس کہانی کے پلوٹ چینجر تھے اور وہ دلکش فاطمہ اس کہانی کا اہم کردار یہ کہانی میری موت اور تم لوگوں کی خوشیوں کے ساتھ ختم لازمی ہوگی لیکن ایک کہانی اور

شروع ہوگی اور اس کہانی میں تم قابل نفرت ہو گے داہم وہاب خانزادہ۔۔۔دلکش فاطمہ سے یہ کہانی جڑی تھی اور اسی سے یہ کہانی ختم ہو رہی ہے لیکن۔۔"جمال حفیظ کہہ رہے تھے اور داہم انھیں ساکت سا دیکھ رہا تھا جمال حفیظ کے چہرے میں داہم کو شیطانیت نظر آرہی تھی اور پھر جمال حفیظ ایک قدم آگے ہوئے تو پولیس اہلکار جمال حفیظ کی حرکت کو دور سے دیکھتے فوراً حرکت میں آنے لگے جنہیں داہم نے ہاتھ کو بلند کرتے روکا جمال حفیظ داہم کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے داہم دیکھ سکتا تھا وہ شخص زندہ رہنا ہی نہیں چاہتا تھا وہ شخص ان لوگوں کی تباہی چاہتا تھا اور مرنے والا شخص جب تباہی کو آنکھوں میں بسائے ہوئے ہو تو اس کے ہر لفظ سے خوف کھانا چاہیے۔

"دلکش فاطمہ سے ایک اور کہانی شروع ہوگی جو تم لوگوں کی نسلوں کو نفرت کے شکنجے میں لے گی اور اس کہانی کی اصل شروعات سے تمہیں چاہنے والا ہر شخص دلکش فاطمہ کی ہی وجہ سے تم سے نفرت کرے گا میں نے ایک وصیت تیار کی ہے داہم

وہاب خانزادہ اور وہ صرف تمہارے لیے ہے صرف تمہارے لیے جسٹس افتخار چوہدری کے پاس اور وہ وصیت تمہیں جب ملے گی جب نئی کہانی میں تمہاری بربادی کا اصل وقت شروع ہوگا اور وہ وقت جمال حفیظ جانتا ہے۔۔" جمال حفیظ یک دم قہقہہ لگا کر ہنسا اس کی مسکراہٹ اور الفاظ نے داہم کو سناٹوں کی ضد میں لا دیا اور یک دم پولیس اہلکار جمال حفیظ کی پھانسی کا وقت دیکھتے اسے وہاں سے لے جانے کے لیے آگے ہوئے اور جمال حفیظ داہم کو دیکھتے ہنس رہا تھا اور پھر بولا۔

"داہم وہاب خانزادہ تمہاری وجہ سے میں برباد ہوا ہوں تمہاری گواہی نے سب تباہ کر دیا میرا۔۔ میری منتوں مرادوں کی بیٹی چھین لی مجھ سے۔۔۔ آج میں تمہیں بددعا دیتا ہوں جس طرح میں اپنی بیٹی کے لیے تڑپ رہا ہوں تمہارے گھر بھی بیٹی ہو اور تم بھی اس کے لیے تڑپو۔۔" جمال حفیظ آواز بلند کرتا زور زور سے کہہ رہا تھا اور داہم کے پیر پل میں یہ بات سنتے ڈگمگائے لیکن وہ خود کو سنبھال گیا جمال حفیظ کو وہاں سے لے جایا گیا داہم کے پیر خود با خود جمال حفیظ کی سمت بڑھنے لگے اور پھر پولیس

اہلکاروں نے داہم کو پکڑا وہ ساکت نظروں سے جمال حفیظ کو بہت دور سے بھی ہنستا ہوا دیکھ سکتا تھا اور پھر جمال حفیظ کے چہرے پر سیاہ کپڑا چڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا جیب سوری داہم سے کچھ کہ رہے تھے لیکن داہم صرف اور صرف جمال حفیظ کی طرف متوجہ تھا پھر جمال حفیظ کے گلے میں طوق کی طرح رسا ڈالا گیا اور یک دم جمال حفیظ کے پیر ہوا میں بلند ہوئے اور پھر وہ بلندپیر تڑپتے ہوئے اچانک ساکت ہو گئے جمال حفیظ اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا اور داہم جمال حفیظ کے لفظوں میں گم سم جب جیب سوری نے زور سے داہم کو جھنجھوڑا وہ کب سے داہم کو چلنے کا کہہ رہے تھے داہم یک دم ہوش میں آیا یہ وہ داہم نہیں تھا جو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رہتا تھا آج یہ داہم الگ تھا بددعا اور خوف میں گھیرا داہم وہاب خانزادہ۔

****

چلتے ہیں پھر پیلس کی طرف جہاں ہر کوئی ماہر اور دلکش کی خوشیوں میں شامل ہوتے

اب اپنے گھروں کا رخ کرنے لگے تھے کہ اچانک داہم کی کار پیلس میں داخل ہوئی داہم قدم اٹھاتا واپس ان سب میں مسکراتا ہوا شامل ہوا داہم جمال حفیظ سے ملاقات کے بعد خود کو کمپوز کرتا جیب سوری کو ڈیول کو اپنی اور جمال حفیظ سے ملاقات کے بارے میں بتانے کے لیے منع کرتے وعدہ لے چکا تھا اور جسٹس افتخار چودھری سے بھی وصیت کے متعلق پوچھنے کی کوشش بھی کر چکا تھا لیکن جمال حفیظ کی آخری وصیت کے مطابق اور قیدیوں کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ وصیت کے بارے میں وقت سے پہلے کسی کو بھی بتانے کی اجازت نہیں تھی تو داہم بھی خاموشی سے خود کو حد درجہ کمپوز کرتا پیلس لوٹا تھا داہم دلکش اور ماہر سے ملتا اب سب کے ساتھ ہی واپس وہاب ولا لوٹ رہا تھا جنت ولا کے مکین بھی جنت ولا کا رخ کر گئے تھے جبکہ وہاب ولا کے مکین وہاب صاحب زریش بیگم ہالے اور داہم بھی وہاب ولا کا رخ کر گئے تھے جبکہ عنایہ اور دلشاد بھی وہاب ولا کے لیے نکلنے والے تھے اپنی لینڈ کروزر کا رخ کر رہے تھے کے جب دلکش نے دلشاد کو آوازدی دلکش دلشاد اور عنایہ کے پاس آتی مسکرائی دلکش کے ساتھ ماہر بھی موجود تھا دلشاد اور عنایہ دلکش کی طرف دیکھتے پلٹے اور مسکرائے تھے۔

"میں تمہیں اپنی پرانی زندگی کے ساتھ الوداع کہنا چاہتی تھی" دلکش نے مسکراتے ماہر کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تو ماہر عنایہ اور دلشاد تینوں ہی مسکرائے۔

"وہ ہم دونوں دو دن پہلے ایک دوسرے کو کہ چکے ہیں" دلشاد نے بھی مسکراتے عنایہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تو دلکش نے سر اثبات میں ہلایا۔

"نئی زندگی کی خوشیاں بہت مبارک ہو تمہیں" دلشاد نے کہا تو دلکش پھر مسکرائی۔

"تمہیں بھی نئی زندگی کی خوشیاں مبارک ہو" دلکش نے بھی دلشاد اور عنایہ کو دیکھتے کہا تو دلشاد عنایہ پلٹے تو ماہر اور دلکش بھی پلٹ گئے ان دونوں کی راہیں ہمیشہ سے الگ تھیں اور منزلیں بھی۔

کچھ راہیں جڑتی ہی جدا ہونے کے لیے ہیں !

کچھ محبتیں ہوتی ہی لاحاصل رہنے کے لیے ہیں !

دو دن پہلے :-

(ولیمے کی رات)

(صحرائے محبت کے اختتام کا آخری پنہ ❤️)

"یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو دلکش ؟" وہاب ولا کے لان کے وسط کی سیڑھیوں میں

دلکش چاند کو محوت سے دیکھ رہی تھی کے اچانک ایک آواز دلکش کو اپنے پشت پر سنائی دی اور دلکش فاطمہ اس آواز کو کروڑوں صداؤں میں بھی پہچان سکتی تھی ۔

"تمہارا انتظار کر رہی تھی میں" دلکش نے بنا گردن موڑے چاند کو دیکھتے دلشاد سے کہا وہ آواز دلشاد وہاب خانزادہ کی تھی دلشاد دلکش کے قریب بیٹھتا چاند کو دیکھتا مسکرایا ۔

"پوچھو گے نہیں کیوں ؟؟" دلکش نے دلشاد کی طرف اپنا رخ کرتے پوچھا ۔

"میں جانتا ہوں تم میرا انتظار کر رہی تھیں ۔۔ کیوں کر رہیں تھیں یہ بھی جانتا ہو" دلشاد نے مدھم لہجے میں کہا اور پھر اچانک دلشاد نے دلکش کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا دلکش نے مسکراتے دلشاد کا ہاتھ تھاما اور اپنا رخ چاند کی طرف دوبارہ کیا جسے دلشاد بھی محوت سے دیکھ رہا تھا ۔

"میں نے تم سے بہت محبت کی ہے دلشاد مجھے نہیں پتا کے میں کتنے دن اپنی محبت کے صحرا میں تمہیں یاد رکھوگی لیکن میں نے تمہیں صحرا میں طلسم کی طرح چاہا ہے میں نے تمہارے انتظار میں بنا پلکیں جھپکائے چھ سال ہجر کاٹا ہے" دلکش نے بہت مدھم آواز میں چاند کو دیکھتے ہوئے اپنی محبت کا اتنے سالوں بعد اعتراف کیا دلشاد بنا دلکش کی طرف دیکھے محسوس کر سکتا تھا اس کی آواز نم تھی اور آنکھیں بھی دلشاد نے ایک پر سکون بے ساختہ سانس لی اور پھر چاند کو دیکھتے زخمی انداز میں مسکرایا۔

"میں نہیں جانتا میرے دل میں جو تمہارے لیے محبت کا مقام ہے وہ کبھی ختم ہوگا یا نہیں لیکن میں تمہاری محبت میں چھ سال تپتے صحرا کی ریت کی طرح جلا ہوں" دلشاد نے بھی زخمی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی محبت کا اعتراف کیا وہ دونوں آج زخمی دل لیے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے اپنی محبت کا اعتراف کر رہے تھے جو اس کہانی کو

ختم کرنے کے لیے جا بجا ضروری تھا۔

"ہماری کہانی کا اختتام آغاز سے بلکل مختلف ہے ہماری محبت میں ہمیں ملنا نہیں اپنوں کو ملانا لکھا ہے" دلکش نے اب چاند سے نظریں ہٹاتے چاند کی مدھم روشنی میں دلشاد کے چہرے کو دیکھتے کہا۔

"اسی لیے تو ہماری محبت صحرائے محبت ہے وہ محبتیں بہت عظیم ہوتی ہیں جہاں ایک محبت کے اختتام سے کئی محبتیں پائیدار ہو جائیں" دلشاد نے بھی اپنا رخ دلکش کی طرف کرتے مدھم چاند کی روشنی میں اس کا پر نور چہرہ دیکھتے کہا۔

یک دم کچھ آہٹ ہوئیں اور دلکش اور دلشاد نے ایک ساتھ گردن پیچھے کیے دیکھا ان سے کچھ فاصلے پر ماہر اور عنایہ کھڑے تھے ان دونوں کے منتظر مسکراتے ہوئے دلشاد اور دلکش ایک دم ایک ساتھ کھڑے ہوئے ان کے ہاتھوں میں ایک

دوسرے کا ہاتھ اب بھی ویسے ہی موجود تھا چاند کی روشنی ان کے ہاتھ پر پڑ رہی رہی ہے۔

عنایہ نے آگے بڑھتے دلشاد کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا جسے دلشاد نے دوسرے ہاتھ سے مسکراتے ہوئے تھاما تو ماہر نے بھی آگے بڑھتے دلکش کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا جسے دلکش نے بھی مسکراتے اپنے دوسرے ہاتھ سے تھاما پھر دلشاد نے دلکش کو دیکھا اور دلکش نے دلشاد کو اور دونوں نے ایک ساتھ مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کا تھاما ہوا ہاتھ آہستہ سے چھوڑا۔

"ہم صحرائے محبت کو الوداع کہتے ہیں"

دلشاد اور دلکش نے ہم زبان یہ الفاظ ادا کیے اور اپنے ہمسفروں کے ساتھ اپنی راہوں پر آگے قدم بڑھا گئے۔

ختم شدہ___________________________

صحرائے محبت کے اختتام پر ایک کہانی کی شروعات کا آغاز تھا جسے آگے چل کر سب" عشقِ صحرا" کے نام سے جاننے والے تھے۔

عشقِ صحرا

(Sehr-E-Mohbbat season 2)

Continue in July 2024 ! ! ! ! .....